

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَيْضَانِ الْمَلِكِيِّ

عَلَامَةُ مُسْتَقْدِمِ الْبَوَالِقَيْنِ مَبْدَأُ الْكُرُوفِيِّ بِبَيْضَانِ

أَوَّلُ تَرْجُومَةٍ

شرح البيهقي

ابن حجر العسقلاني

شرح صحيح البخاري

٢٧٨-٢٧٩-٢٨٠

تكملة
في شرح صحيح البخاري

تكملة
في شرح صحيح البخاري

محافظة بهلوان
نيوآر أند ثوبان لاندسكرو

مكتبة صحب الحدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربعہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فَيْضُ الْبَابِ

علامہ مُحَمَّد ابوالْحَسَن سَيَّالْكَوْفِي

اور ترجمہ

فَتْحُ الْبَابِ

ابن حَجْر العَسْقَلَانِي

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۸

تقدیم

حافظ محمد اسماعیل اسد آبادی

تصدیر

حافظ محمد اسماعیل الخطیب

بِخَسَنِ اهْتِمَامِ

عبد اللطیف ربانی مدیر

www.KitaboSunnat.com

حافظ تیارہ مجہلی منڈی

نیو آرڈو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

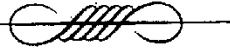
مکتبہ صحبۃ الحدیث

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد دہم

244-1
اسو-ف



مصنف	علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رتیبہ
دوسرا ایڈیشن	اگست 2009ء
ناشر	www.KitaboSunnat.com مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت کامل سیٹ	10000
کمپوزنگ و ڈیزائننگ	حافظ عبدالصالح 0821-416-22-60
ڈسٹری بیوٹرز	مکتبہ اخوت 18722
مجلہ سنڈی (مکتبہ اسلامیہ)	7235951

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور

042-7321823, 0301-4227379

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب ہے بیچ بیان محاربین کے کافروں اور
مرتدوں سے

کِتَابُ الْمُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ
الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

فائدہ: اولیٰ یہ ہے کہ کتاب کے لفظ کو باب کے لفظ سے بدلا جائے اور یہ سب ابواب کتاب الحدود میں داخل ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سزا ان لوگوں کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرنے کو کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھایا جائے یا ان کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹا جائے جانب مخالف سے دائیاں ہاتھ اور بائیاں پاؤں یا دور کیے جائیں اس ملک سے۔

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ بخاری رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ آیت محاربے کی کافروں اور مرتدوں کے حق میں اتری اور بیان کیا ہے باب میں عربیوں کی حدیث کو اور اس میں اس کے ساتھ تصریح نہیں ہے لیکن روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ سے حدیث عربیوں کی اور اس کے آخر میں ہے کہ یہ آیت انہی کے حق میں اتری اور یہی قول ہے حسن اور عطاء اور ضحاک اور زہری کا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اتری یہ آیت اس شخص کے حق میں جو خارج ہوا مسلمانوں سے زمین میں فساد اور رہزنی کرنے کو اور یہ قول مالک کا ہے اور یہی شافعی اور کوفیوں کا قول ہے لیکن یہ پہلے قول کو منافی نہیں اس واسطے کہ اگرچہ خاص وہ عربیوں کے حق میں اتری لیکن اس کا لفظ عام ہے داخل ہے اس کے معنی میں ہر شخص جو ایسا کرے جیسا انہوں نے کیا محاربہ اور فساد سے میں کہتا ہوں بلکہ وہ دونوں مغایر ہیں اور مرجع اس کا اس طرف ہے کہ محاربہ سے کیا مراد ہے سو جس نے حمل کیا ہے اس کو کفر پر اس نے خاص کیا ہے آیت کو ساتھ کافروں کے اور جس نے حمل کیا ہے اس کو گناہ پر اس نے اس کو عام کیا ہے اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑنے کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور معتمدات کہ اول اول یہ آیت عربیوں کے حق میں اتری لیکن وہ شامل ہے اپنے عموم سے اس کو جو مسلمانوں میں سے محاربہ کرے ساتھ رہزنی کے لیکن سزا دونوں فریق کی مختلف ہے سو اگر کافر ہوں تو امام کو اختیار ہے جب کہ ان پر فتح یاب ہو کر جو چاہے کرے اور اگر مسلمان ہوں

تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ قصور میں دیکھا جائے اگر اس نے کسی کو قتل کیا ہو تو اس کو قتل کیا جائے اور جو مال لے اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور جس نے نہ قتل کیا نہ مال لیا ہو اس کو وطن سے نکالا جائے اور ٹھہرایا انہوں نے اُو کو واسطے ترویج کے یہ قول شافعی اور کوفیوں کا ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ بلکہ اُو تخمیر کے واسطے ہے سو امام کو اختیار ہے محارب مسلمان میں کہ تینوں امر سے جو چاہے اس کے ساتھ کرے اور ترجیح دی ہے طبری نے اول قول کو اور اختلاف ہے اس میں کہ آیت میں نفی سے کیا مراد ہے سو مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جس شہر میں اس نے قصور کیا ہو اس سے اور شہر کی طرف نکالا جائے اور اس میں قید کیا جائے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اسی شہر میں قید کیا جائے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بدستور رہنا اس شہر میں اگر چہ قید کے ساتھ ہو اقامت ہے سو وہ ضد ہے نفی کی اس واسطے کہ حقیقت نفی کی نکال دینا ہے شہر سے اور حجت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ امن نہیں کہ دوسرے شہر میں بھی محاربہ کرے اور مالک نے کہا کہ دوسرے شہر میں قید کیا جائے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ کفایت کرتا ہے اس کو جدا ہونا وطن سے اور اپنی برادری سے واسطے رسوائی اور ذلت کے۔ (فتح)

www.KitaboSunnat.com

۶۳۰۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل کے چند آدمی حضرت ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے سو ان کو مدینے کی آب و ہوا ناموافق پڑی تو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ صدقے کے اونٹوں میں جا رہیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پیئیں سو انہوں نے کیا یعنی اونٹوں میں جا رہے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا سو اچھے ہو گئے پھر مرتد ہو گئے اور ان کے چرواہوں کو قتل کر ڈالا اور اونٹ ہانک لے چلے حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے سو وہ پکڑے آئے حضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھوں میں ڈال کے اندھا کیا پھر ان کے زخموں کو آگ سے نہ داغا یہاں تک کہ مر گئے۔

۶۳۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قَلَابَةَ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلِيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ فَاسْتَمَوْا فَاجْتَرَوْا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَالْبَانِهَا فَفَعَلُوا فَصَحُوا فَارْتَدُّوا وَقَتَلُوا رُعَاتِهَا وَاسْتَأْفَقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ قَاتِيًا بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمَهُمْ حَتَّى مَاتُوا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزری اور دستور ہے کہ جب کسی کا ہاتھ پاؤں کاٹا جائے تو اس کو آگ سے داغتے ہیں تاکہ لہو بند ہو جائے اور کبھی گرم تیل میں تل دیتے ہیں سو حضرت ﷺ نے ان کے زخموں کو نہ داغنا تاکہ خون بند نہ ہو جائے۔

بَابُ لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ﷺ نے محاربین مرتدوں کے زخموں کو نہ داغنا

یہاں تک کہ ہلاک ہوئے۔

۶۳۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عربیوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کے زخموں کو نہ داغا یعنی پس لبو بند نہ ہوا یہاں تک کہ مر گئے۔

المَحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ حَتَّى هَلَكُوا.
۶۳۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُو يَعْلَى
حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى
عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ الْعُرَيْنِينَ وَلَمْ يَحْسِمَهُمْ
حَتَّى مَاتُوا.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ حضرت ﷺ نے ان کو نہ داغا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ مرجائیں اور بہر حال جس کا ہاتھ مثلاً چوری میں کاٹا جائے تو اس کو داغنا واجب ہے اس واسطے کہ اس میں غالباً ہلاک کا خوف ہوتا ہے ساتھ جاری رہنے لہو کے۔

بَابُ لَمْ يُسَقِّ الْمُرْتَدُونَ الْمُحَارِبُونَ
حَتَّى مَاتُوا.

نہ پانی پلایا جائے مرتدوں، محاربوں کو یہاں تک کہ مر جائیں۔

۶۳۰۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل کے چند آدمی حضرت ﷺ کے پاس آئے صف میں تھے سوان کو دسپنے کی آب دھونا موافق پڑی تو انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارے واسطے دودھ تلاش کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے واسطے کوئی علاج نہیں پاتا سوائے اس کے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں میں جا کر ملو سو وہ اونٹوں میں گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا یہاں تک کہ تندرست اور موٹے ہوئے سوانہوں نے جردا ہے کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک لے چلے سو حضرت ﷺ کے پاس چلانے والا آیا یعنی حضرت ﷺ کے پاس ان کی فریاد آئی، حضرت ﷺ نے تلاش کرنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا سو نہ بلند ہوا آفتاب مگر کہ پڑے آئے سو حکم کیا حضرت ﷺ نے سلائیوں کے گرم کرنے کا سو گرم کی گئیں پھر ان کی آنکھوں میں پھیر کے ان کو اندھا کیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کے

۶۳۰۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
وُهَيْبٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا فِي
الضَّفَّةِ فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ
اللَّهِ ابْنِنَا رَسُولًا فَقَالَ ((مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ
تَلْحَقُوا بِإِبِلِ رَسُولِ اللَّهِ)) فَاتَوَّهَا فَشَرِبُوا
مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَحُّوا وَسَمِنُوا
وَقَتَلُوا الرَّاعِيَّ وَاسْتَأْفَرُوا الدَّوْدَ فَآتَى النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّرِيخَ فَبَعَثَ
الطَّابِ فِي آثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارَ حَتَّى
أَتَى بِهِمْ فَأَمَرَ بِمَسَامِيرٍ فَأَحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ
وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ ثُمَّ
الْقَوَا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَمَا سَقُوا حَتَّى

مَاتُوا. قَالَ أَبُو قِلَابَةَ سَرَقُوا وَقَتَلُوا
وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ
زخموں کو نہ داغا پھر پتھر ملی زمین میں ڈالے گئے، آفتاب کی
گرمی میں پانی مانگتے تھے سو پانی نہ پلائے گئے یہاں تک کہ
مر گئے، کہا ابو قلابہ نے انہوں نے چوری کی اور قتل کیا اور اللہ
تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ وہ اونٹ حضرت ﷺ کے تھے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ حضرت ﷺ کے تھے
اور کچھ صدقہ کے سودا لالت کی ہر قسم نے دوسری قسم پر۔

بَابُ سَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَعْيُنَ الْمُحَارِبِينَ .
حضرت ﷺ نے محاربوں کی آنکھوں میں گرم سلائی
پھروائی۔

۶۳۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
حَمَادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ أَوْ قَالَ عُرَيْنَةَ
وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ مِنْ عُكْلٍ قَدِمُوا
الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا
فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَالْبَانِهَا فَشَرَبُوا حَتَّى
إِذَا بَرُوا قَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَأْفَرُوا النَّعَمَ
فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عُدْوَةً فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي إِثْرِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ
النَّهَارُ حَتَّى جِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَ
أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَأَلْقُوا
بِالْحِجْرَةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقُونَ قَالَ أَبُو
قِلَابَةَ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا
بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ .
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکلی یا
عرینہ کے چند آدمی اور میں نہیں جانتا مگر کہ کہا قوم عکلی کے
چند آدمی مدینے میں آئے سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے
شیر دار اونٹیوں کا حکم کیا اور ان کو حکم کیا کہ ان کی طرف نکلیں
اور ان کا پیشاب اور دودھ پیئیں سو انہوں نے پیا یہاں تک
کہ جب اچھے ہوئے تو چرواہے کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک
لے چلے سو حضرت ﷺ کو صبح کے وقت خبر پہنچی حضرت ﷺ
نے ان کے پیچھے تلاش کرنے والوں کو بھیجا سو نہ بلند ہوا
آفتاب یہاں تک کہ لائے گئے سو حضرت ﷺ نے ان کے
بارے میں حکم دیا سو ان کے ہاتھ پاؤں کو اڈالے اور ان کی
آنکھوں میں گرم سلائی ڈال کے اندھا کیا اور پتھر ملی زمین
میں ڈالے گئے پانی مانگتے تھے سو نہ پلائے جاتے تھے، کہا
ابو قلابہ نے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے چوری کی اور قتل کیا اور
اسلام کے بعد مرتد ہو گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول
سے لڑائی کی۔

فائدہ: محاربین کی آیت میں ہے کہ ان کے واسطے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے تو مخالف ہے اس
کو حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ جس پر دنیا میں حد قائم کی جائے وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور

ظاہر آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے واسطے دونوں امر جمع ہوں گے اور جواب یہ ہے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مخصوص ہے ساتھ مسلمانوں کے اس واسطے کہ آیت میں ذکر شرک کا ہے باوجود اس چیز کے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اس کے گناہوں سے اور جب حاصل ہوا اجماع اس پر کہ کافر اپنے شرک پر قتل کیا جائے اور شرک کی حالت میں مر جائے تو یہ قتل اس کے واسطے کفارہ نہیں ہوتا تو قائم ہوا اجماع اہل سنت کا اس پر کہ گنہگاروں میں سے جس پر حد قائم کی جائے وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے اور اس کا ضابطہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾۔ (فتح)

جو بے حیائیوں کو چھوڑے اس کی فضیلت کا بیان

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ

فائدہ: فاحشہ ہر سخت گناہ کو کہتے ہیں قول سے ہو یا فعل سے اور غالباً زنا کو فاحشہ کہا جاتا ہے اور اغلام کو بھی فاحشہ کہا جاتا ہے اسی واسطے اکثر کے نزدیک زنا اور اغلام کی ایک حد ہے۔

۶۳۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۶۳۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا

نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں

عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حُبَيْبِ

رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوائے کہیں سایہ نہ ہوگا

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غَاصِمٍ عَنْ

یعنی قیامت میں، ایک تو منصف سردار، دوسرا وہ جوان جو

أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اُمنگ جوانی سے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مشغول ہوا، تیسرا وہ

وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

مرد جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا خالی مکان میں سو اس کی

فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ

دونوں آنکھوں سے پانی جاری ہوا، چوتھا وہ مرد جس کا دل

وَشَابٌ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ

مسجد میں لگا رہتا ہے یعنی بار بار جماعت کے واسطے مسجد میں

اللَّهُ فِي خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ

جاتا ہے، پانچویں وہ دو مرد جو اللہ تعالیٰ کے واسطے آپس میں

مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ

محبت رکھتے ہیں، چھٹا وہ مرد جس کو مال دار باعزت

وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالَ

خوبصورت عورت نے بلایا اپنی جان کی طرف یعنی بدکاری

إِلَى نَفْسِهَا قَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ

کے واسطے تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں میں

تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ

بد کام ہرگز نہیں کروں گا، ساتواں وہ مرد جس نے خیرات کی

شِمَالَهُ مَا صَنَعَتْ يَمِينُهُ.

سو اس کو چھپایا یہاں تک کہ نہیں جانتا اس کا بائیاں ہاتھ کہ کیا

خرچ کیا اس کے دائیں ہاتھ نے یعنی نہایت چھپا کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ایک وہ مرد ہے جس کو

مال دار باعزت خو بصورت عورت نے اپنی جان کی طرف بلایا تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

۶۲۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا
عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا
عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ
بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَكَّلَ لِي مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ
وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْحَبَّةِ.

۶۳۰۹۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو میری خوشنودی کی خاطر ضامن
ہو اس کا جو اس کے دونوں پاؤں میں ہے یعنی حرام کاری نہ
کرے اور جو ضامن ہو اس کا جو اس کے دونوں جڑوں میں
ہے یعنی زبان سے جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے، حرام نہ
کھائے تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔

فائدہ: اصل توکل کے معنی ہیں اعتماد کرنا کسی چیز پر اور یقین کرنا ساتھ اس کے اور جو پاؤں کے درمیان ہے یعنی
شرم گاہ اور جو جڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان یا بولنا۔

بَابُ إِثْمِ الزَّوْنَةِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا
يَزْنُونَ﴾ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْنَةَ إِنَّهُ كَانَ
فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾

زانیوں کے گناہ کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہیں
حرام کاری کرتے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہ نزدیک
جاؤ حرام کاری کے اس واسطے کہ وہ بے حیائی ہے اور
بری راہ ہے۔

فائدہ: پہلی آیت میں اشارہ ہے اس آیت کی طرف جو سورہ فرقان میں ہے اور مراد اس سے قول اللہ تعالیٰ کا ہے
پہلی آیت میں ﴿وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ یعنی جو یہ کرے وہ گناہ کو ملے گا اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے
طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طرق میں ہے اور وہ بیخ غیر طریق مسد کے ہے یعنی تقان سے متصل ساتھ قول
اس کے وحلیلة جارك کہا سو یہ آیت اتری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی تصدیق کے واسطے اور جو نہیں پکارتے اللہ
تعالیٰ کے ساتھ کسی معبود کو اس قول تک اور نہیں حرام کاری کرتے اور جو یہ کام کرے وہ گناہ کو ملے گا۔ (فتح)

۶۳۱۰۔ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ حَدَّثَنَا
هَمَّامٌ عَنْ قَنَادَةَ أَخْبَرَنَا أَنَسٌ قَالَ
لَا حَدِيثَكُمْ حَدِيثَنَا لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ
بَعْدِي سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقْرَبُوا السَّاعَةَ وَإِنَّمَا قَالَ مِنْ
أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ
الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزَّوْنَةُ

۶۳۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ البتہ میں تم
سے بیان کرتا ہوں وہ حدیث کہ میرے بعد کوئی تم سے بیان
نہیں کرے گا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ نہ
قائم ہوگی قیامت اور یا یوں فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے
یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا اور جہالت ظاہر ہوگی اور شراب پی
جائے گی اور حرام کاری ظاہر ہوگی یعنی پھیل جائے گی اور مرد
کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت ہو جائیں گی یہاں تک کہ

وَيَقِيلُ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ
لِلنَّحْمَسِيِّنَ امْرَأَةٌ الْقَيْمُ الْوَاحِدُ.

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزری اور غرض اس سے یہ ہے کہ حرام کاری ظاہر ہوگی یعنی پھیل جائے گی اور مشہور ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کو چھپایا نہ جائے گا زانیوں کی کثرت ہونے سے۔ (فتح)

۶۳۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حرام کاری کرتا ہے بندہ حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں چوری کرتا چوری کرنے والا جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں شراب پیتا جب کہ شراب پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں قتل کرتا کسی کو اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے، عکرمہ کہتا ہے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس سے ایمان کس طرح کھینچا جاتا ہے کہا اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا پھر ان کو ایک دوسرے سے نکالا پھر اگر اس نے توبہ کی تو اس کی طرف پھر آتا ہے اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا۔

۶۳۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا
إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا الْفَضِيلُ بْنُ
عَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِينَ يَزْنِي وَهُوَ
مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
وَلَا يَشْرَبُ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا
يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ
عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنْزَعُ الْإِيمَانُ مِنْهُ قَالَ هَكَذَا
وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِنْ تَابَ
عَادَ إِلَيْهِ هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

۶۳۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں چوری کرتا چوری کرنے والا جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں شراب پیتا جب کہ شراب پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور توبہ پیش کی گئی ہے اس کے بعد۔

۶۳۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكَوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي
الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ
حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِينَ
يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ.

فائدہ: کہا ترمذی نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے کافر کہا ہو زنا اور چوری کرنے اور شراب پینے سے یعنی اُن لوگوں میں سے جن کے خلاف کا اعتبار ہے اور امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ نکلا ایمان سے اسلام کی طرف یعنی اس نے ایمان کو اسلام سے خاص تر ٹھہرایا ہے سو جب ایمان سے خارج ہوا تو اسلام میں باقی رہا اور یہ موافق ہے جمہور کے قول کو کہ مراد ساتھ ایمان کے اس جگہ کمال ایمان کا ہے نہ اصل ایمان یعنی

کامل مؤمن نہیں رہتا نہ یہ کہ بالکل مؤمن نہیں رہتا۔ (بخ)

۶۳۱۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: یا حضرت! کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا: یہ کہ اپنی اولاد کو قتل کرے اس سبب سے کہ تیرے ساتھ کھائے، میں نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے۔ کہا بچی نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے ارج یعنی ثوری نے یہ حدیث تین آدمیوں سے بیان کی تو ان تینوں نے اس کو ابووائل سے روایت کیا ہے سو اعمش اور منصور نے تو ابووائل اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان ابو میسرہ کا واسطہ داخل کیا ہے اور واصل نے اس کو حذف کیا ہے اور ضبط کیا ہے اس کو بچی نے سفیان سے اسی طرح مفصل اور بہر حال عبدالرحمن سو حدیث بیان کی اس نے پہلے بغیر تفصیل کے سوجل کیا اس نے واصل کی روایت کو اوپر روایت منصور اور اعمش کے پس جمع کیا تینوں کو اور داخل کیا ابو میسرہ کو سند میں پھر جب عمرو نے ذکر کیا کہ بچی نے اس کو مفصل بیان کیا ہے تو اس نے اس میں تردد کیا اور صرف سفیان سے روایت کیا منصور اور اعمش کے طریق سے فقط اور واصل کا طریق چھوڑ دیا اور یہی ہیں معنی اس کے اس قول کے دعد یعنی چھوڑ دے اس سند کو جس میں ابو میسرہ کا ذکر نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطلال نے جائز ہے کہ بعض گناہ بڑے ہوں بعض ان دونوں گناہوں سے جو مذکور ہیں اس حدیث میں شرک کے بعد اس واسطے کہ نہیں اختلاف ہے درمیان امت کے کہ اغلام کرنے والے کا گناہ زنا کرنے والے کے گناہ سے بڑا ہے، میں کہتا ہوں کہ اس میں کسی امام سے صریح نقل نہیں پائی گئی بلکہ منقول جماعت سے عکس اس کا ہے اس واسطے کہ حد اس کی نزدیک جمہور کے اور راجح اقوال سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوئی ہے ساتھ

قیاس کرنے کے زنا پر اور مقیس علیہ اعظم ہے مقیس سے یا مساوی ہے اس کے واسطے اور یہ جو حدیث وارد ہوئی ہے کہ قتل کرو فاعل اور مفعول کو تو یہ حدیث ضعیف ہے اور نیز اس میں کوئی مفسدہ نہیں مگر کہ ویسا زنا میں بھی موجود ہے بلکہ اشد اس سے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تینوں گناہ با ترتیب ہیں بڑے ہونے میں سب سے بڑا شرک ہے اس کے بعد قتل کرنا اولاد کا اس کے بعد زنا کرنا اور اگر کوئی اور گناہ جو اس حدیث میں مذکور نہیں ان سے بڑا ہوتا تو جواب سوال کے مطابق نہ ہوتا ہاں یہ جائز ہے کہ کوئی گناہ جو اس حدیث میں مذکور نہیں ان کے مساوی ہو موجودگی تقدیر مرتبے ثانی میں مثلاً بعد قتل موصوف کے اور جو فحش میں اس کی مثل ہو لیکن یہ مستلزم ہے یہ کہ ہو اس چیز میں کہ نہیں مذکور ہے دوسرے مرتبے میں کوئی گناہ جو اعظم ہو اس سے جو تیسرے مرتبے میں ہے اور نہیں ہے کوئی ڈرنچ اس کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا سو جائز ہے کہ یہ جو تھے مرتبے میں ہو اور یہ اکبر ہے ان گناہوں سے جو اس سے کم ہیں۔ (فتح)

باب ہے بیچ بیان سنگسار کرنے مھن کے

بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ

فائدہ: مھن احسان سے ہے اور آتا ہے ساتھ معنی عفت کے اور تزویج کے اور اسلام کے اور حریت کے اس واسطے کہ ہر ایک ان چیزوں میں سے منع کرتی ہے مکلف کو بے حیائی سے اور مھن ساتھ صیغہ اسم فاعل کے ہے اور لفظ اسم مفعول کے ہے اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ وہ ہے جس کے واسطے بیوی ہو اس سے عقد کیا ہو اور اس سے صحبت کی ہو سو گویا کہ جس نے اس کو نکاح کر دیا ہے یا نکاح کرنے کا باعث ہوا ہے اگرچہ اس کا نفس ہو اس نے اس کو مھن کیا ہے یعنی کیا ہے اس کو عفت کے قلعے میں اور منع کیا ہے اس کو بے حیائی کے عمل سے اور جس عورت نے نکاح کیا ہو اس کو بھی مھن کہتے ہیں کہ اس کے خاوند نے اس کو بچایا ہے اور کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہوتا ہے مرد مھن نکاح فاسد سے اور نہ شبہ سے اور مخالفت کی ہے ان کی ابو ثور نے سو اس نے کہا کہ مھن ہو جاتا ہے اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہوتا ہے مجرد نکاح سے مھن اور اختلاف ہے اس میں جب کہ خلوت کرے ساتھ اس کے اور دعویٰ کرے کہ اس نے اس سے صحبت نہیں کی کہا یہاں تک کہ قائم ہوں گواہ یا پایا جائے اس سے اقرار یا معلوم ہو اس کے واسطے بیٹا اس عورت سے اور مالکیہ سے ہے کہ جب میاں بیوی سے ایک زنا کرے اور اختلاف کریں وہی میں تو نہ تصدیق کی جائے زانی کی اگرچہ نہ گزری ہو دونوں کے واسطے مگر ایک رات اور زنا سے پہلے مھن نہیں ہوتا اگرچہ رہا اس کے ساتھ جو رہا اور اگر آزاد مرد لوٹھی سے نکاح کرے تو کیا وہ اس سے مھن ہوتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے کہ مھن ہو جاتا ہے اور عطاء اور حسن اور قنادر اور ثوری اور کوفیوں اور احمد اور اسحاق سے ہے کہ نہیں ہوتا اور اگر کتابی عورت سے نکاح کرے تو کہا ابراہیم اور طاؤس اور شععی نے کہ وہ اس کو مھن نہیں کرتی اور حسن سے ہے کہ نہیں مھن کرتی ہے یہاں تک کہ صحبت کرے اس سے اسلام میں اور جابر بن

زید اور ابن مسیب سے روایت ہے کہ وہ اس کو محسن کرتی ہے اور یہی قول ہے عطاء اور سعید بن جبیر کا اور کہا ابن بطال نے اجماع ہے اصحاب کا اور مشہوروں کے اماموں کا اس پر کہ محسن یعنی شادی شدہ جب زنا کرے جان بوجھ کر جانتا ہو تو واجب ہے اس پر رجم اور دفع کیا ہے اس کو بعض خارجیوں اور معتزلہ نے اور انہوں نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ سنگسار کرنا قرآن میں مذکور نہیں اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے سنگسار کیا اور اسی طرح حضرت ﷺ کے بعد اماموں نے بھی اور اسی واسطے اشارہ کیا علماء نے ساتھ قول اپنے کے باب کی اول حدیث میں اور میں نے اس کو سنگسار کیا حضرت ﷺ کی سنت سے اور ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سیکھو مجھ سے سیکھو مجھ سے بے شک اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی راہ کر دی کنواری کنوارے کے ساتھ سو کوڑے اور برس بھر شہر بدر کرنا اور نکاح والے کو نکاح والے کے ساتھ سو کوڑے اور سنگساری اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اول رجم کی آیت قرآن میں تھی پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور اس کا حکم باقی رہا،

وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ زَنَى بِأَخِيهِ حَدُّهُ حَدُّ
الزَّانِي

اور کہا حسن نے کہ جو اپنی بہن سے زنا کرے اس کی حد زانی کی حد ہے۔

فائدہ: اور حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو جان بوجھ کر محرم عورت سے نکاح کرے اس پر حد ہے اور وجہ دلالت کی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس عورت کو سنگسار کیا حضرت ﷺ کی سنت سے اور نہیں فرق کیا اس میں کہ زنا محرم سے کیا ہو یا غیر محرم سے اور اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے اس طرف کہ جو حدیث کہ وارد ہوئی ہے اس میں کہ جو محرم عورت سے زنا کرے اس کو قتل کیا جائے تو یہ حدیث ضعیف ہے اور مشہور تر حدیث اس باب میں حدیث براء رضی اللہ عنہ کی ہے کہ میں اپنے ماموں سے ملا اور اس کے ساتھ علم تھا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو بھیجا ایک مرد کی طرف جس نے اپنے باپ کی عورت سے نکاح کیا ہے کہ اس کی گردن ماروں اور اس کی سند میں بڑا اختلاف ہے اور اس کے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور ساتھ ظاہر اس حدیث کے قائل ہے امام احمد اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اس پر کہ جو اس کو حلال جانے اس کے بعد کہ اس کو اس کا حرام ہونا معلوم ہو ساتھ قرینے امر کے ساتھ لینے مال اس کے اور تقسیم کرنے اس کے کے۔ (فتح)

۶۲۱۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا
سَلْمَةُ بِنْتُ كَهْلِيلٍ قَالَتْ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ
يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جِئْتُ رَجَمَ
الْمَرْأَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ قَدْ رَجَمْتَهَا بِسُنَّةِ

۶۳۱۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب کہ انہوں نے رجم کیا ایک عورت کو جمعہ کے دن کہا کہ میں نے اس کو سنگسار کیا ہے حضرت ﷺ کی سنت سے۔

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابن عبدالبر نے شعیبؒ سے کہ علیؑ نے کہا کہ میں نے اس کو سنا ہے کہ اس نے کہا کہ شاید کسی مرد نے تجھ سے زبردستی کی اس نے کہا نہیں کہا شاید تو سوتی ہوگی اس نے کہا کہ نہیں کہا تیرا خاوند شاید ہمارا دشمن ہے اس نے کہا نہیں سو حکم کیا حضرت علیؑ نے اس کے قید کرنے کا سو وہ قید کی گئی پھر جب اس نے بچ جتا تو جمعرات کے دن اس کو سو کوڑے مارے پھر اس کو قید میں رکھا پھر جمعہ کے دن اس کے واسطے گڑھا کھودا اور اس کو سنگسار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علیؑ سے کہا کہ تو نے دو حدوں کو جمع کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے سو کوڑے مارے اور سنت سے سنگسار کیا اور کہا ابی بن کعبؓ نے مثل اس کی اور مذہب احمد اور اسحاق اور داؤد اور ابن منذر کا یہ ہے کہ زانی مھسن کو کوڑے مارے جائیں سنگسار کیا جائے اور کہا جمہور نے کہ دونوں حدوں کو جمع نہ کیا جائے اور ذکر کیا ہے انہوں نے کہ عبادہؓ کی حدیث منسوخ ہے یعنی جو مسلم نے روایت کی ہے کہ نکاح والے کو نکاح والے کے ساتھ سو کوڑے اور سنگساری الخ، اور ناخ اس کے واسطے وہ ہے جو ثابت ہو چکا ہے ماعزؓ کے قصے میں کہ حضرت ﷺ نے اس کو سنگسار کیا اور نہیں مذکور ہے سنگسار کرنا اور اس کے نہ ذکر کرنے نے دلالت کی اس پر کہ جلد یعنی کوڑوں کا مارنا واقع نہیں ہوا اور ان کے نہ واقع ہونے نے دلالت کی اس پر کہ جلد واجب نہیں کہا شافعیؒ نے دلالت کی سنت نے اس پر کہ کوڑے مارنا ثابت ہے کنوارے پر اور ساقط ہے نکاح والے سے اور قصہ ماعزؓ کا مترسخی ہے عبادہؓ کی حدیث سے اور بعض نے کہا کہ جلد اور رجم کا جمع کرنا خاص ہے ساتھ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے سوائے جوان کے کہا نوادیؒ نے یہ مذہب باطل ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تنخ تلاوت کے سوائے حکم کے اور خلاف کیا ہے اس میں بعض معتزلہ نے اور علت بیان کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ تلاوت ساتھ حکم اپنے کے مثل عالم کے ہے ساتھ علت کے پس جدا جدا نہ ہوں گے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ منع کے اس واسطے کہ علت نہیں منانی ہے قیام علم کو ساتھ ذات کے ہم نے مانا لیکن تلاوت نشانی ہے حکم کی سو دلالت کرتا ہے وجود اس کا اس کے ثبوت پر اور نہیں دلالت ہے مجرد اس کے سے اوپر وجوب دوام کے پس نہیں لازم آتا ہے نہ ہونے نشانی کے سے بیخ طرف دوام کے نہ ہونا اس چیز کا جس پر تلاوت دلالت کرتی ہے سو جب تلاوت منسوخ ہوئی تو نہ فی ہوگی مدلول کی اور اسی طرح بالعکس ہے۔ (فتح)

۶۳۱۵۔ حضرت شیبانی سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے سنگسار کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ سورہ نور کے اترنے سے پہلے یا بیچھے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔

۶۳۱۵۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى هَلْ رَجِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَبْلَ سُورَةِ النُّورِ أَمْ

بَعْدُ قَالَ لَا أَدْرِي.

فائدہ: اور فائدہ سوال کا یہ ہے کہ سنگسار کرنا اگر اس سے پہلے واقع ہوا ہے تو ممکن ہے کہ دعویٰ کیا جائے منسوخ ہونے اس کے کا ساتھ نص کرنے کے بیچ اس کے اس پر کہ حد زانی کی کوڑے مارنا ہے اور اگر اس سے بعد واقع ہوا ہے تو ممکن ہے کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اور منسوخ ہونے جلد کے محسن کے حق میں لیکن وارد ہوتا ہے اس پر کہ وہ منسوخ کرنا کتاب کا ہے ساتھ سنت کے اور اس میں اختلاف ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ منع تنخ کتاب کا سنت سے اس وقت ہے جب کہ خبر واحد سے ہو اور اگر حدیث مشہور سے تو منع نہیں اور نیز نہیں ہے یہ نسخ اور وہ تو صرف محص ہے ساتھ غیر محسن کے اور قائم ہوئی ہے دلیل اس پر کہ واقع ہوا ہے سنگسار کرنا بعد سورہ نور کے اس واسطے کہ سورہ نور آفک کے قصے میں اُتری تھی اور رجم اس کے بعد واقع ہوا ہے۔ (فتح)

۶۳۱۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اس نے زنا کیا سو اس نے اپنے نفس پر چار بار گواہی دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو وہ سنگسار کیا گیا اور البتہ وہ شادی شدہ تھا۔

۶۳۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنَى فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجِمَ وَكَانَ قَدْ أَحْصَنَ. بَابُ لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُونُ وَالْمَجْنُونَةُ

نہ سنگسار کیا جائے مجنون مرد اور مجنون عورت کو

فائدہ: یعنی جب کہ واقع ہو بیچ زنا کے جنون کی حالت میں اور بہر حال اجماع ہے اور اختلاف ہے اس میں جب کہ واقع ہو بیچ حالت صحت کے پھر دیوانہ ہو جائے تو کیا دیر کی جائے ہوش میں آنے تک کہا جمہور نے کہ نہ تاخیر کی جائے اس واسطے کہ مراد ہلاک کرنا ہے پس نہیں ہیں کوئی معنی واسطے تاخیر کے برخلاف اس شخص کے جو کوڑے مارا جائے اس واسطے کہ مقصود ساتھ اس کے درد دینا ہے سو اس میں دیر کی جائے یہاں تک کہ ہوش میں آئے۔

وَقَالَ عَلِيُّ لِعِمْرَانَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ قلم اٹھایا گیا ہے مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے اور لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو اور سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس اثر کو ابن حبان اور نسائی وغیرہ نے اور ترجیح دی ہے نسائی نے اس کے موقوف ہونے کو لیکن وہ حکم مرفوع ہے اور اس اثر کے اول میں قصہ ہے جو ترجمہ باب کے مطابق ہے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا اور وہ حاملہ تھی سو عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کو سنگسار کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا کہ تو سچا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھایا گیا ہے قلم تین آدمیوں سے ایک مجنون سے جس کی عقل مغلوب ہو دوسرا لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو، تیسرا سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے پس یہ حدیث مرفوع ہے اور نسائی نے اس حدیث کو بہت طریقوں سے روایت کیا ہے اور کہا کہ نہیں صحیح ہے کوئی چیز اس سے اور مرفوع اولیٰ ہے ساتھ صواب کے، میں کہتا ہوں اور مرفوع کے واسطے شاہد ہے ابو اور یس خولانی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مجھ کو کئی اصحاب نے خبر دی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھایا گیا ہے قلم حد میں چھوٹے سے یہاں تک کہ بڑا ہو اور سوتے سے یہاں تک کہ جاگے اور دیوانے سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے اور مغلوب العقل سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور البتہ لیا ہے فقہاء نے اس حدیث کو لیکن ذکر کیا ہے ابن حبان نے کہ مراد ساتھ اٹھنے قلم کے یہ ہے کہ ان کی بدی نہیں لکھی جاتی ہے سوائے نیکی کے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ یہ حدیث ظاہر ہے لڑکے میں سوائے مجنون اور سونے والے کے اس واسطے کہ وہ دونوں صحت عبادت کے قابل نہیں واسطے زائل ہونے شعور اور عقل کے اور حکایت کی ہے ابن عربی نے کہ بعض فقہاء پوچھے گئے لڑکے کے اسلام سے تو اس نے کہا کہ لڑکے کا اسلام صحیح نہیں اور استدلال کیا اس نے ساتھ اس حدیث کے اور معارضہ کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اس سے تو صرف مواخذہ کا قلم اٹھایا گیا ہے اور بہر حال قلم ثواب کا سو وہ نہیں اٹھایا گیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے کہا جس نے حضرت ﷺ سے پوچھا تھا کہ کیا اس لڑکے کے واسطے حج ہے حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اور نیز حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حکم کرو ان کو نماز کا اور جب اس کے واسطے ثواب کا قلم جاری ہے تو پھر کلمہ اسلام کا اجل انواع ثواب کا ہے تو کس طرح کہا جائے گا کہ وہ واقع ہوتا ہے لغو اور معتبر ہے اس کا حج اور اس کی نماز اور یہ جو کہا یہاں تک کہ حکم یعنی بالغ ہو تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ بالغ ہونے سے پہلے اس کو مواخذہ نہیں ہوتا۔ (فتح)

۶۲۱۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

اللَيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي

سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَنِّي رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ

۶۲۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نے فرمایا: کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے

حضرت ﷺ کو پکارا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے زنا کیا

تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا یہاں تک کہ

حضرت ﷺ پر چار بار مکرر کہا سو جب اس نے اپنی جان پر گواہی دی تو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے جاؤ اور اس کو سنگسار کرو کہا ابن شہاب نے سو خبر دی مجھ کو جس نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا اس نے کہا کہ میں بھی سنگسار کرنے والوں میں تھا سو ہم نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کیا سو جب پتھروں نے اس کو بے قرار کیا تو بھاگا تو ہم نے اس کو سنستانی زمین میں پایا پھر ہم نے اس کو سنگسار کیا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَادَّاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي زَيْتٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى رَدَّدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَيَّ نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُكَ جُنُونٌ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ أَحْصَيْتُ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوا بِهِ فَأَرْجُمُوهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَّمَهُ فَرَجَّمَنَاهُ بِالْمِصْلِيِّ فَلَمَّا أَدْلَقْتَهُ الْحِجَارَةَ هَرَبَ فَأَذْرَكَنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَّمَنَاهُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو ایک روایت میں ہے کہ الگ ہوا حضرت ﷺ کے منہ کی طرف جس طرف حضرت ﷺ نے منہ پھیرا تھا یعنی منتقل ہوا اس طرف سے جس میں تھا اس طرف جس طرف حضرت ﷺ کا منہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ماعز تھا اور یہ جو کہا کہ اس نے چار بار مکرر کہا یعنی چار بار اقرار کیا تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی پھر اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگ اور اس کی طرف توبہ کر تو وہ تھوڑی دور پھرا پھر آیا اور کہا حضرت ﷺ مجھ کو گناہ سے پاک کیجیے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کر اور عیب کو چھپا اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی سے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے تین بار منہ پھیرا اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے تو فائدہ سوال کا یہ ہے کہ اگر وہ دعویٰ کرتا کہ وہ دیوانہ ہے تو البتہ اس پر سے حد دور ہو جاتی یہاں تک کہ اس کے دعویٰ کا خلاف ظاہر ہوتا سو جب اس نے جواب دیا کہ وہ دیوانہ نہیں تو اس سے سوال کیا واسطے اس احتمال کے کہ اسی طرح ہو اور اس کے قول کا اعتبار نہ ہو اور کہا عیاض نے کہ فائدہ سوال کا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ ستر حالت کا ہے اور بعید جاننا اس بات کو کہ اصرار کرے عاقل ساتھ اعتراف اس چیز کے کہ اس کے ہلاک کو چاہے اور شاید کہ وہ اپنے قول سے رجوع کرے یا اس واسطے کہ اس سے تنہا سنایا اس واسطے کہ پورا ہوا اقرار اس کا چار بار جس کے نزدیک وہ شرط ہے اور تعقب کیا ہے بعض شارحین نے اس کے اس قول کو یا حضرت ﷺ نے اس کو اس سے تنہا سنا ساتھ اس کے کہ

یہ کلام ساقط ہے اس واسطے کہ نفس حدیث میں واقع ہوا ہے کہ یہ واقعہ اصحاب کی موجودگی میں تھا مسجد میں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے شراب پی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، سو ایک مرد اس کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے اس کو سونگھا تو اس سے شراب کی بونہ پائی اور ایک روایت میں ہے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا غمز کیا ہو گا یا نظر کی ہو گی یعنی ان سب پر زنا بولا گیا لیکن اس میں حد نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا یہاں تک کہ داخل ہوا یہ ذکر تیرا اس کی شرم گاہ میں اس نے کہا ہاں فرمایا جیسے غائب ہوتی ہے سلائی سرمہ دانی میں اس نے کہا ہاں فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کیا ہے زنا؟ اس نے کہا ہاں اس نے کہا: میں نے اس عورت سے حرام کاری کی جو مرد اپنی عورت سے حلال کرتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا اس قول سے کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو پاک کیجیے سو اس کو سگسار کیا گیا اور اس حدیث میں فوائد ہیں بڑی فضیلت ہے ماعز بنی النضر کی واسطے اس لیے کہ وہ بدستور رہا اوپر طلب قائم کرنے حد کے اوپر اس کے باوجود توبہ اس کی کے تاکہ تمام ہو پاک ہونا اس کا اور نہ رجوع کیا اس نے اپنے اقرار سے باوجود اس کے کہ طبع انسان کی تقاضا کرتی ہے اس کو کہ نہ بدستور رہے اس اقرار پر جو تقاضا کرے اس کی جان کے ہلاک کرنے کو سو جہاد کیا اس نے اپنے نفس سے اس پر اور قوی ہوا اوپر نفس کے اور اقرار کیا بغیر اضطراب کے طرف اقامت اس کی کے اوپر اس کے ساتھ شہادت کے باوجود واضح ہونے طریق کے طرف سلامت رہنے اس کی کے قتل سے ساتھ توبہ کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے اس کے واسطے جس کے ساتھ ایسا حال واقع ہو کہ توبہ کرے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اپنی جان سے پردہ پوشی کرے اور اس کو کسی کے آگے ذکر کرے کہ میں نے حرام کاری کی جیسا کہ اشارہ کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ماعز بنی النضر کو اس کی طرف اور یہ کہ جو اس پر مطلع ہو اس کا عیب چھپائے اور اس کو لوگوں میں رسوا نہ کرے اور نہ حاکم کی طرف اس کا مقدمہ اٹھالے جائے جیسا کہ حضرت ﷺ نے اس قصے میں فرمایا کہ اگر تو اس کو اپنے کپڑے سے چھپاتا تو البتہ بہتر ہوتا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے شافعی رضی اللہ عنہ نے سو کہا کہ جو کسی گناہ کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ اس کا عیب چھپائے تو وہ اپنے عیب کو چھپائے اور توبہ کرے اور کہا ابن عربی نے کہ یہ حکم سب غیر مجاہد کے حق میں ہے اور جب کھلم کھلا بے حیائی کو کرنے والا ہو مجاہد ہو تو میں چاہتا ہوں کہ اس کا عیب ظاہر کیا جائے تاکہ اس کو اور اس کے غیر کو اس سے تنبیہ ہو اور مشکل ہے مستحب ہونا ستر کا باوجود اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے تعریف سے ماعز بنی النضر اور غامد یہ عورت کے حق میں اور جواب دیا ہے ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ غامد یہ کا حمل ظاہر ہو چکا تھا باوجود اس کے کہ اس کا کوئی خاوند نہ تھا پس دشوار ہوا استتار واسطے اطلاع کے اس چیز پر کہ مشعر ہے ساتھ فاحشہ کے اور اسی واسطے ترجیح دی بعض نے استتار کو جس جگہ کہ نہ ہو وہ چیز کہ مشعر ہو ساتھ ضد اس کی کے اور اگر ایسی چیز پائی جائے اٹھانا مقدمہ کا طرف امام کی تاکہ قائم کرے اس پر حد کو افضل ہے اور ظاہر یہ ہے کہ چھپانا عیب کا مستحب ہے اور اٹھانا طرف امام کی واسطے

قصد مبالغہ کے تطہیر میں محبوب تر ہے اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور اس میں ثبوت لینا ہے بیخ ہلاک کرنے جان مسلمان کے اور مبالغہ کرنا اس کے نگاہ رکھنے میں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے اس قصے میں تردید اس کی سے اور اشارہ کرنے حضرت ﷺ کے سے طرف اس کی ساتھ رجوع کے اور اشارہ کرنے سے طرف قبول ہونے اس کے دعویٰ کے اگر دعویٰ کرے زبردستی کا یا چونکے کا زنا کے معنی میں یا مباشرت کا سوائے فرج کے مثلاً اور اس میں مشروع ہونا اقرار کا ہے ساتھ فعل فاحشہ کے نزدیک امام کے اور مسجد میں اور تصریح کرنا اس میں ساتھ اس چیز کے کہ شرم کی جاتی ہے بولنے سے ساتھ اس کے انواع گناہ سے قول میں بسبب حاجت کے جو اس کی بے قرار کرنے والی ہے اور اس میں پکارنا ہے بڑے کو بلند آواز سے اور اعراض کرنا امام کا اس شخص سے جو اقرار کرے ساتھ امر کے جو محتمل ہے اقامت حد کو واسطے اس احتمال کے کہ تفسیر کرے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واجب کرتی ہے حد کو یا رجوع کرے اور استفسار کرنا اس سے اس کی شرطوں کا تا کہ مرتب ہو اس پر مقتضا اس کا اور یہ کہ اقرار مجنون کا لغو ہے اور تعریض کرنا اقرار کرنے والے کو ساتھ اس کے کہ پھر جائے اور یہ کہ جب وہ رجوع کرے تو اس کا رجوع قبول کیا جائے اور یہ کہ مستحب ہے اس کے واسطے جو گناہ میں واقع ہو اور پچھتائے یہ کہ توبہ کی طرف جلدی کرے اور کسی کو اس کی خبر نہ دے اور اپنا عیب چھپائے اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی سے اور اگر اتفاقاً کسی کو خبر دے دے تو مستحب ہے کہ حکم کرے اس کو ساتھ توبہ کے اور چھپانے اس کے لوگوں سے جیسا کہ جاری ہو اما عن رسول اللہ کے واسطے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے اور اس قصے میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ہزال سے فرمایا کہ اگر تو اس کا عیب چھپاتا تو تیرے واسطے بہتر ہوتا یعنی اس سے کہ تو نے اس کو حکم کیا ساتھ ظاہر کرنے اس کے اور اس کا عیب چھپانا یہ تھا کہ اس کو حکم کرنا ساتھ توبہ کرنے اور عیب چھپانے کے جیسا کہ حکم کیا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یعنی یہ افضل تھا اس کے ظاہر کرنے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شرط ہے مکرر کرنا اقرار کا ساتھ حرام کاری کے چار بار اس سے کم کے ساتھ حد واجب نہیں ہوتی بدلیل ظاہر قول اس کے کہ جب اس نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی اس واسطے کہ اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ عدد ہی ہے علت بیخ تاخیر کرنے اقامت حد کے اوپر اس کے ورنہ پہلی بار ہی اس کو سنگسار کرنے کا حکم فرماتے اور اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ فرمایا کہ تو نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ زنا میں چار گواہوں کا ہونا شرط ہے سوائے اور حدود کے یعنی تو بنا بر اس کے قیاس چاہتا ہے کہ اقرار بھی چار بار ہو اور یہ قول کوئیوں کا ہے اور راجح نزدیک متابله کے اور ابن ابی لیلیٰ نے زیادہ کیا ہے یہ کہ شرط ہے کہ اقرار کی مجلس بھی متعدد ہو اور یہ ایک روایت ہے حنفیہ سے اور ظاہر یہ ہے کہ مجلس متعدد ہوئی لیکن نہ بقدر تعداد اقرار کے اور تاویل کی ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ یہ فقط ما عن رسول اللہ کے قصے میں واقع ہوا ہے اور وہ واقعہ ہے ایک حال کا پس جائز ہے کہ ہو زیادتی واسطے

زیادہ ثبوت طلب کرنے کے اور تائید کرتا ہے اس جواب کی یہ کہ حضرت ﷺ نے غامیہ سے فرمایا جب کہ اس نے آ کر حضرت ﷺ سے کہا کہ مجھ کو پاک کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جا اور استغفار کر اس عورت نے کہا میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ مجھ سے اقرار کا تکرار چاہتے ہیں جیسا آپ نے معاذ بنی سہم سے تکرار کیا بے شک میں تو زنا سے حاملہ ہوں سو حضرت ﷺ نے اس پر حد قائم کرنے میں تاخیر نہ کی مگر اس واسطے کہ وہ حاملہ تھی سو جب اس نے بچہ جنا تو اس کو سنگسار کروایا اور دوسری بار اس سے استفسار نہ کیا اور نہ اس کے اقرار کے مکرر کرنے کو معتبر جانا اور نہ تعدد مجلس کو اور اسی طرح واقع ہوا ہے عسیف کے قصے میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے انیس! اس کی عورت کے پاس جا سو اگر اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو انیس رضی اللہ عنہا اس عورت کے پاس گیا اور اس نے اقرار کیا سو اس نے اس کو سنگسار کیا اور نہیں ذکر کیا تعدد اقرار کا اور نہ تعدد مجلس کا اور جواب دیا ہے جمہور نے قیاس مذکور سے ساتھ اس کے کہ نہیں قبول ہیں قتل میں مگر دو گواہ برخلاف باقی اموال کے سو قبول کیا جاتا ہے اس میں ایک مرد اور دو عورتیں سو قیاس چاہتا تھا کہ قتل میں بھی اقرار دو بار شرط ہوتا اور حالانکہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اس میں صرف ایک بار اقرار کافی ہے اور اگر تو کہے کہ استدلال کرنا عدم ذکر تعدد اقرار سے عسیف وغیرہ کے قصے میں ٹھیک نہیں اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عدم ذکر نہیں دلالت کرتا اوپر عدم وقوع کے پس جب ثابت ہوا ہونا عدد کا شرط تو سکوت کرنا اس کے ذکر سے احتمال ہے کہ ہوا واسطے علم کے ساتھ مامور بہ کے لیکن ممکن ہے تمسک کرنا غامیہ کے قول سے کہ آپ مجھ سے اقرار کا تکرار چاہتے جیسا معاذ بنی سہم سے تکرار کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے کہ پہلے امام سنگسار کرنا شروع کرے اس کو جو زنا کا اقرار کرے اگرچہ مستحب ہے بلکہ جب گواہوں سے رجم ثابت ہو تو پہلے گواہ سنگسار کرنا شروع کریں اور اس میں سپرد کرنا امام کا ہے حد کو اپنے غیر کے واسطے اور جس کو سنگسار کرنا ہو اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے اور اگر عورت کا زنا گواہوں سے ثابت ہو تو مستحب ہے اس کے واسطے گڑھا کھودنا نہ ساتھ اقرار کے اور تینوں اماموں کا مشہور قول یہ ہے کہ اس کے واسطے گڑھا نہ کھودا جائے اور کہا ابو یوسف رضی اللہ عنہ اور ابو ثور رضی اللہ عنہ نے کہ مرد اور عورت دونوں کے واسطے گڑھا کھودا جائے اور یہ کہ جائز ہے کرنا تلقین کا اس کے واسطے جو اقرار کرے ساتھ اس چیز کے جو واجب کرے حد کو یعنی اس کو وہ چیز تلقین کرنا جو اس سے حد کو دور کرے اور یہ کہ نہیں واجب ہوتی ہے حد مگر صریح اقرار سے اسی واسطے شرط ہے اس شخص پر جو زنا کی گواہی دے یہ کہ کہے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنا ذکر عورت کی شرم گاہ میں داخل کیا تھا یا جو اس کے مشابہ ہو اور یہ کافی نہیں کہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے زنا کیا اور ثابت ہو چکا ہے ایک جماعت اصحاب سے تلقین کرنا اس شخص کو جو حد کا اقرار کرے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو مالک رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے اور بعض نے خاص کیا ہے تلقین کو ساتھ اس کے جس پر گمان ہو کہ وہ زنا کے حکم سے جاہل ہے اور یہ قول ابو ثور کا ہے اور مشتقی ہے تلقین سے نزدیک مالکیہ کے وہ شخص جو کھلم کھلا زنا کرتا ہو اور مشہور ہو

ساتھ پھاڑنے حرام چیزوں کے اور جائز ہے تلقین کرنا اس کا جو اس کے سوائے ہو اور نہیں ہے شرط اور اس میں ہے کہ نہ قید کیا جائے اس کو جو زنا کا اقرار کرے بیچ مدت استصحاب کے اور حامل میں یہاں تک کہ بچہ جنے اور کہا ابن عربی نے کہ حضرت ﷺ نے نہ اس کو قید کیا اور نہ اس سے ضامن لیا اس واسطے کہ اس کا رجوع کرنا مقبول ہے سو اس میں کوئی فائدہ نہیں باوجود جواز اعراض کے اس سے جب کہ رجوع کرے اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ واجب ہے استفسار کرنا اس حال سے جس سے اختلاف ہو اور یہ کہ نشے والے کے اقرار کا کوئی اثر نہیں، لیا جاتا ہے یہ اس کے اس قول سے کہ لوگوں نے اس کو سونکھا اور جن لوگوں نے اس کا اعتبار کیا ہے انہوں نے کہا کہ اس کی عقل گناہ سے دور ہوگئی تھی اور نہیں ہے دلالت ماعز بنی اللہ کے قصے میں احتمال ہے کہ یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے ہو یا اس کا نشہ بغیر گناہ کے واقع ہوا ہو اور یہ کہ جب کوئی زنا کا اقرار کرے تو اس کو چھوڑا جائے پھر اگر تصریح کرے ساتھ رجوع کے تو فقہاء و نہ سنگسار کیا جائے اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا ہے اور دلالت اس کی ماعز بنی اللہ کے قصے سے ظاہر ہے اور یہ کہ عید گاہ جب وقف نہ ہو تو نہیں ثابت ہوتا ہے اس کے واسطے حکم مسجد کا اور یہ کہ جو سنگسار کیا جائے اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور یہ کہ جس سے شراب کی بو پائی جائے اس پر حد واجب ہے یہ قول مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح ہمارے نزدیک صحیح ہونا اقرار نشے والے کا ہے اور جاری ہونا اس کے اقوال کا اس چیز میں کہ اس کے واسطے ہے اور اس پر ہے اور سوال شراب پینے سے محمول ہے ہمارے نزدیک اس پر کہ اگر وہ نشے میں ہوتا تو اس پر حد قائم نہ ہوتی۔ (فتح)

زانی کے واسطے پتھر ہے

بَابُ لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

۶۳۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا سعد بنی اللہ اور ابن زعمہ نے یعنی زعمہ کی لونڈی کے بیٹے میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زعمہ! لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر، یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو خواہ ملکیت سے اور اگر حرام کا دعویٰ کرے کہ لڑکا میرے نطفے سے ہے تو اس کی قسمت میں پتھر ہے یعنی وہ مالک نہیں ہو سکتا اور اگر حرام کارشادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کرنا چاہیے اور پردہ کر اس سے اے سودہ!

۶۳۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اخْتَصَمَ سَعْدُ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بَنِ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاجْتَبَيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةَ. زَادَ لَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ وَاللَّعَاهِرِ الْحَجَرُ.

۶۳۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

۶۳۱۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ
وَاللِّعَاهِرِ الْحَجَرِ.
نے فرمایا: کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو
پتھر۔

فائدہ: اور اس کے ترجمہ میں اشارہ ہے اس طرف کہ وہ ترجیح دیتا ہے اس شخص کے قول کو جس نے تاویل کی ہے حجر
کی ساتھ ان پتھروں کے جن سے زانی کو سنگسار کیا جائے یعنی مراد حجر سے وہ پتھر ہیں جن کے ساتھ زانی کو سنگسار کیا
جائے وقد تقدم ما فيه اور مراد اس سے یہ ہے کہ سنگسار کرنا مشروع ہے زانی کے واسطے اس کی شرط سے نہ یہ کہ ہر
زانی پر سنگساری ہے۔ (فتح)

بلاط میں سنگسار کرنا

بَابُ الرَّجْمِ فِي الْبَلَاطِ

فائدہ: بلاط ایک جگہ کا نام ہے مسجد نبوی کے دروازے کے پاس کہ اس کا فرش پتھروں وغیرہ سے تھا اور کہا ابن
بطلان نے کہ یہ ترجمہ مشکل ہے اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنے میں بلاط اور اس کا غیر برابر ہے اور
جواب دیا ہے ابن نمیر نے کہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ تشبیہ کرے اس پر کہ سنگسار کرنا نہیں خاص ہے ساتھ مکان معین
کے اس واسطے کہ کبھی عید گاہ میں سنگسار کرنے کا حکم کیا اور کبھی بلاط میں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ سنگسار کرنے کے
واسطے گڑھا کھودنا شرط نہیں اس واسطے کہ بلاط میں گڑھا نہیں کھد سکتا میں نے کہا احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جو مکان کہ
مسجد کے ساتھ لگا ہوا ہو اس کو مسجد کا حکم نہیں ادب کرنے میں اس واسطے کہ بلاط مذکور ایک جگہ ہے مسجد نبوی سے لگی
ہوئی تھی اور باوجود اس کے حضرت ﷺ نے اس کے پاس سنگسار کرنے کا حکم کیا۔ (فتح)

۶۳۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی
مرد اور عورت حضرت ﷺ کے پاس لائے گئے کہ دونوں نے
بے حیائی کا کام کیا تھا تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا
پاتے ہو تم اپنی کتاب میں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے علماء نے
نکالا ہے منہ کالا کرنا اور جھکا کر کھڑا کرنا مانند رکوع کرنے
والے کی، عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! ان کو حکم
کیجیے توراہ لائیں سو توراہ لائی گئی تو ان میں سے ایک نے اپنا
ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا اور اس کے آگے پیچھے سے پڑھنے لگا
تو ابن سلام نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا سو اچانک سنگسار
کرنے کی آیت اس کے ہاتھ کے نیچے تھی اور حضرت ﷺ

۶۳۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ
كَرَامَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ
حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِيٌّ وَيَهُودِيَّةٌ
قَدْ أَحَدْنَا جَمِيعًا فَقَالَ لَهُمَا مَا تَجِدُونَ فِي
كِتَابِكُمْ قَالُوا إِنَّ أَحْبَابَنَا أَحَدْنَا تَحْمِيمَ
الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيَةَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ
ادْعُهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِالتَّوْرَةِ فَاتَى بِهَا
فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ

نے ان کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو دونوں کو سنگسار کیا گیا کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سو دونوں کو بلاط کے پاس سنگسار کیا گیا سو میں نے یہودی کو دیکھا کہ اس عورت پر اوںدھا جھکا یعنی تاکہ عورت کو پتھر نہ لگے۔

عید گاہ میں سنگسار کرنے کا بیان

فائدہ: اور مراد وہ مکان ہے جس کے نزدیک عید اور جنازے پڑھے جاتے تھے اور وہ بقیع الغرقہ کی طرف ہے اور مراد یہ ہے کہ سنگسار کرنا عید گاہ کے پاس واقع ہوانہ اس کے اندر اور عیاض نے سمجھا کہ سنگسار کرنا عید گاہ کے اندر واقع ہوا سو کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عید گاہ کو مسجد کا حکم نہیں اور حالانکہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو حکم کیا کہ عید گاہ میں حاضر ہوں یہاں تک کہ حیض والیوں کو بھی اور یہ ظاہر ہے مراد میں۔ (فتح)

۶۳۲۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے زنا کا اقرار کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا یہاں تک کہ اس نے اپنے نفس پر گواہی دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سنگسار کرنے کا سو سنگسار کیا گیا عید گاہ میں سو جب پتھروں نے اس کو بے قرار کیا تو بھاگا پھر پایا گیا اور سنگسار کیا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نیک کہا یعنی اس کو بھلائی سے یاد کیا اور اس کا جنازہ پڑھا اور نہیں کہا یونس اور ابن جریج نے زہری سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا، کسی نے بخاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ جو آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا یہ صحیح ہے اس نے کہا کہ روایت کیا ہے اس کو معمر نے سو کہا گیا کہ روایت کیا ہے اس کو غیر معمر نے کہا کہ نہیں۔

وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرَجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَأَيْتُ الْيَهُودِيَّ أُجْنَأَ عَلَيْهَا.

بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلِّي

۶۳۲۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْتَرَفَ بِالزَّيْنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى شَهِدَ عَلَيَّ نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُكَ جُنُونٌ قَالَ لَا قَالَ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرَجِمَ بِالْمُصَلِّي فَلَمَّا أَدْلَقْتُهُ الْجِجَارَةَ فَرَفَأُ دِرْكُ فَرَجِمَ حَتَّى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ.

لَمْ يَقُلْ يُونُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلَّى عَلَيْهِ سَيْلُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ يَصِحُّ قَالَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ قِيلَ لَهُ رَوَاهُ غَيْرُ مَعْمَرٍ قَالَ لَا.

فائدہ: ماعز رضی اللہ عنہ کے حق میں لوگ دو فرتے ہوئے بعض کہتے تھے کہ وہ ہلاک ہو اس کے گناہ نے اس کو گھیرا اور بعض کہتے تھے کہ ماعز رضی اللہ عنہ کے توبہ سے کوئی توبہ افضل نہیں سوتین دن ٹھہرے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ ماعز رضی اللہ عنہ کے واسطے مغفرت مانگو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایک امت پر بائنی جائے تو ان کو کفایت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو بہشت کی نہروں میں دیکھا غوطہ مارتا اور یہ جو ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پڑھا تو روایت نفی کی محمول ہے اس پر کہ جس وقت وہ سنگسار کیا گیا اس وقت حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا تھا اور روایت اثبات کی محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے دوسرے دن اس کا جنازہ پڑھا اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حضرت ﷺ نے جس عورت کو قوم جہینہ سے سنگسار کروایا تھا اس کا جنازہ حضرت ﷺ نے پڑھا اور فرمایا کہ اگر اس کی توبہ ستر آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو ان کو کفایت کرے اور جواب پسند یہ ہے کہ جس جگہ حضرت ﷺ نے محدود کا جنازہ نہیں پڑھا وہاں غیر کی عبرت کے واسطے تھا کہ غیر کو عبرت ہو اور جس جگہ اس کا جنازہ پڑھا وہاں کوئی ایسا قرینہ تھا کہ اس کے ساتھ عبرت کی حاجت نہ تھی پس یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے اور البتہ اختلاف کیا ہے اہل علم نے اس مسئلے میں سو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ امام سنگسار کرنے کا حکم کر دے اور خود آپ اس میں شامل نہ ہوئے اور نہ اس سے اٹھائے یہاں تک کہ مر جائے پھر اس کے اور اس کے گھر والوں کے درمیان مانع نہ ہوئے وہ اس کو غسل دیں اور اس کا جنازہ پڑھیں اور امام خود اس کا جنازہ نہ پڑھے تا کہ گناہ اور زنا کرنے والوں کو عبرت ہو اور تا کہ نہ جرات کریں لوگ ایسے کام پر اور بعض مالکیہ سے ہے کہ جائز ہے امام کو اس کا جنازہ پڑھے اور یہ قول جمہور کا ہے اور مشہور مالک سے یہ ہے کہ مکروہ ہے امام کو اور اہل فضل کو یہ کہ مرحوم کا جنازہ پڑھیں اور یہ قول احمد کا ہے اور شافعی رحمہ اللہ سے ہے کہ مکروہ نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہ مرحوم کا جنازہ پڑھا جائے اور نہ اس کا جو اپنے آپ کو مار ڈالے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ولد الزنا کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور مطلق کہا ہے عیاض نے سو کہا کہ نہیں اختلاف ہے علماء کو اس میں کہ جائز ہے جنازہ پڑھنا فاسقوں اور گناہ کرنے والوں کا اور ان کا جو حد میں مارے جائیں اور بعض نے کہا کہ اہل فضل کو مکروہ ہے مگر ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ محاربین کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں اور حسن سے ہے کہ جو زنا کے نفاں میں مر جائے اس کا جنازہ بھی جائز نہیں اور حدیث غامدہ کے قصے میں حجت ہے جمہور کے واسطے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُونَ الْحَدِّ فَأَخْبَرَ
الإمامَ فَلَا عُقُوبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا
جَاءَ مُسْتَفْتِيًا.

جو ایسا گناہ کرے جو حد سے کم ہو اور امام کو خبر دے تو
نہیں ہے سزا اوپر اس کے بعد توبہ کے جب کہ فتویٰ
پوچھنے کو آئے۔

فائدہ: یہ جو قید کی کہ کم حد سے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا گناہ حد کو واجب کرتا ہو اس پر سزا ہے اگرچہ اس

نے توبہ کی ہو اور اخیر قید کا کوئی مفہوم نہیں۔ (فتح)

قَالَ عَطَاءٌ لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اور کہا عطاء نے کہ نہیں سزا دی حضرت ﷺ نے

فائدہ: یعنی جس نے حضرت ﷺ کو خبر دی تھی کہ وہ گناہ میں واقع ہوا بلا مہلت کے یہاں تک کہ اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو حضرت ﷺ نے اس کو خبر دی کہ اس کی نماز اس کے گناہ کا کفارہ ہوگئی۔ (فتح)

اور کہا ابن جریج نے کہ نہ سزا دی حضرت ﷺ نے اس کو جس نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی تھی، اور نہ سزا دی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہرن والے کو یعنی جس نے حرم مکہ میں ہرن کو قتل کیا اور بیچ معنی حکم ترجمہ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے اس نے روایت کی حضرت ﷺ سے۔

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِي جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الطَّبِي وَفِيهِ عَنِ أَبِي عُمَانَ عَنِ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی تو اس نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو ایک بردہ پاتا ہے کہ اس کو آزاد کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تو دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا: کہ نہیں فرمایا کہ ساٹھ کامسکینوں کو کھانا کھلا۔ (اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔) (فتح) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس مسجد میں آیا تو اس نے کہا کہ میں جل گیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو یہ کس سبب سے کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی رمضان میں حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ خیرات کر اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ چیز نہیں سو بیٹھا اور ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا گدھا ہانکتا اور اس کے ساتھ طعام تھا کہا عبد الرحمن

۶۳۲۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِأَمْرَاتِهِ فِي رَمَضَانَ فَاسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَاطْعِمِ سِتِينَ مَسْكِينًا. وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عَمْرٍو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّي رَجُلٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ مِمَّ ذَلِكَ قَالَ وَقَعْتُ بِأَمْرَاتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ لَهُ تَصَدَّقْ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ فَجَلَسَ وَأَتَاهُ إِنْسَانٌ

نے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہے جلنے والا؟ اس نے کہا: خبردار! میں یہ ہوں، تو حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے اور خیرات کر اس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ تر محتاج پر صدقہ کروں میرے گھر والوں کے واسطے کھانا نہیں ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم ہی اس کو کھا لو۔

يَسُوفُ حِمَارًا وَمَعَهُ طَعَامٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مَا أَدْرِي مَا هُوَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِفُ فَقَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ عَلَى أَحْوَجَ مِنِّي مَا لِأَهْلِي طَعَامٌ قَالَ فَكَلُّوهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَدِيثُ الْأَوَّلُ أَيْبِنُ قَوْلُهُ أَطْعِمَ أَهْلَكَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا ہم بھوکے ہیں ہمارے پاس کچھ چیز نہیں اور ایک روایت کے کسی طریق

میں نہیں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سزا دی۔
بَابُ إِذَا أَقْرَبَ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَسْتَرَ عَلَيْهِ
کہ اس کی پردہ پوشی کرے؟۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا ہم بھوکے ہیں ہمارے پاس کچھ چیز نہیں اور ایک روایت کے کسی طریق

۶۳۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھا سو ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میں حد کو پہنچا یعنی میں نے ایسا گناہ کیا جو حد کو واجب کرتا ہے سو مجھ پر حد قائم کیجیے اور حضرت ﷺ نے اس سے نہ پوچھا کہ کون سا گناہ ہے یعنی بلکہ چپ رہے، کہا راوی نے اور نماز کا وقت آیا تو اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب حضرت ﷺ نماز پڑھ چکے تو وہ مرد حضرت ﷺ کی طرف اٹھا تو اس نے کہا یا حضرت! میں حد کو پہنچا تو اس کو مجھ پر قائم کیجیے موافق حکم کتاب اللہ کے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ بخشا یا یوں فرمایا کہ تیری حد بخشی۔

۶۳۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ قَالَ أَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ

ذُنُكَ أَوْ قَالَ حَدَّكَ.

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے شاید اس کا گناہ صغیرہ تھا جیسے بوسہ یا مساس اس دلیل سے کہ حضرت ﷺ نے اس کی مسقرت نماز جماعت پڑھنے سے فرمائی بنا بر اس کے کہ نماز صغیرے گناہوں کے واسطے کفارہ ہوتی ہے نہ کبیرے گناہوں کے واسطے اور یہ اکثر ہے اور کبھی کبیرے گناہوں کا بھی نماز کفارہ ہوتی ہے اور حضرت ﷺ نے اس واسطے اس سے نہ پوچھا کہ بد کام کا تھنص بہتر نہیں اور اگر وہ اپنے گناہ کو کھل کر بتلاتا اور وہ لائق حد کے ہوتا تو حضرت ﷺ ضرور اس پر حد مارتے۔

فائدہ: یہ قصہ جو اس حدیث میں ہے اور ہے اور جو قصہ کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ اور ہے اس واسطے کہ اس قصے میں حد کا ذکر ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بوسہ کا ذکر ہے اور بخاری رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو تعدد پر حمل کیا ہے ان دونوں باب میں سو حمل کیا ہے اس نے پہلے قصے کو اس پر جو اقرار کرے گناہ کا جو حد سے کم ہو اس واسطے کہ اس میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی اور حمل کیا ہے اس نے دوسرے قصے کو اس پر جو واجب کرے سو اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس مرد کے قول سے اور جس نے دونوں قصوں کو ایک کہا ہے اس نے کہا کہ شاید اس نے گمان کیا حد اس چیز کو جو حد نہیں یا اس نے اپنے فعل کو بہت بڑا بھاری چانا سو گمان کیا اس نے کہ اس میں حد واجب ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس حکم میں سو ظاہر ترجمہ بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حد کا اقرار کرے اور نہ بیان کرے کہ کون سا گناہ ہے تو نہیں واجب ہے امام پر کہ اس پر حد کو قائم کرے جب کہ وہ ثابت ہو اور حمل کیا ہے اس کو خطابی نے اس پر کہ جائز ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر وحی سے اطلاع ہو گئی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے در نہ نہیں تو اس سے پوچھتے کہ کون سا گناہ ہے؟ اور اس پر حد قائم کرتے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ حدوں سے پردہ نہ اٹھائے اور جہاں تک ہو سکے اس کو دفع کرے اور نہیں تصریح کی اس مرد نے ساتھ اس امر کے کہ لازم آئے اس سے قائم کرنا حد کا اوپر اس کے اور شاید وہ صغیرہ گناہ تھا اس نے اس کو کبیرہ گمان کیا جو حد کو واجب کرے اور حضرت ﷺ نے اس سے نہ پوچھا کہ کون سا گناہ ہے اس واسطے کہ موجب حد کا نہیں ثابت ہوتا ہے احتمال سے اور حضرت ﷺ نے جو اس سے نہ پوچھا یا تو اس واسطے کہ تھنص کرنا منع ہے اور واسطے مقدم کرنے پر پردہ پوشی کے اور حضرت ﷺ نے دیکھا کہ یہ جو حد چاہتا ہے تو یہ اس سے نادم ہوا ہے اور البتہ مستحب رکھا ہے علماء نے تلقین کرنا اس شخص کو جو اقرار کرے ساتھ موجب حد کے ساتھ رجوع کرنے کے اس سے یا ساتھ اشارے کے اور یا ساتھ تصریح کے تاکہ دفع ہو اس سے حد اور احتمال ہے کہ یہ حکم اس شخص کے ساتھ خاص ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے نماز سے اس کی حد بخش دی اور یہ نہیں پہچانا جاتا ہے مگر وحی کے طریق سے سو یہ حکم اس کے غیر کے حق میں بدستور جاری نہیں رہے گا مگر اس شخص کے حق میں

کہ اس کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ بھی اس مرد کے مثل ہے اور البتہ بند ہو چکا ہے علم اس کا ساتھ بند ہونے والی کے بعد حضرت ﷺ کے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے صاحب ہدی نے سو کہا کہ لوگوں کے اس میں تین مسلک ہیں ایک یہ کہ نہیں واجب ہے اس پر حد مگر بعد تعین گناہ کے اور اصرار کرنے کے اوپر اس کے دوسرا یہ کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مرد مذکور کے تیسرا یہ کہ ساقط ہو جاتی ہے حد ساتھ تو یہ کہ کہا اور یہ صحیح تر مسلک ہے۔ (فتح)

بابٌ هَلْ يَقُولُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ

کیا کہے امام اس کو جو اقرار کرے کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہو یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو یا جو کا ہوگا

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے جواز تلقین امام کے اس کو جو حد کا اقرار کرے وہ چیز جو حد کو دفع کرے اور البتہ خاص کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ اس شخص کے کہ اس کے ساتھ گمان کیا جائے کہ اس نے خطا کی یا جہالت۔ (فتح)

۶۳۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ماعز رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا اشارہ کیا ہوگا آنکھ سے یا ہاتھ سے یا دیکھا ہوگا اس نے کہا نہیں یا حضرت! فرمایا کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے؟ اور نہ کنایت کی ساتھ اس کے یعنی صریح لفظ کہا اور کسی اور لفظ کے ساتھ اس سے کفایت نہ کی، کہا سو حضرت ﷺ نے اس وقت اس کے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔

۶۳۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيمٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا أَنَّى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَنْكَبْتَهَا لَا يَكْنِي قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ.

فائدہ: ان تینوں چیزوں کو زنا فرمایا تو اس میں اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ آنکھ بھی زنا کرتی ہے اور اس کا زنا دیکھنا ہے اور اسی طرح زبان اور ہاتھ پاؤں وغیرہ جو ارجح کا ذکر اور طریق میں آ گیا ہے پھر فرمایا کہ شرم گاہ ان سب کو جھٹلاتی ہے یا سچا کرتی ہے۔

امام کا سوال کرنا مقرر سے کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ یعنی کیا تو نے نکاح کیا ہوا ہے اور عورت سے صحبت کی ہے؟

۶۳۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں میں سے ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ مسجد میں تھے سو اس نے حضرت ﷺ کو پکارا کہ یا حضرت! میں نے زنا کیا، مراد اس کی اپنا نفس تھا یعنی میں صرف مسئلہ پوچھنے کو نہیں

بَابُ سُؤَالِ الْإِمَامِ الْمُقِرِّ هَلْ أَحْصَنْتَ

۶۳۲۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَنَّى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

آیا نہ اپنے واسطے نہ غیر کے واسطے بلکہ میں آیا ہوں زنا کا اقرار کرتا تا کہ کیا جائے ساتھ اس کے جو شرعاً اس پر واجب ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو وہ اس طرف سرکا جس طرف حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو وہ اس طرف آیا جس طرف حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا یا سوجب اس نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی تو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا سو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں یا حضرت! پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں یا حضرت! فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو کہا ابن شہاب نے خبر دی مجھ کو جس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو سنگسار کیا سو ہم نے اس کو عید گاہ کے پاس سنگسار کیا سو جب اس کو پتھروں نے بے قرار کیا تو بھاگا یہاں تک کہ ہم نے اس کو سنکستانی زمین میں پایا پھر ہم نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ محل سوال کے مشروع ہونے کا اس شخص سے جو زنا کا اقرار کرے اس وقت ہے جب کہ نہ جانتا ہو کہ اس نے صحیح طور سے نکاح کر کے اس کے ساتھ دخول کیا ہے اور جب اس کو معلوم ہو کہ وہ شادی شدہ ہے تو پھر نہ پوچھے پھر حکایت کی مالکیہ سے تفصیل جب کہ اس کو معلوم ہو کہ اس نے نکاح کیا ہوا ہے اور نہ سنا اس سے اقرار دخول کا سو بعض نے کہا کہ جو عورت کے ساتھ ایک رات رہا ہو اس کا انکار مقبول نہیں اور بعض نے کہا کہ اس سے اکثر اور کیا اس کو شادی شدہ کی حد ماری جائے یا کنوارے کی؟ دوسرا قول راجح تر ہے اور اسی طرح جب اقرار کرے خاوند ساتھ صحبت کرنے کے پھر اس نے کہا کہ میں نے تو اس کے ساتھ اقرار اس واسطے کیا تھا تا کہ رجعت کا مالک ہوں یا اقرار کیا عورت نے پھر کہا کہ میں نے یہ اس واسطے کیا ہے کہ پورا مہر لوں سو ہر ایک کو دونوں میں سے کنوارے کی حد ماری جائے اور ان کے غیر کے نزدیک حد بالکل اٹھائی جاتی ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے اپنے اصحاب سے کہ جو دوسرے کو کہے اے زانی! اور وہ اس کی تصدیق کرے تو قائل کو کوڑے مارے جائیں اور نہ حد ماری جائے تصدیق کرنے والے کو اور کہا زفر نے بلکہ اس کو بھی حد ماری جائے، میں کہتا ہوں اور یہ قول جمہور کا

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي زَنَيْتُ يُرِيدُ نَفْسَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قَبْلَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَجَاءَ لِشِقِّ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي أَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُكَ جُنُونٌ قَالَ لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمَنَاهُ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقْتُهُ الْحِجَارَةَ جَمَزَ حَتَّى أَذْرَكْنَاهُ بِالْحَوْرَةِ فَرَجَمَنَاهُ.

ہے اور ترجیح دی ہے طحاوی نے زفر کے قول کو اور استدلال کیا ہے اس نے باب کی حدیث سے اور حضرت ﷺ نے
ما عزنہ سے فرمایا کہ کیا سچ ہے جو خبر مجھ کو تجھ سے پہنچی کہ تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں، تو حضرت ﷺ نے اس
کو حد ماری اور اس واسطے کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو دوسرے سے کہے کہ میرا تجھ پر ہزار قرض ہے اس نے کہا
تو سچا ہے تو لازم آتا ہے اس کو مال۔ (بخ)

اقرار کرنا ساتھ زنا کے

بَابُ الْإِعْتِرَافِ بِالزَّانَا

فائدہ: یہ بحث پہلے گزر چکی ہے کہ کیا اعتراف کا مکرر ہونا شرط ہے یا نہیں اور جو کہتا ہے کہ صرف ایک بار اقرار کافی
ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ مطلق ہونے اعتراف کے حدیث میں اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو ما عزنہ
کے قصے میں ہے اقرار کے مکرر ہونے سے اس واسطے کہ وہ واقعہ ہے ایک حال کا ماقدم۔ (بخ)

۶۳۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے سو ایک مرد کھڑا ہوا تو اس
نے کہا میں تجھ کو سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر مگر یہ
کہ تو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم کرے تو اس کا خصم
کھڑا ہوا اور وہ اس سے زیادہ تر بوجھ والا تھا سو اس نے کہا
کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے ساتھ حکم کیجئے اور مجھ کو
اجازت ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہو اس نے کہا کہ بے
شک میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت
سے زنا کیا تو میں نے اس کا بدلہ دیا سو بکری اور ایک غلام پھر
میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ بے
شک میرے بیٹے پر لازم ہے سو کوڑا اور برس بھر شہر بدر کرنا
اور لازم ہے اس کی عورت پر سنگسار کرنا تو حضرت ﷺ نے
فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں
حکم کروں گا تم میں کتاب اللہ سے سو بکری اور خادم تجھ پر
پھیرے جائیں اور لازم ہے تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور سال بھر
شہر بدر کرنا اور اے انیس! اس کی عورت کی طرف جا سو اگر
زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو وہ اس کے پاس گیا اس

۶۳۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ
أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ
وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ أَنْشُدْكَ
اللَّهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ
حَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهُ مِنْهُ فَقَالَ أَقْضِ بَيْنَنَا
بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَذْنُ لِي قَالَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِي
كَانَ عَسِيفًا عَلَيَّ هَذَا فَزَوَّيْتُ بِأَمْرَاتِهِ
فَأْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ
رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلِيَّ
ابْنِي جَلَدَ مِائَةَ وَتَغْرِبُ عَامٍ وَعَلَى أَمْرَاتِهِ
الرَّجْمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا
بِكِتَابِ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ الْمِائَةَ شَاةٍ
وَالْخَادِمَ رُدًّا عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةَ
وَتَغْرِبُ عَامٍ وَاعْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَيَّ أَمْرًا

عورت نے زنا کا اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا، میں نے سفیان سے کہا نہیں کہا تو نے انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ لازم ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا اس نے کہا کہ میں شک کرتا ہوں اس میں زہری سے سو بہت وقت میں نے اس کو کہا اور بہت وقت میں نے اس کو کہا اور بہت وقت میں چپ رہا۔

هَذَا لَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمَهَا فَعَدَا عَلَيْهَا
فَاعْتَرَفَتْ فَارْجُمَهَا قُلْتُ لِسُفْيَانَ لَمْ يَقُلْ
فَأَخْبِرُونِي أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ الرَّجَمِ فَقَالَ
الْحُكْمُ فِيهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ طَرَبَمَا قَلَّتْهَا وَرَبَّمَا
سَكَّتْ.

فائدہ: انشدك بالله ای اسألك بالله یعنی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس میں معنی اذکرک کا ہے یعنی میں تجھ کو یاد کرتا ہوں اٹھانے والا اپنی آواز کو اور یہ جو کہا کہ مگر کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ تعالیٰ سے حکم کرے یعنی نہیں سوال کرتا میں تجھ سے مگر حکم کرنا ساتھ کتاب اللہ کے اور احتمال ہے کہ الایجاب قسم کا ہو اس واسطے کہ اس میں حصر کے معنی ہیں اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ساتھ اللہ تعالیٰ کے کہ نہ کرے تو کچھ چیز مگر حکم اور مراد کتاب اللہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اس نے اپنے بندوں پر لکھا اور بعض نے کہا کہ مراد قرآن ہے اور یہ متبادر ہے اور احتمال اول اولیٰ ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنا اور شہر بدر کرنا قرآن میں مذکور نہیں ہیں مگر اس واسطے سے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اپنے رسول ﷺ کی پیروی کرنے کا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے قرآن کی یہ آیت ہے: ﴿أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾ سو حضرت ﷺ نے بیان کیا کہ کنوارے کی راہ سو کوڑے مارنا اور شہر بدر کرنا ہے اور شادی شدہ کی راہ سنگسار کرنا ہے، میں کہتا ہوں اور یہ بواسطہ بیان کرنے کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد کتاب اللہ سے وہ آیت ہو جس کی تلاوت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے: الشیخ والشیخة اذا زنيا فارجموهما اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ کتاب اللہ کے نبی ہے کھانے مال کے سے ساتھ باطل کے اس واسطے کہ اس کے مدعی نے اس سے بکریاں اور لوٹھی ناحق لی تھیں پس اسی واسطے فرمایا کہ بکریاں اور لوٹھی تجھ پر رد کی جائیں گی اور رائج یہ ہے کہ مراد ساتھ کتاب اللہ تعالیٰ کے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ تمام افراد قصے کے اس چیز سے کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے جواب جو آگے آتا ہے اور مراد خادم سے اس حدیث میں لوٹھی ہے اور یہ جو فرمایا کہ بے شک تیرے بیٹے پر سو کوڑا ہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ اس کا بیٹا کنوارا ہے اور اس نے زنا کا اقرار کیا ہے اور احتمال ہے کہ اعتراف مضمحل ہو اور تقدیر یہ ہو اور تیرے بیٹے پر ہے اگر وہ زنا کا اقرار کرے اور اول لائق تر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ بیچ مقام حکم کے تھے اور اگر فتویٰ دینے کے مقام پر ہوتے تو اس میں کوئی اشکال نہ تھا اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے اگر اس نے زنا کیا ہے اور وہ کنوارا ہے اور قرینہ اس کے اعتراف کا حاضر ہونا اس کا ہے ساتھ باپ اپنے کے اور چپ رہنا اس کا اس چیز سے کہ منسوب کی گئی اس کی طرف اور بہر حال علم ساتھ کنوارے ہونے اس کے سوا ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ وہ کنوارا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ بہر حال تیرا

بیٹا تو اس کی سزا سو کوڑا اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ جو اس وقت صادر ہوا وہ حکم تھا نہ فتویٰ برخلاف روایت سفیان کے اور استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے تاخیر کرنا اقامت حد کے نزدیک تنگ ہونے وقت کے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ نہیں ہے اس حدیث میں کہ یہ دن کے اخیر میں تھا اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے اس کے کہ گزرے رجوع کرنا طرف کتاب اللہ کی نص سے ہو یا بطور استنباط کے اور جائز ہونا قسم کا کسی کام پر اس کی تاکید کے واسطے اور قسم کھانا بغیر طلب کرنے قسم کے اور حسن خلق حضرت ﷺ کا اور حکم آپ کا اس شخص پر جو آپ سے خطاب کرے ساتھ اس چیز کے کہ اولیٰ اس کا خلاف ہے اور یہ کہ جو آپ کی پیروی کرے حاکموں سے بچ اس کے وہ محمود ہے مثل اس شخص کی کہ نہ بھڑکے مدعی کے قول سے مثلاً کہ ہمارے درمیان حکم کر کہا بیضاوی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دونوں نے یہی سوال کیا کہ کتاب اللہ کے ساتھ حکم کریں باوجود اس کے کہ ان کو معلوم تھا کہ حضرت ﷺ نہیں حکم کرتے مگر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے تاکہ حکم کیا جائے ان کے درمیان محض حق سے نہ ساتھ مصالحت کے اور نہ لینے آسان حکم کے اس واسطے کہ حاکم کو جائز ہے کہ فریقین کی رضا مندی سے ایسا حکم کرے اور یہ کہ حسن ادب بچ گفتگو بزرگ آدمی کے تقاضا کرتا ہے مقدم کرنے کو جھگڑے میں اگرچہ مذکور مسبوق ہو اور یہ کہ امام کو جائز ہے کہ اجازت دے جس کو چاہے مدعی اور مدعا علیہ سے دعویٰ میں جب کہ دونوں اکٹھے آئیں اور ممکن ہو کہ ہر ایک دونوں میں سے دعویٰ کرے اور مستحب ہے اجازت لینا مدعی اور فتویٰ طلب کرنے والے کو حاکم اور عالم سے کلام میں اور مؤکد ہے یہ اس وقت جب کہ گمان ہو کہ اس کو عذر ہے اور یہ کہ جو اقرار کرے حد کا واجب ہے امام پر قائم کرنا اس کا اوپر اس کے اگرچہ نہ اعتراف کرے جو اس کو اس میں شریک ہو اور یہ کہ جو دوسرے کو تہمت کرے اس پر حد نہ قائم کی جائے مگر یہ کہ مقذوف طلب کرے برخلاف ابن ابی لیلیٰ کے کہ اس نے کہا واجب ہے اگرچہ مقذوف طلب نہ کرے اور اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ محل خلاف کا وہ ہے جب کہ مقذوف حاضر ہو اور جب کہ غائب ہو جیسا کہ یہ ہے تو ظاہر یہ ہے کہ تاخیر واسطے دریافت کرنے حال کے ہے سو اگر ثابت ہو مقذوف کے حق میں تو نہیں ہے حد قاذف پر جیسا کہ اس قصے میں ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے انیس ﷺ کو اس واسطے بھیجا تھا تا کہ معلوم کروائے اس عورت کو قذف مذکور تا کہ مطالبہ کرے وہ عورت اپنے قاذف کی حد کا اگر قذف سے انکار کرے اور اس کا ہونا ضروری ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو زنا کی حد قائم کرنے کے واسطے بھیجا تھا اور حالانکہ یہ مراد نہیں اس واسطے کہ نہیں احتیاط کی جاتی واسطے حد زنا کے ساتھ جاسوسی اور نقب زنی کے اس سے یعنی اس کے واسطے زیادہ تحقیق اور تفتیش کرنے کا حکم نہیں آیا بلکہ مستحب ہے کہ جو زنا کا اقرار کرے اس کو تلقین کی جائے اور عذر سکھایا جائے تاکہ وہ اقرار زنا سے رجوع کرے اور ہوگا حضرت ﷺ کے قول کے واسطے اگر اقرار کرے مقابل یعنی اور اگر انکار کرے تو اس کو

معلوم کروا کہ اس کے واسطے جائز ہے مطالبہ کرنا حد قذف کا پس حذف کیا گیا واسطے وجود احتمال کے اور وہ انکار کرتی اور حد قذف کا مطالبہ کرتی تو اس کو حد ماری جاتی اور ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے تو حضرت رضی اللہ عنہم نے اس کو سو کوڑا مارا پھر عورت سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جھوٹا ہے تو حضرت رضی اللہ عنہم نے اس کو اسی کوڑے مارے حد قذف کے اور یہ کہ پردہ دار عورت جس کی عادت باہر نکلنے کی نہ ہو اس کو حاکم کی مجلس میں حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی جائے بلکہ جائز ہے کہ اس کی طرف بھیجا جائے جو اس کے واسطے یا اس پر حکم کرے اور اس میں ہے کہ سائل ذکر کرے ہر چیز کو جو واقع ہوئی ہو قصے میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ سمجھ مفتی اس سے وہ چیز کہ استدلال کرے اس کے ساتھ اوپر خصوص حکم کے مسئلے میں واسطے قول اس مرد کے کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا اور حالانکہ وہ صرف زنا کا حکم پوچھنے کو آیا تھا اور اس میں راز یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے بیٹے کے واسطے کوئی عذر قائم کرے اور یہ کہ وہ زنا کے ساتھ مشہور نہ تھا اور نہیں بجوم کیا اس نے عورت پر اور نہ اس سے زبردستی کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا یہ اس کے واسطے بسبب دراز ہونے ملازمت کے جو تقاضا کرتی ہے زیادہ لگاؤ اور رغبت کو سو مستفاد ہوتا ہے اس سے حث اوپر دور کرنے اجنبی مرد کے اجنبی عورت سے جہاں تک کہ ممکن ہو اس واسطے کہ خلا ملا کبھی نوبت پہنچاتا ہے طرف فساد کی، اور یہ کہ جائز ہے فتویٰ طلب کرنا مفضول سے باوجود فاضل کے اور رد کرنا ہے اس پر جومع کرتا ہے تابع کو کہ فتویٰ دے باوجود صحابی کے مثلاً اور یہ کہ جائز ہے کفایت کرنا حکم میں ساتھ امر کے جو پیدا ہو گمان سے باوجود قدرت کے یقین پر لیکن اگر اختلاف کریں فتویٰ طلب کرنے والے میں تو رجوع کرے طرف اس چیز کی جو مفید یقین ہو اور یہ کہ اس شریف زمانے میں بھی بعض ایسا آدمی تھا جو فتویٰ دیتا تھا گمان سے جو کسی اصل سے پیدا نہ ہو اور احتمال ہے کہ یہ منافقوں سے واقع ہوا ہو یا جو نو مسلم ہو اور یہ کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت رضی اللہ عنہم کے زمانے میں اور آپ کے شہر میں فتویٰ دیا کرتے تھے ان میں سے ہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ وغیرہم اور یہ کہ جو حکم کہ گمان پر مبنی ہو وہ توڑا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے جو مفید یقین کو ہو اور یہ کہ حد بدلا قبول نہیں کرتی اور اس پر اجماع ہے زنا میں اور چوری میں اور حرب میں اور نشہ لانے والی چیز کے پینے میں اور قذف میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ بھی اور حدود کی طرح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوتا ہے بدلا بدن میں مانند قصاص جان کی اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کی اور یہ کہ جو صلح کہ شرع کے مخالف ہو وہ مردود ہے اور جو مال اس میں لیا جائے وہ پھیر دیا جائے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ساتھ اس کے ظاہر ہو گا کہ جو بعض فقہاء نے بعض عقود فاسدہ سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ دونوں معارضہ کرنے والے آپس میں راضی ہیں اور ایک نے دوسرے کو تصرف میں اجازت دی ہے تو یہ عذر ان کا ضعیف ہے اور حق یہ ہے کہ اجازت تصرف میں مفید ہے ساتھ عقود صحیحہ کے اور یہ کہ جائز ہے نائب پکڑنا بیچ قائم کرنے حد کے اور استدلال کیا

گیا ہے ساتھ اس کے اوپر وجوب اعذار کے اور کفایت کرنا اس میں ساتھ ایک کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے حکم کرنا ساتھ اقرار قصور کرنے والے کے بغیر ضبط کرنے گواہی کے اوپر اس کے لیکن وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ نے گواہی دی ہو اس کے سنگسار کرنے سے پہلے اور حجت پکڑی ہے ایک قوم نے ساتھ جواز حکم حاکم کے حدود وغیرہ میں ساتھ اس چیز کے کہ اقرار کرے خصم ساتھ اس کے نزدیک اس کے یعنی بغیر گواہ کے اور یہ ایک قول شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو ثور اور جمہور نے اس سے انکار کیا ہے اور خلاف غیر حدود میں قوی تر ہے اور انیس رضی اللہ عنہ کے قصے میں احتمال عذر کا ہے کما مضی اور قول حضرت علیہ السلام کا کہ اس کو سنگسار کر یعنی بعد معلوم کروانے میرے کے یا حضرت علیہ السلام نے حکم کو اس کی سپرد کیا سو جب اقرار کرے ان کے سامنے جس سے یہ ثابت ہو تو حکم کرے اور ظاہر یہ ہے کہ جب اس نے اقرار کیا تو انیس رضی اللہ عنہ نے حضرت علیہ السلام کو معلوم کروایا واسطے مبالغہ کرنے کے طلب ثبوت میں باوجود اس کے کہ حضرت علیہ السلام نے معلق کیا تھا اس کے سنگسار کرنے کو اس کے اقرار پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حاضر ہونا امام کا سنگساری میں نہیں ہے شرط اور اس میں نظر ہے احتمال ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ حاکم ہو اور البتہ رجم میں حاضر بلکہ مباشر تھا اور اس میں ترک کرنا جمع کا ہے درمیان جلد اور تغیرب کے و سیاتی اور یہ کہ کافی ہے ایک بار اقرار کرنا اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ اس عورت نے مکرر اقرار کیا تھا اور کفایت کرنا ساتھ رجم کے بغیر جلد کے اس واسطے کہ اس کے قصے میں یہ بھی منقول نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ فعل عام نہیں ہوتا پس ترک اولیٰ ہے اور یہ کہ جائز ہے مزدور پکڑنا آزاد کو اور جائز ہے باپ کے واسطے یہ کہ اجارے میں دے اپنے بیٹے کو کسی کی خدمت اور نوکری میں جب کہ اس کو اس کی حاجت ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اگر باپ اپنے مجبور بیٹے کی طرف سے دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ صحیح ہے اگرچہ بالغ ہو اس واسطے کہ لڑکا حاضر تھا اور نہیں کلام کیا تھا مگر اس کے باپ نے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ وہ اس کی طرف سے وکیل ہو یا اس واسطے کہ دعویٰ کرنا نہیں واقع ہوا تھا مگر بسبب اس مال کے جو بدلا دیا گیا تھا سو لڑکے کے باپ نے دعویٰ کیا تھا اس عورت کے خاوند پر اس مال کا جو اس نے اس سے لیا بدلا اس زنا کا جب کہ اہل علم نے اس کو بتلایا کہ یہ صلح فاسد ہے تاکہ اس سے وہ مال پھیر لے برابر ہے کہ اس کے مال میں سے ہو یا اس کے بیٹے کے مال سے سو حضرت علیہ السلام نے اس عورت کے خاوند کو حکم کیا کہ اس کا مال جو اس سے لیا ہے اس کو پھیر دے اور بہر حال جو واقع ہوا ہے قصے میں حد سے تو وہ مزدور کے اقرار سے ہے پھر عورت کے اقرار سے اور یہ کہ جب حال دونوں زانی کا مختلف ہو جائے تو قائم کی جائے ہر ایک پر حد اس کی اس واسطے کہ مرد کو کوڑے مارے گئے اور عورت کو سنگسار کیا گیا اور اسی طرح حکم ہے جب کہ ایک آزاد ہو اور دوسرا غلام اور یہی حکم ہے جب کہ زنا کرے بالغ مرد نابالغ لڑکی سے یا عاقل ساتھ مجنون عورت کے کہ بالغ اور عاقل کو حد ماری جائے سوائے دونوں

کے اور اسی طرح عکس اس کا اور یہ کہ جو کوئی اپنے بیٹے کو قذف کرے اس پر حد نہیں اس واسطے کہ اس مرد نے کہا کہ میرے بیٹے نے زنا کیا ہے اور نہیں ثابت ہوئی اس پر حد قذف کی۔ (فتح)

۶۳۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں ڈرایہ کہ دراز ہولوگوں پر زمانہ یہاں تک کہ کہنے والا کہے کہ ہم سنگسار کرنے کا حکم قرآن میں نہیں پاتے سو گمراہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے فرض کے ترک کرنے سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا خبردار ہو اور بے شک سنگسار کرنا لازم ہے ہر مسلمان پر جو حرام کاری کرے اور شادی شدہ ہو جب کہ قائم ہوں گواہ یا حامل ہو یا اقرار، کہا سفیان نے اسی طرح میں نے یاد رکھا خبردار ہو بے شک حضرت رضی اللہ عنہ نے سنگسار کیا اور ہم نے بھی حضرت رضی اللہ عنہ کے بعد سنگسار کیا۔

۶۳۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ عُمَرُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيُضَلُّوا بِتَرْكِ قَرِيبَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ الْأَوَّلَ وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى وَقَدْ أَحْصَنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْجَبَلُ أَوْ الْإِعْتِرَافُ. قَالَ سُفْيَانُ كَذَا حَفِظْتُ الْأَوَّلَ وَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اس کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا قرآن میں اور بڑھایا جو قرآن میں نہ تھا تو البتہ میں اس آیت کو اپنے ہاتھ سے قرآن میں لکھتا: ﴿الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموها البتة نکالا من الله والله عزيز حكيم﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب بوڑھا زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو تو اس کو کوڑے مارے جاتے ہیں اور اگر جوان زنا کرے اور شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کیا جاتا ہے سو مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے سبب اس کی تلاوت کے منسوخ ہونے کا یعنی اس واسطے کہ عمل اس کے ظاہر عموم کے برخلاف ہے اس کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھے زانی کو سنگسار کیا جائے خواہ کنوارا ہو یا شادی شدہ ہو اور حالانکہ کنوارے زانی کو سنگسار نہیں کیا جاتا خواہ بوڑھا ہو یا جوان اور غرض اس حدیث سے یہ قول ہے خبردار سنگسار کرنا حق لازم ہے۔ (فتح)

سنگسار کرنا اس عورت کو جو زنا سے حاملہ ہو جب کہ شادی شدہ ہو

بَابُ رَجْمِ الْجُبَلِيِّ مِنَ الزَّوْنَا إِذَا أَحْصَنَتْ

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ مراد یہ ہے جب کہ حامل ہو زنا سے احصان پر پھر بچہ جنے تو اس کو سنگسار کیا جائے اور اگر حاملہ ہو تو اس کو سنگسار نہ کیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے اور کہا ابن بطلان نے کہ معنی ترجمہ کے یہ ہیں کہ کیا حاملہ عورت پر سنگسار کرنا واجب ہے یا نہیں اور قرار پایا ہے اجماع اس پر کہ اس کو سنگسار نہ کیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے

کہا نووی رحمہ اللہ نے اور یہی حکم ہے کوڑے مارنے کا کہ اس کو کوڑے نہ مارے جائیں یہاں تک کہ بچہ جنے اور اسی طرح اگر حاملہ پر قصاص واجب ہو تو نہ قصاص لیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے اجماع ہے ان سب میں اور البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ حاملہ کو سنگسار کریں تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے واسطے اس کی طرف کوئی راہ نہیں یہاں تک کہ بچہ جنے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور بچہ جننے کے بعد اختلاف ہے مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ جب بچہ جنے تو اسی وقت سنگسار کیا جائے اور نہ انتظار کیا جائے کہ اس کا بچہ پرورش پائے اور کہا کوفیوں نے کہ بچہ جننے کے بعد نہ سنگسار کیا جائے اس کو یہاں تک کہ پائے جو اس کے لڑکے کی پرورش کرے یہ قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور ایک روایت مالک رحمہ اللہ سے اور غامدیہ اور جہنیہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی لڑکے کا پرورش کرنے والا ہو تو اس کو فی الحال سنگسار کیا جائے ورنہ انتظار کیا جائے یہاں تک کہ اس کا بچہ پرورش پائے۔ (فتح)

۶۳۲۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں چند مہاجرین کو پڑھاتا تھا ان میں سے ہیں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سو جس حالت میں کہ میں منیٰ میں اس کی جگہ میں تھا اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان کے پچھلے حج میں کہ اچانک میری طرف عبدالرحمن رضی اللہ عنہ پھر اسواں نے کہا کہ اگر تو دیکھتا ایک مرد کو کہ آج امیر المؤمنین کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! کیا تیرے واسطے فلانے کے حق میں کوئی کلام ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ مر گیا تو میں فلانے سے بیعت کروں گا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت ناگہانی تھی سو پوری ہو گئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے پھر کہا کہ بے شک میں انشاء اللہ تعالیٰ دو پہر کے بعد کھڑا ہوں گا اور ڈراؤں کا لوگوں کو جو ارادہ کرتے ہیں کہ چھین لیں ان سے خلافت ان کی یعنی اچھلتے ہیں خلافت پر بغیر عہد اور مشورہ کے کما وقع لابی بکر کہا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! ایسا نہ کر اس واسطے کہ موسم حج کا جامع ہوتا ہے رذیل اور کینے لوگوں کو جو فتنے کی جلدی کرتے ہیں یعنی حج میں ہر قسم کے آدمی جمع ہوتے ہیں اور وہ

۶۳۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي شَهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَقْرَبُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي مَنْزِلِهِ بَمِنَى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا أَتَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ لَكَ فِي فُلَانٍ يَقُولُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فَلَانًا فَوَاللَّهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَقَاتِمُ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمَحَذِرُهُمْ هَوْلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَغْصِبُوهُمْ أُمُورَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ

ہی ہیں جو غالب ہوں گے تیری نزدیکی پر یعنی اس مکان پر جو تجھ سے نزدیک ہے جب کہ تو لوگوں میں کھڑا ہو اور میں ڈرتا ہوں کہ کھڑا ہو تو اور کوئی بات کہے کہ اڑالے جائے اس کو تجھ سے ہراڑانے والا یعنی حمل کریں اس کو اس کی غیر وجہ پر اور نہ پہچانیں اس کی مراد کو اور یہ کہ نہ رکھیں اس کو اس کی جگہ میں سو توقف کر یہاں تک کہ تو مدینے میں پہنچے اس واسطے کہ وہ گھر ہے ہجرت کا اور سنت کا سو تو پہنچے ساتھ سمجھ بوجھ والوں اور شریف لوگوں کے سو تو کہے جو کہے با قدرت ہو کر سواہل علم تیری بات کو نگاہ رکھیں گے اور اس کو اس کی جگہ میں اتاریں گے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خبردار! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں قائم ہوں گا ساتھ اس کے اول مقام میں جو مدینے میں کھڑا ہوں گا تو خوب ہوتا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو ہم مدینے میں آئے ذبیحہ کے بعد سو جب جمعہ کا دن ہوا تو میں ڈھلتے دن دو پہر کے بعد چلا یہاں تک کہ میں نے سعید بن زید کو منبر کے رکن کے پاس بیٹھا پایا تو میں اس کے گرد بیٹھا میرے دونوں گھٹنے اس کے گھٹنے سے چھوتے تھے سو میں نے کچھ دیر نہ کی یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نکلے یعنی بہت جلدی نکلے سو جب میں نے اُن کو سامنے سے آتے دیکھا تو میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آج وہ بات کہیں گے جو نہیں کہی جب سے خلیفہ ہوئے تو اس نے مجھ پر انکار کیا اور کہا کہ مجھ کو امید نہیں کہ کہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے پھر جب مؤذن چپ ہوا تو کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا کہ بہر حال حمد اور صلوة کے بعد میں تم سے ایک بات کہتا ہوں جو میرے واسطے مقرر کی گئی کہ میں اس کو

الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاةَ النَّاسِ وَغَوَاةَهُمْ فَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِينَ يَغْلِبُونَ عَلَى قُرْبِكَ حِينَ تَقُومُ فِي النَّاسِ وَأَنَا أَحْشَى أَنْ تَقُومَ فَتَقُولَ مَقَالَةً يَطِيرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطِيرٍ وَأَنْ لَا يَبُوءَهَا وَأَنْ لَا يَضَعُوهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا فَأَمْهَلُ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهَجْرَةِ وَالسَّنَةِ فَتَخْلُصُ بِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ فَتَقُولَ مَا قُلْتَ مَتَمَكِّنَا فَيَعْبَى أَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَاتِكَ وَيَضَعُونَهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا فَقَالَ عُمَرُ أَمَا وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لِأَقُومَنَّ بِذَلِكَ أَوْ لَمْ يَقُمْهُ بِالْمَدِينَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فِي عَقَبِ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَجَلْتُ الرِّوَا حَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ حَتَّى أَجِدَ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ بِنِ عُمَرُو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا إِلَى رُكْنِ الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِي رُكْبَتَهُ فَمَنْدُ أَنْشَبَ أَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلًا قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ بِنِ عُمَرُو بْنِ نُفَيْلٍ لَيْقُولَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقْلَهَا مِنْذُ اسْتُخْلِفَ فَأَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ مَا عَسَيْتَ أَنْ يَقُولَ مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ قَامَ فَأَتَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قَدَّرَ لِي أَنْ أَقُولَهَا لَا أَدْرِي لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيَّ

کہوں میں نہیں جانتا کہ شاید میری موت کے آگے ہے یعنی میری موت کے قریب ہے یعنی سو واقع ہوا جیسا کہا سو جو اس کو سمجھے اور یاد رکھے تو چاہیے کہ بیان کرے اس کو جہاں تک اس کی سواری پہنچے اور جو ڈرے اس کے سمجھنے سے تو میں نہیں حلال کرتا کسی کو کہ مجھ پر جھوٹ بولے بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور اس پر کتاب اتاری اور تھی آیت رجم کی اس چیز میں سے کہ اتاری سو ہم نے اس کو پڑھا اور سمجھا اور یاد رکھا حضرت ﷺ نے سنگسار کیا یعنی زانی کو اور ہم نے بھی حضرت ﷺ کے بعد سنگسار کیا سو میں ڈرتا ہوں اگر لوگوں پر زمانہ دراز ہو جائے یہ کہ کہنے والا کہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہم رجم کی آیت کتاب اللہ میں نہیں پاتے سو گمراہ ہوں اللہ تعالیٰ کے فرض کے ترک کرنے سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا یعنی آیت مذکور میں جس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور حکم باقی ہے اور سنگسار کرنا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں حق ہے اس شخص پر جو زنا کرے جب کہ شادی شدہ ہو یعنی عاقل بالغ ہو نکاح صحیح سے صحبت کی ہو مردوں اور عورتوں سے جب کہ قائم ہوں گواہ ساتھ شرط ان کی کے یا ہو حمل یعنی جس عورت کا خاوند اور مالک کوئی نہ ہو یا اقرار زنا کا اور تکرار اس پر بے شک ہم پڑھتے تھے اس کو اس چیز میں کہ پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اور نہ منہ پھیرو اپنے باپوں سے سو بے شک شان یہ ہے کہ تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے باپوں سے منہ پھیرو یعنی اپنے باپ کے لیے اپنے آپ کو منسوب نہ کرو یا یوں فرمایا کہ بے شک تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے باپوں سے منہ پھیرو پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہایت بے حد میری تعریف نہ کیا کرو جیسے بے حد تعریف ہوئی مریم کے بیٹے

أَجْلِي فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاَهَا فَلْيَحْدِثْ بِهَا
حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ وَمَنْ حَشِيَ أَنْ لَا
يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ إِنَّ
اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا
أَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الرَّجْمِ فَفَرَّانَاهَا وَعَقَلْنَاهَا
وَوَعَيْنَاهَا رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَحْشَى إِنْ
طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ وَاللَّهِ مَا
نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيَضْلُوا
بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ وَالرَّجْمُ فِي
كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أُحْصِنَ
مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ النِّبْيَةُ أَوْ
كَانَ الْحَبْلُ أَوْ الإِعْتِرَافُ ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ
فِيمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ أَنْ لَا تَرْغَبُوا عَنْ
آبَائِكُمْ فَإِنَّهُ كُفِّرَ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ
آبَائِكُمْ أَوْ إِنْ كُفِّرَ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ
آبَائِكُمْ أَلَا تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَطْرُقُونِي كَمَا أُطْرِقُ
عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ وَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ
وَرَسُولُهُ ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ
يَقُولُ وَاللَّهِ لَوْ قَدِمَتْ عَمْرُ بَايَعْتُ فَلَانَا
فَلَا يَغْتَرَّنَ أَمْرٌ أَنْ يَقُولَ إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةٌ
أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلَا وَإِنَّهَا قَدِ كَانَتْ
كَذَلِكَ وَلَكِنَّ اللَّهَ وَفِي شَرِّهَا وَكَيْسَ

کی اور مجھ کو یوں کہو کہ اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں پھر مجھ کو خبر پہنچی کہ تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے قسم ہے اگر عمر رضی اللہ عنہ مر گیا تو ہم فلا نے کی بیعت کریں گے سو نہ مغرور ہو کوئی آدمی یہ کہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت تو اچانک ہوئی اور پوری ہوئی خبردار ہو اور بے شک وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اسی طرح ہوئی یعنی اچانک لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی بدی کو نگاہ رکھا یعنی بچایا ان کو اس چیز سے کہ جلدی میں ہے غالباً شر سے اس واسطے کہ عادت ہے کہ جو چیز کی حکمت نہ جانتا ہو وہ اس کی ناگہانی کرنے سے راضی نہیں ہوتا اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ کاٹی جائیں گردیں اس کی طرف مثل ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جو بیعت کرے کسی مرد سے بغیر مشورے مسلمانوں کے تو نہ بیعت کیا جائے یعنی اس کی بیعت نہ کی جائے اور نہ اس کے تابع ہو واسطے ڈرنے کے قتل سے یعنی جس نے یہ کام کیا اس نے اپنے نفس کو اور اپنے ساتھی کو قتل کے سامنے کیا اور بے شک ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں بہتر تھا جب کہ حضرت رضی اللہ عنہم کا انتقال ہوا اور انصاری لوگ ہم سے مخالف ہوئے یعنی ہمارے ساتھ حضرت رضی اللہ عنہم کی جگہ میں جمع نہ ہوئے بلکہ بنی ساعدہ کی بیٹھک میں سب جمع ہوئے اور مخالف ہوئے علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور جو ان دونوں کے ساتھ تھا اور جمع ہوئے مہاجرین ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تو میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ ہمارے ان انصاری بھائیوں کی طرف چل سوا ہم چلے ان کے ارادے سے سو جب ہم ان سے قریب ہوئے تو ہم ان میں سے دو نیک مردوں کو ملے سو ذکر کیا دونوں نے جس پر اتفاق کیا قوم نے یعنی انصار نے پھر دونوں نے کہا تم کہاں کا ارادہ کرتے ہو اے گروہ مہاجرین کے؟ ہم نے کہا

مِنْكُمْ مَنْ تَقَطَّعَ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يَبَايِعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَعَرَّةٌ أَنْ يُقْتَلَ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبْرِنَا حِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيُّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هَؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاَنْطَلِقْنَا نُرِيدَهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِينَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَلَّأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ تَرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَقُلْنَا نُرِيدُ إِخْوَانِنَا هَؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَقْرَبُوهُمْ أَقْضُوا أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَنَأْتِيَهُمْ فَاَنْطَلِقْنَا حَتَّى آتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مَزْمَلٌ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ مَا لَهُ قَالُوا يُوعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيلًا تَشَهَّدَ حَظِيْبُهُمْ فَأَتَانِي عَلِيُّ اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَتَحَنَّنْ أَنْصَارُ اللَّهِ وَكَيْبِيَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْتَرِ لُونَا مِنْ أَصْلِنَا وَأَنْ

کہ ہم ارادہ کرتے ہیں اپنے ان انصاری بھائیوں کا تو دونوں نے کہا کہ نہیں تم پر یہ کہ ان کے قریب جاؤ اپنا کام کرو یعنی وہاں نہ جاؤ میں نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ ہم ان کے پاس آئیں گے سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ان کے پاس آئے بنی ساعدہ کی بیٹھک میں تو اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے درمیان ان کے میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، میں نے ان سے کہا اس کو کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو بخار آیا ہے سو جب تھوڑا سا بیٹھے تو ان کے خطیب نے خطبہ پڑھا سو اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا بہر حال حمد اور صلوة کے بعد سو ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں اور لشکر ہیں اسلام کا یعنی جگہ جمع ہونے اسلام کی اور تم گردہ مہاجرین کی ایک جماعت ہو یعنی تم بہ نسبت ہماری قلیل ہو عدد میں اور البتہ تمہاری قوم میں سے ایک جماعت قلیل ست قدم چلی یعنی مکہ سے مدینے میں ہجرت کر کے نہایت محتاجی سے سوا چانک وہ ارادہ کرتے ہیں کہ ہماری جڑ یعنی جڑ خلافت کی کاٹیں اور ہم کو خلافت سے نکال دیں یعنی چاہتے ہیں کہ فقط تنہا وہی خلافت لیں ہم کو نہ دیں سو جب انصار کا خطیب چپ ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ کلام کروں اور میں نے اپنے دل میں ایک بات تیار کی تھی جو مجھ کو خوش لگی ہے تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے مقدم کروں یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کلام کرنے نہ دوں میں خود کلام کروں اور میں دفع کرتا تھا اس سے بعض حد کو سو جب میں نے ارادہ کیا کہ کلام کروں تو کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ ٹھہر جا جلدی نہ کرو میں نے برا جانا کہ ان کو ناراض کروں سو کلام کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سو

يَحْضُونَنَا مِنَ الْأَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّرْتُ مَقَالَةَ أَعْجَبْتَنِي أُرِيدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيَّ أَبِي بَكْرٍ وَكُنْتُ أَدَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِيثِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عَلَيَّ رَسَلِكْ عَلَيَّ فَكَّرْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمْتُ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّي وَأَوْفَرَ وَاللَّهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبْتَنِي فِي تَزْوِيرِي إِلَّا قَالَ فِي بَدِيهِتِهِ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتَّى سَكَتَ فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَاثْمَمَ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرَفَ هَذَا الْأَمْرُ إِلَّا لِهَذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيَتْ لَكُمْ أَحَدَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايَعُوا أَيُّهُمَا شِئْتُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي وَبِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهُ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا كَانَ وَاللَّهِ أَنْ أَقْدَمَ فَتَضَرَّبَ عُنُقِي لَا يَقْرُبُنِي ذَلِكَ مِنْ إِيَّامِي أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُنَامَرَ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ تَسْؤَلَ إِلَيَّ نَفْسِي عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا جَدَيْلُهَا الْمُحَكِّكُ وَعَدَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتَّى فَرَّقْتُ مِنَ الْإِخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتَهُ وَيَا بَعَهُ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ تر گویا اور خوش تقریر اور باوقار تھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس نے کوئی بات نہیں چھوڑی جو مجھ کو سوچ بوجھ میں خوش لگی ہو مگر کہ اس نے کبھی ہدایت میں مثل اس کی یا افضل اس سے یہاں تک کہ چپ ہوئے سو کہا کہ جو تم نے ذکر کیا اپنے میں بہتری سے سو تم اس کے لائق ہو اور ہرگز نہیں پہچانا جائے گا یہ امر خلافت مگر اس گروہ قریش کے واسطے وہ بہتر ہیں عرب کے نسب میں اور گھر میں اور البتہ میں نے پسند کیا ہے تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردوں سے سو دونوں میں سے جس سے چاہو بیعت کرو سو میرا ہاتھ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑو اور حالانکہ وہ ہمارے درمیان بیٹھا تھا سو میں نے نہ برا جانا اس چیز سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی سوائے اس بات کے تھا حال میرا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی یہ کہ میں مقدم کیا جاؤں اور میری گردن ماری جائے کہ نہ قریب کرے مجھ کو گناہ سے زیادہ تر پیارا مجھ کو اس سے کہ میں سردار ہوں ان لوگوں پر جن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں الہی! مگر یہ کہ آراستہ کرے میرے واسطے نفس میرا وقت موت کچھ چیز کہ میں اس کو اب نہیں پاتا یعنی مرتے دم تک ایسا ارادہ نہ کروں گا تو انصار میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ میں بڑی لکڑی ہوں کہ شتر خانے میں کھڑی کرتے ہیں کہ خارش والے اونٹ اس سے اپنا بدن کھجلیں اور میں وہ ستون ہوں کہ ضعیف درخت کے نیچے کھڑا کرتے ہیں جو پھل سے بھرا ہو یعنی میں وہ ہوں کہ میرے لوگ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں ایک سردار ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے اے گروہ قریش کے! پھر مجلس میں بہت گفتگو اور شور و غل ہوا یہاں تک کہ میں اختلاف سے ڈرا تو میں نے کہا اے ابوبکر! ہاتھ دراز کر اور کشادہ کر ابوبکر

الْمُهَاجِرُونَ ثُمَّ بَايَعَهُ الْأَنْصَارُ وَنَزَوْنَا عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ قَتَلَ اللَّهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ وَإِنَّا وَاللَّهِ مَا رَجَدْنَا فِيمَا حَضَرْنَا مِنْ أَمْرِ أَقْوَامٍ مِنْ مُبَايَعَةِ أَبِي بَكْرٍ خَشِينَا إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةً أَنْ يُبَايِعُوا رَجُلًا مِنْهُمْ بَعْدَنَا فِيمَا بَايَعْنَاهُمْ عَلَى مَا لَا نَرْضَى وَإِنَّمَا نَخَالِفُهُمْ فَيَكُونُ فِسَادٌ فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلَى غَيْرِ تَشْوِيرَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يَتَابِعْهُ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغَرُّةً أَنْ يُقْتَلَ.

صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کشادہ کیا سو میں نے اس سے بیعت کی اور مہاجرین نے بھی اس سے بیعت کی پھر انصاریوں نے بھی اس سے بیعت کی اور ہم اٹھے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک ہم نے نہیں پایا کسی امر کو جس میں ہم حاضر ہوئے قوی تر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے ہم ڈرے کہ اگر ہم قوم سے جدا ہوئے اور بیعت نہ ہوئی یہ کہ ہمارے بعد کسی مرد اپنے سے بیعت کریں سو یا تو ہم ان کی متابعت کریں گے جس پر ہم راضی نہیں اور یا ہم ان کی مخالفت کریں گے سو واقع ہوگا فساد جو بیعت کرے کسی مرد سے بغیر مشورے مسلمانوں کے اس کی متابعت نہ کی جائے اور نہ اس کی جو اس کے تابع ہو اس خوف کے واسطے کہ قتل کیے جائیں دونوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ گمراہ ہوں ساتھ ترک کرنے فرض کے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا یعنی آیت مذکور میں جس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور اس کا حکم باقی ہے اور یہ جو کہا کہ سنگسار کرنا کتاب اللہ میں حق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں: ﴿أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ مراد ساتھ اس کے سنگسار کرنا شادی شدہ کا ہے اور کوڑے مارنا کنوارے کو اور یہ جو کہا کہ یوں کہو کہ میں بندہ اللہ تعالیٰ کا ہوں تو کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ نہیں لازم آتا ایک چیز کی نہی کرنے سے واقع ہونا اس کا اس واسطے کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے دعویٰ کیا ہو ہمارے پیغمبر میں جو دعویٰ کیا نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سبب نہی کا ظاہر وہ چیز ہے جو معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے جب کہ اس نے آپ سے سجدہ کرنے کی اجازت مانگی کہ اجازت ہو تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا کریں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا سو شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیا کہ مبالغہ کرے غیر اس کا ساتھ اس چیز کے کہ اس سے اوپر ہے سو جلدی کی طرف نہی کے واسطے تاکید امر کے کہا ابن تین نے معنی لا تطرونی کے یہ ہیں کہ میری بے حد تعریف نہ کرو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی بے حد تعریف کی یہاں تک کہ بعض نے اس کے حق میں غلو اور زیادتی کی سو اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ الٹ ٹھہرایا اور بعض نے کہا کہ وہ اللہ بھی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ

اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو اس قصے کو یہاں وارد کیا تو اس میں نکتہ یہ ہے کہ اس نے ان پر غلو کا خوف کیا کہ جو مستحق خلافت کا نہ ہو اس کو خلافت کا مستحق گمان کریں سو اس کی بے حد تعریف کریں سو داخل ہوں نہیں میں اور احتمال ہے کہ ہو مناسبت یہ کہ جو اس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی ہے وہ بے حد تعریف میں داخل نہیں جو منع ہے اور رجم کا قصہ جو ذکر کیا اور زجر باپ سے منہ پھیرنے کی تو اس کی مناسبت اس قصے سے جس کے سبب سے خطبہ پڑھا اور وہ قول ہے کسی شخص کا کہ اگر عمر مر گیا تو ہم فلا نے کی بیعت کریں گے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ساتھ قصے رجم کے طرف زجر اس شخص کی جو کہتا ہے کہ نہیں عمل کرتے ہم احکام شری میں مگر جو ہم قرآن میں پائیں اور نہیں ہے قرآن میں شرط مشورہ کرنے کی جب کہ مر جائے خلیفہ بلکہ یہ تو سنت کی جہت سے لیا جاتا ہے جیسا کہ سنگسار کرنا نہیں ہے قرآن متلو میں بلکہ وہ لیا جاتا ہے طریق سنت سے اور بہر حال زجر باپ سے منہ پھیرنے سے تو شاید اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ خلیفہ رعیت کے واسطے بجائے باپ کے ہے سو نہیں لائق ہے رعیت کو کہ اس سے منہ پھیریں بلکہ واجب ہے ان پر فرمانبرداری اس کی اپنی شرط سے جیسے کہ واجب ہے فرمانبرداری باپ کی اور یہ جو کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ناگہانی تھی یعنی واقع ہوئی تھی بغیر مشورہ تمام ان لوگوں کے کہ لائق مشورہ تھے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جلدی کی اپنے جانے میں طرف انصار کی سو بیعت کی انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان کے سامنے اور ان میں بعض وہ آدی تھا جو نہیں پہچانتا تھا جو واجب ہے اس پر اس کی بیعت سے سو اس نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے پس مراد ساتھ فلنتہ سے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی مخالفت انصار سے اور جو انہوں نے ارادہ کیا تھا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت سے اور اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف جلدی کی اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انصار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کریں اور ابن حبان نے کہا کہ فلنتہ کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ابتدا تھوڑے لوگوں سے ہوئی اور یہ جو کہا کہ تم میں ایسا کوئی نہیں کہ اس کی طرف گردنیں کاٹی جائیں تو مراد یہ ہے کہ تم میں سے سابق جو نہیں ملحق ہے فضل میں نہیں پہنچتا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درجے کو سونہ امید رکھے اس کی کہ واقع ہو اس کے واسطے مثل اس کی جو واقع ہوا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ اول ان کی بیعت تھوڑے لوگوں میں ہوئی پھر جمع ہوئے سب لوگ اوپر اس کے اور نہ اختلاف کیا انہوں نے اس پر اس لیے کہ ان کو تحقیق ہوا کہ وہ خلافت کا مستحق ہے سونہ حاجت ہوئی ان کو اس کے امر میں خلاف نظر کی اور نہ اور مشورے کی اور اس کا غیر اس میں اس کی مثل نہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف تحدیر کی کہ جہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا نہ ہو وہاں بیعت کی طرف جلدی نہیں کرنی چاہیے اور تعبیر کی ساتھ کٹنے گردنوں کے کہ جو سابق طرف دیکھنے والا ہو اس کی گردن دراز ہوتی ہے تاکہ دیکھے سو جب نہیں حاصل ہوتا مقصود اس کا کہ آگے بڑھنا تھا اس شخص سے جس سے آگے بڑھنا چاہتا تھا تو کہا جاتا ہے کہ اس کی گردن کٹ گئی اور یہ جو اس نے کہا کہ ایک جماعت تمہاری قوم سے چلی یعنی تم لوگ قوم ہو

طاری محتاج تم مکے سے ہمارے پاس آئے پھر تم اب ارادہ کرتے ہو کہ مقدم ہو ہم پر اور یہ جو کہا جب انصار کا خطیب چپ ہوا تو اس کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ اس نے خبر دی کہ ایک گروہ مہاجرین سے ارادہ کرتے ہیں کہ منع کریں انصار کو اس چیز سے کہ انصار اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ اس کے مستحق ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ ان کے ساتھیوں پر اعتراض کیا تھا اور یہ جو کہا کہ میں اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے مقدم کروں یعنی اس سے پہلے کہوں تاکہ شاید جو بات میں نے سوچی ہے وہ ان کے خیال میں نہ آئے اور انصاری خطیب کی تعریض کا جواب ادا نہ ہو سو جو جو بات میں نے سوچ سے نکالی تھی وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلا تامل کہی اور یہ جو کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے تو اس کا باعث یہ ہے کہ عرب کے لوگ نہیں پہچانتے تھے سرداری کو کسی قوم پر مگر اس کے واسطے جو ان میں سے ہو اور شاید کہ اس کو نہ پہنچا تھا حکم سرداری کا اسلام میں کہ یہ قریش کے ساتھ خاص ہے اور خلافت قریش میں ہوگی پھر جب اس کو یہ حدیث پہنچی تو بند رہا اور اس نے اور اس کی قوم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے انصار کے گروہ! کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو تم میں سے کس کا دل چاہتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھے تو انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھیں اور اس کے آگے امام بنیں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سیکھنا علم کا ہے اہل اس کے سے اگرچہ ماخوذ منہ کم عمر ہو سیکھنے والے سے اور اسی طرح حکم ہے اگر اس کی قدر اس کی قدر سے کم ہو اور اس میں تشبیہ ہے اس پر کہ علم نے امانت رکھا جائے نزدیک نالائقوں کے اور نہ بیان کیا جائے اس کو مگر اس کے پاس جو سمجھ دار ہو اور نہ بیان کرے کم فہم سے جو نہ اٹھائے اور یہ کہ جائز ہے اخبار بادشاہ کی ساتھ کلام اس شخص کی کہ خوف کرے اس سے وقوع کا جس میں جماعت کا فاسد کرنا ہے اور یہ چغلی نہیں ہے اور یہ کہ جو بڑا آدمی ہو اور اس کے حق میں کوئی امر مباح ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہر ایک کے واسطے مباح ہو جو اس بڑے کے ساتھ موصوف نہ ہو مانند ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ خلافت نہیں ہوگی مگر قریش میں اور اس کے واسطے دلائل بہت ہیں مشہور اور یہ کہ جب کوئی عورت حاملہ پائی جائے اور نہ اس کا کوئی خاوند ہو اور نہ مالک ہو تو واجب ہے اس پر حد مگر یہ کہ قائم کرے گواہ حمل پر یا اکراہ پر اور کہا ابن قاسم نے کہ اگر دعویٰ کرے اسکرہا کا اور ہو غریب تو نہیں ہے حد اوپر اس کے اور کہا شافعی رضی اللہ عنہ اور کوفیوں نے کہ نہیں حد ہے اوپر اس کے مگر ساتھ گواہوں کے یا اقرار کے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ اس نے معاف کیا حد کو ساتھ دعویٰ اکراہ کے اور بعض نے کہا کہ اگر اس کا سچ لوگوں میں معروف ہو تو اس کا قول اکراہ میں قبول ہے اور اگر وہ دینداری اور صدق کے ساتھ معروف نہ ہو تو اس کا دعویٰ اکراہ قبول نہ کیا جائے خاص کر جب کہ متعم ہو اور استنباط کیا ہے اس سے باجی نے کہ جو زنا کرے غیر فرج میں اور اس کا پانی فرج میں داخل ہو اور عورت دعویٰ کرے کہ بچہ اس سے ہے

تو نہ قبول کیا جائے اور نہ لاحق کیا جائے جب کہ نہ اقرار کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اگر وہ اس کے ساتھ لاحق کیا جاتا تو حاملہ پر سنگسار کرنا نہ آتا واسطے جائز ہونے مثل اس کی کے اور عکس کیا ہے اس کا غیر اس کے نے سو کہا کہ نہیں واجب ہے حد حاملہ عورت پر مجرد حمل سے واسطے احتمال ایسے شبہ کے کہ اس نے غیر فرج میں زنا کیا ہو اور اس کا پانی فرج عورت میں داخل ہوا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور جواب دیا ہے طحاوی نے کہ مستفاد عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ سنگسار کرنا حق ہے زانی پر یہ ہے کہ جب حمل زنا سے ہو تو واجب ہے سنگسار کرنا اور یہ ٹھیک ہے لیکن ضروری ہے ثابت ہونا اس کا زنا سے اور نہ سنگسار کیا جائے اس کو مجرد حمل سے باوجود قائم ہونے احتمال کے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس عورت نے دعویٰ کیا کہ میں سوتی تھی سو کوئی مرد مجھ پر سوار ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے حد کو ساقط کیا، میں کہتا ہوں اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس کا اس واسطے کہ حمل مقابل اعتراف کی ہے اور جو مقابل ہو وہ اس کا قسم نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتماد کیا ہے اس نے جو نہیں دیکھتا حد کو مجرد حمل سے واسطے قائم ہونے احتمال کے کہ نہیں ہے وہ زنا محقق سے اور حد ساقط ہوتی ہے شبہ سے اور یہ کہ جائز ہے اعتراض کرنا امام پر رائے میں جب کہ خوف کرے کسی امر سے اور اس کا مشورہ راجح ہو امام کے ارادے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اہل مدینہ مخصوص ہیں ساتھ علم کے اور فہم کے واسطے اتفاق کرنے عبدالرحمن اور عمر رضی اللہ عنہما کے اوپر اس کے اور یہ فوس صحیح ہے اس زمانے کے لوگوں کے حق میں اور ملحق ہیں ساتھ ان کے جو ان کے مشابہ ہیں بیچ اس کے اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ بدستور رہے یہ حکم ہر زمانے میں بلکہ اور نہ ہر ہر فرد میں اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر پہنچانے علم کے اس شخص کو جو اس کو یاد رکھے اور سمجھے اور جو اس کو نہ سمجھے وہ اس کو نہ پہنچائے مگر یہ کہ اس کو ہو بہو لفظ سے وارد کرے اور نہ تصرف کرے بیچ اس کے اور اشارہ کیا ہے مہلب نے اس طرف کہ مناسبت قصے رجم کے وارد کرنے کی یہاں اس جہت سے ہے کہ اس نے اشارہ کیا اس طرف کہ نہی لائق کسی کو یہ کہ قطع کرے اس چیز میں کہ نہیں ہے اس میں نص قرآن سے اور نہ سنت سے اور نہ کہے اور نہ عمل کرے اس میں اپنی رائے سے جیسا کہ قطع کیا اس شخص نے جس نے کہا تھا کہ اگر عمر مر گیا تو میں فلاں سے بیعت کروں گا جب کہ نہ پائی اس نے شرط اس شخص کی جو خلافت کے لائق ہے مخصوص کتاب میں سو اس نے اس کو قیاس کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حال پر اور خطا کی قیاس میں واسطے وجود فاروق رضی اللہ عنہ کے اور اس پر واجب تھا کہ اہل قرآن اور سنت سے پوچھتا اور اس پر عمل کرتا سو مقدم کیا عمر رضی اللہ عنہ نے قصہ رجم کا اور قصہ نہی منہ پھیرنے کا باپوں سے اور یہ دونوں قصے قرآن متلو میں نہیں ہیں اگرچہ اس چیز میں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اتاری اور ان کا حکم بدستور رہا اور ان کی تلاوت منسوخ ہوئی لیکن یہ مخصوص ہے ساتھ اہل اس زمانے کے جن کو اس پر اطلاع تھی ورنہ اصل یہ ہے کہ جس کی تلاوت منسوخ ہے اس کا حکم بھی منسوخ ہے اور یہ جو کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر زمانہ دراز ہو جائے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ علم پر اتنا ہو جائے گا ساتھ گزرنے

زمانوں کے سو پائیں جاہل لوگ راہ طرف تاویل کی بغیر علم کے اور بہر حال دوسری حدیث کہ میری بے حد تعریف نہ کیا کرو تو اس میں اشارہ ہے طرف تعلیم اس چیز کی جس کی بے علمی کا ان پر خوف ہے اور اس میں اہتمام اصحاب کا ہے اور اہل قرن اول کا ساتھ قرآن کے اور منع کرنا زیادتی کرنے سے قرآن میں اور اسی طرح کم کرنا اس سے بطریق ادلی اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جو سلف سے منقول ہے مثل ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیادتی سے کہ نہیں قرآن میں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بطور تفسیر کے ہے اور مانند اس کی کے اور احتمال ہے کہ یہ اول امر میں ہو پھر قرار پایا اجماع اس چیز پر جو قرآن میں ہے اور باقی رہا منقول ہونا ان روایتوں کا یعنی مانند اور روایتوں کی بنا براس کے کہ وہ قرآن میں ثابت ہیں اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جو ڈرے کسی قوم کے فتنے سے اور یہ کہ وہ اس کا حکم بجا نہ لائیں امر حق میں ان پر متوجہ ہو اور ان سے مناظرہ کرے اور ان پر حجت کو قائم کرے اور یہ کہ جائز ہے بڑے قدر والے کے واسطے یہ کہ تو اضع کرے اور جو اس سے نیچے ہو اس کو اپنے نفس پر فضیلت دے ادب کے واسطے اور واسطے بھاگنے کے تزکیہ نفس سے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہاتھ دراز کر تو وہ باز نہ رہے اور یہ کہ مسلمانوں کے واسطے ایک امام سے زیادہ نہ ہو اور اس میں بددعا کرنا ہے اس پر جس کے باقی رہنے میں فتنے و فساد کا خوف ہو کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سعد رضی اللہ عنہ کو قتل کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو امام کے پاس کسی کو تہمت کرے تو نہیں واجب ہے امام پر کہ اس پر حد کو قائم کرے یہاں تک کہ اس کو مقذوف طلب کرے اس واسطے کہ اس کو جائز ہے کہ قاذف سے معاف کرے اور تمسک کیا ہے بعض شیعہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ میں پسند کرتا ہوں تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردوں سے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت کے واجب ہونے کا اور اس کے مستحق ہونے کا اعتقاد نہ تھا اور اس کا جواب کئی وجہ سے ہے، اول جواب یہ ہے کہ یہ قول ان سے بطور تو اضع کے تھا، دوسرا یہ کہ وہ جائز رکھتے تھے مفضول کی امامت کو باوجود فاضل کے اور اگر چنانچہ اس کے واسطے اس میں حق تھا تو ان کو جائز تھا کہ غیر پر احسان کریں، تیسرا یہ کہ ان کو معلوم تھا کہ دونوں میں سے کوئی ان کے آگے نہیں ہوگا سو ارادہ کیا ساتھ اس کے اشارہ کرنے کا اس طرف کہ اگر مقدر کیا گیا کہ وہ اس میں داخل نہیں ہوگا تو اہلتہ ہوگی خلافت بند بیچ دونوں کے اور اسی واسطے جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت قریب ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اس واسطے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس وقت شام کے ملک میں جہاد میں مشغول تھے اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ میں مقدم ہوں اور میری گردن ماری جائے دلالت کرتا ہے اور پر صحیح ہونے احتمال مذکور کے اور یہ کہ جائز ہے اہل رائے کے واسطے کہ امام کو مشورہ دیں ساتھ عام مصلحت کے جو نفع دے عموماً یا خصوصاً اگرچہ وہ نہ مشورہ طلب کرے اور رجوع کرنا امام کا اس کی طرف وقت واضح ہونے صواب کے اور یہ جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کو ان دو مردوں سے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ شرط ہے کہ خلیفہ ایک ہو اور

البتہ ثابت ہو چکی ہے نص صریح کہ جو دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو دونوں میں سے پچھلے کی گردن مارو۔ (فتح)
 بَابُ الْبُكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ
 اگر دونوں زنا کرنے والے کنوارے ہوں تو دونوں کو
 کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ شادی شدہ لوگوں کو کوڑے مارے جائیں اور سنگسار کیا جائے اور مسروق سے ہے کہ کنواروں کو کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے اور شادی شدہ لوگوں کو سنگسار کیا جائے اور بوڑھوں کو سنگسار کیا جائے اور کوڑے مارے جائیں اور نقل کیا ہے محمد بن نصر نے کتاب الایمان میں اتفاق اس پر کہ زانی کنوارے کو شہر بدر کیا جائے مگر کوفیوں سے اور ان میں سے ابن ابی لیلیٰ بھی جمہور کے موافق ہے اور دعویٰ کیا ہے طحاوی نے کہ وہ منسوخ ہے و سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور جو تخریب کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے سو کہا شافعی اور ثوری اور طبری نے ساتھ تعیم کے اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ غلام کو شہر بدر نہ کیا جائے اور کہا اوزاعی نے کہ عورت کو شہر بدر نہ کیا جائے فقط مرد کو کیا جائے اور یہی ہے قول مالک کا اور قید کیا ہے اس کو ساتھ آزاد ہونے کے اور یہی قول ہے اسحاق کا اور جو اس میں حریت کو شرط کرتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ غلام کے شہر بدر کرنے میں اس کے مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے سزا ہے اور منع کرنا ہے اس کو اس کے منفع سے بیچ مدت تخریب کے اور تصرف شرع کا تقاضا کرتا ہے کہ نہ سزا دی جائے گی مگر تصور کرنے والے کو اور اسی واسطے ساقط ہوا ہے فرض ہونا جہاد اور حج کا غلام سے اور کہا ابن منذر نے کہ حضرت ﷺ نے عسیف کے قصے میں قسم کھائی کہ ان کے درمیان کتاب اللہ سے حکم کریں گے پھر فرمایا کہ اس پر سو کوڑا ہے اور ایک سال شہر بدر کرنا اور خطبہ پڑھا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے منبر پر عام لوگوں پر اور عمل کیا ساتھ اس کے خلفائے راشدین نے اور کسی نے اس سے انکار نہ کیا تو یہ اجماع ہو گیا اور اختلاف ہے شہر بدر کرنے کے مسافت میں سو بعض نے کہا کہ وہ امام کی رائے پر ہے اور بعض نے کہا کہ شرط ہے اس میں مسافت قصر کی اور بعض نے کہا کہ تین دن کی راہ اور بعض نے کہا کہ ایک دن رات کی راہ اور بعض نے کہ دو دن کی۔ (فتح)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زانی عورت اور مرد کو سو سو کوڑے مارو اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ یہ حرام ہیں مسلمانوں پر۔

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْشَهِدَ عَدَاؤُهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ

مُشْرِكٌ وَحَرِّمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ»

فائدہ: اور مراد ساتھ ذکر کرنے اس آیت کے یہ ہے کہ کوڑے مارنا ثابت ہے ساتھ کتاب اللہ تعالیٰ کے اور قائم ہوا ہے اس پر اجماع اُن لوگوں کا جن پر اعتماد ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ کنوارے کے جو شادی شدہ نہ ہو اور اختلاف ہے کوڑے مارنے کی کیفیت میں مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ پیٹھ میں مارے اور اس کے غیر نے کہا کہ متفرق کرے ان کو سب اعضاء پر سوائے منہ اور سر کے اور زنا اور شراب اور تعزیر میں ننگا اور کھڑا کر کے کوڑے مارے اور عورت کو بٹھا کر اور تذف میں کپڑوں سمیت اور کہا احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور ابو ثور رحمہ اللہ نے کہ نہ ننگا کیا جائے کوئی حد میں اور آیت میں شہر بدر کرنے کا حکم نہیں سوتمسک کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں زیادتی کی جاتی ہے قرآن پر جز واحد سے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مشہور ہے کثرت طرق کی وجہ سے اور واسطے بہت ہونے عمل اصحاب کے ساتھ اس کے اور البتہ عمل کیا ہے انہوں نے ساتھ مثل اس کی کے بلکہ ساتھ اس چیز کے کہ اس سے کم ہے جیسے ٹوٹنا وضوء کا تہقہ سے اور جائز ہونا وضوء کا نچوڑ کچوڑ سے اور سوائے اس کے جو قرآن میں نہیں ہے اور البتہ روایت کی مسلم نے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ فرمایا سیکھو مجھ سے البتہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے واسطے راہ مقرر کر دی کنواری کو کنوارے کے ساتھ سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا اور شادی شدہ شخص کو شادی شدہ عورت کے ساتھ سو کوڑا اور سنگسار کرنا اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿وَاللَّاتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاَسْتَشْهَدُوا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوا فَاَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّهِنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ تو عورتوں کو گھروں میں قید کیا جاتا تھا خواہ مریں یا زندہ رہیں یہاں تک کہ یہ آیت اتری: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾۔ (بخ)

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَأْفَةٌ فِيْ اِقَامَةِ الْحَدِّ اور کہا ابن عیینہ نے کہ رافت سے مراد حد کا قائم کرنا ہے فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور نہ معطل کیا جائے حد کو یعنی نہ ترک کی جائے بالکل اور نہ کم کی جائے۔

۶۳۲۹۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا حکم کرتے تھے اس کے حق میں جو زنا کرے اور شادی شدہ ہو سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا، کہا ابن شہاب نے اور خبر دی مجھ کو عروہ نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شہر بدر کیا پھر ہمیشہ جاری رہی یہ سنت۔

۶۳۲۹۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ

وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ
الْحَطَّابِ غَرَبَ ثُمَّ لَمْ تَنْزَلْ تِلْكَ السَّنَةَ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ مروان نے شہر بدر کیا پھر اہل مدینہ نے اس کو چھوڑ دیا یعنی بسبب کاہلی کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور صدیق اکبرؓ نے بھی کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور اسی طرح عمرؓ نے بھی اور اکثر راویوں نے اس کو موقوف روایت کیا ہے۔ (فتح)

۶۲۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللَيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ
بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۲۳۰۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حکم کیا اس کے حق میں جس نے زنا کیا اور شادی شدہ نہ تھا ساتھ برس بھر شہر بدر کرنے کے اور قائم کرنے حد کے اوپر اس کے۔

قَضَى فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنَ بِنَفِي عَامٍ
بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ.

فائدہ: اور اس حدیث میں جائز ہونا جمع کا ہے درمیان حد اور تعزیر کے برخلاف حنفیہ کے اگر لیا جائے اس کے قول کو ساتھ اقامت حد کے اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا درمیان کوڑوں اور شہر بدر کرنے کے یعنی کوڑے بھی ماریں جائیں اور شہر بدر بھی کیا جائے اس زانی کے حق میں جو شادی شدہ نہ ہو یہ بھی ان کے خلاف ہے اگر ہم کہیں کہ سب حد ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ حدیث عبادہؓ کی جس میں شہر بدر کرنا ہے منسوخ ہے ساتھ آیت نور کے اس واسطے کہ اس میں صرف کوڑے مارنے کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ محتاج ہے طرف ثبوت تاریخ کی اور ساتھ اس کے کہ اس کا عکس قریب تر ہے اس واسطے کہ آیت مطلق ہے ہر زانی میں سو خاص کیا گیا اس سے عبادہؓ کی حدیث میں شادی شدہ اور سورہ نور کی آیت میں جو نفی کا ذکر نہیں تو اس سے اس کا نہ جائز ہونا لازم نہیں جیسا کہ اس سے سنگسار کرنے کا جائز نہ ہونا لازم نہیں آتا اور قوی حجتوں سے ہے یہ کہ قصہ عسیف کا نور کی آیت کے بعد ہے اس واسطے کہ وہ اٹک کے قصے میں اتری اور وہ مقدم ہے عسیف کے قصے پر اس واسطے کہ ابو ہریرہؓ اس میں حاضر تھے اور ابو ہریرہؓ کی ہجرت اٹک سے بہت زمانہ بعد ہے۔ (فتح)

بَابُ نَفْيِ أَهْلِ الْمَعَاصِي وَالْمُخَنِّثِينَ
گناہ کرنے والوں اور مخنثوں کا شہر بدر کرنا

فائدہ: شاید مراد اس کی رد کرنا ہے اس پر جو انکار کرتا ہے شہر بدر کرنے سے غیر محارب کے حق میں سو بیان کیا کہ وہ ثابت ہے حضرت عائشہؓ کے فعل سے اور جو آپ کے بعد ہیں بیچ حق غیر محارب کے اور جب ثابت ہو اس کے حق میں جس سے کبیرہ واقع نہیں ہو تو جو کبیرہ گناہ کرے اس کے حق میں بطریق اولیٰ ہوگا۔ (فتح)

۶۳۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ان مردوں کو جو عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں کو جو مردوں سے مشابہت کرتی ہیں اور فرمایا کہ ان کو گھروں سے نکال دو اور فلاں کو نکال دیا۔

۶۲۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَشَّيْنِ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجَّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرَجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ وَأَخْرَجَ فَلَانًا وَأَخْرَجَ عَمْرُ فُلَانًا.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ وارد کرنے اس ترجمہ کے بعد ترجمہ زانی کے اس طرف کہ جب مشروع ہو شہر بدر کرنا اس کے حق میں جو ایسا گناہ کرے جس میں حد نہیں تو جو حد والا گناہ کرے اس کے حق میں بطریق اولی مشروع ہوگا پس مؤکد ہوگی سنت ثابت ساتھ قیاس کے تا کہ رد کیا جائے اس پر جو معارضہ کرتا ہے سنت کا قیاس سے اور جب دونوں قیاس معارض ہوئے تو باقی رہے گی سنت بغیر معارض کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مراد محنت سے وہ شخص ہے جو عورتوں سے مشابہت کرے نہ وہ شخص جس کے ساتھ انعام کیا جائے اس واسطے کہ اس کی حد رجم ہے اور جس پر رجم واجب ہو اس پر شہر بدر کرنا نہیں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کی حد میں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک اس کا حکم زانی کا ہے سوا اگر ثابت ہو اس پر تو اس کو کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے اس واسطے کہ نہیں متصور ہے اس میں احسان اور اگر مشابہت کرنے والا ہو تو اس کی حد فقط شہر بدر کرنا ہے۔ (فتح)

جو حکم کرے غیر امام کو ساتھ اقامت حد کے غائب

اس سے

بَابُ مَنْ أَمَرَ غَيْرَ الْإِمَامِ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ

فائدہ: کہا ابن بطلان نے اس باب کا مطلب آئندہ بھی ایک باب میں آئے اور دونوں کا مطلب ایک ہے لیکن اس جہت سے فرق ہے کہ اس باب میں غائبانہ حال ہے مامور سے یعنی جو حد کو قائم کرے اور دوسرے باب میں حال ہے اس شخص سے جس پر حد قائم کی جائے۔ (فتح)

۶۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے سو اس نے کہا یا حضرت! ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کیجیے تو اس کا خصم اٹھا سو اس نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے یا

۶۲۲۲۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ الرَّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت! ہمارے درمیان حکم کیجیے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے بے شک میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا سو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سنگسار کرنا ہے سو میں نے بدلہ دیا ۱۰۰ سو بکری اور ایک لونڈی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کروں گا بہر حال بکریاں اور لونڈی سو پھیری جائیں تجھ پر اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور بہر حال تو اے انیس! اس کی عورت کے پاس جا اور اس کو سنگسار کر سو انیس رضی اللہ عنہم گیا اور اس کو سنگسار کیا۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ اور جو کوئی نہ رکھتا ہو تم میں سے مقدور یہ کہ نکاح میں لائے بیوی آزاد مسلمان الخ تو چاہیے کہ نکاح کرے لونڈی ایماندار سے، الخ۔

وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْضِ بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ أَقْضِ لَهْ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِكِتَابِ اللَّهِ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَيَّ هَذَا فَرَضَنِي بِأَمْرَاتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ الرَّجْمِ فَأَفْتَدَيْتُ بِمِائَةِ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةً ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَرَعَمُوا أَنَّ مَا عَلَيَّ ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَا الْغَنَمُ وَالْوَلِيدَةُ فَرَدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ فَأَعُدْ عَلَيَّ امْرَأَةً هَذَا فَارْجُمَهَا فَعَدَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى «وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ نِّسَائِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا أَحْصَنْتُمْ فَإِنْ آتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَإِنْ تَصَبَرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ»

﴿غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ﴾ زَوَانِي ﴿وَلَا
مُتَخَذَاتٍ أَخْدَانٍ﴾ اِخْلَاءً .

فائدہ: اور اختلاف ہے لونڈی کے احسان میں سوا کثر نے کہا کہ احسان اس کا نکاح کرنا ہے اور بعض نے کہا کہ آزاد کرنا ہے پس بنا بر پہلے قول کے نکاح سے پہلے اس پر حد واجب نہیں ہوگی اگر زنا کرے نکاح کرنے سے پہلے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت تابعین کا ہے اور دعویٰ کیا ہے ابن شاہین نے کہ یہ حکم منسوخ ہے ساتھ حدیث باب کے لیکن ناخ کے تاریخ معلوم نہیں اور معارض ہے اس کو یہ حدیث کہ قائم کرو حدوں کو اپنے غلاموں پر شادی شدہ ہوں یا نہ شادی شدہ ہوں اور یہ حدیث مرفوع ہے پس تمسک کرنا ساتھ اس کے اولیٰ ہے اور جب حمل کیا جائے احسان کو حدیث میں نکاح کرنے پر اور آیت میں اسلام پر تو حاصل ہوتی ہے تطبیق اور البتہ بیان کیا سنت نے کہ اگر وہ احسان سے پہلے زنا کرے تو اس کو کوڑے ماری جائیں اور بعض نے کہا کہ قید کرنا ساتھ احسان کے فائدہ دیتا ہے اس کا کہ حکم لونڈی کے حق میں کوڑے مارنا ہے نہ سنگسار کرنا سولیا حکم زنا کرنے اس کے کا بعد شادی کے کتاب سے اور حکم زنا اس کے کا پہلے شادی کے سنت سے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ سنگسار کرنا آدم آدھ نہیں ہوتا پس بدستور رہا حکم کوڑوں کا اس کے حق میں اور غیر مسافحات کے معنی ہیں نہ زنا کرنے والیاں اور ﴿وَلَا مُتَخَذَاتٍ أَخْدَانٍ﴾ کے معنی ہیں نہ دوست پکڑنے والیاں پوشیدہ۔

اگر لونڈی زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

بَابُ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ

۶۳۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہم پوچھے گئے لونڈی سے جب کہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو حضرت علی رضی اللہ عنہم نے فرمایا: اگر زنا کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر بھی اس کو کوڑے مارو پھر چوتھی بار اس کو بیچ ڈالو اگر چہ بالوں کی رسی سے ہو کہا ابن شہاب نے میں نہیں جانتا کہ تیسری بار کے بعد فرمایا اس کو بیچ ڈالو یا چوتھی بار کے بعد۔

۶۳۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سئلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ
تُحْصَنَ قَالَ إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ
زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ
بِيعُوهَا وَلَوْ بِصَفِيرٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا
أَدْرِي بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو تو بعض نے کہا کہ دوہرایا ہے زنا کو جواب میں بغیر قید شادی کے واسطے تمبیہ کرنے کے اس پر کہ اس کے واسطے کوئی اثر نہیں اور موجب حد کا لونڈی میں مطلق زنا ہے اور معنی حد

مارنے کے یہ ہیں کہ اس کو حد مارو جو اس کے لائق ہے جو بیان کی گئی ہے قرآن میں اور وہ آدمی حد ہے آزاد عورت کی یعنی جو آزاد عورت کی حد ہے اس سے لوٹنی کی حد آدمی ہے اور خطاب اجلد و ہا میں اس کے مالک کو ہی پس استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مالک رضی اللہ عنہ کو قائم کرنا حد کا اس پر جس کا وہ مالک رضی اللہ عنہ ہو لوٹنی اور غلام سے لوٹنی پر تو ساتھ نص اس حدیث کے اور غلام ملحق ہے ساتھ اس کے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے سو کہا ایک گروہ نے کہ نہ قائم کرے حدوں کو مگر امام یا جس کو اس نے اجازت دی ہو اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور اوزاعی اور ثوری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نہ قائم کرے مالک مگر حد زنا کو اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی مسلم بن یسار کے طریق سے کہا کہ ابو عبد اللہ ایک صحابی کہتا تھا کہ زکوٰۃ اور حد اور فی اور جمعہ بادشاہ کے اختیار میں ہے کہا طحاوی نے کہ اصحاب میں سے اس کا کوئی مخالف نہیں اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن حزم نے کہ بارہ اصحاب نے اس کی مخالفت کی ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ قائم کرے اس کو مالک اگرچہ بادشاہ نے اس کو اجازت نہ دی ہو اور یہ قول شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے اور روایت کی عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اگر لوٹنی زنا کرے اور اس کا کوئی خاوند نہ ہو تو اس کا مالک اس کو حد مارے اور اگر خاوند والی ہو تو اس کو حد مارنے کا اختیار بادشاہ کو ہے اور یہ قول مالک رضی اللہ عنہ کا ہے لیکن یہ کہ اگر اس کا خاوند بھی اسی کے مالک کا غلام ہو تو اس کا اختیار مالک کو ہے اور مستثنیٰ کیا ہے مالک نے کاٹنا ہاتھ کا چوری میں اور یہ ایک وجہ ہے شافعیہ کو اور نیز مستثنیٰ کیا ہے دوسری وجہ حد شراب کو اور حجت جمہور کی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے جس کی طرف پہلے اشارہ ہوا اور وہ مسلم وغیرہ میں ہے اور نزدیک شافعیہ کے خلاف ہے بیچ شرط ہونے اہلیت مالک کے اس کے واسطے یعنی یہ شرط ہے کہ مالک حد مارنے کی لیاقت رکھتا ہو اور جو نہیں شرط کرتا ہے اس کا تمسک یہ ہے کہ اس کی راہ استصلاح کی راہ ہے سو اس میں اہلیت کی حاجت نہیں اور اگر مالک کافر ہو تو وہ حد نہ مارے اور کہا ابن عربی نے کہ کہا مالک رضی اللہ عنہ نے اگر لوٹنی خاوند والی ہو تو نہ حد مارے اس کو مگر امام لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اولیٰ ہے ساتھ پیروی کرنے کے یعنی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مذکور جو دلالت کرتی ہے عموم پر کہ خاوند والی ہو یا بے خاوند والی یعنی مالک کو اس پر حد قائم کرنے کا ہر وقت میں اختلاف ہے خواہ خاوند والی ہو یا نہ اور البتہ واقع ہوا ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں کہ جو ان میں سے شادی شدہ ہو اور جو نہ شادی شدہ ہو اور اس حدیث میں ہے کہ زنا عیب ہے رد کیا جاتا ہے ساتھ اس کے غلام واسطے امر کم کرنے قیمت اس کی کے جب کہ پایا جائے اس سے زنا اور یہ کہ جو زنا کرے اور اس پر حد قائم کی جائے پھر زنا کرے تو پھر اس پر حد قائم کی جائے برخلاف اس شخص کے جو کوئی بار زنا کرے کہ اس کو فقط ایک بار حد مارنا کافی ہے راجح قول پر اور اس میں زجر ہے فاسقوں کے میل جول سے اور ان کے ساتھ گزران کرنے سے اگرچہ الزام سے ہوں جب کہ ان کو مکرر زجر کی جائے اور وہ اس سے باز نہ آئیں اور واقع ہوتی ہے زجر ساتھ قائم کرنے حد کے اس چیز میں جس میں حد مشروع ہے اور

ساتھ تعزیر کے جس میں حد نہیں اور امر ساتھ بیچ ڈالنے اس کے شرب کے واسطے نزدیک جمہور کے اور کوڑے مارنے کا اور وجوب کے واسطے ہے کہا ابن بطلان نے کہ حمل کیا ہے فقہاء نے بیچ کے امر کو اوپر رغبت دلانے کے اوپر دور ہونے کے اس شخص سے جس سے زنا مکرر ہوتا کہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ مالک اس سے راضی ہے اور اس واسطے کہ یہ وسیلہ ہے اولاد زنا کے بہت ہونے کا اور کہا ابن عربی نے کہ مراد حدیث سے جلدی بیچ ڈالنا اس کا ہے اور نہ انتظار کرے اس کی جو قیمت زیادہ دے اور نہیں ہے مراد بیچنا اس کا ساتھ قیمت رسی کے حقیقہ اور لیکن اس میں شبہ باقی ہے کہ حکم ہے کہ زنا کار غلام لونڈی کو بیچ ڈالے اور مسلمان کو حکم ہے کہ جو اپنے واسطے چاہے وہی اپنے بھائی مسلمان کے واسطے چاہے تو جواب یہ ہے کہ یہ سبب اور عیب مشتری کے نزدیک محقق الوقوع نہیں جائز ہے کہ غلام اس عیب سے باز آئے جب کہ معلوم کرے گا کہ اگر اس نے ایسا کام پھر کیا تو نکالا جائے گا اس واسطے کہ جلا وطن کرنا دشوار ہوتا ہے اور نیز جائز ہے کہ مشتری کی صحبت یا کسی اور نیک کی صحبت سے اس کو تاثیر ہو اور عفت حاصل ہو اور اس حدیث میں ہے کہ مالک قائم کرے حد کو اپنے غلام پر اگرچہ بادشاہ سے اجازت نہ لے۔ (فتح)

بَابُ لَا يُشْرَبُ عَلَيَّ الْأَمَّةُ إِذَا زَنَتْ وَلَا
تَنْفِي

۶۳۳۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَّتِ الْأَمَّةُ
فَتَبَيَّنَ زَنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُشْرَبْ ثُمَّ إِنْ
زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُشْرَبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ
الثَّلَاثَةَ فَلْيَبْعِهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ تَابَعَهُ
إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی حرام کاری کرے پھر
ظاہر ہو جائے اس کی حرام کاری خواہ اس کے اقرار سے خواہ
گواہوں سے تو چاہیے کہ مالک اس کو حد مارے یعنی پچاس
کوڑے اور نہ ملامت کرے پھر اگر زنا کرے یعنی دوسری بار
تو چاہیے کہ دوسری بار بھی اس کو حد مارے اور نہ ملامت
کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے
اگرچہ بالوں کی رسی سے۔ متابعت کی ہے اس کی اسماعیل نے
سعید سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے یعنی متن میں۔

فائدہ: اور بہر حال نہ شہر بدر کرنا سو استنباط کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے
اس واسطے کہ مقصود شہر بدر کرنے سے دور کرنا ہے وطن سے جس میں گناہ واقع ہوا اور وہ حاصل ہے ساتھ بیچ کے کہا
ابن بطلان نے وجہ دلالت کی یہ ہے کہ فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے اور بیچ ڈالے سو دلالت کی اس نے اوپر سقوط نفی

کے اس واسطے کہ جو شہر بدر کی جائے نہیں قادر ہوتا ہے اس پر مگر بعد مدت کے اور اس میں نظر ہے جائز ہے کہ مشتری کو مدت نفی کی منفعت مجرادے اور کم قیمت کو دے یا مشتری اس کو اس جگہ لے جائے جہاں اس پر شہر بدر ہونا صادق آئے کہا ابن عربی نے کہ متشبی ہے لونڈی شہر بدر کرنے سے واسطے ثابت ہونے حق مالک کے سو مقدم ہوگا اللہ تعالیٰ کے حق پر اور حد اس واسطے ساقط نہیں ہوتی کہ وہ اصل ہے اور نفی فرع اور غلام میں مالک کے حق کی رعایت کی گئی ساتھ ترک کرنے رجم کے اس واسطے کہ اس میں فوت ہونا نفع کا ہے بالکل جڑھ سے برخلاف کوڑوں کے اور بدستور رہا شہر بدر کرنا غلام کا اس واسطے کہ نہیں حق ہے مالک کا صحبت کرنے میں اور اختلاف ہے بیچ نفی غلام کے صحیح یہ ہے کہ غلام کو آدھا سال شہر بدر کیا جائے اور شافعیہ کا ایک قول ضعیف یہ ہے کہ پورا سال اور اکثر کے نزدیک غلام پر شہر بدر کرنا نہیں ہے اور کہا ابن بطلان نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ جس پر حد قائم کی جائے اس کو ملامت اور جھڑکی کے ساتھ تعزیر نہ دی جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لائق ہے یہ ساتھ اس شخص کے کہ صادر ہو اس سے یہ پہلے اس سے کہ اٹھایا جائے طرف بادشاہ کی واسطے تحذیر اور تحویف کے اور جب بادشاہ کی طرف اس کا قصہ اٹھایا جائے اور اس پر حد قائم کی جائے تو اس کو کفایت کرتی ہے اور یہ جو کہا کہ نہ ملامت کرے اس کو یعنی نہ جمع کرے اس پر سزا کو ساتھ کوڑے مارنے اور ملامت کرنے کے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نہ کفایت کرے ساتھ جھڑکی کے سوائے کوڑے مارنے کے۔ (فتح)

بَابُ أَحْكَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ إِذَا
رَزَوْا وَرُفِعُوا إِلَى الْإِمَامِ
باب ہے بیچ بیان احکام اہل ذمہ کافروں کے اور احسان ان کے جب کہ زنا کریں اور امام اسلام کی طرف پہنچائے جائیں۔

فائدہ: اہل ذمہ ان کافروں کو کہتے ہیں جن سے حاکم اسلام نے عہد و پیمانہ کیا ہو اور مراد اہل ذمہ سے یہاں یہود اور نصاریٰ وغیرہ سب لوگ ہیں جن سے جزیہ لیا جاتا ہے اور حصن ہونا ان کا یعنی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ احسان کی شرطوں سے اسلام ہے اور امام کی طرف پہنچائے جائیں یعنی برابر ہے کہ مسلمانوں کے حاکم کے پاس آئیں تاکہ ان میں حکم کرے یا ان کے سوائے کوئی اور لوگ زور سے ان کو اس کی طرف پہنچائیں برخلاف اس کے جس نے مقید کیا ہے اس کو ساتھ شق اول کے مانند حنفیہ کے۔ (فتح)

۶۳۳۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سَأَلْتُ عَبْدَ
اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ رَجَمَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَقْبَلَ
۶۳۳۵۔ حضرت شیبانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنگسار کرنے کا حکم پوچھا یعنی
اس شخص کا سنگسار کرنا کہ ثابت ہو کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ
شادی شدہ ہو تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا میں

نے کہا کہ گیا سورہ نور سے پہلے یا پیچھے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ متابعت کی عبدالواحد کی علی رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ اور محاربی اور عبیدہ نے شیبانی سے اور بعض نے کہا کہ ماندہ اور اول یعنی سورہ نور کا ہونا صحیح ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مطابقت حدیث کے ترجمہ سے اطلاق کی جہت سے ہے میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز ہے جو ترجمہ کے مطابق ہے چنانچہ ایک طریق میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو سنگسار کیا روایت کیا ہے اس کو احمد اور طبرانی وغیرہ نے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا تو اس میں ہے کہ کبھی چھپا رہتا ہے صحابی جلیل پر بعض امر جو واضح ہو اور یہ کہ جولا ادری کے ساتھ جواب دے اس پر کوئی عیب نہیں بلکہ دلالت کرتا ہے یہ اس کی کوشش اور ثابت ہونے پر پس مدح کیا جاتا ہے ساتھ اس کے۔ (بخ)

۶۳۳۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا پاتے ہو تم توراہ میں بیچ حال رجم کے؟ یعنی توراہ میں سنگسار کرنے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کو ذلیل اور رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارے جاتے ہیں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جھوٹے ہو بے شک توراہ میں سنگسار کرنا ہے سو وہ توراہ لائے اور اس کو کھولا تو ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا اور اس کے آگے پیچھے پڑھا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا سو اچانک اس میں سنگسار کرنے کی آیت تھی یہودیوں نے کہا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سچا ہے اسے محمد توراہ میں رجم کی آیت ہے سو حضرت ﷺ نے دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم کیا سو دونوں سنگسار کیے گئے سو میں نے مرد کو دیکھا کہ عورت پر جھکا اس کو

النُّورِ أَمْ بَعْدَهُ قَالَ لَا أَدْرِي. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَالْمَحَارِبِيُّ وَعَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمَانِدَةُ وَالْأَوَّلُ أَصْح.

۶۳۳۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَأَمْرًا زَنَى فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوا نَفَضَحُهُمْ وَيَجْلِدُونَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَاتُوا بِالتَّوْرَةِ فَشَرُّوْهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ أَرْفَعُ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ قَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدٌ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجِمَا فَرَأَيْتُ

الرَّجُلُ يَحْبِي عَلَى الْمَرْأَةِ بِقِيهَا الْحِجَارَةَ. پتھروں سے بچاتا تھا یعنی یہاں تک کہ دونوں قتل ہوئے۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابو داؤد نے سب اس قصے کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک یہودی مرد نے عورت سے زنا کیا انہوں نے کہا کہ ہم کو اس پیغمبر کے پاس لے چلو کہ وہ پیغمبر ہوا ہے ساتھ تخفیف کے سوا اگر اس نے ہم کو فتویٰ دیا سوائے سنگسار کرنے کے تو ہم اس کو قبول کریں گے اور حجت پکڑیں گے ساتھ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور ہم کہیں گے کہ تیرے ایک پیغمبر کا فتویٰ ہے سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ مسجد میں بیٹھے تھے سو انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم! کیا رائے ہے تمہاری ایک مرد اور عورت کے حق میں کہ انہوں نے زنا کیا؟ الخ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مرد اور عورت دونوں شادی شدہ تھے اور یہ جو فرمایا کہ تم توراہ میں رجم کا حال کیا پاتے ہو؟ تو احتمال ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ کے خبر دینے سے معلوم کیا ہو اور احتمال ہے کہ اس واسطے پوچھا ہوتا کہ معلوم کریں کہ ان کے نزدیک اس میں کیا حکم ہے پھر اللہ سے اس کی صحت سیکھیں اور یہ جو کہا کہ ہم ان کو فضیحت کرتے ہیں تو یعنی ان کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو ذلیل کرتے اور گدھے پر چڑھاتے ہیں اس طور سے کہ ایک کا منہ اگلی طرف اور ایک کا منہ پچھلی طرف کرتے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ توراہ کے حکم میں تحریف کریں اور پیغمبر ﷺ پر جھوٹ بولیں یا تو اس امید سے کہ حکم کریں درمیان ان کے ساتھ غیر اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری اور یا انہوں نے قصد کیا تھا حضرت ﷺ کے حکم کرنے سے تخفیف کا دونوں زانی سے اور اعتقاد کیا کہ جو ان پر واجب ہے وہ ان کے سر سے اتر جائے گا اور یا انہوں نے حضرت ﷺ کے آزمانے کے واسطے یہ کام کیا تھا کہ مقرر ہے کہ جو پیغمبر ﷺ ہو وہ باطل پر قائم نہیں رہتا سو ظاہر ہوا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کذب انکار اور سچ حضرت ﷺ کا اور البتہ واقع ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان اس چیز کا جو توراہ میں تھی کہ شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں اور ان پر گواہ قائم ہوں تو دونوں سنگسار کیے جائیں اور اگر عورت حاملہ ہو تو انتظار کیا جائے ساتھ اس کے یہاں تک کہ جننے جو اس کے پیٹ میں ہے اور ایک روایت میں ہے جب چار آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے دیکھا اس کے ذکر کو عورت کی فرج میں جیسے سلائی سرمہ دانی میں تو سنگسار کیے جائیں اور اگر پائیں مرد کو ساتھ عورت کے ایک گھر میں یا ایک کپڑے میں یا عورت کے پیٹ پر تو اس میں شبہ ہے اور اس میں تعزیر ہے اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں واجب ہونا حد کا ہے کافر ذمی پر جب کہ زنا کرے اور یہ قول جمہور کا ہے اور اس میں خلاف ہے واسطے شافیہ کے اور غفلت کی ہے ابن عبدالبر نے سونقل کیا ہے اس نے اتفاق اس پر کہ شرط احصان کی جو رجم کا موجب ہے اسلام ہے اور رد کیا گیا ہے اس پر یہ ساتھ اس کے کہ شافیہ اور احمد یہ شرط نہیں کرتے اور تائید کرتا ہے ان دونوں کے مذہب کی یہ کہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے کہ دونوں یہودی جو سنگسار کیے گئے وہ شادی شدہ تھے اور کہا مالکیہ اور اکثر حنفیہ نے کہ شرط احصان کی اسلام ہے یعنی شادی شدہ زانی پر اس وقت حد آتی ہے جب کہ

مسلمان ہو اور جواب دیا ہے انہوں نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے تو ان کو فقط توراہ کے حکم سے سنگسار کیا تھا اور نہیں ہے وہ اسلام کے حکم سے کسی چیز میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جاری کرنا حکم کا ہے اوپر ان کے ساتھ اس چیز کے کہ ان کی کتاب میں ہے اس واسطے کہ توراہ میں سنگسار کرنا ہے زانی پر شادی شدہ ہو یا نہ شادی شدہ ہو اور پہلے پہل حضرت ﷺ کو حکم تھا کہ توراہ کے حکم پر عمل کریں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی شرع میں یہ حکم منسوخ ہو پھر منسوخ ہوا یہ حکم ساتھ اس آیت کے ﴿وَاللّٰتِیْ یَاتِبْنَ الْفٰحِشَةَ مِنْ نِّسَاْنِکُمْ﴾ الخ اور یہ جو کہا کہ غیر محسن کو بھی سنگسار کیا جاتا تھا تو اس میں نظر ہے اور کہا ابن عربی نے کہ حدیث میں ہے کہ اسلام نہیں ہے شرط احسان میں اور بعض نے جواب دیا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سنگسار کیا حضرت ﷺ نے ان دونوں کو واسطے قائم کرنے حجت کے یہودیوں پر اس چیز میں کہ حاکم کیا انہوں نے حضرت ﷺ کو حکم توراہ کے سے اور اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ کس طرح جائز ہے قائم کرنا حجت کا اوپر ان کے ساتھ اس چیز کے جو حضرت ﷺ کی شرع میں جائز نہیں باوجود اس قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَ اَنْ اَحْكُمَ بَیْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ یہودیوں کا سنگسار کرنا توراہ کے حکم سے واقع ہوا تھا اور رد کیا ہے اس کو خطابی نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ حکم کر ان کے درمیان ساتھ اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ نے اتاری اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو آئے تھے کہ پوچھیں کہ آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟ جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت مذکورہ سو اشارہ کیا ان پر ساتھ اس چیز کے کہ چھپایا انہوں نے اس کو حکم توراہ کے سے اور نہیں جائز ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک اسلام کا حکم اس کے مخالف ہو اس واسطے کہ نہیں جائز ہے حکم کرنا ساتھ منسوخ کے سو دلالت کی اس نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے ناخ کے ساتھ حکم کیا تھا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ میں حکم کرتا ہوں ساتھ اس چیز کے جو توراہ میں ہے تو اس کی سند میں ایک راوی مبہم ہے اور باوجود اس کے اگر ثابت ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے واسطے قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے اور حالانکہ وہ آپ کی شریعت کے واسطے موافق ہے، میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ سنگسار کرنا ناخ ہے کوڑوں کے واسطے اور نہیں کہا کسی نے کہ رجم شروع ہوا پھر کوڑوں سے منسوخ ہوا پھر منسوخ ہوئے کوڑے رجم سے اور جب کہ حکم رجم کا باقی ہے جب سے شروع ہوا تو نہیں حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ رجم کے مجرد توراہ کے حکم سے بلکہ اپنی شرع سے کہ بدستور رہا ہے حکم توراہ کا اوپر اس کے اور نہیں مقدر کیا گیا کہ انہوں نے اس کو بدل کیا ہو اس چیز میں جو بدل کی اور اس حدیث میں ہے کہ جب عورت پر حد قائم کی جائے تو وہ بیٹھی ہو اسی طرح استدلال کیا ہے ساتھ اس کے طحاوی نے اور اس میں اختلاف ہے کہ جس عورت کو سنگسار کیا جائے اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے یا نہیں سو جو دیکھتا ہے کہ اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے تو گڑھے میں غالباً بیٹھی ہوگی اور اختلاف تو ان کا اس صورت میں ہے جب کہ عورت کو کوڑے

مارے جائیں کہ بیٹھی ہو یا کھڑی سورج کی صورت کو کوڑے مارنے کی صورت پر قیاس کرنا مخدوش ہے اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا اہل ذمہ کی گواہی کا ایک دوسرے پر اور کہا قرطبی نے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں قبول ہے گواہی کا فرکی مسلمان پر اور نہ کافر پر نہ حد میں نہ غیر حد میں اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان سفر اور حضر کے اور ایک جماعت تابعین نے ان کی گواہی کو قبول کیا ہے جب کہ کوئی مسلمان موجود نہ ہو اور مستثنیٰ کی ہے احمد نے حالت سفر کی جب کہ مسلمان موجود نہ ہو اور جواب دیا ہے قرطبی نے جمہور سے یہودیوں کے واقعہ سے کہ حضرت ﷺ نے جاری کیا اس پر جو معلوم کیا کہ وہ توراہ کا حکم ہے اور لازم کیا ان پر عمل کرنا ساتھ اس کے واسطے ظاہر کرنے تحریف ان کی کے اپنی کتاب کو اور بدل کرنے ان کے اس کے حکم کو کہا نووی رحمہ اللہ نے ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو سنگسار کیا اعتراف سے اور اگر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت ہو تو شاید گواہ مسلمان تھے ورنہ نہیں ہے کوئی اعتبار ان کی گواہی کا، میں کہتا ہوں نہیں ثابت ہوا کہ وہ مسلمان تھے اور احتمال ہے کہ گواہوں نے باقی یہودیوں کو اس کی خبر دی ہو تو حضرت ﷺ نے ان کا کلام سنا ہوا ورنہ حکم کیا ہو درمیان ان کے مگر اس چیز کی سند سے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی سو حکم کیا ان کے درمیان وحی سے اور لازم کی ان پر حجت درمیان ان کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا﴾ اور یہ کہ ان کے گواہوں نے گواہی دی تھی ان کے علماء کے پاس ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی پھر جب انہوں نے اس قصے کو حضرت ﷺ کے پاس پہنچایا تو معلوم کیا قصے کو جیسا کہ تھا سوراہیوں نے جو دیکھا یاد رکھا اور نہ تھی سند حضرت ﷺ کے حکم کی اس میں مگر جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اس پر کہ مجلود کو کھڑا کر کے کوڑے مارے جائیں اور اگر عورت ہو تو بٹھا کر اس واسطے کہ اس میں ہے کہ وہ مرد اس عورت پر جھکا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس نہیں دلالت ہے اس میں اس پر کہ مرد کا کھڑا ہونا بطریق حکم کے تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اور سنگسار کرنے شادی شدہ کے اور اوپر اقتصار کرنے کے رجم پر سوائے کوڑے مارنے کے اور یہ کہ کافروں کے نکاح صحیح ہیں اس واسطے کہ ثابت ہونا احصان کا فرع ہے ثبوت صحت نکاح کی اور یہ کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے اور یہ کہ یہود منسوب کرتے تھے طرف توراہ کی وہ چیز جو اس میں نہیں اگرچہ اس کو توراہ میں نہ بدلا ہو اور اس میں کفایت کرنا حاکم کا ہے ساتھ ایک ترجمان کے جس کا اعتماد ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اگلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ثابت ہو ہمارے واسطے قرآن یا حدیث کی دلیل سے جب تک کہ نہ ثابت ہو نسخ اس کا ہماری شریعت سے یا ان کے پیغمبر سے یا ان کی شریعت سے اور بنا بر اس کے پس محمول ہوگا جو واقع ہوا ہے اس قصے میں اس پر کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ یہ حکم توراہ سے بالکل منسوخ نہیں ہوا۔ (فتح)

جب کوئی اپنی عورت یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگائے
حاکم کے اور لوگوں کے سامنے تو کیا حاکم پر ہے کہ کسی کو
اس کی طرف بھیجے اور اس کو پوچھے اس چیز سے جس کے
ساتھ اس کو تہمت کی گئی؟

۶۳۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے تو دونوں میں
سے ایک نے کہا کہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب سے
حکم کرو اور کہا دوسرے نے اور وہ دونوں میں سے زیادہ بوجھ
والا تھا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم
کیجیے اور مجھ کو اجازت دیجیے کہ میں کلام کروں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کلام کر اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور
تھا کہا مالک رضی اللہ عنہ نے عسیف مزدور کو کہتے ہیں سو اس نے اس
کی عورت سے زنا کیا سو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے
پر سنگساری ہے سو میں نے اس کا بدلہ دیا سو بکری اور اپنی ایک
لوٹھی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی
کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور
سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سنگساری تو اس کی عورت پر ہے تو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو البتہ میں تمہارے درمیان
کتاب اللہ سے حکم کروں گا بہر حال تیری بکریاں اور لوٹھی تو
پھیری گئی ہیں تجھ پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کو سو
کوڑے مارے اور سال بھر شہر بدر کیا اور حکم کیا انیس رضی اللہ عنہ کو
کہ دوسرے کی عورت کے پاس جائے سو اگر وہ زنا کا اقرار
کرے تو اس کو سنگسار کرے تو اس نے اقرار کیا تو اس نے
اس کو سنگسار کیا۔

بَابُ إِذَا رَمَى امْرَأَتَهُ أَوْ امْرَأَةً غَيْرِهِ
بِالزَّنَا عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ هَلْ عَلَى
الْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهَا فَيَسْأَلَهَا عَمَّا
رُمِيَتْ بِهِ.

۶۳۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ
رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا
بِكِتَابِ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأُذِنَ
لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ
عَسِيفًا عَلَى هَذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيفُ
الْأَجِيرُ فَرَضِي بِأَمْرَاتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى
ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ
وَبِحَارِيَّةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ
فَأَخْبَرُونِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ
وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ
اللَّهِ أَمَا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرُدَّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ
ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أَنْ يُسَأَلَ الْأَسْلَمِيَّ
أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنْ اعْتَرَفَتْ
فَارْجُمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور حکم مذکور ظاہر ہے اس شخص کے حق میں جو غیر کی عورت کو عیب لگائے اور بہر حال اپنی عورت کو عیب لگانا سوساید لیا ہے اس کو اس سے کہ اس کا خاوند حاضر تھا اور اس نے انکار نہ کیا اور یہ جو کہا کیا امام پر ہے تو اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اختلاف کی جو اس میں ہے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ یہ امام کی رائے پر ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح تر ہمارے نزدیک وجوب اس کا ہے اور حجت اس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس رضی اللہ عنہ کو اس کی عورت کے پاس بھیجا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا فعل ہے نہیں ہے اس میں دلالت وجوب پر احتمال ہے کہ ہو سبب بھیجے اس کے کہ وہ چیز جو واقع ہوئی دونوں کے درمیان جھگڑے سے اور صلح ہونے سے حد پر اور مشہور ہونے قصے کے سے یہاں تک کہ مزدور کے والد نے تصریح کی ساتھ اس کے اور نہ انکار کیا اس پر اس کے خاوند نے اور کہا ابن بطلال نے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جو اپنی عورت کو یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگائے اور اس پر گواہ نہ لائے واجب ہے اس پر حد مگر یہ کہ اقرار کرے اور مان لے مقذوف پس اسی واسطے واجب ہے امام پر کہ بھیجے کسی کو عورت کی طرف جو اس سے پوچھے اور اگر عسیف کے قصے میں عورت اقرار نہ کرتی تو مزدور کے باپ پر حد قذف واجب ہوتی اور متفرع ہوتا ہے اس پر یہ مسئلہ کہ اگر کوئی مرد اقرار کرے کہ اس نے کسی خاص عورت سے زنا کیا ہے اور عورت انکار کرے تو کیا واجب ہے اس مرد پر حد زنا کی اور حد قذف کی دونوں یا فقط حد قذف کی اول قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور دوسرا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین نے کہ اس پر زنا کی حد ہے اور حجت یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت سچا ہو تو اس پر حد قذف نہیں اور اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر حد زنا کی ہے اس واسطے کہ اس نے اپنے نفس پر زنا کا اقرار کیا سو اس سے پکڑا جائے گا۔ (فتح)

جو اپنے گھر والوں کو یا ان کے سوائے غیر کو ادب سکھلائے
بَابُ مَنْ آدَبَ أَهْلَهُ أَوْ غَيْرَهُ دُونَ السُّلْطَانِ.
 سوائے بادشاہ کے یعنی بغیر اس کے کہ بادشاہ نے اس کو اس

کی اجازت دی ہو۔

فائدہ: اور یہ باب معقود ہے واسطے بیان خلاف کے کہ کیا مالک کو جائز ہے کہ اپنے غلام پر آپ حد قائم کرے بغیر اجازت بادشاہ کے یا اس کو اپنے غلام پر حد قائم کرنا جائز نہیں۔

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَمْرَبِينَ يَدِيهِ فَلْيُدْفَعْهُ فَإِنَّ أَبِي فَلْيُقَاتِلْهُ وَقَعَلَهُ أَبُو سَعِيدٍ .

اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہو اور کوئی چاہے کہ اس کے آگے سے گزرے تو چاہیے کہ اس کو ہٹا دے اور اگر نہ مانے تو اس سے لڑے اس واسطے کہ بے شک وہ شیطان ہے اور کیا اس کو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ حدیث وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ نمازی کو اجازت ہے کہ لڑے اس سے جو اس کے آگے سے گزرنا چاہے ساتھ دفع کرنے کے اور نہیں حاجت ہے اس میں بادشاہ کی اجازت کی اور کیا اس کو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور نہ انکار کیا اس پر مروان نے بلکہ اس سے اس کا سبب پوچھا اور اس کو اس پر برقرار رکھا۔ (فتح الباری)

۶۲۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے یعنی نزول تیمم کے قصے میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنا سر میری ران پر رکھے سوئے تھے سو کہا کہ تو نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور لوگوں کو روکا اور یہاں پانی موجود نہیں سو مجھ کو بھڑکی دی اور اپنے ہاتھ سے میری کونکھ میں چوکا اور نہ منع کرتی تھی مجھ کو ملنے سے کوئی چیز مگر قرار پکڑنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا میری ران پر سو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔

۶۲۳۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصْعُ رَأْسُهُ عَلَيَّ فَحَبَسْتِي فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَيَّ مَاءٍ فَغَاتَبْنِي وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ السَّحْرِكِ إِلَّا مَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيْمُمِ.

۶۲۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے سو انہوں نے مجھ کو سخت دھکا مارا اور کہا کہ تو نے ہار کی تلاش میں لوگوں کو روکا سو مجھ کو موت آئی اس واسطے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سر میری ران پر تھا اور البتہ اس نے مجھ کو درد پہنچایا اور لکڑی اور وکر کے معنی ایک ہیں۔

۶۲۳۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكَزَةً شَدِيدَةً وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ فِيهِ الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِي نَحْوَهُ. لَكَزَ وَوَكَزَ وَاحِدٌ.

فائدہ: اور ان دونوں حدیثوں میں دلالت ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے مرد کے کہ ادب سکھائے اپنے گھر والوں کو اور غیر کو سامنے بادشاہ کے اگرچہ اس کو اجازت نہ دی ہو جب کہ ہو یہ حق میں اور اپنے غلام کو ادب سکھانا بھی اپنے گھر والوں کے ادب سکھانے میں داخل ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَأَى مَعَ أَمْرَاتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ
جو اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو زنا کرتے دیکھے اور اس

کو مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا اور اس میں اختلاف ہے جمہور نے کہا کہ اس پر قصاص ہے اور کہا احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ نے کہ اگر گواہ قائم کرے کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے ساتھ پایا تو اس کا خون معاف ہے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ عند اللہ اس کو قتل کرنا جائز ہے اگر شادی شدہ ہو اور ظاہر حکم میں اس پر قصاص ہے۔ (فتح)

۶۳۴۰۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ پاؤں تو البتہ اس کو تلوار سے مار ڈالوں اس حال میں کہ نہ ہوں درگزر کرنے والا یا نہ ماری گئی ہو تلوار چوڑائی سے یعنی بلکہ اپنی تیزی سے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت دار ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر غیرت دار ہے۔

۶۳۴۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَادِ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَصَرْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصَفِّحٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اتَّعَجِبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللَّهِ أَغْيَرُ مِنِّي.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کو مارنا جائز نہیں اور اس پر قصاص آئے گا اور یہ کہ نہیں جائز ہے معارضہ کرنا احکام شرعیہ کا رائے سے۔ (فتح)

جو آیا ہے تعریض میں

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْرِضِ

فائدہ: تعریض اس کلام کو کہتے ہیں جس کے واسطے دو وجہ ہوں ایک ظاہر اور ایک باطن سو قائل کا مقصود اس کا باطن ہوتا ہے اور ظاہر کرتا ہے ارادہ ظاہر کا اور کتاب اللعان میں اس کا کچھ بیان ہو چکا ہے۔ (فتح)

۶۳۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے کہا: سرخ فرمایا: کیا ان میں کوئی سفید اور سیاہ مخلوط رنگ والا بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ اس کو کسی رگ نے کھینچا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو شاید تیرے اس بیٹے کو بھی

۶۳۴۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَوَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا لَوْنُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنِّي كَأَنَّ ذَلِكَ قَالَ أَرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهُ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ.

کسی رگ نے کھینچا ہو۔

فائدہ: استدلال ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر تعریض سے قذف کرے تو اس کو تصریح کا حکم نہیں یعنی اس پر حد قذف نہیں آتی سو پیروی کی ہے اس کی بخاری رحمہ اللہ نے کہ وارد کیا ہے اس حدیث کو دو جگہوں میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بیٹے سے جدا ہونے کی اجازت نہ دی اور حجت پکڑی ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ تعریض بیچ نکاح عدت والی عورت کی جائز ہے باوجود اس کے کہ اس کو نکاح کا صریح پیغام کرنا حرام ہے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ ان کا حکم جدا جدا ہے اور حد دفع کی جاتی ہے شبہ سے اور تعریض میں دونوں امر کا احتمال ہوتا ہے بلکہ عدم قذف اس میں ظاہر ہے نہیں تو اس کو تعریض نہ کہا جاتا اور جو لوگ تعریض میں حد کے قائل نہیں وہ قائل ہیں کہ اس میں ادب سکھلایا جائے اور تعزیر دی جائے اس واسطے کہ تعریض میں مسلمان کی ایذا ہے اور اجماع ہے اس پر کہ ادب دیا جائے اس کو جو پایا جائے اجنبی عورت کے ساتھ کسی گھر میں اور دروازہ بند ہو اور ثابت ہو چکا ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کہ تعریض میں سزا ہے اور جواب دیا ہے بعض مالکیہ نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ گنوار فتویٰ طلب کرنے کو آیا تھا اور اس کی مراد تعریض سے قذف نہ تھی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قذف تعریض میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوتی ہے اس شخص پر کہ پہچانا جائے کہ اس کا ارادہ قذف کا ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس بات کو کہ تعریض میں حد نہیں واسطے مشکل ہونے اطلاع کے ارادے پر، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ كَمِّ التَّعْزِيرِ وَالْأَدَبِ

کتنا ہے تعزیر دینا اور ادب سکھلانا

فائدہ: تعزیر کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے اور مراد ترجمہ میں تادیب ہے اور تعزیر بسبب گناہ کے ہوتی ہے اور تادیب عام تر ہے۔ (فتح)

۶۳۴۲۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے کہ نہ کوئی کوڑے مارا جائے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں سے۔

۶۳۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلْدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ.

۶۳۴۳۔ حضرت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ اس نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے کہ نہیں ہے سزا دس کوڑوں سے

۶۳۴۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا فَصِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي

زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں سے۔

مَرِيَمَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ عَمَّنْ
سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
عُقُوبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرْبَاتٍ إِلَّا فِي حَدِّ مِنْ
حُدُودِ اللَّهِ.

۶۳۴۳۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہوئے سنا کہ نہ کوئی کوڑے مارا
جائے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں
سے۔

۶۳۴۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي
ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ بَكَيْرٍ حَدَّثَهُ
قَالَ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ
إِذْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَكَ
سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ
بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ
الْأَنْصَارِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَجْلِدُوا فَوْقَ عَشْرَةَ
أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدِّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ.

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ حد کے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے اس میں شارع سے عدد معین کوڑوں سے یا
ضرب مخصوص سے یا سزا مخصوص سے مانند حد زنا اور چوری اور شراب اور قذف اور قتل اور قصاص اور ارتداد کے اور
ان کے سوائے اور بہت چیزوں میں اختلاف ہے کہ کیا ان کی سزا کا نام حد ہے یا نہیں اور وہ انکار کرتا ہے امانت سے
اور اغلام کرنا اور چوپائے سے زنا کرنا اور زنا کروانا عورت کا چوپائے نہ سے اور کھانا لہو اور مردار کا اختیار سے اور
گوشت سوراخ اور جادو اور کاہلی سے نماز کا ترک کرنا اور رمضان میں روزہ نہ رکھنا اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ مراد حد
سے باب کی حدیث میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے یعنی ہو گناہ چھوٹا یا بڑا اور اختلاف ہے سلف کو اس حدیث کے معنی میں سو
لیا ہے اس کے ظاہر کو لیث اور احمد نے مشہور میں اور اسحاق اور بعض شافعیہ نے اور کہا مالک رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ اور
صاحبین نے کہ جائز ہے زیادہ کرنا دس کوڑوں پر پھر کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ نہ پہنچے ادنیٰ حد کو اور باقی لوگوں نے کہا کہ وہ
امام کی رائے پر ہے جتنے کوڑے مناسب جانے اتنے زیادہ مارے جہاں تک ہو اور یہ قول مختار ہے نزدیک ابو ثور کے
اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تعزیر میں بیس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں اور
ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سو کوڑے کو پہنچے اور عثمان رضی اللہ عنہ سے تیس کوڑے آئے ہیں اور اسی طرح ابن

مسعود بن النضر سے اور مالک بن انس سے روایت ہے کہ نہ تعزیر دی جائے مگر اس کو جس سے گناہ مکرر ہوا اور اگر کسی سے ایک بار ایسا گناہ واقع ہوا جس میں حد نہیں تو اس پر تعزیر نہیں ہے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ چالیس گناہ پینچے اس سے کم جتنے مناسب ہوں مارے اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف سے ہے کہ پچانوئیس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے اور ایک روایت مالک اور ابو یوسف سے اسی کوڑوں کی روایت آئی ہے اور باب کی حدیث سے انہوں نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ وہ مقصور ہے کوڑوں پر اور اگر لاشمی وغیرہ سے مارے تو دس سے زیادہ مارنا جائز ہے اور ایک یہ کہ وہ منسوخ ہے دلالت کرتا ہے اجماع اس کے منسوخ ہونے پر اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ بعض تابعین اس کے ساتھ قائل ہیں اور وہ قول ہے لیث بن سعد کا اور کہا نووی رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں قائل ہے ساتھ اس حدیث کے کوئی اصحاب میں سے اور جمہور کا مذہب اس کے برخلاف ہے۔ (فتح)

۶۳۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے وصال کے روزے تو ایک مسلمان مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ یا حضرت! آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے برابر ہے میں رات کا ثنا ہوں میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو جب اصحاب وصال کے روزے سے باز نہ آئے تو حضرت ﷺ نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا ایک دن پھر ایک دن یعنی لگا تار دو دن روزہ رکھارات کو بھی کچھ نہ کھایا پیا پھر انہوں نے چاند کو دیکھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاند کا چڑھنا مؤخر ہوتا تو میں تم کو وصال کے روزے زیادہ کرتا گویا ان کو سزا دیتے تھے جب کہ انہوں نے کہا نہ

۶۳۴۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَوَاصِلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَكُم مِثْلِي ابْنِي أَيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوَصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوْا الْهَلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَمَا لُمْتُكُمْ بِهِمْ حِينَ أَبَوْا. تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا گویا کہ ان کو سزا دیتے تھے کہا ابن بطلان نے مہلب سے کہ اس حدیث میں ہے کہ تعزیر امام کی رائے پر موقوف ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ اگر مہینہ دراز ہو جاتا تو میں وصال کے روزے زیادہ کرتا سو اس نے دلالت کی اس پر کہ امام کو جائز ہے کہ زیادہ کرے تعزیر میں جس قدر مناسب دیکھے لیکن معارض ہے یہ حدیث مذکور کو اس واسطے کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ عدد کے ضرب سے یا کوڑوں سے سو متعلق ہوگی ساتھ شے محسوس کے اور یہ متعلق ہے ساتھ چیز متروک کے اور وہ بند رہنا ہے روزہ توڑنے والی چیزوں سے اور در اس میں راجع ہے طرف بھوک اور پیاس کی اور تاثیر ان کی اشخاص میں نہایت متفاوت ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جن کے سمیت حضرت ﷺ نے وصال کا روزہ رکھا تھا ان کو اس پر قدرت تھی سو اشارہ کیا اس طرف کہ اگر مہینہ دراز ہو جاتا یہاں تک کہ نوبت پہنچاتا ان کے عاجز ہونے کی طرف تو البتہ وہ تاثیر کرنے والا ہوتا ان کے زجر میں اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ مراد تعزیر سے وہ چیز ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے باز رہنا اور ممکن ہے دس کوڑوں میں ساتھ اس طور کے کہ مختلف ہو سال بیچ صفت جلد اور ضرب کے بطور تخفیف کے اور تشدید کے، واللہ اعلم، ہاں مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز تعزیر کا ساتھ بھوکا رکھنے کے اور مانند اس کی امور معنوی سے۔ (فتح)

۶۳۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک وہ لوگ مارے جاتے تھے حضرت ﷺ کے زمانے میں جب کہ خریدیں اناج تخمینے سے یعنی بغیر تول اور ماپ کے یہ کہ بچیں اس کو اپنے مکان میں جہاں خریدا یہاں تک کہ جگہ دیں اس کو اپنے مکانوں میں۔

۶۳۴۶۔ حَدَّثَنِي عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُمْ كَانُوا يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِمْ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جائز ہے تعزیر دینا اس کو جو امر شرعی کی مخالفت کرے اور عقود فاسدہ کو استعمال میں لائے ساتھ ضرب کے اور مشروع ہونا اقامت محتسب کا بازاروں میں اور ضرب مذکور محمول ہے اس پر جو مخالفت کرے امر کی اس کے بعد کہ اس کو معلوم ہو۔ (فتح)

۶۳۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کسی چیز میں بدلانہیں لیا جو آپ کی طرف لائی جاتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی چیزوں کی حرمت پھاری جاتی سو بدلہ لیتے اللہ تعالیٰ کے واسطے۔

۶۳۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَحْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَحْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَحْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ حَتَّى يَنْتَهَكَ مِنْ حُرْمَاتِ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفت النبی ﷺ میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں اختیار دیا گیا حضرت ﷺ کو دو امور میں مگر کہ آسان ترک اختیار کیا۔

بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللَّطِخَ
وَالْتَهْمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ
جو ظاہر کرے بے حیائی کو اور آلودگی کو اور تہمت کو بغیر
گواہ کے

فائدہ: اور مراد ساتھ اظہار فاحشہ کے یہ ہے کہ لائے وہ چیز جو دلالت کرے فاحشہ پر عادت بغیر اس کے کہ ثابت ہو یہ گواہوں سے یا اقرار سے اور لطح کے معنی ہیں عیب لگایا گیا ساتھ بدی کے اور آلودہ کیا گیا اور تہمت سے مراد وہ شخص ہے جو متہم ہو ساتھ اس کے بغیر اس کے کہ تحقیق ہو اس میں اگرچہ عادت ہو۔ (فتح)

۶۲۴۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِينَ وَأَنَا ابْنُ خَمْسٍ
عَشْرَةَ سَنَةً فَرَقَّ بَيْنَهُمَا فَقَالَ زَوْجُهَا
كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنْ أَمْسَكْتَهَا. قَالَ فَحَفِظْتُ
ذَلِكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِنْ جَاءَتْ بِه كَذَا
وَكَذَا فَهَوَّ وَإِنْ جَاءَتْ بِه كَذَا وَكَذَا
كَانَتْ وَحَرَةً فَهَوَّ وَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ
جَاءَتْ بِه لِلَّذِي يُكْرَهُ.

۶۲۴۸۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں
موجود تھا پاس دولعان کرنے والوں کے اور میں پندرہ برس کا
تھا دونوں کے درمیان تفریق کی گئی تو اس کے خاوند نے کہا
کہ اگر میں اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا کہا سو
میں نے یاد رکھا اس کو زہری سے کہ اگر اس عورت نے ایسا
ایسا بچہ یعنی ایسی شکل و صورت کا بچا جننا تو اس کا خاوند جھوٹا ہے
اور اگر اس نے ایسا ایسا بچا جننا گویا وہ بہمنی ہے تو اس کا خاوند
سچا ہے اور میں نے زہری سے سنا کہتا تھا کہ اس نے بچہ جننا
مگر وہ شکل کا۔

۶۲۴۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ
مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِينَ
فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ هِيَ النَّبِيُّ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ
رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تَلِكْ
امْرَأَةٌ أَعْلَنْتْ.

۶۲۴۹۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ذکر کیا ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے دولعان کرنے والوں کو تو عبد اللہ بن شداد نے
کہا کہ یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے
فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرنے والا
ہوتا اس نے کہا کہ نہیں اس عورت نے زنا کو ظاہر کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے۔

۶۲۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
حضرت قاسم سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے

پاس لعان کرنے والے کا ذکر ہوا تو عاصم بن عدی سے اس میں کوئی بات کہی پھر پھر اسو ایک مرد اس کی قوم سے اس کے پاس آیا شکایت کرتا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک مرد کو پایا تو عاصم نے کہا کہ نہیں بتلا ہوا میں ساتھ اس کے مگر اپنی بات سے سو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ کو خبر دی اس کی جس پر اس نے اپنی عورت کو پایا تھا یہ مرد زرد رنگ کم گوشت والا یعنی دبلا پتلا سیدھے بال والا تھا اور جس پر اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کو اس نے اپنی عورت کے ساتھ پایا وہ گندم گوں موٹا بہت گوشت والا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی! بیان کر سو اس عورت نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کی کہ اس کے خاندن نے ذکر کیا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا سو حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کروایا تو اس مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اسی مجلس میں کیا یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں یہ وہ عورت ہے جو اسلام میں بدی یعنی زنا کو ظاہر کرتی تھی۔

اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ذِكْرَ التَّلَاعُنْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلَيْتُ بِهَذَا إِلَّا لِقَوْلِي فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ أَمْرَأَتَهُ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصَفَّرًا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبَطَ الشَّعْرَ وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ خِدْلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَيْنَ فَوْضَعَتِ شَيْبَهَا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجَهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَا عَن النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجِمْتُ أَحَدًا بَغَيْرِ بَيْنَةٍ رَجِمْتُ هَذِهِ فَقَالَ لَا تِلْكَ أَمْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوَاءَ.

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ ظاہر ہوا ہے شبہ اس کی بول چال میں اور شکل و صورت میں اور جو داخل ہوتا ہے اوپر اس کے اور شاید راویوں نے اس کی پردہ پوشی کے واسطے اس کا نام نہیں لیا کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں ہے کہ حد نہیں واجب ہوتی ہے کسی پر بغیر گواہوں کے یا اقرار کے اگرچہ متہم ہو بے حیائی کے کام سے، کہا نووی رحمہ اللہ نے معنی ظہر السوء کے یہ ہیں کہ بدی اس سے مشہور ہوئی تھی اور پھیل گئی تھی لیکن نہ قائم ہوئے گواہ اوپر اس کے ساتھ اس کے

اور نہ اس نے اقرار کیا سو دلالت کی اس نے کہ نہیں واجب ہوتی ہے حد مشہور ہونے سے ساتھ بدی کے۔ (فتح)
بَابُ رَمِي الْمُحْصَنَاتِ
 عورتوں کو عیب لگانا اور زنا کی تہمت کرنا

فائدہ: اور مرد محصنات سے آزاد اور پاک دامن عورتیں ہیں اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ خاوند والیوں کے بلکہ کنواری کا حکم بھی بالاجماع اسی طرح ہے۔

اور جو عیب لگاتے ہیں پرہیزگار عورتوں کو پھر نہ لائیں چار گواہ تو ان کو اسی کوڑے مارو غفور رحیم تک، جو لوگ بدکاری کی تہمت دیتے ہیں پرہیزگار غافل اور ایماندار عورتوں کو آخر آیت تک۔

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

فائدہ: جبلی آیت شامل ہے حد قذف کے بیان کو اور دوسری اس کو کہ وہ کبیرہ گناہ ہے اس واسطے کہ جس گناہ پر عذاب یا لعنت کا وعدہ دیا گیا ہو یا اس میں حد مشروع ہو وہ کبیرہ ہوتا ہے اور یہی معتمد ہے اور ساتھ اس کے مطابق ہو گی حدیث باب کی دونوں آیتوں کو اور البتہ اجماع ہوا ہے اس پر کہ جو حکم شادی شدہ مرد کے قذف کا ہے وہی حکم شادی شدہ عورت کے قذف کا ہے اور اختلاف ہے بیچ حکم قذف غلاموں کے۔ (فتح)

۶۳۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بچو سات کبیرے گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اصحاب نے کہا یا حضرت! وہ کون سے گناہ ہیں؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو اور اس جان کو مارنا جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور سو دکھانا اور یتیم لڑکے کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایماندار عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں ان کو عیب لگانا۔

۶۳۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّعَ الْمُؤَبَقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكَ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

فائدہ: اس حدیث میں کبیرے گناہ فقط سات ہی فرمائے لیکن اور حدیثوں میں اور بھی ثابت ہیں اور معتمدان سے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے مرفوع بغیر تداخل کی وجہ صحیح سے اور وہ سات تو یہ ہیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں اور انتقال کرنا ہے ہجرت سے اور زنا اور چوری اور عقوق اور جھوٹی قسم اور الحاد کرنا حرم کعبے میں اور شراب پینا اور جھوٹی گواہی اور چغلی اور نہ بچنا پیشاب سے اور غنیمت میں خیانت کرنا اور باغی ہونا امام سے اور جدا ہونا جماعت سے سو یہ بیس کبیرے گناہ ہیں اور متفاوت ہیں مرتبے ان کے اور جو تعداد اس سے مجمع علیہ ہے وہ قوی تر ہے مختلف فیہ سے مگر جس کو قرآن نے مضبوط کیا یا اجماع نے پس ملحق ہوگا ساتھ اس چیز کے جو اوپر ہے اور جمع ہوگا مرفوع اور موقوف سے جو اس کے قریب ہے اور حاجت پڑے گی اس وقت جو اب کی اس سے کہ اس حدیث میں فقط سات ہی کبیرے گناہوں کو کیوں ذکر کیا سب کبیرے گناہوں کو کیوں نہیں ذکر کیا؟ اور جواب یہ ہے کہ مفہوم عدد کا حجت نہیں اور یہ جواب ضعیف ہے اور ساتھ اس کے کہ پہلے حضرت ﷺ کو یہی سات معلوم ہوئے تھے پھر معلوم ہوئے جو زیادہ ہیں اس سے پس واجب ہے لینا زائد کو یا واقع ہوا ہے اقتصار بحسب مقام کے بہ نسبت سائل کے کہ اس وقت انہیں گناہوں کا ذکر کرنا مصلحت ہوگا اور مانند اس کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کبیرے گناہ سات سو تک ہیں اور محمول ہے کلام اس کا مبالغہ پر بہ نسبت اس کے جو کبیرے گناہوں کو فقط سات ہی میں حصر کرتا ہے اور جب یہ قرار پایا تو معلوم ہو گیا فاسد ہونا اس شخص کے قول کا جو کبیرے گناہ کی تعریف کرتا ہے ساتھ اس کے کہ کبیرہ وہ ہے جس میں حد واجب ہو اس واسطے کہ اکثر ان گناہوں میں حد نہیں ہے اور کہا رافعی کبیر نے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس میں حد واجب ہو، اور بعض نے کہا کہ کبیرہ وہ ہے کہ ملحق ہو وعید ساتھ صاحب اس کے نص کتاب سے یا سنت سے اور اکثر لوگوں نے اول تعریف کو ترجیح دی ہے لیکن دوسری تعریف موافق تر ہے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو وقت تفصیل کبیرے گناہوں کے اور بعض نے کہا کہ کبیرہ وہ گناہ ہے کہ قرین ہو ساتھ اس کے وعید یا لعنت اور یہ شامل تر ہے اس کے غیر سے اس واسطے کہ جس میں حد ثابت ہوئی ہے نہیں خالی ہے وارد ہونے وعید کے سے اس کے فعل پر اور داخل ہے اس میں ترک کرنا واجبات فوری کا مطلق اور متراحیہ کا جب کہ تنگ ہو وقت اور ابن صلاح نے کہا کہ کبیرے گناہ کے واسطے کئی علامتیں ہیں ایک واجب ہونا حد کا ہے اور ایک وعدہ دینا ہے اس پر عذاب کا ساتھ آگ کے اور مانند اس کی کے کتاب میں یا سنت میں اور ایک وصف کرنا اس کے صاحب کا ہے ساتھ فسق کے اور ایک لعنت ہے اور یہ وسیع تر ہے پہلی تعریفوں سے اور سب سے بہتر تعریف قول قرطبی کا ہے منہم میں کہ جس گناہ پر بولا گیا ہے ساتھ نص کتاب کے یا سنت کے یا اجماع کے کہ وہ کبیرہ ہے یا عظیم ہے یا خبر دی جائے اس میں ساتھ شدت عقاب کے یا معلق کی جائے اس پر حد یا سخت ہونا کار اوپر اس کے تو وہ کبیرہ گناہ ہے بنا بر اس کے پس سزاوار ہے تلاش کرنا اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے اس میں وعید یا لعن یا فسق قرآن میں یا صحیح حدیثوں میں یا حسان میں اور جوڑا جائے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص قرآن میں

اور صحیح یا حسن حدیثوں میں اس پر کہ وہ کبیرہ ہے سو جہاں تک پہنچیں گے وہاں سے ان کی گنتی معلوم ہو جائے گی اور کہا جلیبی نے کہ ایسا کوئی گناہ نہیں مگر کہ اس میں صغیرہ اور کبیرہ ہے اور کبھی صغیرہ پلٹ کر کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ فاحشہ ہو جاتا ہے مگر کفر کہ اس کی کوئی قسم صغیرہ نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَذْفِ الْعَبِيدِ غلاموں کو بدکاری کی تہمت کرنا

فائدہ: اور حکم لونڈی اور غلام کا اس میں برابر ہے اور ترجمہ میں اضافت طرف مفعول کی ہے بدلیل حدیث باب کے اور احتمال ہے کہ فاعل کی طرف اضافت ہو اور حکم اس کا یہ ہے کہ اگر غلام قذف کرے تو اس پر آدھی حد ہے بہ نسبت حد آزاد کے مرد ہو یا عورت اور یہ قول جمہور کا ہے اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور زہری رضی اللہ عنہ اور ایک تھوڑی جماعت سے ہے کہ اس کی حد اسی کوڑے ہیں۔ (فتح)

۶۳۵۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضِيلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ جَلِدْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ.

۶۳۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے غلام کو بدکاری کا ع لگائے اور وہ پاک ہو اس سے جو اس نے کہا تو اس کو قیامت کے دن کوڑے مارے جائیں گے مگر یہ کہ حقیقت ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا۔

فائدہ: یعنی پس اس کو قیامت کے دن کوڑے نہ مارے جائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ غلام کو اختیار ہو گا کہ قیامت کے دن خواہ اس سے حد لے لے یا معاف کر دے کہا مہلب نے اجماع ہے اس پر کہ اگر آزاد مرد غلام کو قذف کرے تو اس پر حد واجب نہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث اس واسطے کہ اگر اس کے مالک پر دنیا میں حد واجب ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ذکر کرتے جیسا ذکر کیا کہ اس کو آخرت میں کوڑے مارے جائیں گے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے اس کو ساتھ آخرت کے واسطے جدا کرنے آزاد لوگوں کے غلاموں سے سو بہر حال آخرت میں سو ملکیت ان کی ان سے دور ہو جائے گی اور برابر ہو جائے گی حدود میں اور بدلہ لیا جائے گا واسطے ہر ایک کے ان میں سے مگر یہ کہ معاف کیا جائے اور نہیں کمی بیشی ہوگی فضیلت میں مگر ساتھ تقویٰ کے اور اس کے اجماع میں جو اس نے نقل کیا ہے نظر ہے اس واسطے کہ عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اگر ام ولد کو قذف کرے تو آزاد کو حد ماری جائے اور یہی قول ہے حسن اور اہل ظاہر کا کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اس کے حق میں جو ام ولد کو زنا کا عیب لگائے سو مالک رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت نے کہا کہ اس میں حد واجب ہے اور قیاس قول شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے بعد موت مالک کے اور اسی طرح ہر وہ شخص جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ وہ آزاد ہو جاتی ہے مالک

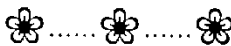
کے مرنے سے اور حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ام ولد کے قاذف پر حد نہیں اور کہا مالک رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ جو آزاد مرد کو قذف کرے غلام جان کر تو واجب ہے اس پر حد۔ (فتح)

کتاب اللہ سے حکم کرے امام کسی مرد کو سو مارے حد غائب اس سے تو کیا یہ مکروہ ہے یا نہیں اور البتہ کیا ہے اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے۔

۶۳۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں مگر یہ کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کرے تو اس کا خصم اٹھا اور وہ اس سے زیادہ تر سمجھ والا تھا سو اس نے کہا کہ یہ سچا ہے ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب سے حکم کیجیے اور مجھ کو اجازت ہو یا حضرت! تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ سو اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے گھر والوں میں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو میں نے بدلہ دیا اس کا سو بکری اور ایک لونڈی اور پھر میں نے بعض اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور سال بھر شہر بدر کرنا اور یہ کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں حکم کروں گا درمیان تمہارے کتاب اللہ سے سو بکری اور لونڈی تجھ پر پھیری جائے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور اسے انیس! اس کی عورت پر جا اور اس سے پوچھ سو اگر اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو اس نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

بَابُ هَلْ يَأْمُرُ الْإِمَامُ رَجُلًا فَيَضْرِبُ الْحَدَّ غَائِبًا عَنْهُ وَقَدْ فَعَلَهُ عَمْرٌ

۶۳۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجَهَنِيِّ قَالَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْشُدْكَ اللَّهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فِقَامَ حَصْمَهُ وَكَانَ أَفْقَهُ مِنْهُ فَقَالَ صَدَقَ أَقْضَى بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا فِي أَهْلِ هَذَا فَرَزْنِي بِأَمْرَاتِهِ فَأَفْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَحَادِمٍ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلِيَّ ابْنِي جَلَدَ مِائَةَ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَأَنَّ عَلِيَّ امْرَأَةَ هَذَا الرَّجْمِ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ الْمِائَةَ وَالْحَادِمَ رَدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَيَا أُنَيْسُ اغْدُ عَلَيَّ امْرَأَةً هَذَا فَاسْلَهَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَارْجُمَهَا.



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الدیات

کتاب ہے دیت کے بیان میں

فائدہ: دیت اس مال کا نام ہے جو جان کے عوض دیا جاتا ہے یعنی خون بہا اور وارد کی ہے بخاری نے تحت اس ترجمہ کے وہ چیز جو متعلق ہے قصاص سے اس واسطے کہ جس چیز میں قصاص ہے اس میں مال پر غور کرنا بھی جائز ہے سو ہوگی دیت شامل تر اور اس کے سوائے اور لوگوں نے کتاب القصاص کہا ہے اور اس کے تحت میں دیت کو داخل کیا ہے اس واسطے کہ قتل عمد اصل قصاص ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ ءَوْهٖ جَهَنَّمُ﴾
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو قتل کرے ایمان دار کو جان بوجھ کے تو اس کا بدلہ دوزخ ہے

فائدہ: اور اس آیت میں وعید شدید ہے اس کے واسطے جو قتل کرے مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق اور سورہ فرقان کی تفسیر میں اس کا مفصل بیان ہو چکا ہے اور بیان اختلاف کا کہ قاتل کے واسطے تو یہ ہے یا نہیں اور روایت کی ہے اسماعیل قاضی نے ساتھ سند حسن کے احکام قرآن میں کہ جب یہ آیت اتری تو اصحاب نے کہا کہ دوزخ واجب ہوئی یہاں تک کہ یہ آیت اتری ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا ذُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ میں کہتا ہوں اور اس پر اعتماد کیا ہے اہل سنت نے اس میں کہ قاتل مومن کا اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے جو چاہے گا اس کے ساتھ کرے گا اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جو بخاری اور مسلم میں ہے اس کے بعد کہ ذکر کیا قتل اور زنا وغیرہ کو اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے اس سے معاف کرے اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ اس شخص کا جس نے بنی اسرائیل میں سے سو آدمی کو مارا تھا۔ (فتح)

۶۲۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا

جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ

عَمْرٍو بْنِ شُرْحَبِيلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ

رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ

اللَّهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ نِدَاءً وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ

ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُقْتَلَ وَلَدَكَ خَشِيَةً أَنْ

۶۳۵۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک مرد نے کہا یا حضرت! کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک

بہت بڑا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے

اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ پھر کون

سا؟ فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے واسطے اس خوف کے کہ

تیرے ساتھ کھائے اس نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا کہ تو اپنے

ہمائی کی عورت سے زنا کرنے سو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق قرآن میں اتاری اور جو نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود کو اور نہیں خون کرتے کسی جان کا جو حرام کی اللہ تعالیٰ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں بدکاری کرتے اور جو کرے یہ کام وہ بڑے گناہ سے ہے۔

يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيْ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَزَانِي بِحَلِيلَةِ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصَدِيقَهَا ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ الآية.

فائدہ: یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے کہا کرمانی نے کہ اس کا کوئی مفہوم نہیں اس واسطے کہ قتل مطلق اعظم ہے، میں کہتا ہوں نہیں منع ہے کہ ہو گناہ بڑا غیر سے اور بعض فرد اس کا بعض سے بڑا ہو اور وجہ اعظم ہونے اس کے کی یہ ہے کہ اس نے جمع کیا ہے ساتھ قتل کے ضعف اعتقاد کو اس میں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے رزق دینے والا۔ (فتح)

۶۳۵۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ہمیشہ مرد اپنے اپنے دین کی راہ سے کشاکش اور امن وامان میں ہے جب تک کہ ناحق خون نہ کیا ہو۔

۶۳۵۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا.

فائدہ: ایک روایت میں ہے اپنے گناہ سے سو مفہوم اول کا یہ ہے کہ ناحق خون کرنے سے اس کا دین اس پر تنگ ہو جاتا ہے سو اس میں اشعار ہے ساتھ وعید کے ایمان دار کے قتل کرنے پر جان بوجھ کے ساتھ اس چیز کے کہ وعدہ دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کافر کو اور مفہوم دوسرے کا یہ ہے کہ وہ گناہ کے سبب سے تنگ ہو جاتا ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف بعید ہونے عفو کے اس سے واسطے ہمیشہ رہنے اس کے تنگی مذکور میں، کہا ابن عربی نے کہ کشادگی دین میں فراخ ہونا نیک عملوں کا ہے یہاں تک کہ جب قتل آتا ہے تو نیک عملوں میں تنگی ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کے گناہ کو دور نہیں کرتے اور کشادگی گنا میں یہ ہے کہ وہ توبہ سے مغفرت کو قبول کرے یہاں تک کہ جب قتل آتا ہے تو قبول ہونا توبہ کا اٹھ جاتا ہے اور یہ تفسیر بنا برائے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے کہ قاتل کی توبہ قبول نہیں ہے۔ (فتح)

۶۳۵۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلاک کرنے والے امروں سے جس سے کوئی راہ نکلنے کی نہیں اس کے واسطے جو اپنی جان کو ان میں ڈالے بہانا خون حرام کا ہے

۶۳۵۶۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَرَ قَالَ إِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ

الْأُمُورَ الَّتِي لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهُ
فِيهَا سَفَكَ الدَّمَ الْحَرَامَ بِغَيْرِ حِلِّهِ.

فائدہ: اور مراد اس سے قتل کرنا اس کا ہے جس طور سے کہ ہو اور ورطہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے آدمی نجات نہ پائے اور شاید یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کھینچا گیا ہے حدیث مذکور سے اس واسطے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاتل کشاکش میں نہیں ہوتا تو اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا کہ اس نے اپنی جان کو ورطہ میں ڈالا اور اس کو ہلاک کیا اور ثابت ہو چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے ایک مرد سے کہا جس نے ناحق ایک آدمی کو مارا تھا کہ تو بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ سب دنیا کا دور ہو جانا آسان تر ہے اللہ تعالیٰ پر مسلمان آدمی کے قتل کرنے سے، کہا ان تین نے کہ ثابت ہو چکی ہے نبی قتل جو پائے کے سے ناحق اور وعید اس میں سو کیا حال ہے آدمی کے قتل کرنے کا کیا حال ہے مسلمان کا پھر کیا حال ہے متقی کا۔ (فتح)

۶۳۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ
الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلُ مَا
يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ.

۶۳۵۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان
قیامت کے دن خونوں میں ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے اور ایسا سخت گناہ ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل خونوں کے مقدمات رجوع ہو کر فیصلہ ہوں گے یعنی محاملات میں اور عبادات میں پہلے پہل نماز سے سوال ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا بڑا سخت گناہ ہے اس واسطے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے ابتدا ساتھ اہم چیز کے۔ (فتح)

۶۳۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ
يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ حَدِيثِهِ أَنَّ
الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ حَلِيفَ بَنِي
زُهْرَةَ حَدَّثَهُ وَكَانَ شَهِدًا بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنِّي لَقَيْتُ كَافِرًا فَاقْتَلْنَا فَضْرَبَ يَدِي
بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَأَذْ مِنْ بَشَجَرَةٍ وَقَالَ

۶۳۵۸۔ حضرت مقداد بن عمرو کندی سے روایت ہے اور وہ
جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا کہ اس نے کہا یا
حضرت! میں ایک کافر سے ملا سو ہم ایک دوسرے سے لڑے
سو اس نے تلوار سے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اس نے ایک
درخت کی پناہ لی اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے مسلمان ہوا
کیا میں اس کو قتل کروں اس کے بعد کہ اس نے یہ کلمہ کہا؟
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت قتل کر اس کو کہا یا حضرت! سو
بے شک اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ہاتھ کاٹنے کے

بعد یہ کہا کیا میں اس کو قتل کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مت قتل کرو اگر تو اس کو مارے گا تو وہ تیرے مارنے سے پہلے بجائے تیرے ہو گیا ہے اور تو بجائے اس کے ہو جائے گا جیسے وہ کافر کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا۔

أَسَلَمْتُ لِلَّهِ أَقْتَلُهُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلُهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُ طَرَحَ إِحْدَى يَدَيْي ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا أَقْتَلُهُ قَالَ لَا تَقْتُلُهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَأَنْتَ بِمَنْزِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ قتل نہیں ہے سبب واسطے ہونے ہر ایک کے بجائے دوسرے کے اور مراد لازم اس کا ہے مانند قول اس کے کہ مباح ہو جائے گا خون تیرا اگر تو نے نافرمانی کی کہا خطابی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کافر مباح الدم ہے ساتھ حکم دین کے اسلام لانے سے پہلے اور جب مسلمان ہو جائے تو اس کا خون حرام ہو جاتا ہے مسلمان کی طرح سوا اگر مسلمان اس کے بعد اس کو قتل کرے تو اس کا خون مباح ہو جاتا ہے ساتھ حق قصاص کے مانند کافر کی ساتھ حق دین کے اور نہیں مراد ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے جیسا خارجی لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان کبیرے گناہ سے کافر ہو جاتا ہے اور حاصل اس کا اتحاد دونوں منزلوں کا ہے باوجود اختلاف ماخذ کے پس اول یہ کہ وہ مثل تیری ہے خون کے محفوظ ہونے میں اور ثانی یہ کہ تو اس کے برابر ہے خون رائیگاں ہونے میں اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو قاتل ہو جائے گا جیسا وہ قاتل تھا اور یہ تعریض ہے اس واسطے کہ مراد تغلیظ ہے ساتھ ظاہر لفظ کے بجز باطن اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک دونوں میں سے قاتل ہے یہ مراد نہیں کہ وہ اس کے قتل کرنے سے کافر ہو جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اس کے قتل کے قصد کرنے سے گنہگار ہے جیسا کہ وہ تیرے قتل کے قصد سے گنہگار ہوا سو تم دونوں ایک حالت میں ہو گناہ سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اس کے نزدیک حلال الدم ہے پہلے اس سے کہ تو مسلمان ہو کہ تو اس کی مثل کفر میں تھا جیسا کہ وہ تیرے نزدیک حلال الدم تھا اس سے پہلے اور بعض نے کہا کہ مغفرت کی گئی ہے اس کی ساتھ گواہی توحید کے جیسا کہ تو بخشا گیا ہے ساتھ حاضر ہونے کے بدر میں اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو بجائے اس کے ہے مباح الدم ہونے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد جھڑکنا ہے اس کے قتل کرنے سے نہ یہ کہ جب کافر کہے کہ میں مسلمان ہوا تو اس کا خون حرام ہو جاتا ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کافر کا خون مباح ہے اور مسلمان جس نے اس کو قتل کیا ہے اگر جان بوجھ کے اس کو قتل نہ کیا ہو اور نہ پہچانتا ہو کہ وہ مسلمان ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قتل کیا ہو اس کو تاویل سے تو بہ بجائے اس کے مباح الدم نہیں ہوتا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس کے برابر ہے بیچ مخالفت حق کے اور ارتکاب کرنے گناہ کے اگرچہ مختلف ہے نوع کہ ایک کفر ہے اور ایک گناہ اور بعض نے کہا

کہ مراد یہ ہے کہ اگر تو اس کے قتل کو حلال جان کر اس کو قتل کرے گا تو اس کے برابر ہے کفر میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحت اسلام اس شخص کے جو کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے اسلام لایا اور اس سے زیادہ نہ کہے اور اس میں نظر ہے کہ وہ کفایت کرتا ہے کف میں علاوہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے سوال کرنا مسکوں کا ان کے واقع ہونے سے پہلے بنا براس کے کہ پہلے گزر چکی ہے ترجیح اس کی اور جو بعض سلف سے اس کی کراہت منقول ہے تو یہ محمول ہے اس پر جس کا واقع ہونا نہایت کم اور نہایت نادر ہو اور بہر حال جس کا واقع ہونا عاۃً ممکن ہو تو اس کا سوال کرنا جائز ہے تاکہ معلوم کرے۔

وَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ إِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ
يُحْفِي إِيمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَظَهَرَ إِيمَانَهُ
فَقَتَلْتَهُ فَكَذَلِكَ كُنْتَ أَنْتَ تُحْفِي إِيمَانَكَ
بِمَكَّةَ مِنْ قَبْلُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مِقْدَاد سے فرمایا کہ جب کہ ایک مرد ایمان دار اپنے ایمان کو قوم کفار میں چھپاتا تھا کہ اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا اور مِقْدَاد رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا سو اسی طرح تو بھی اس سے پہلے مکے میں اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اس میں مِقْدَاد رضی اللہ عنہ بھی تھا کافران کو دیکھ کر بھاگ گئے ایک مردان میں بہت مال دار تھا وہ ٹھہرا رہا سو اس نے کہا اشہدان لا الہ الا اللہ مِقْدَاد رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کا ذکر ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے مِقْدَاد! تو نے قتل کیا اس مرد کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اس کا جواب دے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقِّ
﴿فَكَانَ مَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے کسی جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حرام ہے قتل کرنا اس کا مگر حق سے کہ زندہ ہوں ان سے سب آدمی۔

فائدہ: اور مراد اس آیت سے ابتدا اس کی ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَانَ مِثْلَ الْقَتْلِ النَّاسِ جَمِيعًا﴾ جو مار ڈالے کسی جان کو بغیر عوض کے اور بغیر ہزنی کرنے کے تو گویا کہ اس نے مار ڈالا سب لوگوں کو اور جس نے زندہ کیا ایک جان کو تو گویا زندہ کیا سب لوگوں کو اور اس پر تطبیق کھاتی ہے پہلی حدیث باب کی اور وہ قول اس کا ہے کہ مگر کہ آدم کے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے اور باقی سب حدیثیں صحیح

تعظیم امر قتل کی ہیں یعنی قتل کرنے کا بڑا بھاری اور بہت بڑا سخت گناہ ہے اور مبالغہ کرنا ہے بیچ زجر کرنے کے اس سے اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ کیا مراد ہے اس آیت میں سب آدمیوں کے قتل کرنے اور زندہ کرنے سے سو کہا ایک گروہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان کے قتل کرنے کا بڑا سخت اور بہت بھاری گناہ ہے یہ قول حسن اور مجاہد اور قتادہ کا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سب لوگ اس کے مدعی ہوں گے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے اس پر قصاص مسلمان کے قتل کرنے سے برابر اس کے کہ واجب ہوتا ہے اس پر اگر سب آدمیوں کو قتل کرے اور اختیار کیا ہے طبری نے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم عقوبت کی ہے اور شدت وعید کی اس طور سے کہ قتل ایک کا اور قتل کرنا سب کا برابر ہے بیچ واجب ہونے غضب اللہ تعالیٰ کے اور اس کے عذاب کے اور اس کے مقابل یہ ہے کہ جس نے کسی کو قتل نہ کیا تو زندہ ہوئے اس سے سب لوگ واسطے سلامت ہونے ان کے اس سے اور کہا ابن تین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے واسطے قصاص واجب ہو اور وہ اس سے معاف کر دے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا سب لوگوں کے زندہ کرنے سے اور بعض نے کہا کہ واجب ہوتا ہے شکر اس کا سب لوگوں پر اور گویا اس نے سب پر احسان کیا اور کہا ابن بطلال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختیار کیا ہے اس کو اس واسطے کہ نہیں پایا جاتا کوئی جی کہ قائم ہو قتل کرنا اس کا دنیاوی ضرر میں مقام قتل کرنے تمام نفسوں کے اور نہ زندہ کرنا ان کا دنیاوی نفع میں مقام زندہ کرنے تمام آدمیوں کے۔ (فتح)

۶۳۵۹۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نہیں قتل کیا جاتا کوئی جی مگر کہ آدم ﷺ کے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے۔

۶۳۵۹۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ
الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ إِلَّا كَانَ
عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا.

فائدہ: قاتل کا نام قابیل ہے اور مقتول کا نام ہابیل ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس وقت کوئی مسکین نہ تھا جس پر صدقہ کیا جائے فقط اس وقت قربانی کرنا تھا سو اگر قبول ہوتی تو آسمان سے آگ اترتی اور اس کو جلا ڈالتی ورنہ نہ جلاتی سو قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی آگ نے اس کو نہ جلا یا اور ہابیل کا صدقہ قبول ہوا اس رشک سے اس نے اس کو مار ڈالا اور قابیل آدم ﷺ کا سب سے پہلا صلیبی بیٹا ہے بہشت میں پیدا ہوا تھا اور جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس وقت قابیل پچیس برس کا تھا اور ہابیل بیس برس کا اور ہابیل کے معنی ہیں ہبتہ اللہ اور جب ہابیل قتل ہوا تو آدم ﷺ غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر میں شیث ﷺ کو پیدا کیا اور اس کے معنی ہیں عطیہ اللہ اور انہی سے آدم ﷺ کی اولاد پھیلی اور ذکر کیا ہے اہل علم نے کہ حضرت حوا میں بار جنہیں چالیس بیٹے ہر بار میں ایک لڑکا اور

ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے پھر جب آدم ﷺ فوت ہوئے اس وقت ان کی اولاد چالیس ہزار آدمی تھے اور نہ باقی رہا طوفان میں کوئی مگر اولاد نوح ﷺ کی اور وہ شیتھ ﷺ کی نسل سے ہیں اور کشتی میں ان کے ساتھ اسی آدمی تھے اور باوجود اس کے پس نہ باقی رہی مگر اولاد نوح ﷺ کی سو بڑھے لوگ ان سے یہاں تک کہ زمین بھر گئی اور یہ جو کہا اس واسطے کہ قتل کی رسم پہلے اسی سے شروع ہوئی تو یہ اصل ہے اس میں کہ مدد کرنا اس چیز پر کہ حلال نہ ہو حرام ہے اور یہ حدیث میں ہے کہ جو بد رسم نکالے تو جتنا گناہ کرنے والے کو ہوگا اتنا گناہ اس کو ہوگا جس نے پہلے وہ رسم بد نکالی، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے سو یہ حدیث محمول ہے اس شخص کے حق میں جس نے اس گناہ سے توبہ نہ کی ہو۔ (فتح)

۶۲۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَقَدْ بُنَّ عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۶۳۶۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: اس حدیث کے معنی میں آٹھ قول ہیں ایک یہ کہ وہ ظاہر پر ہے دوم یہ کہ وہ حلال جاننے والوں کے حق میں ہے، تیسرا یہ کہ کفر کرنے والے ساتھ حرام ہونے خون کے اور حرمت مسلمانوں کے اور حقوق دین کے، چوتھا یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے، پانچواں ہتھیار پہننے والے، چھٹا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا کفر کرنے والے، ساتواں یہ زجر ہے اس کے ظاہر معنی مراد نہیں ہیں، آٹھواں یہ کہ ایک دوسرے کو کافر نہ کہو۔ (فتح)

۶۲۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۶۱۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو چپ کرا کہ نہ پلٹ جانا میرے بعد کافر ہو کر بعض بعض کی گردن مارے، روایت کیا ہے اس کو ابو بکر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے۔

۶۲۶۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ۶۳۶۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کبیرے

گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا یا فرمایا جھوٹی قسم کھانا، شعبہ راوی کو شک ہے اور کہا معاذ اللہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے کہا کہ کبیرے گناہ شرک کرنا ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور جھوٹی قسم اور ماں باپ کی نافرمانی یا کہا اور قتل کرنا جان کا۔

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ الْيَمِينُ الْعَمُوسُ. شَكَ شُعْبَةُ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَالْيَمِينُ الْعَمُوسُ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ وَقَتْلُ النَّفْسِ.

فائدہ: اور غرض اس سے قتل جان کا ہے۔

۶۳۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں بہت بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اور جان کا قتل کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ایذا رسانی اور جھوٹی بات یا فرمایا اور جھوٹی گواہی۔

۶۳۶۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَثُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ ح و حَدَّثَنَا عَمْرُو وَهُوَ ابْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَوْلُ الزُّورِ أَوْ قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّورِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے۔

۶۳۶۴۔ حضرت أسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم کو گروہ تہ کی طرف بھیجا جو قوم جہینہ کی ایک شاخ ہے تو صبح ہوتے ہی ہم ان پر ٹوٹ پڑے سو ہم نے ان کو شکست دی کہا اور میں اور ایک انصاری مرد ایک مرد کو ان میں سے ملے یعنی ہم نے اس کو پایا سو جب ہم نے اس کو گھیرا تو اس

۶۳۶۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ حَدَّثَنَا أَبُو ظِيَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحَوْقَةِ مِنْ

نے زبان سے لا الہ الا اللہ کہا سو انصاری اس سے باز رہا اور میں نے اس کو اپنا نیزہ مارا یہاں تک کہ میں نے اس کو قتل کیا کہا سو جب ہم مدینے میں آئے تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا: اے اُسامہ! کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد؟ میں نے کہا یا حضرت! اس نے تو اپنے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھا تھا، یعنی وہ سچا مسلمان نہ تھا فرمایا کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد؟ سو ہمیشہ رہے اس کلمے کو مکرر کہتے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔

جُهَيْنَةَ قَالَ فَصَبَحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاَهُمْ قَالَ
وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا
مِنْهُمْ قَالَ فَلَمَّا غَشِيْنَاَهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
قَالَ فَكَفَّتْ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنَتْهُ بِرُمْحِي
حَتَّى قَتَلْتَهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ لِي يَا
أَسَامَةَ أَقْتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ
أَقْتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ فَمَا
زَالَ يُكْرِرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ
أَكُنْ أَسَلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا؟ یعنی تجھ کو صرف ظاہر پر عمل کرنے کی تکلیف دی گئی ہے اور جو آدمی زبان سے بولے دل کا حال معلوم کرنے کی کوئی راہ نہیں اور نہ دل کا حال کسی طریق سے معلوم ہو سکتا ہے سو حضرت ﷺ نے اس پر انکار کیا کہ تو نے ظاہر پر عمل کیوں نہیں کیا سو فرمایا کہ تو نے اس کے دل کو نہیں چیرا تا کہ تو دیکھتا کہ اس کے دل میں ایمان تھا یا نہیں سو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تو دل کا حال معلوم نہیں کر سکتا تو کفایت کر ساتھ ظاہر کے اور جو زبان سے بولے اور اس میں دلیل ہے اوپر مرتب ہونے احکام کے اسباب ظاہرہ پر سوائے باطنہ کے اور اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو ثابت کرتا ہے کلام نفسی کو اور یہ جو کہا کہ میں نے آرزو کی کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا یعنی میں آج مسلمان ہوا ہوتا اس واسطے کہ اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے سو اس نے آرزو کی کہ ہوتا یہ وقت اول داخل ہونے اس کے کا اسلام میں تا کہ بے خوف ہوتا ایسے فعل کی جرات سے اور یہ مراد نہیں کہ اس نے آرزو کی کہ میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوتا اور گویا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے سب نیک عملوں کو اس فعل کے مقابلے میں حقیر جانا واسطے اس چیز کے کہ سنی انکار شدید سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو بطور مبالغہ کے اور اس حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں کہ اس کی دیت دلوائی یا نہیں اس کو اس واسطے ذکر نہیں کیا کہ سامع کو اس کا علم تھا یا یہ واقعہ دیت اُترنے سے پہلے کا ہے یا اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اصل قتل کی اجازت دی پس نہ لازم ہوگی ضمان اس چیز کی کہ تلف ہو نفس سے اور مال سے مانند طیب کی یا اس کا کوئی والی مسلمان نہ تھا جو اس کی دیت کا مستحق ہوتا کہا قرطبی نے کہ حضرت ﷺ نے اس کلمے کو کئی بار مکرر فرمایا اور اُسامہ رضی اللہ عنہ

کا عذر قبول نہ کیا تو اس میں سخت جھڑکی ہے ایسے فعل کے کرنے سے اور یہی قصہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی قسم کا سبب تھا کہ میں اس کے بعد کے مسلمان سے نہیں لڑوں گا اسی واسطے جنگ جمل اور صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ ہوئے۔ (فتح)

۶۳۶۵۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اُن نقیبوں سے ہوں جنہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی یعنی عقبہ کی رات کو ہم نے آپ سے بیعت کی اس پر کہ نہ شریک کریں ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کو اور نہ زنا کریں اور نہ چوری کریں اور نہ قتل کریں اس جان کو جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی اور نہ اچک لیں چیز کسی کی اور نہ نافرمانی کریں بدلے بہشت کے اگر ہم ان کاموں کو کریں اور اگر ہم ان چیزوں سے کسی چیز کو ڈھانکیں یعنی اگر ان سے کوئی چیز واقع ہو تو اس کا حکم اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

۶۳۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ ابْنِي مِنَ النَّبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعُوا عَلِيَّ أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَّ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ وَلَا نَنْتَهَبَ وَلَا نَعَصِيَ بِالْحَنَةِ إِنْ فَعَلْنَا ذَلِكَ فَإِنْ غَشِينَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ.

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ بیعت اس کیفیت سے عقبہ کی رات واقع ہوئی اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح بلکہ یہ کیفیت عورتوں کی بیعت میں واقع ہوئی۔

۶۳۶۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں روایت کیا ہے اس کو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

۶۳۶۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّبَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا. رَوَاهُ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یعنی ہمارے طریقے پر نہیں اور مراد اس سے زجر اور تشدید ہے نہ یہ کہ وہ مسلمان نہیں رہتا اور مراد وہ شخص ہے جو اٹھائے ہتھیار مسلمانوں پر لڑنے کے واسطے اس واسطے کہ اس میں داخل کرنا رعب کا ہے اوپر ان کے اور جو ان کی چوکیداری کے واسطے ہتھیار اٹھائے وہ مراد نہیں۔ (فتح)

۶۳۶۷۔ حضرت احنف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گیا تاکہ علی رضی اللہ عنہ کی مدد کروں یعنی جمل میں تو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملا تو

۶۳۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ

اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ اس مرد کی مدد کرتا ہوں کہا پلٹ جا سو بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان مقابلہ کریں تلواریں لے کر تو قتل کرنے والا اور جو قتل ہوا دونوں دوزخ میں ہیں میں نے کہا یا حضرت! پہلا قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر جو قتل ہوا اس کا کیا قصور تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے مارنے پر حریص اور مستعد تھا یعنی اس کا قابو نہ ہوا نہیں تو ضرور مارتا۔

عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَخْفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ
ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هَذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِي أَبُو
بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قُلْتُ أَنْصُرُ هَذَا
الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا تَقَى
الْمُسْلِمَانِ بَسِيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ
فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْقَاتِلُ
فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا
عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ.

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: دونوں آگ میں ہیں یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں پر جاری کیا اس واسطے کہ دونوں نے ایسا فعل کیا ہے کہ اس کے سبب سے مستحق ہوئے عذاب کے اور کہا خطابي نے کہ یہ وعید اس شخص کے حق میں ہے جو لڑے عداوت دنیاوی سے یا طلب ملک کے واسطے مثلاً اور بہر حال جو باغیوں سے لڑے یا حملہ کرنے والے کو دفع کرے اور اس کو قتل کر ڈالے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس کو شرع نے اس حالت میں لڑنے کی اجازت دی ہے ویسائی شرح الحدیث فی کتاب الفتن انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! لکھا گیا یعنی لازم کیا گیا تم پر بدلہ برابر مارے گئے لوگوں میں آزاد بدلے آزاد کے اور غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے، آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي
الْقَتْلِ الْقَتْلُ الْحُرِّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ
وَالْأَنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ
شَيْءٌ فَاتَّبِعْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدِّءْ إِلَيْهِ
بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ
وَرَحْمَةٌ لِّمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ
عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾.

سوال کرنا قاتل سے یہاں تک کہ اقرار کرے اور اقرار کرنا حد میں

بَابُ سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتَّى يُقِرَّ وَالْإِقْرَارِ
فِي الْحُدُودِ

فائدہ: میں کہتا ہوں اور آیت مذکور اصل ہے اس میں کہ قصاص میں مساوات اور برابری شرط ہے اور یہ قول جمہور کا

ہے اور کوفیوں نے ان کی مخالفت کی ہے سوانہوں نے کہا کہ قتل کیا جائے آزاد کو بدلے غلام کے اور مسلمان کو بدلے کافر کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے اس آیت سے ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ یعنی لازم کیا ہم نے ان پر اس میں کہ قتل کیا جائے جان کو بدلے جان کے کہا اسماعیل قاضی نے احکام قرآن میں کہ دونوں آیتوں میں تطبیق اولیٰ ہے معمول ہے نفس مکافہ پر یعنی جو اس کے برابر ہو اور تائید کرتا ہے اس کی اتفاق ان کا اس پر کہ اگر آزاد غلام کو قذف کرے تو اس پر حد قذف کی واجب نہیں اور یہ حکم خود آیت سے لیا جاتا ہے اس واسطے کہ اس کے آخر میں ﴿فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ﴾ اور نہیں نام رکھا جاتا ہے کافر کا صدقہ کرنے والا اور نہ مکفر عنہ کہ وہ اس کے واسطے کفارہ ہو جاتا ہے اور اسی طرح غلام اپنے زخم سے اس واسطے کہ حق اس کے مالک کا ہے اور کہا ابو ثور نے کہ جب اتفاق ہے اس پر کہ نہیں قصاص ہے درمیان غلاموں کے اور آزادوں کے اس چیز میں جو جان سے کم ہے یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تو جان میں بطریق اولیٰ قصاص نہ ہوگا کہا ابن عبد البر نے اجماع ہے اس پر کہ غلام قتل کیا جائے بدلے آزاد کے اور عورت قتل کی جائے بدلے مرد کے اور مرد اس کے بدلے قتل کیا جائے مگر یہ کہ وارد ہوا ہے بعض اصحاب سے مانند علی بنی النبیؑ کی اور تابعین سے مانند حسن بصریؒ کی کہ جب مرد عورت کو قتل کرے اور عورت کے وارث اس مرد کا قتل کرنا چاہیں تو واجب ہے ان پر آدھی دیت ورنہ ان کے واسطے پوری دیت ہے اور نہیں ثابت ہے علی بنی النبیؑ سے لیکن وہ قول بعض فقہاء بصرہ کا ہے اور دلالت کرتا ہے مکافات پر درمیان مرد اور عورت کے یہ کہ ان کا اتفاق ہے اس پر کہ ہاتھ کٹا ہوا اور کانا اگر قتل کرے اس کو ثابت جان بوجہ کے تو البتہ واجب ہے اس پر قصاص اور نہیں واجب ہے اس کے واسطے بسبب آنکھ اور ہاتھ اس کے دیت اور قول اس کا ترجمہ میں سوال کرنا قاتل سے یہاں تک کہ اقرار کرے جو متہم ہو ساتھ قتل کے اور نہ قائم ہوں اس پر گواہ۔ (فتح)

۶۲۶۸۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجْرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكَ هَذَا أَفْلَانٌ أَوْ فُلَانٌ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَاتَّبَعِي بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَقْرَبَ بِهِ فَرَضَ رَأْسَهُ بِالْحِجَارَةِ.

۶۳۶۸۔ حضرت انس بنی النبیؑ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر پکلا دو پتھروں میں تو اس نے کہا کہ تیرے ساتھ کس نے یہ کام کیا ہے؟ فلان نے یا فلان نے یہاں تک کہ نام لیا گیا یہودی کا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا سو ہمیشہ رہے اس سے پوچھتے یہاں تک کہ اس نے اقرار کیا سو پکلا گیا سر اس کا پتھروں سے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ لائق ہے حاکم کو یہ کہ استدلال کرے اہل جنایت پر اور نرمی کرے ساتھ ان کے یہاں تک کہ اقرار کریں تاکہ ان کے اقرار کو لیا جائے اور برخلاف اس کے ہے جب کہ توبہ کرتے آئیں اس واسطے

کہ اعراض کرے اس شخص سے جو نہ تصریح کرے ساتھ جنایت کے اس واسطے کہ واجب ہے قائم کرنا حد کا اس پر جب کہ اقرار کے اور سیاق قصہ کا تقاضا کرتا ہے کہ یہودی پر گواہ قائم نہیں ہوئے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا اس کے اقرار کو اور اس میں ہے کہ واجب ہے مطالبہ ساتھ خون کے مجرد شکایت سے اور اشارہ سے اور اس میں دلیل ہے اوپر جواز وصیت غیر بالغ کے اور دعویٰ کرنا اس کا ساتھ دیت اور خون کے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو انکار کرتا ہے قصاص لینے سے ساتھ غیر تلوار کے یعنی جو کہتا ہے کہ تلوار کے سوائے کسی چیز سے قصاص لینا درست نہیں اور قتل کرنا مرد کا بدلے عورت کے اور یہ جو کہا کہ اس یہودی کا سر پکلا گیا پتھروں سے تو جواب دیا ہے اس سے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ نہیں دلالت ہے اس حدیث میں اوپر مماثلت کے قصاص میں اس واسطے کہ عورت زندہ تھی اور قصاص زندہ میں نہیں ہوتا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا تھا حضرت ﷺ نے ساتھ قتل کرنے یہودی کے بعد مرنے اس کے اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ کیا تجھ کو فلان نے قتل کیا ہے سو دلالت کی اس پر کہ وہ اسی وقت مر گئی تھی پھر جب مر گئی تو یہودی سے اس کا قصاص لیا گیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے قصاص ذمی کافر پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ ہونے اس کے ذمی احتمال ہے کہ معاہد یا متامن ہو۔ (فتح)

جب قتل کرے پتھر یا لاٹھی سے

بَابُ إِذَا قُتِلَ بِحَجَرٍ أَوْ بَعْضِ

فائدہ: اس میں کوئی حکم بیان نہیں کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اختلاف کی لیکن وارد کرنا حدیث کا اشارہ کرتا ہے طرف ترجیح قول جمہور کی۔ (فتح)

۶۳۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی نکلی مدینے میں اور اس پر چاندی کا زیور تھا سو ایک یہودی نے اس کو پتھر مارا سو وہ لڑکی حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی اور حالانکہ اس میں کچھ زندگی باقی تھی تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا فلاں نے تجھ قتل کیا ہے؟ تو اس نے اپنا سر اٹھایا یعنی نہیں تو حضرت ﷺ نے اس سے دوبارہ کہا تجھ کو فلاں نے قتل کیا ہے؟ اس نے اپنا سر اٹھایا یعنی نہیں سو تیسری بار اس سے کہا گیا کہ فلاں نے تجھ کو قتل کیا ہے؟ تو اس نے اپنا سر پست کیا یعنی ہاں سو حضرت ﷺ نے اس کو بلوایا اور اس کو دو پتھروں کے درمیان پکلا۔

۶۳۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْتُ جَارِيَةً عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ بِالْمَدِينَةِ قَالَ فَرَمَاهَا يَهُودِيٌّ بِحَجَرٍ قَالَ فَجِئْتُ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهَا رَمَقُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَانٌ قَتَلَكَ فَرَفَعْتَ رَأْسَهَا فَأَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ فَلَانٌ قَتَلَكَ فَرَفَعْتَ رَأْسَهَا فَقَالَ لَهَا فِي الثَّالِثَةِ فَلَانٌ قَتَلَكَ فَحَفَضْتَ رَأْسَهَا

فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَتَلَهُ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ.

فائدہ: اور یہ حدیث حجت ہے جمہور کے واسطے کہ قاتل کو قتل کیا جائے اس چیز سے جس سے اس نے قتل کیا اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ﴾ اور اس آیت کے ﴿فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ﴾ اور خلاف کیا ہے کوفیوں نے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اس حدیث سے لَا قَوْلَ إِلَّا بِالسَّيْفِ اور یہ حدیث ضعیف ہے روایت کیا ہے اس کو بزار اور ابن عدی نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور ذکر کیا ہے بزار نے اختلاف کو باوجود ضعیف ہونے سند اس کی کے اور کہا ابن عدی نے کہ اس کے سب طریقے ضعیف ہیں اور بر تقدیر ثبوت ہونے اس کے وہ ان کے قاعدے کے برخلاف ہے اس میں کہ سنت کتاب کو منسوخ نہیں کرتی اور نہ اس کی تخصص ہوتی ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ منع ہونے کے مثلہ سے اور وہ صحیح ہے لیکن محمول ہے نزدیک جمہور کے اوپر غیر مماثلت کے قصاص میں واسطے تطبیق دینے کے دونوں دلیلوں میں کہا ابن منذر نے کہ کہا اکثر علماء نے کہ جب قتل کرے اس چیز سے جس سے غالباً قتل کیا جاتا ہو تو وہ قتل عمد ہے یعنی جان بوجھ کے مارنا اور کہا ابن ابی لیلیٰ نے کہ اگر قتل کرے پتھر یا لاشی سے تو دیکھا جائے اگر اس کو مکرر مارا ہو تو وہ عمد ہے نہیں تو نہیں اور کہا عطاء اور طاؤس نے کہ شرط عمد کی یہ ہے کہ ہو ہتھیار سے اور کہا حسن بصری رضی اللہ عنہ اور شعبی رضی اللہ عنہ اور نخعی رضی اللہ عنہ اور حکم رضی اللہ عنہ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اور جو ان کے تابع ہیں کہ شرط عمد کی یہ ہے کہ لوہے سے قتل کیا ہو اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو لاشی سے قتل کرے پھر قصاص لیا جائے اس سے ساتھ ضرب لاشی کے اور وہ نہ مرے تو کیا اس کو مکرر مارا جائے سو بعض نے کہا کہ مکرر نہ مارا جائے اور بعض نے کہا کہ اگر نہ مرے تو تلوار سے قتل کیا جائے اور اسی طرح جو بھوکا رکھ کے قتل کرے اور کہا ابن عربی نے مستثنیٰ ہے مماثلت سے وہ چیز جس میں گناہ ہو مانند شراب اور اغلام اور جلانے کی اور تیسری چیز میں شافیہ کو خلاف ہے اور پہلی دونوں میں اتفاق ہے لیکن بعض نے کہا کہ قتل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے قائم مقام ہو اور جو لوگ مانعین ہیں ان کی دلیلوں سے ہے حدیث اس عورت کی جس نے اپنی سوکن کو خیمے کی چوب ماری اور اس کو مار ڈالا اس واسطے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس میں دیت ٹھہرائی ہے۔ (فتح)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جان بدلے جان کے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿أَنَّ النَّفْسَ
بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ
وَالْأَذْنَ بِالْأَذْنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ
وَالْجُرُوحَ قِصَاصًا فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ

كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۶۳۷﴾

فائدہ: اور غرض بیان کرنے اس آیت کے سے یہ ہے کہ وہ حدیث کے لفظ کے مطابق ہے اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے کہ بیان کرے کہ اگرچہ وہ اہل کتاب کے حق میں وارد ہوئی ہے لیکن اس کا حکم جس پر وہ دلالت کرتی ہے بدستور ہے ہماری شریعت میں یعنی اسلام میں پس وہ اصل ہے قصاص میں بیچ قتل عمد کے۔ (فتح)

۶۳۷۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے خون اس مسلمان کا جو گواہی دیتا ہو اس کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے کہ میں پیغمبر ہوں اللہ تعالیٰ کا مگر ساتھ ایک چیز کے تین چیزوں سے ایک تو جان بدلے جان کے، دوسری شادی شدہ آدمی جو حرام کاری کرے، تیسرا جس نے اپنا اسلام کا دین چھوڑا مرتد ہوا اور مسلمانوں کے گروہ سے الگ ہوا۔

۶۳۷۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا يَأْخُذَی ثَلَاثَ النَّفْسِ بِالنَّفْسِ وَالنَّبِيَّ النَّبِيَّ وَالْمَارِقَ مِنَ الدِّينِ النَّارِكِ لِلْجَمَاعَةِ.

فائدہ: ظاہر لا یحل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین صورتوں میں قتل کرنا مسلمان کا مباح ہے اور یہ بہ نسبت تحریم قتل غیر ان کی کے ہے اگرچہ ان تین صورتوں میں قتل کرنا واجب ہے حکم میں اور قول اس کا جان بدلے جان کے یعنی قتل کرے جان بوجھ کر ناحق قتل کیا جائے اس کی شرط سے اور قول حضرت علیہ السلام کا اور شادی شدہ زنا کار یعنی حلال ہے قتل کرنا اس کا ساتھ رجم کے اور یہ جو کہا جماعت کا چھوڑنے والا تو مراد ساتھ جماعت کے جماعت مسلمانوں کی ہے یعنی علیحدہ ہوا ان سے یا چھوڑا ان کو یعنی مرتد ہو گیا کہا ابن دقیق العید نے کہ مرتد ہونا سبب ہے واسطے مباح ہونے خون مسلمان کے بالا جماع مرد میں اور بہر حال اگر عورت ہو سو اس میں اختلاف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے جمہور کے اس میں کہ حکم عورت کا حکم مرد کا سا ہے واسطے برابر ہونے دونوں کے زنا میں اور اس حدیث میں دلیل ہے اس کے واسطے جو گمان کرتا ہے کہ نہ قتل کیا جائے کوئی جو اسلام میں داخل ہوا سوائے ان تین چیزوں کے جو شمار ہوئیں مانند ترک نماز کے اور نہیں جواب دیا اس نے اس کا اور تابع ہوا ہے اس کا طبی اور کہا ابن دقیق العید نے کہ لیا جاتا ہے اس کے قول سے جس نے جماعت کو چھوڑا کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جو اجماع کا مخالف ہے سو ہوگا تمسک اس کے واسطے جو قائل ہے کہ مخالف اجماع کا کافر ہے اور منسوب ہے یہ بعض لوگوں کی طرف اور نہیں ہے یہ قول سہل اس واسطے کہ مسائل اجماعی کبھی تو صاحب شرع سے متواتر ہوتے ہیں مانند وجوب نماز

کی مثلاً اور کبھی متواتر نہیں ہوتے سوا اول کا منکر کافر ہے واسطے مخالفت تواتر کے نہ واسطے مخالفت اجماع کے اور دوسرے سے کافر نہیں ہوتا اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ صحیح بیچ تکفیر منکر اجماع کے مقید کرنا اس کا ہے ساتھ انکار کرنے اس چیز کے کہ اس کا واجب ہونا دین سے بدایہ معلوم ہو مانند پانچ نمازوں کی یا انکار اس کا جس کا وجوب تواتر سے معلوم ہو اور اس قسم سے قول ساتھ حدوث عالم کے اور البتہ حکایت کی ہے عیاض وغیرہ نے کہ اجماع ہے اوپر تکفیر اس شخص کے جو قائل ہو ساتھ قدیم ہونے عالم دنیا کے اور گمان کیا ہے بعض فلسفیوں نے کہ مخالف بیچ حدوث عالم کے نہیں تکفیر کیا جاتا اس واسطے کہ وہ از قبیل مخالفت اجماع کے ہے اور تمسک کیا ہے اس نے ہمارے اس قول سے کہ منکر اجماع کا مطلق کافر نہیں یہاں تک کہ ثابت ہو نقل ساتھ اس کے متواتر صاحب شرع سے اور یہ تمسک ساقط ہے اس واسطے کہ حدوث عالم دنیا کا اس قبیل سے ہے کہ جمع ہوا ہے اس میں اجماع اور تواتر نقل اور کہا نووی رحمہ اللہ نے قول اس کا التارك لدينه عام ہے ہر شخص میں کہ مرتد ہو جس رذت سے کہ ہو سوا واجب ہے قتل کرنا اس کا اگر نہ رجوع کرے طرف اسلام کی اور قول اس کا المفارق للجماعة شامل ہے ہر خارج ہونے والے کو جماعت سے ساتھ بدعت کے یا نئی اجماع کے مانند روافض اور خوارج وغیرہ کی اور کہا قرطبی نے قول اس کا المفارق للجماعة ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ لغت ہے تارك دین کی اس واسطے کہ جب مرتد ہوا تو خارج ہوا جماعت مسلمین سے لیکن ملحق ہے ساتھ اس کے ہر شخص جو خارج ہو جماعت مسلمین سے اگرچہ نہ مرتد ہو مانند اس شخص کی کہ باز رہے قائم کرنے حد کے سے اوپر اس کے جب کہ واجب ہو اور لڑے اس پر مانند باغیوں اور رہزनों اور محاربین کی خوارج وغیرہم سے پس شامل ہے ان کو لفظ مفارق جماعت کا بطریق عموم کے اور اگر یہ نہ ہو تو نہیں صحیح ہوگا حصر اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ نفی ہو ان لوگوں کی جو مذکور ہوئے اور خون ان کا حلال ہے اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ اصل خصلت تیسری مرتد ہونا ہے سو ضروری ہے موجود ہونا اس کا اور جدا ہونے والا جماعت سے بغیر مرتد ہونے کے نہیں رکھا جاتا ہے نام اس کا مرتد پس لازم آئے گا خلف حصر میں اور تحقیق جواب میں یہ ہے کہ حصر اس شخص کے حق میں ہے کہ واجب ہے قتل عین اس کا اور جن کو اس نے ذکر کیا ہے ان میں سے کسی کا قتل کرنا تو صرف حالت محاربہ اور مقاتلے میں مباح ہے اس دلیل سے کہ اگر قیدی ہو تو نہیں جائز ہے قتل کرنا اس کا بند کر کے اتفاقاً غیر محاربین میں اور راجح قول پر محاربین میں بھی لیکن لازم آتا ہے اس سے قتل کرنا تارك نماز کا اور تعرض کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کے واسطے سو کہا اس نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ تارك نماز قتل کیا جائے نماز کے چھوڑنے سے اس واسطے کہ وہ نہیں ہے تینوں امروں سے، میں کہتا ہوں اور تارك نماز میں اختلاف ہے سو مذہب احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور بعض مالکیہ اور شافعیہ سے ابن خذیمہ اور ابو الطیب اور منصور فقیہ اور ابو جعفر ترمذی کا یہ ہے کہ اس کو نماز کے ترک سے کافر کہا جائے اگرچہ اس کے فرض ہونے سے انکار نہ کرے اور جمہور کا یہ

مذہب ہے کہ قتل کیا جائے اس کو بطور حد کے اور مذہب حنفیہ کا اور موافق ہوا ہے ان کو مرنی کہ نہ قتل کیا جائے اور نہ اس کو کافر کہا جائے اور قوی دلیل جو اس کے نہ کافر ہونے پر ہے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے مرفوع کہ پانچ نمازیں فرض کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر، الحدیث اور اس میں ہے کہ جو نمازیں نہ پڑھے تو نہیں اس کے واسطے نزدیک اللہ تعالیٰ کے کوئی عہد چاہے اس کو عذاب کرے اور چاہے اس کو بہشت میں داخل کرے روایت کیا ہے اس کو مالک رضی اللہ عنہ اور اصحاب سنن نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان وغیرہ نے اور تمسک کیا ہے امام احمد رضی اللہ عنہ نے اور جو ان کے موافق ہے ساتھ ظاہر ان حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں ساتھ تکفیر اس کی کے اور حمل کیا ہے ان کو اس شخص نے جو ان کے مخالف ہے اوپر حلال جاننے والے کے واسطے تطبیق کے درمیان حدیثوں کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے واسطے قتل تارک نماز کے اس واسطے کہ وہ تارک ہے اپنے دین کا جو عمل ہے اور جو زکوٰۃ کا تارک ہو اس کو انہوں نے کافر نہیں کہا اس واسطے کہ ممکن ہے لینا اس کا اس سے قہر اور زبردستی سے اور نہ قتل کیا جائے تارک روزے کا اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اس کو روزہ توڑنے والی چیزوں سے منع کیا جائے پس اس کو حاجت پڑے گی کہ روزے کی نیت کرے یعنی جب اس کو کھانے پینے کی چیزوں سے روکا جائے تو خواہ مخواہ روزے کی نیت کرے گا اس واسطے کہ وہ اس کے وجوب کا معتقد ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ آزاد نہ قتل کیا جائے بدلے غلام کے اس واسطے کہ نہیں سنگسار کیا جاتا ہے غلام کو جب کہ حرام کاری کرے اگرچہ شادی شدہ ہو حکایت کیا ہے اس کو ابن تین نے اور نہیں کسی کے واسطے یہ کہ جدا کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے جمع کیا ہے مگر ساتھ دلیل کے کتاب سے یا سنت سے اور برخلاف تیسری خصلت کی ہے اس واسطے کہ اجماع منعقد ہے اس پر کہ غلام اور آزاد مرتد ہونے میں برابر ہیں اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ مستثنیٰ کیا ہے بعض نے تینوں سے قتل کرنا حملہ کرنے والے کا اس واسطے کہ جائز ہے قتل کرنا اس کا واسطے ہٹانے اس کے اپنے اہل اور مال سے اور کبھی جواب دیا جاتا ہے اس سے کہ وہ داخل ہے مفارق میں یا مراد یہ ہے کہ نہیں حلال ہے قتل کرنا اس کا جان بوجھ کے ان معنوں سے کہ نہیں حلال ہے قتل کرنا اس کا مگر بطور دفع کرنے کے اور معتد جواب دوسرا ہے اور البتہ حکایت کی ہے ابن عربی نے کہ اسباب قتل کے دس ہیں اور نہیں خارج ہوتا ہے کوئی ان تینوں میں سے کسی حال میں اس واسطے کہ جو جادو کرے یا پیغمبر کو برا کہے وہ کافر ہو جاتا ہے پس وہ داخل ہے تارک دین میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿الْأَنْفُسُ بِالْأَنْفُسِ﴾ اوپر برابر ہونے نفسوں کے قتل میں سو قصاص لیا جائے ہر مقتول کا اس کے قاتل سے برابر ہے کہ آزاد ہو یا غلام اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے اور دعویٰ کیا ہے انہوں نے کہ آیت مادہ کی جو مذکور ہے ترجمہ میں ناسخ ہے بقرہ کی آیت کے واسطے ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ﴾ الآیۃ اور کہا جمہور نے کہ آیت بقرہ کی مفسر ہے آیت مادہ کے واسطے سو قتل کیا جائے غلام بدلے آزاد کے اور نہ قتل کیا جائے آزاد کو بدلے غلام کے واسطے

ناقص ہونے اس کے اور کہا شافعیؒ نے کہ غلام اور آزاد کے درمیان بدلہ نہیں مگر یہ کہ آزاد چاہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ غلام ایک اسباب ہے سو نہیں واجب ہوگی اس میں مگر قیمت اگر قتل خطا ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اس کے اس پر کہ جائز ہے قتل کرنا مسلمان کا بدلے کافر متامن اور معاہد کے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح حدیث علیؓ کی کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان بدلے کافر کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے وصف کرنا شخص کا باعتبار مکان کے اگرچہ اس سے انتقال کیا ہو واسطے مستثنیٰ کرنے مرتد کے مسلمانوں سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَقَادَ بِالْحَجْرِ

جو حکم کرے ساتھ بدلہ لینے کے پتھر سے

فائدہ: اور یہ آپس میں ہم مثل ہوتا ہے قصاص میں۔

۶۳۷۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے قتل کیا ایک لڑکی کو اس کے چاندی کے زیور پر سونے کو پتھر سے سواں لڑکی کو حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا اور اس میں کچھ زندگی باقی تھی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو فلانے نے قتل کیا ہے؟ اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر دوسری بار کہا تو اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر حضرت ﷺ نے تیسری بار اس سے پوچھا سو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں سو قتل کیا اس کو حضرت ﷺ نے دو پتھروں سے۔

۶۳۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْصَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِيءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ أَقْتَلِكِ فُلَانٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا نَعْمَ قَالَ الثَّانِيَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا نَعْمَ سَأَلَهَا الثَّلَاثَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعْمَ فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجَرَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا اشارہ سمجھانے والا کہ مستفاد ہو اس سے جو مستفاد ہوتا اس سے اگر بولتی اور کہتی ہاں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَتَلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ

جس کا کوئی آدمی مارا جائے وہ دو باتوں میں سے بہتر

بات میں مختار ہے

فائدہ: یعنی دو باتوں سے جو بہتر جانے سو اختیار کرے یا تو خون بہا قاتل سے لے یا خون کے بدلے خون لے اور ترجمہ باندھا ہے ساتھ لفظ حدیث کے اور اس کا ظاہر حجت ہے اس کے واسطے جو قاتل ہے کہ اختیار دیت یا قصاص کے لینے کا مقول کے وارثوں کی طرف راجع ہے یعنی ان کو اختیار ہے خواہ قاتل سے دیت لیں یا خون کے بدلے خون لیں اور نہیں شرط ہے اس میں رضا مندی قاتل کی اور یہی مقصود ہے اس بات سے اور اسی واسطے ابو ہریرہؓ کی حدیث کے بعد ابن عباسؓ کی حدیث کو لایا جس میں تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ

أَخِيهِ شَيْءٌ﴾ یعنی اس کا خون اس کے واسطے چھوڑا گیا یعنی مقتول کے وارثوں نے خون کا بدلہ نہ لیا اور خون بہا پر راضی ہوئے تو پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی بیچ مطالبہ دیت کے اور تفسیر کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے غنوکو ساتھ دیت کے عمد میں اور قبول کرنا دیت کا راجع ہے مقتول کے ولیوں کی طرف جن کے واسطے قصاص کا طلب کرنا ہے اور نیز لازم کی گئی ہے دیت قاتل پر بغیر اس کی رضا مندی کے اس واسطے کہ وہ مامور ہے ساتھ زندہ رکھنے اپنی جان کے واسطے عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ سوجب راضی ہو جائیں وارث مقتول کے ساتھ لینے دیت کے تو نہیں جائز ہے قاتل کو کہ اس سے باز رہے کہا ابن بطال نے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ﴾ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ بنی اسرائیل میں دیت کا لینا جائز نہ تھا بلکہ قصاص لازم تھا سو اللہ تعالیٰ نے اس امت سے تخفیف کی کہ ان کے واسطے دیت کا لینا مشروع کیا جب کہ مقتول کے وارث راضی ہوں۔ (فتح)

۶۳۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک شان یہ ہے کہ فتح کے سال قوم خزاعہ نے قوم بنی لیث کے ایک مرد کو قتل کیا بدلے اپنے اس مقتول کے کہ جاہلیت کے زمانے میں قتل ہوا تھا سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھنے کو سو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا اور اپنے رسول کو اور مسلمانوں کو اس پر غالب کیا خبردار ہو اور بے شک وہ میرے واسطے صرف ایک ساعت بھر حلال ہوا خبردار ہو اور بے شک وہ اب میری اس ساعت میں حرام ہوا اس کا کاٹنا نہ اکھاڑا جائے اور اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر اس کو اٹھانا اس کا جائز ہے جو ڈھونڈھ کے مالک کو پہنچائے اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے تو وہ دو باتوں میں سے ایک بات کو جو بہتر جانے اختیار کر لے یا تو قاتل سے خون بہا لے یا خون کے بدلے خون لے سو ایک مرد ابو شاہ نامی یمن کا رہنے والا کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! یہ سب مجھ کو لکھوا دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھ دو ابو شاہ کے واسطے پھر قریش میں سے ایک مرد کھڑا ہوا یعنی عباس رضی اللہ

۶۳۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ غَامَ فَسُحِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةَ رَجُلًا مِّنْ بَنِي لَيْثٍ بِقَعِيلٍ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَفَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّمَا أَحِلَّتْ لِي سَاعَةٌ مِّنْ نَّهَارٍ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا يُعْصَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قَتَلَ لَهُ قَبِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا يُوَدَّى وَإِمَّا يُقَادُ فَفَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ

حضرت ﷺ کے چچا سو کہا یا حضرت! مگر اذخر گھاس کے کانٹے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ ہم کے والے لوگ اس گھاس کو اپنے گھروں کی چھتوں پر اور قبروں میں ڈالتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے، متابعت کی ہے اس کی عبید اللہ نے شیبان سے فیل میں اور کہا بعض نے ابو نعیم سے ساتھ لفظ قتل کے اور کہا عبید اللہ نے یا بدلہ لیا جائے مقتول کے وارثوں کے واسطے۔

اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ ثَمْرًا قَامَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخَرَ فَإِنَّمَا نَجَعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخَرَ وَتَابَعَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ شَيْبَانَ فِي الْقَيْلِ قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي نَعِيمٍ الْقَتْلُ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ إِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَيْلِ.

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا تو یہ اشارہ ہے طرف قصہ حبشہ کی جو مشہور ہے بیان کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے بسط سے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ابرہہ حبشی جب ملک یمن پر غالب ہوا اور وہ نصرانی تھا تو اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور لوگوں پر لازم کیا کہ اس کا حج کیا کریں اور عرب کے بعض لوگوں نے اس کے دربانوں کو غافل پا کر اس میں پاخانہ پیشاب کیا اور بھاگا تو ابرہہ اس بات سے سخت غضبناک ہوا اور خانے کعبے کو ڈھانے کا قصد کیا سو اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اپنے ساتھ ایک بڑا ہاتھی لیا سو جب مکے سے قریب ہوا تو عبدالمطلب اس کی طرف نکلا اس نے تعظیم کی اور وہ خوب شکل تھا سو اس نے ابرہہ سے طلب کیا کہ اس کے اونٹ جو لوٹے گئے پھیر دیے جائیں تو ابرہہ نے اس کو کم ہمت جانا اور کہا کہ البتہ مجھ کو گمان تھا کہ تو نہ سوال کرے گا مجھ سے مگر اس امر میں جس میں میں اٹھا تو عبدالمطلب نے کہا اس گھر کا ایک رب ہے وہ اس کو نگاہ رکھے گا اس نے اس کو اس کے اونٹ پھیر دیے اور آگے بڑھا ابرہہ ساتھ لشکر اپنے کے اور ہاتھی کو آگے کیا تو ہاتھی اپنے گھٹنوں پر بیٹھا اور وہ اس میں عاجز ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندے بھیجے ہر ایک کے پاس تین تین کنکریاں تھیں ایک چونچ میں اور دو دونوں پاؤں میں سوانہوں نے ان کو ان پر ڈالا سو نہ باقی رہا ان میں سے کوئی مگر کہ اس کو پتھر لگا اور ان پتھروں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پرندوں کا رنگ سبز تھا دریا سے نکلے تھے ان کے سر درندوں کے سر کی طرح تھے اور یہ جو کہا فہو بخیر النظرین تو نہیں ممکن ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اس واسطے کہ مقتول کو کچھ اختیار نہیں بلکہ اختیار تو اس کے ولی کو ہے اور ایک روایت میں غفوا آیا ہے تو مراد اس سے معاف کرنا دیت پر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے واسطے تین چیزوں میں اختیار ہے یا خون کے بدلے خون لے یا بالکل معاف کر دے یا دیت لے اور اگر قصاص یا دیت کے سوائے کوئی اور بات کرے تو اس کو روکو اور اختیار کا مستحق کون ہے قاتل یا ولی مقتول کا اس کا بیان آگے آتا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ ولی مقتول کا مختار ہے قصاص اور دیت میں اور جب ولی مقتول کا دیت اختیار کرے تو کیا

واجب ہے قاتل پر قبول کرنا اس کا اس میں اختلاف ہے اکثر کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اس پر قبول کرنا اس کا اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں واجب ہے مگر قاتل کی رضامندی سے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قول حضرت رضی اللہ عنہ کے ومن قتل لہ اس طور سے کہ حق متعلق ہے مقتول کے وارثوں سے سوا اگر بعض وارث لڑکا ہو یا موجود نہ ہو تو نہیں ہے باقی وارثوں کے واسطے لینا قصاص کا یہاں تک کہ جو غائب ہو وہ حاضر ہو اور جو لڑکا ہو وہ بالغ ہو اور اس حدیث میں جواز واقع ہونا قصاص کا ہے حرم مکہ میں اس واسطے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے مکہ میں یہ خطبہ پڑھا اور نہیں مقید کیا اس کو ساتھ غیر حرم کے۔ (فتح)

۶۳۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں قصاص تھا یعنی خون کے بدلے خون لینا اور ان میں دیت نہ تھی سو اللہ تعالیٰ نے اس امت سے کہا کہ لازم ہوا تم پر بدلہ لینا مارے گئے لوگوں میں اس قول تک جو اس آیت میں ہے سو جس کو معاف ہوا اس کے بھائی مسلمان یعنی مقتول کے خون سے کچھ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عفو یہ ہے کہ دیت کو قبول کرے عمد میں خون کے بدلے خون نہ لے کہا اور بیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی مطالبہ کرے موافق دستور کے اور ادا کرے اچھی طرح سے۔

۶۳۷۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ قِصَاصٌ وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ﴾ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ ﴿فَمَنْ عَفَىٰ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ قَالَ ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ﴾ أَنْ يَطْلُبَ بِالْمَعْرُوفِ وَيُؤَدِّيَ بِإِحْسَانٍ.

فائدہ: حاصل کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَكُتِبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا﴾ یعنی لازم کیا ہم نے بنی اسرائیل پر توراہ میں کہ جان بدلے جان کے ہے مطلق سو تخفیف کی اللہ تعالیٰ نے اس امت سے ساتھ شروع کرنے دیت کے بدلے قتل کا اس کے واسطے جو مقتول کے وارثوں سے قصاص معاف کر دے اور خاص کیا آزاد کو بدلے آزاد کے پس نہیں حجت ہے اس وقت مادہ کی آیت میں اس کے واسطے جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے بیچ قتل کرنے آزاد کے بدلے غلام کے اور مسلمان کے بدلے کافر کے اس واسطے کہ پہلے پیغمبروں کی شریعت سے تمسک کرنا اس وقت جائز ہے جب کہ نہ وارد ہو ہماری شرع میں جو اس کے مخالف ہو اور البتہ کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں قصاص نہ تھا اس میں تو صرف دیت تھی سو ہماری شریعت میں یعنی اسلام میں دونوں امر جمع ہوئے سو یہ شریعت متوسط ہے نہ اس میں افراط ہے نہ تفریط اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اختیار قصاص اور دیت لینے کا مقتول کے ولی کو ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور تقریر کی ہے اس کی خطابی نے اس طور سے کہ عفو آیت

میں محتاج ہے بیان کا اس واسطے کہ ظاہر قصاص کا یہ ہے کہ نہیں ہے کسی کا دوسرے پر حق لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کو معاف ہوا قصاص ساتھ دیت کے تو مستحق دیت پر اتباع ہے ساتھ معروف کے یعنی مطالبہ کرنا اور قاتل پر ادا کرنا ہے دیت کا ساتھ اچھی طرح کے اور مالک رضی اللہ عنہ اور ثوری رضی اللہ عنہ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اختیار قصاص میں یا دیت میں قاتل کے واسطے ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ان کے واسطے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے ربیع کے قصے میں کتاب اللہ القصاص کہ اس میں حضرت ﷺ نے اختیار نہیں دیا اور نہ بیان فرمایا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حضرت ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا جب کہ مقتول کے وارثوں نے قصاص چاہا تھا سو حضرت ﷺ نے معلوم کروایا کہ اگر مقتول کے وارث قصاص چاہیں تو قبول کیا جائے اور اس میں تاخیر بیان کی نہیں ہے اور کہا مہلب وغیرہ نے کہ مستفاد ہوتا ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے فہو بخیر النظرین کہ جب وارث مقتول کا سوال کیا جائے ساتھ معاف کرنے کے مال پر تو چاہے قبول کرے چاہے نہ قبول کرے اور خون کے بدلے خون لے اور ولی پر اتباع اولیٰ کا ہے اس میں اور نہیں ہے اس میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر اکراہ قاتل کے دیت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ واجب قتل عمد میں قصاص ہے اور دیت اس کا بدل ہے اور بعض نے کہا کہ واجب خیار ہے اور یہ دو قول علماء کے ہیں اور شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں صحیح تر پہلا قول ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور جو تعدی کرے یعنی قتل کرے بعد قبول کرنے دیت کے تو اس کے واسطے عذاب ہے درد تا کہ کہا جمہور نے کہ مراد اس عذاب سے عذاب آخرت کا ہے اور بہر حال دنیا میں سو اس کے واسطے ہے جس نے پہلے قتل کیا یہ قول جمہور کا ہے اور عکرمہ اور قتادہ وغیرہ سے ہے کہ لازم ہے قصاص اوپر اس کے اور نہیں قادر ہے ولی دیت لینے پر اور حدیث مرفوع میں ہے کہ میں نہیں معاف کرتا جو دیت لے کر قتل کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت مائدہ کی آیت سے منسوخ نہیں ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ بلکہ دونوں محکم ہیں اور شاید اس کی رائے یہ ہے کہ آیت مائدہ کی مفسر ہے بقرہ کی آیت کے واسطے اور یہ کہ مراد نفس سے اس آیت میں آزاد لوگ ہیں مرد اور عورتیں نہ غلام اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جمہور نے اوپر جو از لینے دیت کے بیچ قتل عمد کے اگر چہ غلیلہ ہو اور وہ یہ ہے کہ دعا بازی سے کسی شخص کو چھپی جگہ میں لے جائے جنگل میں یا کہیں اور وہاں اس کو مار ڈالے برخلاف مالکیہ کے اور ملحق کیا ہے اس کو مالک رضی اللہ عنہ نے ساتھ محارب کے کہ اس کا اختیار اس کے نزدیک بادشاہ کی طرف ہے ولی مقتول کو دیت لینے کا اختیار نہیں اور یہ بنا بر اس کے اصل کی ہے کہ حد محارب کی قتل ہے جب کہ اس کو امام مناسب دیکھے اور اؤ آیت میں تخییر کے واسطے ہے نہ تنویج کے واسطے اور اس حدیث میں ہے کہ جو تاویل سے قتل کرے اس کا حکم خطا کا ہے دیت کے واجب ہونے میں واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ میں اس کی دیت دوں گا جیسا کہ اس کے دوسرے طریق میں ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیوں نے اوپر قتل کرنے اس شخص کے جو پناہ لے حرم مکہ میں اس کے

بعد کہ قتل کرے کسی کو جان بوجھ کر برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ حرم کے میں قتل نہ کیا جائے بلکہ اس کو تنگ کیا جائے اوپر نکلنے کے حرم سے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ نے فرمایا بیچ قتلے مقتول خزانہ کے جو حرم میں قتل ہوا تھا اور یہ کہ قصاص مشروع ہے اس کے حق میں جو قتل کرے عذرا اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو مذکور ہوئی ادب حرم کے سے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم اس کی ہے ساتھ حرام کرنے اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کی اور قائم کرنا حد کا قاتل پر مجملہ تعظیم حرمات اللہ تعالیٰ کے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقِّ
جو طلب کرے خون کسی شخص کا ناحق یعنی کیا ہے
حکم اس کا؟

۶۳۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگوں میں زیادہ تر دشمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین شخص ہیں ایک تو حرم کے کی زمین میں کج روی کرنے والا یعنی وہ کام کرنا جو وہاں حرام ہے، دوسرا دین اسلام میں کفر کی رسم طلب کرنے والا، تیسرا ناحق کسی شخص کا خون چاہنے والا صرف اس کی خون ریزی کے واسطے۔

۶۲۷۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ
جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ
ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ
سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمَطْلَبٌ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ
حَقِّ لِيَهْرِيْقَ دَمَهُ.

فائدہ: حرم میں کج روی کرنا یعنی وہ کام کرنا جو اس میں حرام ہے جیسے قتل اور لڑائی اور شکار کرنا یا کج روی سے سب گناہ مراد ہیں چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے کہ جیسے عبادت کا حرم میں دگنا ثواب ہے ویسے ہی گناہ کا بھی دگنا عذاب ہے کہ حضور میں بے ادبی زیادہ تر بری ہوتی ہے اور کفر کی رسمیں جیسے نوحہ کرنا سرپیٹنا شگون لینا اور کہانت وغیرہ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ایک شخص کا کسی پر حق ہو اور وہ اس کو اس کے غیر سے طلب کرے جو اس میں شریک نہ ہو مثل والد کی یا بیٹے کی یا قریبی کی اور بعض نے کہا کہ مراد باقی رکھنا خصلت جاہلیت کا ہے اور اس کا پھیلانا اور سنت جاہلیت کی اسم جنس ہے شامل ہے ہر چیز کو جس پر اہل جاہلیت اعتماد کرتے تھے کہ ہمسائے کو ہمسائے کے بدلے پکڑنا اور حلیف کو حلیف کے بدلے یا مراد یہ ہے کہ جاہلیت کے وقت کے خون کا بدلہ اسلام میں لینا اور مراد ساتھ الحاد کے فعل کیرٹے گناہ کا ہے اور مراد مَطْلَب سے مبالغہ کرنے والا ہے طلب میں یا مراد وہ طلب ہے جس پر مطلوب مرتب ہونہ مجرد طلب یا ذکر کیا طلب کو تا کہ لازم آئے زجر فعل میں بطریق اولیٰ اور ناحق احتراز ہے اُس خون سے جو باحق ہو جیسے قصاص۔ (فتح)

عفو کرنا خطا میں موت کے بعد

بَابُ الْعَفْوِ فِي الْخَطَا بَعْدَ الْمَوْتِ

فائدہ: یعنی غفور کرنا وارث مقتول کا نہ غفور کرنا مقتول کا کہ وہ محال ہے اور احتمال ہے کہ اس میں داخل ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قید کیا ہے اس کو بعد موت کے اس واسطے کہ نہیں ظاہر ہوتا ہے اثر اس کا مگر موت کے بعد اس واسطے کہ اگر معاف کیا مقتول نے پھر مر گیا تو اس کے غفور کا اثر ظاہر نہیں ہوگا اس واسطے کہ اگر وہ زندہ رہا تو ظاہر ہوگا کہ نہیں کوئی چیز اس کے واسطے جو معاف کرے کہا ابن بطلال نے اجماع ہے اس پر کہ غفور ولی کا تو صرف موت مقتول کے بعد ہوتا ہے اور بہر حال مرنے سے پہلے سو معاف کرنا مقتول کے واسطے ہے یعنی وہی ہے جو معاف کرے برخلاف اہل ظاہر کے کہ انہوں نے باطل کیا ہے مقتول کے معاف کرنے کو اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ جب ولی قائم مقام مقتول کے ہے سچ طلب کرنے اس چیز کے جس کا وہ مستحق ہے سو جب ٹھہرایا جائے اس کے واسطے معاف کرنا تو یہ اصل کے واسطے بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ جب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو دعوت اسلام کی دی اور کسی نے اس کو تیر مارا اور وہ اس سے قتل ہوا سو اس نے اپنے قاتل کا خون معاف کیا مرنے سے پہلے تو حضرت ﷺ نے اس کو جائز رکھا۔ (فتح)

۶۳۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن شیطان نے لوگوں میں پکارا اے اللہ کے بندو! لازم پکڑو اپنے اوپر پچھاڑی والوں کو تو اگلے لوگ پچھلوں پر پلے یہاں تک کہ قتل کیا انہوں نے ایمان رضی اللہ عنہ کو تو کہا حدیفہ رضی اللہ عنہ نے میرا باپ میرا باپ سو انہوں نے اس کو قتل کیا تو حدیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخشے کہا اور ان میں سے ایک قوم کو شکست ہوئی یہاں تک کہ طائف میں جا ملے۔

۶۳۷۵۔ حَدَّثَنَا قُرُوءَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْوَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسَهَّرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكْرِيَاءَ يَعْنِي الْوَاسِطِيَّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ صَرَخَ إِبْلِيسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ يَا عِبَادَ اللَّهِ أَخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أَوْلَاهُمْ عَلَى أَخْرَاهُمْ حَتَّى قَتَلُوا الْيَمَانَ فَقَالَ حُدَيْفَةُ أَبِي أَبِي فَقَتَلُوهُ فَقَالَ حُدَيْفَةُ غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ وَقَدْ كَانَ أَنْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتَّى لَحِقُوا بِالطَّائِفِ.

فائدہ: اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ اس کی دیت حاضرین پر واجب ہوئی تھی اس واسطے کہ معنی غفور اللہ لکم کے یہ ہیں کہ میں نے تم سے معاف کیا اور نہیں معاف کرنا مگر اس چیز سے جس کے مطالبہ کرنے کا وہ مستحق تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے پاس سے دیت دی سو بخاری رضی اللہ عنہ نے

اپنی عادت کے موافق اس طریق کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ (فتح)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں کسی ایمان دار کے واسطے
یہ کہ قتل کرے کسی ایمان دار کو مگر چوک سے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَذِيَّةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَذِيَّةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾

فائدہ: یہ آیت حارث بن زید رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اس کو عیاش بن ابی ربیعہ نے قتل کیا کافر گمان کر کے اور حالانکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ قصاص مسلمان سے خاص ہے ساتھ قتل کرنے اس کے مسلمان کو اور اگر مسلمان کافر کو قتل کرے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی برابر ہے کہ کافر حربی ہو یا غیر حربی اس واسطے کہ آیات نے بیان کیا ہے مقتولوں کے احکام کو قتل عمد میں پھر بیان کیا خطا کو اور حربیوں کے حق میں فرمایا کہ جہاں ان کو پاؤ مارڈالو پھر فرمایا کہ جس نے عہد و پیمان کیا ہے ان کی طرف کوئی راہ نہیں اور فرمایا اس کے حق میں جو دوبارہ محاربہ کرے کہ ان کو مارڈالو جہاں پاؤ پھر خطا میں فرمایا کہ کسی ایمان دار کے واسطے لائق نہیں کہ کسی ایمان دار کو مارے مگر چوک سے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کو جائز ہے کہ قتل کرے کافر کو جان بوجھ کے سو خارج ہو ذمی کافر ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور ایمان دار کے قتل خطا میں کفارہ اور خون بہا ٹھہرایا اور کافر کے قتل میں اس سے کوئی چیز نہیں ٹھہرائی تو اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے قتل کرنے میں کوئی چیز واجب نہیں ہوتی اگر چہ ذمی ہو۔ (فتح)

جب قتل کے ساتھ ایک بار اقرار کرے تو اس
کو قتل کیا جائے

بَابُ إِذَا أَقْرَبَ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهِ

۶۳۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی
نے ایک لڑکی کا سردو پتھروں سے کچلا تو اس سے پوچھا گیا کہ

۶۳۷۶۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانٌ
حَدَّثَنَا هَمَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ

یہ کام تیرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ یعنی تجھ کو کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلان نے کیا فلان نے یہاں تک کہ نام لیا گیا یہودی کا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں پھر یہودی لایا گیا اس نے اقرار کیا تو اس کا سر پتھروں سے کچلا گیا اور کہا ہمام نے دو پتھروں سے۔

مَا لِكَ أَنْ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجْرَيْنِ فَقَبِلَ لَهَا مِنْ فَعَلٍ بِكَ هَذَا أَفَلَانَ أَفَلَانَ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيَّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيءَ بِالْيَهُودِيِّ فَأَعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَّ رَأْسَهُ بِالْحِجَارَةِ وَقَدْ قَالَ هَمَامٌ بِحَجْرَيْنِ.

فائدہ: کہا ابن منذر نے کہ اگر مسلمان مسلمان کو چوک کر قتل کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں دیت کا حکم کیا ہے اور اجماع ہے اہل علم کا اس پر اور اگر کافر کو قتل کرے جس سے عہد و پیمانہ ہوا ہو تو اس کے عاقلہ پر دیت ہے بسبب عہد کے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور شعبی رضی اللہ عنہ اور نخعی رضی اللہ عنہ وغیرہ کا ہے کہ مراد آیت ﴿وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ﴾ میں کافر ہے اور یہودی کے قصے میں حجت ہے واسطے جمہور کے کہ قتل میں ایک بار سے زیادہ اقرار شرط نہیں اور یہ ماخوذ ہے اطلاق حدیث سے کہ اس نے اقرار کیا اور نہیں ذکر کیا اس میں عدد کو اور اصل عدم اس کا ہے اور کوئیوں کا یہ مذہب ہے کہ شرط ہے مکرر ہونا اقرار قتل کا دوبارہ واسطے قیاس کرنے کے اور شرط ہونے مکرر زنا کے چار بار واسطے تابع ہونے عدد گواہوں کے دونوں جگہ میں۔ (فتح)

قتل کرنا مرد کو بدلے عورت کے

بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ

۶۳۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قتل کیا ہے یہودی کو بدلے ایک لڑکی کے جس کو اس نے زیور پر مار ڈالا تھا۔

۶۳۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ يَهُودِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلِيٌّ أَوْصَحَ لَهَا.

فائدہ: اور وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کی اس پر جو اس کو منع کرتا ہے۔ (فتح)

قصاص درمیان مردوں اور عورتوں کے زخموں میں

بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرَّجَالِ وَالنِّسَاءِ

فِي الْجَرَاحَاتِ

فائدہ: کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ قتل کیا جائے مرد کو بدلے عورت اور عورت کو بدلے مرد کے مگر ایک روایت علی رضی اللہ عنہ سے اور حسن رضی اللہ عنہ اور عطاء رضی اللہ عنہ سے اور مخالفت کی ہے حنفیہ نے اس چیز میں جو جان سے کم ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ ہاتھ پورا نہ کاٹا جائے بدلے بیکار ہاتھ کے برخلاف نفس کے کہ قتل کیا

جائے تندرست جان کو بدلے بیمار جان کے اتفاقاً اور جواب دیا ہے ابن قسار نے کہ بیکار ہاتھ بجائے مرد کے ہے نہ کہ بدلہ لیا جائے زندہ سے بدلے مرد کے کہا ابن منذر نے جب اجماع ہے بیچ قصاص نفس کے اور اختلاف ہے اس سے کم میں تو واجب ہے رد کرنا مختلف کا طرف متفق کی۔ (فتح)

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ
اور کہا اہل علم نے کہ قتل کیا جائے مرد کو عورت کے بدلے
فائدہ: مراد ساتھ اس کے جمہور سلف ہیں یا اشارہ کیا اس کی طرف کہ جو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ وہی ہے یا
طرف اس کی کہ اس میں مخالف ہے نادر ہے۔ (فتح)

وَيُذَكَّرُ عَنْ عُمَرَ تَقَادُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ
اور ذکر کیا جاتا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ بدلہ لیا جائے عورت
فِي كُلِّ عَمْدٍ يَبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُونَهَا مِنَ
سے مرد کا ہر قصور میں جو جان بوجھ کر کرے پینچے نفس کو
الْجَوَاحِرِ وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ
اور جو اس سے کم ہے زخموں سے۔
وَأَبْرَاهِيمُ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ.

فائدہ: یعنی اگر عورت مرد کو مار ڈالے تو اس سے بدلہ لیا جائے اور جو عضو اس نے مرد کا کاٹا ہے سو اس کا کاٹا جائے
وبالکس اور یہی قول ہے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہ اور ابوالزناد کا اپنے ساتھیوں سے اور ایک روایت میں
ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مردوں اور عورتوں کے زخم برابر ہیں اور ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قصاص مرد اور
عورت کے درمیان عمد میں برابر ہے۔ (فتح)

وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرَّبِيعِ إِنْسَانًا فَقَالَ
اور مجروح اور زخمی کیا ربیع کی بہن نے ایک آدمی کو تو
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَاصُ
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لازم ہے بدلہ

۶۳۷۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ بْنِ بَحْرِ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے
حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى
حضرت ﷺ کے حلق میں دوا ڈالی آپ کی بیماری میں تو فرمایا
بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
کہ میرے حلق میں دوا مت لگاؤ ہم نے کہا کہ بیمار دوا سے
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَدَدْنَا
کراہت کرتا ہے اس واسطے منع فرماتے ہیں پھر جب ہوش
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ
میں آئے تو فرمایا کہ کوئی باقی نہ رہے گھر میں مگر کہ اس کے
فَقَالَ لَا تُلْدُونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ
حلق میں دوا لگائی جائے عباس رضی اللہ عنہ کے سوائے اس واسطے کہ
لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْكُمْ
وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔
إِلَّا لِدَّغَيْرِ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی ﷺ میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ نہ باقی رہے

کوئی مگر کہ اس کے حلق میں دوا لگائی جائے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مشروع ہونے قصاص کی عورت سے یعنی مشروع ہے قصاص لینا عورت سے ساتھ اس چیز کے جو اس نے مرد پر تعدی کی ہو اس واسطے کہ جنہوں نے حضرت ﷺ کو حلق میں دوا لگائی تھی وہ مرد اور عورتیں تھیں اور البتہ وارد ہوئی ہے تصریح اس کی بعض طریقوں میں ساتھ اس کے کہ انہوں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے حلق میں بھی دوا لگائی اور حالانکہ وہ روزہ دار تھیں بسبب عام ہونے امر کے اور اس حدیث میں ہے کہ صاحب حن کا مستثنیٰ کرے اپنے قرض داروں سے جس کو چاہے سو اس سے معاف کرے اور باقی لوگوں سے قصاص لے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ موجود نہ تھے اور اس میں پکڑنا جماعت کا ہے بدلے ایک کے کہا خطابی نے اس میں جہت ہے اس کے واسطے جو دیکھتا ہے قصاص کو طمانچہ وغیرہ میں اور جو اس کا قائل نہیں وہ یہ عذر بیان کرتا ہے کہ اس کی کوئی انداز معین نہیں اور ضبط کرنا اس کو دشوار ہے اس طور سے کہ کم و بیش نہ ہو اور بہر حال حلق میں دوا لگانا سوا احتمال ہے کہ قصاص کی وجہ سے ہو اور احتمال ہے کہ سزا ہو مخالفت حکم کی سزا دی گئی ان کو اس جنس سے جو انہوں نے قصور کیا تھا اور اس میں ہے کہ جتنے لوگ قصور میں شریک ہوں ہر ایک سے بدلہ لیا جائے جب کہ ان کے افعال متمیز نہ ہوں برخلاف قصور کرنے کے مال میں اس واسطے کہ اس کے حصے ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ شریک ہوں ایک جماعت چوتھائی دینار کی چوری میں تو کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوْ أَقْصَصَ دُونَ السُّلْطَانِ
جو اپنا حق لے یا بدلہ لے سوائے بادشاہ کے

فائدہ: اپنا حق لے یعنی قرض دار کی جہت سے بغیر حکم حاکم کے یا بدلہ لے یعنی جب واجب ہو قصاص کسی پر نفس میں یا ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تو کیا شرط ہے کہ اس مقدمہ کو حاکم کے پاس پہنچادے یا اس کو جائز ہے کہ اپنا حق پورا لے بغیر حکم حاکم کے اور یہی مراد ہے بادشاہ سے ترجمہ میں کہا ابن بطلال نے کہ اتفاق ہے اماموں کا اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ بدلہ لے اپنے حق سے سوائے بادشاہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس کے حق میں ہے جو قائم کرے حد کو اپنے غلام پر کما تقدم اور بہر حال لینا حق کا سوا جائز ہے ان کے نزدیک یہ کہ مال سے خاص اپنا حق لے جب کہ وہ اس سے انکار کرے اور گواہ نہ ہوں اور جواب دیا ہے اس نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ محمول ہے تغلیظ اور زجر پر اطلاع سے لوگوں کی چھپی باتوں پر اور مراد اتفاق سے اتفاق اہل مدینہ کا ہے ابوالزناد کے زمانے میں اور بہر حال جو اس نے جواب دیا ہے سوا اگر مراد یہ ہے کہ نہیں عمل کیا جاتا ساتھ ظاہر حدیث کے تو اس میں نزاع ہے۔ (فتح)

۶۲۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
فَرَمَايَا كَمَا هُم دُنْيَا فِي تَوَسُّبٍ مِنْ بَيْتِهِمْ فِي آخِرَتِهِمْ
سَبَّ سَبَّ آتَى هُوَ كَمَا هُمَا أَوَّلُ فَيْصَلَهُ هُوَ كَمَا سَبَّ خَلْقَ

سے پہلے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ
الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۲۸۰۔ اور اسی سند سے روایت ہے کہ اگر کوئی تیرے گھر
میں جھانکے بغیر تیری اجازت کے اور تو اس کو کنکری سے
مارے اور اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔

۶۲۸۰۔ وَيَأْسَدُهُ لَوْ أَطْلَعَ فِي بَيْتِكَ أَحَدٌ
وَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ خَذَفْتَهُ بِحِصَاةٍ فَفَقَاتَ عَيْنَهُ
مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ:

فائدہ: اور یہی مراد ہے ترجمہ میں اور ذکر کیا ہے اول کو واسطے ہونے اس کے اول حدیث کا۔

۶۲۸۱۔ حضرت حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جھانکا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی
طرف تیر کو سیدھا کیا یعنی تاکہ اس کی آنکھ میں ماریں یعنی
یہاں تک کہ اس کا سر نکالا اس جگہ سے جہاں سے اس نے
جھانکا تھا۔

۶۲۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
حُمَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَطْلَعَ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَّدَ إِلَيْهِ مَشْقَصًا فَقُلْتُ
مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ.

جب مر جائے ہجوم میں یا قتل کیا جائے

بَابُ إِذَا مَاتَ فِي الزَّحَامِ أَوْ قُتِلَ

فائدہ: اس باب میں کوئی حکم بیان نہیں کیا اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے۔

۶۲۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جنگ
أحد کا دن ہوا تو مشرکوں کو شکست ہوئی تو شیطان نے پکارا
اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اپنے پچھاڑی والوں کی خبر لو سوا گلے
لوگ پلٹ آئے تو اگلے اور پچھلے لوگ آپس میں لڑے سو
حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی سوا چانک انہوں نے اپنے باپ یمان کو
دیکھا سو کہا اے اللہ تعالیٰ کے بندو! میرا باپ میرا باپ کہا تم
ہے اللہ تعالیٰ کی نہ باز رہے یہاں تک کہ اس کو قتل کیا کہا
حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ تم کو بخشے، کہا عروہ نے سو ہمیشہ رہا
حذیفہ رضی اللہ عنہ میں بسبب اس فعل کے کہ وہ غصو ہے بقیہ خیر کا
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

۶۲۸۲۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ
أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هَشَامٌ أَخْبَرَنَا عَنْ
أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ
هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَاحَ إِبْلِيسُ أَيَّ عِبَادِ
اللَّهِ أَخْرَأَكُمْ فَرَجَعَتْ أَوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ
هِيَ وَأَخْرَأَهُمْ فَنَظَرَ حُدَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ
الْيَمَانَ فَقَالَ أَيَّ عِبَادِ اللَّهِ أَبِي أَبِي قَالَتْ
قَوْلَ اللَّهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ قَالَ حُدَيْفَةُ
غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ. قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِي
حُدَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ خَيْرٌ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہ واجب ہوتی ہے اس کی دیت بیت المال میں یا
نہیں اور کہا احمد رضی اللہ عنہ نے ساتھ واجب ہونے کے اس واسطے کہ وہ مسلمان ہے مر گیا ساتھ فعل مسلمانوں کے سو واجب

ہے اس کی دیت بیت المال مسلمانوں میں، میں کہتا ہوں اور شاید حجت اس کی وہ چیز ہے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے حدیفہ رضی اللہ عنہما کے قصے میں کہ جنگ احد کے دن اس کو بعض مسلمانوں نے قتل کیا کافر گمان کر کے تو حضرت ﷺ نے اس کی دیت دی اور اس مسئلے میں اور قول بھی ہیں ایک قول حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ہے کہ دیت اس کی واجب ہے حاضرین پر اس واسطے کہ وہ ان کے فعل سے مراہے تو نہ بڑھے گا ان کے غیر کی طرف اور ایک قول شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اگر قسم کھائے تو دیت کا مستحق ہوتا ہے اور اگر انکار کرے تو مدعی علیہ قسم کھائے نفی پر اور ساقط ہو جاتا ہے مطالبہ اس واسطے کہ خون نہیں واجب ہوتا ہے مگر مطالبہ سے اور کہا مالک رضی اللہ عنہ نے کہ اس کا خون مواخذہ نہ کیا جائے گا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَاً فَلَا دِيَّةَ لَهُ جب قتل کرے اپنے نفس کو خطا سے تو اس کے واسطے

دیت نہیں ہے

فائدہ: کہا اسماعیلی نے اور نہ جب قتل کرے اس کو جان بوجھ کے یعنی نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے قول اس کے خطا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے ساتھ خطا کے اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے کہا ابن بطال نے کہا اوزاعی رضی اللہ عنہ اور احمد رضی اللہ عنہ اور اسحاق رضی اللہ عنہ نے واجب ہے دیت اس کی اس کے عاقلہ پر سو اگر زندہ رہے تو دیت اس کے واسطے ہے او پر ان کے اور اگر مر جائے تو وہ وارثوں کے واسطے ہے اور کہا جمہور نے کہ اس میں کوئی چیز واجب نہیں اور یہ قصہ عامر کا اس کے واسطے حجت ہے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ حضرت ﷺ نے اس قصے میں اس کے واسطے کوئی چیز واجب کی ہو اور اگر کوئی چیز واجب ہوتی تو اس کو بیان کرتے اس واسطے کہ نہیں جائز ہے تاخیر کرنا بیان کا وقت حاجت سے اور اجماع ہے اس پر کہ اگر قطع کرے کوئی اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے تو نہیں واجب ہوتی ہے اس میں کوئی چیز برابر ہے کہ جان بوجھ کر ہو یا خطا سے۔ (فتح)

۶۲۸۳۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَرَجْنَا
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ
فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَسْمَعُنَا يَا عَامِرُ مِنْ
هَنِيهَاتِكَ فَحَدَا بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ السَّائِقُ قَالُوا عَامِرُ فَقَالَ
رَحِمَهُ اللَّهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَّا أَمْتَعْنَا
بِهِ فَأَصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ حَبَطَ

۶۳۸۳۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم
حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے تو ان میں سے
ایک مرد نے کہا کہ اے عامر! ہم کو اپنے شعروں میں سے کچھ سنا
سو وہ راگ سے ان کو ہانکنے لگا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ
کون ہے یہ ہانکنے والا سرور سے؟ لوگوں نے کہا عامر،
حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے تو لوگوں نے
کہا یا حضرت! کیوں نہیں فائدہ دیا آپ نے ہم کو اس کے
ساتھ یعنی آپ نے اس کے مرنے کی خبر دی اگر زندہ رہتا تو

ہم کو اس سے فائدہ ہوتا تو اسی رات کو صبح کو شہید ہوا تو لوگوں نے کہا کہ اس کا عمل اکارت ہو اس نے اپنی جان کو آپ مارا یعنی حرام موت مرا سو جب میں پھر اور لوگ چرچا کرتے تھے کہ عامر کا عمل اکارت ہو تو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر نذا لوگوں نے گمان کیا کہ عامر کا کیا اکارت ہوا، حضرت ﷺ نے فرمایا جھوٹ کہا جس نے وہ قول کہا بے شک اس کے واسطے تو دوہرا ثواب ہے بے شک وہ غازی تھا اور محنت کش اور کون سا قتل ہے کہ اجر کو اس پر زیادہ کرے یعنی کوئی ایسا شہید نہیں ہوا جس کا ثواب عامر کی شہادت سے زیادہ ہو۔

عَمَلُهُ قَتَلَ نَفْسَهُ فَلَمَّا رَجَعَتْ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَمَاذَا كَانَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهَا إِنَّ لَهُ لِأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ وَأَيُّ قَتْلٍ يَزِيدُهُ عَلَيْهِ.

فائدہ: اور اس طریق میں یہ مذکور نہیں کہ عامر نے اپنے آپ کو کس طرح مارا تھا اور ادب میں گزر چکا ہے کہ عامر کی تلوار چھوٹی تھی سو اس نے ایک یہودی پر تلوار ماری سو ان کی تلوار اُلٹ کر ان کے زانو پر لگی تو وہ اسی صدمے سے مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی تلوار اُلٹ کر ان کو لگی اور ان کو قتل کیا اور یہی مراد ہے ترجمہ میں روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس طرف کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز جو ترجمہ باب کے مطابق ہے اور اعتراض کیا ہے اس پر کرمانی نے سو اس نے کہا کہ قول اس کا ترجمہ میں کہ اس کے واسطے دیت نہیں اس باب میں بے محل ہے لائق یہ تھا کہ اس کو پہلے ترجمہ میں لانا اذا مات في الزحام فلا دية له على المزمحين اور یہ شاید اس کے ناقلوں کا تصرف ہے اور کہا ظاہری نے کہ جو اپنے آپ کو خود مار ڈالے اس کی دیت اس کے عاقلہ پر ہے سو شاید بخاری نے ارادہ کیا ہے اس قول کے رد کا، میں کہتا ہوں کہ ہاں بخاری رحمہ اللہ کی یہی مراد ہے لیکن اس کے قائل پر جو ظاہریہ سے پہلے ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ مذہب ظاہریہ کا صحیح بخاری کی تصنیف سے پیچھے ظاہر ہوا اس واسطے کہ صحیح بخاری ۲۲۰ میں تصنیف ہوئی اور اس وقت داؤد ظاہریہ کا پیشوا طالب علم تھا بیس سال کی عمر میں اور یہ جو کرمانی نے کہا کہ اس کے واسطے لائق پہلا باب تھا تو یہ قول اس کا صحیح ہے لیکن اس کا اس باب میں ہونا زیادہ تر لائق ہے اس واسطے کہ جو ہجوم میں مرجائے اس کے حق میں خلاف قوی ہے اسی واسطے نہیں جزم کیا اس نے ساتھ نفی کے اور یہ بخاری رحمہ اللہ کے تصرفات کی خوبیوں سے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَصَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَابَاهُ

جب کوئی کسی مرد کو دانتوں سے کاٹے اور اس

کے دانت گر پڑیں

فائدہ: یعنی کیا اس میں کوئی چیز لازم ہے یا نہیں؟

۶۲۸۴- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَّارَةَ بِنَ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَوَقَعَتْ نَيْبَتَاهُ فَأَخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعْضُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعْضُ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ.

۶۲۸۴- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹ کھایا تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو کاٹنے والے کا دانت گر پڑا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی چبا لیتا ہے اپنے بھائی کا ہاتھ جیسے اونٹ چبا لیتا ہے تجھ کو خون بہانہ ملے گا یعنی اس نے اپنے بچاؤ کے واسطے اپنا ہاتھ کھینچا اگر تیرا دانت گر پڑا تو وہ کیا کرے؟

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں کچھ بدلنا نہیں اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا۔

۶۲۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلى عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ فِي غَزْوَةٍ فَعَضَّ رَجُلٌ فَاَنْتَزَعَ نَيْبَتَهُ فَأَبْطَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۲۸۵- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد میں نکلا تو ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ کھایا تو اس کا دانت گر پڑا تو حضرت ﷺ نے اس کو باطل کیا اور اس کا بدلہ نہ دلایا۔

فائدہ: اور لیا ہے ساتھ اس قصے کے جمہور نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں لازم ہے معضوض پر قصاص اور نہ دیت اس واسطے کہ وہ حملہ کرنے والے کے حکم میں ہے اور نیز حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اجماع کے کہ جو دوسرے پر ہتھیار اٹھا دے تاکہ اس کو قتل کرے اور اس نے اس کو اپنی جان سے ہٹایا اور ہتھیار اٹھانے والے کو قتل کیا تو نہیں ہے کچھ چیز اور اس کے پس اسی طرح نہیں ضامن ہوتا ہے اس کے دانت کا ساتھ دفع کرنے اس کے اپنے بیان سے کہا انہوں نے اور اگر معضوض کسی اور چیز میں اس کو زخمی کرے تو بھی اس پر کچھ لازم نہیں آتا اور شرط رائیگاں ہونے کی یہ ہے کہ معضوض یعنی کاٹا گیا اس سے درد پائے اور یہ کہ اس کو اپنے ہاتھ کا خلاص کرنا بغیر اس کے ممکن نہ ہو اور اگر اس کے منہ پر مارنے یا اس کی داڑھی اکھاڑنے سے ہاتھ چھوڑنا ممکن ہو تو اس کا دانت نہ اکھاڑے اور باوجود ممکن ہونے خلاصی کے اس سے ساتھ ہلکی بات کے اگر بھاری بات کو اختیار کرے تو وہ معاف نہیں اور شافیہ کے نزدیک مطلق معاف ہے ایک وجہ میں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر دفع کرے اس کو بغیر اس کے تو اس پر ضمان ہے اور مالک سے دو روایتیں ہیں مشہور تر یہ ہے کہ واجب ہے بدلہ اور جواب دیا ہے انہوں نے اس حدیث سے کہ احتمال ہے کہ سبب معاف ہونے کا شدت کاٹنے کی ہو نہ کھینچنا ہاتھ کا تو کاٹنے والے کے دانت کا گر پڑنا خود اپنے فعل سے ہو گا نہ کاٹنے گئے کے فعل سے اس واسطے کہ اگر یہ ہاتھ والے کے فعل سے ہوتا تو اس کو ممکن تھا کہ خلاص کرتا اپنے

ہاتھ کو بغیر دانت اکھاڑنے کے اور نہ جائز ہوتا دفع کرنا ساتھ اٹھل کے باوجود ہلکی چیز کے اور بعض نے کہا کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس کے واسطے عموم نہیں اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے بعد اسی طرح حکم کیا جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ نے اجارے میں اس حدیث کے بعد نقل کیا ہے اور بعض مالکیہ نے کہا کہ کاٹنے والے کا فعل اور ہے اور اس نے اس کے عضو کا قصد کیا تھا اور معضوض کا فعل اور ہے سو واجب ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک ضامن ہو دوسرے کے قصور کا جیسے ایک نے دوسرے کی آنکھ پھوڑی اور دوسرے نے اس کا ہاتھ کاٹا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں اور وہ فاسد ہے اور کہا یحییٰ بن عمر نے کہ اگر مالک کو یہ حدیث پہنچتی تو اس کا خلاف نہ کرتا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ڈرانا ہے غضب سے اور یہ کہ جس کو غصہ آئے جہاں تک ہو سکے اس کو مٹا دے اس واسطے کہ غصے ہی نے اس کے دانت اکھاڑنے تک نوبت پہنچائی اس واسطے کہ یہ قصہ یعلیٰ اور اس کے مزدور کا ہے اور وہ مزدور پر غصے ہوا اور غصے سے اس کا ہاتھ کاٹا اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کا دانت گر پڑا اور اگر غصے نہ ہوتا تو یہاں تک نوبت نہ پہنچتی اور یہ کہ جائز ہے مزدور رکھنا آزاد کا خدمت کے واسطے اور کفایت محنت کے جہاد میں نہ اس واسطے کہ اس کی طرف سے لڑے کما تقدم فی الجہاد اور اس میں پہنچانا فوج داری مقدمے کا ہے طرف حاکم کی اور یہ کہ آدمی اپنے نفس کے واسطے بدلہ نہ لے اور اس میں دفع کرنا حملہ کرنے والے کا ہے اور یہ کہ جب نہ ممکن ہو خلاص مگر ساتھ تصور کرنے کے اس کے نفس میں یا بعض عضو میں اور وہ اس کو کرے تو وہ معاف ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور یہ کہ جائز ہے تشبیہ دینا آدمی کے فعل کو چوپائے کے فعل سے جب کہ مقصود نفرت دلانا ہو اس فعل سے۔ (فتح)

دانت بدلے دانت کے

بَابُ ﴿الَّتِيْنَ بِالَّتِيْنَ﴾

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اوپر اکھاڑنے دانت کے بدلے دانت کے اور باقی ہڈیوں میں اختلاف ہے سو کہا مالک نے کہ اس میں بدلہ ہے مگر جو مجوف ہو یا ہو مانند مامومہ کی اور منقلہ کی اور ہاشمہ کی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ آیت کے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں کی شرح ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ہمارے پیغمبر کی زبان پر بغیر انکار کے وارد ہو اور البتہ دلالت کی قول اللہ تعالیٰ نے ﴿الَّتِيْنَ بِالَّتِيْنَ﴾ اوپر جاری ہونے قصاص کے ہڈیوں میں اس واسطے کہ دانت ہڈی ہے مگر جس پر اجماع ہے کہ اس میں قصاص نہیں یا واسطے خوف مر جانے کے یا واسطے عدم قدرت کے مماثلت پر اور کہا شافعی اور لیث اور حنفیہ نے کہ نہیں قصاص ہے ہڈی میں سوائے دانت کے اس واسطے کہ ہڈی کے آگے حائل ہے چیز اور گوشت اور پٹھے جس کے ساتھ ہم مثل ہونا دشوار ہے اور اگر ممکن ہوتا تو البتہ حکم کرتے ہم ساتھ قصاص کے لیکن نہیں پہنچتا ہے طرف ہڈی کی یہاں تک کہ پہنچے اس کو جو آگے اس کے ہے جس کی قدر معلوم نہیں اور کہا طحاوی نے اتفاق ہے اس پر کہ سر کی ہڈی میں قصاص نہیں سو باقی

ہڈیاں بھی اس کے ساتھ ملتی ہوں گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے اس واسطے کہ باب کی حدیث میں ہے کہ اس نے دانت توڑا تھا سو حکم کیا ساتھ قصاص کے باوجود اس کے کہ توڑنے میں ہم مثل ہونا ایک طور سے نہیں ہے۔ (فتح)

۶۲۸۶۔ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَّرَتْ نَيْبَهَا فَأَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ.

۶۲۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا اور اس کا دانت توڑ ڈالا اس کے مالک حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ نے قصاص کا حکم کیا یعنی دانت کے بدلے دانت توڑا جائے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کتاب اللہ کی قصاص ہے یعنی حکم اللہ کا قصاص ہے یا حکم کتاب اللہ کا قصاص ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف ﴿وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ﴾ اور بعض نے کہا کہ ﴿الْيَسِينُ بِالْيَسِينِ﴾ کی طرف بنا بر اس کے کہ شرع پہلے پیغمبروں کی ہمارے واسطے شرع ہے جب تک کہ نہ وارد ہو اس میں وہ چیز جو اس کی ناسخ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا سو اس لڑکی کے مالک دیت پر راضی ہوئے اور دیت قبول کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعض بندے اللہ تعالیٰ کے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کسی کام پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دے اور اگر کوئی کہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے حکم پر انکار کیوں کیا؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ انکار نہیں بلکہ یہ اشارہ ہے طرف تاکید کی بیچ طلب شفاعت کے یعنی ان کے مالکوں کے پاس سفارش کریں تاکہ دیت کو قبول کر لیں اور بعض نے کہا کہ مراد انکار محض نہیں بلکہ کہا اس کو انس رضی اللہ عنہ نے واسطے توقع اور امید کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کہ مدعیوں کے دل میں صلح ڈالے تاکہ وہ قصاص سے درگزر کر کے دیت قبول کر لیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے طبی نے کہ مراد حکم کا رد کرنا نہیں بلکہ نفی کرنی ہے اس کے وقوع کی بسبب اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے لطف سے ساتھ اس کے بیچ کاموں اس کے اور اعتماد کرنے سے اس کے فضل پر کہ نہ محروم کرے اس کو جس میں اس نے اس کی قسم کھائی اور اس حدیث میں جو از قسم کا ہے اس میں جس کے واقع ہونے کا گمان ہو اور ثنا اس پر جس کے واسطے یہ واقع ہو جب کہ فتنے سے امن ہو اور مستحب ہونا عفو کا ہے قصاص سے اور شفاعت کرنا عفو میں اور یہ کہ اختیار قصاص یا دیت کا مستحق کے واسطے ہے مستحق علیہ پر اور ثابت کرنا قصاص کا عورتوں میں زخموں میں اور دانتوں میں اور اس میں صلح کرنا ہے دیت پر اور جاری ہونا قصاص کا بیچ توڑنے دانت کے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ ممکن ہو ہم مثل ہونا کہ سوہن کے ساتھ اس کا اتنا دانت کاٹا جائے۔ (فتح)

بَابُ دِيَةِ الْأَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت کا بیان یعنی کیا سب برابر ہیں

یا مختلف ہیں؟۔

۶۳۸۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اور یہ برابر ہیں چنگلی اور انگوٹھا خون بہا میں برابر ہیں۔

۶۳۸۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَذِهِ وَهَذِهِ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

فائدہ: یعنی دیت سب انگلیوں میں برابر ہے چھوٹی ہو یا بڑی ہاتھوں کی ہو یا پاؤں کی اور آدمی کا پورا خون بہا ہزار دینار یا دس ہزار درہم یا سواونٹ ہے اور ایک انگلی کا خون بہا دسواں حصہ ہے پوری دیت کا یعنی سو دینار یا ہزار درہم یا دس اونٹ کہا ترمذی نے کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے اور یہی قول ہے ثوری رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ اور احمد رضی اللہ عنہ اور اسحاق رضی اللہ عنہ کا اور یہی قول ہے تمام شہروں کے فقہاء کا اور قدیم زمانہ میں اس میں اختلاف تھا اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انگوٹھے میں پندرہ اونٹ اور بنصر میں نو اور خنصر میں چھ اور سبابہ اور وسطی میں دس دس اور موٹا مالک میں ہے کہ جو نامہ حضرت رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حزم کے واسطے دیتوں میں لکھا تھا اس میں ہے کہ دس انگلیوں میں سواونٹ ہیں اور ایک ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں اور ایک پاؤں میں پچاس اونٹ ہیں اور ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں اور شععی سے روایت ہے کہ میں شریح کے پاس تھا سو اس کے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا شریح سے پوچھا شریح نے کہا کہ ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں تو اس نے کہا سبحان اللہ کیا یہ اور یہ انگوٹھا اور چنگلی برابر ہیں؟ تو شریح نے کہا تیری کم سختی بے شک سنت نے قیاس کو منع کر دیا ہے یعنی سنت کے ہوتے قیاس کرنے منع ہے سنت کی پیروی کر اور بدعت نہ نکال خطابی نے کہا کہ انگلیوں اور دانتوں کی دیت باعتبار اشتراک کے ہے اسم میں نہ باعتبار معنی کے اور کہا کہ یہ حدیث اصل ہے ہر قصور میں جس کی کیت اور انداز ضبط نہ ہو سکے اس واسطے کہ انگلیوں کا حال اور نفع اور قوت مختلف ہے اور ان کی دیت برابر ہے اور اسی طرح دانتوں کا حال بھی مختلف ہے اور ان کی دیت برابر ہے اور اسی طرح ان زخموں کا حال ہے جو ہڈی کھول دیں کہ وہ مختلف ہیں اور ان کی دیت برابر ہے۔ (فتح)

جب قتل کریں یا زخمی کریں ایک جماعت ایک شخص کو تو کیا واجب ہے قصاص یا سزا سب پر یا متعین ہے ایک پر تا کہ اس سے بدلہ لیا جائے اور باقی لوگوں سے جو اس

بَابُ إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ هَلْ يُعَاقَبُ أَوْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كَلِمَهُمْ

کے ساتھ شریک ہوں دیت لی جائے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ عقاب کے اس جگہ مکافات ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ابن سیرین کے قول کی طرف کہ اگر دو آدمی کسی شخص کو ماریں تو ایک کو قتل کیا جائے اور دوسرے سے دیت لی جائے اور جب زیادہ ہوں تو باقی دیت ان پر تقسیم کی جائے مثلاً اگر دس آدمی مل کر ایک شخص کو قتل کریں تو ایک کو قتل کیا جائے اور باقی نو آدمیوں سے نواں حصہ دیت کا لیا جائے اور شععی سے ہے کہ ولی قتل کرے جس کو ان میں سے چاہے اور باقی لوگوں سے معاف کرے اور بعض سلف سے ہے کہ ساقط ہوتا ہے قصاص اور متعین ہوتی ہے دیت یہ اہل ظاہر سے محکی ہے اور معاویہ اور زہری اور ابن زبیر سے بھی ابن سیرین کے قول کے موافق آیا ہے اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ جان حصے حصے نہیں ہو سکتی ہے سو نہیں ہوگا نابود ہونا جان کا ساتھ فعل بعض کے سوائے بعض کے اور ہر ایک ان میں سے قاتل ہو گا اور اسی طرح اگر سب مل کر پتھر اٹھا کر کسی مرد کو ماریں اور وہ اس سے مر جائے تو گویا سب نے اس کو اٹھایا برخلاف اس کے کہ روٹی کے کھانے میں شریک ہوں اس واسطے کہ روٹی ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتی ہے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ (فتح)

اور کہا مطرف نے شععی سے ان دو مردوں کے حق میں جنہوں نے گواہی دی ایک مرد پر کہ اس نے چوری کی تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹا پھر دونوں اور شخص کو لائے تو دونوں نے کہا کہ ہم سے خطا ہوئی گواہی دینے میں اول پر یہ ہے جس نے چوری کی تو علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کی شہادت کو باطل کیا اور اول کی دیت لی یعنی دوسرے پر ان کی گواہی قبول نہ کی اور دونوں سے پہلے کی دیت لی اور فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تم نے جان بوجھ کر یہ گواہی دی ہے تو تم دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک لڑکا پوشیدہ مارا گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر صنعا والے سب اس میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا اور کہا مغیرہ نے اپنے باپ سے کہ چار شخصوں نے ایک لڑکے کو قتل کیا مثل اس کی۔

وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلَى رَجُلٍ أَنَّهُ سَرَقَ فَقَطَعَهُ عَلِيُّ ثُمَّ جَاءَ الْآخَرَ وَقَالَ أَخْطَانَا فَأَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَأَخَذَا بِدِيَةِ الْأَوَّلِ وَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَاللَّهِ وَقَالَ لِي ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ غَلَامًا قَتَلَ غِيلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوْ اشْتَرَكْتَ فِيهَا أَهْلَ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتَهُمْ وَقَالَ مُغِيرَةُ بْنُ

حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ إِنَّ أَرْبَعَةً قَتَلُوا صَيًّا
فَقَالَ عُمَرُ مِثْلَهُ.

فائدہ: یہ واقعہ صنعا کا ہے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو چند شخصوں سے جو اس کے یار تھے قتل کروایا اور اس کا خاوند کہیں چلا گیا ہوا تھا تو یہ خبر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی تب انہوں نے یہ کہا۔

وَأَقَادَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ
وَسُوَيْدُ بْنُ مَقْرِنٍ مِنْ لَطْمَةٍ وَأَقَادَ عُمَرُ
مِنْ ضَرْبَةٍ بِالذِّرَّةِ وَأَقَادَ عَلِيُّ مِنْ ثَلَاثَةِ
أَسْوَاطٍ وَأَقْصَصَ شَرِيحٌ مِنْ سَوْطٍ
وَحَمْوِشٍ.

اور قصاص لیا ابوبکر اور ابن زبیر اور علی اور سوید نے طمانچہ کا یعنی طمانچہ کے بدلے طمانچہ مارا اور بدلہ لیا عمر نے درے کی چوٹ کا اور بدلہ لیا علی رضی اللہ عنہ نے تین کوڑوں کا اور بدلہ لیا شریح نے کوڑوں کا اور زخم کا جس میں دیت معین نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ عثمان اور خالد سے بھی ابوبکر کے قول کے موافق آیا ہے اور یہ قول شععی کا ہے اور ایک جماعت اہل حدیث کا اور کہا لیث اور ابن قاسم نے کہ کوڑے وغیرہ کی مار کا بدلہ لیا جائے مگر جو آنکھ میں طمانچہ مارے اس میں سزا ہے واسطے خوف آنکھ کے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ طمانچہ کا بدلہ نہیں مگر یہ کہ زخم کرے کہ اس میں حکومت ہے اور یہی مشہور قول ہے مالک کا اور سب اس میں یہ ہے کہ طمانچہ میں مماثلت مشکل ہے اس واسطے کہ زور والے کا طمانچہ سخت ہوتا ہے اور کمزور کا نرم ہوتا ہے پس لائق ہے تعزیر جو طمانچہ مارنے والے کے لائق اور مناسب ہو اور کہا ابن قیم رضی اللہ عنہ نے کہ مبالغہ کیا ہے بعض متاخرین نے سو نقل کیا ہے انہوں نے اجماع اس پر کہ طمانچہ اور ضرب کا بدلہ نہیں اس میں تعزیر ہے اور غفلت کی ہے اس نے اس واسطے کہ بدلہ لینا اس کا ثابت ہو چکا ہے خلفائے راشدین سے۔ (فتح)

۶۲۸۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ
لَدَدْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي مَرَضِهِ وَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا لَا تَلْدُونِي
قَالَ فقلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ بِالذَّوَاءِ فَلَمَّا
أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنهَكُمْ أَنْ تَلْدُونِي قَالَ قُلْنَا
كَرَاهِيَةَ لِلذَّوَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبْقِي مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا لَدَّ

۶۳۸۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے حلق میں دوا لگائی آپ کی بیماری میں اور حضرت ﷺ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ میرے حلق میں دوا مت لگاؤ ہم نے کہا اس واسطے منع کرتے ہیں کہ بیمار دوا سے کراہت کرتا ہے یعنی نبی تحریمی نہیں پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ میرے حلق میں دوا مت ڈالو ہم نے کہا کہ بیمار تو دوا کو برا جانتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی گھر میں باقی نہ رہے مگر کہ اس کے حلق میں دوا ڈالی جائے میرے سامنے عباس رضی اللہ عنہ کے

وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ . سوائے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

فائدہ: یہ حدیث نہیں ظاہر ہے قصاص میں لیکن قول حضرت ﷺ کا اس کے آخر میں عباس رضی اللہ عنہ کے سوائے دلالت کرتا ہے اور اس کے سوتمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ یہ حضرت ﷺ نے بطور قصاص کے کیا تھا نہ بطور تادیب کے اور یہ حجت ہے اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ طمانچہ اور کوڑے کا بدلہ لیا جائے اور قصاص قتل میں یہ حدیث ظاہر نہیں اور جواب دیا ہے ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ یہ مستفاد ہے جاری کرنے قصاص کے سے حقیر چیزوں میں اور جب ان میں قصاص سے تادیب کی طرف عدول نہیں کیا جاتا تو اسی طرح لائق ہے کہ جاری ہو قصاص سب ان لوگوں پر جو قتل میں شریک ہوں برابر ہے کہ تھوڑے ہوں یا بہت اس واسطے کہ حصہ ہر ایک کا اُن میں کبیرہ گناہ ہے پس کس طرح نہ جاری ہوگا اس میں قصاص۔ (فتح)

باب ہے قسامت کے بیان میں

بَابُ الْقَسَامَةِ

فائدہ: قسامت کے معنی ہیں قسم کھانا مقتول کے ولیوں کا جب کہ دعویٰ کریں خون کا یا جن پر خون کا دعویٰ کیا گیا۔
 وَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ
 مِنْهُ . اشعث بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ
 سے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہیں یا قسم اس کی یہ ایک
 ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر کرنے اس کے اس طرف کہ سعید بن عبید کی حدیث کو باب میں ترجیح ہے کہ قسامت میں پہلے مدعا علیہم کو قسم دی جائے کما سیاتی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)
 وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ لَمْ يُقَدِّ بِهَا مُعَاوِيَةَ
 لِعَنِي قَسَامَتِ كِى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 اور کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ نہیں بدلہ لیا ساتھ اس کے
 یعنی قسامت کے معاویہ رضی اللہ عنہ نے

فائدہ: اور عبد اللہ بن زبیر نے اس کے ساتھ بدلہ لیا ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ سعید بن عاص نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے مقتول کے وارثوں سے پچاس آدمی سے قسم لی پھر قاتل کو ان کے حوالے کر دیا۔ (فتح)
 وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ
 بْنِ أَرْطَاةَ وَكَانَ أَمْرُهُ عَلَى الْبَصْرَةِ فِي
 قَتِيلٍ وَجَدَ عِنْدَ بَيْتِ مَنْ يَبُوتِ
 السَّمَانِينَ إِنْ وَجَدَ أَصْحَابَهُ بَيِّنَةً وَإِلَّا
 فَلَا تَظْلِمُ النَّاسَ فَإِنَّ هَذَا لَا يُقْضَى فِيهِ
 إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ . اور لکھا عمر بن عبد العزیز نے عدی کی طرف اور اس کو
 بھرے پر حاکم کیا تھا ایک مقتول کے حق میں جو روغن
 فروشوں کے ایک گھر کے پاس پایا گیا کہ اگر اس کے
 ساتھی یعنی اس کے وارث گواہ پائیں تو فسھاور نہ لوگوں پر
 ظلم نہ کرنا اس واسطے کہ نہیں حکم کیا جاتا ہے اس میں
 قیامت تک۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے قسامت میں بدلہ لیا ہے اور شاید جب وہ مدینے پر حاکم تھے اس وقت نہ لیا ہوگا پھر جب خود خلیفہ ہوئے تو قسامت کا بدلہ لیا اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے پہلے سالم بن عبداللہ نے قسامت سے انکار کیا سو ابن منذر نے اس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا تھا خرابی ہے اس قوم کے واسطے جو قسم کھاتے ہیں اس چیز سے جس کو انہوں نے نہیں دیکھا اور نہ اس کے پاس موجود تھے اور اگر میرا اختیار ہوتا تو ان کو سزا دیتا اور ٹھہراتا ان کو عبرت اور نہ قبول کرتا ان کی گواہی کو اور یہ قدح کرتا ہے بیچ نقل اجماع اہل مدینہ کے اوپر قصاص کے ساتھ قسامت کے اس واسطے کہ سالم اجل فقہاء مدینے سے ہے اور نیز روایت کی ہے ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ قسامت میں قصاص نہیں اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ قصاص ساتھ قسامت کے ظلم ہے اور حکم بن عتیہ سے روایت ہے کہ وہ قسامت کو کچھ چیز نہیں دیکھتا تھا اور محصل خلاف کا قسامت میں یہ ہے کہ کیا عمل کیا جائے ساتھ اس کے یا نہیں اور برشق اول کے کیا وہ قصاص کو واجب کرتی ہے یا دیت کو اور کیا پہلے مدعیوں کو قسم دی جائے یا مدعا علیہم کو اور نیز اس کی شرط میں بھی اختلاف ہے۔ (فتح)

۶۳۸۹۔ حضرت سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی قوم میں سے چند آدمی یعنی عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر کی طرف چلے اور اس میں جدا ہوئے اور انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا کسی نے اس کو قتل کیا اور کہا انہوں نے ان لوگوں سے جن میں مقتول پایا گیا کہ تم ہی نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہم کو قاتل معلوم ہے جس نے قتل کیا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے سو انہوں نے کہا یا حضرت! ہم خیبر کی طرف گئے تھے سو ہم نے اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے بڑے کو بات کرنے دے پہلے بڑے کو بات کرنے دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا گواہ لاتے ہو اس پر جس نے اس کو قتل کیا؟ انہوں نے کہا ہمارے پاس گواہ نہیں ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو مدعا علیہم قسم کھائیں گے انہوں نے کہا کہ ہم یہودیوں کی قسم سے راضی نہیں ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا کہ اس کا خون عیب جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

۶۳۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ رَعِمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلٌ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا وَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا وَقَالُوا لِلذِّي وَجَدَ فِيهِمْ قَدْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا قَالُوا مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا فَانْطَلَقُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ انْطَلَقْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيلًا فَقَالَ الْكَبِيرُ الْكَبِيرُ فَقَالَ لَهُمْ تَأْتُونَ بِالْبَيِّنَةِ عَلَيَّ مَنْ قَتَلَهُ قَالُوا مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قَالَ فَيَحْلِفُونَ قَالُوا لَا نَرْضَى بِأَيْمَانِ الْيَهُودِ فِكْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبْطَلَ دَمَهُ فَوَدَّاهُ مِائَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

صدقہ کے اونٹوں سے سوانٹ اس کی دیت دی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ محیصہ رضی اللہ عنہا عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو اس کو دیکھا کہ قتل کیا گیا ہے اپنے خون میں لوٹتا ہے سو اس نے اس کو دفنایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو کہ اپنے قاتل کے مستحق ہو اور ایک روایت میں ہے کیا تم مستحق ہوتے ہو اپنے ساتھی کے خون کے ساتھ قسم پچاس آدمیوں کے اور اس میں خلاص کرنا ہے مدعیوں کا ساتھ قسم کے اور یہ جو کہا کہ ہم یہودیوں کی قسموں سے راضی نہیں ہوتے تو یحییٰ بن سعید کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا سو بری کریں گے تم کو یہود ساتھ پچاس قسموں کے یعنی خلاص کریں گے تم کو قسموں سے ساتھ اس کے کہ قسم کھائیں گے اور جب انہوں نے قسم کھالی تو ختم ہو جائے جھگڑا اور نہ واجب ہوگی ان پر کچھ چیز اور خلاص ہوئے تم قسموں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم کافروں کی قسمیں کس طرح لیں ان کو کچھ پرواہ نہیں کہ ہم سب کو قتل کریں پھر قسمیں کھالیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے صدقہ سے سوانٹ اس کی دیت دی تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی اور مراد اپنے پاس سے یہ ہے کہ بیت المال سے جو جمع تھا واسطے بہتر یوں مسلمانوں کے اور اس کو صدقہ کہا باعتبار انتفاع کے ساتھ اس کے مفت اس واسطے کہ اس میں قطع کرنا جھگڑے کا ہے اور اصلاح کرنا ذات البین کا اور بعض نے کہا کہ مراد زکوٰۃ کا مال ہے کہ اس کو مصالح عامہ میں خرچ کرنا جائز ہے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اور بنا براس کے پس مراد عندیت سے ہونا اس مال کا ہے تحت امر اور حکم حضرت ﷺ کے اور واسطے احتراز کے ٹھہرانے دیت اس کے سے یہود پر اور یہ فعل حضرت ﷺ کا بنا بر تقاضے کرم اور حسن سیاست حضرت ﷺ کے ہے اور واسطے حاصل کرنے مصلحت کے اور دفع کرنے مفسدے کے بطور تالیف کے خاص کر وقت دشوار ہونے وصول کے طرف استیفاء حق کے اور کہا عیاض نے کہ یہ حدیث ایک اصل ہے اصول شرع سے اور ایک قاعدہ ہے قواعد احکام سے اور ایک رکن ہے ارکان مصالح بندوں کے سے اور لیا ہے اس کو تمام اماموں اور سلف نے اصحاب اور تابعین اور علماء امت اور فقہاء شہروں کے سے حجاز والوں اور شام والوں اور کوفہ والوں سے اگرچہ اختلاف کیا ہے بیچ صورت اخذ اس کے اور ایک گروہ نے اس کے لینے میں توقف کیا ہے سو نہیں دیکھا انہوں نے قسامت کو اور نہیں ثابت کیا انہوں نے شرع میں ساتھ اس کے کوئی حکم اور یہ مذہب حکم بن عتیبہ اور ابی قلابہ اور سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن عیار اور قتادہ اور مسلم اور ابراہیم بن علیہ کا ہے اور اسی کی طرف ہے مالک بخاری رضی اللہ عنہ کی اور گزر چکی ہے اول باب میں نقل اس شخص سے جو قسامت کو مشروع نہیں جانتا اور مختلف ہے قول مالک رضی اللہ عنہ کا اس کے مشروع ہونے میں بیچ قتل خطا کے اور جو اس کے ساتھ قائل ہیں ان کو اختلاف ہے عمد میں کہ کیا واجب ہے اس کی دیت یا قصاص سو مذہب اکثر حجاز والوں کا یہ ہے کہ واجب ہے قصاص جب کہ اس کی شرطیں پوری ہوں اور یہ قول زہری اور ربیعہ اور ابو زناد اور مالک رضی اللہ عنہ اور لیث

اور اوزاعی کا ہے اور ایک قول شافعی رضی اللہ عنہ کا اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور مروی ہے یہ بعض اصحاب سے مانند ابن زبیر کے اور اختلاف ہے عمر بن عبدالعزیز سے کہا ابو زناد نے کہ قتل کیا ہم نے ساتھ قسامت کے اور اصحاب عام تھے بے شک میں دیکھتا ہوں کہ وہ ہزار آدمی ہیں ان میں سے دو مختلف نہیں، میں کہتا ہوں اور یہ ابو زناد نے خارجہ سے نقل کیا ہے ورنہ ابو زناد کا میں اصحاب کو دیکھنا بھی ثابت نہیں کہا قاضی نے اور حجت ان کی حدیث باب کی ہے یعنی روایت یحییٰ بن سعید کی کہ اس کا آنا صحیح طریقوں سے مدفوع نہیں ہوتا اور اس میں خلاص کرنا مدعیوں کا ہے قسم سے جب کہ انہوں نے انکار کیا اور رد کیا اس کو مدعا علیہم پر اور حجت پکڑی ہے انہوں نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعا علیہ پر مگر قسامت اور ساتھ قول مالک رضی اللہ عنہ کے کہ اجماع ہے اہاموں کا قدیم زمانے اور پچھلے میں کہ قسامت میں پہلے مدعیوں سے شروع کیا جائے اور کہا انہوں نے سنت ہے مستقل اور اصل بسر خود واسطے زندگی لوگوں کے اور روکنے تعدی کرنے والوں کے اور مخالف ہوئی ہے قسامت مال کی دعوؤں کو پس بند کی گئی ہے اور اس چیز کے کہ وارد ہوئی بیچ اس کے اور ہر اصل کی پیروی کی جائے اور اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور نہ چھوڑی جائے ایک سنت ساتھ دوسری سنت کے اور جواب دیا ہے انہوں نے سعید بن عبید کی روایت سے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے ساتھ اس کے کہ وہ وہم ہے اس کے راوی سے کہ ساقط کیا ہے اس نے بری کرنا مدعیوں کا ساتھ قسم کے اس واسطے کہ اس میں قسم کے رد کرنے کا ذکر نہیں اور شامل ہے روایت یحییٰ کی اوپر زیادتی ثقہ کی پس واجب ہے قبول کرنا اس کا کہا قرطبی نے کہ اصل دعائیں یہ ہے کہ قسم مدعا علیہ پر ہے اور حکم قسامت کا اصل ہے بنفسہ واسطے مشکل ہونے اقامت گواہوں کے اوپر قتل کے اس میں غالباً یعنی غالباً اس میں قائم کرنا گواہوں کا قتل پر مشکل ہے اس واسطے کہ قاصد قتل کا قصد کرتا ہے تہائی کو اور انتظار کرتا ہے مقتول کی غفلت کو اور مؤید ہے ساتھ اس کے روایت صحیحہ جو بخاری اور مسلم میں ہے اور جو قسامت کے سوائے ہے وہ باقی ہے اپنے اصل پر پھر نہیں ہے یہ نکلنا اصل سے بالکل بلکہ اس واسطے کہ مدعا علیہ کا تو قول معتبر ہوتا ہے واسطے قوی ہونے اس کی جانب کے ساتھ شہادت اصل کے اس کے واسطے ساتھ براءت کے اس چیز سے کہ اس پر دعویٰ کی گئی، اور وہ موجود ہے قسامت میں مدعی کی جانب میں واسطے قوی ہونے اس کی جانب کے ساتھ لوٹ کے جو اس کے دعویٰ کو قوی کرتا ہے کہا عیاض نے جو قائل ہیں ساتھ دیت کے انکار مذہب یہ ہے کہ پہلے مدعا علیہم سے قسم لی جائے مگر شافعی رضی اللہ عنہ اور احمد رضی اللہ عنہ سو وہ قائل ہیں ساتھ قول جمہور کے کہ پہلے مدعیوں کو قسم دی جائے اگر وہ قسم نہ کھائیں تو پھر مدعا علیہم سے اور قائل ہیں ساتھ نكس اس کے اہل کوفہ اور بہت اہل بصرہ سے اور بعض اہل مدینہ سے اور اوزاعی سو کہا کہ گاؤں والوں میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ ہم کو اس کا قاتل معلوم ہے سو اگر قسم کھالیں تو بری ہو جاتے ہیں اور اگر کم ہو قسامت ان کے عدد سے یا انکار کریں تو مدعی لوگ قسم کھائیں ایک مرد پر اور مستحق ہو جاتے ہیں خون کے اور اگر کم ہو قسامت ان کے

عدد سے تو اس کو اس کا بدلہ دیت دے اور کہا کو فیوں نے کہ اگر قسم کھائیں تو واجب ہے ان پر دیت اور آیا ہے یہ عمر بنی النبیؐ سے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ نہیں واجب ہوتی ہے قسامت ساتھ مجرد دعویٰ ویوں کے یہاں تک کہ قرین ہو ساتھ اس کے شبہ کہ غالب ہو گمان پر حکم کرنا ساتھ اس کے اور شبہ یہ ہے کہ بیمار کہے کہ میرا خون فلانے کے پاس ہے اور نہ ہو ساتھ اس کے کوئی اثر یا زخم یا گواہی دے وہ شخص جس کی گواہی سے نصاب پوری نہ ہو مثل ایک کی یا جماعت غیر عدول کے یا گواہی دیں دو عادل ساتھ ضرب کے پھر اس کے بعد چند روز زندہ رہے پھر مر جائے بغیر تخلل افاقہ کے کہ واجب ہوتی ہے اس میں قسامت نزدیک مالک رضی اللہ عنہ اور لیث رضی اللہ عنہ کے اور کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے اس تیسری صورت میں کہ واجب ہے اس میں قصاص اور یا مقتول پایا جائے اور اس کے قریب وہ شخص ہو جس کے ہاتھ میں آلہ قتل کا ہو اور اس پر مثلاً خون کا نشان ہو اور نہ موجود ہو غیر اس کا کہ واجب ہے اس میں قسامت نزدیک مالک رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ کے اور یا شبہ یہ کہ دو گروہ باہم لڑیں اور ان کے درمیان ایک مقتول پایا جائے کہ اس میں جمہور کے نزدیک قسامت ہے اور یا شبہ یہ کہ کسی محلے یا قبیلے میں مقتول پایا جائے سو یہ واجب کرتا ہے قسامت کو نزدیک ثوری رضی اللہ عنہ اور اوزاعی رضی اللہ عنہ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تابعداروں کے اور نہیں واجب کرتا قسامت کو نزدیک ان کے سوائے اس صورت کے اور شرط اس کی ان کے نزدیک یہ ہے کہ مقتول میں کوئی اثر پایا جائے اور کہا داؤد نے کہ نہیں جاری ہوتی ہے قسامت مگر عمد میں شہر والوں پر یا بڑے گاؤں والوں پر اور وہ مقتول کے دشمن ہوں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس میں قسامت نہیں بلکہ وہ معاف ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے شافعی رضی اللہ عنہ مگر یہ کہ ہو مثل اس قصے کی جو باب کی حدیث میں ہے واسطے موجود ہونے عداوت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر قصاص کے قسامت میں واسطے قول حضرت ﷺ کے فَتَسْتَحِقُّوْنَ فَاَتَلَكُمُ اور دوسری روایت میں ہے دَمَ صَاحِبِكُمْ اور کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال ساتھ قول حضرت ﷺ کے جو دوسری روایت میں ہے فَيَدْفَعُ بِوَمْنِهِ قَوِي تَر ہے اس واسطے کہ یہ قول حضرت ﷺ کا مستعمل ہے اس میں کہ قاتل کو مقتول کے ویوں کے حوالے کیا جائے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قصہ ایک ہے اور راویوں نے اس کے الفاظ میں اختلاف کیا ہے پس نہیں مستقیم ہے استدلال کرنا ساتھ کسی لفظ کے ان میں سے واسطے نہ تحقیق ہونے اس بات کے کہ یہی لفظ صادر ہے حضرت ﷺ سے اور تمسک کیا ہے اس نے جو قائل ہے کہ نہیں واجب ہے گردیت ساتھ اس حدیث کے جو روایت کی ثوری رضی اللہ عنہ نے اپنی جامع میں شعی رضی اللہ عنہ سے کہ پایا گیا ایک مقتول عرب کے دو گروہوں کے درمیان تو عمر بنی النبیؐ نے کہا کہ دونوں جانب کو قیاس کرو جو گروہ اس مقتول سے قریب تر ہو ان سے پچاس قسمیں لو اور ان کو دیت لگاؤ اور اسی طرح خود عمر فاروق بنی النبیؐ نے قریب تر گاؤں کے لوگوں سے قسم لی اس مقتول کے حق میں جو دو گاؤں کے درمیان پایا گیا ان کے پچاس آدمیوں سے قسم لی پھر ان پر دیت کا حکم کیا اور کہا کہ تمہاری قسموں نے تمہارے خونوں کو بچایا تم

سے قصاص معاف ہوا لیکن ایک مسلمان کا خون عبث نہیں جائے گا اس کی دیت پر بھراور یہ جو کہ کہا علی رجل منهم تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ قسامت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ایک مرد پر ہوتی ہے اور یہ قول احمد رضی اللہ عنہ اور مشہور قول مالک رضی اللہ عنہ کا ہے اور کہا جمہور نے شرط ہے کہ معین پر ہو برابر ہے کہ ایک ہو یا زیادہ ایک سے اور اختلاف ہے کہ کیا سب کو قتل کیا جائے یا صرف ایک کو اور اس حدیث میں ہے کہ قسم قسامت میں نہیں ہوتی ہے مگر ساتھ جزم قاتل کے اور اس کا طریق مشاہدہ ہے اور خبر دینا معتد آدمی کا باوجود فریے کے جو اس پر دلالت کرے اور اس میں ہے کہ جس پر قسم متوجہ ہو اور وہ اس سے انکار کرے تو نہ حکم کیا جائے اس پر یہاں تک کہ وارد ہو قسم دوسرے پر اور یہ مشہور ہے نزدیک جمہور کے اور حنفیہ کے نزدیک حکم کیا جائے بغیر رد کرنے قسم کے اور یہ کہ قسامت کی قسمیں پچاس ہیں اور اختلاف ہے قسم کھانے والوں کے عدد میں سو کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں واجب ہوتا ہے حق یہاں تک کہ وارث پچاس قسمیں کھائیں برابر ہے کہ کم ہوں یا بہت یعنی اس میں یہ ضروری ہے کہ قسمیں پچاس ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ قسم کھانے والے بھی پچاس ہوں اور اگر اتفاقاً پچاس آدمی ہوں تو ہر ایک آدمی ایک قسم کھائے اور اگر کم ہوں یا بعض انکار کریں تو باقی لوگوں سے پچاس قسمیں لی جائیں اور اگر صرف ایک ہی مرد ہو تو پچاس بار قسم کھائے اور مستحق ہوگا اور کہا مالک رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے ساتھ عصموں سے کوئی جوڑا جائے اور تو پچاس سے زیادہ ہوں تو ان میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں اور کہا لیث رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ وہ تین آدمیوں سے کم ہوتے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مقدم کرنے بڑی عمر والے کے مہم امر میں جب کہ اس میں لیاقت ہو نہ اس وقت جب کہ اس میں اس کی لیاقت نہ ہو اور اسی پر محمول ہے جو باب کی حدیث میں ہے حکم مقدم کرنے بڑی عمر والے کے سے اور اس میں تائیس اور تسلی ہے مقتول کے وارثوں کے واسطے نہ یہ کہ وہ حکم ہے غائبوں پر اس واسطے کہ نہیں مقدم ہوئی صورت دعویٰ کی غائب پر اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوا ہے خبر دینا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مجرد دعویٰ نہیں واجب کرتا ہے مدعا علیہ کے حاضر کرنے کو اس واسطے کہ اس کے حاضر کرنے میں ضائع کرنا ہے ان کے وقت کا بغیر موجب کے اور بہر حال اگر ظاہر ہو وہ چیز جو قوی کرے دعویٰ کو شبہ ظاہر سے تو راجح یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ قرب اور بعد اور شدت ضرر اور خفت اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے کفایت کرنا ساتھ لکھنے کے اور ساتھ خبر واحد کے باوجود ممکن ہونے مشافہ کے اور یہ کہ قسم کھانا بغیر طلب کرنے حاکم کے بے فائدہ ہے اس کا کوئی اثر نہیں ہے واسطے قول یہودیوں کے ان کے جواب میں واللہ ما قتلنا اور یہ جو کہا انہوں نے کہ ہم یہودیوں کی قسم سے راضی نہیں تو اس میں بعید جاننا ہے ان کے سچ کو اس واسطے کہ ان کو معلوم تھا کہ وہ جھوٹی قسموں کے کھانے سے پرواہ نہیں کرتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دعویٰ قسامت میں ضروری ہے کہ عداوت یا کینہ یا اشتباہ سے ہو اور اختلاف ہے اس دعویٰ کے سننے میں اگرچہ قسامت کو واجب نہیں کرتا سو احمد رضی اللہ عنہ

سے دو روایتیں ہیں اور قائل ہے ساتھ اس کے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مدعی اور مدعا علیہ جب قسم سے انکار کریں تو واجب ہے دیت بیت المال میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو قسامت میں قسم کھائیں نہیں شرط ہے کہ ہو مرد بالغ اس واسطے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خمسین منکھ مطلق ہے اور یہی ہے قول ربیعہ اور لیث اور ثوری اور اوزاعی اور احمد کا اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عورتیں دعویٰ قسامت میں داخل نہیں اس واسطے کہ مقصود قسامت میں قیل ہے اور وہ عورتوں سے نہیں سنی جاتی ہے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ قسم کھائے قسامت میں مگر عاقل بالغ اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان مرد اور عورت کے اور کہا ابن منیر نے کہ مذہب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اس نے قسامت کو ضعیف ٹھہرایا ہے اسی واسطے باب کی ابتدا میں پہلے وہ حدیثیں لایا ہے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ قسم مدعا علیہ کی جانب میں ہے، میں کہتا ہوں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مطلق قسامت کو ضعیف نہیں ٹھہرایا بلکہ وہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق ہے اس میں کہ نہیں ہے اس میں بدلہ اور مخالف ہے اس کو اس میں کہ جو اس میں قسم کھائے وہ مدعی ہے بلکہ اس کی رائے یہ ہے کہ روایات اس میں مختلف ہیں انصار اور یہود خیبر کے حصے میں پس رد ہوگا مختلف طرف متفق علیہ کی کہ قسم مدعا علیہ پر ہے اسی واسطے وارد کی ہے اس نے روایت سعید کی قسامت کے باب میں اور طریق یحییٰ کا دوسرے باب میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

۶۳۹۰۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنا تخت لوگوں کے واسطے ظاہر کیا یعنی اپنی خلافت میں اور وہ اس وقت شام میں تھا یعنی ظاہر کیا اس کو گھر سے باہر نہ یہ کہ شارع عام کی طرف پھر لوگوں کو آنے کی اجازت دی سو کہا کہ تم قسامت میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ قسامت کا بدلہ حق ہے اور بدلہ لیا ہے ساتھ اس کے خلفاء نے پھر مجھ سے کہا کہ تو اے ابو قلابہ! کیا کہتا ہے؟ اور مجھ کو لوگوں کے مناظرہ کے واسطے منصوب کیا، تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! تیرے پاس نوجوانوں کے سردار اور عرب کے شریف لوگ موجود ہیں بھلا بتلا تو کہ اگر ان میں پچاس مرد گواہی دیں کسی مرد شادی شدہ پر جو دمشق میں ہو کہ اس نے زنا کیا ہے جس کو انہوں نے نہ دیکھا ہو تو کیا تو اس کو سنگسار کرے گا؟ اس نے کہا کہ نہیں میں نے کہا بھلا بتلا تو اگر

۶۳۹۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مِنْ آلِ أَبِي قَلَابَةَ حَدَّثَنِي أَبُو قَلَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَبْرَزَ سِرِيرَهُ يَوْمَ مَا لِلنَّاسِ ثُمَّ إِذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي الْقَسَامَةِ قَالَ نَقُولُ الْقَسَامَةُ الْقَوْدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِي مَا تَقُولُ يَا أَبَا قَلَابَةَ وَنَصَبَنِي لِلنَّاسِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عِنْدَكَ رُوُوسُ الْأَجْنَادِ وَأَشْرَافِ الْعَرَبِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَى رَجُلٍ مُحْصَنٍ بِدِمَشْقٍ أَنَّهُ قَدْ زَنَى لَمْ يَرَوْهُ

پچاس آدمی گواہی دیں کسی مرد پر جو حص میں ہو کہ اس نے چوری کی تو بھلا تو اس کا ہاتھ کاٹے گا، اور حالانکہ انہوں نے اس کو نہیں دیکھا؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں قتل کیا حضرت ﷺ نے کسی (نمازی) کو کبھی مگر تین خصلتوں میں ایک تو وہ مرد جس نے اپنے نفس کی جنایت سے کسی کو قتل کیا سو اس کے عوض قتل کیا گیا دوسرا وہ مرد جس نے شادی کے بعد زنا کیا تیسرا وہ مرد جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کی اور دین اسلام سے مرتد ہوا تو لوگوں نے یعنی عنیبہ نے کہا کہ کیا نہیں حدیث بیان کی انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے چوری میں ہاتھ کاٹا اور آنکھوں میں گرم سلاخی پھیر کے اندھا کیا پھر ان کو سورج کی گرمی میں ڈالا یعنی یہاں تک کہ مر گئے یعنی انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ گناہ میں بھی قتل کرنا جائز ہے اگرچہ نہ واقع ہو کفر تو پھر ان تین خصلتوں مذکورہ میں تو نے قتل کو کیوں بند کیا؟ اس نے کہا کہ میں تم سے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرتا ہوں کہ قوم عکل اور عربینہ کے آٹھ شخص حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کی سو انہوں نے مدینے کی آب و ہوا کو ناموافق پایا سو ان کے بدنوں میں بیماری ہوئی تو انہوں نے حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم باہر نہیں نکلتے ہمارے چرانے والے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں سو پاؤ ان کے دودھ اور پیشاب انہوں نے کہا کیوں نہیں، سو وہ اونٹوں کی طرف نکلے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پی کر اچھے ہوئے تو انہوں نے حضرت ﷺ کے اونٹ چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو

أَكُنْتَ تَرَجُمُهُ قَالَ لَا قُلْتُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ حَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَيَّ رَجُلٍ بِحِمْمٍ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنْتُ تَقَطُّعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللَّهِ مَا قَتَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا فِي إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيرَةٍ نَفْسِهِ فَقَتِلَ أَوْ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ الْقَوْمُ أَوْلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي السَّرْقِ وَسَمَرَ الْأَعْيُنُ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ فَقُلْتُ أَنَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثَ أَنَسِ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ نَفْرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةَ قَدِيمُوا عَلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِيْنَا فِي إِبِلِهِ فَتُصَيَّبُونَ مِنَ الْبَانِيهَا وَأَبْوَالِهَا قَالُوا بَلَى فَخَرَجُوا فَشَرِبُوا مِنَ الْبَانِيهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوا فَقَتَلُوا رَاعِيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَطْرَدُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمْ فَأَدْرِكُوا فَجِئَءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَّعَتْ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلُهُمْ

ہا تک لے چلے سو حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی حضرت ﷺ نے تلاش کرنے والے کو ان کے پیچھے بھیجا سو پائے گئے اور پکڑے گئے اور پکڑے آئے سو حضرت ﷺ نے حکم کیا ساتھ ان کے سوان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کے ان کو اندھا کیا گیا پھر ان کو سورج کی گرمی میں پھینکا یہاں تک کہ مر گئے میں نے کہا اور کون سی چیز سخت تر ہے ان لوگوں کے فعل سے اسلام سے مرتد ہونے اور قتل کیا چرواہے کو اور چوری کی تو کہا عنبنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں سنا میں نے آج کی طرح کبھی یعنی جیسا تجھ سے آج سنا تو میں نے کہا اسے عنبنہ کیا تو میری حدیث سے انکار کرتا ہے اور مجھ کو مہم کرتا ہے اس نے کہا کہ نہیں لیکن تو نے حدیث بیان کی اپنے طور پر یعنی تو نے اس میں کچھ کمی بیشی نہیں کی ٹھیک بیان کی یعنی عنبنہ نے ابو قلابہ کی تعریف کی اور اس کے ضبط کا اقرار کیا اور شاید عنبنہ کا گمان یہ تھا کہ جائز ہے قتل کرنا گناہ میں اگرچہ نہ واقع ہو کفر پھر جب ابو قلابہ نے ساری حدیث بیان کی تو عنبنہ کو یاد آیا کہ یہی حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کی تھی قسم ہے اللہ کی ہمیشہ رہے گی یہ فوج خیر میں جب تک یہ شیخ ان کے درمیان جیتا رہے گا اور البتہ اس باب میں حضرت ﷺ سے سنت وارد ہوئی ہے چند انصاری حضرت ﷺ پر داخل ہوئے اور آپ کے پاس بات چیت کی (اور شاید یہ قصہ عبد اللہ بن کھل اور مہیصہ کا ہے) تو ان میں سے ایک مردان کے آگے نکلا اور قتل کیا گیا اور باقی لوگ اس کے بعد نکلے سو اچانک انہوں نے اپنے ساتھی کو دیکھا کہ خون میں لوٹا ہے سو وہ حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارا ساتھی جو ہمارے ساتھ بات

وَسَمَرُ أَعْيَنَهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتَّى مَاتُوا قُلْتُ وَآئِي شَيْءٍ أَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَقَتَلُوا وَسَرَقُوا فَقَالَ عَبْسَةَ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّهِ إِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ فَقُلْتُ أترُدُّ عَلَيَّ حَدِيثِي يَا عَبْسَةَ قَالَ لَا وَلَكِنْ جِئْتُ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ وَاللَّهِ لَا يَزَالُ هَذَا الْجُنْدُ بَخِيرٌ مَا عَاشَ هَذَا الشَّيْخُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِي هَذَا سَنَةٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوا عِنْدَهُ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوا بَعْدَهُ فَإِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَرَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَاحِبِنَا كَانَ تَحَدَّثُ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ أَيْدِينَا فَإِذَا نَحْنُ بِهِ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَمَنْ تَطْنُونَ أَوْ مَنْ تَرَوْنَ قَتَلَهُ قَالُوا نَرَى أَنَّ الْيَهُودَ قَتَلْتَهُ فَأَرْسَلْنَا إِلَى الْيَهُودِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ أَأَنْتُمْ قَتَلْتُمْ هَذَا قَالُوا لَا قَالَ أَتَرَضُونَ نَفْلَ خَمْسِينَ مِنَ الْيَهُودِ مَا قَتَلُوهُ فَقَالُوا مَا يُبَالُونَ أَنْ يَقْتُلُونَا أَجْمَعِينَ ثُمَّ يَنْظُرُونَ قَالَ أَفَتَسْتَحِقُّونَ الدِّيَةَ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ قَالُوا مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ فَوَدَاهُ

مِنْ عِنْدِهِ قُلْتُ وَقَدْ كَانَتْ هَذِيلٌ خَلَعُوا
 خَلِيعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَطَرَقَ أَهْلَ بَيْتِ
 مِنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَاءِ فَاتَّبَعَهُ لَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ
 فَحَذَفَهُ بِالسَّيْفِ فَفَتَلَهُ فَجَاءَتْ هَذِيلٌ
 فَأَخَذُوا الْيَمَانِيَّ فَرَفَعُوهُ إِلَى عُمَرَ
 بِالْمَوْسِمِ وَقَالُوا قَتَلَ صَاحِبَنَا فَقَالَ إِنَّهُمْ
 قَدْ خَلَعُوهُ فَقَالَ يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْ هَذِيلٍ
 مَا خَلَعُوهُ قَالَ فَأَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةٌ
 وَارْبَعُونَ رَجُلًا وَقَدِيمٌ رَجُلٌ مِنْهُمْ مِنَ
 الشَّامِ فَسَأَلُوهُ أَنْ يُقْسِمَ فَأَفْتَدَى يَمِينَهُ
 مِنْهُمْ بِالْفِ دِرْهَمٍ فَأَدْخَلُوا مَكَانَهُ رَجُلًا
 آخَرَ فَدَفَعَهُ إِلَى أَخِي الْمَقْتُولِ فَقَرِنَتْ يَدُهُ
 بِيَدِهِ قَالُوا فَانْطَلَقَا وَالْخَمْسُونَ الَّذِينَ
 أَقْسَمُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِنَخْلَةٍ أَخَذَتْهُمْ
 السَّمَاءُ فَدَخَلُوا فِي غَارٍ فِي الْجَبَلِ
 فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِينَ الَّذِينَ
 أَقْسَمُوا فَمَاتُوا جَمِيعًا وَأَفَلَتِ الْقُرَيْبَانِ
 وَاتَّبَعَهُمَا حَجْرٌ فَكَسَّرَ رَجُلٌ أُخِي
 الْمَقْتُولِ فَعَاشَ حَوْلًا ثُمَّ مَاتَ قُلْتُ وَقَدْ
 كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَقَادَ رَجُلًا
 بِالْقَسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَأَمَرَ
 بِالْخَمْسِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا فَمَحُوا مِنَ
 الدِّيَّانِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّامِ.

کرتا تھا ہمارے آگے نکلا سو اچانک ہم نے اس کو دیکھا کہ
 خون میں لوٹتا ہے تو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ
 کس پر تمہارا گمان ہے یا تمہارے گمان میں کس نے اس کو قتل
 کیا ہے سو انہوں نے کہا ہمارا گمان ہے کہ یہودیوں نے اسے
 قتل کیا ہے سو حضرت ﷺ نے یہود کو بلا بھیجا سو فرمایا کہ کیا تم
 نے اس کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا
 کیا تم راضی ہو یہودی پچاس قسموں سے کہ انہوں نے اس کو
 قتل نہیں کیا تو مقتول کے وارثوں نے کہا کہ وہ نہیں پرواہ
 کرتے کہ ہم سب کو مار ڈالیں پھر قسم کھائیں حضرت ﷺ
 نے فرمایا کہ کیا تم مستحق ہوتے ہو دیت کا اپنی پچاس قسموں
 سے انہوں نے کہا کہ ہم قسم نہیں کھائیں گے سو حضرت ﷺ
 نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی، میں نے کہا اور البتہ
 ہذیل کے قبیلے نے جاہلیت کے زمانے میں اپنے ایک ہم قسم
 سے قسم توڑی تھی سو ہجوم کیا اس نے رات کو یمن کے ایک گھر
 والوں پر چھپ کر یعنی تاکہ ان کی کوئی چیز چرائے تو گھر والوں
 میں سے ایک مرد نے اس کو اچک لیا اور تلوار سے اس کو مار
 ڈالا پھر ہذیل کا قبیلہ آیا سو انہوں نے یمانی کو پکڑا جس نے
 اس کو تلوار سے مارا تھا اور اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس موسم
 حج میں لے گئے سو انہوں نے کہا کہ اس نے ہمارے ساتھی کو
 قتل کیا ہے تو قاتل نے کہا کہ انہوں نے اس سے قسم توڑ ڈالی
 ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہذیل میں سے پچاس آدمی
 قسم کھائیں کہ انہوں نے اس سے قسم نہیں توڑی سو ان میں
 سے اسیالیس آدمیوں نے جھوٹی قسم کھائی اور ایک مرد ان میں
 سے شام سے آیا انہوں نے اس سے کہا کہ قسم کھا تو اس نے
 اپنی قسم کا بدلہ ہزار درہم دیا اور قسم نہ کھائی اور انہوں نے اس

کی جگہ اور مرد کو داخل کیا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مقتول کے بھائی کے حوالے کیا تو اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے جوڑا گیا سو ہم چلے اور وہ پچاس آدمی جنہوں نے قسم کھائی تھی یہاں تک کہ جب نخلہ (ایک جگہ کا نام ہے ایک دن مسافت پر مکے سے) میں تھے تو مینہ برسنے شروع ہوا سو وہ سب پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے سو اچانک گر پڑی غار اُن پچاس آدمیوں پر جنہوں نے جھوٹی قسم کھائی تھی سو سب مر گئے اور خلاص ہوئے دونوں قرین جن کے ہاتھ جوڑے گئے تھے یعنی بھائی مقتول کا اور جس نے پچاس کی گنتی پوری کی تھی سو دونوں کے پیچھے ایک پتھر لگا اور مقتول کے بھائی کا پاؤں توڑ ڈالا سو وہ ایک سال زندہ رہا پھر مر گیا اور البتہ عبدالملک بن مروان نے بدلہ لیا تھا ایک مرد سے قسامت میں پھر پچھتایا بعد اپنے کرتب کے سو حکم کیا ساتھ پچاس آدمیوں کے جنہوں نے قسم کھائی تھی سو ان کا نام دفتر سے کاٹا گیا اور ان کو شام کی طرف جلا وطن کیا۔

فائدہ: اور حاصل قصہ غار کا یہ ہے کہ قاتل نے دعویٰ کیا تھا کہ مقتول چور ہے اور اس کی قوم نے اس سے قسم توڑ ڈالی ہے تو اس کی قوم نے اس سے انکار کیا سو انہوں نے جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے اس سے قسم نہیں توڑی سو ہلاک کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ حث قسامت کے اور خلاص ہوا مظلوم تنہا اور ظاہر مراد ابو قلابہ کی استدلال کرنا ہے ساتھ قصے عربیوں کے واسطے اس چیز کے کہ دعویٰ کیا ہے اس کا اس کو حصر سے کہ حضرت ﷺ نے تین خصلتوں کے سوائے کسی کو کبھی قتل نہیں کیا سو اعتراض کیا گیا ساتھ قصے عربیوں کے اور قصد کیا معترض نے چوتھی قسم کے ثابت کرنے کا سو گمان کیا اس نے کہ عربیوں کے قصے میں حجت ہے بیچ جواز قتل اس شخص کے جو نہیں مذکور ہے حدیث مذکور میں اور تھا تمسک کرتا ساتھ اس کے ججاج ظالم اور عنیبہ اس کا دوست تھا سو رد کیا اس پر ابو قلابہ نے ساتھ اس کے جس کا حاصل یہ ہے کہ بے شک وہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مستوجب ہوئے قتل کے ساتھ اس سبب کے کہ انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور دین اسلام سے مرتد ہو گئے اور یہ ظاہر ہے اس میں کچھ خفا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استدلال کیا ہے اس نے اوپر ترک قصاص کے قسامت میں ساتھ قصے مقتول کے نزدیک یہود کے کہ اس میں قصاص کا ذکر نہیں

قسامت میں بلکہ اور نہ اصل قصے میں قصاص کے ساتھ تصریح ہے جو عمدہ ہے باب میں پس نہیں وارد کیا ابو قلابہ نے قصہ عربیوں کا واسطے استدلال کرنے کے ساتھ اس کے اوپر ترک قسامت کے بلکہ واسطے رد کرنے کے اس پر جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے واسطے قصاص کے قسامت میں اور بہر حال قصہ غار کا سوا اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ عادت جاری ہے ساتھ ہلاک ہونے اس شخص کے جو قسم کھائے قسامت میں بغیر حلم کے جیسا کہ واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس مقتول کے قصے میں جس کے سبب سے قسامت واقع ہوئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور اس میں ہے کہ ایک سال نہ گزرا کہ اڑتالیس آدمی مر گئے جنہوں نے قسم کھائی تھی اور یہ معلوم نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہذیل کے قصے میں کیا حکم کیا بدلہ لیا یا دیت کا حکم کیا اور نہیں ظاہر ہوئی میرے واسطے وجہ استدلال ابو قلابہ ساتھ اس کے کہ قتل نہیں مشروع ہے مگر ان تینوں میں واسطے رد کرنے قصاص کے قسامت میں باوجود اس کے کہ تو دمارنا جان کا ہے بدلے جان کے اور وہ داخل ہے ان تینوں قسم میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نزاع تو اس کے ثبوت کے طریق میں ہے۔ (فتح)

بَابٌ مِّنِ اطَّلَعِ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقْتُوا عَيْنَهُ
فَلَا دِيَّةَ لَهُ

جو کسی قوم کے گھر میں جھانکے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ
ڈالیں تو اس میں دیت نہیں

فائدہ: حدیث باب میں اس کی تصریح نہیں کہ اس کی دیت نہیں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے۔ (فتح)

۶۲۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ
بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ
حُجْرٍ فِي بَعْضِ حُجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمَشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصٍ
وَجَعَلَ يَحْتَلُهُ لِيَطْعَنَهُ.

۶۳۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض کونھریوں میں سوراخ سے جھانکا تو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف چوڑے پھل والا تیر لے کر اٹھے
اور اس کے ساتھ داؤ کرنے لگے کہ اس کو غافل پا کر زخمی
کریں۔

۶۲۹۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ
السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي حُجْرٍ
فِي بَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۳۹۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازے میں سوراخ سے
جھانکا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوہے کی کنگھی تھی اس سے
اپنے سر کو کھینچتے تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو
فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو مجھ کو دیکھتا ہے تو اس سے تیری

آنکھ پھوڑ ڈالتا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آنے کی اجازت مانگنا تو صرف نظر ہی کے سبب سے ٹھہرائی گئی ہے۔

مِدْرَى يَحْكُ بِهِ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَهُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَعْلَمُ
أَنَّكَ تَنْتَظِرُنِي لَطَعْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا
جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ.

فائدہ: یعنی شرع میں جو حکم ہے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگنے کا تو صرف اسی واسطے کہ آدمی کی نظر محرم پر نہ پڑے اور جب تو نے جھانکا تو اجازت مانگنے کا کیا فائدہ ہوا معلوم ہوا کہ بیگانے گھر میں جھانکنا سخت حرام ہے۔

۶۲۹۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ امْرَأً أَطَّلَعَ عَلَيْكَ بغيرِ
إِذْنٍ فَحَدَفْتَهُ بِعَصَاٍ فَفَقَاتَ عَيْنَهُ لَمْ يَكُنْ
عَلَيْكَ جُنَاحٌ.

۲۳۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر کوئی مرد تیرے گھر میں جھانکے
بغیر تیری اجازت کے پھر تو اس کو نکمری سے مارے سو تو اس
کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو تجھ پر کچھ گناہ نہ ہوگا یعنی کچھ حرج
نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو کسی قوم کے گھر میں جھانکے بغیر ان کی اجازت کے تو ان کے واسطے حلال ہے کہ
اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالیں اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو حمل کرتا ہے جناح کو اس جگہ گناہ پر اور مرتب کرتا ہے اس
پر وجوب دیت کو اس واسطے کہ نہیں لازم آتا اس کے دور ہونے سے دور ہونا دیت کا اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ثابت
کرنا حلت کا منع کرتا ہے ثبوت قصاص اور دیت کو اور بیہوشی وغیرہ میں اس سے صریح تر آچکا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ
جو کسی کے گھر میں جھانکے بغیر ان کی اجازت کے سو وہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں تو نہیں ہے دیت اور نہ قصاص اور وہ
رائیگاں ہے اور ان حدیثوں میں بہت فائدے ہیں بات رکھنا سر کے بالوں کا ہے اور تربیت ان کی اور رکھنا آلہ کا
جس کے ساتھ اپنی جان سے موذی جانوروں کو دفع کرے اور اس کے ساتھ کھجلی واسطے دفع کرنے میل کے اور اس
میں مشروع ہونا استیذان کا یعنی اجازت مانگنا اس سے جو بند دروازہ والے گھر کے اندر ہو اور منع ہے جھانکنا اس پر
سورخ کے اندر سے اور یہ کہ مشروع ہے کرنا کنگھی کا اور یہ کہ اجازت مانگنا نہیں خاص ہے ساتھ غیر محارم کے بلکہ
مشروع ہے اس پر جو ننگا ہوا اگرچہ ماں ہو یا بہن اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تیر مارنے اس شخص
کے جو جاسوسی کرے اور اگر خفیف سے نہ ہٹے تو جائز ہے ساتھ ثقیل کے اور یہ کہ اگر اس سے اس کا نفس یا بعض ہلاک
ہو تو وہ ہدر ہے اور مالکیہ کا مذہب قصاص ہے اور یہ کہ نہیں جائز ہے قصد کرنا عین اور نہ غیر اس کے کا اور انہوں نے

علت یہ بیان کی ہے کہ گناہ نہیں دفع ہوتا ہے گناہ سے اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ ماذون فیہ جب ثابت ہو اذن تو نہیں نام رکھا جاتا ہے گناہ اگرچہ ہے یہ فعل کہ اگر اس سبب سے مجرد ہو تو گناہ جاتا ہے گناہ اور اتفاق ہے سب کا اوپر دفع کرنے حملہ کرنے والے کے اگرچہ مدفوع کا نفس مارا جائے اور وہ بغیر سبب مذکور کے گناہ ہے پس یہ ملحق ہے ساتھ اس کے باوجود ثابت ہونے نص کے بیچ اس کے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ وارد ہوئی ہے بطور تغلیظ اور ڈرانے کے اور موافق ہوا ہے جمہور کو ان میں سے نافع اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اعتبار قدر اس چیز کے کہ پھینکی جائے ساتھ کنکری کے جو پھینکی جاتی ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے حدیث میں فخذ فتنہ سوا اگر اس کو پتھر مارے جو قتل کرے یا تیر مٹلا تو تعلق پکڑتا ہے ساتھ اس کے قیاس اور ایک وجہ میں نہیں ہے بدلہ مطلق اور اگر نہ دفع ہو مگر ساتھ اس کے تو جائز ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے وہ شخص کہ اس کے واسطے اس گھر میں عورت ہو یا محرم یا متاع سوارادہ کرے اطلاع کا اوپر اس کے سونع ہے کنکری مارنا اس کو واسطے شبہ کے اور بعض نے کہا کہ نہیں ہے اس میں کچھ فرق اور بعض نے کہا جائز ہے اگر نہ ہو گھر میں سوائے حریم اس کے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے مطلق اس واسطے کہ بعض حالات ایسے ہیں کہ مکروہ ہے اطلاع اوپر ان کے۔ (فتح)

باب ہے عاقلہ کے بیان میں

بَابُ الْعَاقِلَةِ

فائدہ: عاقلہ جمع ہے عاقل کی اور وہ دینے والا ہے دیت کا اور دیت کا نام عقل رکھا گیا اس واسطے کہ اونٹ باندھے جاتے تھے ولی مقتول کے صحن میں پھر بہت ہوئی استعمال یہاں تک کہ عقل دیت پر بولا گیا اور مرد کے عاقلہ اس کے قرابتی ہیں باپ کی طرف سے اور وہ عصبہ اس کے ہیں یعنی چچا اور بھتیجے وغیرہ اور اٹھانا عاقلہ کا دیت کو ثابت ہے ساتھ سنت کے اور اجماع ہے اہل علم کا اوپر اس کے اور وہ مخالف ہے واسطے ظاہر اس آیت کے ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ لیکن یہ حکم اٹھانے کا دیت کو مخصوص ہے اس کے عموم سے اس واسطے کہ اس میں مصلحت ہے اس واسطے کہ اگر قاتل پر دیت ڈالی جائے تو عنقریب ہے کہ آدمی اس کے تمام مال پر کہ پے در پے خطا ہونے سے اس کو امن نہیں اور اگر دیت نہ لی جائے تو البتہ رایگان ہو گا دم مقتول کا، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ راز اس میں یہ ہو کہ اگر صرف قاتل کو چٹی لگائی جائے یہاں تک کہ محتاج ہو جائے تو البتہ رجوع کرے گا امر طرف راہدار کے بعد محتاج ہونے کے سو پھرائی گئی اس کے عصبوں پر اس واسطے کہ ایک کے محتاج ہونے کا احتمال اکثر ہے احتمال محتاج ہونے جماعت کے سے اور اس واسطے کہ جب یہ اس سے مکرر ہوا تو ہو گا ڈرانا اس کا عود سے ایسے فعل کی طرف جماعت سے زیادہ تر باعث طرف قبول کی ڈرانے اس کے سے نفس اپنے کو اور علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے اور عاقلہ الرجل اس کا قبیلہ ہے سو پہلے پہل قریب تر شاخ سے شروع کیا جائے پھر اگر عاجز ہوں تو جوڑا جائے طرف ان کی جو قریب تر ہو طرف ان کی اور وہ آزاد بالغ مردوں پر ہے جو ان سے مال دار ہوں۔ (فتح)

۶۳۹۳۔ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز ہے جو قرآن میں نہیں اور ایک باریوں کہا جو لوگوں کے پاس نہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جان دار چیزوں کو پیدا کیا نہیں ہے ہمارے پاس کچھ مگر جو اس قرآن میں ہے مگر سمجھ اور بوجھ دیا گیا کوئی مرد اس کی کتاب میں اور جو اس کاغذ میں ہے میں نے کہا اور کیا ہے اس کاغذ میں کہا دیت کا بیان اور یہ کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کا فر کے۔

۶۳۹۴۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِمَّا كَيْسَ فِي الْقُرْآنِ وَقَالَ مَرَّةً مَا كَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَاللَّذِي فَلَقِيَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهَمَّا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَكَ الْإِسِيرُ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

فائدہ: جو قرآن میں نہیں یعنی جس کو تم نے حضرت رضی اللہ عنہ سے لکھا برابر ہے کہ اس کو یاد رکھا یا نہیں اور نہیں ہے مراد تعیم ہر مکتوب اور محفوظ کے واسطے کثرت مرویات علی رضی اللہ عنہ کی حضرت رضی اللہ عنہ سے جو اس کاغذ میں نہ تھے اور مراد وہ چیز ہے جو سمجھی جائے فتوے لفظ قرآن سے اور استدلال کیا جائے ساتھ اس کے باطن معانی اس کے سے اور مراد علی رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ جو ان کے نزدیک زائد ہے قرآن پر اس چیز سے ہے کہ لکھا گیا ہے اس سے صحیفہ مذکورہ اور جو استنباط کیا گیا ہے قرآن سے اور شاید علی رضی اللہ عنہ لکھتے تھے جو واقع ہوتا ان کے واسطے اس سے تا کہ نہ بھول جائیں برخلاف اس چیز کے کہ یاد رکھا اس کو حضرت رضی اللہ عنہ سے احکام سے اس واسطے کہ خبر گیری کرتے تھے اس کے ساتھ فعل کے اور فتوے دینے کے سونہ ڈرے اس پر بھول سے۔ (فتح)

عورت کے پیٹ کا بچہ یعنی کچا

بَابُ جَنِينِ الْمَرْأَةِ

فائدہ: جنین اس بچے کو کہتے ہیں جو عورت کے پیٹ میں ہو چھنے سے پہلے۔

۶۳۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں اور ایک نے دوسری کو پتھر مارا سو اس کے پیٹ کے بچے کو گرایا سو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس میں ایک بردے کا حکم کیا غلام یا لونڈی۔

۶۳۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هَذَيْلٍ رَمَتَا إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا بَعْرَةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ عورت مرگئی تو حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور یہ کہ دیت اس کے عصبوں پر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا اس اونٹ یا سو بکری دے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غرہ دے غلام ہو یا لونڈی یا گھوڑا یا خچر اور نقل کیا ہے ابن منذر نے طاؤس اور مجاہد اور عروہ سے کہ مراد غرہ سے غلام ہے یا لونڈی یا گھوڑا اور کہا اہل ظاہر نے کہ کفایت کرتی ہے وہ چیز کہ واقع ہو اس پر اسم غرہ کا اور غرہ دراصل کہتے ہیں اس سفیدی کو جو گھوڑے کی پیشانی میں ہوتی ہے اور حدیث میں آدی کے واسطے بھی استعمال کی گئی ہے اور غرہ بولا جاتا ہے نفیس چیز پر آدی ہو یا کچھ اور چیز ہو مرد ہو یا عورت اور کہا مالک رضی اللہ عنہ نے کہ کالا لونڈی غلام جنین کی دیت میں کافی نہیں یعنی بلکہ گورے رنگ کا ہے اس واسطے کہ اگر غرہ میں معنی زائد نہ ہوتے تو اس کو ذکر نہ کرتے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے اور تمام فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کالا غلام نکالے تو بھی جائز ہے اور جواب دیا ہے انہوں نے ساتھ اس وجہ کہ مراد معنی زائد سے یہ ہیں کہ نفیس اور قیمتی ہو اسی واسطے تفسیر کیا ہے اس کو لونڈی یا غلام سے اس واسطے کہ آدی سب جاندار چیزوں سے اشرف ہے بنا بر اس کے جمہور کے قول پر کم تر وہ چیز جو کافی ہے غلام یا لونڈی سے وہ چیز ہے جو سالم ہو عیبوں سے کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ ان کے پھیر دینا بیچ میں اس واسطے کہ عیب دار چیز نہیں ہے خیار سے یعنی بہتر یعنی راجح یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے غلام اگر چہ پینچے ساٹھ برس کی عمر کو یا زیادہ کو جب تک کہ نہ پینچے طرف عدم استقلال کے ساتھ بڑھاپے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ واجب ہونے قصاص کے جب کہ بھاری چیز سے قتل کرے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس میں قصاص کا حکم نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے ساتھ دیت کے اور جو قتل بالمثقل میں قصاص کا قائل ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ جو بخیے کی مختلف ہوتی ہے کبھی بڑی ہوتی ہے کبھی چھوٹی اور بعض غالباً قتل کر ڈالتی ہیں اور بعض غالباً قتل نہیں کرتی اور مطرد ہونا مماثلت کا قصاص میں تو صرف اس وقت مشروع ہے جب کہ واقع ہو قتل ساتھ اس چیز کے کہ غالباً قتل کر ڈالے اور اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس میں قصاص کو تو صرف اس واسطے واجب نہیں کیا کہ ایسی چیز میں قصد قتل کا نہیں ہوتا اور شرط قصاص کی عمد اور قصد ہے اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شبہ عمد ہے پس نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے قتل بالمثقل کے اور عکس اس کے کی۔ (بیچ)

۶۳۹۶۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ طلب کیا بیچ حکم اس عورت کے جس کے پیٹ میں مارا جائے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے سو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ہے اس میں حضرت ﷺ

۶۳۹۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ

نے ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی سو گواہی دی محمد بن مسلمہ نے کہ حضرت ﷺ نے اس کی موجودگی میں اس کے ساتھ حکم کیا ہے۔

الْمُعِيرَةُ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُرَّةِ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ. فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِهِ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا جو تیرے ساتھ گواہی دے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے اس کی گواہی دی۔ (فتح)

۶۳۹۷۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے قسم کے ساتھ پوچھا کہ کون ہے؟ جس نے سنا ہو کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا کچے بچے میں جو عورت کے پیٹ سے گرے تو کہا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے سنا حضرت رضی اللہ عنہ سے حکم کیا اس میں ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا جو گواہی دے ساتھ تیرے اوپر اس کے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں حضرت رضی اللہ عنہ پر ساتھ ایسے حکم کے۔

۶۳۹۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي السَّقَطِ فَقَالَ الْمُعِيرَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ قَضَى فِيهِ بَعْرَةَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ. قَالَ أَنْتِ مَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ عَلَيَّ هَذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هَذَا.

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ لیا اُن سے بچ حکم اس عورت کے کہ کوئی اس کو مارے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے مثل اس کی۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُعِيرَةَ بِنْتُ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ مِثْلَهُ.

فائدہ: کہا ابن دیق العید نے کہ یہ حدیث اصل ہے سچ ثابت کرنے دیت عورت کے پیٹ کے بچے کے اور یہ کہ واجب اس میں ایک بردہ ہے غلام ہو یا لونڈی اور یہ اس وقت ہے جب کہ اس کے پیٹ سے بچہ مرا ہو اگر بسبب مار کے اور تصرف کیا ہے فقہاء نے ساتھ قصد کرنے کے بردے کی عمر میں اور یہ حدیث کے مقتضی سے نہیں ہے اور مشورہ طلب کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا اصل ہے بچ سوال امام کے حکم سے جب کہ اس کو معلوم نہ ہو یا اس کو شک ہو یا ثبوت کا ارادہ ہو اور اس میں ہے کہ بعض خاص واقعی اکابر پر پوشیدہ رہتے ہیں اور جانتے ہیں ان کو جو ان سے کم ہوں اور اس میں رد ہے مقلد پر جب کہ استدلال کیا جائے اس پر ساتھ اس حدیث کے جو اس کے مخالف ہو اور

جواب دے کہ اگر یہ صحیح ہوتی تو مثلاً میرا امام اس کو جانتا اس واسطے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے شخص سے اس کا پوشیدہ رہنا جائز ہے تو پھر اس سے پیچھے ہے اس سے پوشیدہ رہنا اس کا زیادہ تر جائز ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ اس پر گواہ لا اس شخص نے جو دیکھتا ہے اعتبار عدد کو روایت میں اور شرط کرتا ہے کہ نہیں قبول ہے روایت میں کم تر دو سے جیسا کہ اکثر گواہیوں میں ہے اور یہ استدلال ضعیف ہے جیسا کہ کہا ابن دقیق العید نے کہ اس واسطے کہ بے شک ثابت ہو چکا ہے قبول کرنا ایک کی خبر کا چند جگہوں میں اور طلب کرنا عدد کا خاص جزئی صورت میں نہیں دلالت کرتا ہے اوپر معتبر ہونے اس کے ہر واقعہ میں واسطے جواز مانع خاص کے اس صورت میں باوجود سبب کے جو تقاضا کرے ثابت کرنے کو اور زیادتی استظہار کو خاص کر جب کہ قائم ہو قرینہ اور البتہ تصریح کی عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ ارادہ کیا ہے اس نے زیادہ ثبوت کا اور یہ جو کہا املاص المراءۃ تو یہ صریح تر ہے اس میں کہ ضرور ہے منفصل ہونا بچے کا مردہ اور البتہ شرط کی ہے فقہاء نے بیچ واجب ہونے بردے کے جدا ہونا بچے کا پیٹ سے مر کر بسبب مار کے اور اگر جدا ہو زندہ پھر مر جائے تو واجب ہے اس میں قصاص یا دیت پوری اور اگر اس کی ماں مر گئی اور وہ جدا نہ ہو تو نہیں واجب ہے اس پر کوئی چیز نزدیک شافیہ کے واسطے نہ ہونے یقین و وجود بچے کے کہ ہے یا نہیں اور بنا بر اس کے کیا معتبر نفس انفصال ہے یا تحقق حصول بچے کا پیٹ میں اس میں دو قول ہیں اور ظاہر ہوتا ہے اثر اس کا جب کہ اس کا پیٹ حیرا جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ نظر آئے اور اس وقت جب کہ مثلاً بچے کا سر نکلے بعد مار کے اور ماں مر جائے اور وہ جدا نہ ہو اور ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فالقت غلاما قد نبت شعرہ یعنی اس نے لڑکا ڈالا جس کے بال اُگے تھے سو یہ حدیث صریح ہے بیچ انفصال کے یعنی لڑکا اس کے پیٹ سے باہر گر پڑا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ لڑکے آزاد عورت کے اس واسطے کہ یہ قصہ اس کے حق میں وارد ہوا ہے اور البتہ تصریح کیا ہے اس میں فقہاء نے سو کہا شافیہ نے کہ واجب بیچ بچے لوٹنی کے دسواں حصہ ہے اس کی ماں کی قیمت کا جیسا کہ آزاد عورت کے بچے میں دسواں حصہ ہے اس کی ماں کی دیت کا اور اس پر کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ اس کے جس پر اسلام کے ساتھ حکم کیا جائے یعنی مسلمان کہا جائے اور نہیں تعرض کیا واسطے اس بچے کہ جو یہودی ہو یا نصرانی اور یہ کہ قتل مذکور نہیں جاری ہے بجائے عمد کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر ذم تک بندی کی کلام میں اور محل مکروہ ہونے کا وہ ہے جو ظاہر تکلف ہو یا ہو ساتھ انجام کے لیکن جب کہ ہو بیچ باطل کرنے حق کے یا حق کرنے باطل کے اور بہر حال اگر ہو ساتھ انجام کے اور وہ حق باب میں ہو یا مباح میں تو اس میں کراہت نہیں ہے بلکہ کبھی مستحب ہوتا ہے جیسا کہ ہو اس میں اذعان مخالف کا واسطے فرمانبرداری کے اور جو بعض اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا ہے تو وہ اتفاق سے واقع ہوا ہے واسطے بڑے ہونے بلاغت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ قصداً۔ (فتح)

عورت کے پیٹ کا بچہ اور یہ کہ اس کی دیت والد پر ہے اور والد کے عصموں پر نہ ولد پر

بَابُ جَنِينِ الْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةَ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَالِدِ

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ ہے کہ قتل کی گئی عورت کی دیت قتل کرنے والی عورت کے والد پر ہے اور اس کے عصموں پر، میں کہتا ہوں اور قاتلہ کا باپ اور اس کے باپ کے عصبے اس عورت قاتلہ کے عصبے ہیں سو یہ مطابق ہے باب کی پہلی حدیث کے لفظ کو اور یہ کہ دیت اس عورت کے عصبات پر ہے اور نیز بیان کیا ہے اس کو دوسری حدیث کے لفظ نے کہ حکم کیا کہ اس کی دیت اس کے عاقلہ پر ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو ساتھ لفظ والد کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے قصے کے بعض طریقوں میں اور یہ جو کہا نہ ولد پر تو مراد یہ ہے کہ لڑکا عورت کا جب کہ نہ ہو اس کے عصموں سے تو نہیں ہے اس پر دیت اس کی اس واسطے کہ دیت تو عصموں پر ہے سوائے ذوی الارحام کے اور اسی واسطے نہیں دیت لی جاتی ہے اُن بھائیوں سے جو ماں کی طرف سے ہوں اور حدیث اس کو چاہتی ہے کہ جو عورت کا وارث ہوتا ہے اس پر اس کی دیت نہیں آتی اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ (فتح)

۶۳۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک عورت کے پیٹ کے بچے میں جو قوم بنی لحيان سے تھی ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی پھر جس عورت پر ایک بردے کا حکم کیا تھا وہ مر گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور یہ کہ دیت اس کے عصموں پر ہے۔

۶۳۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحِيَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تَوَقَّيْتُ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا.

فائدہ: اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس عورت کے باپ نے کہا کہ اس عورت کے بیٹے اس کی دیت دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی دیت اس کے عصموں پر ہے۔

۶۳۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں سو ایک نے دوسرے کو پتھر مارا سو قتل کیا اس کو اور اس کے پیٹ کے بچے کو سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتی آئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اس کے پیٹ

۶۳۹۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

کے بچے کی دیت ایک بردہ ہے غلام ہو یا لونڈی اور حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ اس کی دیت عصوں پر ہے۔

أَقْتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ
إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي
بَطْنِهَا فَاحْتَضَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَضَى أَنْ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةَ عَبْدٍ أَوْ
وَلِيدَةٍ وَقَضَى أَنْ دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا.
بَابُ مَنْ اسْتَعَارَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا

جو عاریت لے غلام یا لڑکا

فائدہ: اور مناسبت اس باب کی کتاب سے یہ ہے کہ اگر ہلاک ہو جائے تو واجب ہے اس میں قیمت غلام کی یا دیت آزادی۔ (فتح)

اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے معلم کتاب کو کہلا بھیجا کہ لڑکوں کو میرے پاس بھیج کہ صوف یعنی ان کو ڈھنیں اور نہ بھیج میری طرف کسی آزاد کو۔

وَيُذَكَّرُ أَنْ أُمَّ سَلَمَةَ بَعَثَتْ إِلَى مُعَلِّمِ
الْكِتَابِ ابْعَثْ إِلَيَّ غُلَمَانًا يَنْفُسُونَ
صُوفًا وَلَا تَبْعَثْ إِلَيَّ حُرًّا

۶۴۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے یعنی ہجرت کر کے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا سو کہا یا حضرت! بے شک انس رضی اللہ عنہ دانا لڑکا ہے سو چاہیے کہ آپ کی خدمت کیا کرے؟ کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت ﷺ کی خدمت کی حضر میں اور سفر میں سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہیں کہا مجھ سے حضرت ﷺ نے کسی چیز کے واسطے جو میں نے کی کہ تو نے یہ اس طرح کیوں کی اور نہ کسی چیز کے واسطے جو میں نے نہ کی کہ تو نے یہ اس طرح نہ کی۔

۶۴۰۰۔ حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ زُرَّارَةَ أَخْبَرَنَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ
أَنْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِي
فَانطَلَقَ بِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُنْسًا غُلَامٌ
كَيْسٌ فَلْيَخْدُمَكَ قَالَ فَخَدَمْتُهُ فِي الْحَضَرِ
وَالسَّفَرِ فَوَاللَّهِ مَا قَالَ لِي لَيْشِيءٌ صَنَعْتُهُ لِمَ
صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا وَلَا لَيْشِيءٌ لَمْ أَصْنَعْهُ
لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا.

فائدہ: کہا ابن بطلال نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آزادی کی شرط کی اس واسطے کہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ جو نابالغ آزاد سے یا غلام سے بغیر اجازت اس کے مالک کے مدد لے کسی کام میں اور وہ دونوں اس کام سے ہلاک ہو جائیں تو وہ ضامن ہے غلام کی قیمت کا اور بہر حال دیت آزادی کی سو وہ اس کے عصوں پر ہے اور اس فرق میں نظر ہے اور بعض نے کہا کہ یہ فعل محمول ہے اس پر کہ وہ سب کی ماں ہیں بنا براس کے پس نہیں فرق ہے درمیان

آزاد اور غلام کے اور کہا کر مانی نے شاید غرض ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کے منع کرنے سے اکرام ہے آزاد کا اور پہنچانا عوض کا اس واسطے کہ وہ بر تقدیر ہلاک ہونے اس کے اس عمل میں نہیں ضامن ہوتے ہیں اس کو برخلاف غلام کے کہ اس کا بدلہ اس پر ہے اگر ہلاک ہو اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے خدمت لینا آزاد آدمی سے اور ہمسایوں کی اولاد سے جس میں بڑی مشقت نہ ہو اور نہ اس سے تال کا خوف ہو اور مناسبت اثر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی انس رضی اللہ عنہا کے قصے سے یہ ہے کہ دونوں میں خدمت لینا ہے چھوٹے لڑکے سے اس کے ولی کی اجازت سے اور وہ جاری ہے اوپر عرف کے جائز ہے بیچ اس کے اور خاص کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے غلاموں کو اس واسطے کہ عرف جاری ہے اوپر راضی ہونے مالکوں کے ساتھ خدمت لینے کے ان کے غلاموں سے بلکہ کام میں جس میں مشقت نہ ہو برخلاف آزادوں کے کہ نہیں جاری عادت ساتھ تصرف کرنے کے تو ان کے ساتھ خدمت کے جیسا کہ تصرف کیا جاتا ہے غلاموں میں اور بہر حال قصہ انس رضی اللہ عنہ کا سو وہ یہ ہے کہ وہ ماں کی پرورش میں تھا سو اس کی ماں یعنی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مصلحت دیکھی کہ انس رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کیا کرے اس واسطے کہ اس میں دنیا اور آخرت دونوں کا نفع ہے اور اس کا خاوند بھی اس کے ساتھ تھا سر کبھی حاضر کرنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کیا گیا اور کبھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف اور کہا کر مانی نے کہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ خدمت مستلزم ہے اعانت کو۔ (فتح)

کان کا بدلہ نہیں اور کنوئیں کا بدلہ نہیں

بَابُ الْمَعْدِنِ جُبَّارٍ وَالْبَيْرِ جُبَّارٍ

۶۴۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جانور کے زخم کا بدلہ نہیں یعنی اگر کسی کا جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اس کے مالک میر جرماندہ نہیں اور اگر مزدور کنواں کھودنے میں مر جائے تو بدلہ نہیں اور اسی طرح اگر مزدور کان کھودنے میں مر جائے تو بدلہ نہیں یعنی کھودانے والے پر کچھ عوض اور جرمانہ نہیں اور دفن شدہ خزانے کے پانے میں پانچواں حصہ ہے بیت المال کا۔

۶۴۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَيِّدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جَوْحَهَا جُبَّارٌ وَالْبَيْرُ جُبَّارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَّارٌ وَفِي الرَّسْمِ الْخُمْسُ.

فائدہ: مراد جانور سے وہ جانور ہے جو اپنے مالک سے چھوٹ جائے سو جو اس حالت میں نقصان کرے اس کا جرم اس کے مالک پر نہیں اور مر کنوئیں سے قدیمی کنواں ہے جس کا کوئی مالک معلوم نہ ہو کہ اگر کوئی آدمی یا جانور اس میں گر کر مر جائے تو کسی پر کچھ چیز نہیں اور اسی طرح اگر کنواں کھودے اپنے ملک میں یا بے آباد زمین میں اور اس میں کوئی آدمی وغیرہ گر کر مر جائے تو اس پر کچھ بدلہ نہیں جب کہ وہ اس کا سبب نہ ہو اور اسی طرح اگر کسی کو کنواں کھودنے کے واسطے یا کان کھودنے کے واسطے مزدور رکھے اور کنواں یا کان پھٹ پڑے اور مزدور دب کر مر جائے تو

کھدوانے والے پر کچھ بدلہ اور جرمانہ نہیں اور جو مسلمانوں کے راہ میں یا غیر کے ملک میں کنواں کھودے اور اس میں کوئی گر کر مر جائے تو واجب ہے بدلہ اس کا کھدوانے والے کے عصیوں پر اور کفارہ اس کے مال میں اور اگر آدمی کے سوائے کوئی اور چیز اس میں مر جائے تو واجب ہے بدلہ اس کا کھدوانے والے کے مال میں اور ملحق ہے ساتھ کنوئیں کے ہر گڑھا بنا بر تفصیل مذکور کے اور مراد زخم سے ہر چیز ہے جو تلف ہو خاص زخم بنی مراد نہیں بلکہ شامل ہے حکم ہر تلف اور نقصان کونفس میں ہو یا مال میں مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ کنواں کھدوانے والا ضامن ہے مطلق واسطے قیاس کرنے کے اس پر جو چوپائے پر سوار ہو اور نہیں جائز ہے اقتباس کرنا ساتھ نص کے اور اسی طرح اگر مزدور رکھے کسی کو کھجور پر چڑھنے کے واسطے اور وہ کھجور سے گر کر مر جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ چڑھانے والے پر کچھ بدلہ اور جرمانہ نہیں۔ (فتح)

جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں

بَابُ الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ

فائدہ: اس کے واسطے جدا باب باندھا ہے اس واسطے کہ اس میں وہ تفریبات ہیں جو زیادہ ہیں کنوئیں اور کان پر۔ (فتح)

اور کہا ابن سیرین نے کہ نہ بدلہ لیتے تھے لوگ چوپائے کے لات مارنے سے یعنی اگر چوپایہ کسی کولات مارے تو اس کے مالک پر اس کا تاوان نہیں اور بدلہ لیتے تھے لگام کے پھیرنے سے یعنی اگر آدمی چوپائے پر سوار ہو اور اس کی لگام کو مروڑے اور وہ اپنے پاؤں سے کوئی چیز تلف کر ڈالے تو لازم ہے اس پر بدلہ اور جرمانہ اس کا۔

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ كَانُوا لَا يُضْمِنُونَ مِنَ
النَّفْحَةِ وَيُضْمِنُونَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ

فائدہ: اور اگر وہ بغیر اس کے چھڑنے کے کسی چیز کو تلف کرے تو اس پر کچھ بدلہ نہیں۔ (فتح)

اور کہا حماد نے کہ نہیں بدلہ ہے اس پر لات مارنے سے مگر یہ کہ کوئی آدمی چوپائے کو چوکے اور چھیزے ٹکڑی وغیرہ سے۔

وَقَالَ حَمَادٌ لَا تُضْمَنُ النَّفْحَةُ إِلَّا أَنْ
يُنْحَسَ إِنْسَانُ الدَّابَّةِ

اور کہا شریح نے نہیں جرمانہ ہے مالک پر چوپائے کے دہلتی مارنے کا یعنی کوئی شخص چوپائے کو مارے اور چوپایہ اس کو دہلتی مارے۔

وَقَالَ شَرِيحٌ لَا تُضْمَنُ مَا عَاقَبَتْ أَنْ
يُضْرَبَ مَا تَضْرِبُ بِرَجُلَيْهَا.

اور حکم اور حماد نے کہا کہ جب ہانکے کرایہ کرے وہ والا

وَقَالَ الْحَكَمُ وَحَمَادٌ إِذَا سَاقَ

گدھے کو جس پر عورت سوار ہو اور عورت گر پڑے تو اس پر کچھ چیز نہیں یعنی اس پر بدلہ اور جرمانہ نہیں۔ اور کہا شعبی نے جب چوپائے کو ہانکے سو اس کو مشقت میں ڈالے یعنی اور وہ تنگ ہو کر کسی آدمی کو تلف کرے تو وہ ضامن ہے یعنی واجب ہے اس پر تاوان اس کا جو اس نے تلف کیا اور اگر اس کے پیچھے آرام سے معمولی چال سے چلتا ہو تو اس پر تاوان نہیں۔

المَكَارِي حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَتَحِرُّ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ.
وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا سَاقَ ذَابَّةً فَاتَّعَبَهَا فَهِيَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَتْ وَإِنْ كَانَ خَلْفَهَا مَتْرَسًا لَمْ يَضْمَنْ.

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ فرق کیا ہے حنفیہ نے اس چیز میں کہ تلف کرے چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤں سے سو کہا انہوں نے کہ اگر چوپایہ اپنے ہاتھ اور منہ سے کوئی چیز تلف کرے تو اس کا بدلہ واجب ہے اور اگر اپنے پاؤں اور دم سے کوئی چیز تلف کرے تو اس کا بدلہ نہیں سو بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ قول ان کا مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو کوفی کے اماموں سے جو اس کے مخالف ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ان کے واسطے ساتھ اس کے کہ نہیں ممکن نگہبانی پاؤں اور دم کی برخلاف ہاتھ اور منہ کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ روایت سفیان بن حسین کے الرجل جبار یعنی پاؤں کا بدلہ نہیں اور کہا حفاظ نے کہ یہ روایت غلط ہے اور اگر صحیح ہو تو ہاتھ بھی معاف ہے ساتھ قیاس کے پاؤں پر اور ہر ایک دونوں سے مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ اس کے ساتھ والے کے واسطے چھیڑنا نہ ہو اور نہ سبب ہونا اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ حدیث الرجل جبار مختصر ہے اس حدیث سے العجماء جبار اس واسطے کہ وہ ایک فرد ہے عجماء کے فرد سے اور وہ لوگ نہیں قائل ہیں ساتھ تخصیص عموم کے مفہوم سے سو نہیں ہے حجت ان کے واسطے بیچ اس کے اور کہا بیہقی نے کہ یہ زیادتی وہم ہے اور نزدیک حنفیہ کے خلاف ہے سو کہا اکثر نے کہ نہیں ضامن ہے سوار اور کھینچنے والا آگے سے پاؤں اور دم میں مگر یہ کہ اس کو راہ میں کھڑا کرے اور بہر حال ہانکنے والا پیچھے سے سو بعض نے کہا کہ ضامن ہے اس کا جو تلف کرے اپنے ہاتھ اور پاؤں سے اس واسطے کہ لات مارنا اس کے سامنے ہے سو ممکن ہے احتراز اس سے اور راجح نزدیک ان کے یہ ہے کہ وہ لات مارنے سے ضامن نہیں اگرچہ اس کو دیکھتا ہو اس واسطے کہ نہیں اس کے پاؤں پر وہ چیز جس سے اس کو منع کرے سو نہیں ممکن ہے چنانچہ اس سے برخلاف منہ کے کہ منع کرتا ہے اس کو لگام سے۔ (فتح)

۶۴۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۶۴۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ چوپائے کی دیت معاف ہے یعنی اس کے تلف کا بدلہ نہیں اور جو تلف کرے اس کی دیت اور چینی نہیں اور اگر

العجماء عَقْلَهَا جُبَارٌ وَالْبُرُّ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ.

مزدور کنواں کھودنے میں مر جائے تو کھودانے والے پر بدلہ نہیں اور اگر مزدور کان کھودنے میں مر جائے تو کھودانے والے پر بدلہ نہیں اور ذن شدہ مال میں پانچواں حصہ بیت

المال کا ہے۔ www.KitaboSunnat.com

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جانور کے زخم کا بدلہ نہیں تو ذکر جرح کا نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے تلف کرنا اس کا ہے جس وجہ سے کہ ہو برابر ہے کہ زخم سے ہو یا کسی اور وجہ سے اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اطلاق اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ نہیں بدلہ ہے اس کا جو چوپایہ تلف اور نقصان کرے برابر ہے کہ تنہا ہو یا اس کے ساتھ کوئی ہو اور برابر ہے کہ اس پر سوار ہو یا ہانکنے والا یا کھینچنے والا اور یہ قول ظاہر یہ کا ہے لیکن اگر اس کو چھیڑے یا لگام مروڑے یا اور کسی طرح سے اس کو باعث ہو اور بھڑکائے اور وہ اس کو تلف کر ڈالے تو اس پر بدلہ ہے اور کہا شافعیہ نے کہ اگر چوپائے کے ساتھ کوئی آدمی ہو تو واجب ہے اس پر جرمانہ جو تلف کرے چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤں سے مطلق ہر صورت میں اور ہر حال میں اور حکایت کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے جمہور سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں فرق ہے بیچ تلف کرنے چوپائے کے کھیتی وغیرہ کو رات میں اور دن میں اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور کہا جمہور نے کہ اگر دن میں کھیتی وغیرہ کو تلف کرے تو بدلہ نہیں اور اگر رات کو اس کے قصور سے چھوٹ جائے اور کسی کا کچھ نقصان کرے تو وہ اس کا ضامن ہے اس واسطے کہ ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کا جانور رات کو کسی کا نقصان کرے تو واجب ہے بدلہ اس کا چوپائے کے مالک پر اور واجب ہے باغ والوں پر نگہبانی ان کی دن کو اور مویشی والوں پر نگہبانی ان کی رات کو اور اشارہ کیا ہے طحاوی نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ حدیث باب کے اور تعقب کیا ہے اس کا علماء نے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا باوجود نہ معلوم ہونے تاریخ کے بلکہ حدیث باب کی عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے یعنی ایک حال میں جانور کے تلف کا بدلہ نہیں اور ایک حال میں ہے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمٍ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ

جو عہد و پیمان والے کافر کو مار ڈالے بغیر قصور کے

اس کا گناہ

فائدہ: یہ قید اگرچہ حدیث میں مذکور نہیں لیکن معلوم ہے شرع کے قاعدے سے اور ذمی منسوب ہے طرف ذمہ کے اور ذمہ کے معنی ہیں عہد و پیمان۔

۶۴۰۳۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَّاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
۶۴۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قول و قرار والی جان کو مار ڈالے
گا وہ بہشت کی بونہ سونگھے گا اور بے شک بہشت کی خوشبو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا.

چالیس برس کی ماہ سے معلوم ہوتی ہے۔

فائدہ: معاہد اور ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو مطیع اہل اسلام ہو اور امام نے اس کو پناہ دی ہو اور مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جس سے مسلمانوں نے عہد و پیمان کیا ہو برابر ہے کہ عقد جزیہ پر ہو یا صلح پر بادشاہ سے یا کسی مسلمان نے اس کو امان اور پناہ دی ہو اور یہ جو کہا کہ بہشت کی خوشبو نہ پائے گا تو مراد ساتھ اس نفی کے اگرچہ عام ہے لیکن مراد اس سے تخصیص کرنا ہے ساتھ کسی وقت خاص کے یعنی ایک وقت خاص میں وہ بہشت کی بوند پائے گا اس واسطے کہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جو مر جائے مسلمان کی حالت میں یعنی با ایمان مر جائے اگرچہ کبیرے گناہوں والوں میں سے ہو تو اس کو مسلمان کہا جاتا ہے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا بلکہ انجام اس کا بہشت ہے آخر میں بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ اس کو اس سے پہلے عذاب کیا جائے اور یہ جو فرمایا کہ چالیس برس کی راہ سے تو ایک روایت میں ہے کہ ستر سال کی راہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ سو برس کی راہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ ہزار برس کی راہ سے تو کہا کرمانی نے کہ مقصود مبالغہ کرنا ہے کثرت میں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے بیچ تطبیق کے یہ ہے کہ کہا جائے کہ چالیس سال اکثر زمانہ ہے جو پائے گا ساتھ اس کے خوشبو بہشت کی وہ شخص جو موقف میں ہے اور ستر سال اس سے زیادہ ہے یا ذکر کیا گیا ہے واسطے مبالغہ کے اور پانچ سو پچھ ہزار سال اکثر ہے اس سے اور مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور اعمال کے سو جو پائے گا اس کو دور مسافت سے وہ افضل ہے اس سے جو پائے گا اس کو قریب مسافت سے اس واسطے کہ جو اس کو دور سے پائے گا اس کا ادراک زیادہ ہوگا اس سے جو اس کو قریب سے پائے گا اور اس کی قوت سونگھنے کی نہایت تیز ہوگی پس یہ مختلف ہے باعتبار اختلاف مراتب اور درجات کے اور کہا ابن عربی نے کہ بہشت کی خوشبو نہیں پائی جاتی ہے طبیعت سے اور نہ عادت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پائی جاتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ ادراک اس کے سے سو جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا کبھی تو وہ اس کو ستر برس کی راہ سے پائے گا اور کبھی پانچ سو برس کی راہ سے اور استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ مسلمان جب معاہد اور ذمی کافر کو مار ڈالے تو اس کو ان کے بدلے قتل نہ کیا جائے اس واسطے کہ حدیث میں صرف آخری سزا کو ذکر کیا ہے دنیاوی سزا کو ذکر نہیں کیا۔ (فتح)

بَابُ لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں لازم آتا ہے وعید شدید سے اور قتل کرنے ذمی کے جو اس سے پہلے باب میں مذکور ہے یہ کہ ہر مسلمان کو اس کے بدلے اور قصاص میں مارا جائے جب کہ قتل کرے اس کو مسلمان

جان بوجھ کے اور یا اشارہ ہے اس طرف کہ جب کہ نہیں قتل کیا جاتا ہے مسلمان کو بدلے کافر کے تو نہیں جائز ہے اس کے واسطے قتل کرنا ہر کافر کا بلکہ حرام ہے اس پر قتل کرنا ذمی اور معاہدہ کا بغیر استحقاق کے۔ (بخاری)

۶۴۰۴۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز ہے جو قرآن میں نہیں کہا کہ بیان دیت کا اور چھوڑنا قیدی کا اور یہ کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے۔

۶۴۰۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيِّ ح حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهَمَا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَكَ الْإِسِيرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے تو لیا ہے اس کو جمہور نے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے مارنا جائز نہیں مگر یہ کہ لازم آتا ہے مالک رضی اللہ عنہ کے قول سے رہن میں اور جو اس کے معنی میں ہے کہ جب قتل کرے کسی سے چھپ کر یہ کہ قتل کیا جائے اگرچہ مقتول ذمی ہو مستثنیٰ ہونا اس صورت کا عموم منع قتل مسلم کے سے بدلے کافر کے اور نہیں مستثنیٰ ہے حقیقت میں اس واسطے کہ اس میں معنی ہیں اور وہ فساد ہے زمین میں اور مخالفت کی حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے ذمی کافر کے جب کہ قتل کرے اس کو ناحق اور نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے مستامن کے یعنی جو بادشاہ اسلام سے امان لے کر دارالاسلام میں تجارت وغیرہ کے واسطے آئے اور عشر دینا قبول کرے اور شععی اور نخعی سے روایت کیا ہے کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے یہودی اور نصرانی کے سوائے مجوسی کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ مراد کافر سے اس حدیث میں وہ کافر ہے جو حربی ہو اس واسطے کہ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے ولا ذو عہد فی عہدہ پس تقدیر کلام کی یہ ہے کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو اور نہ عہد والے کو بدلے کافر کے اس واسطے کہ یہ عطف خاص کا ہے عام پر پس یہ تقاضا کرتا ہے اس کی تخصیص کو اس واسطے

کہ جس کافر کے بدلے عہد والے کو قتل کیا جاتا ہے وہ حربی ہے نہ مساوی اس کا اور نہ اعلیٰ پس نہ باقی رہے گا جو قتل کیا جائے بدلے عہد والے کے مگر حربی پس واجب ہے کہ جس کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جاتا وہ حربی ہوتا کہ عطف معطوف برابر ہو جائے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حدیث کل طریقوں سے ضعیف ہے اور نیز اصل عدم تقدیر ہے اور کلام مستقیم ہے بغیر اس کے جب کہ جملہ کو مستانفہ ٹھہرایا جائے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حدیث صحیح میں صرف پہلے جملے کو ذکر کیا ہے اور بر تقدیر تسلیم عطف کے پس مشارکت اصل نفی میں ہے نہ ہر وجہ سے اور کہا سمانی نے کہ نہیں صحیح ہے حمل کرنا اس کا مستامن پر اس واسطے کہ عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل تخصیص پر اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے قصاص میں اور نہ قتل کیا جائے عہد والے کو جب تک کہ اس کا عہد باقی ہو اور کہا کہ جب حضرت ﷺ نے ان کو معلوم کروایا کہ ان کے اور کافروں کے درمیان قصاص نہیں تو ان کو معلوم کروایا کہ اہل ذمہ اور عہد والوں کے خون ان پر حرام ہیں ناحق سو فرمایا کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے اور نہ عہد والے کو اس کے عہد میں اور نیز حجت پکڑی ہے حنفیہ نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت ﷺ نے قتل کیا مسلمان کو بدلے کافر کے کہا دار قطنی نے کہ اس کا راوی ابراہیم ضعیف ہے اور کہا بیہقی نے کہ اس کے راوی نے اس میں خطا کی ہے پس نہیں حجت پکڑی جائے گی ساتھ اس چیز کے جس کے ساتھ منفرد ہو چہ جائیکہ مرسل ہو اور چہ جائیکہ مخالف ہو اور بر تقدیر تسلیم منسوخ ہے اس واسطے کہ حدیث باب کی لا یقتل مسلم بکافر فتح مکہ کے دن کی ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُودِيًّا عِنْدَ
الغضب رواه أبو هريرة عن النبي
صلى الله عليه وسلم.

جب مسلمان یہودی کو غصے کے وقت طمانچہ مارے، روایت کیا ہے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے بعض (جیسا کہ احادیث انبیاء میں گزر چکا ہے موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں کہ یہودی نے کہا کہ میرے واسطے عہد و پیمان ہے)۔

فائدہ: یعنی نہیں واجب ہے اس میں قصاص جیسا کہ اہل ذمہ سے ہو اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مخالف کی رائے یہ ہے کہ طمانچہ میں قصاص ہے سو جب نہ قصاص لیا حضرت ﷺ نے واسطے ذمی کے مسلمان سے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ نہیں جاری ہے قصاص لیکن سارے کوفے والے طمانچہ میں قصاص کو نہیں دیکھتے تو یہ اعتراض خاص ہے ساتھ اس کے جو ان میں سے اس کا قائل ہے۔ (فتح)

۶۴۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا

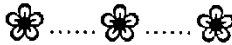
۶۴۰۵۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب پیغمبروں سے مجھ کو بہتر نہ کہو۔

تُخَيَّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ.

۶۴۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ جَاءَ
رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدْ لَطَمَ وَجْهَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ
رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ لَطَمَ
فِي وَجْهِهِ قَالَ ادْعُوهُ فَدَعُوهُ قَالَ لِمَ
لَطَمْتَ وَجْهَهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي
مَرَرْتُ بِالْيَهُودِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ وَالَّذِي
اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ قُلْتُ
وَعَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
فَأَخَذْتَنِي غَضَبَةً فَلَطَمْتَهُ قَالَ لَا
تُخَيَّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ
يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ
يُفِيقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ
قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ
جُوزِي بِصَعْقَةِ الطُّورِ.

۶۴۰۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
یہودی مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا کہ البتہ اس کے منہ پر
طمانچہ مارا گیا تھا سو اس نے کہا اے محمد! تیرے اصحاب سے
ایک انصاری مرد نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے،
حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ لوگوں نے اس کو بلایا
حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا؟
اس نے کہا یا حضرت! میں یہودی پرگزار تھا سو میں نے اس
سے سنا کہتا تھا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب
آدمیوں سے برگزیدہ کیا، یعنی موسیٰ علیہ السلام سب عالم سے بہتر
ہیں تو میں نے کہا کہ کیا محمد ﷺ سے بھی بہتر ہیں؟ سو مجھ کو
غصہ آیا تو میں نے اس کو طمانچہ مارا تو حضرت ﷺ نے فرمایا
کہ مجھ کو سب پیغمبروں سے بہتر اور افضل نہ کہو اس واسطے کہ
لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائیں گے یعنی صورت کی آواز
سے تو اول اول میں ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں
موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پھر دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے
ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے ہوش میں آئے
یا کوہ طور کی بیہوشی ان کی مجرا ہوگئی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں طلب تعدی ذمی کی ہے مسلمان پر اور اٹھانا اس کا طرف حاکم کی اور سننا حاکم کا اس
کے دعوے کو اور سیکھنا اس شخص کا جو نہ پہچانتا ہو حکم جو پوشیدہ ہو اوپر اس کے اس سے اور کفایت کرنا ساتھ اس کے
مسلمان کے حق میں اور یہ کہ ذمی جب ایسی بات کہے جس کا اس کو علم نہ ہو تو جائز ہے واسطے مسلمان کے کہ اس کو
اس پر تعزیر دے۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب ہے توبہ طلب کرانا معاندوں اور

مردوں سے اور اور لڑنا ان سے

باب ہے بیچ گناہ اس شخص کے جو شرک کرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور سزا اس کی دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک شرک بڑا ظلم ہے اور اگر تو نے شرک کیا تو تیرا کیا اکارت ہوگا اور البتہ تو خسارہ پانے والوں سے ہوگا۔

کِتَابُ اسْتِتَابَةِ الْمُعَانِدِينَ

وَالْمُرْتَدِّينَ وَقِتَالِهِمْ

بَابُ إِثْمٍ مَنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ وَعُقُوبَتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴾ ﴿ لَنْ أَشْرَكَتَ لِيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ پہلی آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں اور اصل ظلم رکھنا چیز کا ہے بیچ غیر جگہ اس کی کے یعنی چیز کا بے جا رکھنا اور شرط اصل ہے اس کی جس نے رکھا چیز کو اپنی غیر جگہ میں اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے اس نے اس کے واسطے جس نے اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالا مساوی اور برابر سونبست کیا نعمت کو طرف غیر اس شخص کی جس نے نعمت عطا کی اور دوسری آیت میں خطاب حضرت ﷺ کو ہے اور مراد اس سے آپ کی امت ہے اور جہت مذکور مقید ہے ساتھ مرنے کے شرک پر واسطے دلیل اس آیت کے ﴿ قِيمَتٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ﴾۔ (فتح)

۶۴۰۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن وامان ہے تو یہ بات حضرت ﷺ کے اصحاب پر بہت بھاری پڑی اور انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں سے کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں کیا تم نے لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا کہ بے شک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

۶۴۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيْنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيْسَ

بِذَلِكَ إِلَّا تَسْمَعُونَ إِلَى قَوْلٍ لِّقَمَانَ ﴿۱۳۹﴾ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿۱۴۰﴾

فائدہ: ظلم بے جا چیز رکھنے کا نام ہے اور کفر بھی بے جا کام ہے تو اصحاب نے ظلم کے معنی کو عام سمجھا تھا اس واسطے گھبرائے کہ آدمی اگر کفر اور کبیرے گناہوں سے بچے تو ہر ایک صغیرے گناہ سے نہیں بچ سکتا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں جو تم گھبراتے ہو چنانچہ حدیث کے بعض طریقوں میں ظلم کی تفسیر موجود ہے کہ مراد اس سے شرک ہے اور اسی طرح مروی ہے ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ خاص ہے اس کے ساتھ جس نے ہجرت نہیں کی اور کہا طبری نے ٹھیک بات یہ ہے کہ وہ سارے مسلمانوں کے واسطے ہے اور کہا طبری نے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ لبس کا لفظ اس بات سے انکار کرتا ہے کہ ظلم کو اس جگہ شرک کے ساتھ تفسیر کیا جائے اس علت سے کہ لبس کے معنی ہیں خلط اور وہ نہیں صحیح ہے اس جگہ اس واسطے کہ کفر اور ایمان جمع نہیں ہوتے اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا﴾ کے عام تر ہے مومن خالص وغیرہ سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اسم اشارہ ساتھ صلہ اپنے کے تقاضا کرتا ہے کہ اس کا مابعد من قبلہ کے واسطے ثابت ہو پس واجب ہے کہ ہو ظلم عین شرک کا اس واسطے کہ اس سے پہلی آیت میں شرک کا ذکر ہے اور بہر حال معنی لبس کے سولیس ایمان کا ساتھ ظلم کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی تصدیق کرے اور اس کے ساتھ اس کے غیر کی عبادت کو ملادے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مناسبت اس آیت کے ذکر کرنے کی مرتد کے باب میں اور اسی طرح وہ آیت جس کے ساتھ باب کو شروع کیا اور بہر حال آیت دوسری تو کہا انہوں نے کہ وہ قضیہ شرطیہ ہے نہیں مستلزم ہے وقوع کو اور بعضوں نے کہا کہ خطاب حضرت ﷺ کو ہے اور مراد امت ہے۔ (فتح)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں بہت بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی اور جھوٹی گواہی تین بار فرمایا یا فرمایا جھوٹی بات پھر حضرت ﷺ ہمیشہ اس کو مکرر کہتے رہے یہاں کہ ہم نے کہا کہ کاش حضرت ﷺ چپ ہوتے۔

۶۴۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ح وَحَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ الْكِبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ

الزُّورِ ثَلَاثًا أَوْ قَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكْرَرُهَا حَتَّى قَلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے۔

۶۴۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! کبیرے گناہ کیا ہیں؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اس نے کہا پھر کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا پھر ماں باپ کی نافرمانی اس نے کہا پھر کیا؟ فرمایا جھوٹی قسم میں نے کہا اور کیا ہے جھوٹی قسم فرمایا جو چھین لے مال کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر۔

۶۴۰۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْكِبَابُرُ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ عَقُوقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْيَمِينُ الْغَمُوسُ قُلْتُ وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ قَالَ الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ.

۶۴۱۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا ہم کو مؤاخذہ ہوگا اس عمل کا جو ہم نے جاہلیت کے وقت میں کیا حضرت ﷺ نے فرمایا جس نے اسلام میں نیکی کی اس کو جاہلیت کے عمل کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور جس نے اسلام میں بدی کی تو اس کو پہلے پچھلے دونوں کا مؤاخذہ ہوگا یعنی جو بدی اسلام سے پہلے کی اور جو بدی پیچھے کی۔

۶۴۱۰۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَخَذْتُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ.

فائدہ: کہا خطابی نے کہ ظاہر اس کا خلاف ہے اس چیز کا جس پر امت کا اجماع ہے کہ اسلام پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ کافروں سے کہ اگر باز رہیں تو ان کی مغفرت ہوگی پہلے گناہوں سے اور معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ کافر جب اسلام لائے تو اس کو مؤاخذہ نہیں ہوتا اس کے گزرے گناہوں کا پھر اگر مسلمان ہو کے نہایت بدی کرے اور سخت گناہوں پر سوار ہو اور حالانکہ وہ اسلام پر بدستور ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو مؤاخذہ ہوگا اس گناہ پر جو اس نے اسلام میں کیا اور جھڑکی دی جائے گی اس کو اس پر جو اس نے کفر کی حالت میں

بدی کی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اس نے تاویل کیا ہے اول مؤاخذہ کو ساتھ تکمیل اور زلانی کے اور آخر کو ساتھ عقوبت کے اور اوئی قول خطابی کے غیر کا ہے کہ مراد ساتھ اساءت کے حدیث میں کفر ہے اس واسطے کہ وہ نہایت ہے بدی کی اور اشد ہے گناہوں میں پھر جب مرتد ہو جائے اور کفر پر مر جائے تو ہوگا وہ مثل اس شخص کی جو مسلمان نہیں ہوا سو اس کو سب اگلے گناہوں کا عذاب ہوگا اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے بعد حدیث اکبر الکبائر الشریک کے اور وارد کیا ہے ہر ایک کو ابواب المرتدین میں اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہ معنی اس حدیث باب کے یہ ہیں کہ جو نیکی کرے اسلام میں ساتھ تہادی اور بیہنگی کرنے کی اس کی محافظت پر اور قائم ہونے کے ساتھ شرطوں اس کی کے تو نہیں مؤاخذہ ہوگا اس کو اس عمل کا جو کفر کی حالت میں کیا اور جس نے بدی کی اسلام میں یعنی اس کے عقد میں ساتھ ترک توحید کے تو پکڑا جائے گا ساتھ ہر گناہ کے جو پہلے کیا اور نہیں ہے اساءت اس جگہ مگر کفر واسطے اجماع کے اس پر کہ نہیں مؤاخذہ ہے مسلمان پر اس عمل کا جو اس نے کفر کی حالت میں کیا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے محبت طبری نے اور بعضوں نے کہا کہ معنی احسان کے اخلاص ہیں جب کہ داخل ہو اس میں اور ہمیشہ رہنا اوپر اس کے موت تک اور اساءت بدکاری اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ اگر اس کا اسلام خالص نہ ہو تو منافق ہوگا سو نہ مٹے گا اس سے جو عمل کیا اس نے جاہلیت میں پس جوڑا جائے گا نفاق متاخر اس کا ساتھ اگلے کفر اس کے اور عذاب ہوگا اس کو سب پر اور حاصل اس کا یہ ہے کہ حمل کیا ہے خطابی نے قول اس کے کو فی الاسلام اس صفت پر جو خارج ہے اسلام کی ماہیت سے اور حمل کیا ہے اس کو اس کے غیر نے اس صفت پر جو نفس اسلام میں ہے اور یہ باوجہ ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جو گناہ اسلام سے پہلے کیا کرتا تھا اگر اسلام میں بھی ان کو بدستور کرتا رہا تو اس کو ان گناہوں پر مؤاخذہ ہوگا اس واسطے کہ جب اس نے اصرار کیا تو اس نے توبہ نہ کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توبہ تو اس نے کفر سے کی ہے پس نہ ساقط ہوگا اس سے گناہ اس نافرمانی کا واسطے اصرار کرنے اس کے اوپر اس کے اور یہ نقل قدح کرتی ہے خطابی وغیرہ کی اجماع میں اور اختلاف اس مسئلے میں مبنی ہے اس پر کہ توبہ پچھتا نا ہے گناہ پر ساتھ الگ ہونے کے اس سے اور نیت کرنے کے کہ پھر نہ کروں گا اور کافر جب کفر سے توبہ کرے اور نہ نیت کرے کہ پھر گناہ نہ کروں گا تو نہیں ہوتا ہے اس سے تائب سو نہیں ساقط ہوتا ہے اس سے مطالبہ اس کا اور جواب جمہور کی طرف سے یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مسلمانوں کے اور بہر حال کافر سو وہ ہوتا ہے اسلام سے اس دن کی طرح کہ اس کی ماں نے اس کو جنا اور حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر اس کے مانند حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ کی کہ اس نے کہا کہ یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ آج مسلمان ہوا ہوتا۔ (فتح)

بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ
 وَاِسْتِابَتِهِمْ
 مرتد مرد اور عورت کا حکم یعنی کیا دونوں برابر ہیں یا نہیں
 واستیابتہم اور ان سے توبہ طلب کرنا

فائدہ: کہا ابن منذر نے کہ کہا جمہور نے کہ قتل کیا جائے مرتد عورت کو اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ غلام بنائی جائے عورت اور کہا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کہ دوسری زمین میں بھیجی جائے اور کہا ثوری رضی اللہ عنہ نے کہ قید کی جائے اور قتل نہ کی جائے اور یہ قول عطاء رضی اللہ عنہ کا ہے اور کہا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ قید کیا جائے آزاد عورت کو اور لوٹنی کے مالک کو حکم کیا جائے کہ اس کو جبر کرے۔ (فتح)

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری رضی اللہ عنہ اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے
 وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ
 تَقْتُلُ الْمُرْتَدَّةَ .
 کہ قتل کیا جائے مرتد عورت کو۔

فائدہ: ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر مرد اور عورت مرتد ہو جائیں تو ان سے توبہ طلب کی جائے اگر توبہ کریں تو فحشا ورنہ دونوں کو قتل کیا جائے اور دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مرتد ہو گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے قتل کرنے کا حکم کیا اور یہ رد کرتا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول نہیں کہ آپ نے مرتد ہونے کو قتل کیا ہو۔ (فتح)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کس طرح ہدایت کرے گا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کافر ہوئے بعد ایمان اپنے کے یعنی مرتد ہوئے اس قول تک اور یہی لوگ ہیں گمراہ۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ، أُولَئِكَ جَزَاءُهُمْ أَنْ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَخَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ، إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ، إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ أَزْدَادُوا كُفْرًا لَنْ نَقْبَلَ تَوْبَتَهُمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ﴾ .

فائدہ: نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری مرد مسلمان ہوا پھر مرتد ہوا پھر پچھتا یا سو اس نے اپنی قوم کو کہلا بھیجا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا اس کے واسطے توبہ ہے؟ تو یہ آیت اتری اس قول تک ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا﴾ تو وہ پھر مسلمان ہو گیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم کہنا مانو ایک گروہ کا ان
 وَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا

فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ لَوْ كَانُوا يَفْقَهُوْنَ
يُرَدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كَافِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾
لوگوں سے جو دیے گئے کتاب تو تم کو ایمان کے بعد پھر
کافر کر دیں گے۔

فائدہ: کہا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہ یہ آیت شمس بن قیس یہودی کے حق میں اُتری کہ اس نے انصاریوں کو پرانی لڑائیاں
جو ان کے درمیان ہوئی تھیں یاد لاکر بھڑکایا یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان کشت و خون ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے آکر ان کو نصیحت کی سو انہوں نے پہچان لیا کہ یہ شیطان کا دوسرے ہے پھر آپس میں معانقہ کیا اور پھر اس حال
میں کہ سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف تحذیر کے اہل کتاب کی دوستی سے
اس واسطے کہ ان کی دوستی میں خوف ہے دین ایمان کے فتنے کا۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿۱۰۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ
اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰزَادُوْا كُفْرًا لَّمْ
يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرْ لَهُمْ وَّلَا لِيَهْدِيَهُمْ
سَبِيْلًا ﴿۱۰۲﴾
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے
پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ
ہوئے کفر میں تو ان کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ
ان کو راہ دکھلائے گا۔

فائدہ: اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے جو قائل ہے کہ زندگی کی توبہ نہ قبول کی جائے گی۔
یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو مرتد ہو تم میں اپنے دین
سے سو عنقریب اللہ تعالیٰ ایک قوم لائے گا جن کو وہ
چاہے گا اور وہ اس کو چاہیں گے اور فرمایا لیکن جس نے
کشادہ کیا ساتھ کفر کے سینہ تو ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ
کا اور ان کے واسطے عذاب ہے بڑا یہ اس سبب سے کہ
انہوں نے چاہا اور مقدم کیا دنیا کی زندگی کو آخرت پر
ضرور وہ آخرت میں خسارہ پانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ
کے اس قول تک پھر تیرا رب اُن لوگوں کے واسطے
جنہوں نے ہجرت کے بعد بتلا ہونے کے پھر جہاد کیا
اور صبر کیا بے شک تیرا رب اس کے بعد البتہ بخشے والا
ہے رحم کرنے والا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہمیشہ تم سے
لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ پھیر دیں تم کو اپنے دین
سے اگر ان سے ہو سکے اور جو مرتد ہو جائے تم میں اپنے
وَقَالَ ﴿۱۰۱﴾ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ
فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ
وَيُحِبُّوْنَهُ اَذَلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعَزَّةٍ عَلَى
الْكَافِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَقَالَ ﴿۱۰۳﴾ وَلٰكِنْ مِّنْ شَرَحٍ
بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
اسْتَحَبُّوا الْحَيٰةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ
وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰٓى قُلُوْبِهِمْ
وَسَمِعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْغَافِلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ ﴿لَا جَرَدَ﴾ يَقُوْلُ حَقًّا
﴿اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾
اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا

دین سے اور مرجائے کفر کی حالت میں تو یہی لوگ ہیں کہ اکارت ہوئے عمل ان کے دنیا اور آخرت میں اور یہی لوگ ہیں رہنے والے دوزخ کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۰۰﴾ وَقَالَ ﴿وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

فائدہ: اور غرض ان سب آیتوں سے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ﴾ اس واسطے کہ وہ مقید کرتا ہے یہ مطلق اس چیز کو جو پہلی آیت میں ﴿وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ﴾ ہے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف ہے مرتد کی توبہ میں کہ اس سے توبہ طلب کی جائے پھر اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جائے اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ واجب ہے قتل کرنا اس کا کافی الحال یہ قول حسن اور طاؤس کا ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور اس پر دلالت کرتا ہے تصرف بخاری رحمہ اللہ کا اس واسطے کہ اس نے مدلی ہے ان آیتوں سے جن میں توبہ طلب کرنے کا ذکر نہیں اور ساتھ اس آیت کے جس میں ہے کہ توبہ فائدہ نہیں دیتی اور ساتھ عموم اس حدیث کے کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنی اسلام سے مرتد ہو جائے اس کو مار ڈالو اور ساتھ قصہ معاذ رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد ہے اور نہیں ذکر کیا اس کے سوائے کچھ اور کہا طحاوی نے کہ مذہب ان لوگوں کا یہ ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو جائے اس کا حکم حربی کافر کا ہے جس کو دعوت اسلام پہنچ چکی ہو کہ اس کو قتل کیا جائے دعوت سے پہلے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توبہ طلب کرنا تو اس شخص سے شروع ہے جو بغیر بصیرت کے اسلام سے مرتد ہو جائے اور جو اسلام سے بصیرت کے ساتھ مرتد ہو تو اس کے واسطے توبہ نہیں ہے لیکن اگر جلدی توبہ کر لے تو اس کی راہ چھوڑی جائے اور اس کے کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اگر دراصل مسلمان ہو تو اس سے توبہ طلب نہ کیا جائے ورنہ توبہ طلب کی جائے اور استدلال کیا ہے ابن قسار نے جمہور کے قول کے واسطے ساتھ اجماع سکوتی کے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مرتد کے حق میں لکھا کہ کیوں نہیں قید کیا تم نے اس کو تین دن اور کھلائی اس کو ہر دن ایک روٹی شاید وہ توبہ طلب کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا اور کسی صحابی نے اس سے انکار نہ کیا تو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ قتل کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ رجوع نہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دین تو ان کو چھوڑ دو اور اختلاف ہے کہ توبہ ایک بار کافی ہے یا تین بار ہونا ضروری ہے اور کیا ایک مجلس میں یا ایک دن میں یا تین دن میں اور علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک مہینہ۔ (فتح)

۶۴۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ حَضْرَتِ عِزِّ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس

زندیق یعنی بے دین لوگ لائے گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا ڈالا سو یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو کہا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا اس واسطے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا ہے کہ منہ عذاب کرو اللہ تعالیٰ کے خاص عذاب سے یعنی آگ سے کسی کو نہ جلاؤ بلکہ میں ان کو قتل کرتا اس واسطے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو اسلام چھوڑ کر اپنا دین بدلے اس کو مار ڈالو۔

الْفُضْلُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ أُنِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أَحْرِقَهُمْ لِنَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ وَلَقَلَّتْهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ.

فائدہ: اور طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ایک قوم دین اسلام سے مرتد ہو گئی سو ان کو بلا بھیجا اور ان کو کھانا کھلایا پھر ان کو اسلام کی طرف بلایا انہوں نے نہ مانا سو علی رضی اللہ عنہ نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان کی گردنیں کٹوا کر ان کو اس گڑھے میں ڈلوایا پھر ان پر لکڑیاں ڈال کر ان کو جلایا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ایک قوم مسجد کے دروازے پر ہے وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تو ان کا اللہ ہے علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا سو کہا کہ تم کو خرابی تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ تو ہمارا رب ہے اور ہمارا خالق ہے اور رازق ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم کو خرابی میں تو ایک بندہ ہوں جیسے تم ہو کھانا کھاتا ہوں جیسا تم کھاتے ہو اور پانی پیتا ہوں جیسا تم پیتے ہو سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو انہوں نے نہ مانا اسی طرح تین دن کیا انہوں نے نہ مانا پھر ان کو جلا ڈالا۔

فائدہ: اور زندیق اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جو زمانے کو قدیمی جانے اور زمانے کے ہمیشہ ہونے کا قائل ہو اور تحقیق یہ ہے کہ اصل زندیق ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو دیوانہ اور مانی اور مزدک کے تابعدار ہیں اور حاصل ان کے قول کا یہ ہے کہ روشنی اور اندھیرا دونوں قدیمی چیزیں ہیں اور یہ کہ وہ دونوں آپس میں مل گئے تو سارا جہان دونوں سے پیدا ہوا سو جو بد ہے اندھیرے سے ہے اور جو نیک ہے روشنی سے ہے پھر بولا گیا ہے زندیق ہر اس شخص پر جو ظاہر میں مسلمان ہو اور دل میں کافر ہو ظاہر میں کہے کہ میں مسلمان ہوں اور باطن میں کافر ہو اور یہ حدیث عام ہے خاص کیا گیا ہے اس سے وہ شخص جو بدل ڈالے دین کو باطن میں اور نہ ثابت ہو یہ اس پر ظاہر میں اس واسطے کہ جاری ہوں گے احکام اس پر ظاہر کے اور اسی طرح مخصوص ہے اس سے جو بدل ڈالے اپنے دین کو ظاہر میں لیکن ساتھ اکراہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر قتل کرنے مرتد عورت کے مانند مرتد مرد کے اور خاص کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ مرد کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث نبی کے عورت کے قتل کرنے سے اور حمل کیا ہے جہور نے نبی کو اس عورت پر جو دراصل کافر ہو جب کہ نہ مباشر ہو لڑائی میں اور نہ قتل میں اس واسطے کہ حدیث نبی کی

بعض طریقوں میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ایک لڑائی میں عورت قتل ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ یہ تو نہ لڑتی تھی پھر منع کیا عورتوں کے قتل کرنے سے اور قتل کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں مرتد عورت کو اور اصحاب عام موجود تھے سو کسی نے انکار نہ کیا اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ قیاس کے کہ اصلی کافرہ عورت غلام بنائی جاتی ہے سو وہ مجاہدین کے واسطے غنیمت ہوتی ہے اور مرتدہ غلام نہیں بنائی جاتی نزدیک ان کے پس نہیں ہے غنیمت بیچ اس کے پس نہ ترک کیا جائے گا قتل کرنا اس کا اور واقع ہوا ہے معاذ اللہ کی حدیث میں جب کہ حضرت ﷺ نے ان کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا کہ جو عورت اسلام سے مرتد ہو جائے سو اس کو دعوت دینا سو اگر توبہ کرے تو بہتر درہ اس کو مار ڈالنا اور اس کی سند حسن ہے اور یہ حدیث نص ہے بیچ محل نزاع کے پس واجب ہے رجوع کرنا اس کی طرف اور تائید کرتا ہے یہ کہ حرام کاری اور چوری اور شراب خوری وغیرہ حدود میں مرد اور عورتیں سب شریک ہیں اور زنا کی صورتوں سے ہے سنگسار کرنا شادی شدے کا یہاں تک کہ مر جائے خواہ مرد ہو یا عورت سو یہ صورت مخصوص ہے اس حدیث کے عموم سے جس میں عورتوں کا قتل کرنا منع آیا ہے پس اسی طرح مرتد عورت کا قتل کرنا بھی اس سے مستثنیٰ ہے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے بیچ قتل کرنے ہر اس شخص کے جو کفر کے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف انتقال کرے برابر ہے کہ اس دین والے جزیہ دیتے ہو یا نہ اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ عموم حدیث کا مبتدل میں ہے نہ تبدیل میں بہر حال تبدیل سو وہ مطلق ہے اس میں عموم نہیں اور بر تقدیر تسلیم کے وہ بالاتفاق متروک الظاہر ہے کافر کے حق میں اگرچہ اسلام لائے اس واسطے کہ وہ داخل ہے بیچ عموم حدیث کے اور حالانکہ نہیں ہے مراد اور نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ کفر ایک مذہب ہے سو اگر یہودی نصرانی ہو جائے یا بت پرست یہودی ہو جائے تو وہ کفر کے دین سے نہیں نکلتا بلکہ کافر کا کافر ہی رہتا ہے پس ظاہر ہوا کہ مراد یہ ہے کہ جو بدل ڈالے دین اسلام کو اور دین سے تو اس کو قتل کر ڈالو اس واسطے کہ دین درحقیقت اسلام ہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ اور جو دین کہ اس کے سوائے ہے وہ مدعی کے زعم میں ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ تو حجت پکڑی ہے اس سے بعض شافعیہ نے سو کہا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کے سوائے اور کسی دین پر کافر کو برقرار نہ رکھا جائے اور جواب یہ ہے کہ یہ ظاہر ہے اس شخص کے حق میں جو دین اسلام سے مرتد ہو جائے کہ اس کو اس پر برقرار نہ رکھا جائے لیکن نہ قبول کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ برقرار رکھا جائے ساتھ جزیہ کے بلکہ عدم قبول اور خسران تو صرف آخرت میں ہے ہم نے مانا کہ مستفاد ہوتا ہے عدم قبول سے نہ برقرار رکھنا دنیا میں لیکن مستفاد یہ ہے کہ نہ برقرار رکھا جائے اوپر اس کے پس اگر رجوع کرے اس دین کی طرف جس پر پہلے تھا اور اس میں جزیہ کے ساتھ برقرار رکھا گیا تھا تو وہ قتل کیا جائے اگر اسلام نہ لائے باوجود ممکن ہونے اسماک کے ساتھ اس کے کہ نہ ہم اس کو قبول کریں اور نہ اس کو قتل کریں

اور تائید کرتا ہے اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں اسلام کی تخصیض آچکی ہے اخرجہ الطبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو دین اسلام کو اور کسی دین سے بدل ڈالے تو اس کی گردن مارو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قتل کرنا زندیق کا بغیر توبہ طلب کرنے کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ان سے توبہ طلب کی اور نص کی ہے شافعی رضی اللہ عنہ نے اوپر قبول کے مطلق اور کہا کہ توبہ طلب کی جائے زندیق سے جیسے توبہ طلب کی جاتی ہے مرتد سے اور احمد اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما سے دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ توبہ نہ طلب کی جائے دوسری یہ کہ اگر اس سے مکرر ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں اور یہ قول اسحاق اور لیث کا ہے اور حجت جمہور کی بیخ طلب کرنے توبہ ان کی کے یہ آیت ہے: ﴿اتَّخِذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ سو اس نے دلالت کی کہ ظاہر کرنا ایمان کا بچاتا ہے قتل سے اور سب کا اجماع ہے اس پر کہ احکام دنیا کے ظاہر پر ہیں اور دل کے راز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور حضرت رضی اللہ عنہ نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تو نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا تھا اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں۔ (فتح)

۶۴۱۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور میرے ساتھ دو اشعری مرد تھے ایک میری دائیں طرف تھا اور دوسرا بائیں طرف اور حضرت رضی اللہ عنہ مسواک کرتے تھے سو دونوں نے حضرت رضی اللہ عنہ سے حکومت کا سوال کیا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو موسیٰ! یا فرمایا اے عبد اللہ بن قیس! تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا نہیں اطلاع دی دونوں نے مجھ کو اپنے دل کی بات پر اور میں نے معلوم نہیں کیا کہ وہ حکومت طلب کرتے ہیں سو جیسے میں حضرت رضی اللہ عنہ کی مسواک کی طرف دیکھتا ہوں آپ کے ہونٹ کے نیچے سو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہم نہیں حاکم کرتے اپنے عمل پر جو اس کو چاہے لیکن تو اے ابو موسیٰ! یا فرمایا اے عبد اللہ بن قیس! یمن کی طرف جا پھر اس کے پیچھے معاذ رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو جب معاذ رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے تکیہ ڈالا کہا اتر اور اچانک دیکھا کہ اس کے پاس مرد ہے بندھا ہوا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

۶۴۱۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هَلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكَلَاهُمَا سَأَلَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطَّلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفْتَيْهِ قَلَصْتُ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مِنْ أَرَادَهُ وَلَكِنْ أَذْهَبَ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ إِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اتَّبَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ الْقَيْ لُهُ وَسَادَةٌ قَالَ أَنْزِلْ

یہ یہودی تھا سو مسلمان ہوا پھر یہودی ہو گیا کہا بیٹھ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ قتل کیا جائے یہ حکم اللہ اور اس کے رسول کا ہے تین بار کہا سو حکم کیا اس کے قتل کرنے کا سو قتل کیا گیا پھر دونوں نے ذکر کیا تہجد کی نماز کا سو ایک نے کہا کہ میں تو کچھ رات تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور کچھ رات سوتا ہوں اور میں اُمید رکھتا ہوں اپنے سونے میں ثواب کی جو اُمید رکھتا ہوں اپنے قیام میں۔

وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُؤْتَقٌ قَالَ مَا هَذَا قَالَ كَانَ يَهُودِيًّا فَاسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ اجْلِسْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فُقْتِلَ ثُمَّ تَذَاكِرًا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا أَمَّا أَنَا فَأَقُومُ وَأَنَا مُؤْتَقٌ فَيُؤْتَمَّتِي مَا أَرْجُو فَيُؤْتَمَّتِي.

فائدہ: اور مراد تکبیر سے وہ ہے جو سونے والے کے سر کے نیچے دکھا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر دونوں نے اس کو لکڑیوں میں جلادیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ جائز ہے عذاب کرنا آگ سے اور جائز ہے جلانا مردے کا آگ سے واسطے مبالغہ کرنے کے اس کی اہانت میں اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اس سے پہلے اس سے توبہ طلب کی گئی تھی پس نہیں حجت ہے اس میں اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ قتل کیا جائے مرتد کو بغیر طلب کرنے توبہ کے اس واسطے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے جو پہلے گزری کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے توبہ طلب کی تھی اور روایت کی معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا ساتھ طلب کرنے توبہ مرتد کے اور اس حدیث میں اور فائدے بھی ہیں حاکم کرنا دوسر داروں کو ایک شہر پر اور تقسیم کرنا ایک شہر کو دو حاکموں کے درمیان اور یہ کہ مکروہ ہے سوال کرنا حکومت کا اور حرص کرنا اوپر اس کے اور منع کرنا حریص کو اس سے اور ملاقات کرنا بھائیوں کا اور علماء کا اور حاکموں کا اور اکرام کرنا مہمان کا اور جلدی کرنا طرف انکار منکر کے اور قائم کرنا حد کا جس پر واجب ہو اور مباح چیزوں پر نیت سے ثواب ملتا ہے جب کہ ہوں وسائل واسطے مقاصد واجبہ یا مندوبہ کے واسطے کامل کرنے کسی چیز کے دونوں سے اور مقصود اس جگہ قصہ اس یہودی کا ہے جو مسلمان ہوا تھا پھر مرتد ہو گیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ مَنْ أَبِي قَبُولَ الْفَرَأَيْضِ وَمَا نَسَبُوا إِلَى الرِّدَّةِ

فائدہ: یعنی جائز ہے قتل کرنا اس شخص کو جو باز رہے الزام احکام واجبہ سے اور ان کے ساتھ عمل کرنے سے کہا مہلب نے جو باز رہے فرايض کے قبول کرنے سے اس میں دیکھا جائے اگر مثلاً زکوٰۃ کے واجب ہونے کے ساتھ اقرار کرے تو اس سے جہز الی جائے اور اگر مع ذلک لڑے تو اس سے لڑائی کی جائے یہاں تک کہ رجوع کرے اور کہا مالک رضی اللہ عنہ نے مؤطا میں کہ امر ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے کسی فرض سے باز رہے اور مسلمان اس سے نہ لے سکیں تو واجب ہے اُن پر جہاد کرنا ساتھ اس کے اور مراد اس کی یہ ہے جب کہ اقرار کرے اس کے فرض ہونے کا

نہیں ہے خلاف سچ اس کے اور منسوب ہونا ان کا طرف ردت کی یعنی بولا گیا ان پر نام مرتدوں کا اور ما مصدر یہ ہے یعنی منسوب ہونا ان کا طرف ردت کی اور یہ تین گروہ ہو گئے تھے ایک گروہ تو پھر بت پرست ہو گئے تھے اور ایک گروہ مسیلمہ کذاب اور اسود عسی کی تابع ہو گئے تھے اور وہ اہل یمامہ اور اہل صنعاء وغیرہ ایک جماعت تھی اور ان دونوں نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا حضرت ﷺ کے انتقال کے پہلے پھر اسود تو حضرت ﷺ کی زندگی میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور ایک گروہ بدستور مسلمان رہے لیکن انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا اور انہوں نے کہا کہ زکوٰۃ حضرت ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص تھی اور ایک گروہ بدستور اسلام اور احکام اسلام پر قائم رہا اور وہ جمہور اہل اسلام تھے اور کہا ابو محمد بن حزم نے علل والنحل میں کہ حضرت ﷺ کے انتقال کے بعد عرب کے لوگ چار قسم پر ہو گئے تھے ایک گروہ تو بدستور باقی رہا اس چیز پر کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں تھے یعنی بدستور اسلام پر رہے اور وہ جمہور اہل اسلام تھے اور دوسرا گروہ بھی اسلام پر باقی رہا لیکن انہوں نے کہا کہ ہم قائم کرتے ہیں احکام اسلام کو سوائے زکوٰۃ کے اور وہ لوگ بھی بہت تھے لیکن وہ بہ نسبت پہلے گروہ کے قلیل تھے اور تیسرا گروہ وہ لوگ ہیں جو کھلم کھلا مرتد ہو گئے تھے جیسے طلحہ اور سجاح کے ساتھی اور ان دونوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور وہ لوگ کم تھے یہ نسبت پہلوں کے لیکن ہر قبیلے میں وہ شخص تھا جو مرتد کا مقابلہ کرے اور ایک گروہ نے توقف کیا سو انہوں نے تینوں فرقوں میں سے کسی کی فرمانبرداری نہ کی اور انتظار کیا انہوں نے کہ کس کا غلبہ ہو سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لشکر بھیجے اور فیروز اور اس کے ساتھی اسود کے شہروں پر غالب ہوئے اور اس کو قتل کیا اور مسیلمہ یمامہ میں قتل ہوا اور طلحہ اور سجاح پھر مسلمان ہوئے اور اکثر لوگوں نے جو مرتد ہوئے تھے اسلام کی طرف پھر رجوع کیا سو ایک سال نہ گزرا تھا کہ سب اسلام کی طرف پھر آئے اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے حمد۔ (فتح)

۶۴۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ فوت ہوئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور کافر ہوا جو کافر ہوا عرب سے تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اے ابو بکر! کس طرح لڑے گا تو لوگوں سے اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے اپنا مال اور جان بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر ہے؟ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم

۶۴۱۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوْفِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِيفَ أَبُو بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ

ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میں لڑوں گا اس شخص سے جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا اس واسطے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (اور نماز جان کا حق ہے) قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر انہوں نے مجھ سے بکری کا بچہ روکا جس کو حضرت ﷺ کے پاس ادا کرتے تھے تو البتہ میں اُس سے لڑوں گا اس کے روکنے پر کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہ تھا وہ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ لڑنے کے واسطے کھولا سو میں نے پہچانا کہ وہی حق ہے۔

حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ عَصَمَ مَنِيَّ مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابِهِ عَلَى اللَّهِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ لَا قَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عَنَّا قَاتِلَنَا يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِيهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلِقَاتِلِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور قائم کریں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہمارے قبلے کی طرف منہ کریں اور ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ایمان لائیں ساتھ میرے اور جو میں لایا ہوں کہا خطابی نے کہ گمان کیا ہے رافضیوں نے کہ حدیث باب کی متناقض ہے اس واسطے کہ اس کے اول میں ہے کہ وہ کافر ہو گئے تھے اور اس کے آخر میں ہے کہ وہ اسلام پر ثابت تھے لیکن انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا تھا سو اگر وہ مسلمان تھے تو ان سے لڑنا اور ان کی اولاد کو قید کرنا حلال نہ تھا اور اگر کافر تھے تو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرنے کے کوئی معنی نہیں اور جواب یہ ہے کہ جو لوگ مرتد ہونے کی طرف منسوب تھے وہ دو قسم پر تھے ایک گروہ تو پھر بت پرست ہو گئے تھے اور ایک گروہ نے زکوٰۃ سے منع کیا تھا اور انہوں نے گمان کیا تھا کہ دفع کرنا زکوٰۃ کا حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا غیر ان کو پاک نہیں کرتا جیسا کہ حضرت ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اپنے اس قول تقاتل الناس سے دوسری قسم ہے اس واسطے کہ نہیں تردد تھا ان کو اول قسم کے قتل کے جائز ہونے میں اور کہا عیاض نے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نص ہے بیخ لڑنے کے اس شخص سے جو نماز پڑھے نہ زکوٰۃ دے مثل اس شخص کی جو نہ اقرار کرے ساتھ شہادتین کے اور حجت پکڑنا عمر رضی اللہ عنہ کا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر اور جواب ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہیں سنا دونوں نے حدیث میں نماز اور زکوٰۃ کو اس واسطے کہ اگر سنا ہوتا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے تو نہ حجت پکڑتے ابو بکر رضی اللہ عنہ پر اور اگر سنا ہوتا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تو رد کرتے ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ پر اور نہ محتاج ہوتے طرف احتجاج

کی ساتھ عموم قول اس کے الا بحقہ میں کہتا ہوں کہ اگر ضمیر اسلام کی طرف ہے تو جو ثابت ہوگا کہ وہ حق اسلام سے ہے اس میں لڑنا جائز ہوگا اسی واسطے اتفاق کیا ہے اصحاب نے اوپر لڑنے کے اس شخص سے جو زکوٰۃ سے انکار کرے اور مراد ساتھ فرق کرنے کے یہ ہے کہ نماز کا اقرار کرے اور زکوٰۃ سے انکار کرے بطور انکار اس کی فرضیت کے ہوا مانع ہو ساتھ اعتراف فرضیت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول حدیث میں کفر کا لفظ بولتا کہ شامل ہو دونوں قسموں کو جو انکار کرے اس کے فرض ہونے سے اس کے حق میں تو باعتبار حقیقت کے ہے اور دوسروں کے حق میں بطور مجاز اور تغلیب کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لڑے اُن سے صدیق اور نہ معذور کیا ان کو ساتھ جہالت کے اس واسطے کہ انہوں نے لڑائی کو قائم کیا تھا سو تیار کر کے بھیجا ان کی طرف اس شخص کو جو ان کو بلائے طرف رجوع کی سو جب انہوں نے اصرار کیا تو ان سے لڑائی کی کہا مازری نے کہ ظاہر سیاق کا یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ موافق تھے اوپر قتال اس شخص کے جو نماز سے انکار کرے سو الزام دیا ان کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ زکوٰۃ کے واسطے وارد ہونے دونوں کے بیچ کتاب اور سنت کے ایک جگہ اور یہ جو کہا کہ زکوٰۃ حق مال کا ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس دلیل کی جو فرق کو منع کرے کہ حق جان کا نماز ہے اور حق مال کا زکوٰۃ ہے سو جس نے نماز پڑھی اس نے اپنی جان کو بچایا اور جس نے زکوٰۃ دی اس نے اپنے مال کو بچایا اور اگر نماز نہ پڑھی تو لڑائی کی جائے اس سے ترک نماز پر اور جو زکوٰۃ نہ دے اس سے قہر الی جائے اور اگر لڑے تو اس سے لڑائی کی جائے اور یہ جو کہا بکری کا بچہ تو کہا نووی رضی اللہ عنہ نے مراد یہ ہے کہ وہ چھوٹے تھے سو ان کی ماں مرگئی بعض سال میں سو زکوٰۃ لی جائے گی ان سے ساتھ سال مارن کے اگر چہ ان کے پاؤں سے کوئی چیز باقی نہ رہی ہو یا اکثر بڑی بکریاں مرجائیں اور چھوٹی پیدا ہوں پھر سال بھر گزرے جاتی بڑی بکریوں پر اور چھوٹیوں پر اور کہا بعض مالکیہ نے کہ عناق اور جذعہ کفایت کرتا ہے قلیل اونٹوں کی زکوٰۃ میں جن کی زکوٰۃ بکریوں کے ساتھ دی جاتی ہے اور بکریوں میں بھی جب کہ جذعہ ہو اور ایک روایت میں عناق کے بدلے رسی کا ذکر آیا ہے جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے یعنی واجب ہے لینا ڈھنگے کا ساتھ اونٹوں زکوٰۃ کے اس واسطے کہ زکوٰۃ تحصیل کرنے والے کی عادت تھی کہ رسی لے اور دو اونٹوں کو جوڑ کر اس کے ساتھ باندھے تاکہ جدا جدا نہ ہوں سو فرمایا کہ اگر یہ رسی نہ دیں گے تو بھی ان سے لڑوں گا اور بعضوں نے کہا کہ مراد چیز واجب ہے اگر چہ تھوڑی اور قلیل ہو اور یہ جو کہا کہ میں نے پیچانا کہ وہ حق ہے یعنی ظاہر ہوا ان کے واسطے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا احتجاج صحیح ہے نہ یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے تقلید کی اور اس حدیث میں اور بھی فائدہ ہیں اجتہاد کرنا نوازل میں اور رد کرنا ان کا طرف اصول کی اور مناظرہ اس پر اور رجوع کرنا طرف راجح قول کی اور ادب مناظرہ میں ساتھ اس طور کے کہ کسی کو صریح نہ کہا جائے کہ تو خطا پر ہے اور رجوع کرنا طرف مہربانی کی اور شروع کرنا بیچ قائم کرنے حجت کے یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے مناظرہ کرنے والے کے سو اگر اعتماد کرے بعد ظاہر ہونے حجت کے سو اس وقت

مستحق ہے اور اغلاظ اور سخت گوئی کا بحسب اس کے حال کے اور اس میں قسم کھانا ہے چیز پر واسطے تاکید اس کی کے اور یہ کہ منع ہے لڑنا اس شخص سے جو لا الہ الا اللہ کہے اگرچہ اس سے زیادہ نہ کہے اور وہ اسی طرح ہے لیکن کیا اس کے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے یا نہیں راجح یہ ہے کہ نہیں ہوتا بلکہ واجب ہے باز رہنا اس کی لڑائی سے یہاں تک کہ آزما یا جائے پھر اگر رسالت کی گواہی دے اور احکام اسلام کا التزام کرے تو حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کی کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اس کے الا بحق الاسلام کہا بغوی نے کہ کافر جب ہو دینی یا شومی نہ اقرار کرتا ساتھ توحید اللہ تعالیٰ کے پھر جب لا الہ الا اللہ کہے تو حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے پھر جبر کیا جائے اس پر اور قبول کرنے جمیع احکام اسلام کے اور بیزار ہو ہر دین سے جو دین اسلام کے مخالف ہو اور بہر حال جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو اور پیغمبری کا منکر ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے یہاں تک کہ محمد رسول اللہ ﷺ کہے اور اگر اس کا یہ اعتقاد ہو کہ حضرت ﷺ فقط عرب کے واسطے پیغمبر تھے تو ضروری ہے کہ کہے کہ سب خلق کی طرف پیغمبر ہیں اور اگر کافر ہو ساتھ انکار کرنے واجب کے یا مباح جانے حرام کے سو محتاج ہے کہ اس اعتقاد سے رجوع کرے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے لا الہ الا اللہ اس جگہ بولنا ساتھ شہادتین کے اس واسطے کہ وہ اس پر علم ہو گیا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اس حدیث کے دوسرے طریقوں میں صریح آچکا ہے یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمد ﷺ رسول ہیں اللہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ زکوٰۃ نہیں ساقط ہوتی ہے مرتد سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مرتد کافر ہے اور کافر سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں ہوتا اس سے تو فقط ایمان کا مطالبہ ہوتا ہے اور نہیں ہے صدیق کے فعل میں حجت واسطے اس چیز کے جو مذکور ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تو قتال ہے اس شخص سے جو زکوٰۃ سے انکار کرے جو لوگ اصل اسلام کے ساتھ قائل تھے اور شبہ سے زکوٰۃ کو منع کیا تھا ان کو کفر کا حکم نہیں دیا گیا حجت کے قائم کرنے سے پہلے اور البتہ اختلاف کیا اصحاب نے ان میں بعد غالب ہونے کے اوپر ان کے کیا ان کے مال لوٹے جائیں اور ان کی بیوی لڑکوں کو قید کیا جائے مانند کافروں کی یا نہ مانند باغیوں کی سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ کافروں کی طرح ان کا مال لوٹا جائے اور ان کی بیوی لڑکوں کو قید کیا جائے اور عمل کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے اور مناظرہ کیا ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیچ اس کے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مذہب دوسرا قول ہے اور ان کی خلافت میں اور لوگ بھی ان کے ساتھ موافق ہو گئے تھے اور قرار پایا اجماع اوپر اس کے اس شخص کے حق میں جو انکار کرے کسی فرض سے ساتھ شبہ کے پس مطالبہ کیا جائے اس سے ساتھ رجوع کے پھر اگر لڑے تو اس کے ساتھ لڑائی کی جائے اور اس پر حجت قائم کی جائے سو اگر رجوع کرے تو فیہا ورنہ معاملہ کیا جائے ساتھ اس کے کافر کا کہا عیاض نے مستفاد ہوتا ہے اس قصے سے کہ اگر حاکم کسی امر میں اجتہاد کرے جس میں نص نہ ہو تو واجب ہے

فرمانبرداری اس کی بیچ اس کے اگرچہ بعض مجتہد اس کی خلاف کے معتقد ہوں پھر اگر یہ مجتہد ہو اس کے مخالف ہے حاکم ہو جائے تو واجب ہے اس پر عمل کرنا ساتھ اس چیز کے جس کا خود معتقد ہو اور اس کو پہلے حاکم مجتہد کی مخالفت کرنی جائز ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کی فرمانبرداری کی پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود خلیفہ ہوئے تو اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور اصحاب وغیرہ سب اہل عصر ان کے نے ان کی موافقت کی اور یہ اجماع سکوتی ہے پس شرط ہے اس کی احتجاج میں دور ہونا موانع کا اور کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جو اسلام کو ظاہر کرے اس پر اسلام کے احکام جاری کیے جائیں اگرچہ نفس الامر میں کافر ہو اور محل خلاف کا تو وہ ہے جب کہ اطلاع ہو اس کے اعتقاد فاسد پر اور ظاہر کرے رجوع کو کہ کیا اس سے قبول کیا جائے یا نہیں اور جس کی باطن حال کی خبر نہ ہو تو نہیں خلاف ہے بیچ جاری کرنے احکام ظاہرہ کے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصْرِحْ نَحْوَ قَوْلِهِ السَّامُ عَلَيْكَ.

جب تعریض کرے ذمی وغیرہ یعنی معاہد اور جو اسلام ظاہر کرے ساتھ سب حضرت ﷺ کے اور نہ تصریح کرے مانند قول اس کے کی تم پر موت پڑے یعنی اور ساتھ تنقیص حضرت ﷺ کے تو اس کا کیا حکم ہے اور مراد تعریض سب سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو برا کہے ساتھ لفظ غیر صریح کے۔

۶۴۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت ﷺ پر گزرا تو اس نے کہا کہ تجھ کو موت پڑے تو حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ پر یعنی جس کا تو مستحق ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کیا کہتا ہے؟ کہا ہے اس نے السام علیک یعنی تجھ پر موت پڑے اصحاب نے کہا یا حضرت! کیا ہم اس کو قتل نہ کر ڈالیں فرمایا نہ جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو ان کے جواب میں کہا کرو علیکم۔

۶۴۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَدْرُونَ مَا يَقُولُ قَالَ السَّامُ عَلَيْكَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَقْتُلُهُ قَالَ لَا إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح استیذان میں گزری اور اعتراض کیا گیا ہے کہ اس لفظ میں گالی کے ساتھ تعریض نہیں اور جواب یہ ہے کہ مراد اس کی تعریض سے وہ چیز ہے جو تصریح کے مخالف ہو اور نہیں مراد ہے تعریض اصطلاحی اور وہ استعمال کرنا لفظ کا ہے اس کی حقیقت میں اشارہ کرے ساتھ اس کے طرف اور معنی کی جو اس کا مقصود ہو۔ (فتح)

۶۴۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرَّفِيقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ أَوْلَمْ تَسْمَعِ مَا قَالُوا قَالَ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

۶۴۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرت ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو انہوں نے کہا السام علیکم یعنی تم پر موت پڑے تو میں نے کہا بلکہ تم پر موت اور لعنت اللہ تعالیٰ کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند رکھتا ہے میں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا فرمایا میں نے ان کے جواب میں کہا وعلیکم۔

فائدہ: کہا ابن نمیر نے کہ حدیث باب کی مطابق ہے ترجمہ کو بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جرح اشد ہے گالی سے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں کوفیوں کا مذہب اختیار کیا ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس نے کوئی حکم بیان نہیں کیا اور نہیں لازم آتا ترک قتل اس شخص کی سے جو یہ کہے واسطے مصلحت تالیف کی یہ کہ نہ واجب ہو قتل اس کا جہاں کوئی مصلحت نہ ہو اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اتفاق اس پر کہ جو حضرت ﷺ کو صریح گالی دے واجب ہے قتل کرنا اس کا اور نقل کیا ہے ابو بکر فارسی نے جو شافعیہ میں سے ایک امام ہے کہ جو حضرت ﷺ کو گالی دے ساتھ اس چیز کے جو صریح قذف ہو تو کافر ہو جاتا ہے ساتھ اتفاق علماء کے پھر اگر توبہ کرے تو نہیں ساقط ہوتا اس سے قتل اس واسطے کہ اس کی قذف کی حد قتل ہے اور حد قذف کی توبہ سے ساقط نہیں ہوتی اور مخالفت کی ہے اس کی فقال نے سو کہا کہ گالی دینے سے کافر ہو جاتا ہے اور ساقط ہو جاتا ہے قتل اسلام سے اور اگر تعریض کرے تو کہا خطابی نے کہ نہیں جانتا میں خلاف سچ واجب ہونے اس کے قتل کے جب کہ ہو مسلمان یعنی اتفاق ہے اس پر کہ اس کا قتل کرنا واجب ہے کہا ابن بطلال نے اختلاف ہے علماء کا اس شخص کے حق میں جو حضرت ﷺ کو گالی دے سو بہر حال اہل عہد اور اہل ذمہ مثل یہود کے تو کہا ابن قاسم نے مالک سے کہ قتل کیا جائے مگر یہ کہ اسلام لائے اور اگر مسلمان ہو تو اس کو قتل کیا جائے بغیر طلب کرنے توبہ کے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے لیث اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ سے مثل اس کی یہود کے حق میں اور جو اس کی مانند ہو اور اوزاعی اور مالک سے ہے کہ مسلمان ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اس سے توبہ طلب کی جائے اور کوفیوں سے ہے کہ اگر ذمی ہو تو اس کو تعزیر دی جائے اور اگر مسلمان ہو تو

مرتد ہو جاتا ہے اور کہا عیاض نے اس میں خلاف ہے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو اس قصے میں کیوں نہ قتل کیا عدم تصریح کے واسطے یا مصلحت تالیف کے واسطے اور نقل کیا گیا ہے بعض مالکیہ سے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو اس قصے میں تو اس واسطے قتل نہیں کیا تھا کہ ان پر اس کے ساتھ گواہ قائم نہیں ہوئے تھے اور نہ انہوں نے اس کا اقرار کیا تھا سو نہ حکم کیا ان کے حق میں اپنے علم سے اور بعضوں نے کہا اس واسطے کہ انہوں نے گالی کو ظاہر نہیں کیا تھا بلکہ اپنی زبان کو پھیرا تھا اور بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کو گالی پر محمول نہیں کیا بلکہ موت کی دعا پر جس سے کسی کو چارہ نہیں اسی واسطے ان کے جواب میں کہا وعلیکم یعنی موت سے اترنے والی ہے ہم پر اور تم پر پس یہ بددعا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو مصلحت تالیف کے واسطے قتل نہ کیا اور یا اس واسطے کہ انہوں نے کھلم کھلا حضرت ﷺ کو برا نہیں کہا تھا یا دونوں کے واسطے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے اپنے ساتھیوں کے واسطے باب کی حدیث سے اور تائید کی ہے اس کی ساتھ اس کے کہ اگر یہ کلام کسی مسلمان سے صادر ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اور بہر حال صادر ہونا اس کا یہودی سے سو جس کفر پر کہ وہ ہیں وہ سخت تر ہے اس سب سے پس اسی واسطے حضرت ﷺ نے ان کو قتل نہ کیا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں محفوظ ہیں خون ان کے مگر ساتھ عہد کے اور نہیں ہے عہد میں یہ شرط کہ وہ حضرت ﷺ کو گالی دیں سو جس نے ان میں سے حضرت ﷺ کو گالی دی تو اس کا عہد ٹوٹ گیا سو ہو گیا کافر بغیر عہد کے سو معاف ہو گا خون اس کا مگر یہ کہ اسلام لائے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اگر فرض کیا جائے کہ جو چیز ان کے اعتقاد میں حلال ہے اس پر ان کو مؤاخذہ نہیں تو پھر کہا جائے گا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اگر وہ کسی مسلمان کو قتل کر ڈالیں تو اس پر بھی ان کو مؤاخذہ نہ ہو اس واسطے کہ ان کے اعتقاد میں مسلمانوں کے خون حلال ہیں اور باوجود اس کے اگر کوئی ان میں سے کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اس کے بدلے قتل کیا جاتا ہے۔ (فتح)

۶۴۱۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب یہودی کسی کو تم میں سے سلام کریں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہہتے ہیں تم پر موت پڑے سوان کے جواب میں کہا کر علیک یعنی تم پر بھی پڑے۔

۶۴۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُوَيْبَانَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمُوا عَلَيَّ عَلَى أَحَدِكُمْ إِنَّمَا يَقُولُونَ سَامٌ عَلَيْكَ فَقُلْ عَلَيْكَ.

یہ باب ہے

بَابُ

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس کو پہلے باب سے تعلق ہے بایں

وجہ کہ ظاہر یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے طرف ترجیح اس قول کے کہ ترک کرنا نقل یہودیوں کا مصلحت تالیف کے واسطے تھا کہ جب نہ مواخذہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جس نے اس کو مارا یہاں تک کہ زخمی کیا ساتھ بددعا کرنے کے اوپر اس کے تاکہ ہلاک ہو بلکہ اس کی تکلیف پر صبر کیا بلکہ اس کے حق میں دعائے خیر کی توجو تکلیف کہ زبان سے گالی وغیرہ کے ساتھ دے اس پر صبر کرنا بطریق اولیٰ ہے اور لیا جاتا ہے اس سے ترک کرنا نقل کا تعریض سے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

۶۴۱۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كَأَنِّي أَنْظِرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرْبَةً قَوْمَهُ فَأَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.

۶۴۱۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا ہوں ایک پیغمبر کی حکایت کرتے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مارا اور ان کو زخمی اور خون آلودہ کیا سو وہ خون کو اپنے چہرے سے صاف کرتے تھے اور کہتے تھے الہی! میری قوم کو بخش دے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے نادان ہیں۔

فائدہ: اور مراد اس سے نوح علیہ السلام ہیں جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے اور پہلے گزر چکا ہے احادیث الانبیاء میں کہ جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر زخم لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس طرح بھلا ہو گا اس قوم کا جنہوں نے اپنے پیغمبر کو زخمی کیا اور یہ بھی فرمایا کہ الہی! میری قوم کو بخش دے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ﴾.

لڑنا خارجیوں اور ملحدوں سے بعد قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ گمراہ کرے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ان کو ہدایت کی یہاں تک کہ بیان کرے ان کے واسطے جس سے بچیں۔

فائدہ: خارجی لوگ ایک گروہ ہے بدعتیوں کا اور نام رکھا گیا ان کا خارجی واسطے نکلنے ان کے دین سے اور نکلنے ان کے مسلمانوں کے بہتر شخص پر اور اتفاق ہے اہل اخبار کا اس پر کہ خارجیوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا خون طلب نہیں کیا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کئی باتوں کو برا جانتے تھے اور آپ کو اس سے زیادہ ترپاک جانتے تھے اور اصل ان کی یہ ہے کہ بعض عراق والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض قرابتیوں کی خصلت اور چال چلن سے انکار کیا جن کو عثمان رضی اللہ عنہ نے بعض شہروں پر حاکم کیا ہوا تھا سو انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں اس وجہ سے طعنہ دیا اور یہی لوگ جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر اس وجہ سے طعن کیا ان کو قراء یعنی قاری لوگ کہا جاتا تھا اس واسطے کہ وہ قرآن کی تلاوت اور عبادت میں سخت کوشش کرتے تھے لیکن وہ قرآن کو اور وجہ پر تاویل کرتے یعنی اصل مطلب کو چھوڑ کر کچھ اور معنی اس سے مراد

لیتے تھے اور تمہا ہوتے تھے اپنی رائے سے اور زیادتی کرتے تھے زہد اور خشوع وغیرہ میں سو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو وہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے اور ان کا اعتقاد یہ تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے تابعدار کافر ہیں اور ان کا اعتقاد یہ بھی تھا کہ امام بحق علی رضی اللہ عنہ ہیں اور کافر ہے جو ان سے لڑا اہل جنگ جمل سے جن کے رئیس طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما تھے یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ ان کے ساتھ والوں کو کافر جانتے تھے اس واسطے کہ دونوں نے پہلے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی پھر مکے کی طرف نکلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس سال حج کیا تھا سو سب نے اتفاق کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو طلب کیا جائے اور ان سے قصاص لیا جائے اور سارے لوگ اتفاق کر کے بصرے کی طرف نکلے اور لوگوں کو اس کی طرف بلا یا سو یہ خبر علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی وہ بھی ان کی طرف لشکر سمیت گئے سو واقع ہوئی درمیان ان کے لڑائی جو مشہور ہے ساتھ جنگ جمل کے اور فتح یاب ہوئے علی رضی اللہ عنہ اور قتل ہوئے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بیچ اس لڑائی کے پس یہی گروہ ہے جو عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص چاہتے تھے یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ والے بالاتفاق اور اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ملک شام میں قائم ہوا اور وہ اس وقت شام کا حاکم تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کہلا بھیجا کہ اہل شام ان کی بیعت کریں تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ بہانہ بنا کر کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے سو واجب ہے کہ اول جلدی ان کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے اور علی رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ ترقوت ہے قصاص لینے کی اور التماس کی علی رضی اللہ عنہ سے کہ اس کو ان پر قابو دیں اور علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اول میری بیعت کر جیسے اور لوگوں نے کی پھر میرے آگے یہ مقدمہ فیصل کروانے کو رجوع کر میں حکم کروں گا ان میں ساتھ حق کے سو جب دراز ہوا معاملہ تو علی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر نکلے شام والوں سے لڑنے کو اور معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے لشکر لے کر نکلا علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے کو سو دونوں لشکر مقام صفین میں ملے اور دونوں میں مقابلہ ہوا سو دونوں کے درمیان ایک مہینہ لڑائی ہوتی رہی اور قریب تھا کہ شام والے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر مغلوب ہو جائیں اور شکست کھائیں سو انہوں نے قرآن کو اٹھایا نیزوں پر اور پکارا کہ ہم تم کو قرآن کی طرف بلاتے ہیں یعنی جو قرآن ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے وہ ہم کو منظور ہے اور یہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ہوا اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ والوں میں سے بہت لوگوں نے لڑائی چھوڑ دی دیندار ہونے کے سبب سے خاص کر قاریوں نے اور حجت پکڑی انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿اللَّهُ تَوَكَّلْ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا أُولُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ﴾ الآية سو علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ والوں نے شام والوں کو کہلا بھیجا سو انہوں نے کہا کہ ایک منصف تم بھیجو اور ایک ہم بھیجتے ہیں اور حاضر ہو ساتھ ان دونوں کے جو لڑائی کے ساتھ مباشرت نہیں ہوا سو ان کی رائے میں جس کے ساتھ حق ہو سب لوگ اس کی فرمانبرداری کریں سو علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ والوں نے اس کو قبول کیا اور انکار کیا اس سے اس گروہ نے جو خارجی ہو گئے تھے اور لکھا علی رضی اللہ عنہ نے درمیان

اپنے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے نوشتہ منصفی کا عراق اور شام والوں میں ہذا ما قضی علیہ امیر المؤمنین علی معاویہ یعنی یہ ہے وہ نوشتہ جس پر امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کیا تو اہل شام نے کہا کہ امیر المؤمنین نہ لکھو علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی مان لیا اور خارجیوں نے اس سے بھی انکار کیا پھر فیصلہ ہوا اس پر کہ دونوں منصف اور ان کے ساتھی ایک مدت معین کے بعد یعنی آئندہ سال کو ایک مکان معین میں آئیں جو شام اور عراق کے درمیان ہے اور دونوں لشکر اپنے اپنے شہروں کی طرف پلٹ جائیں یہاں تک کہ واقع ہو حکم منصفی کا سو معاویہ رضی اللہ عنہ شام کی طرف پلٹ گیا اور علی رضی اللہ عنہ کوفہ پلٹ آئے بغیر کسی فیصلے کے سو جدا ہوئے علی رضی اللہ عنہ سے خارجی اور وہ آٹھ ہزار سے زیادہ تھے اور ایک مکان میں اترے جس کو حرور کہا جاتا ہے اور ان کا سردار عبداللہ بن گواء تھا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے مناظرہ کیا سو بہت لوگوں نے ان میں سے توبہ کی پھر علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی اور ان کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوئے پھر انہوں نے مشہور کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے منصفی سے توبہ کی تو علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور اس سے انکار کیا تو انہوں نے مسجد کی طرف سے پکارا لا حکم الا للہ یعنی نہیں حکم ہے مگر اللہ کا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کلمہ حق ہے اور مراد اس سے باطل ہے پھر انہوں نے آہستہ آہستہ وہاں سے نکلنا شروع کیا یہاں تک کہ مدائن میں جمع ہوئے علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ توبہ کریں انہوں نے اس پر اصرار کیا اور باز رہے توبہ کرنے سے اور کہا کہ ہم باز نہیں رہیں گے یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو کافر کہیں اس سبب سے کہ وہ منصفی پر راضی ہوئے اور توبہ کریں منصفی سے پھر انہوں نے اجماع کیا اس پر کہ جو ان کے عقیدہ کے مخالف ہو وہ کافر ہے اور اس کا مال اور جان مباح ہے سو جو مسلمان ان پر گزرتا اس کو مار ڈالتے تھے علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی سو علی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر ان کی طرف نکلے اور نہروان میں ان پر جا پڑے اور نہ باقی رہا ان میں سے کوئی مگر کم دس آدمی سے اور علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے صرف دس آدمی قتل ہوئے تھے یہ خلاصہ ہے اول حال ان کے کا پھر باقی چھپے رہے یہاں تک کہ ان میں سے عبدالرحمن بن لُحَیم نے علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا بعد اس کے کہ صبح کی نماز میں داخل ہوئے پھر ہمیشہ ان سے کچھ نہ کچھ لوگ باقی چلے آئے اور کہا ابو بکر بن عربی نے کہ خارجی لوگ دو قسم پر ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور جو لوگ کہ جنگ جمل اور صفین میں تھے اور سب لوگ جو منصفی پر راضی ہوئے تھے وہ سب کے سب کافر ہیں اور دوسرا گروہ گمان کرتا ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور بعضوں نے کہا کہ جو صغیرے گناہ پر اصرار کرے وہ مانند اس کی ہے جو کبیرے گناہ کرے کہ وہ بھی ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور بعضوں نے انکار کیا ہے پانچ نمازوں سے اور کہا کہ فقط صبح اور عشاء کی نماز فرض ہے اور جائز ہے نکاح کرنا پوتی سے اور بھانجی اور بھتیجی سے اور بعضوں نے کہا کہ سورہ یوسف قرآن سے نہیں اور بعضوں نے کہا کہ جولا الہ الا اللہ کہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہے اگرچہ دل سے کافر ہو اور کہا انہوں نے

کہ واجب ہے نماز عورت پر حیض کی حالت میں اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ کافر ہے اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ واجب ہے لڑنا مسلمانوں سے یعنی عام مسلمانوں سے جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہیں اور جائز ہے قتل کرنا ان کا اور لوٹنا ان کے مال کا اور قید کرنا اور لوٹنی غلام بنانا ان کے بیوی لڑکوں کا وغیر ذلک اور کہا غزالی نے وسط میں کہ خارجیوں کے حکم میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ وہ مرتدوں کی طرح ہیں دوسری یہ کہ وہ باغیوں کی طرح ہیں اور ترجیح دی ہے رافعی نے اول وجہ کو اور نہیں ہے یہ کہ جاری ہو ہر خارجی میں سو بے شک وہ دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم ہے جس کا ذکر پہلے گزرا اور دوسرا اگر وہ ہے جو طلب ملک کے واسطے نکلا نہ واسطے بلانے کے طرف اعتقاد اپنے کی اور یہ بھی دو قسم پر ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو نکلے واسطے غصے دین کی بسبب ظلم حاکموں کے اور ترک کرنے ان کے عمل کو ساتھ سنت نبویہ کے سو یہ لوگ اہل حق ہیں اور ان میں سے ہیں حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور اہل مدینہ جنگ حرہ میں اور دوسرا اگر وہ ہے جو فقط طلب ملک کے واسطے نکلے برابر ہے کہ ان میں شبہ ہو یا نہ اور وہ باغی لوگ ہیں و سیاتی

حکمہم فی کتاب الفتن وباللہ التوفیق۔ (فتح)

اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیکھتے ان کو بدتر سب خلق اللہ سے اور کہا کہ وہ چلے ان آیتوں کی طرف جو کافروں کے حق میں اتریں سو ٹھہرایا انہوں نے ان کو مسلمانوں پر۔

فانہ: اور صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ بدتر ہیں سب خلق سے۔

۶۴۱۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا خَيْمَةَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا حَدَّثْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا قَوْلَ اللَّهِ لَأَنْ أُخْرَجَ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خِدْعَةٌ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيُخْرَجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سَفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا

۶۴۱۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب میں تم سے حضرت ﷺ کی کوئی حدیث بیان کروں سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میرا آسمان سے گر پڑنا مجھ کو زیادہ تر محبوب ہے اس سے کہ حضرت ﷺ پر جھوٹ بولوں یعنی وہ سچ ہے اور جب میں تم سے حدیث بیان کروں اس چیز میں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے یعنی اپنے نفس سے سولائی فریب ہے اور دعا اور البتہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل کلام کریں گے بہتر لوگوں کا سا کلام ان کا ایمان نہ اترے گا ان کے زخروں سے نیچے یعنی ان کے دل میں ایمان کا کچھ اتر نہ ہوگا نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار بہت

سو جہاں کہیں تم ان کو ملو تو ان کو قتل کرو سو البتہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والوں کو ثواب ہے قیامت کے دن۔

يُجَاوِزُ إِيمَانَهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الَّذِينَ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ فَأَيَّمَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنِ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا جب کہ میں تم سے بیان کروں یعنی جب میں تم سے حضرت ﷺ کی حدیث بیان کروں تو اس کو صریح بیان کرتا ہوں اس میں کوئی تعریض اور توریہ نہیں کرتا اور جب میں حضرت ﷺ سے بیان نہ کروں بلکہ اپنی طرف سے بیان کروں تو توریہ کرتا ہوں تاکہ دغا کروں ساتھ اس کے جس سے لڑوں اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کسی نہر یا نالے پر گزرتے تو کہتے صدق اللہ ورسولہ تو لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین! تم ہمیشہ یہ کلمہ کہتے ہو تو کہا کہ جب میں تم کو حضرت ﷺ کی حدیث بیان کروں، الخ اور علی رضی اللہ عنہ یہ لڑائی کی حالت میں کہتے تھے اور جب واقع ہوتا ان کے واسطے کوئی امر وہم دلاتے کہ ان کے پاس کوئی اثر ہے سو خوف کیا انہوں نے اس واقعہ میں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ گمان کریں کہ قصہ پستان والے کا اسی قبیل سے ہے تو ان کو واضح کر دیا کہ اس امر میں ان کے پاس نص صریح ہے اور بیان کیا ان کے واسطے کہ جب وہ حضرت ﷺ سے حدیث بیان کریں تو اس میں توریہ اور تعریض نہیں کرتے اور جب حضرت ﷺ سے حدیث بیان نہ کریں بلکہ اپنی طرف سے بیان کریں اور صدق اللہ ورسولہ کہیں تو یہ اس واسطے کرتے ہیں تاکہ دھوکا اور فریب دیں اس کو جس سے لڑتے ہوں اسی واسطے استدلال کیا ساتھ اس حدیث کے الحوب خدعة پس یہ سبب ہے اس کلام کا اور یہ جو کہا بہتر لوگوں کا سا کلام یعنی قرآن اور بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ بات ہو جو ظاہر میں اچھی ہو اور باطن میں برخلاف ہو جیسے قول ان کا لا حکم الا للہ اور مراد یہ ہے کہ زبان سے ایمان لائیں گے دل سے نہ لائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ عبیدہ نے تین بار قسم دے کر علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تو نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے تین بار قسم کھا کر کہا کہ ہاں، کہا نووی رحمہ اللہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حلف کی اس نے تاکہ سور کہ ہو امر نزدیک سامع کے تاکہ ظاہر ہو معجزہ حضرت ﷺ کا اور یہ کہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حق پر ہیں اور تاکہ قسم لینے والے کو اطمینان ہو واسطے مدد کرنے تو ہم اس چیز کے کہ اشارہ کیا اس کی طرف علی رضی اللہ عنہ نے کہ لڑائی دغا ہے سو وہ ڈرا کہ اس نے حضرت ﷺ سے اس میں کوئی چیز منصوص نہ سنی ہو۔ (فتح)

۶۴۱۹۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور عطاء سے روایت ہے کہ دونوں نے آ کر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا خارجیوں کے حال سے کیا تو نے کچھ حضرت ﷺ سے سنا ہے؟ اس نے کہا

۶۴۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي

میں نہیں جانتا کہ حرور یہ کیا ہیں اور کون ہیں؟ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نکلے گی اس امت میں اور نہیں کہا اس سے ایک قوم کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانو گے یعنی بہ نسبت اس کی پڑھیں گے قرآن کو ان کے حلق یا زخروں سے نیچے نہ اترے گا نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر نشانے سے سو تیر مارنے والا تیر کی طرف دیکھے اور اس کے پھل کی طرف دیکھے اور اس کے باڑی کی طرف دیکھے سو شک کرے تیر کے سر میں کہ کیا کوئی چیز خون سے اس کے ساتھ لگی ہے یا نہیں یعنی دین اسلام سے صاف نکل جائیں گے کوئی لگائی نہیں رہے گا۔

سَلَمَةَ وَعَطَاءَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ
الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحُرُورِيَّةِ أَسَمِعْتَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَدْرِي
مَا الْحُرُورِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ
يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتِكُمْ مَعَ
صَلَاتِهِمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ
حُلُوقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ
مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِي
إِلَى سَهْمِهِ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيَتَمَارَى
فِي الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ حقیر جانوں گے اور اس حدیث میں اشارہ ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اس طرف کہ خارجی لوگ کافر ہیں اور وہ غیر اس امت سے ہیں اور فوقہ جگہ تانت کی ہے تیر سے۔

۶۴۲۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور ذکر کیا حرور یہ کو سو کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔

۶۴۲۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِيهِ حَدَّثَهُ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ الْحُرُورِيَّةَ فَقَالَ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُقُونَ مِنَ
الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

فائدہ: بخاری رضی اللہ عنہ اس حدیث کو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کے پیچھے لایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ توقف ابو سعید رضی اللہ عنہ کا جو مذکور ہے محمول ہے اس پر کہ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا کہ نہیں نص کی حدیث مرفوع میں اوپر نام ان کے ساتھ اس اسم کے یعنی خارجیوں کو حرور یہ کہنا نص حدیث میں نہیں ہے نہ یہ کہ حدیث ان کے حق میں وارد نہیں ہوئی۔ (فتح)

جو نہ لڑے خارجیوں سے واسطے الفت کے اور یہ کہ لوگ اس سے نفرت نہ پکڑیں

بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّالِفِ
وَأَنَّ لَا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

۶۴۲۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال تقسیم کرتے تھے تو عبد اللہ ذوالخویصرہ سے آیا سو اس نے کہا اے پیغمبر! عدل کر برابر بانٹ ہم کو بھی دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کم بخت! اگر میں عدل نہ کروں گا تو پھر دنیا میں کون عادل پیدا ہوگا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! اگر حکم ہو تو اس کی گردن کاٹ ڈالوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ اور مت مارو سو بے شک اس کے چند ساتھی ہوں گے یعنی اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ حقیر جانے گا وہ لوگ دین اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے سو تیر مارنے والا تیر کے پر کو دیکھے تو اس میں کچھ خون کا اثر نہ پائے پھر اس کے پھل کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر اس کی بازو کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے تیر پار نکل گیا پیٹ کے گوہر اور خون سے یعنی جیسے پار ہوئے تیر میں جانور کا کچھ اثر نہیں لگا رہتا اسی طرح اس قوم میں اسلام کا کچھ اثر باقی نہ رہے گا اس قوم کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک مرد ہوگا جس کا ایک ہاتھ یا فرمایا ایک پستان جیسے عورت کا پستان یا فرمایا جیسے گوشت کا ٹکڑا جنہیں کیا کرے گا آدمیوں کے عمدہ تر گروہ پر خروج کریں گے علی رضی اللہ عنہ سے باغی ہوں گے وہ لوگ اختلاف اور پھوت کے زمانے میں ظاہر ہوں گے ابو سعید رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی نے کہا البتہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خارجی لوگ پیدا ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل کیا اور میں بھی اس لڑائی میں ان

۶۴۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ اْعْدِلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يْعْدِلُ إِذَا لَمْ اْعْدِلْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِي اْضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ دَعُهُ فَإِنَّ لَهُ اَصْحَابًا يَحْفِرُ اْحَدَكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ يُنْظَرُ فِي قُدْذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصِيْبِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْكُ وَالدَّمُ اَيْتَهُمْ رَجُلٌ اِحْدَى يَدَيْهِ اَوْ قَالَ ثُدْيِيْهِ مِثْلُ ثُدْيِ الْمَرْأَةِ اَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدْرَدُرُ يَخْرُجُونَ عَلٰى حِينٍ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُو سَعِيْدٍ اَشْهَدُ سَمِعْتُ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهُ جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلٰى النَّعْتِ الَّذِي نَعْتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَزَلَّتْ فِيْهِ «وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ».

کے ساتھ موجود تھا لایا گیا وہ مرد اس صفت پر جو حضرت ﷺ نے بیان فرمائی یعنی جس نشانی کا مرد حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی نشانی کا آدمی اس قوم میں موجود تھا سو یہ آیت اتری کہ ان میں سے بعض طعن کرتے ہیں تجھ کو تقسیم صدقات میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو چھوڑ دو مت مارو تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس کے نہ مارنے کا سبب یہ ہے کہ اس کے چند ساتھی ہوں گے صفت مذکور پر اور یہ نہیں چاہتا ہے اس کے نہ مارنے کو باوجود اس کے کہ اس نے حضرت ﷺ کی خدمت میں ایسی بے ادبی کی اور آپ کے سامنے ایسا سخت کلام کیا سو احتمال ہے کہ مصلحت تالیف کے واسطے اس کو قتل نہ کیا ہو جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس کو سمجھا اس واسطے کہ وصف کی ان کی ساتھ عبادت کے باوجود ظاہر کرنے اسلام کے سو اگر حضرت ﷺ ان کے قتل کی اجازت دیتے تو یہ ان کے سوائے اور لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی نفرت کا سبب ہوتا لوگ اسلام میں داخل ہونے سے نفرت کرتے اور یہ جو کہا کہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی قراءت کو اللہ نہیں بلند کرے گا اور نہیں قبول کرے گا اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ عمل نہ کریں گے سو ان کو اس کے پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو قرآن میں کچھ حصہ نہیں مگر گزرتا اس کا ان کی زبان پر ان کے حلق تک نہ پہنچے گا چہ جائیکہ ان کے دل میں پہنچے اس واسطے کہ مطلوب سمجھنا اس کا ہے ساتھ واقع ہونے اس کے دل میں اور یہ مثل قول ان کے ہے کہ ان کا ایمان ان کے زخروں سے نیچے نہ اترے گا یعنی زبان سے نکلے پڑھیں گے اور اس کو دل سے نہ پہچانیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا بازو ہوگا اور ہاتھ نہ ہوگا اس کے بازو پر جیسے عورت کا پستان اس پر سفید بال ہیں اور حضرت ﷺ نے دوسری صف ان کی یہ فرمائی کہ ان کے سر منڈے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ قتل کرے گا ان کو وہ گروہ جو حق سے قریب تر ہوگا اور اس میں ہے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تم ہو اے عراق والو! جنہوں نے خارجیوں کو قتل کیا یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے حبیب بن ابی ثابت سے کہ میں ابو دائل کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ خبر دے مجھ کو ان لوگوں کے حال سے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا کس بات میں وہ علی رضی اللہ عنہ سے جدا ہوئے اور کس سبب سے ان کا لڑنا جائز ہوا تو اس نے کہا کہ جب ہم صفین میں تھے تو سخت ہوئی لڑائی اہل شام میں سو انہوں نے قرآن کو اٹھایا سو ذکر کیا اس نے قصہ منصفی کا سو کہا خارجیوں نے جو کہا اور اترے حرور میں سو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کھلا بھیجا تو انہوں نے رجوع کیا سو انہوں نے کہا کہ اگر اس نے قضیہ کو قبول کیا تو ہم اس سے لڑیں گے اور اگر اس نے اس کو توڑ ڈالا تو ہم اس کے ساتھ شامل ہوں گے پھر ان میں سے ایک فرقہ پھوٹ نکلا لوگوں کو قتل کرنے

لگے سو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے ان کے بارے میں حدیث بیان کی اور حاکم اور طبرانی وغیرہ نے عبد اللہ بن شداد کے طریق سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جب معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی اور دونوں نے دو منصفوں کو مقرر کیا تو آٹھ ہزار آدمی نے قراء سے اُن سے بغاوت کی اور حروراً میں اترے کوفہ کی جانب میں اور علی رضی اللہ عنہ کو اس پر جھڑکی دی سو کہا انہوں نے کہ تو نے پیرا بن اتار ڈالا جو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پہنایا تھا اور تو الگ ہو اس نام سے جو اللہ تعالیٰ نے تیرا نام رکھا تھا پھر اس نے منصف ٹھہرایا مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم میں اور حالانکہ نہیں ہے حکم کسی کا سوائے اللہ کے تو یہ خبر علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ایک بڑا قرآن منگوا یا سو اس کو ہاتھ مارنے لگے اور کہنے لگے اے قرآن! لوگوں سے بات کرو تو لوگوں نے کہا کہ وہ آدمی نہیں وہ تو صرف سیاہی اور کاغذ ہے اور ہم کلام کرتے ہیں ساتھ اس کے جو اس سے ہم نے روایت کی سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اور لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب منصف ہے اللہ تعالیٰ ایک مرد کے عورت کے حق میں فرماتا ہے ﴿فَإِنْ حَفَّتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعُوثَا حَكْمًا مِنْ أَهْلِهِ﴾ الآیۃ اور محمد ﷺ کی امت بہت بڑی قدر والی ہے ایک مرد کی عورت سے اور انہوں نے عیب کیا مجھ پر اس میں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی اور حالانکہ حضرت ﷺ نے سہیل بن عمرو سے خط و کتابت کی اور البتہ تمہارے واسطے حضرت ﷺ کی بہتر چال چلنی ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کی طرف بھیجا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے مناظرہ کیا تو چار ہزار نے ان میں سے رجوع کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے باقی لوگوں کو کہلا بھیجا کہ تو یہ کریں انہوں نے نہ مانا تو ان کو کہلا بھیجا کہ تم جہاں چاہو اور ہمارے اور تمہارے درمیان یہ عہد و پیمان ہے کہ نہ قتل کرو کسی کو ناحق اور نہ رہزنی کرو اور نہ ظلم کرو اور اگر تم نے کیا تو جاری ہوگی تمہاری طرف لڑائی اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے لڑائی کے بعد کہا کہ جس نشانی کا مرد حضرت ﷺ نے بیان فرمایا تھا اس نشانی کا مرد لاشوں میں تلاش کرو سو لوگوں نے اس کو لاشوں میں تلاش کیا سو نہ پایا پھر علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے یہاں تک کہ آئے اُن لاشوں پر جو ایک دوسری پر پڑی تھیں سو کہا کہ ان کو الگ کرو سو انہوں نے اس کو لاش کے نیچے پایا زمین سے لگا ہوا۔

تنبیہ: ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح ایک اور قصہ بھی خارجیوں کے حق میں آیا ہے جو اس قصے کے مخالف ہے اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جا اس کو قتل کر ڈال سو علی رضی اللہ عنہ گئے اور اس کو نہ پایا وہ ان کے جانے سے پہلے کہیں چلا گیا اور ممکن ہے کہ یہ وہی پہلا مرد ہو اور یہی قصہ پہلے قصے سے مترسخی ہو اول اس کے مارنے سے منع کیا پھر اس کے مارنے کی اجازت دی واسطے دور ہونے علت منع کے اور وہ تالیف ہے اور شاید اسلام کے پھیل جانے کے بعد تالیف کی حاجت نہ رہی ہوگی اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں اس میں بڑی فضیلت ہے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے اور یہ کہ وہی تھے امام بحق اور یہ کہ وہی تھے حق پر ان لوگوں کی لڑائی میں جن سے لڑے جنگ جمل اور صفین وغیرہ میں اور یہ کہ مراد ساتھ حصر کے کاغذ میں ان کے اس قول میں ما عندنا الا القرآن والصحیفۃ مقید

ہے ساتھ کتابت کے نہ یہ کہ نہیں پاس ان کے حضرت ﷺ سے کوئی چیز اس چیز سے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو اطلاع دی آئندہ زمانے کے حالات سے مگر جو اس کاغذ میں ہے سو البتہ شامل ہیں طریقے اس حدیث کے بہت چیزوں پر جن کا علم علی رضی اللہ عنہما کو حضرت ﷺ کی طرف سے تھا اس قسم سے کہ متعلق ہے ساتھ خوارج وغیرہ کے اور ثابت ہو چکا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ خبر دیتے تھے کہ ان کو بد لوگوں کا قتل کرے گا اور احتمال ہے کہ ہونٹی مقید ساتھ مختص ہونے ان کے ساتھ اس کے یعنی اس میں اور کوئی ان کے ساتھ شریک نہیں سونہ وارد ہوگی حدیث باب کی اس واسطے کہ اس میں اور لوگ بھی ان کو شریک ہیں اگرچہ ان کے پاس زیادتی ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ وہ صاحب قصہ ہیں سو ان کی کوشش اس کے ساتھ غیر سے زیادہ ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کے اعتقاد میں امام سے بغاوت جائز ہو اس سے لڑائی نہ کی جائے جب تک کہ اس کے واسطے لڑائی کو قائم نہ کرے یا اس کے واسطے مستعد نہ ہو اور حکایت کیا ہے طبری نے اس پر اجماع کو اس کے حق میں کہ نہ تکفیر کی جائے اس کی اعتقاد اس کے سے اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے لکھا بیچ باز رہنے کے خارجیوں کے لڑنے سے جب تک کہ ناحق خون ریزی نہ کریں یا مال لیں سو اگر کریں تو ان سے لڑو اگرچہ میری اولاد ہوں اور عطاء سے ہے جب کہ رہنی کریں اور ڈاکہ ماریں اور اس میں ہے کہ نہیں جائز ہے قتال خوارج کا اور قتل کرنا ان کا مگر بعد قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے بایں طور کہ ان کو بلایا جائے کہ حق کی طرف رجوع کریں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہما نے ترجمہ میں ساتھ آیت کے جو اس میں مذکور ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس شخص کے واسطے جو قائل ہے ساتھ تکفیر خوارج کے یعنی خارجی لوگ کافر ہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے بخاری رضی اللہ عنہما کی کاری گری سے کہ ان کو ملحدوں کے ساتھ جوڑا اور تاویل کرنے والوں کو ان سے الگ جدا باب میں بیان کیا اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے ابو بکر بن عربی نے ترمذی کی شرح میں سو کہا صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ نکل جائیں گے اسلام سے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا اور قوم عاد کی کفر سے ہلاک ہوئی اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بدتر ہیں سب خلقت میں اور نہیں وصف کیے جاتے ساتھ اس کے مگر کافر لوگ اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب خلق سے زیادہ دشمن ہیں اور اس واسطے کہ جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہو اس کو کافر جانتے ہیں اور مخلد فی النار شمار کرتے ہیں سو وہ بطریق اولیٰ کافر ہوں گے اور اسی کی طرف میل کی ہے تقی الدین سبکی نے سو اس نے کہا کہ جو شخص خارجیوں کو کافر کہتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وہ لوگ بڑے بڑے اصحاب کو کافر جانتے ہیں اور یہ بغل گیر ہے حضرت ﷺ کی تکذیب کو کہ حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بہشت کے ساتھ گواہی دی اور یہ حجت میرے نزدیک صحیح ہے اور جو ان کو کافر نہیں کہتا اس کی حجت یہ ہے کہ اس کو کافر کہنا چاہتا ہے کہ ان کو اس شہادت مذکور کا قطعی علم حاصل ہو اور اس

میں نظر ہے اس واسطے کہ ہم قطعی جانتے ہیں کہ جن کو وہ کافر کہتے ہیں وہ پاک ہیں مرتے دم تک اور یہ کافی ہے ان کی تکفیر میں ہمارے اعتقاد میں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ جو اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے تو دونوں سے ایک اس کے ساتھ پھرتا ہے اور البتہ تحقیق ہو چکا ہے کہ وہ لوگ ایک جماعت اصحاب کو کافر جانتے ہیں جن کے ایمان کا ہم کو قطعی علم حاصل ہو چکا ہے سو واجب ہے کہ ان کو کافر کہا جائے ساتھ مقتضی حدیث حضرت ﷺ کے اور اس کی نظیر وہ شخص ہے جو بت کو سجدہ کرے اور مجمل طور سے اسلام کا معتقد ہو اور فرائض کو ادا کرے کہ یہ اعتقاد اسلام کا اس کو بت کے سجدہ کرنے سے نجات نہیں دیتا اور نہ عمل کرنا ساتھ واجبات کے اور اکثر اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ خارجی لوگ فاسق ہیں اور حکم اسلام کا جاری ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ وہ کلمہ گو ہیں اور ارکان اسلام پر بیعت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو جو کافر کہتے ہیں تو تاویل سے کہتے ہیں کہا خطابی نے اجماع ہے مسلمانوں کا اس پر کہ خارجی لوگ باوجود گمراہ ہونے کے ایک فرقہ ہے مسلمانوں سے جائز ہے نکاح کرنا ان سے اور کھانا ان کے ذبح کیے جانور کا اور نہ کافر کہا جائے ان کو جب تک کہ اصل اسلام کے ساتھ تمسک کرتے ہوں اور کہا ابن بطلال نے کہ جمہور علماء کا یہ مذہب ہے اور کہا قرطبی نے کہ ان کو کافر کہنا ظاہر تر ہے حدیث میں پھر جو لوگ خارجیوں کو کافر جانتے ہیں ان کے قول پر ان سے لڑنا اور ان کے بیوی بچوں کو قید کرنا جائز ہے اور یہ قول ایک گروہ اہل حدیث کا ہے خارجیوں کے اماموں میں اور جو لوگ ان کو کافر نہیں کہتے ان کے قول پر ان کا حکم باغیوں کا حکم ہے اگر لڑائی کو قائم کریں تو ان سے لڑائی کی جائے ورنہ نہ اور اس حدیث میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ جس طرح حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور یہ اس واسطے کہ جب خارجیوں نے اپنے مخالفوں کو کافر کہا تو ان کے خونوں کو حلال جانا اور مشرکوں سے لڑنا چھوڑ دیا اور اس حدیث میں ہے کہ لڑنا خارجیوں سے اولیٰ ہے مشرکوں کے قتال سے اس واسطے کہ ان کے لڑنے میں حفظ راس المال اسلام کا ہے اور مشرکوں کی لڑائی میں طلب کرنا نفع کا ہے اور حفظ راس المال کا اولیٰ ہے اور اس میں زجر ہے عمل کرنے سے ساتھ ظاہر جمیع آیات کے جو تاویل کے قابل ہیں جن کے ظاہر پر عمل کرنے سے اجماع سلف کی مخالفت لازم آتی ہے اور اس میں ڈرانا ہے غلو اور مبالغہ کرنے سے بیچ دیانت کے اور شدت کرنے سے عبادت میں جس کی شارع نے اجازت نہیں دی اور حضرت ﷺ نے شریعت کی تعریف کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ بہل اور آسان ہے اور رغبت وی مسلمانوں کو کہ مسلمانوں کے ساتھ نرمی کریں اور اور کافروں کے ساتھ سختی کریں اور خارجیوں نے اس کا عکس کیا اور یہ کہ جائز ہے لڑنا اس شخص سے جو امام پر خروج کرے اور امام عادل کی طاقت سے نکلے اور جو قائم کرے لڑائی کو اور لڑے اعتقاد فاسد پر اور جو راہزنی کرے اور راہ میں ڈرائے اور زمین میں فساد کرے اور جو حاکم ظالم کی فرمانبرداری سے نکلے اور جو ارادہ کرے غالب ہونے کا اس کے مال پر یا اہل پر یا نفس پر تو وہ معذور ہے اس سے لڑنا جائز نہیں اور اس کو جائز ہے کہ اپنے اہل اور جان اور مال سے اس کو ہٹا

دے بقدر طاقت اپنی کے اور اس میں جواز قتال خوارج کا ہے ساتھ پہلی شرطوں کے اور ثابت ہونا اجر کا اس کے واسطے جو ان کو قتل کرے اور یہ کہ بعض مسلمان دین سے نکلے ہیں بغیر قصد کرنے کے اور بغیر اس کے کہ اسلام کے سوائے کوئی اور دین اختیار کریں اور اس میں ہے کہ خارجی لوگ امت محمدی کے سب بدعتی فرقوں سے بدتر ہیں بلکہ یہود اور نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں اور یہی ہے ان کے کفر پر کہ خارجی لوگ مطلب کافر ہیں۔ (فتح)

۶۴۲۲۔ حضرت یسیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سہل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے خارجیوں کے حق میں کچھ فرماتے تھے؟ اس نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے اور اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے ایک قوم نکلے گی قرآن کو پڑھیں گے ان کے ہنسیوں سے نیچے نہ اترے گا وہ لوگ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔

۶۴۲۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَأَهْوَى بِبِدِهِ قِبَلَ الْعِرَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے تصریح کی کہ حروریہ ہی مراد ہیں ساتھ اس قوم کے جو ان دونوں بابوں کی حدیثوں میں مذکور ہیں سو یہ قوی کرتا ہے اس چیز کو جو پہلے گزری کہ توقف کیا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ان کے نام اور نسبت میں نہ بیچ ہونے ان کے مرد اور روایت کیا ہے اس حدیث کو پچیس اصحاب نے سوائے علی رضی اللہ عنہ کے۔ باب قول النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتُلَ فِتْنَانِ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةً.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ ہرگز نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو گروہ دعویٰ دونوں کا ایک ہی ہوگا۔

۶۴۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو گروہ دعویٰ دونوں کا ایک ہی ہوگا۔

۶۴۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلَ فِتْنَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةً.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ دونوں کے درمیان بڑی لڑائی ہوگی اور مراد اس حدیث میں دو گروہ سے گروہ علی رضی اللہ عنہ اور گروہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور مراد ساتھ

دعویٰ کے اسلام ہے راجح قول پر یعنی دونوں اسلام پر لڑیں گے اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کا اعتقاد یہ ہوگا کہ وہ حق پر ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے اشارہ کرنے کے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے جیسے کہ روایت کی طبرانی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث باب کے اور زیادہ کیا اس کے اخیر میں کہ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک گروہ نکلے گا قتل کرے گا ان کو وہ گروہ جو حق سے قریب تر ہوگا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اس کی واسطے ما قبل کے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَتَاوِيلِ
جو آیا ہے تاویل کرنے والوں کے بیان میں

فائدہ: اس کا بیان کتاب الادب میں ہو چکا ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو مسلمان کو کافر کہے دیکھا جائے سواگر بغیر تاویل کے ہو تو مستحق ہے مذمت کا اور اکثر اوقات کہنے والا ہی کافر ہو جاتا ہے اور اگر تاویل سے ہو تو اس میں دیکھا جائے اگر تاویل ناجائز ہو تو بھی مذمت کا مستحق ہے اور نہیں پہنچتا طرف کفر کی بلکہ اس کی خطا کی وجہ اس کے واسطے بیان کی جائے اور جھڑکی دی جائے اس کو جو اس کے لائق ہو اور نہیں لاحق ساتھ اول کے نزدیک جمہور کے اور اگر جائز تاویل کے ساتھ ہو تو نہیں مستحق ہے ذم کا بلکہ قائم کی جائے اس پر حجت یہاں تک کہ رجوع کرے طرف صواب کی کہا علماء نے ہر تاویل کرنے والا معذور ہے گنہگار نہیں جب کہ اس کی تاویل جائز ہو عرب کی زبان میں اور علم میں اس کے واسطے کوئی وجہ ہو۔ (فتح)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سنا حضرت ﷺ کی زندگی میں سو میں نے اس کی قراءت کی طرف کان لگایا سواچانک وہ اس کو پڑھتا ہے اس قراءت پر جو حضرت ﷺ نے مجھ کو اس طرح نہیں پڑھائی یعنی دوسری طرح پڑھتا تھا اور مجھ کو اور طرح سے یاد تھا سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس کو لپیٹوں سو میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا سو جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی یا اس کی چادر اس کے گلے میں ڈالی سو میں نے کہا کہ کس نے یہ سورت تجھ کو پڑھائی ہے؟ اس نے کہا حضرت ﷺ نے مجھ کو یہ سورت پڑھائی ہے میں نے

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي
يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ
بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدُ
الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا
سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ
هَشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ
فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَائَتِهِ فَإِذَا هُوَ
يَقْرُؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ
يُقْرَأْ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَذَلِكَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي
الصَّلَاةِ فَانظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ ثُمَّ لَبَّيْتُهُ

اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک حضرت ﷺ نے مجھ کو یہ سورت پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا سو میں اس کو کھینچتا ہوا حضرت ﷺ کی طرف چلا سو میں نے کہا یا حضرت! میں نے اس کو سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سنا اس قراءت سے جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائی اور آپ ہی نے مجھ کو سورہ فرقان پڑھائی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا چھوڑ دے اس کو اے عمر! اے ہشام! پڑھ سو اس نے اس کو حضرت ﷺ پر پڑھا اس قراءت سے جس طرح میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی طرح اتری ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اے عمر تو پڑھ سو میں نے پڑھا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی طرح اتری پھر فرمایا کہ یہ قرآن اتارا گیا ہے عرب کی سات بولیوں میں سو اس میں سے پڑھو جو تم کو آسان معلوم ہو۔

بِرِدَائِهِ أَوْ بَرَدَائِي فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ
هَذِهِ السُّورَةَ قَالَ أَقْرَأْتِيهَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ
فَوَاللَّهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي
سَمِعْتُكَ تَقْرؤها فَانطَلَقْتُ أَقْوَدُهُ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا
يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ
تَقْرَأْنِيهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَرْسَلَهُ يَا عُمَرُ أَقْرَأُ يَا هِشَامُ فَقْرَأَ عَلَيْهِ
الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتَهُ يَقْرؤها قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَكَذَا أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأُ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ
فَقَالَ هَكَذَا أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَا
الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَيَّ سَبْعَةَ أَحْرَفٍ
فَأَقْرؤُوا مَا تيسَّرَ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب فضائل القرآن میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ حضرت ﷺ نے نہ مواخذہ کیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ تکذیب ہشام کے اور نہ اس کے گلے میں چادر ڈالنے سے اور نہ اس سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا ایقاع کا ساتھ اس کے بلکہ سچا کہا ہشام کو اس چیز میں جو اس نے نقل کی اور معذور رکھا عمر رضی اللہ عنہ کو انکار میں اور نہ زیادہ کیا اس کو اوپر بیان کرنے حجت کے بیچ جائز ہونے دونوں قراءتوں کے۔ (فتح) ۶۴۲۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَتِهِ أَنَّ
عُمَرَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ سَبْعَ أَحْرَفٍ
فَقَالَ هَكَذَا أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَيَّ سَبْعَةَ أَحْرَفٍ فَأَقْرؤُوا مَا تيسَّرَ مِنْهُ.

کو ظلم سے نہ ملایا تو یہ بات حضرت ﷺ کے اصحاب پر بہت بھاری پڑی اور کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں جیسا تم نے گمان کیا وہ مطلب تو یوں ہے جیسا لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اے بیٹا! اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

وَكَيْفَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا إِنَّا لَمْ يَظْلِمْنَا نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ ﴿يَا بُنَيَّ لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں اس جہت سے ہے کہ نہ مواخذہ کیا حضرت ﷺ نے اصحاب کو اس پر کہ انہوں نے آیت میں ظلم کے معنی عام سمجھے کہ ظلم گناہ کو بھی شامل ہے بلکہ ان کو معذور رکھا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے تاویل میں پھر ان کے واسطے بیان کیا کہ ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں۔ (فتح) ۶۴۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ سَمِعْتُ عَبَّانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ عَدَا عَلِيٌّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنَا ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَقُولُونَ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ قَالَ بَلَى قَالَ فَإِنَّهُ لَا يُوَالِي عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔

۶۴۲۵۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اول دن میں میرے پاس تشریف آئے تو ایک مرد نے کہا کہاں ہے مالک بن دشمن؟ تو ہم میں سے ایک مرد نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں رکھتا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کو نہیں سنا لا الہ الا اللہ کہتا اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہے؟ کہا کیوں نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا سو بے شک شان یہ ہے کہ نہیں لائے گا کوئی بندہ قیامت کے دن مگر کہ اللہ تعالیٰ آگ کو اس پر حرام کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے نہ مواخذہ کیا ان لوگوں پر جنہوں نے مالک بن دشمن کے حق میں کہا جو کہا بلکہ ان کے واسطے بیان کیا کہ احکام

اسلام کے ظاہر پر جاری ہیں باطن پر نہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ سمجھ لے گا۔

۶۴۲۶۔ حضرت فلان سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا ابو عبد الرحمن اور حبان نے سوا ابو عبد الرحمن نے حبان سے کہا البتہ میں نے معلوم کی وہ چیز جس نے تیرے ساتھی یعنی علی رضی اللہ عنہ کو خون ریزی پر دلیر کیا حبان نے کہا وہ کیا ہے؟ تیرا باپ نہ ہو ابو عبد الرحمن نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو مرثد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ہم سب سوار تھے سو فرمایا چلو یہاں تک کہ روضہ حاج میں جس کو کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کہا ابو عوانہ نے سو وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس خط ہے حاطب رضی اللہ عنہ کا مشرکین مکہ کی طرف سوا اس کو میرے پاس لے آؤ سو ہم اپنے گھوڑوں پر چلے یہاں تک کہ ہم نے اس کو پایا جہاں حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا اپنے اونٹ پر چلتی تھی اور حاطب رضی اللہ عنہ نے مکے والوں کو لکھا تھا حال حضرت ﷺ کے چلنے کا ان کی طرف یعنی حضرت ﷺ تمہاری طرف چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہم نے کہا کہاں ہے وہ خط جو تیرے پاس ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں سو ہم نے اس کو اونٹ کے ساتھ بٹھلایا پھر ہم نے اس کے کجاوے میں خط ڈھونڈا تو ہم نے کچھ چیز نہ پائی تو میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ ہم اس کے پاس خط نہیں دیکھتے تو میں نے کہا البتہ ہم کو معلوم ہے کہ حضرت ﷺ نے جھوٹ نہیں بولا پھر قسم کھائی علی رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ خط نکال یا میں تجھ کو ننگا کروں گا سو وہ اپنے تہ بند بندھنے کی جگہ کی طرف جھکی اور وہ کمر میں چادر باندھے تھی سو اس نے خط نکالا تو ہم اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! البتہ اس نے اللہ اور اس

۶۴۲۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ تَنَارَعَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةٍ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ لِحِبَّانٍ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا الَّذِي جَرَّأَ صَاحِبِكَ عَلَى الدَّمَاءِ يَعْنِي عَلِيًّا قَالَ مَا هُوَ لَا أَبَا لَكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُولُهُ قَالَ مَا هُوَ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرُ وَأَبَا مَرْثِدٍ وَكُنَّا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ حَاجٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ هَكَذَا قَالَ أَبُو عَوَانَةَ حَاجٍ فَإِنَّ فِيهَا امْرَأَةً مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَأَتَوْنِي بِهَا فَأَنْطَلَقْنَا عَلَى أَفْرَاسِنَا حَتَّى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيرُ عَلَيَّ بِعَيْرِ لَهَا وَقَدْ كَانَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكَ قَالَتْ مَا مَعِيَ كِتَابٌ فَأَنْحَنَّا بِهَا بِعَيْرِهَا فَأَبْتَعِينَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا فَقَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرَى مَعَهَا كِتَابًا قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَلَفَ عَلَيَّ وَالَّذِي يُحَلِّفُ بِهِ لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأَجْرِدَنَّكَ فَأَهْوَتْ إِلَيَّ

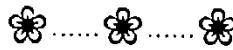
کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی ہے حکم ہو تو اس کی گردن ماروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس پر جو تو نے کیا تو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو کیا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان دار نہ ہوں لیکن میں نے ارادہ کیا کہ کفار مکہ پر کچھ احسان اور منت رکھوں کہ دفع اور دور کی جائے تکلیف ساتھ اس کے میرے اہل اور مال سے اور آپ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کے واسطے وہاں اس کی قوم میں سے وہ شخص ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس کے اہل اور مال سے تکلیف دور کرے حضرت ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا سو نہ کہو اس کو مگر نیک کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر پہلی بات دوہرائی سو کہا یا حضرت! البتہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی خیانت کی مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا یہ جنگ بدر والے اصحاب میں سے نہیں ہے اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس جنگ بدر والے گروہ پر البتہ آگاہ ہو چکا سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سو البتہ میں نے تمہارے واسطے بہشت کو واجب کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں سے بہت آنسو جاری ہوئے یعنی بہت روئے یعنی یہ سبب اس خطا کے کہ حاطب رضی اللہ عنہ کو واجب القتل جان کر اس کے مارنے کا ارادہ کیا سو کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے۔ کہا ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ خان صحیح تر ہے لیکن کہا ابو عوانہ نے حاج اور حاج تصحیف ہے اور وہ ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینے کے اور کہا یشم نے خان۔

حُجِرَتْهَا وَهِيَ مُحْتَجِرَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيفَةَ فَأَتَوْا بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنِينَ دَعَيْتُ فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي أَنْ لَا أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلِكَيْبِ أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يُدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَيَلِيسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ قَالَ صَدَقَ لَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا قَالَ فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنِينَ دَعَيْتُ فَلَاضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ أَوْلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَمَا يَدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَطَّلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ أَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ أُوجِبْتُ لَكُمْ الْجَنَّةَ فَأَغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ خَانَ خَاخِ أَصْحَحُ وَلَكِنْ كَذَا قَالَ أَبُو عَوَانَةَ حَاجٌ وَحَاجٌ تَصْحِيفٌ وَهُوَ مَوْضِعٌ وَهَشِيمٌ يَقُولُ خَاخِ.

فائدہ: خون ریزی پر یعنی مسلمانوں کی خون ریزی پر اس واسطے کہ مشرکوں کے خون تو بالاتفاق مندوب ہیں جب

حضرت رضی اللہ عنہم نے مکے کے جہاد کا ارادہ کیا تو بعض اصحاب سے چھپ کر کہا اور لوگوں میں مشہور ہوا کہ حضرت رضی اللہ عنہم غیر مکے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ بات حاطب رضی اللہ عنہ نے سنی اور اہل مکہ کو چھپ کر لکھا اور ایک عورت کو خط دیا حضرت رضی اللہ عنہم کو وحی سے معلوم ہوا حضرت رضی اللہ عنہم نے وہ خط راہ سے پکڑا منگوا یا پھر حاطب رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا کہ یہ خط تو نے لکھا تھا؟ اس نے کہا ہاں، اور ایک روایت میں ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نے شک نہیں کیا جس دن سے میں مسلمان ہوا اور یہ جو فرمایا کہ اس نے سچ کہا تو احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو حضرت رضی اللہ عنہم نے صدق اس کا اس چیز سے کہ اس نے ذکر کی عذر سے اور احتمال ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہم کو وحی سے معلوم ہوا ہو اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر پہلی بات دوہرائی تو یہ صریح ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دو بار کہا سو پہلی بار میں تو معذور تھے اس واسطے کہ اس میں اس کا عذر نہیں ظاہر ہوا تھا اور دوسری بار میں تو اس کا عذر واضح ہو چکا تھا کہ اس نے اپنے اہل اور مال کی حفاظت کے واسطے یہ کام کیا تھا اور حضرت رضی اللہ عنہم نے بھی اس کی تصدیق کی تھی اور منع فرمایا کہ اس کو نہ کہو مگر نیک تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات دوہرانے میں اشکال ہے اور جواب یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا تھا کہ اس کا سچا ہونا اپنے عذر میں نہیں دفع کرتا جو واجب ہے اس پر قتل سے اور مراد اعمالوا ما شتمتہ سے یہ ہے کہ بے شک گناہ ان کے واقع ہوں گے بخشے گئے یہاں تک کہ اگر مثلاً کوئی فرض ترک کریں تو ان کو اس کا مواخذہ نہیں ہوگا اور اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جو مباشر ہو بعض اعمال صالحہ کا تو اس کے بدلے اس کو بہت ثواب ملتا ہے جو مقابل ہو گناہوں کو جو حاصل ہوں بہت فرضوں کے ترک کرنے سے اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے یہ کہ ایمان دار اگر چہ پہنچے ساتھ نیک عمل کے اس رتبے کو کہ اس کے واسطے بہشت واجب ہو جائے لیکن تاہم گناہ میں واقع ہونے سے معصوم نہیں اس واسطے کہ حاطب رضی اللہ عنہ داخل ہوا ان لوگوں میں جن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے بہشت کو واجب کیا اور باوجود اس کے واقع ہوا اس سے جو واقع ہوا اور اس میں تعقب ہے اس پر جو تاویل کرتا ہے کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے اعمالوا ما شتمتہ یہ ہے کہ وہ محفوظ ہیں گناہ میں واقع ہونے سے اور اس میں رو ہے اس شخص پر جو کافر کہتا ہے مسلمان کو ساتھ ارتکاب گناہ کے اور اس پر جو یقین کرتا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا اور اس پر جو یقین کرتا ہے کہ ضروری ہے کہ اس کو عذاب ہو اور یہ کہ جس سے خطا واقع ہو اس کو لائق نہیں کہ اس سے انکار کرے بلکہ اس کا اقرار کرے اور عذر کرے تاکہ دو گناہ جمع نہ ہوں اور یہ کہ جائز ہے تشدید بیچ طلب خلاص حق کے اور تہدید ساتھ اس چیز کے کہ نہ کرے اس کو تہدید کیا گیا واسطے ڈرانے اس شخص کے کہ اس سے حق نکالنا چاہے اور یہ کہ جائز ہے پھاڑنا جاسوس کے پردہ کا اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو جائز رکھتا ہے اس کے قتل کرنے کو مالکیہ سے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت مانگی اور حضرت رضی اللہ عنہم نے اس کو رد نہ کیا مگر اس واسطے کہ وہ بدر والوں میں سے تھا اور بعضوں نے مفید کیا ہے اس کو ساتھ اس

کے کہ یہ اس سے مکرر واقع ہو اور معروف مالک رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ امام اس میں اجتہاد کرے اور نقل کیا طحاوی نے اجماع کہ مسلمان جاسوس کا خون مباح نہیں اور کہا شافعیہ اور اکثر نے کہ اس کو تعزیر دی جائے اور اگر باعزت آدمی ہو تو اس سے معاف کیا جائے اور اسی طرح کہا اوزاعی رضی اللہ عنہ اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ اس کو درد پہنچایا جائے ساتھ سزا کے اور وارد کیا جائے جس اس کا اور یہ کہ معاف کی جائے ذلت شریف آدمی کی اور کہا بعضوں نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس واسطے درگزر کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی سے اطلاع دی کہ وہ اپنے عذر میں سچا ہے سو اس کا غیر اس کی مانند نہ ہوگا تو جواب دیا ہے قرطبی نے کہ یہ گمان خطا ہے اس واسطے کہ احکام اللہ تعالیٰ کے اس کے بندوں میں جاری ہوتے ہیں ان کے ظاہر پر اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کے حال سے خبر دی جو آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور نہ حلال کیا آپ کے واسطے قتل کرنا ان کا باوجود اس کے واسطے ظاہر کرنے ان کے اسلام کو اور یہی حکم ہے ہر اس شخص کا جو ظاہر کرے اسلام کو بظاہر مسلمان ہو کہ اس پر احکام اسلام کے جاری ہوں گے اور اس حدیث میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی کے حاطب رضی اللہ عنہ کے قصے سے خبر دی اور اس میں مشورہ دینا ہے بڑے آدمی کا امام کو ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہو اس کے واسطے رائے سے جس کا نفع مسلمانوں پر عائد ہو اور امام کو اس میں اختیار ہے چاہے مانے چاہے نہ مانے اور یہ کہ جائز ہے معاف کرنا گنہگار سے اور یہ کہ گنہگار کا کوئی ادب نہیں عزت نہیں اور اجماع ہے اس پر کہ اجنبی عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے برابر ہے کہ مسلمان ہو یا کافر اور اگر اس کی نافرمانی کے سبب سے اس کی حرمت ساقط نہ ہوتی تو اس کو ننگا کرنے کے ساتھی تہدید نہ کرتے اور یہ کہ جائز ہے بخشا تمام گناہوں کا جو جائز الوقوع ہوں اس شخص سے کہ اللہ تعالیٰ چاہے برخلاف اہل بدعت کے جو اس سے انکار کرتے ہیں لیکن محل معاف کا برائے صحابی سے وہ گناہ ہے جس میں حد نہ ہو جیسے کہ زنا وغیرہ میں ہے اور یہ کہ جائز ہے بخشا ان گناہوں کا جو مؤخر ہوں اور دلالت کرتا ہے اس پر دعا کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چند حدیثوں میں اور البتہ وارد ہوئے ہیں چند حدیثوں میں وہ عمل جن کے کرنے والوں کو وعدہ دیا گیا ہے کہ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشے جائیں گے اور یہ کہ نہیں لائق ہے قائم کرنا حد اور تادیب کا حاکم کے سامنے مگر اس کی اجازت سے اور اس میں فضیلت ہے عمر رضی اللہ عنہ کی اور سب اہل بدر کی۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الإکراه

کتاب ہے زبردستی کے بیان میں

فائدہ: وہ لازم کرنا ہے غیر پر وہ چیز جس کو وہ نہ چاہے یعنی زبردستی اور اکراه کی شرطیں چار ہیں اول یہ کہ ہو فاعل اس کا قادر اور پر واقع کرنے اس چیز کے کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور مامور عاجز ہو اس کے دفع کرنے سے اگرچہ ساتھ بھاگنے کے ہو، دوسری یہ کہ غالب ہو اس کے گمان پر کہ اگر وہ باز رہا تو واقع کرے گا یہ ساتھ اس کے، تیسری یہ کہ جس چیز کے ساتھ ڈراتا ہے وہ فوری ہو یعنی اسی وقت واقع ہونے والی ہو اور اگر کہے کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھ کو کل ماروں گا تو وہ مکرہ نہیں گنا جاتا، چوتھی یہ کہ نہ ہو ظاہر امور سے وہ چیز جو دلالت کرے اس کے اختیار پر مثل اس شخص کی جو زبردستی کیا گیا زنا کرنے پر سو اپنا ذکر داخل کیا اور ممکن ہو اس کو کھینچ لینا سو تمادی کرے یہاں تک کہ انزال ہو اور مثل اس شخص کی کہ اس سے کہا گیا کہ تین طلاقیں دے اور اس نے ایک طلاق دی اور اسی طرح عکس اس کا اور نہیں فرق ہے درمیان اکراه کے قول میں اور فعل میں نزدیک جمہور کے اور مستثنیٰ ہے فعل سے جو ہمیشہ حرام ہے جیسا کسی کو ناحق قتل کرنا اور اختلاف ہے مکرہ میں کہ کیا تکلیف دیا جائے ساتھ ترک فعل اس چیز کے کہ اکراه کیا گیا ہے اوپر اس کے یا نہ سو کہا شیخ ابواسحاق شیرازی نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو قتل کرنے پر زبردستی کیا جائے وہ مامور ہے ساتھ بچنے کے قتل کرنے سے اور دفع کرنے کے اپنے نفس سے اور یہ کہ وہ گنہگار ہوتا ہے اگر قتل کرے اس کو جس کے قتل کرنے پر زبردستی کیا گیا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مکلف ہے بیچ حالت اکراه کے اور اسی طرح واقع ہوا ہے غزالی وغیرہ کی کلام میں اور ان کا کلام تقاضا کرتا ہے تخصیص خلاف کو ساتھ اس چیز کے کہ موافق ہو باعث اکراه کا باعث شرع کو مانند اکراه کی قتل کافر پر اور اکراه کی اسلام پر اور بہر حال جس چیز میں باعث اکراه کا باعث شرع کے مخالف ہو مانند اکراه کی قتل پر تو نہیں خلاف ہے بیچ جائز ہونے تکلیف کے بیچ اس کے اور جس فعل سے کوئی چارہ نہ ہو اس میں اختلاف ہے جیسا کہ کوئی پہاڑ سے گرایا جائے اور وہ کسی شخص پر پڑے اس کو قتل کرے اس واسطے کہ نہیں ہے اس کے واسطے کوئی اختیار نہ کرنے میں اور وہ تو اس حالت میں صرف آہ ہے اور نہیں نزاع ہے اس میں کہ وہ غیر مکلف ہے اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اس کے سوا اتفاق ہے قتل پر اور تلف عضو پر اور سخت مار پر اور جس طویل پر۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهُ ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مگر جو زبردستی کیا گیا اور حالانکہ

تسکین پکڑنے والا ہو اس کا دل ساتھ ایمان کے لیکن جو
کھولے ساتھ کفر کے سینہ یعنی واسطے قبول کرنے کفر کے
تو ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ کا۔

مُطْمَئِنُّنَ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ
بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۶﴾

فائدہ: یہ استثناء ہے مقدم ہے گویا کہ کہا گیا کہ ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ کا مگر جو بردستی کیا گیا اس واسطے کہ کفر
ہوتا ہے ساتھ قول اور فعل کے بغیر اعتقاد کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ اعتقاد کے پس استثناء کیا گیا اول اور وہ مکرمہ ہے
اور یہ وعید شدید ہے اس کے حق میں جو مرتد ہو اختیار سے اور بہر حال جو زبردستی کیا جائے اوپر اس کے تو وہ معذور
ہے ساتھ آیت کے اس واسطے کہ استثناء اثبات سے نفی ہے سو یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ نہ داخل ہو جو زبردستی کیا گیا
کفر پر تحت وعید کے اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ ان کو مشرکین مکہ نے پکڑا اور
سخت عذاب کیا تو عمار رضی اللہ عنہ نے زبان سے کہا کہ میں نے کفر کیا ساتھ محمد ﷺ کے اور جولائے یہ بات کافروں کو خوش
لگی انہوں نے ان کو چھوڑ دیا پھر عمار رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو
اپنے دل کو کس طرح پاتا ہے؟ کہا کہ آرام پکڑنے والا ساتھ ایمان کے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر پھر کریں تو تو
بھی اسی کر اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ خبر دی اللہ تعالیٰ نے کہ جو ایمان
کے بعد مرتد ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور بہر حال جو زبان سے زبردستی کیا جائے اور دل سے مخالف ہو
یعنی اس کے دل میں ایمان ہوتا کہ اس کے ساتھ کافر سے نجات پائے تو اس پر کوئی حرج نہیں اور سوائے اس کے کچھ
نہیں کہ بندوں کو مؤاخذہ ہوتا ہے اس کا جو ان کے دل میں اعتقاد ہو۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ وَهِيَ
تَقِيَّةٌ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر یہ کہ تم پکڑو ان سے بچاؤ اور
یہ تقیہ ہے

فائدہ: اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہ پکڑے مسلمان کافر کو رفیق نہ باطن میں نہ ظاہر میں مگر واسطے تقیہ کے ظاہر میں
کہ اس کے واسطے جائز ہے کہ اس کو ظاہر میں دوست پکڑے اور دل سے اس کے ساتھ دشمنی رکھے۔

وَقَالَ ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ
ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ قَالُوا
كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ
تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَهَاجِرُوا فِيهَا
إِلَى قَوْلِهِ عَفْرًا عَفْرًا﴾ وَقَالَ ﴿إِلَّا
الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن لوگوں کی فرشتوں نے جان
قبض کی اس حال میں کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے تو
فرشتوں نے کہا کہ کس چیز میں تھے تم؟ انہوں نے کہا
کہ تھے ہم عاجز کیے گئے زمین میں، تو انہوں نے کہا کیا
اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی تا کہ تم اس میں ہجرت
کرتے آخر آیت تک، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مگر جو

بے بس ہیں مردوں اور عورتوں سے اور لڑکوں سے جو کہتے ہیں، آخر آیت تک۔ کہا ابو عبد اللہ بخاری رضی اللہ عنہ نے سو معذور رکھا اللہ تعالیٰ نے عاجز کیے گئوں کو جو نہیں باز رہتے ترک اس چیز کی سے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم کیا یعنی مگر جب کہ مغلوب ہوں اور جو زبردستی کیا گیا ہو نہیں ہوتا ہے مگر بیچارہ نہ باز رہنے والا فعل اس چیز کے سے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے۔

وَالْوَالِدَانَ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ﴿۱۰﴾ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَعَدَرَ اللَّهُ الْمُسْتَضْعَفِينَ الَّذِينَ لَا يَمْتَعُونَ مِنْ تَرْكِ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُونُ إِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرِ مُمْتَعٍ مِّنْ فِعْلِ مَا أَمَرَ بِهِ.

فائدہ: یعنی جو حکم کرے ساتھ اس کے وہ شخص جس کو قدرت ہو اوپر واقع کرنے بدی کے ساتھ اس کے یعنی اس واسطے کہ نہیں قادر ہے اوپر باز رہنے کے ترک امر اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ نہیں قادر ہے مگر اوپر باز رہنے کے فعل حکم اکراہ کرنے والے سے سو وہ مکرہ کے حکم میں ہے پہلی آیت سورہ میں پیچھے ہے پچھلی آیت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول اس کو نقل کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی جو مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت مکہ کے چند آدمیوں کے حق میں اتری جو ایمان لائے تھے تو مدینے سے مسلمانوں نے ان کو لکھا کہ تم ہجرت کرو ورنہ تم مسلمان نہیں ہو سو نکلے تو ان کے لوگوں نے ان کو راہ میں پکڑ لیا اور ان پر جبر کیا یہاں تک کہ مجبور ہو کر کافر ہوئے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ النَّفِيَّةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
یعنی اور کہا حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہ تقیہ جائز ہے مسلمان کے واسطے قیامت تک لیکن اگر کسی کے قتل کرنے پر زبردستی کیا جائے تو اس میں معذور نہیں۔

فائدہ: اور معنی تقیہ کے ڈرنا ہے ظاہر کرنے اس چیز کے سے کہ دل میں ہو اعتقاد وغیرہ سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تقیہ زبان سے ہے اور دل قرار پکڑنے والا ہے ساتھ ایمان کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيمَنْ يُكْرَهُهُ اللَّصُّوْصُ
فَيَطْلُقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَمْرٍو
وَأَبْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ.
یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے حق میں جس پر چور زبردستی کریں سو وہ طلاق دے کہ نہیں ہے کچھ چیز یعنی طلاق واقع نہیں ہوتی اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور شعبی رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ کا۔

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو زبردستی کیا جائے کفر پر یہاں تک کہ اس کو خوف ہو اپنی جان کے قتل ہونے کا اور وہ کفر کرے اور اس کا دل آرام پکڑنے والا ہو ساتھ ایمان کے تو اس پر کفر کا حکم نہیں کیا جاتا اور نہیں جدا ہوتی ہے اس سے عورت اس کی مگر محمد بن حسن نے کہا کہ وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کی عورت اس سے جدا

ہو جاتی ہے اور اس قول کے رد کرنے کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ نصوص کے مخالف ہے اور کہا ایک قوم نے کہ محل رخصت کا قول میں ہے نہ فعل میں سو اگر بت کو سجدہ کرے یا کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے یا سو رکھا جائے یا زنا کرے تو وہ اس میں معذور نہیں ہے اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور ایک قوم نے کہا کہ اکراہ قول اور فعل میں برابر ہے اور اختلاف ہے اکراہ کی حد میں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ہے مراد امین اپنے نفس پر جب کہ قید کیا جائے یا زنجیروں میں باندھا جائے یا عذاب کیا جائے اور کہا شریح نے کہ چار چیزیں اکراہ ہیں قید اور مارا اور وعید اور بیڑی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں کوئی ایسا کلام جو مجھ سے دو کوڑے ہٹا دے مگر کہ میں اس کو کہوں گا یعنی پس شامل ہے یہ کلمہ کفر کو بھی اور یہ قول جمہور کا ہے اور کو فیوں کے نزدیک اس میں تفصیل ہے اور اختلاف ہے مکرمہ کی طلاق میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور نقل کیا ہے اس میں ابن بطلان نے اجماع اصحاب کا اور کو فیوں کے نزدیک واقع ہوتی ہے۔ (فتح)

یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ

سے ہے

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے اس جگہ طرف رد کی اس شخص پر جو فرق کرتا ہے اکراہ میں درمیان قول اور فعل کے اس واسطے کہ عمل فعل ہے اور جب کہ نہیں اعتبار ہے اس کا بغیر نیت کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث تو مکرمہ کی کوئی نیت نہیں بلکہ اس کی نیت نہ کرنا فعل کا ہے جس پر اکراہ کیا گیا اور ترک کرنا کسی چیز کا فعل ہے صحیح قول پر اور مستثنیٰ ہے اس سے قتل پس نہیں ساقط ہوتا ہے قصاص قاتل سے اگر زبردستی کیا جائے قتل کرنے پر اس واسطے کہ اس نے مقدم کیا ہے اپنے نفس کو مقتول کے نفس پر اور نہیں جائز ہے کسی کے واسطے کہ اپنی جان کو بچائے قتل سے ساتھ اس طور کے کہ اپنے غیر کو قتل کرے۔ (فتح)

۶۴۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نماز میں دعا کرتے تھے الہی! نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو اور سلمہ بن ہشام کو اور ولید بن ولید کو، الہی! نجات دے دے ہوئے بے روز مسلمانوں کو، الہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللَيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
أَبِي هَلَالٍ عَنْ هَلَالِ بْنِ أَسَامَةَ أَنَّ أَبَا
سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ أَنْجِ عِيَّاشَ
بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيدَ
بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنْ

الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَيَّ مُضْرًا
وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسَيْبِي يُوسُفَ.

فائدہ: یہ دعا حضرت ﷺ عشاء کی نماز میں کرتے تھے یا ہر نماز میں رکوع کے بعد قوسے میں اور پہلے گزرجکی ہے سورہ آل عمران کی تفسیر میں جو متعلق ہے ساتھ شروع ہونے قنوت کے نماز میں اور تعلق حدیث کا ساتھ اکراہ کے اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگ زبردستی کیے گئے تھے اوپر رہنے کے ساتھ مشرکوں کے یعنی مشرک لوگ ان کو نکلنے نہیں دیتے تھے اس واسطے کہ دبا ہوا کمزور نہیں ہوتا ہے مگر مکرمہ کما تقدم اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اکراہ کفر پر اگر کفر ہوتا تو ان کے واسطے حضرت ﷺ دعا نہ کرتے اور ان نام مومن نہ رکھتے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ
وَالهُوَ انْ عَلَيَّ الْكُفْرِ
جو اختیار کرتا ہے مار کو اور قتل کو اور خواری کو
اوپر کفر کے

فائدہ: اختیار کیا بلال وغیرہ نے مار اور ذلت کو اوپر کفر کے یعنی کلمہ کفر زبان سے نہ کہا مار منظور کی اور چونکہ یہ حدیث اس کی شرط پر نہیں تھی اس واسطے کفایت کی مصنف نے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اس کے۔

۶۴۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
حَوْشِبٍ الطَّائِفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ
حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ
حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ
لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ يَكْفُرَ أَنْ يَعْوَدَ فِي
الْكُفْرِ كَمَا يَكْفُرُهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ.

۶۴۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین خصالتیں ہیں جس میں وہ ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی کا مزہ پائے گا ایک یہ کہ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمام عالم سے زیادہ تر محبوب ہو اور یہ کہ محبت کرے آدمی سے اس طرح کہ نہ چاہتا ہو اس کو مگر اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے یعنی محبت میں دنیا کا کچھ لگاؤ نہ ہو اور یہ کہ برا جانے کفر میں پھر پلٹ جانے کو جیسے اس کو برا لگتا ہے آگ میں ڈالا جانا۔

فائدہ: اور وجہ لینے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ برابر کیا ہے اس کو اس میں بیچ برا جاننے اس کے کفر کو اور بیچ برا جاننے اس کے آگ میں داخل ہونے کو اور قتل اور مار اور خواری آسان تر ہے نزدیک مومن کے داخل ہونے آگ کے سے پس ہوگا آسان تر کفر سے اگر اختیار کرے شدت کو ذکر کیا ہے اس کو ابن بطلال نے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ اختیار کیا جائے قتل کو اوپر کفر کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوگی حجت اس شخص پر جو قاتل ہے کہ کلمہ کفر کا اولیٰ ہے صبر کرنے سے قتل پر اور ایک قوم نے اس سے منع کیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے داخل ہونا ہلاک کی جگہوں میں جہاد میں۔ (فتح)

۶۴۲۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا
عَبَادٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ سَمِعْتُ قَيْسًا سَمِعْتُ
سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَإِنَّ عَمَرَ
مَوْثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ وَلَوْ أَنْقَضَ أَحَدٌ مِمَّا
فَعَلْتُمْ بَعْمَانًا كَانَ مَحْفُوقًا أَنْ يَنْقُضَ.

۶۴۲۹۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
البتہ آپ کو دیکھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اسلام پر باندھا ہوا
تھا یعنی اسلام لانے پر اس واسطے کہ اس وقت عمر رضی اللہ عنہ اسلام نہ
لائے تھے اور اگر جدا ہوتا أحد کا پہاڑ اس چیز سے کہ تم نے
عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی یعنی ظلم سے تو لائق ہی تھا کہ جدا ہوتا۔

فائدہ: یعنی عثمان رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا قتل کو اوپر لانے اس چیز کے کہ راضی تھے اور گزر چکی ہے یہ حدیث صحیح باب
اسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اس واسطے کہ سعید رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی عمر رضی اللہ عنہ کی بہن
نے اختیار کی خواری کفر پر اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ
نے اختیار کیا قتل کو اس چیز پر کہ ان کے قاتل راضی تھے تو اختیار کرنا ان کا قتل کو کفر پر بطریق اولیٰ ہوگا۔ (فتح)

۶۴۳۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَابِ بْنِ
الْأَرْتِ قَالَ شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بَرْدَةً لَهُ فِي
ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو
لَنَا فَقَالَ قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ
فِيحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا فَيَجَاءُ
بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ
يَصْفَيْنَ وَيُمَشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ
لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ فَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ
وَاللَّهِ لَيَتَمَنَّيَنَّ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ
الرَّائِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا
يَعْبَأُ إِلَّا بِاللَّهِ وَالذَّنْبِ عَلَى غَنَمِهِ
وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعِجِلُونَ.

۶۴۳۰۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی کہ ہم نے مشرکین مکہ سے
بہت تکلیف پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے تکیہ کیے تھے
کعبے کے سائے میں تو ہم نے کہا کیا آپ مدد نہیں مانگتے کیا
ہمارے واسطے دعا نہیں کرتے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
البتہ تم سے آگے وہ لوگ تھے کہ ایک مرد پکڑا جاتا اور اس کے
واسطے زمین میں گڑھا کھودا جاتا پھر اس میں ڈالا جاتا پھر آ رہ
لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھا جاتا سو اس کا بدن چیر کر دو
ٹکڑے کر دیا جاتا اور اس کا گوشت ہڈی یا پٹھے تک لوہے کی
کنکھی سے نوچا جاتا تھا ایسی سختی بھی اس کو اپنے دین سے نہ
پھیرتی تھی اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک اللہ اپنے دین کو
پورا اور کامل کرے گا یہاں تک کہ سوار چلے گا شہر صنعاء سے
حضرموت کے شہر تک سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرے گا
اور نہ خوف کرے گا اپنی بکری پر مگر بھیڑیے سے لیکن تم تو
جلدی کرتے ہو۔

فائدہ: یعنی کیوں بے صبری اور جلدی کرتے ہو تم سے اگلے دینداروں پر تو ایسی ایسی مصیبتیں گزریں کہ وہ چیر ڈالے گئے تم پر تو ایسی سخت کبھی نہیں گزری باقی دین کا غلبہ سوا اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق کرے گا ملک میں ایسا امن ہوگا کہ آدمی دور تک اکیلا چلا جائے گا چنانچہ یہ وعدہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پورا ہوا اور اس حدیث کی شرح سیرت نبوی ﷺ میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں اس وجہ سے ہے کہ طلب کرنا خباب رضی اللہ عنہ کا دعا حضرت ﷺ سے کافروں پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ کفار نے ان پر بڑا ظلم کیا تھا اور طرح طرح سے تکلیف دی تھی اور حضرت ﷺ نے خباب رضی اللہ عنہ کے سوال سے کافروں پر بد دعا اس واسطے نہ کی کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ تقدیر میں لکھا گیا ہے کہ وہ سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوں گے اور کفار کے ہاتھ سے نہایت تکلیفیں پائیں گے پھر آ خرش ان کو دھوگی اور بہت اجر ملے گا اور بہر حال جو لوگ کہ پیغمبروں کے سوائے ہیں سو واجب ہے ان پر دعا کرنی وقت ہر حادثے کے اس واسطے کہ ان کو اطلاع نہیں جس پر حضرت ﷺ کو اطلاع دی گئی اور یہیں حدیث میں تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے ان کے واسطے دعا نہ کی تھی بلکہ احتمال ہے کہ دعا کی ہو اور یہ جو کہا کہ تم سے آگے وہ لوگ، الخ تو اس میں تسلی ہے ان کے واسطے اور اشارہ ہے اس طرف کہ صبر کریں یہاں تک کہ مدت مقررہ گزری اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے آخر حدیث میں لیکن تم تو جلدی کرتے ہو اور کہا ابن بطلان نے اجماع ہے اس پر کہ جو زبردستی کیا جائے کفر پر اور اختیار کرے قتل کو تو اس کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ثواب ہے بہ نسبت اس کے جو رخصت کو اختیار کرے اور اگر کفر کے سوائے کسی اور چیز پر اکراہ کیا جائے جیسے مثلاً سور کا کھانا یا شراب پینا تو فعل اولیٰ ہے یعنی اس کا کھانا اولیٰ ہے اور کہا بعض مالکیہ نے کہ بلکہ گنہگار ہوتا ہے نہ کھانے سے اگر اس کے سوائے اور چیز سے منع کیا جائے اس واسطے کہ وہ مثل مضطر کے ہو جاتا ہے کہ اس کو مردار کا کھانا حلال ہے جب کہ اس کو خوف ہو کہ مر جائے گا۔ (فتح)

بَابُ فِي بَيْعِ الْمَكْرَهَةِ وَنَحْوِهَا فِي الْحَقِّ
وَعَبْرَةٍ
بیع مکرہ کی اور مانند اس کی کے حق میں اور اس کے غیر میں

فائدہ: کہا خطابی نے کہ استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو باب میں مذکور ہے اوپر جائز ہونے بیع مکرہ کے اور حدیث ساتھ بیع مضطر کے اشبہ ہے اس واسطے کہ مکرہ بیع پر وہ شخص ہے جو چیز کے بیچنے پر مجبور کیا جائے خواہ مخواہ اور یہود اگر اپنی زمینوں کو نہ بیچتے تو ان پر بیچنا لازم نہیں تھا بلکہ مضطر ہو کے بیچ گئے تھے، میں کہتا ہوں بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں صرف مکرہ ہی کو بیان نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ونحوہ بھی کہا سو مضطر بھی داخل ہوگا اور شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اس پر جو نہیں صحیح جانتا مضطر کی بیع کو اور کہا ابن نمیر نے ترجمہ باندھا ہے ساتھ حق وغیرہ کے اور نہیں ذکر کیا مگر پہلے شق کو اور جواب یہ ہے کہ مراد اس کی ساتھ حق کے دین ہے اور مراد غیرہ

سے وہ چیز ہے جو اس کے سوائے ہے جس کی بیع لازم ہوتی ہے اس واسطے کہ یہود مجبور کیے گئے تھے اپنے مال کے بیچنے پر نہ واسطے دین کے کہ ان پر تھا اور جواب دیا ہے کہ مانی نے کہ مراد حق سے جلا وطن کرنا ہے اور مراد غیرہ سے جنایات ہیں یا حق سے مراد مالی چیزیں ہیں اور غیرہ سے مراد جلا ہے، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ مراد غیرہ سے دین ہو پس ہوگا یہ خاص بعد عام کے اور جب صحیح ہے بیع صورت مذکورہ میں اور وہ سبب غیر مالی ہے تو بیع دین میں اور وہ سبب مالی ہے بطریق اولیٰ ہے۔ (فتح)

۶۴۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے سو فرمایا کہ چلو یہود کی طرف سوہم آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم ان کے مدرسے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ان کو پکارا اے یہود کے گروہ! اسلام لاؤ تا کہ دین دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے جواب میں کہا کہ البتہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا اے ابوالقاسم! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری یہی مراد ہے اپنے اس قول سے کہ اسلام لاؤ کہ اگر تم اقرار کرو کہ میں نے تم کو اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا تو مجھ سے حرج ساقط ہو پھر دوسری بار یہ کلمہ کہا تو انہوں نے کہا کہ البتہ تم نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا اے ابوالقاسم! پھر تیسری بار کہا سو فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو وطن سے نکالوں سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے اپنا کچھ مال پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور نہیں تو جان رکھو کہ زمین تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے۔

۶۴۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمَدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ ذَلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّلَاثَةَ فَقَالَ اَعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِبِكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ.

فائدہ: شاید یہ یہود کا گروہ خبیر کے یہودیوں سے تھا مدینے میں رہتے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکال دیا اور مرتے وقت وصیت کی کہ عرب کے ناپو سے مشرکوں کو نکال دیا جائے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہود کو شام کے ملک کی طرف جلا وطن کیا اور یہ جو کہا کہ زمین تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یعنی بے شک اس میں حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچانے والے ہیں۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَلَا تَكْرَهُوا فَيَاتِكُمْ
عَلَى الْبَغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِيَبْتِغُوا
عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهِنَّ فَإِنَّ
اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

نہیں جائز ہے نکاح مکرہ کا
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو زنا
پر جب کہ ارادہ کریں زنا سے بچنے کا

فائدہ: اور حکمت بیچ تیدتھن کے یہ ہے کہ اکراہ نہیں حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ ارادے عفت کے اس واسطے کہ جو
اطاعت کرے اس کا نام مکرہ نہیں رکھا جاتا اور کہا بعضوں نے کہ مناسبت آیت کی ترجمہ سے مشکل ہے اور جائز ہے
کہ اشارہ کیا ہو اس طرف کہ مستفاد ہوتا ہے مطلوب ترجمہ کا بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جب منع کیا اکراہ سے اس چیز
میں جو حلال نہیں تو نہی اکراہ سے حلال چیز میں بطریق اولیٰ ہوگی اور کہا ابن بطلال نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ
نکاح مکرہ کا باطل ہے اور کہا کوفیوں نے کہ جائز ہے اور کہا انہوں نے کہ اگر زبردستی کیا جائے کوئی مرد اوپر نکاح
کرنے کے کسی عورت سے دس ہزار مہر پر اور اس کا مہر مثل ہزار ہو تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح اور لازم ہوتا ہے اس پر ہزار
اور باطل ہوتا ہے زائد سو جب باطل کیا ہے انہوں نے زائد کو ساتھ اکراہ کے تو اصل نکاح بھی اکراہ سے باطل ہوگا
اور اگر نکاح سے راضی ہو اور مہر پر مجبور کیا جائے تو مسئلہ اتفاقی ہوگا نکاح صحیح ہوگا اور دخول سے مہر معین لازم ہوگا اور
اگر مجبور کیا جائے اوپر نکاح اور وطی کے تو نہ حد مارا جائے اور نہیں لازم ہے اس پر کوئی چیز اور اگر وطی کرے اختیار
سے بغیر رضا نکاح کے تو حد مارا جائے۔ (فتح)

۶۴۳۲۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس کے باپ
نے اس کا نکاح کیا اور وہ شوہر دیدہ تھی سو اس نے نکاح کو برا
جانا یعنی اس کا نکاح اس کے باپ نے جبراً کر دیا سو وہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا نکاح
باطل کر دیا۔

۶۴۳۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ فَرْعَةَ حَدَّثَنَا
مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجْمَعِ ابْنِ يَزِيدَ
بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ
خِدَامِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ
ثَيِّبٌ فَكْرَهَتْ ذَلِكَ فَآتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

۶۴۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا
یا حضرت! حکم طلب کیا جائے عورتوں سے ان کے نکاح میں؟

۶۴۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں ، میں نے کہا کہ کنواری سے اجازت مانگی جاتی ہے سو وہ شرماتی ہے اور چپ رستی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اس کا چپ رہنا اس کی اجازت ہے۔

عَنْ أَبِي عَمْرٍو هُوَ ذِكْوَانُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُسْتَأْمَرُ النِّسَاءُ فِي أَبْضَاعِهِنَّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحْيِي فَتَسْكُتُ قَالَ سَكَاتُهَا إِذْنُهَا.

فائدہ: اور اس حدیث میں تقویت ہے پہلی حدیث کے مضمون کو اور ارشاد ہے طرف سناعتی کی عقد کے باطل کرنے سے اور نہیں خلاف ہے بیچ صحت جبر کرنے ولی کے چھوٹی نابالغ لڑکی پر یعنی اس کے ولی کو جائز ہے کہ جبراً اس کا عقد کر دے اور اگر کنواری پالغ ہو تو اس میں خلاف ہے کما تقدم بیانہ فی النکاح۔

بَابُ إِذَا أُكْرِهَ حَتَّى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجْزُ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فَإِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرَى فِيهِ نَذْرًا فَهُوَ جَائِزٌ بِزَعْمِهِ وَكَذَلِكَ إِنْ دَبَّرَهُ.

جب مجبور کیا جائے تا کہ غلام کو ہبہ کرے یا اس کو بیچے تو نہیں جائز ہے اور یہی قول ہے بعض لوگوں کا کہا اور اگر مشتری اس میں کوئی نذر کرے تو وہ جائز ہے اس کے گمان میں اور اسی طرح اگر مدبر کرے۔

فائدہ: نہیں جائز ہے یعنی یہ ہبہ اور بیچ اور غلام باقی ہے اس کے ملک میں اور یہ جو کہا کہ اگر نذر مانے تو جائز ہے یعنی گزرنے والی ہے اس پر اور صحیح ہے بیچ جو صادر ہونے والی ہے ساتھ اکراه کے اور اسی طرح ہبہ بھی اور اس کے گمان میں یعنی اس کے نزدیک اور اسی طرح اگر مدبر کرے یعنی صحیح ہوتا ہے مدبر کرنا کہا ابن بطال نے کہ کونے والے جمہور کے موافق ہیں کہ بیچ مکہ کی باطل ہے اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ بیچ ساتھ اکراه کے نہیں نقل کرتی ہے ملک کو سوا اگر اس کو تسلیم کریں تو باطل ہوگا قول ان کا کہ نذر مشتری کی اور بدر کرنا اس کا منع کرتا ہے اول کے تصرف کو بیچ اس کے اور اگر کہیں کہ وہ ملک کو نقل کرنے والا ہے تو پھر انہوں نے کیوں خاص کیا ہے اس کو ساتھ آزاد کرنے اور ہبہ کے سوائے غیر ان دونوں کے تصرفات سے کہا کرمانی نے کہ ذکر کیا ہے مشائخ نے کہ مراد ساتھ قول بخاری رضیہ کے ان بابوں میں بعض الناس سے حنفیہ ہیں اور اس کی غرض یہ ہے کہ انہوں نے تقاض کیا ہے اس واسطے کہ اگر بیچ اکراه کی نقل کرنے والی ہے ملک کی طرف مشتری کی تو صحیح ہوں گے سب تصرفات اس کے پس نہ خاص ہوگا تصرف ساتھ نذر اور تدبیر کے اور اگر کہیں کہ وہ ملک کو نقل نہیں کرتی تو نذر اور مدبر کرنا بھی صحیح نہ ہوگا اور اس میں تخلم ہے اور تخصیص بغیر تخصیص کے کہا مہلب نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ بیچ اور ہبہ اکراه سے جائز نہیں اور ذکر کیا جاتا ہے ابو حنیفہ رضیہ سے کہ اگر آزاد کرے اس کو مشتری یا مدبر کرے تو جائز ہے اور اسی طرح موہوب لہ اور شاید اس نے اس کو بیچ فاسد پر قیاس کیا ہے اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ تصرف مشتری کا بیچ فاسد میں نافذ ہے۔ (بیچ)

۶۴۳۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو فرمایا کون ہے جو اس کو مجھ سے خریدے؟ تو نعیم نے اس کو آٹھ سو درہم سے خریدا کہا سو میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ وہ قبطی غلام تھا اول سال میں میرا۔

۶۴۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ ذَهَبَ مَمْلُوكًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَأَشْتَرَاهُ نَعِيمٌ بْنُ النَّحَامِ بَشْمَانَ مِائَةَ دِرْهَمٍ قَالَ فَسَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ عَبْدًا قِطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلِ

فائدہ: کہا ابن بطلان نے اور وجہ رد کی ساتھ اس کے قول مذکور پر یہ ہے کہ جب کہ اس غلام مدبر کے سوائے اس کے پاس کچھ مال نہ تھا تو اس کا مدبر کرنا حماقت اور سفاهت ہوگی اس کے فعل سے سو حضرت ﷺ نے اس کے اس فعل کو اس پر رد کیا اگرچہ ملک اس کی غلام کے واسطے صحیح تھی تو جو اس کو شرائے فاسد سے خریدے اور غلام کا اس کی ملک ہونا صحیح نہ ہو جب اس کو مدبر کرے یا آزاد کرے تو اولیٰ تر ہے کہ اس کے فعل کو رد کیا جائے اس سبب سے کہ اس کی ملک غلام کے واسطے صحیح نہیں ہوئی۔ (فتح)

باب ہے اکراه سے گرا اور گرا ایک ہے

بَابٌ مِنَ الْإِكْرَاهِ «كُرْهًا» وَ

«كُرْهًا» وَاحِدٌ

فائدہ: یعنی مجملہ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ کر اہیت اکراه کے وہ چیز ہے جس کو آیت بغل گیر ہے اور وہ مذکور ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ شان نزول آیت یا ایھا الذین آمنوا، الخ کے۔

۶۴۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں اے ایمان والو! نہیں حلال ہے تم کو یہ کہ وارث بنو عورتوں کے زبردستی آخر آیت تک، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دستور تھا کہ جب مرد مر جاتا تو اس کے وارث اس کی عورت کے زیادہ حق دار ہوتے اگر ان میں سے بعض چاہتا تو اس سے نکاح کرتا اور اگر چاہتے تو اس کو کسی کے نکاح میں دیتے اور اگر چاہتے تو اس کو کسی کے نکاح میں نہ دیتے تو وہ اس کے زیادہ تر حق دار ہوتے اس کے گھر والوں سے سو یہ آیت اس

۶۴۳۵۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سَلِيمَانُ بْنُ قَيْرُوزٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَحَدَّثَنِي عَطَاءُ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَجِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرْتُوا النِّسَاءَ كُرْهًا» الْآيَةَ قَالَ كَانُوا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ

بارے میں اتری کہا مہلب نے اس سے استفاد ہوتا ہے کہ جو کوئی بند رکھے عورت کو اس امید پر کہ مر جائے اور اس کا وارث بنے تو یہ اس کے واسطے حلال نہیں ساتھ نص قرآن کے اور نہیں لازم آتا نص سے اس کے نہ حلال ہونے پر یہ کہ صحیح ہو میراث مرد کی اس عورت سے حکم ظاہر میں۔

جب مجبور کی جائے عورت زنا پر تو نہیں ہے اس پر کوئی حد واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور جو ان کو مجبور کرے یعنی بدکاری پر تو بے شک اللہ تعالیٰ بعد مجبور ہونے ان کے بخشنے والا ہے مہربان۔

فائدہ: یعنی ان عورتوں واسطے اور اشکال کیا گیا ہے مطلق کرنا مغفرت کا ان کے واسطے اس واسطے کہ جو مجبور کی جائے زنا پر وہ گنہگار نہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہوا کراہ مذکور کم اس چیز سے کہ اعتبار کیا گیا ہے شرعاً سو بہت وقت کم ہوتا ہے اس حد سے جس کے ساتھ معذور رکھی جاتی ہے پس مناسب ہوا متعلق کرنا مغفرت کا کہا بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکراہ نہیں منافی ہے مواخذہ کو میں کہتا ہوں یا ذکر مغفرت اور رحمت کا نہیں مستلزم ہے گناہ کے مقدم ہونے کو جیسا فرمایا: ﴿فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ کہا طیبی نے استفاد ہوتی ہے اس سے وعید شدید اس کے واسطے جو ان کو مجبور کرے اور بیچ ذکر کرنے رحمت اور مغفرت کے تعریض ہے یعنی باز آدائے زبردستی کرنے والو! اس واسطے کہ جب وہ باوجود مجبور ہونے کے ماخوذ ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوئی تو پھر تمہارا کیا حال ہوگا اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ آیت میں دلالت ہے اس پر کہ جو عورت زنا پر مجبور کی جائے اس پر کچھ گناہ نہیں پس لازم آتا ہے اس سے کہ نہ واجب ہو اس پر حد۔ (فتح)

حضرت صفیہ بنت ابی عبید بنی النخعا سے روایت ہے کہ ایک غلام مال خلیفے کے غلاموں میں سے ایک لونڈی پر پڑا یعنی زنا کیا اس نے ایک لونڈی سے جو مال خمس غنیمت میں تھی جو متعلق ہوتا ہے ساتھ تصرف امام کے سو اس غلام نے اس لونڈی کو مجبور کیا یہاں تک کہ اس کی بکارت کو توڑا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو حد میں کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور لونڈی کو کوڑے نہ مارے اس

كَانَ أَوْلِيَآؤُهُ أَحَقُّ بِأَمْرَاتِهِ إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَاءَ وَارْزَوْجَهَا وَإِنْ شَاءَ وَآ لَمْ يُزَوَّجَهَا فَهَمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ.

بَابُ إِذَا اسْتُكْرِهَتْ الْمَرْأَةُ عَلَى الزَّوْنَا فَلَا حُدَّ عَلَيْهَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَمَنْ يُكْرِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾.

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيقِ الْإِمَارَةِ وَقَعَ عَلَى وَبِلْدَةٍ مِنَ الْخُمْسِ فَاسْتُكْرِهَهَا حَتَّى اقْتَضَاهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَالِدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتُكْرِهَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَمَةِ الْبِكْرُ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ

يَقِيمُ ذَلِكَ الْحَكْمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعُدْرَاءِ
بِقَدْرِ قِيَمَتِهَا وَيُجَلِّدُ وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ
الثِّيبُ فِي قِضَاءِ الْأَنْمَةِ غَوْمٌ وَلَكِنْ
عَلَيْهِ الْحُدُّ.

سبب سے کہ اس نے اس سے جبراً زنا کیا یعنی اس کو
پچاس کوڑے مارے اور آدھا سال شہر بدر کیا اس واسطے
کہ غلام کی حد آدھی ہے آزاد کی حد سے اور کہا زہری
نے کنواری لونڈی میں کہ آزاد مرد اس کی بکارت کو دور
کرے قیمت ڈالے منصف ثالث ازالہ بکارت کی
لونڈی کنواری سے بقدر اس کی قیمت کے یعنی اس پر جو
اس کی بکارت کو دور کرے یعنی لے حاکم زنا کرنے
والے سے چٹی اس کی بکارت کی بہ نسبت اس کی قیمت
کے یعنی تاوان اس کے نقص اور کمی کا اور وہ تفاوت ہے
درمیان ہونے اس کے کنواری اور اس کو کوڑے مارے
جائیں یعنی تاکہ نہ وہم کرے کوئی کہ تاوان بے پرواہ
کرتا ہے حد سے اور نہیں ہے لونڈی شوہر دیدہ میں
اماموں کے حکم میں جرمانہ لیکن مرد پر حد ہے۔

۶۴۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت کی
ابراہیم علیہ السلام نے ساتھ سارہ کے اور اس کے ساتھ ایک گاؤں
میں داخل ہوئے کہ س میں ایک ظالم بادشاہ تھا تو اس نے
ابراہیم علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ اس عورت کو میرے پاس بھیج دے
سو وہ سارہ کی طرف اٹھا یعنی بدکاری کی نیت سے تو سارہ نے
اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر کہا الہی! اگر میں ایمان لائی
ہوں تیرا اور تیرے رسول کا یعنی اگر میں تیرے نزدیک مقبول
الایمان ہوں تو اس کافر کو مجھ پر قابو نہ دے سو وہ بیہوش ہو کر
گر پڑا یہاں تک کہ اپنا پاؤں ہلانے لگا۔

۶۴۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ
حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ دَخَلَ بِهَا
قَرِيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنْ
الْجَبَابِرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا
فَأَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوْضًا
وَتُصَلِّيَ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ أَمَنْتُ بِكَ
وَبِرَسُولِكَ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ لَفَعَطَّ
حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ.

فائدہ: سارہ باوجود اس کے کہ ہر بدی سے معصوم تھیں نہیں ہے ملامت ان پر خلوت میں اس واسطے کہ وہ مجبور تھیں
پس اسی طرح اگر کوئی مرد کسی عورت سے زبردستی زنا کرے تو عورت پر حد نہیں اور اگر مرد زنا پر مجبور کیا جائے کہ جمہور

کے نزدیک اس پر بھی حد نہیں اور کہا مالک رضی اللہ عنہ اور ایک گروہ نے کہ اس پر حد ہے اس واسطے کہ نہیں منتشر ہوتا ہے مگر ساتھ لذت کے اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کسی سے کہ اس پر حد ہے اگر مجبور کرے اس کو غیر بادشاہ کا و خالفہ صاحبہ۔ (فتح)

بَابُ يَمِينِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ وَكَذَلِكَ كُلُّ مُكْرِهِ يَخَافُ فَإِنَّهُ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ وَيَقَاتِلُ دُونَهُ وَلَا يَخْذُلُهُ.

قسم کھانا مرد کا اپنے ساتھی کے واسطے کہ وہ اس کا بھائی ہے جب کہ اس کو اس کے قتل ہونے کا خوف ہو یا مانند اس کی اور اسی طرح ہر مجبور جو خوف کرے سو بے شک وہ مسلمان اس سے مظالم کو دفع کرے اور لڑے آگے اس کے یعنی اس کی طرف سے اور نہ زائل کرے اس کو۔

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ مذہب مالک رضی اللہ عنہ اور جمہور کا یہ ہے کہ جو زبردستی کیا جائے قسم پر کہ اگر قسم نہ کھائے تو اس کا بھائی مسلمان قتل ہوگا تو اس پر قسم کا کفارہ نہیں اور کہا کوفیوں نے کہ اس پر قسم کا کفارہ ہے اس واسطے کہ اس کو جائز تھا کہ تور یہ کرے سو جب اس نے تور یہ چھوڑا تو اس نے قصد قسم کھائی پس حانث ہوگا اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ جب وہ مجبور کیا گیا قسم پر تو اس کی نیت مخالف ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الاعمال بالنیات۔ (فتح)

فَإِنْ قَاتَلَ دُونَ الْمَظْلُومِ فَلَا قَوْلَ عَلَيْهِ

یعنی پھر اگر مظلوم کی طرف سے لڑے تو نہیں ہے اس پر دیت اور نہ قصاص

وَلَا قِصَاصَ

فائدہ: اگر کوئی کسی مرد کی طرف سے لڑے جس کے قتل ہونے کا اس کو خوف ہو پھر اس کے آگے مارا جائے تو کیا واجب ہے دوسرے پر قصاص یا دیت اس میں اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا کہ اس پر کوئی چیز نہیں واسطے حدیث مذکور کے اس واسطے کہ اس میں ہے ولا یسلّمہ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کر اور ایک گروہ نے کہا کہ اس پر قصاص ہے اور یہ قول کوفیوں کا ہے اور ایک گروہ مالکیہ کا اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ اس میں بلانا ہے طرف مدد کی اور نہیں ہے اس میں اجازت قتل کی اور با وجہ قول ابن بطلان کا ہے کہ جو قادر ہو اوپر خلاص کرنے ظالم کے متوجہ ہوتا ہے اس پر دفع کرنا ظلم کا ساتھ ہر چیز کے کہ ممکن ہو پھر جب اس سے ہٹا دے نہ قصد ہو ظالم کے قتل کا صرف قصد اس کا دفع کرنا ہو پھر اگر آئے دفع ظالم پر تو ہوگا خون اس کا معاف اور اس وقت نہیں فرق ہے بیچ دفع کرنے اس کے اپنے نفس سے یا غیر سے۔ (فتح)

وَإِنْ قِيلَ لَهُ لِتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لِتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لِتَبِيعَنَّ عَبْدَكَ أَوْ تَقْرُبَنَّ بَدَنِي أَوْ تَهَبُ هَبَةً وَتَحُلَّ عُقْدَةً أَوْ لِنَفْتَلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الْإِسْلَامِ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ

اور اگر اس سے کہا جائے کہ تو شراب پی یا مردار کھل یا اپنا غلام بیچ ڈال یا دین کا اقرار کر یا کچھ چیز ہبہ کر یا گرہ کھول یا میں تیرے باپ یا بھائی مسلمان کو قتل کروں گا تو اس کو اس کی گنجائش ہے واسطے دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وَسِعَهُ ذَلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ .
 کے کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ صل عقدہ کے فسخ کرنا ہے اس کا اور مقید کیا ہے بھائی کو ساتھ اسلام کے تاکہ شامل ہو قریب اور بعید کو وسعد ذلك یعنی اس کو گناہ کرنے جائز ہیں تاکہ خلاص کرے اپنے باپ یا بھائی کو اور کہا ابن بطالہ نے کہ مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ جو ڈرایا جائے ساتھ قتل اپنے باپ کے یا قتل بھائی مسلمان کے اگر نہ کرے کوئی چیز گناہوں سے یا اقرار کرے اپنے نفس پر قرض کا جو اس پر نہ ہو یا کوئی چیز کسی کو ہبہ کرے بغیر خوشی دل کے یا کوئی گرہ کھولے یعنی طلاق دے یا آزاد کرے بغیر اختیار کے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ یہ سب گناہ کرے تاکہ اس کا باپ یا بھائی مسلمان قتل سے نجات پائے اور دلیل اس پر وہ حدیثیں ہیں جو اس کے بعد باب میں مذکور ہیں موصول اور مطلق۔ (فتح)

اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر اس سے کہا جائے کہ تو شراب پی یا مردار کھا یا میں قتل کروں گا تیرے بیٹے کو یا باپ کو یا قراہتی کو تو اس کو جائز نہیں اس واسطے کہ یہ مضطر نہیں پھر مناقضہ کیا سو کہا کہ اگر اس سے کہا جائے کہ البتہ میں قتل کروں گا تیرے باپ کو یا بیٹے کو یا اس غلام کو یا بیچ ڈال یا دین کا اقرار کر یا ہبہ کا تو لازم ہے اس کو یہ قیاس میں لیکن بہتر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیع اور ہبہ اور ہر عقدہ اس میں باطل ہے فرق کیا ہے انہوں نے درمیان ہر محرم اور غیر اس کے بغیر کتاب اور سنت کے یعنی نہیں کتاب اور سنت میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر فرق کے درمیان دونوں کے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَوْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ
 الْحَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَقْتُلَنَّ ابْنَكَ
 أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ مُحْرَمٍ لَمْ يَسْعَهُ
 لِأَنَّ هَذَا لَيْسَ بِمُضْطَّرٍّ ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ
 إِنَّ قِيلَ لَهُ لَتَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ ابْنَكَ أَوْ
 لَتَيْبِعَنَّ هَذَا الْعَبْدَ أَوْ تَقْرُبَ بَدِينٍ أَوْ تَهَبَ
 يَلْزُمُهُ فِي الْقِيَاسِ وَلَكِنَّا نَسْتَحْسِنُ
 وَنَقُولُ الْبَيْعُ وَالْهَبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِي
 ذَلِكَ بَاطِلٌ فَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي رَحِمٍ
 مُحْرَمٍ وَغَيْرِهِ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ .

فائدہ: یعنی اگر کوئی ظالم کسی مرد کو قتل کرنے کا ارادہ کرے سو مثلاً میں مرد کے بیٹے سے کہے کہ اگر تو شراب نہ پیے گا یا مردار نہ کھائے گا تو میں تیرے باپ کو قتل کر ڈالوں گا یا تیرے بیٹے یا قراہتی کو قتل کروں گا تو نہیں گنہگار ہوتا ہے نزدیک جمہور کے اور کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ گنہگار ہوتا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے مضطر اور یہ جو کہا کہ انہوں نے فرق کیا ہے یعنی مذہب حنفیہ کا قراہتیوں میں برخلاف ان کے مذہب کے ہے اجنبی میں سوا اگر کسی مرد سے کہا جائے کہ اس مرد اجنبی کو قتل کر یا یہ چیز بیچ ڈال اور وہ کرے تاکہ اس کو قتل سے بچائے تو لازم ہے اس کو بیع اور اگر یہ اس کو کہا

جائے اس کے قرائتی کے حق میں تو نہیں لازم آتا ہے اس کو جو اس نے عقد کیا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اصل ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا لزوم ہے سب میں واسطے قیاس کے لیکن مستثنیٰ ہے اس سے قرائتی بطور استحسان کے اور بخاری رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے اس میں درمیان قرائتی اور اجنبی کے واسطے حدیث مسلم کے ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا اور مراد ساتھ اس کے برادری اسلام کی ہے نہ نسب کی اسی واسطے شہادت لی ابراہیم رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ یہ میری بہن ہے اور مراد بہن اسلام کی ہے ورنہ نکاح کرنا بہن سے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے دین میں بھی حرام تھا اور یہ اخوت واجب کرتی ہے بھائی مسلمان کی حمایت کو اور دفع کرنے کو اس سے پس نہ لازم آئے گا اس کو جو عقد کیا اس نے اور نہیں گناہ اس پر اس چیز میں جو کھائے اور پیے واسطے دفع کرنے کے اس سے تکلیف کو۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِبْرَاهِيمُ لِأَمْرَأَتِهِ هَذِهِ أُخْتِي وَذَلِكَ فِي
اللَّهِ.
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو کہا کہ یہ میری بہن ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے مقدمے میں ہے یعنی بسبب پہنچنے ان کے ساتھ اس کے طرف سلامتی کے اس چیز سے کہ ارادہ کیا تھا اس ظالم نے ان سے یا ان کی بیوی سے۔

وَقَالَ النَّحْبِيُّ إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ
ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَافِلِ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا
فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ.
اور کہا نخعی رضی اللہ عنہ نے کہ جب قسم لینے والا ظالم ہو تو معتبر نیت قسم کھانے والے کی ہے اور اگر مظلوم ہو تو معتبر نیت قسم لینے والے کی ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطلان نے قول نخعی کا دلالت کرتا ہے کہ معتبر اس کے نزدیک نیت مظلوم کی ہے ہمیشہ اور یہی مذہب ہے مالک رضی اللہ عنہ اور جمہور کا اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک معتبر نیت قسم کھانے والے کی ہے ہمیشہ اور مذہب شافعی رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ اگر قسم حاکم کے پاس ہو تو قسم کا اعتبار حاکم کی نیت پر ہے اور وہ راجع ہے طرف نیت صاحب حق کی اور اگر غیر حکم میں ہو تو اعتبار قسم کھانے والے کی نیت کا ہے اور کہا ابن بطلان نے کہ قسم لینے والے کا مظلوم ہونا اس صورت میں ہے کہ اس کے واسطے حق ہو کسی مرد کی طرف اور وہ انکار کرے اور اس کا کوئی گواہ نہ ہو پس اس سے قسم لے تو قسم کا اعتبار اسی کی نیت پر ہے یعنی جو وہ نیت کرے اس کے موافق قسم کھائے قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں سونہیں فائدہ دیتا اس کو اس میں تو یہ۔ (فتح)

۶۴۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللَيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا
أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ
الْمُسْتَحْلِفِ إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ
ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَافِلِ وَإِنْ كَانَ
مَظْلُومًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ.
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو ہلاکت میں ڈالتا ہے

اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں ہوتا ہے۔

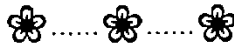
عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ.

فائدہ: جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ٹھہرا تو اس پر ظلم کرنا یا اس کو بلا اور مصیبت میں پڑے رہنے دینا اس کی مدد نہ کرنا کسی طرح مناسب نہیں اور یہ جو کہا جو اپنے بھائی مسلمان کی حاجت روائی میں ہو یعنی آدمی ہر دم اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ میرا مطلب پورا کرے اس کو لازم ہے کہ مقدور بھرا اپنے بھائی مسلمان کا کام کاج کیا کرے اور اس کے واسطے سعد سفارش کیا کرے اور باقی شرح اس کی مظالم میں گزری۔ (فتح)

۶۲۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! اس کی مدد کروں گا جب کہ وہ مظلوم ہوگا بھلا یہ تو بتلائیے کہ اگر وہ ظالم ہو تو کیونکر اس کی مدد کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک یہی اس کی مددگاری ہے۔

۶۲۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ قَالَ تَحْجِزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر مظلوم ہو تو اس کا حق اس کو دلو اور اگر ظالم ہو تو اس کو ظلم سے روک۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الحیل کے

کِتَابُ الْحِیْلِ

فائدہ: حیلہ اس کو کہتے ہیں کہ پہنچا جائے ساتھ اس کے طرف مقصود کی ساتھ طریق خفی کے اور وہ علماء کے نزدیک کئی قسم پر ہے سو اگر پہنچے ساتھ اس کے طریق مباح سے طریق ابطال حق کی یا اثبات باطل کی تو وہ حرام ہے یا طرف اثبات حق کی یا باطل کی تو وہ واجب ہے یا مستحب ہے اور اگر پہنچے ساتھ اس کے طریق مباح سے طرف سلامتی کی واقع ہونے سے مکروہ میں تو وہ مستحب ہے یا مباح ہے یا طرف ترک مندوب کی تو وہ مکروہ ہے اور البتہ واقع ہوا ہے اختلاف درمیان اماموں کے قسم اول میں کہ کیا صحیح ہے مطلق اور نافذ ہوتی ہے ظاہر اور باطن میں یا باطل ہے مطلق یا صحیح ہے ساتھ گناہ کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کے واسطے دلیلیں بہت ہیں مجملہ اُن کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَأُخِذَ بِيَدِكَ ضِعْفًا فَاصْرَبْ بِهِ وَلَا تَخَنْتَ﴾ اور عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے ضعیف کے حق میں جس نے زنا کیا تھا اور مجملہ اس کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ اور حیلوں میں جگہ نکلنے کی ہے تنگی کے مقاموں سے اور اسی قبیل سے ہے مشروع ہونا انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کا اس واسطے کہ اس میں خلاصی ہے حادث ہونے سے اور اسی طرح سب شرطیں اس واسطے کہ ان میں سلامتی ہے واقع ہونے سے حرج میں اور مجملہ ان کے ہے حدیث ابوسعید بنی النعمان اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے کہ بیچ مائل کھجور کو درہموں سے پھر درہموں سے عمدہ کھجور خریدے اور جو اس کو باطل کہتا ہے اس کی دلیل قصہ اصحاب سبت کا ہے اور یہودیوں کا چربی کو پکھلا کر بیچنا اور اس کی قیمت کھانا اور حدیث لعن محلل اور محلل لہ کی اور اصل اختلاف علماء کا اس بات میں ہے کہ کیا معتبر عقود کے لفظوں میں ان کے لفظ ہیں یا ان کے معنی سو جو اول کے ساتھ قائل ہے اس نے حیلوں کو جائز رکھا ہے پھر اختلاف ہے بعضوں نے تو کہا کہ ظاہر باطن نافذ ہوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ ظاہر نافذ ہوتے ہیں نہ باطن اور جو دوسرے ان کے معنوں کے ساتھ قائل ہے وہ ان کو باطل کہتا ہے اور نہیں جائز رکھتا ہے اس سے مگر اس چیز کو جس میں لفظ معنی کے موافق ہو جس پر قرآن حالی دلالت کریں اور البتہ مشہور ہوا ہے کہ حنفیہ حیلوں کے ساتھ قائل ہیں اس واسطے کہ ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے اس میں کتاب لکھی ہے لیکن معروف ان کی بہت اماموں سے تنہید عمل کرنے کی ساتھ ان کی ہے بقصد حق کے اور کہا صاحب محیط نے کہ اصل حیلوں میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَأُخِذَ بِيَدِكَ ضِعْفًا فَاصْرَبْ بِهِ وَلَا تَخَنْتَ﴾ یعنی پکڑ اپنے ہاتھ میں چھڑیوں کا مٹھا اور قسم میں جھوٹا نہ ہو اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ اگر ہو واسطے بھاگنے کے حرام سے اور دور

ہونے کے گناہوں سے تو خوب ہے اور اگر کسی مسلمان کے حق باطل کرنے کے واسطے ہو تو وہ بہتر نہیں بلکہ وہ گناہ اور تعدی ہے۔ (فتح)

باب فِي تَرْكِ الْحَيْلِ باب ہے بیچ ترک کرنے حیلوں کے

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ داخل کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترک کو ترجمہ میں تاکہ نہ وہم پیدا ہو یعنی پہلے ترجمہ سے جائز ہونا حیلوں کا، میں کہتا ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے اس نے حیلے کو مطلق چھوڑا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ حیلوں سے بعض حیلہ جائز ہے پس نہ ترک کیا جائے مطلق۔ (مطلق)

وَأَنَّ لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَىٰ فِي الْإِيمَانِ وَغَيْرِهَا اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی قسموں وغیرہ میں

فائدہ: یہ بخاری رحمہ اللہ کی فقہت ہے نہ حدیث سے کہا ابن منیر نے کہ گنجائش اور فراخی کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ استنباط کے اور مشہور نزدیک اماموں کے حمل کرنا حدیث کا ہے عبادات پر سوحمل کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے عبادات اور معاملات دونوں پر اور تابع ہوا ہے مالک رحمہ اللہ کے بیچ سد ذرائع کے اور اعتبار مقاصد کے سوا اگر فاسد ہو لفظ اور صحیح ہو قصد تو لغو کیا جائے لفظ اور عمل کیا جائے ساتھ قصد کے تصحیح میں یا ابطال میں کہا اور استدلال کرنا اس حدیث سے اور سد ذرائع کے اور باطل کرنے حیلوں کے قوی دلائل سے ہے اور وجہ تعمیم کی یہ ہے کہ محذوف مقدر اعتبار ہے سو معنی اعتبار کے عبادات میں کافی ہونا ان کا ہے اور بیان مراتب ان کے کا اور معاملات میں اور اسی طرح قسمیں رد کرنا طرف قصد کی اور گزر چکا ہے اول کتاب میں تصریح کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ داخل ہونے سب احکام کے اس حدیث میں۔

۶۴۳۹۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ اے لوگو! عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی یعنی کوئی عمل بغیر نیت کے ٹھیک نہیں سو جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واسطے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واسطے ہو چکی ہے یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی

۶۴۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوَىٰ فَمَنْ كَانَتْ هَجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهَجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ

أَمْرًا يَتَزَوَّجُهَا فَهَجَرَتْهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. یعنی دنیا اور عورت۔

فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ نیت کرے اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور واردا ہوتا ہے اس پر جو غیر کی طرف سے حج کی نیت کرے اور خود حج نہ کیا ہو اس واسطے کہ وہ خود اس کی طرف سے صحیح ہوتا ہے اور فرض اس کے سر سے ساقط ہو جاتا ہے ساتھ اس حج کے نزدیک شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ کے اور کہا باقی لوگوں نے کہ صحیح ہوتا ہے غیر کی طرف سے اور نہیں ساقط ہوتا ہے حج فرض اس کے سر سے اس واسطے کہ اس نے نیت کی اور دلیل پہلے قول کے قصہ شبرمہ کا ہے کہ فرمایا اول اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کر اور جواب دیا ہے انہوں نے کہ حج مستثنیٰ ہے باقی عبادات سے اسی واسطے حج فاسد میں گزرنے کا حکم ہے نہ اس کے قیر میں اور مستثنیٰ ہے عموم حدیث سے وہ چیز جو حاصل ہو فضل الہی کی جہت سے ساتھ قصد کے بغیر عمل کے جیسے کہ بیمار کے واسطے اجر حاصل ہوتا ہے اس کی بیماری کے سبب سے صبر پر واسطے ثابت ہونے حدیثوں کے ساتھ اس کے اور اسی طرح مستثنیٰ ہے اس سے وہ شخص جس کے واسطے کوئی درو ہو اور وہ بیماری کے سبب اس کے کرنے سے عاجز ہو کہ اس کا ثواب اس کے واسطے لکھا جاتا ہے اگرچہ اس کو عمل نہ کرے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے ساتھ باطل کرنے حیلوں کے اور جو قائل ہے ساتھ عمل کرنے ان کے کے اس واسطے کہ مرجع دونوں فریق کا عامل کی نیت کی طرف سے ہے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر اس میں مثلاً مظلوم کی خلاصی ہو تو وہ حیلہ درست ہے اور اگر اس میں حق کا فوت ہونے ہو تو وہ مذموم ہے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسا حیلہ مکروہ ہے اور بعض شافعیہ نے کہا کہ مکروہ تنزیہی ہے اور اکثر محققین نے کہا کہ وہ مکروہ تحریمی ہے اور گنہگار ہوتا ہے نیت سے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ قول حضرت ﷺ کا کہ ہر مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جو نیت کرے ساتھ عقد نکاح کی تحلیل کی وہ محلل ہوگا اور داخل ہوگا وعید لعنت میں اور نہیں خلاص کرتی ہے اس کو صورت نکاح کی اور ہر چیز جس کے ساتھ قصد کیا جائے سرانجام دینا اس چیز کا جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی یا برعکس تو وہ گناہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں صحیح ہے عبادت کافر سے اور نہ دیوانے سے اس واسطے کہ وہ اہل عبادت سے نہیں اور اوپر ساقط ہونے قصاص کے شبہ عمد میں اس واسطے کہ اس کا قصد قتل کا نہیں ہوتا اور اوپر نہ مواخذہ خطی اور ناسی اور مکرمہ کے طلاق اور عتاق میں اور جو دونوں کی مانند ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور بعضوں نے اس کو برعکس کیا ہے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث مسلم کے کہ قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور حاصل کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے حاکم پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر سد ذرائع کے اور اعتبار مقاصد کے ساتھ قرآن کے یہ قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر مسبوق ایک رکعت امام کے ساتھ پائے تو اس کو جماعت کا ثواب ملتا ہے یا نہیں اور اگر دن کے درمیان نفل روزے کی نیت کرے تو اس کو سارے دن کے

روزے کا ثواب ملتا ہے یا جس وقت سے نیت کرے اور اگر جمعہ کا وقت دوسری رکعت کے اول میں خارج ہو جائے تو تو کیا جمعہ کامل کیا جائے یا ظہر کی نماز اور کیا خود بخود پلٹ جاتا ہے یا تجدید نیت کی حاجت ہے اور اگر مسبوق مثلاً اعتدال ثانی کو پائے تو جمعہ کی نیت کرے یا ظہر کی تو ان سب مسکلوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ثواب ملتا ہے اور بعض کہتے ہیں نہیں۔ (فتح)

باب ہے بیچ داخل ہونے حیلے کے نماز میں

بَابُ فِي الصَّلَاةِ

۶۴۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قبول کرتا اللہ تعالیٰ نماز کسی کی جب کہ بے وضوء ہو یہاں تک کہ وضوء کرے۔

۶۴۴۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزری کہا ابن بطلال نے اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ جو اخیر قعدے میں کوز مارے اس کی نماز صحیح ہے اس واسطے کہ وہ اس کی ضد کو لایا ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس کے کہ حدیث نماز کے درمیان میں اس کے واسطے مفسد ہے سو وہ مانند جماع کی ہے حج میں کہ اگر اس کے درمیان عارض ہو تو اس کو فاسد کر دیتا ہے اور اسی طرح اس کے آخر میں اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر طہارت یقینی ہو یا حدیث یقینی ہو سو جس کی حقیقت ثابت ہو اس کو حیلے سے نفی کرنا اس کو باطل کرتا ہے اور جس کی حقیقت منثنی ہو تو اس کو حیلے سے ثابت کرنا اس کا باطل کرنا ہے اور کہا ابن نمیر نے اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے کی اس شخص پر جو قائل ہے ساتھ صحیح ہونے نماز اس شخص کی کے جو کوز مارے اخیر قعدے میں اور اس کا کوز مارنا اس کے سلام پھیرنے کی طرح ہے ساتھ اس طرح کے کہ یہ حیلہ ہے واسطے صحیح کرنے نماز کے ساتھ حدیث کے اور اس کی تقریر یوں ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بنا کی ہے اس پر کہ نماز سے نکلنا رکن ہے اس کا پس نہیں صحیح ہے ساتھ حدیث کے اور جو اس کو صحیح کہتا ہے اس کی رائے یہ ہے کہ نماز سے نکلنا اس کی ضد ہے پس صحیح ہے ساتھ حدیث کے اور جب یہ بات مقرر ہوئی تو ضروری ہے تحقیق ہونا اس بات کا کہ سلام رکن داخل ہے نماز میں نہ ضد اس کی اور استدلال کیا ہے اس نے جو اس کے رکن ہونے کا قائل ہو ساتھ اس کے کہ وہ تحریم کے مقابلے میں واقع ہوئی ہے اس حدیث میں تحریمہا التکبیر و تحلیلہا التسلیم اور جب اس کی پہلی طرف رکن ہے تو اس کی آخری طرف بھی رکن ہو گی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ سلام عبادات کی جنس سے ہے اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اس کے بندوں کے واسطے دعا ہے سو نہ قائم ہو گا حدیث فاحش مقام ذکر نیک کے اور صرف حنفیہ ہی نے کہا ہے کہ سلام واجب

ہے، رکن نہیں اور کہا ابن بطال نے اس میں رد ہے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر اس قول میں کہ جس کا وضوء نماز میں ٹوٹ جائے وہ وضوء کر کے اس پر بنا کرے اور کہا مالک رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ از سر نو نماز شروع کرے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور اس کے بعض طرق میں ہے لا صلوة الا بطہور سو نہیں خالی ہے کہ وہ پھرنے کی حالت میں مصلی ہے یا غیر مصلی سو اگر کہیں کہ وہ نمازی ہے تو رد کیا جائے واسطے قول حضرت رضی اللہ عنہ کے لا صلوة الا بطہور اور کہا کرمانی نے وجہ لینے اس کے ترجمہ سے یہ ہے کہ انہوں نے حکم کیا ہے کہ اس کی نماز صحیح ہے ساتھ حدیث کرنے کے جہاں انہوں نے کہا کہ وضوء کر کے بنا کرے اور جہاں انہوں نے حکم کیا ہے ساتھ صحت اس کی کے باوجود عدم نیت کے وضوء میں اس علت سے کہ وضوء عبادت نہیں۔ (فتح)

بابٌ فِي الزَّكَاةِ وَأَنْ لَا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشِيَّةَ الصَّدَقَةِ.

باب ہے زکوٰۃ میں یعنی بیچ ترک کرنے حیلے کے اس کے ساقط کرنے میں اور یہ کہ نہ جدا جدا کیا جائے اکٹھے جانوروں کو اور نہ جمع کیا جائے جدا جدا جانوروں کو واسطے زکوٰۃ کے۔

۶۴۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشِيَّةَ الصَّدَقَةِ.

۶۴۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے زکوٰۃ کا حکم نامہ لکھا جو حضرت رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا اور نہ اکٹھا کیا جائے جدا جدا جانوروں کو اور نہ جدا جدا کیا جائے اکٹھے جانوروں کو واسطے خوف زکوٰۃ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۶۴۴۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ الصَّلَاةُ الْخُمْسَ إِلَّا أَنْ

۶۴۴۲۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا پراگندہ سر والا اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو خبر دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نمازوں سے؟ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ تو کچھ نفل پڑھے پھر اس نے کہا خبر دو مجھ کو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزوں سے؟ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

رمضان کے مہینے کے روزے مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھے پھر اس نے کہا خبر دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر زکوٰۃ سے؟ کہا سو حضرت ﷺ نے اس کو احکام اسلام کی خبر دی اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو اکرام کیا کہ نہ میں کچھ نفل عبادت کروں گا اور نہ گھٹاؤں گا اس سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر یہ سچا ہے بہشت میں داخل ہوگا اگر وہ سچا ہے۔

تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ قَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا قَالَ أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ قَالَ فَأَخْبِرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِي أكرمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

اور کہا بعض لوگوں نے کہ ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے ہیں سو اگر ان کو ہلاک کر ڈالے جان بوجھ کے یا ہبہ کر دے یا کوئی حیلہ کرے اس میں واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے تو اس پر کچھ چیز نہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي عِشْرِينَ وَمِائَةٍ بَعِيرٍ حِقْفَتَانِ فَإِنْ أَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا أَوْ وَهَبَهَا أَوْ اِحْتَالَ فِيهَا فِرَارًا مِنَ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جائز ہے مرد کو سال گزرنے سے پہلے تصرف کرنا اپنے مال میں ساتھ بیع اور ہبہ اور ذبح کے جب کہ نہ نیت ہو بھاگنے کی زکوٰۃ سے اور اجماع ہے اس پر کہ جب سال گزر جائے تو نہیں حلال ہے حیلہ کرنا ساتھ اس کے کہ جدا جدا کرے اکٹھے جانوروں کو یا برعکس کرے پھر اختلاف ہے سو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ اگر سال گزرنے سے پہلے ایک مہینہ کوئی چیز اپنے مال سے فوت کرے واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے تو لازم ہے اس کو زکوٰۃ وقت گزرنے سال کے واسطے قول حضرت ﷺ کے خشية الصدقة اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ اگر سال گزرنے سے پہلے ایک دن کوئی چیز اپنے مال سے فوت کرے اور اس کی نیت زکوٰۃ سے بھاگنا ہو تو یہ نیت اس کو ضرر نہیں کرتی اس واسطے کہ نہیں لازم ہے اس کو یہ مگر بعد گزرنے سال کے اور خشية الصدقة کے معنی اسی وقت اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی سال گزرنے کے بعد، کہا مہلب نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ جو حیلہ کوئی زکوٰۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے اس کا گناہ اس پر ہے اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے جانوروں کو جمع اور متفرق کرنے سے منع فرمایا تو اس سے یہ معنی سمجھے گئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا فرض کسی حیلہ سے ساقط کرے وہ مراد کو نہیں پہنچے گا اور بعض حنفیہ نے کہا کہ یہ جو بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا

ہے ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے اور کہا محمد رضی اللہ عنہ نے مکروہ ہے اس واسطے کہ اس میں باطل کرنا فقیروں کے حق کا ہے اور نقل کیا ہے ابو حفص کبیر نے محمد بن حسن سے کہ جو حیلہ کرے ساتھ اس کے مسلمان تاکہ خلاص ہو ساتھ اس کے حرام سے یا بچنے ساتھ اس کے طرف حلال کی تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور اگر حیلہ کرے تاکہ باطل کرے ساتھ اس کے حق کو یا ثابت کرے ساتھ اس کے باطل کو تو مکروہ تحریمی ہے اور ذکر کیا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے مناظرہ کیا محمد سے اس عورت میں جس نے اپنے خاوند کو مجبور کیا جدائی پر اور وہ بازرہا جدائی سے تو اس عورت نے اپنے خاوند کے بیٹے سے زنا کروایا اس کو اپنے نفس پر قادر کیا کہ وہ ان کے نزدیک اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے بنا برقول ان کے کہ حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہے زنا سے تو میں نے محمد سے کہا کہ زنا نہیں حرام کرتا حلال کو اس واسطے کہ وہ اس کی ضد ہے اور نہیں قیاس کی جاتی ہے چیز اپنی ضد پر تو محمد نے کہا کہ جامع ہے دونوں کو جماع تو میں نے کہا کہ فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پہلی عورت تعریف کی گئی ساتھ اس کے اور اس نے اپنی شرم گاہ کو بچایا اور دوسری مذمت کی گئی اور اس پر سنگسار کرنا واجب ہوا اور لازم آتا ہے کہ جب تین طلاق والی زنا کرے تو اپنے خاوند کے واسطے حلال ہو جائے اور جس کے پاس چار عورتیں ہوں پھر پانچویں سے زنا کرے تو ایک چار میں سے حرام ہو جائے آخر مناظرہ تک اور شاید ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا ہے اور یہ جو ترجمہ میں کہا کہ ہلاک کرے تو یہ حیلہ نہیں بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ ذبح کرے دو حقوں کو مثلاً اور نفع اٹھائے ان کے گوشت سے پس ساقط ہوگی زکوٰۃ ساتھ حقوں کے اور جوان سے کم میں وہ دینے آئیں گے۔ (فتح)

۶۴۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر ایک کا خزانہ یعنی جس مال کی زکوٰۃ نہ دنی ہو گنج سناپ ہو جائے گا اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ اس کے پیچھے دوڑے گا اور کہے گا کہ میں تو تیرا خزانہ ہوں فرمایا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ رہے گا اس کے طلب میں یہاں تک کہ اپنا ہاتھ دراز کر کے اس کے منہ میں ڈالے گا سو سناپ اس کو لقمہ کر لے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونٹوں اور گائیوں اور بکریوں کا مالک ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کو اس پر قیامت کے دن قابو دیا جائے گا سو وہ اپنے پاؤں سے اس کے منہ کو پکھل ڈالیں گے اور کہا بعض لوگوں نے اس مرد کے حق میں جس کے پاس اونٹ ہوں سو ڈرے

۶۴۴۳۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاعًا أَقْرَعَ يَفْرُ مِنْهُ صَاحِبُهُ فَيَطْلُبُهُ وَيَقُولُ أَنَا كَنْزُكَ قَالَ وَاللَّهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتَّى يَسْتَبُ يَدَهُ فَيَلْقَمَهَا فَاهُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَا رَبُّ النِّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تَسَلَطَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَتَنْخِطُ وَجْهَهُ بِأَخْفَافِهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي رَجُلٍ لَهُ إِبَاءٌ فَخَافَ

کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو پھر ان کو بیچ ڈالے ویسے اونٹوں سے یا بکریوں سے یا گائیوں سے یا درہموں سے واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے ایک دن پہلے حیلہ کر کے تو نہیں ہے اس پر کچھ چیز اور وہ کہتا ہے کہ اگر زکوٰۃ دے اپنے اونٹوں کے سال گزرنے سے پہلے ایک دن یا ایک سال تو جائز ہے۔

فائدہ: یعنی تو اس میں تناقض ہے اور وجہ الزام ان کے تناقض کی یہ ہے کہ جو سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ دینے کو جائز رکھتا ہے وہ سال گزرنے کی رعایت ہر وجہ سے نہیں کرتا اور جب سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ دینا کفایت کرتا ہے تو چاہیے کہ تصرف کرنا اس میں سال گزرنے سے پہلے نہ ساقط کرنے والا ہو زکوٰۃ کو اور جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر اس میں تناقض لازم نہیں آتا اس واسطے کہ وہ نہیں واجب کرتا ہے زکوٰۃ کو مگر ساتھ گزرنے تمام سال کے اور جس نے پہلے زکوٰۃ دی وہ مانند اس شخص کے ہے جس نے دین مؤجل کو طول اجل سے پہلے ادا کی اور تناقض لازم ہے ابو یوسف رضی اللہ عنہ کو اس واسطے کہ وہ قائل ہے کہ حرمت جمع ہوتی ہے ساتھ فرض کے مش طواف عاری کی اور اگر نہ مقرر ہو و جب تو نہ جائز ہو تعجیل سال سے پہلے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو اونٹوں کے ساتھ بیچے بیچ سال کے یعنی وہ دے کر ویسے اور اونٹ لے لے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ بنا پہلے اونٹوں کی سال پر ہے یعنی پہلے اونٹوں کا سال جس وقت سے شروع ہوا ہے وہی معتبر ہوگا واسطے متحد ہونے جنس اور نصاب اور ماخوذ کے اور شافعی رضی اللہ عنہ سے دو قول ہیں اور اگر اونٹوں کے سوائے کسی اور جنس سے بیچے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ از سر نو سال کو شمار کرے واسطے مختلف ہونے نصاب کے اور اگر یہ زکوٰۃ سے بھاگنے کے واسطے کرے تو گنہگار ہوتا ہے اور کہا احمد رضی اللہ عنہ نے کہ اگر ان کو درہموں سے بیچے تو بیچ کے دن سے چھ مہینے کے بعد درہموں کی زکوٰۃ دے۔ (فتح)

۶۴۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا ایک نذر میں جو اس کی ماں پر تھی اور وہ اس کے ادا کرنے سے پہلے مر گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی طرف سے نذر ادا کر۔

۶۴۴۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَفْتَيْ سَعْدُ بْنُ عَبَّادَةَ الْأَنْصَارِيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تَوَفَّيْتُ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْضِهِ عَنْهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور اس میں حجت ہے کہ زکوٰۃ نہیں ساقط ہوتی حیلہ سے

اور نہ موت سے اس واسطے کہ جب نذر موت سے ساقط نہ ہوئی تو زکوٰۃ بطریق اولیٰ ساقط نہ ہوگی اس واسطے کہ زکوٰۃ اس سے زیادہ تر مومکد ہے اس واسطے کہ جب ولی پر نذر کا ادا کرنا لازم کیا اس کی ماں کی طرف سے تو زکوٰۃ کا ادا کرنا جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی اشد ہے لازم ہونے میں۔ (فتح)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا بَلَغَتِ الْإِبِلُ عِشْرِينَ فَفِيهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ بَاعَهَا فِرَارًا وَاحْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذَلِكَ إِنْ أَتَلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِي مَالِهِ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ جب اونٹ بیس کو پہنچیں تو ان میں چار بکریاں زکوٰۃ دینی آتی ہے پھر اگر ان کو بخش دے سال گزرنے سے پہلے یا بیچ ڈالے واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے یا حیلہ کرے واسطے ساقط کرنے زکوٰۃ کے تو نہیں ہے اس پر کوئی چیز اور اسی طرح اگر ان کو تلف کرے پھر مر جائیں تو نہیں ہے کوئی چیز اس کے مال میں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے تنازع بیچ صورت تلف کے اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوتی ہے زکوٰۃ مال میں جب کہ واجب ہو ذمہ میں یا جو متعلق ہو ساتھ اس کے حقوق سے اور جو مر گیا اس کے ذمہ میں کوئی چیز باقی نہیں رہی جس کا وفا کرنا اس کے وارثوں پر واجب ہو اور کلام تو حیلے کے حلال ہونے میں ہے نہ بیچ لازم ہونے زکوٰۃ کے جب کہ بھاگے، میں کہتا ہوں اور حرف مسئلے کا یہ ہے کہ جب قصد کرے ساتھ بیچنے اس کے بھاگنے کا زکوٰۃ سے یا اس کے بہہ کرنے سے حیلہ اوپر ساقط کرنے زکوٰۃ کے اور جو قصد کرے کہ ان میں رجوع کرے بعد اس کے تو وہ گنہگار ہے ساتھ اس قصد کے لیکن کیا تاثیر کرتا ہے یہ قصد بیچ باقی رکھنے زکوٰۃ کے اس کے ذمہ میں یا عمل کیا جائے ساتھ اس کے باوجود گناہ کے یہ جگہ ہے اختلاف کے کاٹنے کی کہا ترمذی نے کہ اس باب میں تین فروع ہیں جامع ہے ان کو ایک حکم اور وہ یہ ہے کہ جب دور ہو جائے ملک اس کی اس چیز سے کہ واجب ہے اس میں زکوٰۃ سال گزرنے سے پہلے تو ساقط ہوتی ہے زکوٰۃ برابر ہے کہ ہو ساتھ قصد فرار کے زکوٰۃ سے یا نہ پھر اس کے بعد تشبیح کی کہ جو اس کو جائز رکھتا ہے اس نے مخالفت کی ہے تین حدیثوں کی۔ (فتح)

نکاح میں حیلہ کرنا

بَابُ الْحَيْلَةِ فِي النِّكَاحِ

۶۴۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا شغار سے میں نے نافع رضی اللہ عنہ سے کہا شغار کیا ہے؟ کہا کہ کسی مرد کی لڑکی سے نکاح کرے اور اپنی بیٹی اس کو نکاح کر دے بغیر مہر کے اور نکاح کرے کسی مرد کی بہن سے اور اپنی بہن اس کو نکاح کر دے بغیر مہر کے

۶۴۴۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ قَالَ يَنْكِحُ ابْنَةَ

اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر حیلہ کرے یعنی ساتھ اس شرط کے یہاں تک کہ نکاح کرے شغار پر تو جائز ہے اور شرط باطل ہے اور کہا متعہ میں کہ نکاح فاسد ہے اور شرط باطل ہے اور کہا بعضوں نے کہ متعہ اور شغار جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنی دونوں میں۔

الرَّجُلِ وَيُنكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيُنكِحُ
أُخْتِ الرَّجُلِ وَيُنكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ
وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ اِحْتَالَ حَتَّى تَزَوَّجَ
عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ
وَقَالَ فِي الْمُنْعَةِ النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ
بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُنْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزٌ
وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ حیلہ شغار میں متصور ہے، مالدار مرد کے حق میں جو کسی محتاج کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہے سو بازر ہے محتاج یا مہر میں زیادتی کرے تو وہ مالدار اس سے دغا کرے سو اس سے کہے کہ اپنی بیٹی مجھ کو نکاح کر دے اور میں اپنی بیٹی تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں سو رغبت کرے اس میں محتاج واسطے سہولت اس کام کے اوپر اس کے پھر جب اس شرط پر عقد واقع ہو اور اس سے کہا جائے کہ عقد صحیح ہے اور لازم ہے ہر ایک کو مہر مثل تو وہ محتاج پچھتا تا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے قدرت اس کو اوپر مہر مثل کے مالدار کی بیٹی کے واسطے اور حاصل ہو اور واسطے مالدار کے مقصود اس کا ساتھ نکاح کرنے کے واسطے سہولت مہر مثل کے اوپر اس کے سو جب اصل سے باطل ہے تو یہ حیلہ بھی باطل ہوگا اور یہ جو کہا ایک جگہ میں فاسد اور دوسری جگہ میں باطل تو یہ بنا بر حنفیہ کے قاعدے کی ہے کہ جو اپنے اصل سے مشروع نہ ہو وہ باطل ہے اور جو اصل سے مشروع ہو اور وصف سے مشروع نہ ہو وہ فاسد ہے پس نکاح مشروع ہے باصلہ اور بضع کا مہر ٹھہرانا اس میں وصف ہے سو مہر فاسد ہوگا اور نکاح صحیح ہوگا برخلاف متعہ کے کہ جب اس کا منسوخ ہونا ثابت ہو تو ہو گیا غیر مشروع باصلہ اور دوسرے بعضہم سے مراد زفر ہے کہ اس نے جائز رکھا ہے نکاح مؤقت کو اور لغو کیا ہے وقت کو اس واسطے کہ وہ شرط فاسد ہے اور نکاح شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتا اور رد کیا ہے اس پر علماء نے ساتھ فرق مذکور کے کہا ابن بطلان نے کہ نہیں ہوتا ہے بضع یعنی شرم گاہ مہر نزدیک کسی کے علماء سے اور انہوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ نکاح منعقد ہوتا ہے ساتھ مہر مثل کے جب کہ اس کی شرطیں پائی جائیں اور مہر نہیں ہے رکن بیچ اس کے سو وہ ایسا ہے جیسا کوئی نکاح کرے بغیر مہر کے پھر ذکر کرے مہر کا پس ذکر بضع کا کالعدم ہے اور یہ محصل اس کا ہے جو ذکر کیا ہے ابو زید وغیرہ حنفیہ نے اور تعقب کیا ہے سمعانی نے سو کہا کہ نہیں ہے شغار مگر وہ نکاح جس میں ہمارا اختلاف ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے اس میں نبی اور نبی چاہتی ہے کہ منہی عنہ فاسد ہو اس واسطے کہ عقد شرعی تو وہی ہے جو شرع کے ساتھ جائز ہو اور جب منع ہو تو مشروع نہ ہوگا اور معنی کی جہت سے یہ ہے کہ وہ منع کرتا ہے تمام ایجاب کو بضع میں خاوند کے واسطے اور نکاح نہیں منع ہوتا ہے مگر ساتھ ایجاب کامل کے اور وجہ ہمارے قول کی کہ منع کرنا ہے یہ ہے کہ

جس چیز نے واجب کیا ہے خاوند کے واسطے نکاح کو اسی چیز نے واجب کیا ہے عورت کے واسطے مہر کو اور جب کہ نہ حاصل ہو کمال ایجاب کا تو نہیں صحیح ہوگا اس واسطے کہ وہ ٹھہرایا گیا ہے عین اس چیز کا کہ واجب کیا ہے اس کو خاوند کے واسطے مہر واسطے عورت کے تو وہ مانند اس شخص کی ہے جس نے ٹھہرایا چیز کو کسی کے واسطے ایک عقد میں پھر ہو بہو اسی چیز کو کسی اور شخص کے واسطے ٹھہرایا سو نہیں کامل ہوگا عقد اول اور رقبہ بضع کا نہیں داخل ہوتا تحت ملک یمین کے تا کہ مہر ہو سکے۔ (فتح)

۶۴۳۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عورتوں کے متعہ کے ساتھ کچھ ڈرنہیں دیکھتے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک حضرت ﷺ نے منع کیا ہے متعہ سے جنگ خیبر کے دن اور منع کیا ہے گھریلو گدھوں کے گوشت سے اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر متعین حیلہ کرے تو نکاح فاسد ہے یعنی اگر عقد یا نکاح متعہ کا اور فساد نہیں مستلزم ہے باطل ہونے کو واسطے ممکن ہونے اس کی اصلاح کے ساتھ لغو کرنے شرط کے سوحیلہ کرے اس کے صحیح ہونے میں جیسا کہ کہا بیچ زیادتی کے کہ اگر حذف کی جائے اس سے زیادتی تو صحیح ہوتی ہے بیچ اور کہا بعضوں نے کہ نکاح جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنی اور یہ قول زفر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

جو مکروہ ہے حیلہ کرنا بیچوں میں اور نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کو تا کہ منع کیا جائے ساتھ اس کے حاجت سے زیادہ گھاس کو۔

۶۴۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کو تا کہ منع کیا جائے ساتھ اس کے حاجت سے زیادہ گھاس کو۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ مراد وہ مرد ہے کہ اس کے واسطے کنواں ہو اور اس کے گرد گھاس ہو مباح یعنی کسی کی ملک نہ ہو سو ارادہ کرے کہ وہ خاص ہو ساتھ اس کے سو منع کرے حاجت سے زیادہ پانی سے یعنی غیر کے جانوروں کو پانی

۶۴۴۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللَّهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قِيلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرَى بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ بَأْسًا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ أَحْتَالَ حَتَّى تَمْتَعَ فَالِنِكَاحِ فَاسِدٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النِّكَاحُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوعِ وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلْبِ.

۶۴۴۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الرَّيَّانِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلْبِ.

پینے سے روکے اور وہ پانی اس کی حاجت سے زیادہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو گھاس کی حاجت ہے اور وہ اس کو منع نہیں کر سکتا اس واسطے کہ وہ اس کی ملک نہیں سونع کرتا ہے پانی سے تاکہ اس کے واسطے گھاس زیادہ ہو یعنی جب اس نے پانی نہ دیا تو کسی کا جانور وہاں نہ چرے گا تو گھاس اسی کے واسطے رہے گا اس واسطے کہ اونٹ وغیرہ جانور نہیں بے پرواہ ہیں پانی سے بلکہ جب گھاس چریں تو پیاس لگتی ہے اور کنویں کے سوائے اور پانی وہاں سے بعید ہو سوا عراض کرے گا مالک اس گھاس سے تو اس حیلے سے کنویں والے کے واسطے گھاس وافر ہوگا اور اس حدیث میں اور معنی بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی ایک معنی حدیث کا خاص کیا جاتا ہے اور باقی سے سکوت کیا جاتا ہے اس واسطے کہ ظاہر حدیث کا اختصاص نہی کا ہے ساتھ اس صورت کے جب کہ ارادہ کرے ساتھ اس کے گھاس کے منع کرنے کا اور بہر حال اگر یہ ارادہ نہ ہو تو نہیں ہے منع کرنے گھاس کے سے اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کسی وجہ سے اس واسطے کہ جب نہ منع کرے بسبب غیر کے تو لائق تر ہے کہ نہ منع کرے بسبب نفس اپنے کے اور یہ جو کہا کہ حاجت سے زیادہ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اگر حاجت سے زیادہ پانی اس کے پاس نہ ہو تو کنویں والے کو اس سے منع کرنا جائز ہے اور کہا ابن نمیر نے کہ وجہ مطابقت ترجمہ کی یہ ہے کہ جو کواں کہ جنگل میں ہو اس کے کھودنے والے کو جائز ہے کہ خاص ہو ساتھ اس پانی کے جو اس کی حاجت سے زیادہ نہ ہو برخلاف گھاس مباح کے کہ نہیں اختصاص ہے اس کو ساتھ اس کے سوا اگر حیلہ کرے کنویں والا اور دعویٰ کرے کہ کنویں میں اس کی حاجت سے زیادہ پانی نہیں ہے تاکہ اس کے گرد گھاس بڑھے اس واسطے کہ جانوروں کا مالک اس وقت محتاج ہوگا کہ اور پانی کی طرف ان کو لے جائے اس واسطے کہ جانور پیاس کے ساتھ نہیں چر سکتے تو البتہ داخل ہوگا نہی میں اور اس کا تمام یہ ہے کہ کہا جائے کہ کنویں والا دعویٰ کرتا ہے کہ کنویں میں اس کی حاجت سے زیادہ پانی نہیں تاکہ جو گھاس کا محتاج ہو اس کے کنویں کا پانی اس سے خریدے تاکہ اپنے مویشی کو پلائے سو ظاہر ہوگا اس وقت کہ اس نے حیلہ کیا ہے ساتھ انکار کرنے کے اوپر حاصل ہونے بیچ کے تاکہ تمام ہو مراد اس کی بیچ لینے قیمت کنویں کے پانی کے اور بڑھانے گھاس کے اوپر اس کے۔ (فتح)

جو مکروہ ہے بخش سے

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّجْشِ

فائدہ: مراد کراہت سے کراہت تحریمی ہے اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں ساتھ اس لفظ کے نہی عن النجش اور اس کی شرح بیوع میں گزر چکی ہے۔

۶۴۴۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

۶۴۴۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ

نے منع فرمایا نجش سے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّجْشِ.

فائدہ: بخش اس کو کہتے ہیں کہ دو آدمی سودا کرتے ہیں تیسرا آدمی آکر اس جنس کی زیادہ قیمت لگا دے اور لینے کا ارادہ نہ ہو۔ (فتح)

جو منع ہے دغا کرنا بیع میں اور کہا ایوب نے دغا بازی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے گویا کہ دغا بازی کرتے ہیں آدمی سے اگر کھلم کھلا زیادہ قیمت لیتے بغیر دغا بازی کے تو البتہ آسان تر ہوتا مجھ پر یعنی اس واسطے کہ دین دغا بازی کا نہیں ٹھہرایا گیا۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوعِ
وَقَالَ أَيُّوبُ يُخَادِعُونَ اللَّهَ كَمَا
يُخَادِعُونَ آدَمِيًّا لَوْ اتُّوا الْأَمْرَ عِيَانًا
كَانَ أَهْوَنَ عَلَيَّ.

فائدہ: اور اسی واسطے فریبی اور دغا باز زیادہ تر دشمن ہیں لوگوں کے نزدیک اس شخص سے جو کھلم کھلا گناہ کرے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جب تو سودا کرے تو کہہ لا خلاۃ تو ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے بجائے شرط کے یعنی اگر یہ بیع میں دغا ظاہر ہو تو وہ صحیح نہیں تو گویا کہ اس نے کہا کہ بشرط اس کے کہ نہ ہو اس میں فریب کہا مہلب نے کہ نہیں داخل ہے خداع محرم میں ثنا اپنی جنس کی اور اس کی بے حد تعریف کرنی کہ وہ معاف ہے اور نہیں تو تھی ہے ساتھ اس کے بیع۔ (فتح)

۶۴۳۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ بیعوں میں اس سے دغا ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سودا کیا کرے تو یوں کہا کر کہ نہیں ہے فریب اور دغا یعنی شرط اس کی کہ نہ ہو اس میں دغا۔

۶۴۴۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخَادِعُ فِي
الْبُيُوعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ.

فائدہ: اور تحقیق یہ ہے کہ نہیں لازم آتا گناہ سے عقد میں باطل ہونا اس کا ظاہر حکم میں سوشافیہ جائز رکھتے ہیں عقود کو ظاہر پر اور کہتے ہیں باوجود اس کے کہ جو حیلہ کرے ساتھ مکر اور فریب کے وہ باطن میں گنہگار ہوتا ہے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی خلاصی اشکال سے۔ (فتح)

جو منع ہے حیا کرنے سے ولی کے واسطے یتیم لڑکی میں جو مرغوب اور محبوب ہے اور یہ کہ نہ پورا دے مہر اس کا

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْإِحْتِيَالِ لِلْوَالِي فِي
الْيَتِيمَةِ الْمَرْغُوبَةِ وَأَنْ لَا يُكْمَلَ لَهَا
صَدَاقُهَا.

۶۴۵۰۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا شان نزول اس آیت کا اور اگر تم ڈرو کہ

۶۴۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ أَنَّ

نہ انصاف کر دیتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو خوش لگیں تم کو عورتوں سے یعنی سوائے ان کے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد اس سے یتیم لڑکی ہے اپنے ولی کی پرورش میں سو رغبت کرتا ہے اس کے مال میں اور جمال میں چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے ساتھ کم تر کے اس کے قبیلے کی عورتوں کے معمولی مہر سے سو منع کیے گئے ان کے نکاح سے مگر یہ کہ انصاف کریں ان کے واسطے مہر کے پورا کرنے میں یعنی تو لوگ اس سے باز آئے پھر اس کے بعد لوگوں نے اس کا حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور پوچھتے ہیں تجھ سے حکم عورتوں کے بارے میں پس ذکر کی حدیث۔

سَأَلَ عَائِشَةَ «وَأِنْ حِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ» قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ فِي حَجَرٍ وَوَلِيهَا فِيرَعَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا فِيرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَىٰ مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَهَيُّوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ اللَّهُ «وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ» فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے ولی کو یہ کہ نکاح کرے یتیم لڑکی سے ساتھ کم تر کے مہر اس کے سے اور نہ یہ کہ دے اس کو عروض سے وہ چیز جو نہ وفا کرے ساتھ قیمت مہر مثل اس کی کے اور کہا ابو بکر بن طیب نے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں جن کا کوئی ولی نہیں جو تم سے ان کے حق کا مطالبہ کریں اور نہ امن ہو تم کو ترک قیام سے ساتھ حقوق ان کے واسطے عاجز ہونے ان کے اس سے تو نکاح کرو ان عورتوں سے جو قادر ہیں اپنے کام کی تدبیر پر یا جن کے ولی ہیں جو تم کو روکیں ان پر ظلم کرنے سے۔ (فتح)

بابُ إِذَا غَضِبَ جَارِيَةٌ فَرَعَمَ أُنْهَىٰ مَاتَتْ فَقَضَىٰ بِقِيَمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبَهَا فَهِيَ لَهُ وَيَرُدُّ الْقِيَمَةَ وَلَا تَكُونُ الْقِيَمَةُ ثَمَنًا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ لِأَخْذِهِ الْقِيَمَةَ وَفِي هَذَا اِحْتِيَالٌ لِمَنْ اسْتَهْيَىٰ جَارِيَةَ رَجُلٍ لَا يَبِيعُهَا فَغَضَبَهَا وَاعْتَلَّ بِأُنْهَىٰ مَاتَتْ حَتَّىٰ يَأْخُذَ رَبُّهَا قِيَمَتَهَا فَيَطِيبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةَ غَيْرِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ

جب کوئی کسی کی لونڈی چھین لے پھر گمان کرے کہ وہ مر گئی سو حکم کیا گیا ساتھ قیمت لونڈی مردہ کے پھر اس کے مالک نے اس کو پایا تو وہ مالک کے واسطے ہے اور غاصب کو قیمت پھیر دے اور وہ قیمت اس کی قیمت نہ ہوگی اور کہا بعض لوگوں نے کہ لونڈی غاصب کے واسطے ہے اس واسطے کہ مالک نے اس کی قیمت غاصب سے لے لی ہے اور اس میں حیلہ کرنا ہے اس کے واسطے جو کسی مرد کی لونڈی کی نہایت خواہش رکھے اور اس کا مالک اس کو نہ بیچے سو اس کو اس سے چھین لے پھر یہ حجت کرے کہ وہ مر گئی تاکہ اس کا مالک اس کی قیمت لے سوا حل کرتا ہے

حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے مال تم پر حرام ہیں اور ہر دغا باز کے واسطے ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن۔

فائدہ: فقہی احتمال ہے کہ معلوم ہو یعنی حکم کرے قاضی غاصب پر پھر اس کا مالک اس کو پائے یعنی اطلاع پائے اس پر کہ وہ نہیں سہی تو وہ اس کے واسطے ہے یعنی مالک کے واسطے اور نہ ہوگی وہ قیمت اس کی قیمت یعنی واسطے نہ جاری ہونے بیچ کے درمیان ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے قیمت لی تھی واسطے نہ ہونے لونڈی کے اور جب عذر دور ہوگا تو واجب ہوگا رجوع کرنا طرف اصل کی اور یہی حکم ہے اور مال کا کھانے کی چیز ہو یا کوئی غیر اور دعویٰ کرے کہ وہ فاسد ہوگئی اور یہی حکم ہے حیوان ماکول اللحم کا سوا اس کو ذبح کر کے کہا لے اور یہ جو کہا کہ حلال کرے غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو یعنی اور اسی طرح مال غیر کا کہا ابن بطال نے کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے میں جمہور کی مخالفت کی ہے سو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں جمع ہوتی ہے چیز اور بدل اس کا ایک شخص کی ملک میں اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نہیں حلال ہے مال مسلمان کا مگر اس کے دل کی خوشی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوئی تھی قیمت بنا بر صدق دعویٰ غاصب کے کہ لونڈی مرگئی سو جب ظاہر ہو گیا کہ وہ زندہ ہے سہی نہیں تو وہ باقی ہے مالک کی ملک میں اس واسطے کہ نہیں جاری ہو اور دونوں کے درمیان عقد صحیح سو واجب ہوا کہ مالک کی طرف پھیری جائے اور فرق کیا ہے انہوں نے درمیان ثمن اور قیمت کے بایں طور کے کہ ثمن وہ ہے جو بیچ مقابلے اس چیز کے جو قائم ہو اور قیمت وہ ہے جو ہلاک ہوئی چیز کی ہو اور اسی طرح بیچ فاسد میں اور فرق درمیان غصب اور بیچ فاسد کی یہ ہے کہ بائع راضی ہوا ہے ساتھ لینے قیمت کے عوض اپنی جنس کے اور اجازت دی ہے مشتری کو ساتھ تصرف کرنے کے بیچ اس کے سوا اصلاح اس بیچ کی یہ ہے کہ جنس کی قیمت لے اگر فوت ہوئی اور غاصب کو مالک نے اجازت نہیں دی سو نہیں جائز ہے اس کے واسطے کہ غاصب خواہ مخواہ اس کا مالک بنے مگر یہ کہ مالک اس کی قیمت کے ساتھ راضی ہو میں کہتا ہوں اور محل پہلی صورت کا نزدیک حنفیہ کے یہ ہے کہ دعویٰ کرے حق دار غاصب پر ساتھ لونڈی کے تو غاصب جو اب دے کہ وہ مرگئی سو اس کو سچا جانے یا جھوٹا جانے سو غاصب گواہ قائم کرے یا اس سے قسم طلب کرے اور وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس وقت وہ غاصب پر قیمت کا مستحق ہوگا واسطے راضی ہونے مدعی کے ساتھ مبادلہ کے اس قدر پر جہاں اس نے دعویٰ کیا ہے اور بہر حال اگر قیمت لے ساتھ قول غاصب کے باوجود قسم اس کی کے کہ وہ مرگئی تو مدعی کو اس وقت اختیار ہے جب کہ غاصب کا جھوٹ ظاہر ہو چاہے بدستور رہے بدلے پر اور چاہے لونڈی کو پھیر لے اور اس کی قیمت اس کو پھیر دے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ مالک مالک ہوا ہے مقصوب کا بدل کار قبے اور بدن سے سو دور ہوئی ملک اس کی مبدل سے اس واسطے کہ وہ نقل

کے قابل ہے پس نہیں واقع ہوا ہے حکم واسطے تعدی محض کے بلکہ واسطے ضمان مشروط کے اگرچہ پیدا ہوا ہے اس سے خارج ہونا لوٹڈی کا مالک کی ملک سے ساتھ حیلے کے اور اگرچہ مرتب ہوا ہے گناہ غاصب پر ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ نہیں منافی ہے عقد کے صحیح ہونے کو۔ (فتح)

۶۴۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دعا باز کا ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن کہ اس کے ساتھ وہ پہچانا جائے گا۔

۶۴۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ.

فائدہ: اور بہت پکڑنا بخاری رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس حدیث کے ظاہر ہے اس واسطے کہ دعویٰ غاصب کا کہ وہ مرگئی خیانت ہے اور دعا ہے بھائی مسلمان کے حق میں۔

۶۴۵۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں اور البتہ تم جھگڑا فیصل کروانے آتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے اپنی ملکیت کی وکیل کے بیان میں بہ نسبت دوسرے آدمی کے سو میں فیصلہ کر دیتا ہوں جیسا کہ اس سے سنتا ہوں سو جس شخص کو میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کے دلا دوں تو وہ شخص نہ لے بیگانے حق کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں اس کو دوزخ کا کلڑا دیتا ہوں۔

۶۴۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَاعْلَلَّ بَعْضُكُمْ أَنْ يَكُونَ الْعَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتَ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ.

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس کا تعلق اس کے ساتھ نہایت ظاہر ہے واسطے دلالت کرنے اس کے اس پر کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کی اور اس واسطے کہ اس کو اس کے لینے سے منع کیا جب کہ اس کو معلوم ہو کہ وہ نفس الامر میں غیر کا حق ہے اور جدا کیا ہے اس کو پہلے باب سے اس واسطے کہ وہ شامل ہے حکم مذکور کو اور اس کے غیر کو یعنی عام ہے پہلے باب سے و سیاتی شرحہ فی الاحکام اور یہ جو فرمایا میں بندہ ہوں یعنی ایک بندوں میں سے بیچ نہ جانے غیب کے اور یہ جو فرمایا خوش تقریر ہوتا ہے تو مراد یہ ہے کہ جب زیادہ تقریر کرنے والا ہوگا تو قادر ہوگا کہ حجت میں دوسرے سے غالب تر ہو اور یہ جو فرمایا

کہ میں اس کو دوزخ کا ٹکڑا کاٹ دیتا ہوں یعنی اگر اس نے اس کو لیا باوجود علم اس کے کہ وہ اس پر حرام ہے تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ (فتح)

باب ہے نکاح میں

بَابُ فِي النِّكَاحِ

فائدہ: عنقریب گزر چکا ہے باب الحیلة فی النکاح اور ذکر کیا ہے اس میں شغار اور متعہ کو اور ذکر کی اس جگہ وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ گواہی جھوٹی کے نکاح میں۔

۶۴۵۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرَ حَتَّى تُسْتَأْذِنَ وَلَا الثَّيْبَ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ إِذَا سَكَتَتْ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ لَمْ تُسْتَأْذِنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تَزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدِي زُورٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَأَثَبَتِ الْقَاضِي نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَطَّأَهَا وَهُوَ تَزْوِيجٌ صَحِيحٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

۶۴۵۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ وَلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ أَنْ يُزَوَّجَهَا وَلَيْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَى شَيْخَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعٍ

۶۳۵۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جائے کنواری عورت کا جب تک کہ اس کی اجازت نہ لی جائے اور نہ نکاح کیا جائے بیوہ عورت کا جب تک کہ اس کا حکم نہ لیا جائے سو کسی نے کہا یا حضرت! کنواری کی اجازت کس طرح ہو؟ یعنی وہ شرم سے کس طرح بتلائے گی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا جب چپ رہے تو یہی اس کی اجازت ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کنواری عورت سے اجازت نہ لی جائے اور نہ نکاح کیا جائے اور حیلہ کرے کوئی مرد اور دو گواہ جھوٹے قائم کرے کہ بے شک اس نے اس سے نکاح کیا ہے اس کی رضا مندی سے اور قاضی گواہوں کی گواہی سے اس کا نکاح ثابت کر دے اور خاوند جانتا ہو کہ گواہی جھوٹی ہے تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ اس سے واپس کرے یعنی نہیں گنہگار ہوتا ساتھ اس کے باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کے گواہوں نے جھوٹ کہا اور وہ نکاح صحیح ہے۔

۶۳۵۴۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اولاد جعفر سے خوف کیا کہ اس کا ولی اس کا نکاح کر دے اور حالانکہ وہ اس سے راضی نہ تھی اس نے انصاری دو بوڑھوں یعنی عبدالرحمن اور مجمع کو کہلا بھیجا کہ نہیں جانتے ہے کسی کو میرے نکاح سے کچھ چیز تو دونوں نے کہا کہ تو کچھ خوف نہ کر اس

واسطے کہ خساء خدام کے بیٹے کو اس کے باپ نے نکاح کر دیا اور وہ راضی نہ تھی تو حضرت ﷺ نے اس کا نکاح رد کیا۔

ابْنِي جَارِيَةَ قَالَا فَلَا تَحْشَيْنَ فَإِنَّ خِنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ أَنْكَحَهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ عَنْ أَبِيهِ إِنَّ خِنْسَاءَ.

۶۴۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جائے بیوہ عورت کا جب تک کہ اس کا حکم نہ لیا جائے اور نہ نکاح کیا جائے کنواری کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے لوگوں نے کہا کہ اس کی اجازت کس طرح ہو؟ فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی جب اس سے اجازت طلب کی جائے تو وہ چپ رہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کوئی مرد حیلہ کرے ساتھ دو جھوٹے گواہوں کے کسی بیوہ عورت کے نکاح پر اس کی اجازت سے یعنی دو جھوٹے گواہ قائم کرے کہ اس نے ایک شوہر دیدہ عورت سے نکاح کیا ہے اس کی رضامندی سے اور ثابت کر دے قاضی دونوں گواہوں کی شہادت سے نکاح کرنا اس عورت کا اس مرد سے اور حالانکہ خاوند جعلی جانتا ہو کہ اس نے اس سے کبھی نکاح نہیں کیا تو اس کو اس نکاح میں گنجائش ہے اور اس کو اس کے ساتھ رہنا اور اس سے صحبت کرنا جائز ہے۔

۶۴۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْأَيْمُ حَتَّى تَسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبُكْرُ حَتَّى تَسْتَأْذِنَ قَالُوا كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ اِحْتَالَ إِنْسَانٌ بِشَاهِدِي زُورٍ عَلَى تَزْوِيجِ امْرَأَةٍ نَيْبٍ بِأَمْرِهَا فَاتَّبَتِ الْقَاضِي نِكَاحَهَا إِيَّاهُ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ فَإِنَّهُ يَسَعُهُ هَذَا النِّكَاحُ وَلَا بَأْسَ بِالْمَقَامِ لَهَا مَعَهَا.

فائدہ: کہا مہلب نے اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ واجب ہے اجازت لینا بیوہ عورت سے اور اصل اس میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَلَا تَعْضَلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاصُوا بَيْنَهُمْ﴾ یعنی نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جب کہ آپس میں راضی ہوں سو اس نے دلالت کی کہ نکاح موقوف ہے زوجین کی رضامندی پر اور حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اجازت لینے کے بیوہ عورت سے اور رد کیا نکاح اس عورت کا جو زبردستی نکاح کی گئی بغیر اس کی رضامندی کے تو حنفیہ کا قول ان سب سے خارج ہے۔ (فتح)

۶۴۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نے فرمایا کہ کنواری عورت سے اجازت لی جائے یعنی نکاح کے وقت، میں نے کہا کہ کنواری شرماتی ہے وہ کیونکر کہے گی فرمایا کہ اس کی اجازت اس کا چپ رہنا ہے اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر کوئی مرد کسی یتیم لڑکی یا کنواری عورت سے رغبت کرے یعنی نکاح کی اور وہ نہ مانے تو وہ حیلہ کرے اور دو جھوٹے گواہ لائے اس پر کہ اس نے اس سے نکاح کیا سو وہ یتیم لڑکی راضی ہوئی اور بالغ ہوئی یعنی اور وہ پہلے نابالغ تھی سو قاضی نے جھوٹی گواہی قبول کی اور خاوند جعلی جانتا ہو کہ باطل ہے تو حلال ہے اس کو اس سے وطی کرنی۔

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ذَكَرَانَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ قُلْتُ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي قَالَ إِذْنُهَا صَمَاتُهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنَّ هُوَ رَجُلٌ جَارِيَةٌ يَتِيمَةٌ أَوْ بَكْرًا قَابَتْ فَأَحْتَالَ فَجَاءَ بِشَاهِدِي زُرُّرٍ عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا فَأُدْرِكْتُ فَرَضِيَتِ الْيَتِيمَةَ فَقَبَلَ الْقَاضِي شَهَادَةَ الزُّرُّورِ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذَلِكَ حَلَّ لَهُ الْوَطْئُ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ پہلی صورت کنواری عورت کے حق میں ہے اور دوسری شوہر دیدہ کے حق میں اور تیسری نابالغ لڑکی کے حق میں اور وہ اصل ان تین مسلوں کا ایک ہے اور وہ یہ کہ حکم حاکم کا جاری ہوتا ہے ظاہر اور باطن میں حلال کرتا ہے حرام کو اور حرام کرتا ہے حلال کو اور فائدہ وارد کرنے ان کے کا مبالغہ کرنا ہے طعن میں اس واسطے کہ اس میں باعث ہوتا ہے خاوند کو تینوں صورتوں میں اوپر دلیر کرنے کے گناہ عظیم پر باوجود علم حرام ہونے اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ نہیں حلال ہے یہ نکاح نزدیک کسی کے علماء سے اور حکم قاضی کا ظاہر عدالت گواہوں سے ظاہر میں نہیں حلال کرتا خاوند کے واسطے جو حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور اتفاق ہے اس پر کہ نہیں حلال ہے اس کو کھانا غیر کے مال کا ایسی گواہی سے اور نہیں ہے کوئی فرق درمیان کھانے مال حرام کے اور وطی فرج حرام کے اور حجت حنفیہ کی یہ ہے کہ اجازت لینا صحت نکاح کے واسطے شرط نہیں اگرچہ واجب ہے اور جب ایسا ہوا تو گویا قاضی نے اس خاوند کا از سر نو نکاح کیا پس صحیح ہوگا اور یہ قول تھا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور حجت اس کی اثر علی بن النعمان کا ہے شہد اک زواجک یعنی تیرے دونوں گواہوں نے تیرا نکاح کر دیا اور مخالفت کی ہے اس کی صاحبین نے اور کہا ابن تین نے کہ کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر دو جھوٹے گواہ گواہی دیں طلاق پر اور قاضی طلاق کا حکم کر دے تو عورت حاکم کے حکم سے مطلقہ ہو جاتی ہے اور اس کو اور خاوند سے نکاح کرنا جائز ہے اور جب حاکم کے واسطے نکاح اور طلاق میں ولایت ہے تو اس کا حکم ظاہر اور باطن میں نافذ ہوگا اور جب کہ محرم کے نکاح کر دینے اور مال غیر کے نقل کرنے میں ولایت نہیں ہے تو اس کا حکم صرف ظاہر میں نافذ ہوگا نہ باطن میں اور حجت جمہور کی یہ قول حضرت ع کا ہے فمن قضیت له من حق اخیه شیئاً فلا یاخذہ اور یہ عام ہے اموال اور شرم گاہوں میں سوا اگر حکم حاکم کا پلٹ دیتا چیزوں کی حقیقت کو تو حضرت ع کا حکم بطریق اولیٰ ہوتا، میں کہتا ہوں اور ساتھ اس کے حجت پکڑی ہے شافعی رضی اللہ عنہ نے اور حجت

پکڑی ہے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ جدائی لعان میں واقع ہوتی ہے ساتھ قضا قاضی کے اگر چہ لعان کرنے والا باطن میں جھوٹا ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اثر مقدم علی رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اور وہ موقوف ہے اور جب اصحاب کا اختلاف ہو تو نہیں ہوتا ہے قول بعض کا حجت بغیر مرجح کے اور ساتھ اس کے کہ جدائی لعان میں ثابت ہوئی ہے نص سے اور حاکم کو معلوم نہیں کہ لعان کرنے والا جھوٹا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ.

جو مکروہ ہے حیلہ کرنا عورت کے سے ساتھ خاوند کے اور سو کنوں کے اور جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیچ اس کے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ ترجمہ کے معنی ظاہر ہیں لیکن نہیں بیان کی جو چیز اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لِمَ تَحْرِمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ میں کہتا ہوں کہ اس کی مراد میں اختلاف ہے اور جو صحیح میں ہے وہ شہد ہے اور یہی نینب رضی اللہ عنہما کے قصے میں واقع ہوا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے حرام کرنے میں اور صحیح یہ ہے کہ آیت دونوں امر میں اتری۔ (فتح)

۶۴۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبت رکھتے تھے شیرینی سے اور محبت رکھتے تھے شہد سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب عصر کی نماز پڑھتے تو اپنی عورتوں پر گھومتے اور ان سے قریب ہو کر بیٹھتے سو ایک دن عصر کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور اس کے پاس عادت سے زیادہ ٹھہرے سو میں نے اس کا سبب پوچھا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس کی قوم سے ایک عورت نے شہد کی کچی تھمہ بھیجا تھا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا شربت لایا تو میں نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کوئی حیلہ کروں گی تو میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا اور میں نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس تشریف لائیں تو تجھ سے قریب ہوں گے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا یا حضرت! آپ نے مغایر کھائی کہ ایک قسم کی گوند ہے جس میں بو ہوتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے کہیں گے کہ نہیں تو آپ سے کہنا

۶۴۵۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحُلُوءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَارَ عَلِيَّ نِسَائِهِ فَيَدْخُلُ مِنْهُنَّ فَيَدْخُلُ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لِي أَهَدْتُ لَهَا امْرَأَةً مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَمْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللَّهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسُودَةَ قُلْتُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكَ فَإِنَّهُ سَيَدْخُلُ مِنْكَ فَقُولِي لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَلْتُ مَغَافِيرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَا فَقُولِي لَهُ مَا هَذِهِ الرَّيْحُ وَكَانَ

کہ یہ بو کیسی ہے؟ اور حضرت ﷺ پر سخت گزرتا تھا یہ کہ آپ سے بو پائی جائے تو بے شک حضرت ﷺ فرمائیں گے کہ مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد کا شربت پلایا تو آپ سے کہنا کہ اس کی مکھی نے عرفط کو کھایا ہے کہ ایک درخت ہے کہ اس کا پھل بودار ہوتا ہے اور میں بھی یہ کہوں گی اور اے صفیہ! تو بھی یہ کہنا سو جب حضرت ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو وہ کہتی ہے قسم ہے اس کی جس کے سوائے کوئی لائق عبادت کے نہیں البتہ میں قریب تھی کہ آپ کو پکاروں ساتھ اس کے جو تو نے مجھ سے کہا اور حالانکہ حضرت ﷺ دروازے پر تھے تیرے خوف سے سو جب حضرت ﷺ قریب ہوئے تو میں نے کہا یا حضرت! آپ نے مغفیر کھائی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس یہ بو کیسی ہے؟ فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا کہا کہ اس کی مکھی نے عرفط کھایا پھر جب مجھ پر داخل ہوئے تو میں نے بھی اسی طرح کہا اور جب صفیہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو اس نے بھی اسی طرح کہا پھر جب حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو اس نے آپ سے کہا یا حضرت! کیا میں آپ کو شہد کا شربت نہ پلاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سبحان اللہ البتہ ہم نے اس کو حضرت ﷺ پر حرام کر دیا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے اس سے کہا چپ رہ۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَدُ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ سَقْتِي حَفْصَةُ شَرِبَتْ عَسَلِي فَقُولِي لَهُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَاقُولُ ذَلِكَ وَقَوْلِيهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ سَوْدَةَ قُلْتُ تَقُولُ سَوْدَةُ وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كَذَبْتُ أَنْ أَبَادِرَهُ بِالَّذِي قُلْتُ لِي وَإِنَّ لَعَلِي الْبَابِ فَرَقًا مِنْكَ فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَلْتَ مَغْفِيرًا قَالَ لَا قُلْتُ فَمَا هَذِهِ الرِّيحُ قَالَ سَقْتِي حَفْصَةُ شَرِبَتْ عَسَلِي قُلْتُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ وَدَخَلَ عَلَيَّ صَفِيَّةُ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ حَفْصَةُ قَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي بِهِ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِي.

فائدہ: کہا ابن مزیر نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوا ان بیبیوں کے واسطے یہ کہ کہیں کہ آپ نے مغفیر کھائی اس واسطے کہ انہوں نے اس کو بطور استنہام کے وارد کیا اس دلیل سے کہ حضرت ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا لا اور ارادہ کیا انہوں نے ساتھ اس کے تعریض کا نہ صریح کذب پس یہ وجہ ہے حیلہ کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ ہم حضرت ﷺ کے واسطے حیلہ کریں گی اور اگر محض جھوٹ ہوتا تو اس کو حیلہ نہ کہا جاتا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی شبہ اس

کے صاحب کے واسطے اور اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

جو مکروہ ہے حیلہ کرنے سے بچ بھاگنے کے وہاں سے

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ

مِنَ الطَّاعُونَ

۶۴۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب مقام سرغ میں آئے تو ان کو خبر پہنچی کہ ملک شام میں وبا پڑی ہے تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اسی زمین میں پڑے جس میں تم ہو تو نہ نکلو واسطے بھاگنے کے اس سے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرغ سے پلٹ آئے اور ابن شہاب سے ہے سالم سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پلٹے تھے۔

۶۴۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ بِسَرِغٍ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرِغٍ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا انصَرَفَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

۶۴۵۹۔ حضرت أسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا وبا کو سو فرمایا کہ رجز ہے یا فرمایا عذاب ہے کہ عذاب ہوا اس سے بعض امتوں کو پھر اس میں سے کچھ چیز باقی رہی سو ایک بار جاتی ہے اور دوسری بار آتی ہے یعنی وباسو جو کسی زمین میں سے تو وہاں نہ جائے اور جو اس زمین میں ہو جہاں وبا پڑے تو نہ نکلے واسطے بھاگنے کے اس سے۔

۶۴۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ عَذِبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَيَأْتِي الْأُخْرَى فَمَنْ سَمِعَ بِهِ بَارِضٍ فَلَا يُقْدَمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ بَارِضٍ وَقَعَ بِهَا فَلَا يَخْرُجُ فِرَارًا مِنْهُ.

فَاعْلَمْ: اور طاعون سے بھاگنے میں حیلہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ مثلاً تجارت یا زیارت کے واسطے نکلے اور اس کی

نیت ساتھ اس کے وبا سے بھاگنے کی ہو اور استدلال کیا ہے ابن قفلائی نے ساتھ قصے عمر رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ اصحاب مقدم کرتے تھے خبر واحد کو قیاس پر اس واسطے کہ سب اصحاب نے اتفاق کیا رجوع پر واسطے اعتماد کرنے کے عبدالرحمن کی حدیث پر جو خبر واحد ہے اس کے بعد کہ انہوں نے مشقت اٹھائی چلنے میں مدینے سے شام تک پھر پلٹ آئے اور شام میں داخل نہ ہوئے۔ (فتح)

باب ہے ہبہ اور شفعہ میں یعنی کس طرح داخل ہوتا ہے ان میں حیلہ اکٹھے اور جدا جدا اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر ہبہ کرے ہزار درہم یا زیادہ یہاں تک کہ کئی سال اس کے پاس رہیں اور اس میں حیلہ کرے پھر ہبہ کرنے والا اس میں رجوع کرے تو نہیں واجب ہے زکوٰۃ کسی پر دونوں میں سے کہا اور ابو عبد اللہ بخاری رضی اللہ عنہ نے سو اس نے حضرت عائشہ کی مخالفت کی ہبہ میں اور ساقط کیا زکوٰۃ کو۔

بَابُ فِي الْهَبَةِ وَالشُّفْعَةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ وَهَبَ هَبَةً أَلْفَ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى مَكَتَ عِنْدَهُ سِنِينَ وَاحْتَالَ فِي ذَلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيهَا فَلَا زَكَاةَ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَخَالَفَ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهَبَةِ وَأَسْقَطَ الزَّكَاةَ.

فائدہ: پھر اس میں حیلہ کرے یعنی ساتھ اس طور کے کہ مواطاة کرے ساتھ موہوب لہ کے اوپر اس کے ورنہ پس نہیں تمام ہوتا ہے ہبہ مگر ساتھ قبض کرنے کے اور جب قبض کرے تو اس کو اس میں تصرف کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور نہیں جائز ہے ہبہ کرنے والے کو رجوع کرنا بیچ اس کے بعد تصرف کے پس نہیں ہے کوئی چارہ موالات سے ساتھ اس کے کہ اس میں تصرف نہ کرے تاکہ تمام ہو حیلہ اور کہا ابن بطلان نے کہ جب موہوب ہبہ کو قبض کرے تو وہ اس کا مالک ہے سو جب اس کے پاس اس پر سال گزر جائے تو واجب ہے اس پر زکوٰۃ بیچ اس کے نزدیک تمام علماء کے اور بہر حال اس میں رجوع کرنا پس نہیں جائز۔ ہے نزدیک جمہور کے مگر اس چیز میں جو اپنے بیٹے کو ہبہ کرے سو اگر رجوع کرے اس میں باپ بعد سال کے تو واجب ہے اس میں زکوٰۃ بیٹے پر، میں کہتا ہوں اور اگر سال سے پہلے رجوع کرے تو صحیح ہوتا ہے رجوع اور از سر نو سال کو شمار کرے اور اگر اس کو زکوٰۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے تو زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے اور وہ گنہگار ہوتا ہے باوجود اس کے اور جو حیلہ کرنے کو مطلق باطل کہتا ہے اس کے قول پر اس کا رجوع صحیح نہیں اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہبہ میں رجوع کرنا منع ہے خاص کر جب کہ اس کے ساتھ حیلہ ہو زکوٰۃ کے ساقط کرنے کا اور یہ جو کہا کہ اس نے مخالفت کی حضرت عائشہ کی یعنی اس نے خلاف کیا حضرت عائشہ کی ظاہر حدیث کا اور وہ منع کرنا ہے رجوع کرنے سے ہبہ میں اور کہا ابن تین نے مراد اس کی یہ ہے کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جو والدین کے سوائے ہے اس کے ہبہ میں رجوع کرے اور نہ رجوع کرے باپ اپنے بیٹے کے ہبہ میں اور وہ خلاف ہے حضرت عائشہ کی حدیث کا کہ فرمایا کہ نہیں حلال کسی کو کہ ہبہ کرے کوئی چیز پھر اس میں رجوع

کرے مگر باپ کو اس چیز میں جو اپنے بیٹے کو دے اور جو اپنے بہہ کی چیز میں رجوع کرے وہ مثل کہتے کی ہے کہ تے کر کے چائے، میں کہتا ہوں بنا بر اس کے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے اور وہ ابوداؤد میں ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہے مہوب لہ پر جتنی مدت اس کے پاس مال رہا۔ (فتح)

۶۴۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هَيْبَةٍ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْنِهِ لَيْسَ لَنَا مِثْلُ السُّوءِ.

۶۴۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصَرَفَتِ الطَّرِيقَ فَلَا شُفْعَةَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجَوَارِ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى مَا شَدَّدَهُ فَأَبْطَلَهُ وَقَالَ إِنْ اشْتَرَى دَارًا فَخَافَ أَنْ يَأْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرَى سَهْمًا مِنْ مِائَةِ سَهْمٍ ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِيَ وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْأَوَّلِ وَلَا شُفْعَةَ لَهُ فِي بَاقِي الدَّارِ وَلَهُ أَنْ يَحْتَالَ فِي ذَلِكَ.

۶۴۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی بہہ کی چیز کا پھیر لینے والا کہتے کی مثل ہے جو اپنی تے کو پھر نگل جاتا ہے ہمارے واسطے بری کہادت نہیں۔

۶۴۶۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت علیہ السلام نے ٹھہرایا ہے شفعہ کو اس چیز میں جو تقسیم نہیں ہوئی اور جب حدیں واقع ہوں اور پھیری جائیں تو نہیں ہے شفعہ اور کہا بعض لوگوں نے شفعہ جو ار یعنی ہمسائے کے واسطے ہے یعنی شروع ہے شفعہ ہمسائے کے واسطے جیسا کہ شروع ہے شریک کے واسطے پھر قصد کیا اس نے طرف اس چیز کی جس کو سخت کیا سو اس کو باطل کیا یعنی جس جگہ کہا کہ نہیں شفعہ ہے ہمسائے کے واسطے اس صورت میں اور وہ صورت یہ ہے اور کہا اگر خریدے یعنی ارادہ کرے سارا گھر خریدنے کا سو خوف کرے کہ ہمسایہ شفعہ لے تو خریدے ایک حصہ سو حصے میں سے پھر خریدے باقی کو اور ہمسائے کے واسطے پہلے حصے میں شفعہ تھا سو نہیں شفعہ ہے اس کے واسطے باقی گھر میں اور اس کو جائز ہے کہ اس میں حیلہ کرے۔

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ اصل یہ مسئلہ اس طور سے کہ کسی نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں ایک گھر خریدنے کا ارادہ کرتا ہوں اور ہمسائے کے شفعہ سے ڈرتا ہوں سو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے سو حصے مشترکہ سے ایک حصہ خرید کر تو اس کے مالک کا شریک ہو جائے گا پھر اس سے باقی سارا گھر خرید لینا تیرا حق شفعہ مقدم ہوگا ہمسائے

کے شفعہ سے اور پہلے ایک حصہ خریدنے کو اس واسطے کہا کہ ہمسایہ اس کو حقیر جان کر نہ خریدے گا اور یہ مسئلہ حدیث کے مخالف نہیں فقط اس میں الزام ہے تاقص کا کہ وہ ہمسائے کے واسطے شفعہ کے قائل ہیں پھر اس کو اس حیلہ سے ساقط کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ یہ حیلہ ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اور محمد رحمہ اللہ کے نزدیک سخت مکروہ ہے یہ حیلہ کرنا واسطے ساقط کرنے شفعہ کے پھر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محل اس کا اس شخص کے حق میں ہے جو حیلہ کرے شفعہ واجب ہونے سے پہلے اور بہر حال اس کے بعد جیسا کہ شفعہ والے سے کہ لے لے یہ مال اور شفعہ والے سے مطالبہ نہ کر اور وہ راضی ہو جائے اور مال لے لے تو اس کا شفعہ بالاتفاق باطل ہو جاتا ہے۔ (فتح)

۶۴۶۲۔ حضرت عمرو بن شریک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مسور آیا تو اس نے اپنا ہاتھ میرے موٹھے پر رکھا سو میں اس کے ساتھ سعد کی طرف چلا تو ابورافع نے مسور سے کہا کہ کیا تو نہیں حکم کرتا اس کو کہ خریدے مجھ سے میرا گھر جو اس کی حویلی میں ہے تو اس نے کہا کہ میں اس کو چار سو سے زیادہ نہیں دوں گا متفرق یا کہا قسطوں سے ابورافع نے کہا کہ مجھ کو پانچ سو ملتا تھا میں نے اس کو نہ لیا اور اگر میں نے حضرت رحمہ اللہ سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے لگے ہوئے مکان کا تو میں اس کو تیرے ہاتھ نہ بیچتا یا کہا میں تجھ کو نہ دیتا میں نے سفیان سے کہا کہ معمر نے یہ نہیں کہا سفیان نے کہا لیکن اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے اور پہلے قلت کا قائل علی بن مدینی ہے اور کہا بعض لوگوں نے کہ جب ارادہ کرے شفعہ کے بیچنے کا تو اس کو جائز ہے کہ حیلہ کرے تا کہ باطل کرے شفعہ کو سو بائع اپنا گھر مشتری کو بہہ کر دے اور اس کی حدیں بیان کرے اور وہ گھر اس کو دے دے اور مشتری اس کے عوض اس کو مثلاً ہزار درہم دے تو نہ ہوگا شفعہ کے واسطے اس میں شفعہ۔

۶۴۶۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيدِ قَالَ جَاءَ الْمَسُورُ بِنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكِبِي فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلَى سَعْدٍ فَقَالَ أَبُو رَافِعٍ لِلْمَسُورِ أَلَا تَأْمُرُ هَذَا أَنْ يَشْتَرِيَ مِنِّي بَيْتِي الَّذِي فِي دَارِي فَقَالَ لَا أَرِيدُهُ عَلَى أَرْبَعِ مِائَةٍ إِمَّا مُقَطَّعَةً وَإِمَّا مُنَجَّمَةً قَالَ أُعْطِيتُ خَمْسَ مِائَةٍ نَقْدًا فَمَنْعْتُهُ وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقْبِهِ مَا بَعْتُكَ أَوْ قَالَ مَا أُعْطِيتُكَ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ مَعْمَرًا لَمْ يَقُلْ هَكَذَا قَالَ لَكِنَّهُ قَالَ لِي هَكَذَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَبِيعَ الشُّفْعَةَ فَلَهُ أَنْ يَحْتَالَ حَتَّى يُبْطَلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبَ الْبَائِعَ لِلْمُشْتَرِي الدَّارَ وَيَحْدُثَهَا وَيُدْفَعَهَا إِلَيْهِ وَيَعْوِضَهُ الْمُشْتَرِي أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا يَكُونُ لِلشُّفِيعِ فِيهَا شُفْعَةٌ.

فائدہ: یعنی اور شرط کرے کہ عوض مذکور مشروط نہ ہو اور اگر ہوتا تو شفعہ والا اس کو قیمت سے لیتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساقط ہوا ہے شفعہ اس صورت میں اس واسطے کہ بہہ نہیں ہے معاوضہ محض سو مشابہ ہوگا ارث کو اور کہا ابن

تین نے کہ مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسائے کے واسطے حق ٹھہرایا ہے نہیں حلال ہے اس کو باطل کرنا اس کا اور کہا مہلب نے کہ مناسبت ذکر حدیث ابورافع کی یہ ہے کہ جس چیز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کے حق میں ٹھہرایا ہے اس کا باطل کرنا کسی کو حلال نہیں نہ حیلے سے نہ غیر اس کے سے۔ (فتح)

۶۴۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ سَعْدًا سَأَوَّمَهُ بَيْنًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِطْقَالٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقْبِهِ لَمَا أَعْطَيْتُكَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ اشْتَرَى نَصِيبَ دَارٍ فَأَرَادَ أَنْ يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيرِ وَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ يَمِينٌ.

۶۴۶۳۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر کا چار سو مِطْقَال قیمت ڈالی تو ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسائیہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے لگے ہوئے مکان کا تو میں تجھ کو نہ دیتا اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر گھر کا ایک حصہ خریدے اور چاہے کہ شفعہ کو باطل کرے تو اپنے چھوٹے لڑکے کو بہہ کر دے اور نہ ہوگی اس پر قسم۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ اگر بڑے کو بہہ کرے تو واجب ہوگی اس پر قسم سو حیلہ کرے اس کے ساقط کرنے میں کہ چھوٹے نابالغ لڑکے کو بہہ کر دے کہا ابن بطلان نے یہ اس واسطے کہا کہ جو اپنے بیٹے کو کوئی چیز بہہ کر دے تو یہ اس نے مباح کام کیا اور جو بہہ چھوٹے بیٹے کے واسطے ہو اس کو باپ قبول کرتا ہے اپنے بیٹے کے واسطے اپنے نفس سے اور اشارہ کیا ساتھ قسم کے اس طرف کہ اگر جنبی کو بہہ کرے تو جائز ہے شفعہ کے واسطے کہ جنبی کو قسم دے کہ کیا یہ بہہ حقیقی ہے اور وہ جاری ہوا ہے اپنی شروط سے اور چھوٹا قسم نہیں دیا جاتا اور مالکیہ کے نزدیک اس کی طرف سے باپ قسم کھائے اور مالک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ موہوب چیز میں شفعہ نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدَى لَهُ حِيلَةٌ كَرْنَا عَامِلَ كَاتَا كَ اس کو تحفہ بھیجا جائے

۶۴۶۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنَ اللَّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ قَالَ هَذَا مَا لَكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ فَقَالَ

۶۴۶۴۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو قوم بنی سلیم سے زکوٰۃ تحصیل کرنے پر حاکم کیا ابن لتیبہ کہا جاتا تھا سو جب وہ آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حساب کیا اس نے کہا یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تاکہ تیرا تحفہ تیرے پاس آتا اگر

تو سچا ہے پھر ہم پر خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا کی پھر فرمایا حمد اور صلوة کے بعد سو میں کسی مرد کو تم میں سے حاکم کرتا ہوں عمل پر اس چیز سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر حاکم کیا ہے سو وہ آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تاکہ اس کا ہدیہ اس کے پاس آتا اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں لے گا تم میں سے کوئی چیز ناحق مگر کہ ملے گا اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہو گا سو میں نہ پہچانوں کسی کو تم میں سے کہ ملے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ ادٹ کو اٹھائے جس کے واسطے آواز ہو یا گائے کو کہ اس کے واسطے آواز ہو یا بکری کو کہ چلاتی ہو پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی گئی فرماتے تھے الہی! کیا میں نے تیرا حکم پہنچایا میری دونوں آنکھوں نے دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے سنا۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسَتْ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأَمِكَ حَتَّى تَأْتِيكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ خَطَبْنَا فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَا يَبِيَّ اللَّهُ فَيَأْتِي فَيَقُولُ هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ وَاللَّهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بغيرِ حَقِّهِ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَا عَرْفَ أَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُ بغيرِ آلَةٍ رُغَاءً أَوْ بقرَةً لَهَا خَوَارٍ أَوْ شاةً تَعْرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ حَتَّى رَأَى بَيَاضَ إِبْطِهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ بَصَرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور مطابقت اس کی ترجمہ سے اس جہت سے ہے کہ مالک ہونا اس کا تحفہ بھیجے چیز کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا واسطے علت ہونے اس کے عامل سوا اس نے اعتقاد کیا کہ جو اس کا تحفہ بھیجا گیا ہو صرف اسی اکیلے کا حق ہے سوائے اور حق داروں کے جن کے حقوق میں اس نے عمل کیا تھا سو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے بیان کیا کہ جن حقوق کے سبب سے اس نے عمل کیا ہے وہی سبب ہیں اس کی طرف تحفہ بھیجنے کا اور یہ کہ اگر وہ اپنے گھر میں رہتا تو اس کو کوئی چیز تحفہ نہ بھیجی جاتی سو نہیں حلال ہے اس کے واسطے کہ اس کو حلال جانے مجرد اس بات سے کہ وہ اس کی طرف بطور ہدیہ کے پہنچا اس واسطے کہ یہ تو صرف اسی وقت ہوتا ہے جب کہ محض اسی کا حق ہو اور کسی کا اس میں حق نہ ہو کہا مہلب نے کہ حیلہ کرنا عامل کا تاکہ اس کو ہدیہ بھیجا جائے واقع ہوتا ہے ساتھ اس طور کے کہ سہولت کرے بعض اس شخص پر جس پر حق ہو پس اسی واسطے فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں اور دیکھتا کہ اس کا تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں سو اشارہ کیا اس طرف کہ اگر نہ ہوتی امید کہ وہ حق سے کچھ چھوڑ دے گا تو اس کا تحفہ نہ بھیجتا سو حضرت ﷺ نے ہدیہ کا لینا واجب کیا اور اس کو مسلمانوں کے مال کے ساتھ جوڑا اور میں نے صریح نہیں دیکھا کہ حضرت ﷺ نے وہ تحفہ اس سے لے لیا ہو کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی

حدیث نے اس پر کہ تحفہ عامل اور حاکم کے واسطے ہوتا ہے واسطے شکر معروف اس کے یا واسطے محبت کے طرف اس کی یا واسطے اس امید کے کہ کچھ حق میں سے چھوڑ دے گا سو حضرت ﷺ نے اشارہ کیا اس طرف کہ وہ اس چیز میں جو اس کو تحفہ بھیجی گئی مثل اور مسلمانوں کے ہے اس کو اس میں کچھ زیادتی نہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے اکیلا اور مقدم ہونا ساتھ اس کے غیروں پر اور ظاہر یہ ہے کہ تیسری صورت اگر واقع ہو تو نہیں حلال ہے عامل کے جزما یعنی کچھ حق سے چھوڑ دینا اور جو اس سے پہلے وہ طرف احتمال میں ہے۔ (فتح)

۶۴۶۵۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے گلے مکان کا اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر کوئی بیس ہزار درہم سے گھر خریدنا چاہے تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ حیلہ کرے یعنی واسطے ساقط کرنے شفعہ کے جب کہ خریدے گھر کو بیس ہزار درہم سے اور بائع کو ایک کم دس ہزار درہم دے اور جو بیس ہزار درہم سے باقی ہے یعنی دس ہزار اور ایک درہم اس کے بدلے اس کو دینار دے یعنی بطور بیع صرف کی اس سے یعنی گویا اس نے ایک اشرفی دے کر دس ہزار درہم مول لیا پھر اگر شفعہ والا شفعہ کا مطالبہ کرے تو اس کو بیس ہزار درہم سے لے گا اور پوری قیمت اس کو دینی پڑے گی یعنی اگر راضی ہو ساتھ اس قیمت کے جس پر عقد واقع ہوا ورنہ اس کو گھر کی طرف کوئی راہ نہیں یعنی واسطے ساقط ہونے شفعہ کے اس واسطے کہ وہ باز رہا ہے بدل قیمت سے جس پر عقد واقع ہوا اور اگر ظاہر ہو کہ وہ گھر بائع کے سوائے کسی اور کا حق ہے تو رجوع کرے مشتری بائع پر ساتھ اس چیز کے جو اس کو دی یعنی ایک اشرفی اور ایک کم دس ہزار درہم یعنی اس واسطے کہ یہی قدر ہے جو اس نے بائع کو دیا تھا اور نہ رجوع کرے اس پر ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہے اس پر عقد اس واسطے کہ بیع یعنی جو چیز کی جب مستحق ہوئی واسطے غیر کے یعنی وہ غیر کا حق نکلا تو ٹوٹ گئی بیع صرف جو

۶۴۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ
عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقْبِهِ وَقَالَ
بَعْضُ النَّاسِ إِنْ اشْتَرَيْتَ دَارًا بِعِشْرِينَ
أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَخْتَالَ حَتَّى
يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ
وَيَنْقُذَهُ تِسْعَةَ آلَافٍ دِرْهَمٍ وَتِسْعَ مِائَةٍ
دِرْهَمٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ وَيَنْقُذَهُ دِينَارًا بِمَا
بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِينَ أَلْفًا فَإِنْ طَلَبَ
الشَّفِيعُ أَخَذَهَا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَإِلَّا
فَلَا سَبِيلَ لَهُ عَلَى الدَّارِ فَإِنْ اسْتَحَقَّتِ
الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ
إِلَيْهِ وَهُوَ تِسْعَةُ آلَافٍ دِرْهَمٍ وَتِسْعَ مِائَةٍ
وَتِسْعَةَ وَتِسْعُونَ دِرْهَمًا وَدِينَارًا لِأَنَّ الْبَيْعَ
حِينَ اسْتَحَقَّ انْقِصَ الصَّرْفُ فِي الدِّينَارِ
فَإِنْ وَجَدَ بِهِدِهِ الدَّارَ غَيِّبًا وَلَمْ تُسْتَحَقَّ
فَإِنَّهُ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

واقع ہوئی تھی درمیان بائع اور مشتری کے گھر مذکور میں ساتھ دینار کے یعنی بیع صرف کہ وہ بیع نقد کی ہے ساتھ نقد کے باطل ہوئی اس واسطے کہ بیع صرف مبنی تھی اوپر بیع گھر کے اور گھر کی بیع باطل ہوئی تو جو اس پر مبنی ہے وہ بھی باطل ہوا پھر اگر اس گھر میں کوئی عیب پائے اور نہ ظاہر ہو اس میں حق کسی کا تو رد کرے اس کو اوپر اس کے بیس ہزار درہم سے یعنی اور یہ تاقض ہے ظاہر۔

فائدہ: اور اسی واسطے اس کے پیچھے یہ کہا سو جائز رکھا ہے اس دغا بازی کو درمیان مسلمانوں کے اور فرق ان کے نزدیک یہ ہے کہ بیع اول مبنی ہے اوپر خریدنے گھر کے اور وہ بیع ٹوٹ گئی یہ اور لازم آتا ہے نہ قبض کرنا مجلس میں سونہیں جائز ہے اس کے واسطے گریہ کہ لے مگر جو اس کو دیا اور وہ درہم اور دینار ہے برخلاف رد کرنے کے ساتھ عیب کے اس واسطے کہ بیع صحیح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فسخ ہوتی ہے مشتری کے اختیار سے اور بہر حال بیع صرف کی سو واقع ہوئی تھی صحیح سونہیں لازم آتا اس کے فسخ ہونے سے باطل ہونا اس کا کہا ابن بطال نے کہ خاص کیا ہے قدر کو سونے اور چاندی سے ساتھ مثال کے اس واسطے کہ چاندی اور سونے کا کم و بیش بیچنا درست ہے جب کہ دست بدست ہو سو بنا کیا ہے قائل نے اپنے اصل کو اوپر اس کے سو جائز رکھا ہے اس نے بیچنا دس درہموں اور ایک اشرفی کا بدلے گیارہ درہموں کے دس درہم بدلے دس درہم کے اور ایک اشرفی بدلے ایک درہم کے اور اسی واسطے صورت مذکور میں ایک اشرفی کو بدلے دس ہزار درہم کے ٹھہرایا ہے تاکہ بھاری جانے شفعہ والا اس قیمت کو جس پر عقد واقع ہوا ہے سو چھوڑ دے شفعہ کو اور ساقط ہو شفعہ اس کا اور نہیں التفات ہے اس چیز کی طرف کہ نقد دے اس واسطے کہ مشتری نے تجاوز کیا ہے واسطے بائع کے نزدیک عقد کے اور خلاف کیا ہے مالک رضی اللہ عنہ نے بیع اس کے سو کہا کہ رعایت اس میں نقد کی ہے جو حاصل ہوا ہے ہاتھ بائع کے ہاتھ میں بیع اس کے کہ لے شفعہ والا بدلیل اجماع کے اس پر کہ وہ احتماق اور رد کرنے میں ساتھ عیب کے نہ رجوع کرے مگر ساتھ اس چیز کے جو اس نے دی اور کہا مہلب نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے اس مسئلے کے یہ ہے کہ جب حدیث نے دلالت کی اس پر کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ بیع کے غیر اس کے سے واسطے رعایت اس کے حق کے تو لازم ہے کہ ہوتی یہ کہ نرمی کی جائے ساتھ اس کے قیمت میں اور نہ قائم کیا جائے اس پر عروض کو ساتھ اکثر کے اس کی قیمت سے اور البتہ سمجھا صحابی نے جو حدیث کا راوی ہے اس قدر کو سو مقدم کیا ہمسائے کو عقد میں ساتھ قیمت کے کہ دفع کیا ہے اس کو طرف اس کی اوپر اس کے جس نے دفع کیا ہے طرف اس کی اکثر اس سے بقدر چوتھائی اس کی کے واسطے رعایت جار کے جس کی رعایت کا شارع نے حکم کیا ہے۔ (فتح)

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَأَجَازَ هَذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. کہا ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ نے سو جائز رکھا ہے اس نے اس دغا بازی کو درمیان مسلمانوں کے۔

فائدہ: یعنی حیلہ کرنا تاکہ واقعہ کرے شریک شفعہ والے کو بیچ غبن شدید کے اگر لے وہ شفعہ کو یا باطل کرنا اس کے حق کا اگر چھوڑ دے واسطے خوف غبن کے قیمت میں ساتھ زیادتی فاحشہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے مسئلہ استحقاق کا جو گزارا تاکہ استدلال کرے ساتھ اس کے اس پر کہ وہ قصد کرنے والا تھا واسطے حیلہ کے بیچ باطل کرنے شفعہ کے اور اس کی رد بالعیب کے مسئلہ کو بیان کیا تاکہ بیان کرے کہ وہ تکلم ہے اور اس کا تقاضا یہ تھا کہ نہ پھیرتا مگر جو اس نے قبض کیا نہ اس سے زائد۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعُ الْمُسْلِمِ لَا ذَاءَ وَلَا خِبْنَةَ وَلَا غَائِلَةَ. اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع مسلمان کی نہ اس میں کوئی عیب ہے جو واجب کرے رد کو اور نہ کوئی حبت اور نہ کوئی آفت۔

فائدہ: خبثہ یہ ہے کہ ہو بیع غیر طیب جیسے کہ اس قوم سے کہ نہیں حلال ہے قیدی ان کا واسطے عہد و پیمان کے کہ ان کے ساتھ ہوا ہو اور غائلہ یہ ہے کہ کوئی امر پوشیدہ لائے جیسے کہ دغا بازی اور دھوکا اور بعضوں نے تفسیر کیا ہے غائلہ کو ساتھ چوری اور باق وغیرہ کے اور یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو بیوع میں گزری کہ عداء بن خالد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لونڈی یا غلام خریدا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے ایک نوشتہ لکھا یہ وہ چیز ہے جو خریدی علاء نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول سے لونڈی یا غلام نہ اس میں کوئی عیب ہے اور نہ دغا اور نہ حبت بیع مسلمان کی ہے ساتھ مسلمان کے اور اس کی سند حسن ہے کہا ابن بطال نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے کہ نہیں جائز ہے حیلہ کرنا بیچ کسی چیز کے مسلمانوں کی بیعوں سے ساتھ صرف مذکور کے اور نہ غیر اس کے، میں کہتا ہوں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اگرچہ لفظ حدیث کا لفظ خبر کا ہے لیکن اس کے معنی نبی کے ہیں اور اس کے عموم سے لیا جاتا ہے کہ نہیں حلال ہے حیلہ کرنا کسی بیع میں مسلمانوں کی بیعوں سے پس داخل ہوگا اس میں صرف اشرفی کا ساتھ اکثر کے اس کی قیمت سے اور مانند اس کی۔ (فتح)

۶۴۶۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بَارَبَعِ مِائَةٍ مِثْقَالٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقْبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَ. حضرت عمرو بن شریذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے قیمت ٹھہرائی سعد بن مالک سے ایک گھر چار مِثْقَال کو اور کہا اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ حق دار ہے اپنے لگے مکان کا تو میں تجھ کو نہ دیتا۔

فائدہ: اور اس میں بیان ہے قیمت مذکور کا۔ (فتح)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب ہے تعبیر کے بیان میں

کِتَابُ التَّعْبِيرِ

فائدہ: تعبیر کے معنی ہیں عبور کرنا ان کے ظاہر سے باطن کی طرف یعنی خوابوں کا مطلب بیان کرنا۔
بَابُ أَوَّلُ مَا بُدِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ.
پہلے پہل جو شروع کیے گئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے
وحی سے نیک خواب ہے۔

فائدہ: رؤیاء وہ چیز ہے جس کو آدمی دیکھتا ہے اور کہا بعض علماء نے کہ کبھی آتی ہے رؤیا ساتھ معنی رؤیت کے یعنی آنکھ سے دیکھنا مانند قول اللہ تعالیٰ کی ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ کہا اس نے کہ مراد اس سے وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ نے معراج کی رات میں دیکھی عجائب چیزوں سے اور معراج شب بیداری کی حالت میں ہوئی، میں کہتا ہوں کہ یہی ہے معتمد کہ معراج بیداری کی حالت میں ہوئی جاگتے اور حضرت ﷺ نے سب کچھ انہیں آنکھوں سے دیکھا لیکن بعض نے کہا کہ مراد اس آیت میں رؤیا سے خواب ہے اور اول معتمد ہے اور کہا مازری نے کہ بہت ہوا ہے کلام لوگوں کا بیچ حقیقت خواب کے اور وہ کیا چیز ہے اور مسلمانوں کے سوائے اور لوگوں نے اس میں بہت قیل قال کی ہے منکر وہ اس واسطے کہ انہوں نے قصد کیا ہے وقوف کا اوپر حقائق کے کہ نہیں مدرک ہیں عقل سے اور نہیں قائم ہے اس پر کوئی دلیل اور صحیح وہ چیز ہے جس پر اہل سنت ہیں کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے سونے والے کے دل میں اعتقادات جیسا کہ پیدا کرتا ہے ان کو جاگنے والے کے دل میں پھر جب اس کو پیدا کرے تو ٹھہراتا ہے اس کو علامت اور چیزوں پر جس کو دوسرے حال میں پیدا کرتا ہے اور جو واقع ہو اس سے اوپر خلاف اعتقاد کے تو اس کی مثال وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے واسطے جاگنے والے کے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ابر کو علامت اوپر بارش کے اور کبھی خلاف ہوتا ہے اور یہ اعتقادات کبھی واقع ہوتے ہیں فرشتے کی حاضری میں سو واقع ہوتی ہے اس کے بعد وہ چیز جو خوش لگے یا شیطان کے سامنے سو واقع ہوتی ہے اس کے بعد وہ چیز جو بری لگے اور ضرر کرے اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے پھر تمام خوابیں منحصر ہیں دو قسم میں ایک قسم سچی خواب ہے اور وہ پیغمبروں کا خواب ہے اور نیک بندوں کا ان کے تابعداروں سے اور کبھی کبھی ان کے سوائے اور لوگوں کے واسطے بھی واقع ہوتا ہے اور وہ قسم وہی ہے جو واقع ہوتا ہے بیداری میں موافق اس کے کہ واقع ہوتا ہے خواب میں اور دوسری قسم اڑتی خوابیں ہیں اور وہ کئی قسم ہیں ایک شیطان کا کھیل ہے تاکہ غمگین ہو خواب دیکھنے والا جیسے دیکھے کہ اس کا سر کاٹا گیا اور

وہ اس کے پیچھے چلتا ہے یا دیکھے کہ وہ کسی خوفناک چیز میں واقع ہوتا ہے اور نہیں پاتا جو اس کو خلاص کرے، دوسری قسم یہ کہ دیکھے کہ کوئی فرشتہ اس کو حکم کرتا ہے کہ مثلاً حرام کام کرے اور مانند اس کی جو مجال ہے از روئے عقل کے، تیسری یہ کہ بیداری میں اس کے دل میں کوئی خطرہ گزرے یا کسی چیز کی آرزو کرے پھر خواب میں ہو بہو اسی کو دیکھے اور اسی طرح دیکھنا اس چیز کا کہ جاری ہو عادت ساتھ اس کے بیداری میں غالب ہو اس کی مزاج پر اور واقع ہوتا ہے مستقبل سے غالباً اور حال سے بہت اور ماضی سے کم۔ (فتح)

۶۴۶۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ اول اول جو شروع کیے گئے ساتھ اس کے حضرت ﷺ وحی سے نیک خواب ہے سونے میں سونہ دیکھتے تھے کوئی خواب مگر کہ صبح کی روشنی کی طرح ظہور میں آتی یعنی جو خواب دیکھتے سوٹھیک ہوتی اور حرا پہاڑ کی غار میں آتے اور اس میں بہت راتیں عبادت کرتے اور اس کے واسطے خرچ لیتے پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرتے اور اتنی اور راتوں کا خرچ لیتے یہاں تک کہ آپ کے پاس دین یا جبریل علیہ السلام آتا اور حالانکہ آپ حرا کی غار میں تھے سو اس میں آپ کے پاس فرشتہ آیا سو اس نے حضرت ﷺ سے کہا کہ پڑھ، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو پڑھا نہیں پھر اس نے مجھ کو پکڑا اور سخت دبا یا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ، تو میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں تو اس نے مجھ کو دوسری بار پھر دبا یا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو تیسرا کہا پڑھ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں تو اس نے مجھ کو تیسرا بار پھر دبا یا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ یعنی سورہ اقرأ اتری یعنی پڑھ اپنے رب کا نام جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھسکی سے پڑھ اور تیرا رب بڑا بزرگ ہے جس نے قلم کے سبب سے علم دیا سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا سو حضرت ﷺ ان پانچوں آیتوں کے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةَ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَكَانَ يَأْتِيهِ حِرَاءٌ فَيَتَحَنَّنُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى يَجِنَّهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فِيهِ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِيءٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِيءٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِيءٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي

ساتھ پلٹے اس حال میں کہ آپ کا دل تڑپتا تھا یہاں تک کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو کہا کہ مجھ کو کھیل اوڑھاؤ کھیل اوڑھاؤ سو لوگوں نے حضرت ﷺ کو کھیل اوڑھایا یہاں تک کہ آپ کا ڈر دور ہوا سو فرمایا اے خدیجہ! مجھ کو کیا ہے اور اس کو خبر دی اور فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان پر خوف ہوا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا ہرگز نہیں آپ کو بشارت ہو سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ برادری سے سلوک کرتے ہیں اور سچ بات کہتے ہیں اور بوجھ اٹھاتے ہیں یعنی محتاجوں کی خبر لیتے ہیں اور مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور حق کی مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کو لے چلیں یہاں تک کہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں اور وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بچپیرا بھائی تھا اور وہ مرد جاہلیت کے زمانے میں یعنی حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے نصرانی ہو گیا تھا اور وہ عربی کتاب لکھتا تھا سو لکھتا عربی میں انجیل سے کہ وہ سریانی زبان میں ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ لکھے اور وہ بڑا بوڑھا اندھا ہو گیا تھا سو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اے میرے بچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے سن کیا کہتا ہے تو ورقہ نے کہا اے بھتیجے! کیا دیکھتا ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اس کو خبر دی جو دیکھا تو کہا ورقہ نے کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اترتا تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا میں زندہ ہوتا جب کہ تیری قوم تجھ کو نکالے گی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا وہ مجھ کو نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں نہیں لایا کبھی کوئی مرد جو تو لایا مگر کہ لوگوں کو اس سے عداوت ہوئی اور اگر تیرے دن نے مجھ کو پایا تو میں تیری قوی مدد کروں گا پھر نہ دیر کی ورقہ نے کہ مر گیا اور وحی بند

الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ «اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ» حَتَّى بَلَغَ «عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ» فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرِهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَرَمَلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ يَا خَدِيجَةُ مَا لِي وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ وَقَالَ قَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ لَهُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرَى الصِّيفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى آتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخُو أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأً تَنْصَرَفِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيلِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ أَيُّ ابْنِ عَمِّ اسْمِعْ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ فَقَالَ وَرَقَةَ ابْنِ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةَ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى مُوسَى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذْمًا أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُخْرِجِي هُمْ فَقَالَ وَرَقَةَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ

ہوئی یہاں تک کہ حضرت ﷺ سخت غمگین ہوئے، (کہا زہری نے یہ بیچ جملہ اس چیز کے ہے کہ پہنچی ہم کو حضرت ﷺ کی خبر سے اس قصے میں) کہ حضرت ﷺ اس سبب سے کئی بار گئے کہ اپنے آپ کو اونچے پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں سو جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تھے کہ اپنے آپ کو گرائیں تو جبریل علیہ السلام آپ کے واسطے ظاہر ہوتے سو کہتے اے محمد! بے شک تو اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر ہے تو آپ کی بے قراری کو تسکین ہوتا اور آپ کا جی قرار پکڑتا تو پلٹتے پھر جب وحی کا بند ہونا آپ پر دراز ہوتا تو پھر اسی طرح کرتے سو جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تو جبریل علیہ السلام آپ کے واسطے ظاہر ہوتے اور آپ سے اسی طرح کہتے، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ الاصبح کے معنی ہیں روشنی سورج کی دن کو اور روشنی چاند کی رات کو۔

www.KitaboSunnat.com

مَا جُنْتُ بِهِ إِلَّا عُودِي وَإِنْ يُدْرِكُنِي
يَوْمَكَ أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا لَمْ لَمْ يَنْسُبْ
وَرَقَّةٌ أَنْ تُوقِي وَفَتْرُ الْوَحْيِ فَتْرَةٌ حَتَّى
حَزَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا
بَلَّغْنَا حُرْنَا عَدَا مِنْهُ مِرَاثًا كَتَمِي يَتَرَدَى مِنْ
رُؤُوسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكَلَّمَا أَوْفَى
بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لَكَيْ يُلْقِي مِنْهُ نَفْسَهُ تَبْدَى لَهُ
جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ
حَقًّا فَيَسْكُنُ لَذَلِكَ جَانِسُهُ وَتَقْرِ نَفْسُهُ
فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ عَدَا
لِيُطِلَ ذَلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ تَبْدَى
لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ «فَالِقُ الْإِصْبَاحِ» ضَوْءُ الشَّمْسِ
بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ.

فَالِقُ: یہ جو کہا کہ صبح کی روشنی کی طرح ٹھیک ہوتی سو تشبیہ دی اس کو ساتھ پھٹنے روشنی صبح کے سوائے اس کے غیر کے اس واسطے کہ پیغمبری کے سورج کی ابتدا خوابوں سے ہوئی پھر ہمیشہ یہ روشنی کشادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ پیغمبروں کا آفتاب نکلا سو جس کا باطن نوری تھا وہ تصدیق میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مثل ہوگا اور جس کا باطن کالا ہو وہ ابو جہل کی طرح ہو اور باقی سب لوگ ان دونوں مرتبوں کے درمیان ہیں اور حرا پہاڑ کی غار کو اس واسطے خاص رکھا تھا کہ اس میں تین عبادتیں حاصل ہوتی تھیں خلوت اور عبادت اور خانے کعبے کو دیکھنا اور حضرت ﷺ اس میں رمضان کے مہینے میں عبادت کیا کرتے تھے اور کفار قریش بھی اسی طرح کرتے تھے جیسے کہ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور انہوں نے حضرت ﷺ سے اس امر میں نزاع نہ کیا اور شاید کہ یہ امور شرع سے ان کے نزدیک باقی تھا اور اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ اس میں کیا عبادت کرتے تھے اور کیا کسی سابق شرع کے موافق عبادت کرتے تھے یا نہیں جمہور کا قول یہ ہے کہ کسی سابق شرع کے طور پر عبادت نہیں کرتے تھے اس واسطے کہ اگر یہ پایا جاتا تو منقول ہوتا اور کیا عبادت کرتے تھے بعض نے کہا کہ عبادت کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جاتی طرف آپ کی انوار معرفت سے اور بعض نے کہا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوتی آپ کو پہنچی خوابوں سے اور بعض نے کہا کہ فکر ذکر میں مشغول رہتے تھے

اور ترجیح دی ہے ایک قوم نے پہلے قول کو یعنی کسی سابق شرع کے طور پر عبادت کرتے تھے ابراہیم علیہ السلام کی شرح پر یا نوح علیہ السلام کی یا کسی اور پیغمبر کی شرع پر اور ابوداؤد طیالسی رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعتکاف کیا سو موافق پڑا یہ رمضان کے مہینے کو سو حضرت علی رضی اللہ عنہم ایک دن نکلے اور السلام علیکم سنا فرمایا سو میں نے گمان کیا کہ وہ جن سے ہے سو اس نے کہا کہ بشارت ہو اس واسطے کہ سلام خیر ہے پھر دوسرے دن جبریل علیہ السلام کو دیکھا آفتاب پر ایک پران کا مشرق میں تھا اور ایک مغرب میں سو میں اس سے ڈرا، الحدیث اور اس میں ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہم سے کلام کیا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہم کو اس کے ساتھ آشنائی ہوئی اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پاس وحی آئی اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہم کی عمر چالیس برس کی تھی مشہور قول پر اور یہ جو جبریل علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہم کو تین بار دبوچا تو اس میں اشارہ ہے کہ آپ کے واسطے تین بار سختی واقع ہوگی پھر فراموشی ہوگی سو اسی طرح ہوا کہ پہلی بار کفار قریش نے آپ کو پہاڑ کے درے میں بند کیا دوسری بار جب کہ نکلے اور کفار نے اُن کو قتل کا وعدہ کیا یہاں تک کہ حبشہ کی طرف بھاگے پھر تیسری بار قصد کیا حضرت علی رضی اللہ عنہم کے قتل کرنے کا یہاں تک کہ آپ نے ہجرت کی اور احتمال ہے کہ مناسبت یہ ہو کہ جو دین حضرت علی رضی اللہ عنہم لائے ہیں وہ ثقیل ہے باعتبار نیت اور قول اور عمل کے یا بھت تو حید اور احکام اور اخبار غیب کے جو ماضی اور آئندہ آنے والی ہیں اور اشارہ کیا ساتھ تین بار چھوڑ دینے کی طرف حصول تسخیر اور تسہیل اور تخفیف کی دنیا میں اور برزخ میں اور آخرت میں آپ پر اور آپ کی امت پر اور یہ جو کہا کہ کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی تو اس سے لی جاتی ہے شدت مفارقت وطن کی نفس پر اس واسطے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہم نے یہ قول ورقہ سے سنا تو گھبرائے اور احتمال ہے کہ گھبرانا اس جہت سے ہو کہ آپ ڈرے کہ آپ کی قوم ایمان سے محروم رہی یا دونوں امر کے واسطے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہم نے کیوں شک کیا اس کے ثبوت میں یہاں تک کہ ورقہ کی طرف رجوع کیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی اور جب جائز ہے شک کرنا باوجود معائنہ جبریل علیہ السلام کے جو آپ پر اترے تھے تو پھر کیونکر انکار کیا جائے گا اس پر جو شک کرے اس چیز میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہم لائے تو جواب یہ ہے کہ جاری ہے عادت اللہ تعالیٰ کی ساتھ اس کے کہ جب چاہتا ہے کہ خلق کی طرف کوئی حکم پہنچائے تو پہلے تاسیس کرتا ہے سو حضرت علی رضی اللہ عنہم کا سچی خوابوں کو دیکھنا اس قسم سے تھا سو جب اچانک آپ کے پاس وہ امر آیا جو عادت کے مخالف ہے تو طبع بشری کو اس سے نفرت ہوئی اور اس حالت میں تامل کرنے پر قادر نہ ہوئے اس واسطے کہ پیغمبر طبع بشری کو بالکل دور نہیں کرتی سو نہیں تعجب ہے اس سے کہ گھبرائے اس چیز سے کہ مالوف نہ ہو اور اس سے طبیعت نفرت کرے یہاں تک کہ جب اس سے الفت ہو جائے تو اس پر قائم ہو سو اسی واسطے اپنے اہل کی طرف رجوع جن سے لگاؤ حاصل کرنے کی عادت تھی تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس خوف کو حضرت علی رضی اللہ عنہم پر آسان کر دیا پھر ارادہ کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تائید لینے کا ساتھ چلنے کے طرف ورقہ کی واسطے معرفت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صدق حضرت علی رضی اللہ عنہم

کے اور معرفت ورقہ کی پھر جب ورقہ کا کلام سنا تو یقین کیا ساتھ حق کے اور اعتراف کیا ساتھ اس کے اور حاصل جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کے ثبوت میں شک نہ ہوا تھا بلکہ صرف بشریت کے سبب سے اور عادت مالوف کے مخالف ہونے کے سبب سے طبع کو اس سے کچھ نفرت ہوئی تھی سو وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تسکین اور تسلی دینے سے دور ہوئی پھر زیادہ ثبوت کے واسطے ورقہ سے پوچھا پھر اس کی تائید سے پورا اطمینان ہوا اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ جو خواب دیکھتے تھے صبح کی روشن کی طرح ٹھیک ہوتی تھی اور یہ جو کہا کہ نیک خوابیں تو ایک روایت میں اس کے بدلے سچی خوابیں آیا ہے اور دونوں کے معنی ایک ہیں بہ نسبت امور آخرت کے پیغمبروں کے حق میں اور بہر حال بہ نسبت امور دنیا کے تو نیک خواب دراصل خاص تر ہیں سو پیغمبروں کی سب خوابیں سچی ہیں اور کبھی نیک ہوتی ہیں اور یہ اکثر ہے اور کبھی نیک نہیں ہوتیں بہ نسبت دنیا کے جیسا کہ واقع ہوا ہے خواب میں جنگ اُحد کے دن اور بہر حال پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں کی خوابیں تو ان کے درمیان عموم خصوص ہے اگر ہم تفسیر کریں صادقہ کو ساتھ اس کے کہ وہ تعبیر کی محتاج نہیں اور اگر کہیں کہ صادقہ وہ ہے جو پریشان خوابوں کے سوائے ہے تو صالحہ مطلق خاص ہے۔ (فتح)

نیکیوں کا خواب

بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِينَ

فائدہ: اضافت اس میں فاعل کے واسطے ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے باب کی حدیث میں کہ دیکھتا ہے اس کو مرد اور شاید کہ جمع کیا ہے اس کو واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ مراد ساتھ رجل کے جنس ہے۔

وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ
الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُؤُوسِكُمْ
وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا
فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا﴾

فائدہ: طبری وغیرہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے حدیبیہ میں خواب دیکھا کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کے میں داخل ہوئے سر منڈاتے پھر جب حضرت ﷺ نے حدیبیہ میں قربانی ذبح کی تو اصحاب نے کہا کہ آپ کا خواب کہاں ہے تو یہ آیت اتری ﴿فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا﴾ سو مراد ساتھ ذلک کے قربانی ذبح کرنا ہے حدیبیہ کے دن اور مراد ساتھ فتح کے فتح خیبر ہے سو اس کے بعد انہوں نے رجوع کیا اور خیبر کو فتح کیا پھر حضرت ﷺ کی خواب کی تصدیق یہ ہوئی کہ آپ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور اس آیت میں انشاء اللہ تعالیٰ جو کہو تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اور بعض نے کہا یہ بطور تعلیم کے ہے کہ جو آئندہ کوئی کام کرنا چاہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کہے۔

۶۴۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ٹھیک خواب نیک مرد کی ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے۔

۶۴۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوءَةِ.

فائدہ: یہ حدیث مقید کرتی ہے اس چیز کو جو دوسری روایت میں ہے رؤیا المؤمن جزء کہ نہ اس میں حسنہ کی قید ہے اور نہ نیک مرد کی کہا مہلب نے کہ مراد غالب خوابیں ہیں نیکوں کی ورنہ نیک مرد بھی اڑتی خواب بھی دیکھتا ہے لیکن وہ نادر ہے واسطے کم ہونے قابو شیطان کے اوپر ان کے اور لوگ اس میں تین درجوں پر ہیں ایک پیغمبر لوگ ہیں اور ان کی خوابیں سب سچی ہیں اور کبھی واقع ہوتی ہے اس میں وہ چیز جو تعبیر کی محتاج ہو دوسرے نیک لوگ ہیں اور ان کی غالب خوابیں سچی ہیں اور کبھی واقع ہوتی ہے ان میں وہ چیز جو تعبیر کی محتاج نہیں اور جو لوگ ان کے سوائے ہیں بعض خوابیں ان کی سچی ہوتی ہیں اور بعض پریشان ہوتی ہیں اور وہ لوگ تین قسم پر ہیں ایک مستور ہیں غالب ہے برابر ہونا حال کا ان کے حق میں دوسری قسم فاسق لوگ ہیں اور غالب خوابیں ان کی پریشان ہوتی ہیں اور ان میں سچ کم ہوتا ہے، تیسری قسم کافر لوگ ہیں اور ان کی خوابوں میں سچ نہایت کم ہے اور جو راست گو ہو اس کی خواب بھی سچی ہوتی ہے اور کبھی بعض کافروں سے بھی سچی خواب واقع ہوتی ہے جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں کا خواب تھا اور ان کے بادشاہ کا خواب تھا قاضی نے کہا کہ ایمان دار نیک کا خواب ہے جو پیغمبری کے اجزاء کی طرف منسوب ہوتا ہے اور معنی اس کے صالح ہونے کے مستقیم ہونا اس کا ہے اور انتظام اس کا اور فاسق کا خواب پیغمبری کے اجزاء سے نہیں گنا جاتا اور کافر کا تو خواب بالکل ان میں نہیں گنا جاتا کہا قرطبی نے کہ جو مسلمان نیک سچا ہو وہی ہے جس کا حال پیغمبر کے حال کے مناسب ہے سو اکرام کیا گیا ساتھ ایک نوع کے اس چیز سے کہ اکرام کیا گیا ہے ساتھ اس کے پیغمبروں کو اور وہ اطلاع دینا ہے غیب پر اور جو کافر اور فاسق اور مخلط ہو اس کا حال پیغمبروں کے حال کے مناسب نہیں اگرچہ ان کی خواب کبھی سچی ہوتی ہے جیسا کہ بہت جھوٹا آدمی کبھی سچ کہتا ہے ورنہ نہیں ہے کہ جو غیب کی خبر دے اس کی پیغمبری کے حصوں سے ہو مانند کابن اور نجومی کی اور قید مرد کے واسطے غالب کی ہے اس کا کوئی مفہوم نہیں اس واسطے کہ عورت نیک کی خواب کا بھی یہی حکم ہے اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ہونا خواب کا ایک حصہ پیغمبری سے باوجود اس کے کہ پیغمبری موقوف ہوگئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرنے سے تو جواب میں کہا گیا ہے کہ خواب کو پیغمبری کا حصہ کہنا بطور مجاز کے ہے ورنہ حقیقت پیغمبری کا حصہ وہی خواب ہے جو پیغمبر کی خواب ہو اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پیغمبری کے

موافق ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ پیغمبری کا حصہ باقی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ حصہ ہے پیغمبری کے علم کا اس واسطے کہ پیغمبری اگرچہ بند ہوگئی ہے لیکن اس کا علم باقی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصوں میں سے تو یہ بات بھاری ہے اگرچہ اس کے ہزار حصے میں ایک حصہ ہے سو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ لفظ نبوت کا ماخوذ ہے بنا سے اور لغت میں اس کے معنی ہیں اعلام کرنا سو اس کے معنی یہ ہیں کہ خواب خبر صادق ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے اس میں کذب جیسے کہ نبوت سچی ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں جائز ہے اس پر کذب سو مشابہ ہوئی خواب نبوت کو خبر کے سچے ہونے میں کہا مازری نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ نبوت کے اس حدیث میں خبر ساتھ غیب کے نہ غیر اس کا اگرچہ ساتھ اس کے انذار اور تبشیر ہو سو غیب کی خبر دینا ایک ثمرہ نبوت کا ہے اور وہ نہیں ہے مقصود لہذا اس واسطے کہ صحیح ہے کہ مبعوث ہو پیغمبر جو مقرر کرے شریعت کو اور بیان کرے احکام کو اگرچہ نہ خبر دی ہو اپنی ساری عمر میں ساتھ غیب کے اور نہیں ہوتا ہے یہ قادح اس کی پیغمبری میں اور نہ باطل کرنے والا واسطے مقصود کے اس سے اور خبر ساتھ غیب کے پیغمبر سے نہیں ہوتی ہے مگر سچی اور نہیں واقع ہوتی ہے مگر حق اور بہر حال خصوص عدد کا سو وہ اس چیز سے ہے کہ اطلاع دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے پیغمبر کو اس واسطے کہ پیغمبر صاحب جانتے ہیں پیغمبری کے حقائق سے جس کو آپ کے سوائے اور کوئی نہیں جانتا کہا ابو بکر بن عربی نے کہ پیغمبری کے حصوں کی حقیقت نہیں جانتا ہے مگر فرشتہ یا پیغمبر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو قدر کہ ارادہ کیا ہے حضرت ﷺ نے کہ بیان کریں کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصوں میں سے فی الجملہ اس واسطے کہ اس میں اطلاع ہے غیب پر ایک وجہ سے اور بہر حال تفصیل نسبت کی سو خاص ہے ساتھ درجہ پیغمبری کے کہا مازری نے نہیں لازم ہے عالم پر یہ کہ پہچانے ہر چیز کو بطور اجمال اور تفصیل کے سو ٹھہرائی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے عالم کے حد جو کھڑا ہو نزدیک اس کے سو بعض چیز کی مراد کو مجمل اور مفصل طور سے جانتا ہے اور بعض کو بطور اجمال کے جانتا ہے نہ بطور تفصیل کے اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے اور بعض لوگوں نے اس عدد کی مناسبت میں کلام کیا ہے سو بعض نے کہا کہ خوابیں دلائل ہیں اور دلائلوں میں بعض جلی ہیں اور بعض خفی سو کم تر عدد میں وہ جلی ہے اور اکثر عدد میں وہ خفی ہے اور جو اس کے درمیان ہے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جبرہ نے کہ پیغمبری کے واسطے کئی فائدے ہیں دنیاوی اور اُخروی بطور خصوص کے اور عموم کے ان میں بعض معلوم ہوتے ہیں اور بعض معلوم نہیں ہوتے اور پیغمبری اور خواب کے درمیان کوئی نسبت نہیں مگر بیچ ہونے اس کے حق سو ہوگا مقام پیغمبری کا بہ نسبت مقام خواب کے بحسب ان اعداد کے راجع طرف درجات پیغمبروں کے سو نسبت اس کی جو ان میں اعلیٰ ہے اور وہ شخص وہ ہے کہ اس کی پیغمبری کے ساتھ رسالت بھی جمع ہو اکثر اس چیز کا ہے جو وارد ہوئی ہے عدد سے اور بہر حال نسبت اس کی طرف ان پیغمبروں کی جو رسول نہیں کم تر اس چیز کا ہے جو وارد ہوئی ہے اس سے اور جو اس کے درمیان ہے اور اسی واسطے حدیث میں نبوت کو مطلق بیان کیا ہے اور کسی معین پیغمبر کی پیغمبری کے ساتھ خاص نہیں

کیا اور الہام بھی پیغمبری کا حصہ ہے یا نہیں اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

بَابُ الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ

فائدہ: یعنی مطلق اگرچہ مقید ہے حدیث میں ساتھ نیک خواب کے سو وہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ اس میں شیطان کا دخل نہیں اور بہر حال جس میں شیطان کا دخل ہے تو اس کی نسبت اس کی طرف مجازی ہے باوجود اس کے کہ کل بہ نسبت خلق اور تقدیر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور نسبت خواب کی طرف اللہ تعالیٰ کے واسطے بزرگی کے ہے اور احتمال ہے کہ اشارہ ہو طرف اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۶۴۶۹۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

۶۴۶۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا

نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور

زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ

پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے۔

سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا

الصَّادِقَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بیان کرے خواب کو مگر عالم پر یا نا صحیح یعنی خیر خواہ پر اس واسطے کہ عالم حتی

الامکان اس کی نیک تاویل کرتا ہے اور بہر حال جو خاص ہو سو راہ دکھلاتا ہے طرف اس چیز کی جو اس کو فائدہ دے اور

مدد کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھک تھکا دے تین بار

اور پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی اس کی بدی سے کہ وہ بے شک اس کو ضرر نہ کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی

بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی اس کی بدی سے اور شیطان کی بدی سے اور تین بار تھو کے بائیں

طرف اور اس کو کسی سے بیان نہ کرے سو بے شک وہ اس کو ضرر نہ کرے گی اور کہا ابو عبد الملک نے کہ نسبت کیا گیا

پریشان خواب کی طرف شیطان کی واسطے ہونے اس کے اس کی خواہش اور مراد پر اور کہا ابن باقلانی نے کہ پیدا کرتا

ہے اللہ تعالیٰ نیک خواب کو فرشتے کی حاضری میں اور پیدا کرتا ہے پریشان کو شیطان کے سامنے پس اسی واسطے نسبت

کی گئی اس کی طرف اور بعض نے کہا اس واسطے اس کی طرف منسوب ہے کہ وہی ہے جو اس کا خیال دل میں ڈالتا ہے

اور نہیں ہے اس کے واسطے حقیقت نفس الامر میں۔ (فتح)

۶۴۷۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس

۶۴۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا

نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جب کوئی تم میں سے

اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

خواب دیکھے جو اس کو اچھی معلوم ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں

حَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ

کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا

کہے اور اس کو بیان کرے اور جب اس کے سوائے اور خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شیطان کی طرف سے ہے اور چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑے اس کی بدی سے اور نہ ذکر کرے اس کو کسی سے سو بے شک وہ اس کو نہ ضرر کرے گی۔

رَأَى أَحَدَكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللَّهِ فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ.

فائدہ: نیک خواب کے تین ادب ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کی بشارت لے اور اس کو بیان کرے لیکن اس سے جس سے محبت رکھتا ہو نہ اس سے جس کو برا جانتا ہو اور بری خواب کے چار ادب ہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور یہ کہ اپنی بائیں طرف تھوکے تین بار جب کہ خواب سے جاگے اور اس کو بالکل کسی سے ذکر نہ کرے اور ایک روایت میں نماز کا ذکر بھی آیا ہے یعنی جب خواب سے جاگے تو نماز پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ کروٹ بھی بدل ڈالے اور بعض نے کہا کہ آیۃ الکرسی بھی پڑھے کہ شیطان قریب نہیں آتا اور حکمت پناہ مانگنے کی تو واضح ہے اور وہ مشروع ہے نزدیک ہر کام کے جو اس کو برا معلوم ہو اور بہر حال شیطان سے پناہ مانگنا سوا سطلے اس چیز کے جو واقع ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں کہ وہ خواب شیطان کی طرف سے ہے اور یہ کہ وہ خیال ڈالتا ہے اس آدمی کے دل میں تاکہ اس کو غمگین کرے اور اس کو ڈرائے اور بہر حال تھوکنے سے حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے رد کرنے شیطان کے جو حاضر ہوا ہے بری خواب میں واسطے تحقیر اس کی کے اور استغفار کی اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے بائیں طرف کو اس واسطے کہ وہ محل ہے گندگیوں کا اور مانند اس کی کا اور تین بار تھوکنے کا کید کے واسطے ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے حدیث ساتھ ان تین لفظوں کے نفث اور تفل اور بھق سو بعض نے کہا کہ نفث اور تفل کے ایک معنی ہیں اور نہیں دونوں مگر ساتھ تھوک کے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ شرط ہے تفل میں تھوڑی تھوک اور نفث میں نہیں ہوتی اور بعض نے کہا کہ عکس اس کا ہے اور آیا ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جھاڑ پھونک میں ساتھ سورۃ الحمد کے کہ اس نے اپنی تھوک کو جمع کیا کہا عیاض نے فائدہ تھوکنے کا تبرک لینا ہے ساتھ اس رطوبت کے اور ہوا اور نفث کے واسطے مباشر قریہ کی جو مقارن ہے واسطے ذکر نیک کے جیسا کہ تبرک لیا جاتا ہے غسالہ اس چیز کے سے جو لکھی جاتی ہے ذکر اور اسماء سے لیکن منتر میں تبرک ہوتا ہے ساتھ رطوبت ذکر کے کما تقدم اور مطلوب اس جگہ ہانکنا اور رد کرنا شیطان کا ہے اور اظہار اختقار اور استغفار اس کے کا اور جامع تینوں لفظوں کو حمل کرنا ہے تفل پر اس واسطے کہ وہ پھونک ہے اس کی تھوک لطیف ہوتی ہے سو باعتبار نفث کے اس کو نفث کہا جاتا ہے اور باعتبار تھوک کے اس کو بصاق کہا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو ضرر نہیں کرے گی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ نے جو مذکور ہوا سبب واسطے سلامتی کے مکروہ سے جو مرتب ہوتی ہے خواب پر جیسا کہ ٹھہرایا ہے صدقہ کو سبب نگاہ رکھنے مال

کے کا اور بہر حال نماز سوا اس واسطے کہ اس میں توجہ ہے طرف اللہ تعالیٰ کی اور پناہ پکڑنا طرف اس کی اور ساتھ اس کے کامل ہوتی ہے رغبت اور صحیح ہوتی ہے طلب واسطے قریب ہونے نمازی کے اپنے رب سے وقت سجدے کے اور بہر حال کروٹ بدلنا سو واسطے نیک فال کے ہے ساتھ بدلنے اس حال کے جس پر وہ ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے لائق ہے یہ کہ ان سب چیزوں کے ساتھ عمل کیا جائے جن پر حدیث شامل ہے اور اگر بعض چیزوں کو ہی کرے تو کافی ہے بیچ دفع کرنے بدی اس کی کے ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے میں کہتا ہوں کہ نہیں دیکھا میں نے کسی حدیث میں اقتصار کرنا ایک پر ہاں البتہ اشارہ کیا ہے مہلب نے صرف اعوذ پڑھنا کفایت کرتا ہے بیچ دفع کرنے اس کی بدی کے اور شاید لیا ہے اس نے اس کو اس آیت سے ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ پس حاجت ہے ساتھ پناہ مانگنے کے صحیح ہونا توجہ کا اور نہیں کافی ہے گزارنا اعوذ کا زبان پر کہا قرطبی نے مفہم میں کہ نماز ان سب چیزوں کی جامع ہے اور صفت تعوذ کی یہ ہے اعوذ بما عاوذت به ملائكة الله ورسوله من شر رؤياي هذه ان يصيبني فيها ما اكره في ديني وديناي اور اگر خواب میں ڈرے تو اس طور سے اعوذ پڑھے اعوذ بكلمات الله التامات من شر غضبه وعذابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون اور لیکن سچی خواب اس سے مخصوص اور مستثنیٰ ہے کہ اس میں اعوذ باللہ نہ پڑھے لیکن کروٹ بدلنا اور نماز پڑھنا منع نہیں اور کہا حکیم ترمذی نے کہ سچی خواب حق ہے خبر دیتی ہے حق سے اور وہ بشارت اور انداز اور عتاب ہے تاکہ ہو مددگار اس چیز پر جس کی طرف بلا یا گیا اور غالب حال پہلے لوگوں کا خواب میں تھیں لیکن اس امت میں کم ہو گئیں واسطے بہت ہونے اس چیز کے کہ لائے اس کو پیغمبر اس کے اور واسطے کثرت ان لوگوں کے کہ آپ کی امت میں ہیں صدیقوں اور الہام والوں اور اہل یقین سے سو کفایت کی انہوں نے ساتھ کثر الہام اور الہام والوں کے کثرت خوابوں سے جو اول لوگوں میں تھیں اور کہا عیاض نے کہ خواب نیک احتمال ہے کہ راجع ہو طرف حسن ظاہر اس کی کے اور صدق اس کی کے جیسے کہ خواب احتمال رکھتی ہے بدی ظاہر کو یا بری تاویل کو اور بہر حال چھپانا اس کا باوجود اس کے کہ کبھی صادق ہوتی ہے سو چھپائی گئی ہے حکمت اس کی اور احتمال ہے کہ ہو واسطے خوف تعجیل اشتغال خواب دیکھنے والے کے ساتھ مکروہ تفسیر اس کی کے اس واسطے کہ کبھی اس میں دیر ہوتی ہے سو جب نہ خبر دے ساتھ اس کے کسی کو تو دور ہوتی ہے تعجیل ڈر اس کے کی اور باقی رہتا ہے جب کہ نہ تاویل کرے اس کی کوئی درمیان اس طمع کے کہ اس کی تاویل نیک ہو یا اُمید کے کہ وہ پریشان خوابوں سے ہو سو اس میں تسکین ہوتی ہے اس کے دل کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اس کو ذکر نہ کرے اس پر کہ جو خواب کی تعبیر کرے وہی ہوتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ وہم کو تاثیر ہے نفوس میں اس واسطے کہ تھو کنا اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے دور کرتا ہے اس وہم کو جو واقع ہوتا ہے نفس میں خواب سے اور اسی طرح منع کرنا کہ جس کو برا جانے اس سے خواب کو بیان نہ کرے اور حکم کرنا کہ خواب اس سے بیان کرے جس سے محبت رکھتا ہو اور یہ

جو ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شیطان ہی سے ہے تو ظاہر اس کا حصر ہے کہ نیک خواب نہیں شامل ہوتی ہے اس چیز پر جو خواب دیکھنے والے کو بری معلوم ہو اور تائید کرتا ہے اس کی مقابلہ نیک خواب کا ساتھ پریشان خواب کے اور منسوب کرنے اس کے طرف شیطان کی بنا بر اس کے پس اہل تعبیر کے قول میں کہ سچی خواب کبھی ہوتی ہے بشارت اور کبھی انذار نظر ہے اس واسطے کہ انذار غالباً ہوتا ہے اس چیز میں کہ برا جانتا ہے اس کو دیکھنے والا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ انذار نہیں مستزم ہے وقوع مکروہ کو اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ یہ قسم خواب یعنی جس میں تہویل اور تخویف اور تحزین ہو وہی مامور ہے کہ اس میں پناہ مانگی جائے یعنی اعوذ پڑھنے کا صرف اسی خواب میں حکم ہے اس واسطے کہ وہ شیطانی خیالات سے ہے سو جب خواب دیکھنے والا اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے صدق دل سے اور کرے جو حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے تھوکنے اور کروٹ بدلنے وغیرہ سے تو اللہ تعالیٰ اس کے خوف کو دور کر دیتا ہے اور نہیں پہنچتی ہے اس کو کوئی چیز اور بعض نے کہا کہ حدیث اپنے عموم پر ہے اس چیز میں کہ برا جانے اس کو خواب دیکھنے والا شامل ہے اس کو جس میں شیطان کا سبب نہ ہو اور فعل امور مذکورہ کا مانع ہے واقع ہونے سے مکروہ میں جیسے کہ آیا ہے کہ دعا دفع کرتی ہے بلا کو اور صدقہ دفع کرتا ہے بری موت کو اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے لیکن یہ اسباب عادات میں نہ پیدا کرنے والے اور بہر حال وہ چیز کہ دیکھتا ہے اس کو خواب میں کبھی اور اس کو خوش لگتی ہے لیکن نہیں پاتا اس کو بیداری میں اور نہ وہ چیز جو اس پر دلالت کرے تو یہ داخل ہے اور قسم میں اور وہ چیز وہ ہے کہ مشغول ہو اول اس کا ساتھ اس کے سونے سے پہلے پھر حاصل ہوتا ہے سونا تو وہ اس کو اس میں دیکھتا ہے سو یہ قسم نہ نفع دیتی ہے نہ ضرر کرتی ہے۔ (فتح)

نیک خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھالیس

حصوں سے

بَابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ
وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

فائدہ: باب باندھا ہے ساتھ لفظ حدیث کے اور شاید کہ اس نے حمل کیا ہے دوسری روایت کو جس کا یہ لفظ ہے رؤیا المؤمن اس حدیث متعید پر جو باب میں ہے۔

۶۴۷۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے تو چاہیے کہ اس سے پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی اور اپنی بائیں طرف تھو کے سو بے شک وہ خواب اس کو ضرر نہ کرے گی اور روایت ہے اس کے باپ سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے

۶۴۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَأَنَّى عَلَيْهِ خَيْرًا لَّقِينَهُ بِالْيَمَامَةِ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَّعِزْ مِنْهُ وَلْيَصُصُقْ

عَنْ بِشْمَالِهِ فَإِنَّهَا لَا تَصْرُهُ وَعَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

مثل اس کی۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ نیک خواب تو اس واسطے پیغمبری کا ایک حصہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برخلاف اس خواب کے کہ وہ شیطان کی طرف سے ہو کہ وہ پیغمبری کا ایک حصہ نہیں ہے اور باوجود اس کے بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ ایمان دار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھالیس حصوں میں سے۔ (فتح)

۶۴۷۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھالیس حصوں میں سے روایت کیا ہے اس کو ثابت وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی بغیر واسطہ عبادہ رضی اللہ عنہ کے۔

۶۴۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ
مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ
جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا ۱ مِّنَ
النُّبُوَّةِ. وَرَوَاهُ ثَابِتٌ وَحَمِيدٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۴۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھالیس حصوں سے۔

۶۴۷۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ
بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ
جُزْءًا مِّنَ النَّبُوَّةِ.

۶۴۷۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھالیس حصوں میں سے۔

۶۴۷۴۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ
حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالْدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ
يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبَّابٍ عَنْ أَبِي
سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرَّؤْيَا الصَّالِحَةُ
جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النَّبُوَّةِ.

فائدہ: اس حدیث کے سب طریقوں میں نبوت کا ذکر ہے رسالت کا ذکر کسی طریق میں نہیں ہے اور شاید کہ راز اس میں یہ ہے کہ رسالت زیادہ ہوتی ہے نبوت پر ساتھ پہنچانے احکام کے واسطے مکلفوں کے برخلاف نبوت مجرد کے اس واسطے کہ وہ اطلاع ہے بعض نبی چیزوں پر اور کبھی بعض پیغمبر اگلے پیغمبر کی شریعت کو برقرار رکھتا ہے لیکن نہیں لاتا ساتھ حکم جدید کے جو ہو مخالف پہلے پیغمبر کے سولی جاتی ہے اس سے ترجیح اس قول کی کہ جو حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے سو حضرت ﷺ اس کو کوئی حکم کریں جو ظاہر شرع مقررہ کے مخالف ہو تو نہیں ہوتا ہے وہ حکم مشروع اس کے حق میں اور نہ اس کے غیر کے حق میں تا کہ واجب ہو اس کے حق میں پہنچانا اس کا وسیا تالی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

باب الْمُبَشِّرَاتِ
باب ہے مبشرات یعنی بشارت دینے والی چیزوں کے

بیان میں

فائدہ: یہ جمع ہے بشر کی اور وہ بشارت ہے اور البتہ وارد ہوا ہے صحیح قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ کہ وہ نیک خواہیں ہیں۔

۶۴۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ
أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمْ يَبْقَ مِنَ
النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا وَمَا
الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرَّؤْيَا الصَّالِحَةُ.

۶۴۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں باقی رہی نبوت سے
کوئی چیز سوائے مبشرات کے یعنی بشارت دینے والی چیزوں
کے اصحاب نے کہا اور کیا ہیں مبشرات حضرت ﷺ نے فرمایا
کہ نیک خواہیں۔

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے ساتھ لفظ کے جو دلالت کرتا ہے اوپر ماضی کے واسطے تحقیق کرنے وقوع اس کے اور مراد اقبال ہے یعنی باقی رہے گی اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے زمانے میں فرمایا اور لام نبوت میں عہد کے واسطے ہے اور مراد نبوت حضرت ﷺ کی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں باقی رہی کوئی چیز میری نبوت کے بعد جو میرے ساتھ خاص ہے مگر مبشرات پھر تفسیر کیا اس کو ساتھ نیک خواہوں کے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں باقی رہے گا میرے بعد نبوت سے کچھ سوائے نیک خواہوں کے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے پہلی تاویل کی اور ظاہر استثناء کا یہ ہے کہ خواب نبوت ہے باوجود اس کے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ مراد تشبیہ

دینا ہے خواب کو ساتھ نبوت کے یا اس واسطے کہ حصہ چیز کا نہیں مستزم ہے ثبوت وصف کو اس کے واسطے جیسے کوئی بلند آواز سے لا الہ الا اللہ کہے تو اس کو مؤذن نہیں کہا جاتا اور نہ یہ کہ اس نے اذان دی اگرچہ وہ اذان کا ایک حصہ ہے اور کہا مہلب نے کہ ان کو مبشرات کہنا باعتبار اغلب کے ہے اس واسطے کہ بعض خوابیں ڈرانے والی ہوتی ہیں اور کہا ابن تین نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میری موت سے وحی کا آنا بند ہو گیا اور نہیں باقی رہی کوئی چیز جس سے آئندہ کا حال معلوم ہو مگر خوابیں اور وارد ہوتا ہے اس پر الہام اس واسطے کہ اس میں خبر دینا ہے آئندہ چیزوں کی اور وہ پیغمبروں کے واسطے بہ نسبت وحی کے مثل خواب کی ہے اور پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں کو بھی ہوتا ہے جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوا ہے اور البتہ بہت دلیلوں نے غیبی چیزوں سے خبر دی جو جس طرح انہوں نے خبر دی اسی طرح واقع ہوا اور جواب یہ ہے کہ حصر خواب میں اس واسطے ہے کہ وہ شامل ہے عام مسلمانوں کو برخلاف الہام کے کہ وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ بعض کے اور باوجود خاص ہونے کے وہ نادر اور نہایت کم ہے سو ذکر خواب کا واسطے شامل ہونے اور کثرت واقع ہونے اس کے ہے اور راز اس میں کہ الہام حضرت ﷺ کے زمانے میں کم تھا اور آپ کے بعد اس کی کثرت ہوئی غالب ہونا وحی کا ہے طرف حضرت ﷺ کی بیداری میں اور واسطے ارادہ ظاہر کرنے معجزات حضرت ﷺ کے سو مناسب ہوا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں آپ کے سوائے کسی شخص کے واسطے اس سے کوئی چیز واقع نہ ہو پھر جب حضرت ﷺ کے فوت ہونے سے وحی بند ہو گئی تو واقع ہوا الہام اس کے واسطے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خاص کیا واسطے امن ہونے کے لہذا سے بچ اس کے اور الہام کے وقوع سے انکار کرنا باوجود کثرت اور شہرت اس کی ہے۔ (فتح)

باب ہے بیچ خواب یوسف علیہ السلام کے

جب کہا یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہ اے باپ! میں نے خواب میں دیکھا گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو میرے واسطے سجدہ کرتے اللہ تعالیٰ کے اس قول تک تیرا رب جاننے والا ہے حکمت والا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے باپ یہ بیان ہے میری اس پہلی خواب کا البتہ میرے رب نے اس کو سچ کیا اس قول تک اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں۔

بَابُ رُؤْيَا يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاٰبِيهِ يَا اَبَتِ اِنِّي رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِيْنَ قَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا اِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاٰحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَا اَتَمَّتْهَا عَلٰى اَبُوْبِكَ مِنْ

قَبْلَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ
حَكِيمٌ ﴿ وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ يَا أَبَتِ هَذَا
تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي
حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ
السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدُونِ مِنْ بَعْدِ
أَنْ نَزَعَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ
رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ
الْحَكِيمُ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ
وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْآحَادِيثِ فَاطِرَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّ فِي
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَالْحَقْنِي
بِالصَّالِحِينَ ﴿ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَاطِرُ
وَالْبَدِيعُ وَالْمُبْدِعُ وَالْبَارِئُ وَالْخَالِقُ
وَاحِدٌ ﴿ مِنَ الْبَدُونِ ﴾ بَادِيَةٌ .

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ معنی اس کے اس قول کے کہ یہ تعبیر ہے میری خواب کی یعنی جس کا ذکر سورہ کی ابتدا میں ہو چکا ہے اور وہ تاروں اور چاند اور سورج کا دیکھنا ہے سو جب یوسف علیہ السلام کے ماں باپ اور بھائی مصر میں پہنچے اور وہ بادشاہی کے مرتبے میں تھا تو سب نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا اور یہ ان کی شریعت میں جائز تھا سو ہوئی تعبیر سجدہ کرنے والوں میں اور ہونا اس کا حق سجدے میں اور یہ تعبیر چالیس سال کے بعد واقع ہوئی اور بعض نے کہ اسی سال کے بعد۔ (فتح)

باب ہے بیچ خواب ابراہیم علیہ السلام کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر جب پہنچا اس کے ساتھ دوڑنے کو تو کہا اے بیٹا! میں تجھ کو دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں سو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ تو بولا اے باپ! کر جو تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

بَابُ رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْلُهُ
تَعَالَى ﴿ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ
إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ
مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ
سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ
فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا
إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ

نَجْرِي الْمُحْسِنِينَ ﴿

فائدہ: بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو سارہ سے بیٹا دیا تو اس کو قربانی کریں گے سو جب ان کے بیٹا پیدا ہوا تو خواب میں دیکھا کہ اپنی نذر پوری کر اور یہ قصہ شاید ماخوذ ہے بعض اہل کتاب سے اور احمد کے نزدیک ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے مناسک کو دیکھا تو شیطان ان کے سامنے ہوا نزدیک سعی کے تو ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے بڑھ گئے تو جبریل علیہ السلام ان کو عقبہ کی طرف لے گئے پھر شیطان ان کے سامنے آیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ جاتا رہا اور اسماعیل علیہ السلام پر سفید پیرا ہن تھا اور وہاں اس کو پیشانی پر لٹایا تو کہا اسے باپ! اس کے سوائے میرا کوئی اور پیرا ہن نہیں جس میں تو مجھ کو دفنا دے سو اس کو اتار لے تو پیچھے سے آواز آئی کہ اے ابراہیم! تو نے خواب کو سچا کیا سو پھر کر نظر کی تو دیکھا کہ ایک سفید دنبہ ہے سینگوں والا تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ذبح کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابتدائے اسلام میں اس دنبے کے سینگ کعبے کے پرنا لے پر لٹکے تھے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے دفنائے گئے سو یہ آثار قوی حجت ہے کہ ذبح اسماعیل علیہ السلام ہیں اور بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبح اسحاق علیہ السلام ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے سدی سے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے ساتھ چل کہ ہم قربانی کریں اور ابراہیم علیہ السلام نے رسی اور چھری لی یہاں تک کہ جب پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو کہا اے باپ! تیری قربانی کہاں ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تو اے بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں کہا کہ مجھ کو مضبوط باندھ لے تاکہ میں نہ تڑپوں اور اپنے کپڑوں کو بچانا تاکہ ان پر خون کی چھینٹ نہ پڑے کہ سارہ اس کو دیکھ کر غمگین ہوگی اور میرے حلق پر جلدی چھری چاٹانا تاکہ تجھ پر آسان ہو سو ابراہیم علیہ السلام نے یہ کام کیا اور روتے تھے اور چھری ان کے حلق پر چلائی چھری نے کچھ نہ کاٹا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حلق پر تانبے کی تختی ڈالی پھر اس کو پیشانی پر اوندھا لٹایا اور اس کی گردن پر چھری چلائی سو یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا﴾ سو اچانک دیکھا کہ ایک دنبہ ہے سو اس کو اپنے بیٹے کے بدلے ذبح کیا اور شاید سدی نے اس کو اہل کتاب سے لیا ہے یعنی یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح پہلا قول ہے اور روایت کی طبری نے سدی کے طریق سے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے شہروں سے ہجرت کر کے شام کی طرف چلے اور سارہ سے ملے اور وہ حران کے بادشاہ کی بیٹی تھی سو وہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائی تو ابراہیم علیہ السلام نے اس سے نکاح کیا سو جب مصر میں داخل ہوئے تو ظالم بادشاہ نے ان کو لونڈی بخشی اور حضرت سارہ کے گھر میں اولاد نہ ہوتی تھی اور ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیک بیٹا دے تو اس کی قبولیت میں دیر ہوئی یہاں تک کہ بڑے ہوئے سو جب سارہ کو معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ سے صحبت کی تو غمگین ہوئیں اس پر جو فوت ہوئی ان سے اولاد سے پھر ذکر کیا قصہ فرشتوں کے آنے کا بسبب ہلاک کرنے قوم لوط

کے اور انہوں نے بشارت دی سارہ کو ساتھ اسحاق علیہ السلام کے تو اسی واسطے کہا ابراہیم علیہ السلام نے ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ﴾ اور کہا جاتا ہے کہ دونوں کے درمیان تین سال کا فرق ہے اور جو پہلے گزرا کہ قصہ ذبیحہ کے میں تھا تو یہ حجت قوی ہے کہ ذبیحہ اسماعیل علیہ السلام ہیں اس واسطے کہ سارہ اور اسحاق علیہ السلام کے میں نہ تھے، واللہ اعلم۔ (فتح)

اور کہا مجاہدؒ نے کہ اسما کے معنی ہیں مانا انہوں نے جو ان کو حکم ہوا اور تلہ کے معنی ہیں اس کا چہرہ زمین پر رکھا۔
موافق ہونا خوابوں کا یعنی موافق ہونا جماعت کا ایک چیز پر اگرچہ ان کی عبارت مختلف ہو۔

۶۴۷۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک کچھ لوگوں کو خواب میں معلوم ہوا کہ شب قدر پچھلی سات راتوں میں ہے اور کچھ لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ پچھلی دس راتوں میں ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تلاش کرو اس کو پچھلی سات راتوں میں۔

۶۴۷۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَنَسًا أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ وَأَنَّ أَنَسًا أُرُوا أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّمَسُّوْهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ.
فائدہ: اور ایک طریق میں ہے کہ فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہاری خوابوں کو کہ موافق ہو گئیں پچھلی سات راتوں میں سو جو شب قدر کا تلاش کرنے والا ہو سو پچھلی سات راتوں میں تلاش کرے اور بعض نے اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں تو اطلاق کا لفظ نہیں تو جواب یہ ہے کہ بخاریؒ نے اس بات کا التزام نہیں کیا کہ وارد کرے حدیث کو ساتھ لفظ تو اطلاق کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی مراد موافق ہونا ہے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو حدیث اس کے لفظوں سے یا اس کے معنی سے اور اس کا بیان یوں ہے کہ افراد سبع کے داخل ہیں بیچ افراد عشر کے سو جب ایک قوم نے دیکھا کہ وہ دس راتوں میں ہے اور ایک قوم نے کہ سات راتوں میں ہے تو ہو گئے جیسے انہوں نے اتفاق کیا سات راتوں پر سو حکم کیا ان کو تلاش کرنے کا سات راتوں میں واسطے موافق ہونے دونوں گروہ کے اوپر اس کے اور اس واسطے کہ وہ آسان تر ہے اوپر ان کے سو چلا بخاریؒ نے اپنی عادت پر بیچ مقدم کرنے کے اخفی کے اجلی پر اور جس حدیث کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے وہ کتاب قیام اللیل میں گزر چکی ہے یعنی جو اوپر منقول ہوئی جس میں ہے کہ میں نے تمہاری خوابوں کو دیکھا کہ موافق پڑ گئیں اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ موافق ہونا جماع کا

ایک خواب پر دلالت کرتا ہے اوپر صدق اور صحت اس کی کے جیسا کہ مستفاد ہوتا ہے قوی ہونا خبر کا ایک جماعت کے موافق ہونے سے اوپر اس کے۔ (فتح)

یہ اشارہ ہے اس طرف کہ اگرچہ نیک خواب خاص ہے ساتھ نیکوں کے غالباً لیکن کبھی ان کے سوائے اور لوگوں کو بھی سچی خواب آتی ہے۔

فائدہ: اہل علم تعبیر نے کہا کہ اگر کافر یا فاسق نیک خواب دیکھے تو یہ اس کے واسطے بشارت ہے ساتھ ہدایت اس کی کے طرف ایمان کی مثلاً یا تو بہ کے یا ڈرانے کے باقی رہنے سے کفر اور فسق پر اور کبھی دیکھتا ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر رضامندی کے ساتھ اس چیز کے جس میں وہ ہے اور یہ مکر اور غرور ہے نعوذ باللہ من ذلک۔ (فتح)

واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور داخل ہوئے ساتھ یوسف علیہ السلام کے قید خانے میں دو جوان اس قول تک کہ پلٹ جا اپنے بادشاہ کی طرف۔

لَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانٍ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِينَا بِنَاوِيلِهِ إنا نراك من المحسنين قال لا يأتیکما طعام ترزقانه إلا بأتیکما بِنَاوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نَشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ يَا صَاحِبِي السِّجْنِ الرَّبَّابُ مُتَفَرِّقُونَ﴾ وَقَالَ الْفَضِيلُ عِنْدَ قَوْلِهِ يَا صَاحِبِي السِّجْنِ ﴿الرَّبَّابُ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا

تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءَ سَمَّيْتُمُوهَا
انْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ
سُلْطَانٍ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَنْ لَا
تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقِيمُ
وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ يَا
صَاحِبِي السِّجْنِ أَمَا أَحَدُكُمْ فَيَسْقِي
رَبَّهُ خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصَلِّبُ فَتَأْكُلُ
الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ
تَسْتَفْتِيَانِ وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ
مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنَسَاهُ
الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ
بِضْعَ سِنِينَ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ
بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خَضِرٍ وَأُخْرٍ يَابَسَاتٍ
يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ
كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ قَالُوا أَضْغَاثُ
أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ
بِعَالَمِينَ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ
بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنشِئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ
يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ
بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خَضِرٍ وَأُخْرٍ يَابَسَاتٍ
لَعَلِّي أَرْجِعَ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ
قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا
حَصَدْتُمْ فَذَرُّوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا

مِمَّا تَأْكُلُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ
سَبْعُ شِدَادٍ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا
قَلِيلًا مِمَّا تَحْصِنُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ
ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُعَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ
يَعَصِرُونَ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا
جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ ﴿

فائدہ: وہ دونوں ایک باورچی تھا اور ایک شربت پلانے والا تو بادشاہ نے دونوں کو تہمت دی کہ دونوں نے کھانے پینے میں زہر ملانے کا ارادہ کیا سو بادشاہ نے دونوں کو قید کیا یہاں تک کہ شربت پلانے والا خلاص ہوا اور باورچی سولی چڑھایا گیا۔

﴿وَادَّكَّرَ﴾ اِفْعَلَ مِنْ ذَكَرَ ﴿أُمِّةٌ﴾
قَرْنٍ وَتَقْرَأُ أُمِّهَ نِسْيَانٍ

اور وادکر افعال ہے ذکر سے یعنی یاد کیا اور امۃ کے معنی زمانہ ہیں اور پڑھا جاتا ہے امہ اس کے معنی میں نسیان اور مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَادَّكَّرَ بَعْدَ أُمِّةٍ﴾ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نچوڑیں گے انگوروں کو اور تیل کو یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُعَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعَصِرُونَ﴾ اور نچوڑنے کو شراب کہا باعتبار انجام کے اور تحسون کے معنی ہیں نگہبانی کرو گے یہ لفظ بھی اسی رکوع میں واقع ہوا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يَعَصِرُونَ﴾ الْأَعْنَابُ
وَاللُّدْهَنَ ﴿تَحْصِنُونَ﴾ تَحْرُسُونَ.

۶۴۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں قید خانے میں رہتا جتنی دیر یوسف علیہ السلام رہا تھا پھر مجھ کو بلانے والا آتا تو میں اس کی بات قبول کر لیتا، کہا ابو عبد اللہ بخاری رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں ہوتا تو البتہ میں اس کی بات مان لیتا اول بار میں یعنی فوراً اس کے ساتھ نکل کر چلا جاتا تکرار نہ کرتا۔

۶۴۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةٌ
عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ
الْمُسَيْبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِي السَّجْنِ مَا
لَبِثَ يُونُسُ ثُمَّ أَنَانِي الدَّاعِيَ لَا جَبْتُهُ.

فائدہ: یعنی جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو قید خانے سے بلانے کے واسطے ایلچی بھیجا تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے بادشاہ کی طرف پلٹ جا اور اس سے ان عورتوں کا حل پوچھ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے اور قید خانے سے

نکلنا منظور نہ کیا جب تک کہ ان کی پاک دامنی ثابت نہ ہو۔

جو حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے

بَابُ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ.

۶۴۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو وہ مجھ کو جانتے بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا۔

۶۴۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ إِذَا رَأَاهُ فِي صُورَتِهِ.

فائدہ: اس حدیث کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مجھ کو قیامت میں دیکھے گا یا یہ بات حضرت ﷺ کی زندگی تک تھی اور ایک روایت میں شک کے ساتھ ہے یعنی یا اس نے مجھ کو دیکھا جیسے جانتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے سو البتہ اس نے مجھ کو جانتے دیکھا اور پہلے لفظ کے یہ معنی ہیں کہ وہ دیکھے گا اپنی بیداری میں تفسیر اس چیز کی جو دیکھے اس واسطے کہ وہ حق ہے اور غیب ہے جس میں وہ ڈالا گیا اور دوسری روایت تشبیہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ حضرت ﷺ کو جانتے دیکھتا تو مطابق پڑتا اس کو جو خواب میں دیکھا سو ہوگا اول دیکھنا حق اور حقیقہ اور ثانی حق اور تمثیل اور یہ سب اسی وقت ہے جب کہ حضرت ﷺ کو صورت معروفہ میں دیکھے اور اگر برخلاف آپ کی صفت کے دیکھے تو وہ مثال ہے پھر اگر حضرت ﷺ کو اپنی طرف متوجہ دیکھے تو یہ خواب دیکھنے والے کے واسطے بہتر ہے اور اگر بالعکس ہو تو بالعکس ہے اور اگر حضرت ﷺ کو دیکھے ساتھ صفت معلوم کے تو وہ ادراک حقیقی ہے اور اگر غیر صفت پر دیکھے تو یہ مثال ہے اس واسطے کہ ٹھیک یہ بات ہے کہ پیغمبروں کے بدن کو زمین متغیر نہیں کرتی اور بعض نے خلاف کیا ہے سو کہا کہ خواب کی کوئی حقیقت نہیں اور بعض نے گمان کیا ہے کہ وہ حقیقہ سر کی آنکھ سے واقع ہوتی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا عیاض نے کہ یہ جو کہا کہ البتہ اس نے مجھ کو دیکھا یا حق کو دیکھا تو احتمال ہے کہ ہومر اد ساتھ اس کے یہ کہ جو دیکھے آپ کو آپ کی صورت میں آپ کی زندگی میں تو اس کی خواب حق ہوگی اور جس نے آپ کو دیکھا آپ کی غیر صورت میں اس کی خواب تاویل ہوگی اور کہا کہ یہ ضعیف ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ آپ کو حقیقہ دیکھتا ہے برابر ہے کہ ہوں حضرت ﷺ اپنی صفت معروفہ پر یا اس کے غیر پر اور نہیں ظاہر ہوا میرے واسطے قاضی کی کلام سے جو اس کے مخالف ہو بلکہ ظاہر اس کے قول سے یہ ہے کہ وہ آپ کو حقیقہ دیکھتا ہے دونوں حال میں لیکن پہلی صورت

میں ہوتی ہے خواب اس قسم سے کہ نہیں محتاج ہے طرف تاویل کی اور دوسری صورت میں خواب محتاج ہے طرف تاویل کی کہا قرطبی نے کہ اختلاف ہے حدیث کے معنی میں سوا ایک قوم نے کہا کہ اپنے ظاہر پر ہے سو جس نے حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے آپ کو حقیقہ دیکھا مثل اس شخص کی جس نے آپ کو جاگتے دیکھا اور یہ قول خالد کا ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ نہ دیکھے حضرت ﷺ کو کوئی مگر اس صورت میں جس میں حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا اور یہ کہ نہ دیکھیں آپ کو دو دیکھنے والے ایک آن میں دو مکانوں میں اور یہ کہ زندہ ہوں اب اور نکلیں اپنی قبر سے اور چلیں بازاروں میں اور بات کریں لوگوں سے اور لازم آتا ہے اس سے کہ آپ کی قبر آپ کے بدن سے خالی ہو سو نہ باقی رہی آپ کی قبر میں کوئی چیز پس زیارت کی جائے گی مجرد اور سلام کیا جائے غائب کو اس واسطے کہ جائز ہے کہ آپ کو دیکھ جائے اللہ تعالیٰ ساتھ اتصال اوقات کے اپنی حقیقت پر اپنی غیم قہم میں اور یہ بڑی سخت جہالت ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے آپ کو دیکھا اس نے آپ کو دیکھا آپ کی اصلی اور حقیقی صورت میں اور اس سے لازم آتا ہے کہ جو دیکھے آپ کو غیر صفت میں یہ کہ ہو خواب اس کی پریشان خوابوں سے اور یہ معلوم ہے کہ وہ دیکھتا ہے خواب میں اس حالت پر جو مخالف ہے حالت اس کی کو دنیا میں احوال لائقہ سے ساتھ اس کے اور واقع ہو یہ خواب حق جیسے کہ مثلاً دیکھے جائیں کہ آپ نے اپنے جسم سے گھر کو بھرا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر ہونے اس گھر کے ساتھ خیر کے اور اگر قادر ہو شیطان اوپر تمثیل کسی چیز کے اس چیز سے کہ حضرت ﷺ اس پر تھے یا اس کی طرف منسوب تھے یا اس کی طرف منسوب ہو تو البتہ معارض ہو حضرت ﷺ کی عموم قول کو کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا پس اولیٰ یہ ہے کہ منظر ہو خواب آپ کا اور اسی طرح دیکھنا کسی چیز کا آپ سے سو وہ ابلیغ ہے حرمت میں اور لائق ہے ساتھ عصمت کے جیسا کہ معصوم ہیں شیطان سے اپنے جاگنے میں اور صحیح بیچ معنی اس حدیث کے یہ ہے کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا دیکھنا ہر حالت میں باطل نہیں ہے اور نہ پریشان خواب بلکہ فی نفس الامر حق ہے اور اگر خواب میں اپنی غیر صورت پر دیکھے جائیں تو تصور اس صورت کا نہیں ہے شیطان سے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تائید کرتا ہے اس کے قول حضرت ﷺ کا کہ اس نے حق دیکھا یعنی دیکھا حق کو کہ قصد کیا گیا ہے اعلام دیکھنے والے کا ساتھ اس کے اور کہا ابن بطلال نے کہ یہ جو فرمایا کہ وہ مجھ کو جاگتے دیکھے گا تو مراد اس سے تصدیق اس خواب کی ہے بیداری میں اور اور صحت اس کی اور خارج ہونا اس کا حق پر اور یہ مراد نہیں کہ وہ قیامت میں حضرت ﷺ کو دیکھے گا اس واسطے کہ قیامت کے دن تو سب امت آپ کو دیکھے گی جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اور جس نے نہ دیکھا یعنی تو خواب میں دیکھنے کو کچھ زیادتی نہ ہوگی اور کہا ابن تین نے کہ مراد یہ ہے کہ جو ایمان لایا ساتھ حضرت ﷺ کے حضرت ﷺ کی زندگی میں اور حضرت ﷺ کو نہ دیکھا واسطے ہونے اس کے غائب آپ سے تو اس کے ساتھ اس کو بشارت ہوگی کہ جو حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لایا وہ حضرت ﷺ کو بیداری میں بھی

ضروری دیکھے گا اور حاصل اس کا چھ جواب ہیں اول جواب یہ ہے کہ وہ تمثیل اور تشبیہ پر ہے کہ اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا دوسری روایت لکانما رمانی فی الیقظة دوسرا جواب یہ ہے دیکھے گا بیداری میں تاویل اس کی بطور حقیقت کے یا تعبیر کے تیسرا جواب یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ اہل عصر حضرت ﷺ کے وہ لوگ ایمان لائے ساتھ آپ کے پہلے اس سے کہ آپ کو دیکھیں، چوتھا جواب یہ ہے کہ دیکھے گا آپ کو شیشے میں جو حضرت ﷺ کے پاس تھا اور یہ بعید تر تاویل ہے، پانچواں یہ کہ دیکھے گا آپ کو قیامت کے دن ساتھ زیادہ خصوصیت کے نہ مطلق وہ شخص جو دیکھے گا حضرت ﷺ کو اس دن ان لوگوں میں سے جنہوں نے آپ کو خواب میں نہیں دیکھا، چھٹا یہ کہ وہ دیکھے گا حضرت ﷺ کو دنیا میں حقیقہً اور آپ سے بات کرے گا اور اس میں اشکال ہے جو پہلے گزرا کہا قرطبی نے کہ جو خواب میں دیکھا جاتا ہے وہ مشافین ہیں واسطے مرئیات کے نہ حقیقت ان کی لیکن یہ مثالیں کبھی تو مطابق پڑتی ہیں اور کبھی ان کے معنی واقع ہوتے ہیں سو پہلی قسم سے ہے حضرت ﷺ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھنا اور اس میں ہے سوا چانک وہ تو ہی تھی سو حضرت ﷺ نے خبر دی کہ آپ نے دیکھا جاگتے جو آپ نے خواب میں دیکھا بعینہ اور دوسری قسم سے ہے دیکھنا گائے کا جو خرکی جاتی تھی اور مقصود ساتھ ثانی کے تشبیہ کرنا ہے اوپر معانی ان امروں کے اور حضرت ﷺ کے دیکھنے کے فوائد سے ہے تسکین شوقِ رأی کا واسطے ہونے اس کے صادق آپ کی محبت میں اور یہ جو فرمایا کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا تو اس کے معنی ہیں کہ میرے مشابہ نہیں ہو سکتا یعنی نہیں ہوتا ہے میری صورت میں اور ایک روایت میں ہے کہ میری صورت میں دیکھا نہیں جا سکتا یعنی اللہ تعالیٰ نے اگرچہ شیطان کو قدرت دی ہے کہ وہ جو صورت چاہے بن سکتا ہے لیکن نہیں قدرت دی اس کو اللہ تعالیٰ نے کہ حضرت ﷺ کی صورت پکڑ سکے اور البتہ یہ ہی مذہب ہے ایک جماعت کا سوانہوں نے کہا کہ محل حدیث کا یہ ہے کہ جب کہ دیکھے حضرت ﷺ کو خواب میں اصلی صورت پر جس میں قبض ہوئے اور ان میں سے بعض نے تنگ کیا ہے غرض کو سو کہا انہوں نے کہ دیکھے آپ کو اس صورت میں جس میں حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی یہاں تک کہ اعتبار کرنا ہے سفید بالوں کا جو بیس کو نہیں پہنچتے تھے اور صوابِ تعیم ہے ہر حالت میں بشرطیکہ وہ آپ کی حقیقی صورت ہو کسی وقت میں برابر ہے کہ جوانی میں ہو یا جو رجولیت میں یا کہولیت میں یا آخر عمر میں اور کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے محققین نے اس حدیث کی تاویل میں سو قاضی ابوبکر کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس حدیث کے یہ ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو اس کا خواب صحیح ہے نہیں ہے پریشان خوابوں سے اور نہ تشبیہات شیطان سے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا اور لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اپنے ظاہر پر اور مراد یہ ہے کہ جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا اس نے آپ کو پایا اور یہ محال نہیں اور بہر حال غیر صفت پر دیکھنا حضرت ﷺ کا یاد و جگہوں مختلف میں اکٹھا نظر آتا تو یہ غلطی ہے آپ کی صفت میں اور تخیل ہے واسطے صفت کے جو مخالف ہے نفس

الامر کو اور کبھی بعض خیالات مرئی چیزیں گمان میں آتی ہیں واسطے ہونے اس چیز کے کہ تخیل ہے مرتبہ ساتھ اس چیز کے کہ دیکھی جاتی ہے عادت میں سو ہوگی ذات حضرت ﷺ کی دیکھی گئی اور صفات آپ کی خیالی غیر مرئی ہیں اور نہیں شرط ہے ادراک میں تحدیق آنکھوں کا اور نہ قریب ہونا مسافت اور نہ ہونا مرئی کا ظاہر زمین پر یا مدنون اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شرط ہے کہ موجود ہو اور ظاہر ہوتی ہے میرے واسطے توفیق درمیان اس چیز کے کہ ذکر کی انہوں نے کہ جو حضرت ﷺ کو دیکھے ایک صفت پر یا اکثر پر جو خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے تو اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا اگرچہ باقی صفات مخالف ہوں اور بنا براس کے پس متفاوت ہے خواب اس کا جو حضرت ﷺ کو دیکھے سو جس نے حضرت ﷺ کو کامل ہیئت میں دیکھا تو اس کی خواب حق ہے جو محتاج تعبیر کی نہیں اور اس پر اتارا گیا ہے قول حضرت ﷺ کا سو بے شک اس نے حق دیکھا اور جوں جوں کم ہو حضرت ﷺ کی صفات سے سو داخل ہوگی تاویل بحسب اس کے اور صحیح ہوگا اطلاق کہ جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا جس حالت میں ہو تو اس نے حضرت ﷺ کو حقیقہ دیکھا۔

تَنْبِيْهٌ: اہل تعبیر نے جائز رکھا ہے دیکھنا اللہ تعالیٰ کا خواب میں اور نہیں جاری کیا انہوں نے خلاف جو حضرت ﷺ کی خواب میں ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی تعبیر کرنی جائز ہے کبھی ساتھ بادشاہ کے اور کبھی ساتھ سردار کے اور کہا غزالی نے کہ معنی رآنی کے یہ نہیں کہ اس نے میرا بدن اور جسم دیکھا اور مراد یہ ہے کہ اس نے مثال دیکھی کہ ہوگی یہ مثال آلہ کہ ادا ہوں ساتھ اس کے معنی جو میرے نفس میں ہیں اس کی طرف اور یہ آلہ کبھی حقیقی ہوتا ہے اور کبھی خیالی اور نفس غیر مثال خیالی کا ہے سو جو شکل کہ اس نے خواب میں دیکھی نہیں ہے روح حضرت ﷺ کا بلکہ وہ مثال ہے حضرت ﷺ کی تحقیق پر اور کہا طبری نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا جس صفت سے کہ ہو سو چاہیے کہ بشارت لے اور جانے کہ اس نے دیکھا ہے خواب سچا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہ بشارت دینے والا ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہے کہ وہ منسوب ہے طرف شیطان کی اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا اور اسی طرح قول حضرت ﷺ کا کہ اس نے حق دیکھا یعنی وہ خواب حق ہے نہ باطل اور اسی طرح قول حضرت ﷺ کا فقد رآنی اس واسطے کہ جب شرط اور جزا دونوں ایک ہوں تو دلالت کرتا ہے نہایت پر کمال ہونے میں یعنی تو اس نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ اس کے بعد کچھ چیز نہیں اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جرہ نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ جس کے دل میں حضرت ﷺ کی صورت متمثل ہو اور باب قلوب سے اور متصور ہو اس کے واسطے عالم سر میں کہ حضرت ﷺ اس سے کلام کرتے ہیں تو یہ حق ہوگا بلکہ زیادہ تر سچا غیروں کے دیکھنے سے واسطے اس چیز کے احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر ان کے دل کے روشن کرنے سے اور یہ مقام جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے وہ الہام ہے اور وہ منجملہ صفات وحی پیغمبروں

کے ہے لیکن میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ وہ بھی پیغمبری کا حصہ ہے جیسے نیک خواب کی وصف کی اور بعض نے کہا کہ فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ خوابوں کے قواعد مقرر ہیں اور ان کے واسطے تاویلات مختلف ہیں اور ہر ایک آدمی کو خواب آتی ہے برخلاف الہام کے کہ وہ نہیں واقع ہوتا ہے مگر واسطے خواص کے اور نہ اس کے واسطے کوئی قاعدہ مقرر ہے جس کے ساتھ اس کے اور شیطانی خیال کے درمیان تمیز اور فرق کیا جائے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اہل معرفت نے ذکر کیا ہے کہ جو خطرہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو وہ دل میں قرار پکڑتا ہے اور مضطرب نہیں ہوتا اور جو خطرہ کہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے وہ دل میں قرار نہیں پکڑتا سوا اگر یہ ثابت ہو تو ہوگا فارق واضح اور باوجود اس کے سوتصریح کی ہے اماموں نے ساتھ اس کے کہ احکام شرعی الہام سے ثابت نہیں ہوتے اور کہا ابوالمظفر بن سمعانی نے بعد اس کے کہ حکایت کی ابو زید ابو سے حنفی سے کہ الہام وہ چیز ہے جو بلا دے دل کو واسطے علم کے جو بلائے طرف عمل اس کے کی بغیر استدلال کے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ نہیں جائز ہے عمل کرنا ساتھ اس کے مگر وقت گم کرنے سب دلیلوں کے مباح کے باب میں اور بعض بدعتیوں سے مروی ہے کہ وہ حجت ہے اور حجت اہل سنت کی وہ آیتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اوپر اعتبار کرنے حجت کے اور رغبت دلانے کے اوپر نظر کے آیات ہیں اور اعتبار اور نظر کے دلائل میں اور دلالت کرتی ہیں اوپر مذمت آرزووں اور ہوا جس اور ظنوں کے اور وہ بہت ہیں مشہور اور ساتھ اس کے کہ خطرہ کبھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کبھی شیطان کی طرف سے اور کبھی ہوتا ہے نفس سے اور جس چیز میں یہ احتمال ہو کہ وہ حق نہیں تو اس کو حق نہیں کہا جاتا اور بہر حال جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَاللَّهُمَّهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ معلوم کروایا اس کو طریق علم کا اور وہ جہتیں ہیں اور بہر حال وحی کرنا طرف نفل کی یعنی شہد کی کبھی کے تو اس کی نظیر آدمی میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ کاری گروں کے اور جس میں اصلاح معاش کی ہے اور فراست کو ہم مانتے ہیں لیکن وہ حجت نہیں اس واسطے کہ ہم کو اس کی تحقیق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا غیر کی طرف سے کہا ابن سمعانی نے کہ انکار الہام کا مردود ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کسی بندے کو اکرام کرے لیکن تمیز حق اور باطل کے درمیان یہ ہے کہ جو شریعت محمدی ﷺ کے موافق ہو اور نہ ہو کتاب اور سنت میں جو اس کو رد کرے تو وہ مقبول ہے ورنہ مردود ہے اور واقع ہوتا ہے نفس اور شیطان سے اور ہم نہیں انکار کرتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اکرام کرے ساتھ زیادتی نور کے جس سے اس کے دل کا نور زیادہ ہو اور جس کے ساتھ اس کی نظر قوی ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کرتے ہیں ہم کہ رجوع کرے اپنے دل کی طرف سے ساتھ کسی قول کے جس کے اصل کو نہ پہچانتا ہو اور ہم نہیں گمان کرتے کہ وہ حجت ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نور ہے خاص کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے جس کو چاہے اپنے بندوں سے سوا اگر شرع کے موافق ہو تو شرع ہے حجت ہوگی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر کوئی خواب میں حضرت ﷺ کو دیکھے اور حضرت ﷺ اس کو کسی

چیز کا حکم کریں تو کیا اس پر اس کا بجالانا واجب ہے اور یا اس کو ظاہر شرع پر پیش کرنا ضروری ہے یا نہیں معتمد یہ ہے ضروری ہے کہ اس کو ظاہر شرع پر پیش کیا جائے۔ (فتح)

۶۴۷۹۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَنْخِيلُ بِي وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوءَةِ.

۶۴۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو بے شک اس نے مجھ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان مجھ سے نہیں بن سکتا اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھالیس حصوں سے۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ اس حدیث میں شرط اور جزا ایک ہے سو یہ دلالت کرتی ہے اور پر نہایت مبالغہ کے یعنی جس نے مجھ کو دیکھا تو البتہ اس نے میری حقیقت کو دیکھا کامل طور پر بغیر شبہ اور شک کے اس میں جو دیکھا بلکہ وہ خواب کامل ہے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی فقد رأى الحق یعنی اس نے حق دیکھا نہ باطل اور وہ رد کرتا ہے اس چیز کو جو پہلے گزری اس شخص کے کلام سے جس نے تکلف کیا ہے بیچ تاویل قول حضرت عائشہ کے من رأى فى المنام فسيرانى فى اليقظة اور ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ من رأى فى المنام یعنی جو مجھ کو دیکھے جس صفت پر کہ ہو تو چاہیے کہ وہ بشارت لے اور جانے کہ اس نے سچا خواب دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہے اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ (فتح)

۶۴۸۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّؤْيَا الصَّالِحَةَ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِتْ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا تَأْوِيلَ لَوَيْتَعَوَّذَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَصْرُهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَأَى بِي.

۶۴۸۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جو خواب میں کچھ چیز دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے تین بار اور چاہیے کہ پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی شیطان سے کہ وہ اس کو ضرر نہ کرے گی اور بے شک شیطان میری صورت میں نظر نہیں آ سکتا۔

۶۴۸۱۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيْفَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنْ

۶۴۸۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو بے شک اس نے حق دیکھا

یعنی سچ مجھ کو دیکھا متابعت کی ہے ابن یزید کی یونس اور ابن انخی زہری نے۔

الزُّهْرِيُّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ. تَابَعَهُ يُونُسُ وَابْنُ أُخِيهِ الزُّهْرِيُّ.

۶۴۸۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو بے شک اس نے حق دیکھا اس واسطے کہ شیطان مجھ سا نہیں بن سکتا۔

۶۴۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنِي.

بَابُ رُؤْيَا اللَّيْلِ رَوَاهُ سَمُرَةٌ

باب رات کو خواب دیکھنا روایت کیا ہے اس کو سرہ نے کما سیاتی فی آخر کتاب التعمیر

فائدہ: یعنی کیا رات اور دن کا خواب برابر ہے یا دونوں میں تفاوت ہے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہ زیادہ تر سچا خواب رات کا ہے اور نہ ذکر کیا ہے نصر بن یعقوب دیلمی نے کہ جو اول رات میں خواب دیکھے اس کی تاویل میں دیر ہوتی ہے اور نصف ثانی سے جوں جوں پیچھے دیکھے توں توں جلدی اس کی تعبیر ہوتی ہے اور زیادہ تر جلدی تعبیر اس خواب کی ہوتی ہے جو سحری کے وقت دیکھے خاص کر طلوع صبح صادق کے وقت اور جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زیادہ جلدی اس خواب کی تاویل ہوتی ہے جو قیلولہ کے وقت دیکھے۔ (فتح)

۶۴۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جوامع الکلم عطا ہوئے اور مجھ کو رعب سے فتح ملی اور جس حالت میں کہ میں رات کو سوتا تھا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں یہاں تک کہ میرے ہاتھ میں رکھی گئیں کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور تم ان خزانوں کو نقل کرتے ہو یعنی غنیمت لاتے ہو اور مراد اس سے خزانے قیصر اور کسریٰ کے ہیں۔

۶۴۸۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ آتَيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتَّى وَضَعْتُ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَقِلُونَهَا.

۶۳۸۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ کعبے کے پاس ہوں تو میں نے ایک مرد دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تونے بہت اچھی گندمی رنگ مرد دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے کہ تونے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہوں البتہ اس مرد نے اُن بالوں میں کنگھی کی ہے تو ان سے پانی نپکتا ہے دو مردوں پر تکیہ دیے یا یوں فرمایا کہ دو مردوں کے کندھوں پر تکیہ دیے وہی شخص خانے کعبے کا طواف کرتا ہے تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتے نے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے اچانک ایک اور مرد دیکھا نہایت گنگھریالے بالوں والا دائیں آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتے نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

۶۴۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكُعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ مِنْ آدَمِ الرَّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ مِنَ اللَّيْمَةِ قَدْ رَجَلَهَا تَقَطَّرُ مَاءٌ مِنْهَا عَلَى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعِدٍ قَطَطٌ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّهَا عَيْنَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ الدَّجَالُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۶۳۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا اور بیان کیا حدیث کو اور متابعت کی اس کی سلیمان نے الخ، یعنی یہ حدیث بھی اس کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہے اور تیسری روایت میں زہری نے صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور معمر پہلے اس کو مسند نہیں بیان کرتا تھا پھر باسناد بیان کرتا تھا۔

۶۴۸۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أُرَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ أَبِي الزُّهْرِيِّ وَسَفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ
شُعَيْبٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ
كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعْمَرًا لَا يُسْنِدُهُ
حَتَّى كَانَ بَعْدَ.

فائدہ: اور فرق اس کے درمیان یہ ہے کہ پہلی روایت فقط ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور دوسری دونوں سے اور تیسری صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث پوری مع شرح کے آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

**بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ
ابْنِ سِيرِينَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلَ رُؤْيَا اللَّيْلِ**
فائدہ: اور اسی طرح عورتوں اور مردوں کا خواب بھی برابر ہے اور کبھی تفاوت ہوتا ہے باعتبار سچ بولنے کے۔

۶۴۸۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ ام حرام کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ
عبادہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں سو ایک دن حضرت ﷺ اس
کے پاس گئے تو اس نے حضرت ﷺ کو کھانا کھلایا اور
حضرت ﷺ کے سر میں کنگھی کرنے لگیں سو حضرت ﷺ سو
گئے پھر جاگے ہنستے ہوئے ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے کہا
یا حضرت! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ
چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے اللہ
تعالیٰ کی راہ میں سمندر کے اندر سوار بادشاہ تختوں پر یا فرمایا
جیسے بادشاہ تختوں پر اسحاق راوی کو شک ہے کہ کون سا لفظ
فرمایا تو میں نے کہا یا حضرت! میرے واسطے دعا کیجیے کہ اللہ
تعالیٰ مجھ کو بھی اُن غازیوں میں شریک کرے حضرت ﷺ
نے اس کے واسطے دعا کی پھر سر رکھ کر سو گئے پھر ہنستے جاگے
میں نے کہا حضرت! آپ کس سبب سے ہنستے ہیں؟ فرمایا کہ
چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے اللہ

۶۴۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامِ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ
تَحْتِ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا
يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَغْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ لَقُلْتُ مَا
يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِنْ
أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ
يُرَكَّبُونَ نَبِيحَ هَذَا الْبَحْرِ مُلَوِّكًا عَلَيَّ
الْأَسْرَةَ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَيَّ الْأَسْرَةَ شَكَ
إِسْحَاقُ قَالَتْ لَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ
اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللَّهِ

تعالیٰ کی راہ میں جیسے پہلی بار فرمایا تھا تو میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو غازیوں کی پہلی جماعت میں سے ہے جو جہازوں میں سوار ہو کے جہاد کریں گے سو ام حرام رضی اللہ عنہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جہاز پر سوار ہوئیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں جب کہ دریا سے نکلیں یعنی جہاز سے اتریں اور مر گئیں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يَضْحَكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرِضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبْتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَضَرَعْتَ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجْتِ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكْتَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں گزر چکی ہے۔

باب ہے بیچ بیان خواب عورتوں کے

بَابُ رُؤْيَا النِّسَاءِ

فائدہ: جب دیکھے عورت جو اس کے لائق نہ ہو تو وہ اس کے خاوند کے واسطے ہے اور اسی طرح حکم ہے غلام کا اپنے مالک کے واسطے جیسا کہ خواب لڑکے کا اس کے ماں باپ کے واسطے ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے اتفاق اس پر کہ نیک عورت کا نیک خواب داخل ہے حضرت ﷺ کی اس حدیث میں کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھالیس حصوں میں سے۔ (فتح)

۶۴۸ھ - حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کو ام العلاء رضی اللہ عنہا نے خبر دی اور اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی کہ انصاریوں نے مہاجرین کو بانٹا قرعہ ڈال کر سوس عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے قرعہ میں نکلا یعنی وہ ہمارے حصے میں آئے اور ہم نے اس کو اپنے گھروں میں اتارا سو وہ بیمار ہوئے اس بیماری سے جس میں ان کا انتقال ہوا پھر جب فوت ہوئے اور نہلائے گئے اور کفنائے گئے اپنے کپڑوں میں تو حضرت ﷺ تشریف لائے ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے کہا تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اے ابوالسائب! سو میں تجھ پر گواہ ہوں البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اکرام کیا تو

۶۴۸ھ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ أَبِي شِهَابٍ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُمْ اِقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِينَ قَرْعَةً قَالَتْ فَطَلَّرَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَأَنْزَلَنَا فِي أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوْفِي فِيهِ فَلَمَّا تُوْفِي غَسِيلٌ وَكَفِنَ فِي أَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللَّهِ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اکرام کیا؟ تو میں نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا سو کون ہے جس کو اللہ تعالیٰ اکرام کرے گا؟ یعنی جب ایسے نیک بندے پر اللہ تعالیٰ نے رحمت نہ کی تو پھر کس پر رحمت کرے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اس کو تو موت آئی اور البتہ میں اس کے واسطے بہتری کا امیدوار ہوں اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا سوام العلاء رضی اللہ عنہما نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اس کے بعد کبھی کسی کو پاک نہ کہوں گی۔

عَلَيْكَ أبا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ يَا أَبِى أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا هُوَ فَوَاللَّهِ لَقَدْ جَاءَهُ هُ الْيَقِينُ وَاللَّهُ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ وَاللَّهُ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِي فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَا أَرَى بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازوں میں گزر چکی ہے۔

حدیث بیان کی ہم سے ابو الیمان نے اس نے کہا کہ خبر دی ہم کو شعیب نے ساتھ اس کے اور کہا میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا حال ہو گا؟ ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا سو مجھ کو اس بات نے غمگین کیا سو میں سوئی تو میں نے خواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے نہر جاری دیکھی تو میں نے حضرت ﷺ کو خبر دی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا وَقَالَ مَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِهِ قَالَتْ وَأَخْبَرَنِي فَبِمْتُ فَرَأَيْتُ لِعُمَانَ عَيْنًا تَجْرِي فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَلِكَ عَمَلُهُ.

پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے اور جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے شیطان سے۔

بَابُ الْحُلْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۶۴۸۸- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب اور آپ کے سواروں میں سے تھا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی

۶۴۸۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اس کو
بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے اور پناہ
مانگے اللہ تعالیٰ کی شیطان سے سو وہ خواب اس کو ہرگز ضرر نہ
کرے گی۔

وَفُرْسَانِهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ
وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ
الْحُلْمَ يَكْرَهُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ
وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْهُ فَلَنْ يَضُرَّهُ.

فائدہ: اور منسوب کرنا پریشان خواب کا شیطان کی طرف اس وجہ سے ہے کہ وہ شیطان کی صفت کے مناسب اور
موافق ہے کذب اور تہویل وغیرہ سے برخلاف سچی خواب کے سو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تشریف اور بزرگی
کے واسطے ہے اگرچہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی پیدائش سے ہے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ سب آدمی اللہ تعالیٰ
کی پیدائش میں اگرچہ گنہگار ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ﴾۔ (فتح)
باب اللبّین

فائدہ: یعنی جب خواب میں دودھ دیکھے تو اس کی کیا تعبیر کرے کہا مہلب نے دودھ دلالت کرتا ہے اوپر فطرت کے
اور سنت کے اور قرآن کے اور علم کے، میں کہتا ہوں اور بعض حدیثوں میں اس کی تاویل فطرت کے ساتھ آئی ہے
جیسے کہ طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور اشربہ میں گزر چکا ہے کہ جب حضرت ﷺ نے دودھ کو لیا تو
جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے آپ کو پیدائشی دین کے واسطے راہ دکھائی اور ذکر کیا ہے
دینوری نے کہ دودھ جو اس حدیث میں مذکور ہے خاص ہے ساتھ دودھ اونٹوں کے اور یہ کہ اس کے دیکھنے والے کے
واسطے مال حلال ہے اور علم اور حکمت اور گائے کا دودھ ارزانی کی نشانی ہے اور مال حلال اور فطرت بھی اور بکری کا
دودھ مال ہے اور سرور اور صحت بدن کے اور دودھ وحشی جانوروں کا شکر ہے دین میں۔ (فتح)

۶۴۸۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں
سوتا تھا پھر میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا سو میں
نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تراوت
اور تازگی پھوٹ نکلی میرے ناخنوں سے یعنی نہایت آسودہ ہو
گیا پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دیا لوگوں نے کہا
کہ یا حضرت! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

۶۴۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ
أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حَمْرَةَ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَتَيْتُ بِقَدَحٍ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ
حَتَّىٰ إِنِّي لَأَرَى الرَّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِي
ثُمَّ أُعْطِيتُ فَضْلِي يَعْنِي عَمْرٍو قَالُوا لَمَّا
أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعِلْمُ.

فائدہ: کہا ابن ابی جرہ نے کہ حضرت ﷺ نے علم کی تعبیر دودھ سے کی واسطے اعتبار کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ بیان کی گئی آپ کے واسطے اول امر میں جب کہ حضرت ﷺ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب کا اور ایک دودھ کا سو حضرت ﷺ نے دودھ کو لیا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ نے پیدائشی دین لیا آخر حدیث تک اور اس حدیث میں مشروعیت خواب بیان کرنے کی ہے اس پر جو اس سے کم تر ہو اور ذالنا علم کے سائل کو اور اپنے ساتھیوں کو آزمانا اس کی تاویل میں اور ادب سے ہے یہ کہ رد کرے طالب اس کے علم کو اپنے معلم کی طرف اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی یہ مراد تھی کہ اصحاب اس کی تعبیر کریں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی کہ حضرت ﷺ سے اس کی تعبیر پوچھیں سو انہوں نے حضرت ﷺ کی مراد کو سمجھا اور آپ سے پوچھا حضرت ﷺ نے اس کی تعبیر ان کو بتلائی اور لائق ہے کہ ہر حالت میں اسی ادب پر چلے اور یہ کہ کوئی حضرت ﷺ کے علم کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا حضرت ﷺ نے دودھ پیا یہاں تک کہ اس کی تازگی آپ کے ناخنوں سے پھوٹ نکلی اور یہ جو حضرت ﷺ نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بنی اللہ کو دیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ حاصل ہوئی عمر بنی اللہ کے واسطے علم باللہ سے اس طور سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقدمے میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے اور یہ کہ بعض خواب دلالت کرتی ہے ماضی اور حال اور استقبال پر اور اس خواب کی تاویل ماضی پر ہوئی اس واسطے کہ حضرت ﷺ کی یہ خواب تمثیل ہے اس امر کی کہ واقع ہوا اس واسطے کہ علم آپ کو پہلے سے حاصل ہو چکا تھا اور اسی طرح عمر فاروق بنی اللہ کو ہے تو اس خواب کا فائدہ نسبت کا بیان کرنا ہے کہ حضرت ﷺ کے علم کو اور عمر فاروق بنی اللہ کے علم کو ایک دوسرے سے کیا نسبت ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا جَرَى اللَّبْنُ فِي أَطْرَافِهِ أَوْ أَطْفِرِهِ

۶۴۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي شَهَابٍ حَدَّثَنِي حَمْرَةَ بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتَيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرَّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِي فَأَعْطَيْتُ فَضَلِي عُمَرَ

۶۳۹۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا تو میں نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تراوت میری انگلیوں سے پھوٹ نکلی پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا تو آپ کے گرد والوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تاویل کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تاویل علم ہے۔

جب کہ جاری ہو دودھ پینے والے کے اطراف اور ناخنوں میں یعنی خواب میں تو اس کی کیا تعبیر ہے؟

بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوَّلَهُ فَمَا أَوْلَتْ
ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعِلْمُ.

بَابُ الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ

۶۴۹۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ
صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو
أَمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ
الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ
يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قَمِيصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ
الْثَدْيَ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَمَرَّ عَلَيَّ
عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجْرُهُ
قَالُوا مَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِينَ

خواب میں کرتے کو دیکھنا

۶۴۹۱- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے کیے گئے اور ان پر کرتے ہیں ان میں سے بعض کرتے تو چھاتی تک پہنچتا ہے اور بعض اس کے نیچے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے سامنے کیا گیا اور اس پر کرتے تھا کہ اس کو زمین پر گھسیٹا جاتا تھا یعنی بہت لمبا تھا اصحاب نے عرض کیا سو آپ نے اس کی کیا تعبیر کی یا حضرت! فرمایا کہ دین۔

فائدہ: دین اور کرتے میں یہ مماثلت ہے کہ جیسے کرتا بدن کو چھپاتا ہے سردی گرمی سے بچاتا ہے ویسے ہی دین بھی روح اور دل کو محفوظ رکھتا ہے اور کفر اور گناہ سے بچاتا ہے۔

خواب میں کرتے کو گھسیٹنا

۶۴۹۲- ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ جَرِّ الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ

۶۴۹۲- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيْرٍ حَدَّثَنِي
اللَيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
أَخْبَرَنِي أَبُو أَمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ
وَعَلَيْهِمْ قَمِيصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ وَمِنْهَا
مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عَمْرُ بْنُ
الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجْرُهُ قَالُوا فَمَا

أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْدِّينَ .

فائدہ: کہا علماء نے کہ وجہ تعبیر گرتے کی ساتھ دین کے یہ ہے کہ جیسا کرتا دنیا میں ستر کو چھپاتا ہے ویسے ہی دین اس کو آخرت میں چھپائے گا اور اس کو ہر عذاب سے مانع ہوگا اور اصل اس میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے «وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ» اور اتفاق ہے اہل تعبیر کا اس پر کہ کرتے کی تعبیر دین ہے اور اس کا دراز ہونا دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس شخص کے مرنے کے بعد اس کی نشانی باقی رہے گی اور اس حدیث میں ہے کہ دین والے لوگ دین میں ایک دوسرے سے کم و بیش ہیں ساتھ قلت اور کثرت اور قوت اور ضعف کے اور کرتے کا گھینٹنا بیداری میں شرعاً منع ہے اور خواب میں محمود ہے اور اس حدیث میں شروع ہونا تعبیر خوابوں کا ہے اور پوچھنا ان کی تعبیر کا عالم تعبیر سے اگرچہ خود وہی خواب دیکھے اور اس میں ثنا ہے اوپر فاضل کے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے واسطے ظاہر کرنے اس کے مرتبے کے نزدیک سامعین کے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ اس کا محل یہ ہے جب کہ عجب اور خود پسندی سے امن ہو اور اس حدیث میں فضیلت ہے عمر بنیؓ کی کہ ان کا دین نہایت کامل تھا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صدیق اکبر بنیؓ سے افضل ہوں اس واسطے کہ حدیث میں اس کی تصریح نہیں احتمال ہے کہ صدیق اکبر بنیؓ ان لوگوں میں نہ ہوں جو سامنے کیے گئے یا اس سے پہلے سامنے کیے گئے ہوں یا ان کا کرتہ عمر فاروق بنیؓ کے کرتے سے بھی دراز تر ہو جب کہ سامنے ہوئے یا ان کی فضیلت معلوم ہونے کے سبب سے ان کے ذکر سے سکوت کیا گیا ہو اور باوجود ان احتمالات کے پس وہ معارض ہے صحیح حدیثوں کو جو دلالت کرتے ہیں اوپر افاض ہونے صدیق اکبر بنیؓ کی عمر سے اور یہ حدیثیں معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں پس انہیں پر ہے اعتماد اور قوی تر یہ احتمال ہے کہ ابو بکر بنیؓ ان لوگوں میں نہ ہوں اور مراد حدیث سے تنبیہ کرنا ہو اس پر کہ عمر بنیؓ ان لوگوں میں ہے جن کو دین میں بڑا حصہ حاصل ہوا اور اس میں نہیں ہے تصریح ساتھ اس کے کہ وہ فضیلت عمر بنیؓ میں منحصر ہے کہا ابن عربی نے کہ حضرت ﷺ نے اس کی دین کے ساتھ تعبیر کی اس واسطے کہ دین جہالت کے ستر کو چھپاتا ہے جیسے کہ کپڑا بدن کے ستر کو چھپاتا ہے اور بہر حال عمر بنیؓ کے سوائے جو لوگ تھے سو جس کا کرتہ چھاتی کو پہنچتا تھا وہ شخص وہ ہے جو بچاتا ہے اپنے دل کو کفر سے اگرچہ گناہ کرتا ہو اور جو اس سے نیچے پہنچتا تھا اور اس کی شرم گاہ نگلی تھی وہ شخص وہ ہے جو نہیں ڈھا نکتا اپنے پاؤں کو چلنے سے طرف گناہ کی اور جو اپنے پاؤں کو ڈھا نکتا ہے وہ شخص وہ ہے جو چھپایا گیا ہے ساتھ تقویٰ کے جمع وجود سے اور جو گھینٹتا ہے کرتے کو اس سے زیادہ ہے ساتھ نیک عمل کے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ ناس کے اس حدیث میں مسلمان ہیں واسطے تعبیر کرنے کے ساتھ دین کے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد خاص امت محمدی ﷺ ہے بلکہ بعض امت اور مراد ساتھ دین کے عمل ہے ساتھ احکام اس کے اور حرص کرنا اوپر بجالانے امروں کے اور بچنے کے منع کی چیزوں سے اور عمر فاروق بنیؓ کے واسطے اس میں مقام عالی تھا اور حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جو دیکھا جائے کرتے میں خوبی

وغیرہ سے تو تعبیر اس کی ساتھ دین پہننے والے اس کے ہے اور کبھی ہوتا ہے نقص کپڑے کا واسطے نقص ایمان کے اور کبھی ہوتا ہے نقص اس کا سبب نقص عمل کے۔ (فتح)

خواب میں سبز رنگ اور سبز باغ کو دیکھنا

بَابُ الْحَضْرَةِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ
الْحَضْرَاءِ

فائدہ: بعض نے کہا کہ سبز باغ سے مراد اسلام ہے واسطے تازگی اور خوبی اس کی کے اور نیز تعبیر کی جاتی ہے ساتھ ہر مکان فاضل کے اور کبھی اس کی تعبیر قرآن اور کتب علم و نحو سے کی جاتی ہے۔ (فتح)

۶۴۹۳۔ حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے سو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وہاں گزرے تو انہوں نے کہا کہ یہ مرد بہشتیوں سے ہے تو میں نے اس سے کہا کہ انہوں نے ایسا ایسا کہا، عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ ان کو لائق نہ تھا کہنا جس کا ان کو علم نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا جیسے ایک ستون ہے رکھا گیا سبز باغ میں سو اس میں کھڑا کیا گیا اور اس کے سر میں ایک رسی دستاویز ہے اور اس کے نیچے ایک غلام ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھ سو میں اس پر چڑھا یہاں تک کہ میں نے رسی کو پکڑ لیا سو میں نے اس خواب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مرے گا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس حالت پر کہ اسلام کی مضبوط رسی پکڑے ہوگا یعنی مسلمان مرے گا۔

۶۴۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَعْفِيُّ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عَمْرٍو فَمَرَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ قَالُوا كَذًا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَقُولُوا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّمَا عَمُودٌ وَضِعَ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَانْصَبَ فِيهَا وَفِي رَأْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِي أَسْفَلِهَا مِصْفٌ وَالْمِصْفُ الْوَصِيفُ فَيَقِيلُ أَرْقَهُ فَرَقِيَتْهُ حَتَّى أَخَذَتْ بِالْعُرْوَةِ فَفَضَّصَتْهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُ عَبْدُ اللَّهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى.

فائدہ: اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور اس میں تعبیر خوابوں سے ہے معرفت اختلاف طرق اور تاویل عمود اور جبل اور سبز باغ اور عروہ کے اور اس میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ شہید نہ مرے گا سو جس طرح آپ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے گھر میں فوت ہوئے۔

کھولنا عورت کو خواب میں

۶۴۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی دو بار اور اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مرد تجھ کو اٹھائے ہے ریشمی نکلے میں سو یوں کہتا ہے کہ یہ تیری عورت ہے سو میں اس کو کھولتا ہوں سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ صورت تیری ہی ہے سو میں کہتا تھا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ یوں ہی کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

خواب میں ریشمی کپڑا دیکھنا

۶۴۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی پہلے اس سے کہ میں تجھ سے نکاح کروں دو بار میں نے فرشتے کو دیکھا تجھ کو ریشمی نکلے میں اٹھائے ہے تو میں نے فرشتے سے کہا کہ اس کا چہرہ کھول سو جب اس نے تیرا چہرہ کھولا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یوں ہی کرے گا پھر تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی فرشتہ تجھ کو اٹھائے ہے ریشمی نکلے میں سو میں نے کہا کہ اس کا چہرہ کھول سو اس نے کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ یوں ہی کرے گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عورت کو خواب میں دیکھنا مختلف ہے کئی وجوہ پر ایک یہ کہ نکاح کرے خواب دیکھنے والا حقیقتہً اس عورت سے جس کو دیکھے یا اس کے مشابہ سے اور ایک یہ کہ دلالت کرے اوپر حاصل ہونے دنیا کے یا مرتبے کے یا کشادگی رزق کے اور یہ اصل ہے نزدیک معبرین کے بیچ اس کے اور کبھی دلالت کرتی ہے عورت ساتھ اس چیز کے کہ قرین ہو ساتھ اس کے خواب میں نقتے پر جو حاصل ہو دیکھنے والے کے واسطے اور بہر حال ریشمی کپڑا سو دلالت کرتا ہے پکڑنا ان کا واسطے عورتوں کے خواب میں اوپر نکاح کے اور مال داری کے اور زیادتی کے بدن میں اور

بَابُ كَشْفِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ

۶۴۹۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْتُكَ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكَ فِي سَرْقِيَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُضِيبُ.

بَابُ نِيَابِ الْحَرِيرِ فِي الْمَنَامِ

۶۴۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَتَزَوَّجَكَ مَرَّتَيْنِ رَأَيْتِ الْمَلَكَ يَحْمِلُكَ فِي سَرْقِيَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ لَهُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُضِيبُ ثُمَّ أُرِيْتُكَ يَحْمِلُكَ فِي سَرْقِيَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُضِيبُ.

کل ملبوس یعنی کپڑا دلالت کرتا ہے اور پر جسم پہننے والے اس کے کی اس واسطے کہ وہ اس پر شامل ہوتا ہے خاص کر اور لباس عرف میں دلالت کرتا ہے اور پر قدر لوگوں کے اور احوال ان کے۔ (فتح)

خواب میں چابیوں کو ہاتھ میں دیکھنا
بَابُ الْمَفَاتِيحِ فِي الْيَدِ

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ چابی مال ہے اور عزت ہے اور بادشاہی ہے سو جو خواب میں دیکھے کہ اس نے چابی سے دروازہ کھولا تو اس کی مراد حاصل ہوگی خوفناک آدمی کی مدد سے اور جب دیکھے کہ اس کے ہاتھ میں چابی ہے تو وہ پہنچے گا بڑی بادشاہی کو۔ (فتح)

۶۴۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھ کو فتح حاصل ہوئی ہے اور جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں کہا محمد نے اور مجھ کو خبر پہنچی کہ جوامع الکلم یہ ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ جمع کرتا ہے بہت حکموں کو جو پہلی کتابوں میں لکھے جاتے تھے ایک یا دو امر میں یا مانند اس کی یعنی جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس کے لفظ تھوڑے اور معانی بہت ہوں۔

۶۴۹۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي يَدِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَبَلَّغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ أَنَّ اللَّهَ يَجْمَعُ الْأُمُورَ الْكَثِيرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ.

خواب میں دستاویز اور حلقے کو پکڑنا

بَابُ التَّغْلِيْقِ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلَقَةِ

فائدہ: اہل تعبیر نے کہا کہ حلقہ اور عروہ مجہولہ دلالت کرتا ہے اور قوی ہونے کے دین میں جو اس کو پکڑے اور خالص ہونا اس کا بیج اس کے۔

۶۴۹۷۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں باغ کے درمیان ایک ستون ہے اور ستون کے سر پر ایک حلقہ ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ چڑھ تو میں نے کہا کہ میں نہیں چڑھ سکتا پھر میرے پاس ایک غلام آیا تو اس نے میرا کپڑا اٹھایا تو

۶۴۹۷۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ ح وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عَبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ وَوَسَطَ

میں اس پر چڑھا تو میں نے حلقے کو پکڑا پھر میں جاگا اور حالانکہ میں اس حلقے کو پکڑے تھا سو میں نے اس خواب کو حضرت ﷺ سے بیان کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ باغ تو اسلام کا باغ ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ مضبوط حلقہ دین کا ہے اور تو اسلام کو ہمیشہ پکڑے رہے گا مرتے دم تک۔

الرَّوْضَةِ عَمُودٌ فِي أَعْلَى الْعُمُودِ عُرْوَةٌ
فَقِيلَ لِي أَرْقَهُ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيعُ فَاتَانِي
وَصِيفٌ فَرَفَعَ نِيَابِي فَرَفِيتُ فَاسْتَمْسَكْتُ
بِالرَّوْضَةِ فَانْتَهَيْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا
فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْإِسْلَامِ
وَذَلِكَ الْعُمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ
الرَّوْضَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا
بِالْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ.

خیمے کے چوب تکیے کے نیچے دیکھنا

بَابُ عَمُودِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وَسَادَتِهِ

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں بیان کی اور بعض نے ان دونوں بابوں کو جمع کیا ہے اور معتمد یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ حضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا عمود کتاب یعنی چوب خیمے کی کھینچی گئی آپ کے سر کے نیچے سے تو میں اس کو دیکھتا رہا سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ شام میں اس کا عہد مقرر کیا گیا ہے خبردار ہو اور جب فتنے فساد واقع ہوں گے اس وقت ایمان شام میں ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے معراج کی رات ایک سفید ستون دیکھا جیسے کہ وہ علم ہے اس کو فرشتے اٹھائے ہیں میں نے کہا کہ تم کیا اٹھائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ عمود الکتاب ہم کو حکم ہوا ہے کہ اس کو شام میں رکھیں روایت کیا ہے اس کو طبرانی وغیرہ نے بہت طریقوں سے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ لکھا تھا اور حدیث کے واسطے سفید جگہ چھوڑی تھی سو اس کو نہ میسر ہوا کہ حدیث لکھے اور ترجمہ میں عمود خیمہ ہے اور حدیث میں عمود الکتاب ہے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ جو خیمے کا ستون خواب میں دیکھے تو وہ تعبیر کرے جیسے کہ اس حدیث میں واقع ہوا اور یہ قول علمائے تعبیر کا ہے کہا انہوں نے کہ جو خواب میں ستون دیکھے تو تعبیر کرے اس کو دین سے یا ساتھ اس مرد کے کہ اعتماد کرے اس پر بیچ اس کے اور تفسیر کیا ہے انہوں نے عمود کو ساتھ دین اور بادشاہ کے اور جو دیکھے کہ اس پر خیمہ مارا گیا تو وہ بادشاہی پائے گا یا کسی بادشاہ سے جھگڑے گا تو اس پر فتح یاب ہوگا۔ (فتح)

خواب میں استبرق کو دیکھنا اور بہشت میں داخل ہونا

بَابُ الْإِسْتَبْرَقِ وَدُخُولِ الْجَنَّةِ فِي

الْمَنَامِ

فائدہ: ترمذی وغیرہ کی روایت میں آیا ہے جیسے میرے ہاتھ میں ایک ٹکڑا ہے استبرق کا سو شاید بخاری رحمہ اللہ نے

اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس روایت کی طرف اور نسائی کی روایت میں دونوں لفظوں کو جمع کیا ہے اور استبرق بھی ایک قسم ہے ریشمی کپڑے کی۔

۶۴۹۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میرے ہاتھ میں ریشمی ٹکڑا ہے نہیں قصد کرتا میں ساتھ اس کے کسی مکان کی طرف بہشت میں مگر کہ مجھ کو اس کی طرف لے اڑتا ہے سو میں نے اس خواب کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تیرا بھائی نیک مرد ہے یا یوں فرمایا کہ عبد اللہ نیک مرد ہے۔

۶۴۹۸۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي سَرْقَةَ مِنْ حَرِيرٍ لَا أَهْوَى بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.

فائدہ: ایک روایت میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اتنا زیادہ ہے کہ کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سو انہوں نے چاہا کہ مجھ کو دوزخ کی طرف لے جائیں تو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ اچھا مرد ہے اگر رات کو تہجد کی نماز پڑھتا کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور جب میں سوتا تھا تو صبح تک نہ اٹھتا تھا تو اس کے بعد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ (فتح)

خواب میں قید کو دیکھنا

بَابُ الْقَيْدِ فِي الْمَنَامِ

فائدہ: یعنی جو خواب میں دیکھے کہ وہ مقید ہے تو اس کی کیا تعبیر ہے اور ظاہر اطلاق حدیث کا یہ ہے کہ تعبیر اس کی ثابت رہنا ہے دین میں تمام وجوہ میں لیکن خاص کیا ہے اس کو اہل تعبیر نے ساتھ اس کے جب کہ وہاں اور کوئی قرینہ نہ ہو جیسا کہ مسافر ہو یا بیمار اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کا سفر اور بیماری دراز ہوگی اور اگر قید میں صفت زائدہ دیکھے جیسے کہ کوئی شخص اپنے پاؤں میں چاندی کی قید دیکھے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ نکاح کرے گا اور اگر سونے کی قید ہو تو یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ مال طلب کرے گا اور اگر پیتل سے ہو تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مکروہ امر کے واسطے ہے یا مال فوت ہونے کے واسطے ہے اور قلعی سے ہو تو وہ اس کے واسطے ہے جس میں سستی ہو اور اگر رسی سے ہو تو دین کے کسی اور امر کے واسطے ہے۔ (فتح)

۶۴۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۶۴۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا

نے فرمایا کہ جب زمانہ قریب آگے گا تو نہیں قریب ہے کہ ایماندار کا خواب جھوٹ ہو اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھپالیس حصوں سے اور کہا محمد بن سیرین نے اور میں کہتا ہوں کہ جو پیغمبری سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوتا کہا ابن سیرین نے اور کہا جاتا تھا کہ خواب تین قسم پر ہے خیال نفس کا اور ڈرانا شیطان کا اور بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے سو جو خواب میں کچھ چیز دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو اس کو کسی سے بیان نہ کرے اور چاہیے کہ اٹھ کر نماز پڑھے کہا اور مکروہ رکھتے تھے پھانسی کو خواب میں اور قیدان کو خوش لگتی تھی یعنی دیکھنا قید کا خواب میں اور کہا جاتا تھا کہ قید کی تعبیر ثابت رہنا ہے دین میں اور روایت کیا ہے اس کو قتادہ اور یونس اور ہشام و اور ابو ہلال نے ابن سیرین سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور مدرج کیا ہے بعض نے سب کو حدیث میں یعنی سب کو مرفوع ٹھہرایا ہے اور حدیث عوف کی زیادہ تر بیان کرنے والی ہے یعنی اس واسطے کہ اس نے جدا کیا ہے مرفوع کو موقوف سے خاص کر تصریح کی ہے اس میں ساتھ قول ابن سیرین کے، میں کہتا ہوں کہ وہ دلالت کرتا ہے اختصاص پر برخلاف اس کے کہ کہا ہے اس میں کہ کہا جاتا تھا کہ اس میں احتمال ہے برخلاف اول حدیث کے کہ تصریح کی ہے ساتھ مرفوع ہونے اس کے اور کہا یونس نے کہ نہیں گمان کرتا میں اس کو مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قید میں، کہا ابو عبد اللہ بخاری رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں ہوتی ہے پھانسی مگر گردنوں میں۔

مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ عَوْفًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكْذِبْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبْوَةِ وَمَا كَانَ مِنَ النَّبْوَةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَقُولُ هَذَا قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلَاثُ حَدِيثِ النَّفْسِ وَتَحْوِيلِ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقْضِهِ عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقْمِ فَلْيَصِلِ قَالَ وَكَانَ يُكْرَهُهُ الْغُلُّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ وَرَوَى قَتَادَةُ وَيُونُسُ وَهَشَامٌ وَأَبُو هَلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَهُ بَعْضُهُمْ كُلَّهُ فِي الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ عَوْفٍ أَبِينٌ وَقَالَ يُونُسُ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَا تَكُونُ الْأَغْلَالُ إِلَّا فِي الْأَعْنَاقِ.

فائدہ: کہا خطابی نے کہ اس حدیث کے معنی میں دو قول ہیں ایک یہ کہ بہار کے موسم میں جب رات دن برابر ہو جاتے ہیں تو خواب سچا ہوتا ہے اس واسطے کہ اس وقت غالباً آدمی کی طبیعت صاف ہوتی ہے دوسرا یہ کہ جب قیامت قریب آئے گی تو مسلمان کا خواب سچا ہوا کرے گا، میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں مومن کی قید آئی اور جس وقت

میں کہ طبیعتیں برابر اور معتدل ہوتی ہیں وہ وقت مومن کے ساتھ خاص نہیں کافر کی طبع بھی معتدل ہوتی ہے تو لازم آتا ہے کہ اس کا خواب بھی جھوٹ نہ ہو پس معلوم ہوا کہ مراد معنی اخیر ہیں یعنی اخیر زمانے میں قیامت کے قریب مسلمان کا خواب سچا ہوا کرے گا اور بنا بر اس کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جب دین کا علم جاتا رہے گا اکثر عالموں کے مرنے سے اور مشکل ہے ہونا پیغمبری کا اس امت میں تو پیغمبری کا بدلہ ان کو سچی خوابیں دی گئیں تاکہ تازہ کرے ان کے واسطے جو علم کہ پرانا ہو دوسرا یہ کہ جب ایماندار کم ہو جائیں گے اور غالب ہوگا کفر اور جہل اور فسق ان لوگوں پر جو موجود ہوں گے تو لگاؤ پیدا کیا جائے گا ایماندار سے اور مدد دی جائے گی اس کو ساتھ سچی خوابوں کے اس کے اکرام اور تسلی کے واسطے اور بنا بر ان دونوں قولوں کے نہیں خاص ہے یہ ساتھ زمانے معین کے بلکہ جوں جوں قریب ہوگا فارغ ہونا دنیا کا اور دین معدوم ہونے لگے گا تو سچے مسلمان کی خواب بہت سچی ہوگی اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے اور اول قول ان تینوں میں اولیٰ ہے اور کہا داؤدی نے کہ مراد زمانے کے قریب ہونے سے یہ ہے کہ جلدی جلدی گزر جائے گا اور یہ قیامت کے قریب ہوگا یہاں تک کہ سال مہینے کے برابر ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے زمانہ مہدی کا ہے وقت جلدی ہونے عدل کے اور کثرت امن کے کشادہ ہونے رزق کے اور خیر کے اس واسطے کہ یہ زمانہ چین اور آرام کے سبب سے کم اور چھوٹا معلوم ہوگا اور یہ جو کہا نہیں قریب ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف غلبے صادق کے خواب پر اگرچہ ممکن ہو کہ اس سے کوئی چیز جھوٹی نہ ہو اور راجح یہ ہے کہ مراد نفی کذب کی ہے اس سے بالکل اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں ہوتا ہے حصہ پیغمبری کا مگر وہ خواب کہ مسلمان صالح اور صادق سے واقع ہوں اور مطلق حدیثیں محمول ہیں اوپر اس کے اس واسطے کہ وہی مسلمان ہے جس کا حال پیغمبر کے حال کے مناسب ہوتا ہے پس اکرام کیا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اکرام کیا جاتا ہے ساتھ اس کے پیغمبر کو اور وہ خبردار کرنا ہے کسی نیبی چیز پر اور بہر حال کافر اور منافق اور کاذب اور مخلط سوا اگرچہ ان کی خواب بعض وقت میں سچی ہوتی ہے لیکن وہ نہ وحی سے ہوتی ہے نہ پیغمبری سے اس واسطے کہ نہیں ہے یہ بات کہ جو کسی چیز میں سچا ہو اس کی خبر پیغمبری ہو کبھی کا ہن سچ بات کہتا ہے اور کبھی نجومی کوئی بات بتلاتا ہے اور وہ ٹھیک ہوتی ہے لیکن یہ نہایت نادر اور کم ہے اور کہا ابن ابی جرہ نے کہ حدیث باب کے معنی یہ ہیں کہ اخیر زمانے میں مسلمان کا خواب جھوٹ نہ ہوگا یعنی واقع ہوگا غالباً اس وجہ پر کہ نہ محتاج ہو طرف تعبیر کی پس نہ داخل ہوگا اس میں کذب برخلاف ماقبل اس کے کہ اس کی تعبیر کبھی پوشیدہ ہوگی سو بیان کرتا ہے اس کو تعبیر کرنے والا تو نہیں واقع ہوتی ہے جس طرح اس نے کہا پس صادق آتا ہے داخل ہونا جھوٹ کا اس میں اس اعتبار سے اور ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہے کہ خواب تین قسم پر ہیں ایک ڈرانا ہے شیطان سے تاکہ آدمی کو غمگین کرے دوسری یہ کہ قصد کرتا ہے آدمی ساتھ اس کے بیداری میں سو اس کو خواب میں دیکھتا ہے تیسری وہ ہے جو ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور نہیں ہے مراد حصر کرنا تین میں واسطے ثابت ہونے

چوتھی قسم حدیث نفس کے اور وہ خطرہ نفس کا ہے اور پانچویں قسم کھیل شیطان کا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک گنوار نے کہا یا حضرت! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا اور میں اس کے پیچھے دوڑتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا کھیل ہے کسی کو اس کی خبر مت دے اور چھٹی قسم یہ ہے کہ آدمی کو کسی چیز کی بیداری میں عادت ہو جیسے کسی کو عادت ہو ایک وقت کھانا کھانے کی اور اس وقت وہ سو جائے سو خواب میں دیکھے کہ وہ کھانا کھاتا ہے اور اس کے اور حدیث نفس کے درمیان عموم خصوص ہے اور ساتویں قسم پریشان خواب ہے، اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا علماء نے کہ قید اس واسطے محبوب ہے کہ اس کا محل پیر ہے اور وہ روکنا ہے گناہوں اور شر اور باطل سے اور مغضوب ہے پھانسی اس واسطے کہ اس کی جگہ گردن ہے اور وہ صفت دوزخیوں کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **إِذِ الْأَعْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ** اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا کان يقال مرفوع ہے یا نہیں سو بعض نے کہا کہ کان يقال سے فی الدین تک سب مرفوع ہے اور یہ سب حضرت ﷺ کا کلام ہے اور بعض نے کہا کہ وہ سب ابن سیرین کا کلام ہے اور فاعل کان بکرہ کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ (فتح)

خواب میں نہر جاری دیکھنا

بَابُ الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ فِي الْمَنَامِ

فائدہ: کہا مہلب نے کہ نہر جاری میں کئی احتمال ہیں اگر اس کا پانی صاف ہو تو اس کی تعبیر نیک عمل ہے ورنہ نہیں اور بعض نے کہا کہ مراد نہر جاری سے عمل جاری ہے صدقہ سے یا معروف سے زندہ کے واسطے ہو یا مردہ کے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے نعمت اور برکت ہے۔ (فتح)

۶۵۰۰۔ حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ ایک عورت ہے ان کی عورتوں سے اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی کہا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے حصے میں آئے بیچ رہنے کے گھروں میں جب کہ انصاریوں نے قرعہ ڈالا مہاجرین کی بود و باش میں سو عثمان رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے سو ہم نے ان کی بیمار داری کی یہاں تک کہ فوت ہوئے پھر ہم نے ان کو انہیں کے کپڑوں میں کفنا یا اور ہمارے پاس حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی رحمت تجھ کو اسے ابو سائب! سو میں تجھ پر گواہی دیتی ہوں کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اکرام کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے میں نے کہا میں نہیں جانتی فرمایا کہ بہر حال عثمان رضی اللہ عنہ سو اس کو

۶۵۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بِنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ أَمْرَأَةٌ مِّنْ نِّسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَيَّ سَكْنَى الْمُهَاجِرِينَ فَاشْتَكَيْتُ فَمَرَضَنَاهُ حَتَّى تُوُفِّيَ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِي أَتْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أبا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ قَالَ وَمَا

تو موت آئی اور میں البتہ اس کے واسطے بہتری کا امید وار ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرا کیا حال ہوگا اور نہ تمہارا رام العلأء رضی اللہ عنہما نے کہا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اس کے بعد کسی کو پاک و امن نہ ٹھہراؤں گی کہا ام العلأء رضی اللہ عنہما نے سو میں نے خواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے نہر جاری دیکھی سو میں حضرت ﷺ کے پاس آئی سو میں نے حضرت ﷺ سے یہ ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا عمل جاری ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل سے چوکیداری کرنا اس کا ہو کہ افروں کے جہاد میں اس واسطے کہ سنن میں ثابت ہو چکا ہے کہ مرنے سے ہر آدمی کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر راہ الہی میں چوکیداری کرنے والا ہو کہ اس کا عمل قیامت تک جاری رہے گا اور نذر ہوگا قبر کے فتنے سے اور ساتھ اس کے دور ہوگا اشکال۔ (فتح)

کھینچنا پانی کو کنویں سے یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو جائیں روایت کیا ہے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

بَابُ نَزْعِ الْمَاءِ مِنَ الْبئرِ حَتَّى يَرَوِيَ النَّاسَ رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۵۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں ایک کنویں پر پانی کھینچتا تھا یعنی ڈول سے کہ اچانک ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ڈول کو لیا یعنی جس سے حضرت ﷺ پانی کھینچتے تھے سو اس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور اس کے کھینچنے میں کچھ سستی اور کمزوری تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس کو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ اس کے ہاتھ میں پلٹ کر چرس ہو گیا سو میں نے تو آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ

۶۵۰۱۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عَلَى بئرِ النَّزْعِ مِنْهَا إِذْ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَآخَذَ أَبُو بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ بَيْنَ الْخُطَابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرْ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِى قَرْيَةً حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بَعْطَنَ.

کر کے ان کے بیٹھنے کی جگہ میں بٹھلایا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لیا تو اس میں اشارہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت سے خلیفہ ہوں گے یعنی اور ایسا ہی ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرے بعد عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو برخلاف ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کی خلافت حضرت ﷺ کے صریح عہد سے نہ تھی لیکن اس میں چند اشارتیں وارد ہوئی ہیں جو صراحت کے قریب ہیں اور مراد ضعف سے یہ ہے کہ ان کی خلافت کی مدت کم ہوگی ان کے وقت میں اسلام عالم میں خوب نہیں پھیلے گا چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کل دو برس خلیفہ رہے اس مدت میں مسیلہ کذاب اور مرتدوں کو مار کے عرب کا اسلام مضبوط کر کے کچھ ملک شام کا فتح کیا تھا کہ ان کا انتقال ہوا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے دس برس خلیفہ رہے ان کے وقت میں عالم میں اسلام خوب ہو گیا بلکہ شام اور مصر اور ایران اور عراق اور اکثر روم فتح ہوا چار ہزار بڑے بڑے شہر مع پرگنات فتح ہوئے اور بے شمار خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے اور لوگ آسودہ اور غنی ہو گئے جو حضرت ﷺ کے بعد ہونا تھا سو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو خواب میں دکھلایا سو تشبیہ دی مسلمانوں کے کام کو ساتھ کنویں کے جس میں پانی ہو کہ اس میں ان کی زندگی اور درستی ہو اور پانی پلانا قائم ہونا اس کا ہے ساتھ بھلائیوں ان کی کے اور یہ جو کہا کہ ان کے کھینچنے میں سستی تھی تو اس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں نقص نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اخبار ہے کہ ان کی خلافت کی مدت کم ہوگی اور بہر حال خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سو جب دراز ہوئی تو لوگوں کو اس سے بہت فائدہ ہوا اور اسلام کا دائرہ بہت کشادہ ہوا ساتھ کثرت فتوح کے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا تو اس میں بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے کچھ نقص نہیں اور نہ اشارہ ہے اس طرف کہ ان سے گناہ واقع ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک کلمہ ہے جو کلام میں کہتے تھے اور اس حدیث میں اعلام ہے ساتھ خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور صحیح ہونے ولایت ان کی کے اور کثرت نفع اٹھانے کے ساتھ دونوں کے سو جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہا ابن عربی نے کہ نہیں ہے مراد ساتھ ڈول کے انداز جو دلالت کرے اوپر کم ہونے جسے کہ بلکہ مراد قادر ہونا ہے کنویں پر۔ (فتح)

بَابُ نَزْعِ الذَّنُوبِ وَالذَّنُوبِيْنَ مِنَ الْبُئْرِ
بِضْعِيفٍ

۶۵۰۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی خواب میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا جمع ہوئے سواٹھے ابو بکر رضی اللہ عنہ سوا اس نے ایک یا دو ڈول کھینچے اور

۶۵۰۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رُوَيْبَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ

اس کے کھینچنے میں سستی تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو بخشے گا پھر خطاب کا بیٹا اٹھا سو وہ ڈول پلٹ کر چس ہو گیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ کرنے کے بعد ان کے بیٹھنے کی جگہ بٹھلایا۔

۶۵۰۳۔ ترجمہ اس کا ہی ہے جو اوپر گزرا۔

اجْتَمَعُوا فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَغْفِرُ قَرِيْبَةً حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنِ.

۶۵۰۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيْرٍ حَدَّثَنِي

الْلَيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلْبٍ وَعَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزَعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنِ.

فائدہ: جو خواب میں دیکھے کہ کنویں سے پانی نکالتا ہے تو کنویں کی تعبیر عورت کے ساتھ کی جاتی ہے اور جو عورت سے اولاد پیدا ہوتی ہے اور اسی پر اعتماد ہے اہل تعبیر کا لیکن وہ بحسب حال اس کے ہے جو پانی کو کھینچے۔ (فتح)

خواب میں آرام کرنا

بَابُ الْأَسْتِرَاحَةِ فِي الْمَنَامِ

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ اگر آرام کرنے والا چت لیٹا ہو اپنی پشت پر تو اس کا حکم قوی ہوگا اور دنیا اس کے ہاتھ میں ہوگی اس واسطے کہ زمین قوی تر تکیہ گاہ ہے برخلاف اس کے جب کہ کروٹ پر لیٹا ہو کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے کیا ہے۔

۶۵۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں

۶۵۰۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ

نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک حوض پر ہوں لوگوں کو پانی پلاتا ہوں سو ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آیا اور اس نے میرے ہاتھ سے ڈول لیا تاکہ مجھ کو راحت دے سو اس نے دو ڈول کھینچے اور اس کے کھینچنے میں سستی تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو بخشے گا پھر خطاب کا بیٹا آیا سو اس نے اس سے ڈول لیا سو ہمیشہ رہا کھینچتا یہاں تک کہ لوگوں نے پیٹھ پھیری اور حوض جوش مارتا تھا۔

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أُنْبِيَّ عَلَى حَوْضٍ أَسْقَى النَّاسَ فَأَتَانِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرِيحَنِي فَنَزَعَ ذُنُوبِيْنَ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ فَأَتَى ابْنَ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتَّى تَوَلَّى النَّاسَ وَالْحَوْضُ يَنْفَجِرُ.

فائدہ: اور شاید حضرت ﷺ کنویں سے پانی نکال کے حوض میں ڈالتے جاتے تھے اور لوگ اس سے اپنے واسطے اور اپنے چوپایوں کے واسطے پانی لیتے تھے اور مراد اس حدیث سے یہاں یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لیا تاکہ مجھ کو راحت دے۔ (فتح)

خواب میں محل کو دیکھنا

بَابُ الْقَصْرِ فِي الْمَنَامِ

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں محل دیکھنا عمل نیک ہے واسطے اہل دین کے اور واسطے غیر کے جس اور تنگی ہے اور کبھی محل میں داخل ہونے سے مراد نکاح کرنا ہوتا ہے۔ (فتح)

۶۵۰۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو بہشت کے اندر دیکھا سو اچانک وہاں ایک عورت ہے کہ ایک محل کی جانب میں وضو کرتی ہے سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد آئی سو میں پلٹ آیا پشت دے کر یعنی مرد کو اس کی عورت کے پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت جوش مارتی ہے تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت! کیا آپ پر بھی مجھ کو غیرت آتی؟ یعنی یہ بات مجھ سے ممکن نہ تھی۔

۶۵۰۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَقِيْلٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ إِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأَ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ قُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَكَى عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ أَعْلَيْكَ بِأَبِي أَنْتَ وَامِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ.

فائدہ: بعض نے اعتراض کیا ہے کہ بہشت تکلیف کا گھر نہیں پھر وضو کے کیا معنی؟ کہا قرطبی نے وضو تو صرف اس

واسطے کرتی تھی کہ اس کا حسن اور نور بڑھے نہ یہ کہ وہ میل اور گندگی کو دور کرتی تھی اس واسطے کہ بہشت ان باتوں سے پاک ہے اور جائز ہے کہ وضوء بوجہ تکلیف کے نہ ہو، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ واقع ہونا وضوء کا اس سے حقیقی مراد نہ ہو واسطے ہونے اس کے خواب سو ہوگی وہ مثال عورت مذکورہ کے واسطے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بہشت میں دیکھا اور حالانکہ وہ اس وقت زندہ تھیں سو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ بہشتیوں سے ہے واسطے قول جمہور اہل تعبیر کے کہ جو دیکھے خواب میں کہ وہ بہشت میں داخل ہوا تو وہ بہشت میں داخل ہوگا پھر کیا حال ہے جب کہ ہو دیکھنے والا اس کو سچا سب خلق سے اور مراد وضوء سے سترائی اس کی ہے حسا و معنی اور پاک ہونا اس کا جسماً و حکماً۔ (فتح)

۶۵۰۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا یعنی خواب میں سو اچانک میں نے سونے کا ایک محل دیکھا سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ ایک قریشی مرد کا سونہ منع کیا مجھ کو اس میں داخل ہونے سے اے خطاب کے بیٹے! مگر جو مجھ کو معلوم ہے تیری غیرت سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ پر بھی مجھ کو غیرت آتی؟۔

۶۵۰۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرِ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا فَقَالُوا لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَدْخُلَهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمُ مِنْ غَيْرَتِكَ قَالَ وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ.

فائدہ: حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے یا قرآن سے یا وحی سے۔ (فتح)

خواب میں وضوء کرنا

بَابُ الْوُضُوءِ فِي الْمَنَامِ

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں وضوء کرنا وسیلہ ہے طرف بادشاہ کی یا عمل کی پھر اگر اس کو خواب میں پورا کرے تو حاصل ہوتی ہے مراد اس کی بیداری میں اور اگر دشوار ہو ساتھ عاجز ہونے پانی کے مثلاً یا وضوء کرے ساتھ اس کے جس سے نماز جائز نہیں تو نہیں اور وضوء واسطے خوف کرنے والے کے امان ہے اور دلالت کرتا ہے اوپر حاصل ہونے ثواب اور رفع خطایا کے۔ (فتح)

۶۵۰۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

۶۵۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ

اللَيْثُ عَنْ عُقَيْبِ بْنِ أَبِي شِهَابٍ أَحْمَرْنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا

کو بہشت کے اندر دیکھا سو اچانک وہاں ایک عورت ہے کہ ایک محل کی جانب میں وضوء کرتی ہے سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد پڑی تو میں پلٹ آیا پشت دے کر تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت! کیا آپ پر مجھ کو غیرت آتی؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔

نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ فَقَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ عَلَيْكَ يَا بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَارُ.

خواب میں خانے کعبے کا طواف کرنا

بَابُ الطَّوَّافِ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خانے کعبے کا طواف دلالت کرتا ہے اور حج کے اور اوپر نکاح کرنے کے اور اوپر حاصل ہونے امر مطلوب کے امام سے اور اوپر نیکی ماں باپ کے اور اوپر خدمت عالم کے۔ (فتح)

۶۵۰۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو دیکھا خانے کعبے کا طواف کرتا ہوں سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد ہے گندمی رنگ، سیدھے بالوں والا دو مردوں کے درمیان اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ یہ مریم کا بیٹا ہے پھر میں نے ادھر ادھر دیکھا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد ہے سرخ رنگ بڑے جسم والا کھنگریالے بالوں والا دائیں آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ یہ دجال ہے سب لوگوں سے زیادہ مشابہ اس کے ساتھ ابن قطن ہے اور ابن قطن ایک مزد ہے بنی مصطلق سے قوم جزاء سے۔

۶۵۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَطَطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطَفُ رَأْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبَتْ أَلْتَيْتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعَدُ الرَّأْسِ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الدَّجَالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهٍ شَبَهَا ابْنُ قَطَنِ وَابْنُ قَطَنِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خِزَاعَةَ.

خواب میں جب اپنے جھوٹا کسی غیر کو دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

بَابُ إِذَا أُعْطِيَ فَضْلَهُ غَيْرَهُ فِي النَّوْمِ

۶۵۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا سو میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تازگی اور تراوت جاری ہوتی ہے پھر میں نے جھوٹا عمر رضی اللہ عنہ کو دیا لوگوں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ فرمایا علم۔

۶۵۰۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْبٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَتَيْتُ بِقَدَحٍ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرَّيَّ يَجْرِي ثُمَّ أُعْطِيتُ فَضَلَّةَ عُمَرَ قَالُوا فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعِلْمُ.

فائدہ: اور مراد اسی سے دودھ ہے۔ (فتح)

خواب میں امن کا حاصل ہونا اور خوف کا دور ہونا

بَابُ الْأَمْنِ وَذَهَابِ الرُّوعِ فِي الْمَنَامِ

فائدہ: جو خواب میں اپنے آپ کو خوف کرنے والا دیکھے تو وہ امن میں رہے گا اور اگر بالعکس ہو تو بالعکس۔

۶۵۱۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بعض مرد حضرت ﷺ کے اصحاب سے خواب دیکھتے تھے حضرت ﷺ کے زمانے میں تو اس کو حضرت ﷺ سے بیان کرتے تھے سو اس میں حضرت ﷺ فرماتے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور میں لڑکا کم عمر تھا اور میرا گھر مسجد تھا یعنی میں مسجد میں رہتا تھا نکاح کرنے سے پہلے سو میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر تجھ میں نیکی ہوتی تو خواب دیکھتا جیسے یہ لوگ دیکھتے ہیں سو جب میں ایک رات لیٹا تو میں نے کہا الہی! اتر تو مجھ میں نیکی جانتا ہے تو مجھ کو خواب دکھلا سو جس حالت میں کہ میں اسی طرح تھا کہ اچانک دو فرشتے میرے پاس آئے دونوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز تھا میری طرف متوجہ تھے اور میں دونوں کے درمیان تھا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا الہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے پھر میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے ملا اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز

۶۵۱۰۔ حَدَّثَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقْضُونَهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَإِنَّا غُلَامٌ حَدِيثُ الْبِسْرِ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكَحَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَوْ كَانَ فِيكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَرَى هَؤُلَاءِ فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فَي خَيْرًا فَارِنِي رُؤْيَا فَبَيْنَمَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ نِي مَلَكَانِ

ہے تو اس نے مجھ سے کہا کہ مت ڈرتو اچھا مرد ہے اگر تو بہت نماز پڑھا کرے سو وہ مجھ کو لے چلے یہاں تک کہ انہوں نے مجھ کو دوزخ کے کنارے پر کھڑا کیا اس کا منہ گول تھا جیسے کناں گول ہوتا ہے اس کے واسطے قرن ہیں جیسے کنویں کے قرن ہوتے ہیں ہر دو قرن کے درمیان ایک فرشتہ ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے اور میں نے اس میں مردوں کو دیکھا زنجیروں سے لکے ان کے سر نیچے کی طرف تھے یعنی اٹلے لکے تھے میں نے اس میں چند قریشی مردوں کو پہچانا سو وہ فرشتے مجھ کو لے پھرے دائیں طرف سے سو میں نے یہ خواب اپنی بہن حصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بے شک عبد اللہ نیک مرد ہے سو نافع نے کہا سو ہمیشہ رہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد بہت نماز پڑھتے یعنی اس کے بعد رات کو تہجد کی نماز بہت پڑھتے تھے۔

فِي يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ يُقِيلَانِ بِيَّ إِلَى جَهَنَّمَ وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللَّهَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أَرَانِي لَقَيْتِي مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ لَنْ تَرَاعِ نِعَمَ الرَّجُلِ أَنْتَ لَوْ كُنْتَ تَكْثِرُ الصَّلَاةَ فَانْطَلَقُوا بِي حَتَّى وَقَفُوا بِي عَلَى شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبُرِّ لَهُ قُرُونٌ كَقُرُونِ الْبُرِّ بَيْنَ كُلِّ قُرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ وَأَرَى فِيهَا رِجَالًا مُعَلَّقِينَ بِالسَّلَاسِلِ رُؤُوسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ فِيهَا رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوا بِي عَنْ ذَاتِ الْيَمِينِ فَقَصَصْتُهَا عَلَيَّ حَفْصَةَ فَقَصَصْتُهَا حَفْصَةَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ نَافِعٌ فَلَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذَلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ.

فائدہ: مراد قرون سے کنویں کی دونوں جانب ہیں جو پتھروں سے بنائی جاتی ہیں ان پر لکڑی رکھی جاتی ہے اور عادت ہے کہ ہر کنویں کے دو قرن ہوتے ہیں کہا ابن بطلال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض خواب تعبیر کی محتاج نہیں ہوتی اور یہ کہ جو تعبیر اس کی خواب میں کی جائے وہی تعبیر اس کی بیداری میں ہے اس واسطے کہ جو فرشتے نے اس کی تعبیر کہی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے زیادہ نہ کہی یعنی جو آخر حدیث میں فرمایا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نیک مرد ہے اور اس میں واقع ہونا وعید کا ہے اوپر ترک سنتوں کے اور جواز وقوع عذاب کے اوپر اس کے، میں کہتا ہوں اور وہ مشروط ہے ساتھ ہمیشگی کرنے کے ترک پر واسطے منہ پھیرنے کے اس سے پس وعید اور تعذیب تو واقع ہوتی ہے حرم پر اور وہ ترک ہے ساتھ قید اعراض کے اور یہ کہ اصل تعبیر پیغمبروں کی طرف سے ہے اسی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تمنا کی

کہ خواب دیکھے کہ اس کی حضرت ﷺ تعبیر کریں تاکہ ہو یہ اس کے نزدیک اصل اور تصریح کی ہے اشعری نے ساتھ اس کے کہ اصل تعبیر توفیق سے ہے پیغمبروں کی طرف سے اور ان کی زبانوں پر کہا ابن بطلال نے کہ لیکن جو وارد ہوا ہے پیغمبروں سے سچ اس کے اگرچہ اصل ہے سو نہیں عام ہے تمام خوابوں کو سوزوری ہے واسطے حاذق اس فن کے یہ کہ استدلال کرے ساتھ حسن نظر اپنی کے سوز کرے اس خواب کو جس پر نص نہیں طرف حکم تمثیل کی اور اس کے واسطے حکم کرے ساتھ نسبت صحیح کے سو اس کو اصل ٹھہرائے اور اس کے غیر کو اس کے ساتھ ملحق کرے جیسا فقیہ کرتا ہے اور یہ کہ جائز ہے رات رہنا مسجد میں اور مشروع ہونا نیابت کا سچ بیان کرنے خواب کے اور ادب ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ حضرت ﷺ کے اور ڈرنا آپ سے کہ خود اپنا خواب حضرت ﷺ سے بیان نہ کیا اور فضیلت قیام اللیل کی۔ (فتح)

خواب میں دائیں طرف چلنا

بَابُ الْأَخْذِ عَلَى الْيَمِينِ فِي النَّوْمِ

۶۵۱۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نوجوان لڑکا تھا کنوارا حضرت ﷺ کے زمانے میں سو میں رات کو مسجد میں رہتا تھا اور جو آدمی خواب دیکھتا تھا حضرت ﷺ سے بیان کرتا تھا سو میں نے کہا الہی! اگر میرے واسطے تیرے پاس کچھ نیکی ہے تو مجھ کو خواب دکھا کہ حضرت ﷺ اس کی تعبیر فرمائیں سو میں سویا سو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سو مجھ کو لے چلے سو ایک اور فرشتہ ان کو ملا تو اس نے مجھ سے کہا کہ مت ڈر بے شک تو نیک مرد ہے سو دونوں مجھ کو دوزخ کی طرف لے گئے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ گول ہے جیسے کٹواں گول ہوتا ہے اور اچانک اس میں لوگ ہیں کہ میں نے بعض کو پہچانا سو دونوں مجھ کو دائیں طرف لے چلے سو جب میں نے صبح کی تو میں نے یہ خواب حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے بیان کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک عبد اللہ رضی اللہ عنہ نیک مرد ہے اگر رات کو بہت نماز پڑھا کرتا، کہا زہری رضی اللہ عنہ نے اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات کو بہت نماز پڑھا کرتے تھے۔

۶۵۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ غَلَامًا شَابًا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ أَيْتَ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ مَنْ رَأَى مِنَّا قَصَّةَ عَلِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِي مِنَّا يُعْبَرُهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَمُتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ اتْيَانِي فَأَنْطَلَقَا بِي فَالْقِيَهُمَا مَلَكَ آخَرَ فَقَالَ لِي لَنْ تُرَاعَ إِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَأَنْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَأَخَذَا بِي ذَاتَ الْيَمِينِ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِحَفْصَةَ فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا لَقِصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ

رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو خواب میں دائیں طرف چلے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دائیں طرف والوں میں سے ہے۔

خواب میں پیالہ دیکھنا

بَابُ الْقَدْحِ فِي النَّوْمِ

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں پیالہ دیکھنا عورت کی جہت سے اور پیالہ بلور کا دلالت کرتا ہے اور پتھر ہونے مخفی چیزوں کے اور چاندی سونے کا پیالہ شائیک ہے۔

۶۵۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ دودھ کا پیالہ میرے آگے لایا گیا سو میں نے اس سے پیا پھر میں نے اپنا جو تھا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا علم۔

۶۵۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي شِهَابٍ عَنْ حَمْرَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتَيْتُ بِقَدْحٍ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أُعْطِيتُ فَضَلِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعِلْمُ.

جب خواب میں کوئی چیز اڑے یعنی جس کا اڑنا پیدائشی ہو

بَابُ إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ جو خواب میں دیکھے کہ اڑتا ہے سواگر ہو آسمان کی طرف بغیر عروج کے تو پہنچے گا اس کو ضرر اور اگر غائب ہو آسمان میں اور نہ پھرے تو وہ مر جائے گا اور اگر رجوع کرے تو بیماری سے ہوش میں آئے گا اور اگر چوڑا اڑے تو سفر کرے گا اور پہنچے گا رُتے کو بقدر اڑنے کے سواگر اڑنا بازو سے ہو تو وہ مال ہے یا بادشاہ جو اپنے پردے میں سفر کے اور اگر بغیر بازو کے ہو تو دلالت کرتا ہے اور تعزیر کے اس چیز میں کہ داخل ہو بیچ اس کے۔ (فتح)

۶۵۱۳۔ حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خواب پوچھا جو آپ نے ذکر کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے واسطے ذکر کیا گیا کہ

۶۵۱۳۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو نظر آیا کہ سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈالے گئے سو میں نے ان کو کاٹ ڈالا اور برا جانا سو مجھ کو حکم ہوا سو میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ اڑ گئے سو میں نے دونوں کنگنوں کی تعبیر ان دونوں جھوٹوں سے کی جو نکلے گئے یعنی ظاہر ہوں گے، کہا عبید اللہ بن العنسی نے کہ ایک تو عنسی ہے جس کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

نَشِيطٍ قَالَ قَالَ عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذَكَرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سَوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفَطَعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأَذِنَ لِي فَفَفَحْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوْلَتْهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ. فَقَالَ عَبِيدُ اللَّهِ أَحَدُهُمَا الْعَنَسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيُرَوِّزُ بِالْيَمَنِ وَالْأُخْرُ مَسِيلِمَةُ.

فائدہ: کہا مہلب نے کہ یہ خواب اپنے طور پر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک مثال ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے دونوں کنگنوں کی تعبیر دو جھوٹوں سے کی اس واسطے کہ جھوٹ رکھنا چیز کا ہے بے محل اور اسی طرح جھوٹا رکھتا ہے خبر کو اپنی غیر جگہ میں سو جب حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے اور حالانکہ وہ حضرت ﷺ کے لباس سے نہیں اس واسطے کہ وہ عورتوں کا لباس ہیں اس سے پہچانا گیا کہ عنقریب ظاہر ہوگا جو پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور نیز سونے کا لباس منع ہے تو اس میں دلیل ہے ان کے جھوٹ پر اور مؤکد ہوا یہ ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ کو حکم ہوا ان میں پھونک مارنے کا سو دونوں اڑ گئے سو اس سے پہچانا گیا کہ ان دونوں کا امر ثابت نہیں رہے گا اور یہ کہ وحی کا کلام جو آپ کے پاس آیا ان کو دور کر دے گا اور پھونک مارنا دلالت کرتا ہے کلام پر اور مسیلمہ کذاب کا حال اور اس کا قتل ہونا جنگ احد میں بیان ہو چکا ہے کہا کرمانی نے کہ اسود عنسی کو ذوالحمار کہا جاتا تھا اس واسطے کہ اس نے گدھے کو سکھلایا ہوا تھا کہ جب وہ اس کو کہتا سجدہ کرتا تو وہ اپنے سر کو جھکاتا تھا کہا ابن عربی نے کہ حضرت ﷺ کو مسیلمہ اور عنسی کے بطلان کی توقع تھی سو محمول کیا خواب کو ان دونوں پر تاکہ ہو اخراج خواب کا دونوں پر اس واسطے کہ جب خواب کی تعبیر کہی جائے تو واقع ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ وحی سے ہو اور اول بات قوی تر ہے اور سونے کے کنگن نہ ہونے میں اشارہ ہے طرف دور ہونے اور معدوم ہونے ان کے امر کی اس واسطے کہ ذہب کے معنی ہیں جاننا رہنا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا رَأَى بَقْرًا تَنْحَرُ

جب خواب میں دیکھے گائے ذبح کی جاتی تو اس کی کیا

تعبیر ہے؟

۶۵۱۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مگر اس زمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں سو میرا خیال یمامہ یا ہجر کی طرف گیا سو حقیقت میں ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا اور میں نے خواب میں گائے دیکھی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی خیر سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شہید ہونا مسلمانوں کا ہے جنگ احد کے دن اور اچانک خیر وہ چیز ہے جو لایا اللہ خیر اور ثواب صدق سے جو دیا ہم کو اللہ تعالیٰ نے بعد دن جنگ بدر کے۔

۶۵۱۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلَيْتُ إِلَى أَنَّهَا الِيمَامَةُ أَوْ هَجْرٌ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَتْرُبُ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقْرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمْ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللَّهُ بِهِ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ.

فائدہ: احمد اور نسائی اور دارمی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں مضبوط زرہ میں ہوں اور میں نے دیکھی خواب میں گائے جو ذبح کی جاتی ہے سو میں نے تعبیر کی زرہ مضبوط سے مدینہ اور گائے ذبح کرنا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی خیر ہے اور باب کی حدیث میں اگر چہ گائے کے ذبح کرنے کا ذکر نہیں لیکن بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہیں ذکر کیا اس کو باب میں واسطے نہ ہونے اس کے بخاری رضی اللہ عنہ کی شرط پر کہا اہل تعبیر نے کہ گائے کو خواب میں دیکھنا کئی وجہ سے ہے اگر ایک گائے ہو تو اس کی تعبیر عورت اور خادم اور زمین ہے اور یہ جو کہا کہ بعد جنگ بدر کے تو مراد ما بعد سے فتح ہونا خیر کا ہے پھر مکے کا اور منصوب ہونا یوم کا یعنی جو لایا اللہ تعالیٰ بعد بدر ثانی کے مسلمانوں کے دل ثابت رکھنے سے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ مراد ساتھ خیر کے غنیمت ہو اور بعد لینے بعد خیر کے اور خیر اور ثواب دونوں جنگ بدر میں حاصل ہوئے تھے، میں کہتا ہوں اور اس سیاق میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ قول حضرت ﷺ کا حدیث میں واللہ خیر مثملہ خواب کے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ مراد ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خواب میں گائے دیکھی اور خیر دیکھی سو تاویل کیا گائے کو ان اصحاب پر جو جنگ احد کے دن قتل ہوئے اور تاویل کیا خیر کو اس چیز پر کہ حاصل ہوئی ان کے واسطے ثواب صدق سے لڑنے میں اور صبر کرنے سے جہاد پر جنگ بدر کے دن اور جو اس کے بعد ہے فتح مکہ تک اور بنا بر اس کے پس مراد ساتھ بعدیت کے نہیں خاص ہے ساتھ اس چیز کے جو درمیان بدر اور احد کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد بدر سے بدر موعود ہونہ جنگ مشہور جو سابق ہے احد سے اس واسطے

کہ بدر موعدہ جنگ احد کے بعد تھا اور نہیں واقع ہوئی ہے اس میں لڑائی اور جب مشرکین جنگ احد سے پھرے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے وعدہ کی جگہ آئندہ سال بدر ہے سو حضرت ﷺ آئندہ سال کو بدر کی طرف نکلے اور مشرکین وہاں حاضر نہ ہوئے سو اس کا نام بدر موعدہ رکھا گیا سو اشارہ کیا ساتھ صدق کے اس طرف کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کیا اور وعدہ خلاف نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ثواب دیا اس پر ساتھ اس کے جو فتح کیا ان پر بعد اس کے قریظہ اور خیبر سے اور جو اس کے بعد ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

خواب میں پھونک مارنا

بَابُ النَّفْخِ فِي الْمَنَامِ

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ پھونک مارنے کی تعبیر کلام ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ اس کے دور کرنا اس چیز کا ہے جو پھونک ماری گئی بغیر تکلف شدید کے واسطے اہل ہونے پھونک مارنے کے پھونک مارنے والے پر اور اللہ تعالیٰ نے دونوں جھوٹوں کو ہلاک کیا حضرت ﷺ کی کلام سے۔ (فتح)

۶۵۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں آخرت میں آگے ہوں گے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ اچانک زمین کے خزانے میرے سامنے کیے گئے تو سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈالے گئے سو مجھ پر بہت بھاری پڑے اور انہوں نے مجھ کو نعم اور تشویش میں ڈالا تو مجھ کو حکم ہوا کہ ان کو پھونک مار سو میں نے ان کو پھونک ماری یعنی تو وہ جاتے رہے سو میں نے ان دونوں کنگنوں کی تعبیر کی ان دونوں جھوٹوں سے جن کے درمیان میں ہوں صنعاء اور یمامہ والا۔

۶۵۱۵۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ
عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو
هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ
وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُوتِيتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ
فَوَضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبَّرَا
عَلَيَّ وَأَهْمَانِي فَأَوْحَى إِلَيَّ أَنْ انْفُخْهُمَا
فَنَفُخْهُمَا فَطَارَا فَأَوْلَتْهُمَا الْكَذَّابِينَ
اللَّذِينَ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبٌ صَنْعَاءَ
وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ.

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ خزانوں کے وہ چیز ہے جو فتح ہوئی حضرت ﷺ کی امت پر غنیمتوں سے کسریٰ اور قیصر وغیرہ کے خزانوں سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ خزانوں کے چاندی اور سونے کی کانیں ہوں اور کہا اس کے غیر نے کہ مراد اس سے عام تر ہے اور حضرت ﷺ کو بھارے اس واسطے معلوم ہوئے کہ سونا عورتوں کا لباس ہے اور مردوں پر حرام ہے اور پھونک مارنے میں اشارہ ہے طرف حقارت ان کی کے اور مراد حقارت معنوی ہے نہ

حسی اور مراد اڑ جانے سے یہ ہے کہ ان کا امر نابود ہو جائے گا اور کہا بعض نے کہ ننگن کفار بادشاہوں کا لباس ہے کہا قرطبی نے کہ مناسبت اس تاویل کی واسطے اس خواب کے یہ ہے کہ اہل صنعا اور اہل یمامہ مسلمان ہوئے تھے تو گویا کہ وہ اسلام کے دو بازو تھے سو جب دونوں میں دو جھوٹے ظاہر ہوئے اور ان لوگوں کو درغلایا اپنی طمع باتوں اور جھوٹے دعویٰ سے تو بہت لوگوں نے اس کے ساتھ دھوکا کھایا تو دونوں ہاتھ بجائے دو شہروں کے ہوئے اور دو ننگن بجائے دو جھوٹوں کے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جس وقت حضرت ﷺ یہ خواب بیان کی اس وقت وہ دونوں موجود تھے مسیلہ کذاب نے تو حضرت ﷺ کی زندگی میں پیغمبری کا دعویٰ کیا لیکن نہ بڑھی شوکت اس کی اور نہ واقع ہوئی لڑائی اس سے مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مارا گیا اور اسود غنسی نے بھی حضرت ﷺ کی زندگی میں پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اس کی شوکت بڑی ہوئی اور مسلمانوں سے اس کی لڑائی ہوئی یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں مارا گیا کہا ابن عربی نے کہ احتمال ہے کہ یہ تعبیر حضرت ﷺ نے وحی سے کی ہو اور احتمال ہے کہ فال لینے کے واسطے کی ہو۔ (فتح)

جب دیکھے کہ اس نے ایک گوشے سے چیز نکالی اور
دوسری جگہ رکھی

۶۵۱۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی جس کے سر کے بال پریشان تھے مدینے سے نکلی یہاں تک کہ مہیجہ میں جا کر اتری تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینے کی و با مہیجہ میں ڈالی گئی۔

بَابُ إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ
كُورَةٍ فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ
۶۵۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ
بِلَالٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ
ثَأْتِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى
قَامَتْ بِمَهْيَعَةٍ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوْلَتْ أَنَّ
وَبَاءَ الْمَدِينَةَ نَقَلَ إِلَيْهَا.

فائدہ: مہیجہ جھہ کا نام ہے جو مدینے سے چھ کوس ہے وہاں یہودی رہتے تھے مدینے میں اکثر و بارہتی تھی جب سے کہ حضرت ﷺ نے دعا کی اور یہ خواب دیکھی تو وہاں سے وبا جاتی رہی اور ایک روایت میں ہے کہ نکالی گئی مدینے سے اور سکونت کرائی گئی جھہ میں اور یہی ہے موافق واسطے ترجمہ کے اور ظاہر ترجمہ کا یہ ہے کہ فاعل اخراج کا حضرت ﷺ ہیں اور گویا کہ منسوب کیا گیا نکالنا طرف حضرت ﷺ کی اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی کہا مہلب نے کہ یہ خواب قسم خواب معبرہ سے ہے اور وہ ہے جس کے ساتھ مثال بیان کی جائے اور

وجہ تمثیل کی یہ ہے کہ چیرا گیا اسم سودا سے بدی اور بیماری کو پس تاویل کیا گیا نکلنا ان کا ساتھ اس چیز کے کہ جمع کرے اس کے اسم کو اور اس کے بال پریشان ہونے کی تعبیر کی ساتھ اس کے کہ جو فتنہ فساد اٹھائے وہ مدینے سے خارج ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ بال پریشان ہونے کے بخار ہے اس واسطے کہ وہ جوش دلاتا ہے بدن کو ساتھ کھڑا کرنے روٹلٹے کے خاص کر جب کہ سودا سے ہو۔ (فتح)

باب ہے کالی عورت کے بیان میں یعنی جو خود آپ خواب میں دیکھے

بَابُ الْمَرْأَةِ السُّودَاءِ

۶۵۱۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی خواب مدینے کے بیان میں کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی جس کے سر کے بال پریشان تھے مدینے سے نکلی یہاں تک کہ مہیجہ میں جا کر اتری تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینے کی دبا مہیجہ میں ڈالی گئی اور وہ جھم ہے۔

۶۵۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِينَةِ رَأَيْتُ امْرَأَةً سُودَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةٍ فَسَأَلْتُهَا أَنْ وَبَاءَ الْمَدِينَةَ نَقَلَ إِلَى مَهْيَعَةٍ وَهِيَ الْجُحْفَةُ.

خواب میں پریشان بالوں والی عورت کو دیکھنا

بَابُ الْمَرْأَةِ الثَّائِرَةِ الرَّأْسِ

۶۵۱۸۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو پہلے گزرا۔

۶۵۱۸۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ امْرَأَةً سُودَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةٍ فَأَوَّلْتُ أَنْ وَبَاءَ الْمَدِينَةَ نَقَلَ إِلَى مَهْيَعَةٍ وَهِيَ الْجُحْفَةُ.

جب خواب میں دیکھے کہ اس نے تلوار کو ہلایا

بَابُ إِذَا هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ

۶۵۱۹۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں تلوار کو ہلایا تو وہ سینے سے ٹٹ گئی تو اس کا انجام مسلمانوں کی شہادت ہوئی جنگ احد میں پھر میں نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو پھر ثابت ہو گئی آگے سے اچھی سے تو اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہوئی یعنی جنگ احد کے بعد خیبر اور مکہ فتح ہوا اور اسلام کے لشکر نے زور پکڑا۔

۶۵۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَأَنْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ.

فائدہ: یہ حدیث ضرب المثل ہے اور مراد تلوار سے اصحاب ہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ ان کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور مراد ہلانے سے حکم کرنا ہے ان کو ساتھ لڑائی کے اور مراد ٹوٹ جانے سے قتل ہونا ان کا ہے اور مراد دوسری بار ہلانے اور پھر بدستور ہونے سے جمع ہونا ان کا ہے اور فتح یاب ہونا اوپر ان کے کہا اہل تبعیر نے کہ جو تلوار پائے خواب میں تو وہ بادشاہی پائے گا یا حکومت پائے گا یا امانت یابی یا اولاد اور اگر تلوار کو میان میں کرے تو وہ نکاح کرے گا اور اگر کسی شخص کو مارے تو اس کی عیب جوئی کرے گا اور اگر خواب میں دیکھے کہ کسی سے لڑتا ہے اور اس کی تلوار اس سے لمبی ہے تو وہ اس پر غالب ہوگا اور بڑی تلوار دیکھے وہ فتنہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَذَبَ فِي حُلْمِهِ

جو خواب میں جھوٹ بولے یعنی جو بے دیکھے اپنی طرف سے بنا کر خواب بیان کرے تو وہ مذموم ہے

۶۵۲۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بے دیکھے اپنی طرف سے بنا کر خواب بیان کرے تو اس کو یہ حکم ہوگا کہ دو جو کو گرہ دے کر جوڑے اور یہ ہرگز نہ کر سکے گا یعنی نہ دو جو میں گرہ پڑ سکے گی نہ اس سے عذاب موقوف ہوگا اور جو کان لگائے قوم کی بات سننے کے واسطے اور اس کا سنا ان کو برا لگتا ہو یا وہ اس سے بھاگتے پھرتے ہوں تو اس کے دونوں کانوں میں پگھلا ہوا شیشہ ڈالا جائے گا قیامت کے دن اور جو کسی جاندار کی تصویر

۶۵۲۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كَلَّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُونَ مِنْهُ صَبَّ فِي أُذُنِهِ الْأَنْكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةَ عَدْبٍ وَكَلَّفَ

بنائے تو اس کو عذاب ہوگا اور اس کو حکم ہوگا کہ اس میں جان ڈالے اور حالانکہ وہ اس میں جان نہ ڈال سکے گا کہا سفیان نے موصول کیا ہے اس کو ہمارے واسطے ایوب نے اور کہا قتیبہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو عوانہ نے عکرمہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے قول اس کا جو اپنی خواب میں جھوٹ بولے، الخ۔

أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ قَالَ سُفْيَانٌ وَصَلَهُ لَنَا أَيُّوبُ وَقَالَ قَتِيبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ كَذَبَ فِي رُؤْيَاهُ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرَّمَانِيِّ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ اسْتَمَعَ.

فائدہ: جو خواب میں جھوٹ بولے کہا طبری نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت وارد ہوئی ہے وعید بیچ اس کے باوجود اس کے کہ جاگتے جھوٹ بولنا کبھی سخت تر ہوتا ہے اس سے فساد میں اس واسطے کہ کبھی ہوتی ہے شہادت قتل میں یا حد میں یا مال کے لینے میں اس واسطے کہ خواب میں جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خواب دکھلایا جو اس نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا سخت تر ہے جھوٹ بولنے سے غلق پر اس واسطے کہ جب خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور جو پیغمبری کا حصہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اشعریہ نے کہ اس پر کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے اور جو اس کو منع کرتے ہیں ان کی دلیل یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ اور حمل کیا ہے انہوں نے اس کو امور دنیا پر اور حق یہ ہے کہ تکلیف مذکور حدیث میں وہ تکلیف مصطلح نہیں بلکہ مراد اس سے تعذیب ہے علی الدوام اور یہ جو قید کی کہ اس کا سننا ان کو برا لگتا ہو تو مستثنیٰ ہے اس سے جس سے وہ راضی ہوں یا پکار کر بات کرتے ہوں اور جو وہاں بیٹھا ہو اس کو بلا قصد سننے کہ وہ اس وعید میں داخل نہیں اور حکمت اس وعید میں یہ ہے کہ اول جھوٹ بولنا ہے پیغمبری کی جنس پر اور دوسرے نے تنازع کیا ہے خالق سے اس کی قدرت میں اور اسی طرح داخل ہے اس وعید میں وہ شخص جو سننے بات اس کی جو اپنا دروازہ بند کر کے اپنے گھر والوں کے ساتھ بات چیت کرتا ہو اور اس حدیث میں ہے کہ جو بندگی سے نکلے مستحق ہوتا ہے وہ عقوبت کا بقدر خروج اس کے اور یہ کہ جاہل اس میں اپنی جہالت سے معذور نہیں اور اسی طرح جو اس میں تاویل باطل کرے اس واسطے کہ حدیث میں فرق نہیں کیا کہ اس کے حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو کہا ابن ابی جرہ نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ نام رکھا ہے جھوٹی خواب کا حلم اور اس کا نام رویا نہ رکھا اس واسطے کہ اس نے دعویٰ کیا کہ اس نے خواب دیکھا اور حالانکہ اس نے کچھ نہیں دیکھا سو ہوا کاذب اور جھوٹا اور جھوٹ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شیطان کی طرف سے ہے اور البتہ فرمایا کہ حلم شیطان کی طرف سے ہے اور مناسبت وعید مذکور کی واسطے جھوٹ باندھنے والے کی خواب میں اور واسطے مصور کے یہ ہے کہ خواب ایک مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اور وہ صورت معنوی ہے سو اس نے اپنی

جھوٹ سی صورت پیدا کی جو واقع میں نہیں ہوئی جیسی کہ پیدا کی ہے مصور نے وجود میں صورت جو حقیقت میں نہیں اس واسطے کہ صورت حقیقی وہ ہے جس میں روح ہو سو تکلیف دی گئی صاحب لطیف صورت کو یعنی جھوٹی خواب بنانے والے کو ساتھ امر لطیف کے اور وہ دو اجوکو جوڑنا ہے گرہ دے کر اور تکلیف دی گئی صورت کثیف یعنی تصویر بنانے والے کو ساتھ امر شدید کے اور وہ یہ ہے کہ اس تصویر میں روح کو پھونکنے اور واقع ہوئی ہے وعید ہر ایک کی دونوں میں سے ساتھ اس کے کہ اس کو عذاب ہوگا یہاں تک کہ کرے جس کی اس کو تکلیف دی گئی اور حالانکہ وہ اس کو نہیں کر سکے گا سو مراد اس سے یہ ہے کہ ان کو ہمیشہ عذاب ہوا کرے گا۔ (فتح)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو کان لگائے اور جو جھوٹی خواب اور صورت بنائے مانند اس کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول اس کا یعنی بعض راویوں نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنِ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ نَحْوَهُ تَابَعَهُ هِشَامُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ.

۶۵۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب بہتانوں میں سے بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھلائے جو آنکھوں نے نہیں دیکھی یعنی جھوٹا خواب بنا کر کہے۔

۶۵۲۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُرَى عَيْنِيهِ مَا لَمْ تَر.

فائدہ: اور معنی نسبت خواب کی طرف آنکھ کی باوجود اس کے کہ آنکھوں نے کچھ نہیں دیکھا یہ ہے کہ اس نے خبر دی دونوں آنکھوں سے ساتھ دیکھنے کے اور حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ (فتح)

جب خواب میں دیکھے وہ چیز جو اس کو بری معلوم ہو تو اس کی خبر نہ دے اور نہ اس کو ذکر کرے

بَابُ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرُ بِهَا وَلَا يَذْكُرُهَا

۶۵۲۲۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں خواب دیکھتا تھا سو مجھ کو بیمار کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے سنا ابوقرادہ رضی اللہ عنہ سے کہتا تھا اور میں خواب دیکھتا تھا سو مجھ کو بیمار کرتی یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو جب کوئی خواب دیکھے جو اس کو محبوب ہو سو نہ بیان کرے اس کو مگر جس

۶۵۲۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتَمْرَضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تَمْرَضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

سے محبت ہو اور جب بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس کی بدی سے اور شیطان کی بدی سے اور چاہیے کہ تھو کے تین بار اور نہ بیان کرے کسی سے سو بے شک وہ اس کو ضرر نہ کرے گی۔

الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللَّهِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثُ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَوَضَّعْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتَفَلَّ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثُ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ بیان کرے اس کو مگر اپنے دوست سے تو یہ اس واسطے کہ جب نیک خواب اپنے دشمن سے بیان کرے تو اس کی تعبیر کرے گا ساتھ اس کے جو نہیں چاہتا یا عداوت سے یا حسد سے سو کبھی واقع ہوتی ہے اوپر اس صفت کے یا جلدی کرتا ہے اپنے نفس کے واسطے اس سے غم سو اس سبب سے حکم فرمایا کہ دشمن سے خواب بیان نہ کرے۔ (فتح)

۶۵۲۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی خواب دیکھے جو اس کو اچھی معلوم ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو چاہیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور اس کو بیان کرے اور جب اس کے سوائے اور خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو وہ تو شیطان کی طرف سے ہے سو چاہیے کہ پناہ مانگے اس کی بدی سے اور نہ ذکر کرے اس کو کسی سے سو بے شک وہ اس کو ہرگز نقصان نہ کرے گی۔

۶۵۲۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَاللِّدْرَائِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّهَا مِنَ اللَّهِ فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ.

باب ہے جو نہیں دیکھتا تعبیر خواب کی اول تعبیر کرنے والے کے واسطے جب کہ ٹھیک بات نہ پائے

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ

فائدہ: یہ اشارہ ہے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی طرف کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے والے کے واسطے ہے یعنی جس طرح وہ تعبیر کہے اسی طرح واقع ہوتا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے کہ خواب پرندے کے پاؤں پر ہے جب تک کہ نہ تعبیر کی جائے سو جب تعبیر کی جائے تو واقع ہوتی ہے یعنی جس طرح اس نے تعبیر کی اور ایک روایت میں ہے کہ خواب واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور اس کی مثل ایک مرد کی مثل ہے جس نے اپنا پاؤں اٹھایا سو وہ انتظار کرتا ہے کہ کب رکھے سو اشارہ

کیا بخاری رضی اللہ عنہ نے اس طرف کہ یہ حکم مخصوص ہے ساتھ اس کے جب کہ تعبیر کرنے والا اپنی تعبیر میں ٹھیک بات پا جائے اور لیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے اس سے جو باب کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو نے بعض ٹھیک تعبیر کی اور بعض جگہ پر تو چوک گیا اس واسطے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ جس چیز میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چوک گئے تھے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس کے واسطے بیان کرتے تو اس کی وہی تعبیر صحیح ہوتی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر کرتے اور نہ اعتبار ہوتا پہلی تعبیر کا جس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چوک گئے تھے کہا ابو عبیدہ وغیرہ نے کہ یہ جو کہا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے والے کے واسطے ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اول تعبیر کرنے والا عالم ہو پس تعبیر کرے اور ٹھیک بات پا جائے ورنہ ٹھیک بات اس کی ہے جو اس کے بعد تعبیر کرے اس واسطے کہ نہیں ہے مدار مگر اوپر پانے ٹھیک بات کے خواب کی تعبیر میں تا کہ پہنچے ساتھ اس کے طرف اللہ تعالیٰ کی مراد کے اس چیز میں جس کی اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی سو جب ٹھیک بات پا جائے تو نہیں لائق ہے کہ دوسرے سے پوچھے اور اگر ٹھیک بات نہ پائے تو پھر دوسرے سے پوچھے اور لازم ہے اس پر کہ اس کی تعبیر کہے جو اس کے دل میں آئے اور بیان کرے جو دل کو معلوم نہ ہوا، میں کہتا ہوں اور یہ تاویل نہیں موافق ابورزین کی حدیث کو کہ جو خواب کی تعبیر کہی جائے تو واقع ہوتی ہے مگر یہ کہ دعویٰ کیا جائے کہ تعبیر مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ اس کا تعبیر کرنے والا عالم مسیب ہو پس وارد ہوگا اس پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بری خواب میں کہ نہ بیان کرے اس کو کسی سے اور حکمت اس نبی کی یہ ہے کہ اکثر اوقات وہ اس کی تعبیر بری کہتا ہے ظاہر میں باوجود اس احتمال کے کہ باطن میں بہتر ہو سو واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور ممکن ہے جو اب ساتھ اس کے کہ یہ متعلق ہے ساتھ دیکھنے والے کے سو جب اس کو کسی سے بیان کرے اور وہ اس کے واسطے اس کی تعبیر بری کہے تو اس کو جائز ہے کہ جلدی کرنے اور کسی اور سے اس کی تعبیر پوچھے جو ٹھیک بات پائے پس نہیں ضروری ہے واقع ہونا اول تعبیر کا بلکہ واقع ہوتی ہے تعبیر اس کی جو ٹھیک تعبیر کہے اور اگر خواب دیکھنے والا قصور کرے اور دوسرے سے نہ پوچھے تو واقع ہوتی ہے تعبیر پہلی کی اور تعبیر کرنے والے کے ادب سے ہے جو روایت کی عبدالرزاق نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب کوئی خواب دیکھے اور اس کو اپنے بھائی سے بیان کرے تو چاہیے کہ کہے بہتری ہمارے واسطے اور بدی ہمارے دشمنوں کے واسطے لیکن اس کی سند منقطع ہے اور ذکر کیا ہے تعبیر کے اماموں نے کہ ادب خواب دیکھنے والے کے سے ہے کہ ہو صادق لہجہ اور یہ کہ سوئے باوضوء اپنی دائیں کروٹ پر اور یہ کہ پڑھے سورۃ والشمس اور واللیل اور سورۃ والتین اور سورۃ اخلاص اور معوذتین اور کہے کہ الہی! میں پناہ مانگتا ہوں تیری بد خوابوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری شیطان کی کھیل سے خواب اور بیداری میں الہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں خواب نیک سچی نافع یاد رہنے والی نہ بھولنے والی اور مجھ کو دکھلا خواب میں جو میں چاہتا ہوں اور اس کے ادب سے ہے کہ نہ بیان کرے اس کو عورت پر اور نہ دشمن پر اور نہ جاہل

پر اور تعبیر کرنے والے کے ادب سے یہ ہے کہ نہ تعبیر کہے اس کی وقت چڑھنے سورج کے اور نہ وقت ڈوبنے اس کے اور نہ وقت زوال کے اور نہ رات کو۔ (فتح)

۶۵۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ بدلی سے گھی اور شہد چپکتا ہے سو میں نے دیکھا کہ لوگ اس سے اپنی انگلیوں میں بھرتے ہیں بعض آدمی زیادہ لیتا ہے اور بعض کم اور اچانک میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لگتی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پکڑ کے اوپر چڑھ گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد نے اس کو پکڑا سو وہ رسی ٹوٹ گئی پھر جوڑی گئی یعنی سو وہ بھی چڑھ گیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اگر اجازت ہو تو میں اس خواب کی تعبیر کہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہی اس کی تعبیر کہہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ بدلی تو اسلام کی بدلی ہے اور گھی اور شہد جو چپکتا ہے سو قرآن ہے اور اس کی شیرینی چپکتی ہے اور جو لوگ انگلیوں میں لیتے ہیں سو قرآن خواں ہیں کسی کو بہت قرآن یاد ہے اور کسی کو کم اور بہر حال وہ رسی جو آسمان سے زمین تک لگتی ہے سو وہ دین حق ہے جس پر آپ قائم ہیں سو آپ اس کو پکڑیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے سبب سے اپنی طرف چڑھالے گا پھر آپ کے بعد ایک اور مرد اس کو پکڑ کے اوپر چڑھ جائے گا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ جائے گا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑے گا تو وہ رسی اس کے ساتھ ٹوٹ جائے گی پھر اس کے واسطے جوڑی جائے گی تو وہ بھی اس کے ساتھ چڑھ جائے

۶۵۲۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظِلَّةً تَنْطَفُ السَّمْنُ وَالْعَسَلُ فَارَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْبِرُ وَالْمُسْتَقِيلُ وَإِذَا سَبَّ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ فَارَاكَ أَخَذَتْ بِهِ فَعَلَوَتْ ثُمَّ أَخَذَتْ بِهِ رَجُلٌ آخَرَ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَتْ بِهِ رَجُلٌ آخَرَ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَتْ بِهِ رَجُلٌ آخَرَ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وَصَلَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا بَابِي أَنْتَ وَاللَّهِ لَتَدْعَنِي فَأَعْبُرَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْهَا قَالَ أَمَا الظِّلَّةُ فَإِلَاسْلَامُ وَأَمَا الَّذِي يَنْطَفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ تَنْطَفُ فَالْمُسْتَكْبِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِيلُ وَأَمَا السَّبُّ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيَعْلِيكَ اللَّهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرَ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرَ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوَصِّلُ لَهُ فَيَعْلُو

گا سو یا حضرت! مجھ کو خبر دیجیے کہ میں نے ٹھیک تعبیر کی یا میں کہیں چوک گیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بعض جگہ ٹھیک تعبیر کہی اور بعض جگہ تو چوک گیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی یا حضرت! آپ مجھ کو بتلائیے کہ جو میں چوک گیا، حضرت ﷺ نے فرمایا نہ قسم دے یعنی اور حضرت ﷺ نے انکار کیا خبر دینے سے۔

بِهِ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَيِّ آتٍ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتُ بَعْضًا وَأَخْطَأْتُ بَعْضًا قَالَ فَوَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَتُحَدِّثَنِي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تَقْسِمُ.

فائدہ: کہا مہلب نے توجیہ تعبیر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ بدلی ایک نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہشتیوں پر اور اسی طرح بنی اسرائیل پر بھی اور اسی طرح اسلام بچاتا ہے ایذا سے اور چین پاتا ہے ساتھ اس کے ایمان دار دنیا اور آخرت میں اور بہر حال شہد سو اللہ تعالیٰ نے اس کو لوگوں کے واسطے شفا ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن شفا ہے سینے کی بیماریوں کے واسطے اور وہ میٹھا ہے کانوں پر شہد کی طرح مذاق ہیں اور جن لوگوں نے رسی کو حضرت ﷺ کے بعد پکڑا تھا وہ تینوں خلیفے ہیں اور جس کے ساتھ رسی ٹوٹ گئی پھر جوڑی گئی تھی وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض علماء نے کہا کہ ہر چند تعبیر ٹھیک تھی لیکن خطا یہ ہوئی کہ حضرت ﷺ سے تعبیر کی اجازت مانگی اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صبر کرتے اور حضرت ﷺ خود اس کی تعبیر کہتے تو خوب ہوتا اور موافق تر ساتھ حدیث کے یہ ہے کہ خطا خواب کی تعبیر میں ہوئی یعنی چوک گیا تو اپنی بعض تاویل میں نہ اس واسطے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اس کی تعبیر کی اجازت مانگی اور تائید کرتا ہے اس کی ترجمہ بخاری رحمہ اللہ کا جہاں کہا کہ جو نہیں دیکھتا تعبیر خواب کی واسطے اول تعبیر کرنے والے کے جب کہ ٹھیک بات نہ پائے اور بعض علماء یوں کہتے ہیں کہ بعض عبارت کی تعبیر میں خطا نہ ہوئی شہد کی تعبیر تو قرآن سے خوب ہوئی لیکن گھی کی حدیث کو کہنا تھا ذکر کیا گیا ہے یہ طحاوی سے اور حکایت کیا ہے اس کو خطیب نے اہل تعبیر سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے تعبیر کی اجازت اس واسطے مانگی تھی تا کہ حضرت ﷺ کے سامنے اس کی تعبیر کہیں اور حضرت ﷺ اس تعبیر کو سنیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سے اپنے علم کا اندازا پہچانیں واسطے تقریر حضرت ﷺ کے اور احتمال ہے کہ مراد گھی اور شہد سے علم اور عمل ہو اور احتمال ہے کہ فہم اور حفظ ہو کہا نووی رحمہ اللہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قسم کو سچا نہ کہا اس واسطے کہ قسم کا سچا کرنا تو وہاں ہوتا ہے جہاں کو مفسدہ نہ ہو اور نہ مشقت ظاہرہ اور اگر وہاں یہ ہو تو نہیں ہے سچا کرنا قسم کا اور شاید مفسدہ اس میں وہ چیز ہے جو معلوم کی حضرت ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی رسی ٹوٹنے سے اور وہ قتل ہونا اس کا ہے اور یہ لڑائیاں اور فتنے و فساد جو اس پر مرتب ہیں سو حضرت ﷺ نے اس کے ذکر کرنے کو برا جانا واسطے خوف مشہور ہو جانے اس کے اور احتمال ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ اگر حضرت ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کا سبب بیان کرتا تو اس سے لازم آتا کہ

اس کو لوگوں کے درمیان جھڑکی دیں اور احتمال ہے کہ ہو چوک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیچ ترک تعین ان مردوں کے جو حدیث میں مذکور ہیں سو اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قسم کو سچا کرتے تو اس سے لازم آتا کہ ان کو معین کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم نہ تھا اس واسطے کہ اگر ان کو معین کرتے ہر ایک کا نام لے کر تو ہوتی نص ان کی خلافت پر اور اللہ تعالیٰ کی مشیت میں سابق ہو چکا ہے کہ خلافت اسی وجہ پر ہوگی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعین نہ کی اس خوف سے کہ واقع ہونے سے بیچ اس کے اور بعض نے کہا کہ مراد خطا اور اصبت سے یہ ہے کہ تعبیر خواب کا مرجع گمان ہے اور گمان میں کبھی چوک ہوتی ہے اور کبھی ٹھیک بات پالیتا ہے، میں کہتا ہوں اور یہ سب جو گزر چکا ہے اس کو میں نے بطور حکایت کے نقل کیا ہے ورنہ میں راضی نہیں کہ خطا اور توہم وغیرہ کا لفظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں بولا جائے اور بعض نے کہا کہ چوک عثمان رضی اللہ عنہ کے خلع میں ہے اس واسطے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے رسی کو پکڑا اور وہ رسی ٹوٹ گئی اور یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ خود بخود اس سے نکلے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو خلافت سے خلع نہیں کیا تو صواب یہ ہے کہ مراد اس سے کوئی اور شخص ہو سوائے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور احتمال ہے کہ ترک کیا ہو سچا کر ناقص کا واسطے اس چیز کے کہ داخل ہوتی ہے نفسوں میں خاص کر اس شخص سے جس کے ہاتھ میں رسی ٹوٹ گئی اگرچہ جوڑی گئی اور بعض نے کہا کہ مراد چوکنا ہے اس امر میں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دی اور بعض نے کہا کہ صواب تعبیر میں یہ ہے کہ مراد بدلی سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کہا بعض عارفوں نے کہ دین کا مقصدا یہ ہے کہ اس بات سے باز رہے اس امر میں کلام نہ کرے اور نہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف خطا کو منسوب کرے بلکہ واجب ہے اور سکوت اختیار کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ علماء نے اس خطا کے بیان کرنے میں جرأت کی باوجود اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان نہیں کیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے سے اس وقت مفسدہ پیدا ہوتا تھا اور اب اس مفسدے کا خوف نہیں رہا باوجود اس کے کہ جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے وہ سب کا سب بطریق احتمال کے ہے اور کسی بات کا ان میں سے پکا یقین نہیں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں یہ کہ بے شک خواب تعین ہے اول تعبیر کرنے والے کے واسطے اور یہ کہ نہیں مستحب ہے سچا کر ناقص کا جب کہ اس میں مفسدہ ہو اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر تعلیم کرنے علم خوابوں کے اور تعبیر خوابوں کے اور فضیلت ان کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر اطلاع سے اوپر بعض غیب چیزوں کے اور کائنات کی چھپی چیزوں کے اور یہ کہ نہ تعبیر کرے خواب کی مگر عالم ناصح امین حبیب اور یہ کہ تعبیر کرنے والا کبھی چوک جاتا ہے اور کبھی ٹھیک بات پا جاتا ہے اور یہ کہ جائز ہے عالم تعبیر کے واسطے یہ کہ جب رہے تعبیر خوابوں کی سے یا بعض خوابوں کی سے جب کہ چھپانا رازچ ہو ذکر کرنے پر اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس میں عموم ہو اور اگر ایک کے ساتھ مثلاً خاص ہو تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ خبر دے ساتھ اس کے تا کہ صبر کے واسطے تیاری کرے اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے ظاہر کرنا علم کا جب کہ اس کی نیت خالص ہو اور خود پسندی

سے امن ہو اور کلام کرنا عالم کا ساتھ علم کے سامنے اس کے جو اس سے زیادہ تر عالم ہو جب کہ اس کو صریح اجازت دے اور اسی طرح جائز ہے فتویٰ دینا اور حکم کرنا۔ (فتح)

بَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر کہنا

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف ضعف اس چیز کی کہ جو روایت کی عبدالرزاق نے بعض علماء سے کہ نہ بیان کر اپنی خواب کو عورت پر اور نہ خبر دے ساتھ اس کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو قائل ہے اہل تعبیر سے کہ مستحب ہے کہ ہو تعبیر خواب کی سورج نکلنے کے رابعہ تک اور عصر سے سورج ڈوبنے تک اس واسطے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر مستحب ہونے تعبیر اس کی کے سورج نکلنے سے پہلے کہا مہلب نے کہ صبح کی نماز کے وقت خواب کی تعبیر کہنا اولیٰ ہے اور وقتوں سے اس واسطے کہ اس کو اس وقت خواب بخوبی یاد ہوتی ہے کہ اس کے دیکھنے کا وقت قریب ہوتا ہے صبح کی نماز سے برخلاف اور وقت کے کہ دم بدم اس سے دور ہوتا ہے اور تعبیر کرنے والے کا ذہن حاضر ہوتا ہے اور اس وقت اس کو اپنے معاش کے فکر کا شغل کم ہوتا ہے اور تا کہ پہچان لے خواب دیکھنے والا جو عارض ہوگا اس کو خواب کے سبب سے سو بشارت لے ساتھ خیر کے اور بچے اور ڈرے بدی سے اور اس کے واسطے سامان کرے سو اکثر اوقات خواب ڈرانا ہوتا ہے گناہوں سے تو گناہوں سے باز رہتا ہے اور بہت اوقات کسی کام سے ڈرانا ہوتا ہے سو وہ اس کا منتظر رہتا ہے۔ (فتح)

۶۵۲۵۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے بہت فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے سو بیان کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بیان کرے اور بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح کو ہم سے کہا کہ بے شک شان یہ ہے کہ رات کو دو آنے والے میرے پاس آئے اور دونوں نے مجھ کو جگایا اور مجھ سے کہا کہ چل اور بے شک میں ان کے ساتھ چلا اور ہم ایک مرد کے پاس آئے کو کروٹ پر لیٹا تھا اور اچانک ایک مرد اس کے سر پر پتھر لیے کھڑا ہے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے سر پر پتھر مارنے کے واسطے جھکتا ہے اور اس کے سر کو کچلتا ہے تو پتھر لڑھک جاتا ہے اس طرف تو وہ پتھر کے پیچھے جاتا ہے کہ لے آئے سو وہ اس کی طرف نہیں پھرتا

۶۵۲۵۔ حَدَّثَنِي مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ أَبُو هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جَنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْبِرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا قَالَ فَيَقْضُ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقْضَ وَإِنَّهُ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانٍ وَإِنَهُمَا ابْتَعَانِي وَإِنَهُمَا قَالَا لِي انْطَلِقْ وَإِنِي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَإِنَا آتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ وَإِذَا آخِرُ قَائِمٍ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ

یہاں تک کہ اس کا سر درست ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے تھا سو وہ مرد اس کی طرف پلٹ آتا ہے تو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسے پہلی بار اس کے ساتھ کیا تھا تو میں نے دونوں سے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم چت لیئے مرد کے پاس آئے اور اچانک ایک اور مرد اس کے ہاتھ میں لوہے کی سنی ہے اور اچانک وہ اس کے منہ کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گل پڑے کو پھاڑ ڈالتا ہے اس کی گدی تک اور اس کی ناک کی سوراخ کو اس کی پیٹھ تک اور اس کی آنکھ اس کی پیٹھ تک کہا اور اکثر اوقات ابور جا راوی نے کہا فیثق بدل فیشر شرکی پھر اس کی دوسری جانب کی طرف پھرتا ہے سو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسا پہلی جانب کے ساتھ کیا تھا سو نہیں فارغ ہوتا اس جانب سے یہاں تک کہ دوسری جانب درست ہو جاتی ہے جیسے تھی پھر اس کی طرف پلٹ آتا ہے تو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسا پہلی بار کیا حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل سو ہم چلے تو ایک گڑھے پر جو مثل تنور کی تھا پہنچے کہا راوی نے سو میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ فرماتے تھے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں شور و غل ہے سو ہم اس میں جھانکنے لگے سو اچانک اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں سو اچانک ان کو نیچے سے لپٹ آتی ہے سو جب ان کو یہ لپٹ آتی ہے تو چلاتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے ان سے کہا کہ یہ کون ہیں تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل سو ہم چلے یہاں تک کہ ایک نہر پر پہنچے میں گمان کرتا ہوں کہ فرماتے تھے کہ وہ سرخ رنگ تھی خون کی

فَيَنْفَعُ رَأْسَهُ فَيَهْدَهُدُ الْحَجَرُ مَا هُنَا فَيَتَّبِعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَا قَالَ قَالَا لِي أَنْطَلِقُ قَالَ فَاَنْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقْفَاهُ وَإِذَا آخَرَ قَائِمٍ عَلَيْهِ بِكَلُوبٍ مِنْ حَدِيدٍ وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَى وَجْهِهِ فَيُشْرِشِرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ وَمَنْحِرَةَ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاهُ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ أَبُو رَجَاءٍ فَيَشُقُّ قَالَ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الْجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذَلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَا قَالَ قَالَا لِي أَنْطَلِقُ فَاَنْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُورِ قَالَ فَأَحْسِبُ أَنَّكَ كَانَ يَقُولُ فَإِذَا فِيهِ لَعَطٌ وَأَصْوَاتٌ قَالَ فَاَطَّلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلٍ مِنْهُمْ فَإِذَا أَنَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ صَوْرًا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِي أَنْطَلِقُ قَالَ فَاَنْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ حَسِبْتُ أَنَّكَ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرٌ مِثْلِ الدَّمِ وَإِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ

طرح اور اچانک نہر میں ایک مرد ہے تیر نے والا جو تیرتا ہے اور اچانک نہر کے کنارے پر ایک مرد ہے اس نے اپنے پاس بہت پتھروں کو جمع کیا ہے سو جب یہ تیر نے والا تیرتا ہے جو تیرتا ہے پھر آتا ہے اس مرد کی طرف جس نے پتھروں کو جمع کیا یعنی چاہتا ہے کہ نکلے تو اس کے واسطے اپنا منہ کھولتا ہے تو وہ کنارے والے اس کے منہ میں پتھر مارتا ہے سو وہ چلتا ہے اور اس نہر میں تیرتا ہے پھر اس کی طرف پلٹ آتا ہے جب اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کے واسطے منہ کھولتا ہے تو وہ اس کے منہ میں پتھر ڈالتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دونوں سے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ چل چل فرمایا سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک مرد بد شکل پر پہنچے جیسے تو بہت بد شکل مرد اور عورت دیکھے ہوں اور اچانک اس کے پاس آگ ہے اس کو بھڑکا رہا ہے اور اس کے گرد دوڑتا ہے میں نے دونوں سے کہا یہ کون ہے؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ چل چل سو ہم چلے سو ہم ایک باغ تک پہنچے کہ اس میں ہر قسم شگوفہ بہار کا تھا اور اچانک باغ کے درمیان ایک دراز قدمرد ہے نہیں قریب کہ میں اس کے سر کو دیکھوں بسبب درازی کے آسمان میں اور اچانک اس مرد کے گرد لڑکے ہیں میں نے کبھی اس سے زیادہ تر لڑکے نہیں دیکھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان دونوں سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ یہ کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سو ہم چلے ہم ایک بڑے باغ تک پہنچے کہ میں نے کبھی کوئی باغ اس سے بہتر اور افضل نہیں دیکھا دونوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں چڑھ سو ہم اس میں چڑھے سو ہم ایک شہر تک پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا سو

وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبِحُ مَا يَسْبِحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الْإِنْسِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَقْفُرُ لَهُ فَاهُ فَيَلْقِمُهُ حَجْرًا فَيَنْطَلِقُ يَسْبِحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَعَرَّ لَهُ فَاهُ فَالْقَمَهُ حَجْرًا قَالَ قُلْتُ لَهْمَا مَا هَذَا قَالَ قَالَ لِي أَنْطَلِقُ قَالَ فَانْطَلِقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهٍ الْمَرَاةَ كَأَكْرَهٍ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ رَجُلًا مَرَاةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحْبُشُهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا قَالَ قُلْتُ لَهْمَا مَا هَذَا قَالَ قَالَ لِي أَنْطَلِقُ فَانْطَلِقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرِي الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طَوْلًا فِي السَّمَاءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وَلَدَانٍ رَأَيْتَهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ لَهْمَا مَا هَذَا مَا هُوَ لَاءِ قَالَ قَالَ لِي أَنْطَلِقُ فَانْطَلِقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ أَرِ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَ قَالَ لِي أَرِقُ فِيهَا قَالَ فَارْتَقِينَا فِيهَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بَلْبِنٍ ذَهَبٍ وَلَبِنٍ فِضَّةٍ فَاتَيْنَا بَابَ الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفَتَحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَانَا فِيهَا رِجَالٌ شَطْرُ مَنْ خَلَقَهُمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ وَشَطْرُ كَأَفْبَحِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ قَالَ قَالَ لَهُمْ اذْهَبُوا

ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے چاہا کہ دروازہ کھلے سو ہمارے واسطے دروازہ کھولا گیا سو ہم اس کے اندر داخل ہوئے سو ہم کو اس میں کچھ مرد ملے ان کی آدھی شکل جیسی کہ تو نے بہت اچھی شکل دیکھی اور آدھی شکل جیسی کہ تو نے بہت بری شکل دیکھی ہو تو فرمایا دونوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ اور اچانک ایک نہر ہے کہ جاری ہوتی ہے چوڑائی میں جیسے اس کا پانی خالص دودھ ہے سفیدی میں سو وہ گئے اور اس میں کود پڑے پھر ہماری طرف پھرے اس حال میں کہ ان سے یہ بدی یعنی بد صورتی جاتی رہی تو ہو گئے نہایت اچھی صورت میں یعنی جو آدھا حصہ ان کا بد صورت تھا وہ بھی خوبصورت ہو گیا تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ بہشت ہے ہمیشہ رہنے کا یعنی یہ شہر اور یہ تیری جگہ ہے تو میری آنکھ نے اوپر کی طرف بہت اونچی نظر کی سو اچانک ایک محل ہے سفید بدلی کی طرح تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ ہے تیری جگہ تو میں نے دونوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم میں برکت کرے مجھ کو چھوڑو کہ میں اس میں داخل ہوں تو دونوں نے کہا کہ اس وقت تو تو داخل نہیں ہوگا اور تو اس میں داخل ہونے والا ہے یعنی بعد موت کے حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے دونوں سے کہا کہ بے شک میں نے ابتدا آج کی رات سے عجب دیکھا سو کیا ہے یہ جو میں نے دیکھا؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا خبردار ہو بے شک ہم تجھ کو خبر دیں گے بہر حال پہلا مرد جس پر تو آیا تھا جس کا سر پتھر سے کچلا جاتا تھا سو وہ مرد تھا جو قرآن کو سیکھ کر چھوڑ دیتا ہے اور فرض نماز سے سو جاتا ہے نہیں پڑھتا اور جس مرد پر تو آیا تھا جس کے گل پھڑی چیری جاتی تھی پیٹھ تک اور اس کی ناک اور آنکھ پیٹھ تک سو وہ مرد ہے جو

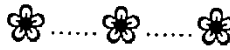
فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ قَالَ وَإِذَا نَهْرٌ مُّعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوا فَوْقَهُ فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ قَالَا لِي هَذِهِ جَنَّةٌ عَدْنٌ وَهَذَاكَ مَنَزِلُكَ قَالَ فَسَمَا بَصْرِي صُعْدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَ قَالَا هَذَاكَ مَنَزِلُكَ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا ذَرَانِي فَأَدْخِلَهُ قَالَا أَمَا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلُهُ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مِنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ قَالَ قَالَا لِي أَمَا إِنَّا سَنُحْبِرُكَ أَمَا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي آتَيْتَ عَلَيْهِ يُبْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرُفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ وَأَمَا الرَّجُلُ الَّذِي آتَيْتَ عَلَيْهِ يُشْرَسِرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ وَمَنْخَرُهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَعْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكُذْبَةَ تَبْلُغُ الْأَفَاقَ وَأَمَا الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُورِ فَإِنَّهُمْ الزُّنَاةُ وَالزُّوَانِي وَأَمَا الرَّجُلُ الَّذِي آتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبُحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقِمُ الْحَجَرَ فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا وَأَمَا الرَّجُلُ الْكَرِيهُ الْمَرْأَةِ الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحْشُهَا وَيَسْغِي حَوْلَهَا فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنٌ جَهَنَّمَ وَأَمَا الرَّجُلُ

صبح کو گھر سے نکلتا تھا اور جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں سے کہتا تھا یہاں تک کہ سارے جہان میں اس کا جھوٹ مشہور ہو جاتا تھا اور بہر حال ننگے مرد اور عورتیں جو تنور جیسے گڑھے میں تھے تو وہ حرام کار عورتیں اور مرد ہیں اور جس مرد پر تو آیا کہ نہر میں تیرتا تھا اور پتھر کھاتا تھا سو وہ سودخور ہے اور جو مرد بد شکل کہ آگ کے پاس تھا اس کو بھڑکاتا تھا اور اس کے گرد دوڑتا تھا سو مالک ہے دوزخ کا داروغہ اور جو دراز قد مرد کہ باغ میں تھا سو وہ ابراہیم علیہ السلام ہے اور جو لڑکے کہ اس کے گرد تھے سو ہر لڑکا ہے جو فطرت اسلام پر مرا کباراوی نے سو بعض مسلمانوں نے کہا یا حضرت! اور مشرکوں کی اولاد؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مشرکوں کی اولاد کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ مسلمانوں کی اولاد کے ساتھ ملحق ہیں (یعنی اور یہ جو فرمایا ہمہ من آبانہم تو یہ اس کو معارض نہیں اس واسطے کہ یہ دنیا کا حکم ہے) اور جو لوگ آدھے خوبصورت اور آدھے بد شکل تھے سو وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک اور بد عملوں کو ملایا اللہ تعالیٰ نے ان سے معاف کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اور پہلا گھر جس میں تو داخل ہوا تھا سو وہ عام مسلمانوں کا گھر ہے اور یہ شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے مرد اور عورتیں دیکھیں نہایت بد صورت ان کے بدنوں سے پاخانوں کی طرح بو آتی ہے میں نے کہا یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ لوگ حرام کار ہیں پھر ہم نے آگے مردے دیکھے سو جے ہوئے نہایت بد بودار کہا کہ یہ کافروں کے مردے ہیں پھر ہم نے آگے اور مرد دیکھے جو درختوں کے سائے میں سوتے ہیں میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ دونوں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے مردے ہیں پھر ہم نے اس سے آگے اور مرد دیکھے نہایت خوبصورت اور خوشبودار اور کہا کہ یہ لوگ صدیق اور شہید اور صالحین ہیں اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں ایک یہ کہ معراج کئی بار واقع ہوئی جاگتے بھی اور سوتے بھی کئی طرح پر اور یہ کہ بعض گنہگاروں کو عذاب ہوتا ہے برزخ میں اور اس میں تھذیر ہے سو جانے سے فرض نماز سے اور قرآن چھوڑنے سے اس کے واسطے جس کو یاد ہو اور اس میں ڈرانا ہے زنا سے اور سود کھانے سے اور عمدہ جھوٹ بولنے سے اور یہ کہ جس کے واسطے بہشت میں محل ہیں وہ اس میں نہیں رہے گا اس حال میں کہ دنیا میں ہو یعنی زندہ بلکہ مرنے کے بعد اس میں

الطَّوِيلُ الَّذِي فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا الْوَلْدَانُ الَّذِينَ حَوَّلَهُ فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرًا مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرًا مِنْهُمْ قَبِيحًا فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

داخل ہوگا یہاں تک کہ پیغمبر اور شہید بھی اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر طلب علم کے اور اس میں فضیلت شہیدوں کی ہے اور یہ کہ ان کی جگہ بہشت میں سب جگہوں سے اونچی ہے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ ابراہیم علیہ السلام سے بھی بلند تر درجہ ہو کیونکہ احتمال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا وہاں رہنا بسبب پرورش لڑکوں کے ہو اور ان کی جگہ اعلیٰ علیین میں ہو شہیدوں کی جگہوں سے اونچی جیسا کہ معراج میں گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان میں دیکھا اور حالانکہ ان کی جگہ اعلیٰ علیین میں ہے سو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک ان میں سے اپنی اپنی جگہ میں قرار گیرے ہو گا اور یہ کہ جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں اللہ تعالیٰ اس سے معاف کرے گا الہی! ہم سے معاف کر اپنی رحمت کے ساتھ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے اور اس حدیث میں اہتمام کرنا ہے ساتھ امر خواب کے ساتھ سوال کرنے کے اس سے اور فضیلت اس کی تعبیر کی اور مستحب ہونا بعد نماز صبح کے اس واسطے کہ اس وقت دل جمع ہوتا ہے اور اس میں متوجہ ہونا امام کا ہے طرف نمازیوں کی بعد نماز کے جب کہ اس کے بعد سنت مؤکدہ نہ ہو اور اردہ کرے کہ ان کو وعظ کرے یا فتویٰ دے یا ان میں حکم کرے اور یہ کہ استقبال قبلے کا ترک کرنا واسطے متوجہ ہونے کے نمازیوں پر مکروہ نہیں بلکہ مشروع اور درست ہے مانند خطبہ پڑھنے والے کے کہا کرمانی نے کہ مناسب عقوبت مذکورہ کی اس میں واسطے گناہوں کے ظاہر ہے سوائے زنا کے کہ اس میں خفا ہے اور اس کا بیان یہ ہے کہ رنگا ہونا رسوائی ہے مانند زنا کی اور زانی کی شان سے ہے طلب کرنا خلوت کا مناسب ہو اس کو تور اور نیز اس نے کہا کہ حکمت بیچ اقتصار کرنے کے فقط انہیں گنہگاروں پر سوائے غیر ان کے یہ ہے کہ عقوبت متعلق ہے ساتھ قول اور فعل کے سوا دل بنا بر اس چیز کے ہے کہ نہیں لائق ہے کہ کہی جائے اور دوسرا یا بدنی ہے یا مالی ہے سوان میں سے ہر ایک کے واسطے ایک مثال بیان کی تا کہ اس کے ساتھ تہنیہ کی جائے ان لوگوں پر جو ان کے سوائے ہیں جیسے کہ تہنیہ کی ساتھ اس شخص کے کہ ذکر کیا گیا ہے اہل ثواب سے اور یہ کہ وہ چار مراتب پر ہیں اول درجے پیغمبروں کے دوم درجے امت کے سب سے اعلیٰ شہید لوگ ہیں تیسرے وہ جو بالغ ہوں چوتھے وہ جو بالغ نہ ہوں۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

- 3..... لڑائی کرنے والے کافروں اور مرتدوں کا بیان *
 لڑائی کرنے والے مرتدوں کے ہاتھ کاٹ کر حضرت ﷺ نے ان کو داغ نہیں دیا یہاں تک کہ *
 4..... ہلاک ہو گئے۔ *
 5..... لڑنے والے مرتدوں کو پانی نہ پلایا گیا یہاں تک کہ مر گئے۔ *
 6..... آنحضرت ﷺ نے مرتدوں کی آنکھوں میں سلوائی پھر وادی *
 7..... بے حیائی چھوڑنے والے کی فضیلت *
 8..... زانیوں کے گناہ کا بیان *
 11..... شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا بیان *
 14..... دیوانہ مرد اور عورت رجم نہ کیے جائیں *
 20..... زنا کرنے والے کو پتھروں کی مار ہے *
 21..... موضع بلاط میں رجم کرنے کا بیان *
 22..... عید گاہ میں رجم کرنے کا بیان *
 جو شخص حد سے نیچے درجے کا گناہ کرے اور امام کو خبر پہنچے تو توبہ کے بعد اس پر کوئی سزا نہیں جب *
 23..... مسئلہ پوچھنے آئے *
 25..... جب حد کا اقرار کرے اور بیان نہ کرے تو کیا امام اس کی پردہ پوشی کر سکتا ہے؟ *
 گناہ کا اقرار کرنے والے کو امام یہ کہہ سکتا ہے کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہو گا یا اس کے بدن کو دبایا *
 27..... ہوگا *
 27..... گناہ کا اقرار کرنے والے سے امام کا پوچھنا کہ کیا تیری شادی ہو گئی ہے؟ *
 29..... زنا کا اقرار کرنا *
 34..... نکاح کے بعد جو عورت زنا سے حاملہ ہو اس کو سنگسار کرنا *
 *

- 46..... کنوارا کنواری اگر زنا کریں تو اُن کو کوڑے لگا کر شہر بدر کیا جائے
- 48..... گنہگاروں اور ہجڑوں کو شہر بدر کرنا
- 49..... امام سے غائبانہ کسی اور شخص کو حد قائم کرنے کا حکم دینا
- 50..... آیت ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ کا بیان
- 51..... لونڈی جب زنا کرے اس کی حد کا بیان
- 53..... لونڈی جب زنا کرے تو اس کو ملامت نہ کی جائے اور جلاوطن نہ کیا جائے
- 54..... ذمیوں کے احکام اور جب زنا کر کے امام کے پاس لائے جائیں تو ان کے مہن ہونے کا بیان
- 54..... جب اپنی عورت یا غیر کی عورت کو حاکم کے پاس یا اور لوگوں کے پاس زنا کی تہمت دے تو کیا حاکم کسی کو اس عورت کے پاس اس امر کی تصدیق کے لیے بھیجے یا نہ..... بغیر حاکم کے اپنے گھر والوں کی یا غیر کی تادیب کرے تو کیا حکم ہے؟
- 59..... جو اپنی عورت کے ساتھ کسی بیگانے مرد کو دیکھے اور اسے قتل کر ڈالے تو کیا حکم ہے؟
- 61..... تعریف کا بیان
- 62..... تعزیر اور تادیب کی مقدار
- 63..... جس کی بے حیائی اور آلودگی اور مہم ہونا ظاہر ہو مگر گواہ نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟
- 67..... پاک دامن عورت کو تہمت لہینے کا بیان
- 69..... غلام کو گالی دینے کا حکم
- 71..... امام کسی کو حکم دے کہ اس سے غائبانہ حد قائم کرے
- 72.....

کتاب الدیات

- 77..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾ کا بیان
- 83..... آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ﴾ کا بیان
- 83..... قاتل سے پوچھنا یہاں تک کہ اقرار کرے اور حدوں میں اقرار کرنے کا بیان
- 85..... جب پتھر اور لاٹھی سے قتل کرے تو کیا حکم ہے؟
- 86..... آیت ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ کا بیان
- 90..... پتھر سے قصاص لینا
- 90..... جس کا کوئی مارا جائے تو وہ دو امر سے بہتر کو اختیار کرے

- 95 ناسخ کسی کا خون کرنا منع ہے۔ ❀
- 95 موت کے بعد خطا کا معاف کرنا۔ ❀
- 97 آیت ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً﴾ کا بیان۔ ❀
- 97 جب ایک مرتبہ قتل کا اقرار کرے تو قتل کیا جائے۔ ❀
- 98 عورت کے بدلے مرد کا قتل کرنا۔ ❀
- 98 عورت اور مرد کے درمیان زخموں میں قصاص لینا۔ ❀
- 100 جو اپنا حق یا بدلہ لے سوائے بادشاہ کے۔ ❀
- 101 جب مر جائے ہجوم میں یا قتل کیا جائے۔ ❀
- 103 جب کوئی کسی مرد کو دانتوں سے کاٹے اور اس کے دانت گر پڑیں۔ ❀
- 105 دانت بدلے دانت کے۔ ❀
- 106 انگلیوں کی دیت کا بیان۔ ❀
- 107 جب قتل کرے یا زخمی کرے ایک جماعت ایک شخص کو تو کیا واجب ہے؟ ❀
- 110 قسامت کا بیان۔ ❀
- 121 جو کسی قوم کے گھر میں جھانکے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں تو اس میں دیت نہیں۔ ❀
- 123 عاقلہ کا بیان۔ ❀
- 124 عورت کے پیٹ کا بچہ۔ ❀
- 128 عورت کے پیٹ کا بچہ اور یہ کہ اس کی دیت والد پر ہے اور والد کی عصبہ پر نہ ولد پر۔ ❀
- 129 جو عاریت لے غلام یا لڑکا۔ ❀
- 130 کان کا بدلہ نہیں اور کنوئیں کا بدلہ نہیں۔ ❀
- 131 جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں۔ ❀
- 133 زمی کو بے گناہ مارنا۔ ❀
- 134 نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے۔ ❀
- 136 جب مسلمان غصہ کے وقت یہودی کو طمانچہ مارے۔ ❀
- 138 مشرک کے گناہ کا بیان اور اس کی سزا۔ ❀

کتاب استتابة المعاندين والمرتدين

- 141 مرد مرد اور عورت کا حکم
- 148 جو فرض کے قبول کرنے سے انکار کرے اس کا قتل کرنا
- 153 تعریض کرنا ذمی وغیرہ کا حضرت ﷺ کی بدگونی سے
- 155 باب بغیر ترجمہ کے
- 156 خارجیوں اور ملحدوں سے لڑائی کرنا بعد قائم کرنے حجت کے
- 161 جو نہ لڑے خارجیوں سے واسطے الفت کے
- 167 حضرت ﷺ کا فرمان کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ دو گروہ لڑائی کریں گے جن کا دعویٰ ایک ہوگا
- 168 تاویل کرنے والوں کا بیان
- کتاب الاکراه**
- 175 آیت «الَّذِينَ آمَنُوا وَآتَيْنَاهُمُ الْمَالَ عَلَىٰ حَقِّهِمْ يُرِيدُونَ الْإِيمَانَ» کا بیان
- 179 کفر پر مار مار اور خواری اور قتل کو اختیار کرنا
- 181 بیع مکروہ وغیرہ کے حق وغیرہ میں
- 183 مکروہ کا نکاح جائز نہیں
- 184 جب کسی کی زبردستی سے غلام کو بیچ ڈالے یا بخش دے تو جائز نہیں ہے
- 185 باب ہے اکراه سے
- 186 جب عورت زنا پر مجبور کی جائے تو اس پر حد نہیں
- 188 قسم کھانا مرد کا اپنے ساتھی کے واسطے کہ وہ اس کا بھائی ہے
- کتاب الحیل**
- 193 باب ہے بیع ترک کرنے حیلوں کے
- 195 باب ہے بیع داخل ہونے حیلہ کے نماز میں
- 196 زکوٰۃ میں حیلہ کا داخل ہونا
- 200 نکاح میں حیلہ کرنا
- 202 بیع میں حیلہ کا مکروہ ہونا
- 203 بخشش کا مکروہ ہونا

- 204 بیج میں دھوکا کرنا منع ہے ❀
- 204 یتیم لڑکی کے واسطے ولی کا حیلہ کرنا منع ہے ❀
- 205 لونڈی غصب کر کے دعویٰ کرنا کہ وہ مرگئی ہے پھر اس کی قیمت کا حکم کیا گیا، الخ ❀
- باب بغیر ترجمہ کے ❀
- 208 نکاح میں حیلہ کا ناجائز ہونا ❀
- 211 عورت کا حیلہ کرنا خاوند سے اور سوکنوں سے مکروہ ہے ❀
- 213 طاعون سے بھاگنے میں حیلہ کرنا مکروہ ہے ❀
- 214 ہبہ اور شفعہ میں حیلہ کرنا مکروہ ہے ❀
- 217 حیلہ کرنا عامل کا تا کہ اس کو ہدیہ دیا جائے ❀

کتاب التعبیر

- 222 اول اول رسول اللہ ﷺ کو وحی کا شروع ہونا خوابوں سے ہوا ❀
- 227 نیکوں کا خواب ❀
- 230 خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں ❀
- 233 سچا خواب پیغمبری کے چھالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے ❀
- 235 مبشرات کا بیان ❀
- 236 یوسف علیہ السلام کے خواب کا بیان ❀
- 237 ابراہیم علیہ السلام کے خواب کا بیان ❀
- موافق ہونا خوابوں کا ❀
- قیدیوں اور مفسدوں اور مشرکوں کی خوابوں کا بیان ❀
- 243 آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھنا ❀
- 249 رات کی خواب کا بیان ❀
- 251 دن کی خواب کا بیان ❀
- 253 پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے ❀
- 254 خواب میں دودھ دیکھنا ❀
- 255 خواب میں دودھ کا پینے والے کی انگلیوں اور ناخنوں تک جاری ہو جانا ❀

- 256 خواب میں کرتے کو دیکھنا ❀
- 256 خواب میں کرتے کو کھینچنا ❀
- 258 خواب میں سبز رنگ اور سبز باغ کا دیکھنا ❀
- 259 خواب میں عورت (کی تصویر) کا کھولنا ❀
- 259 خواب میں ریشم کا دیکھنا ❀
- 260 خواب میں چابیاں ہاتھ میں دیکھنا ❀
- 260 خواب میں دستاویز اور حلقے کو پکڑنا ❀
- 261 خیمے کے چوب تکے کے نیچے دیکھنا ❀
- 261 خواب میں استمبرق کو دیکھنا اور بہشت میں داخل ہونا ❀
- 262 خواب میں قید (بیٹری) کو دیکھنا ❀
- 265 خواب میں جاری نہر کو دیکھنا ❀
- 266 خواب میں کنویں سے پانی کھینچنا یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو جائیں ❀
- 267 ایک دو ڈول کنویں سے کھینچنا سستی سے ❀
- 268 خواب میں آرام کرنا ❀
- 269 خواب میں محل کو دیکھنا ❀
- 270 خواب میں وضوء کرنا ❀
- 271 خواب میں خانہ کعبہ کا طواف کرنا ❀
- 271 خواب میں اپنا جھوٹا غیر کو دینا ❀
- 272 خواب میں امن کا حاصل ہونا اور خوف کا دور ہونا ❀
- 274 خواب میں دائیں طرف چلنا ❀
- 275 خواب میں پیالہ دیکھنا ❀
- 275 جب خواب میں کوئی چیز اڑے ❀
- 276 جب خواب میں دیکھے کہ گائے ذبح کی جاتی ہے ❀
- 278 خواب میں پھونک مارنا ❀
- 279 جب خواب میں دیکھے کہ کوئی چیز ایک گوشہ سے نکال کر دوسری جگہ رکھ دی ہے ❀

- 280 خواب میں کالی عورت کا دیکھنا ❀
- 280 خواب میں پریشان بالوں والی عورت کو دیکھنا ❀
- 280 خواب میں تلوار کو ہلانا ❀
- 281 جھوٹی خواب بنانے کا گناہ ❀
- 283 جب خواب میں ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند نہیں تو کسی سے نہ کہے ❀
- 284 پہلا معبر جب ٹھیک تعبیر نہ کرے تو دوسرے سے تعبیر پوچھے ❀
- 289 صبح کی نماز کے بعد تعبیر کہنا ❀



www.KitaboSunnat.com

فَيْضُ الْبَابِ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ أَبُو الْحَسَنِ سَيِّالْكَوْتِي

اَرْدُو تَرْجَمَهُ

فَتْحُ الْبَابِ

ابن حَجْر العسقلاني

شرح صحيح بخاری

جلد ۲۹

تقدیم

حافظ محمد اسماعیل سند آبادی

تصدیر

حافظ محمد اسماعیل الخطیب

بِحسَنِ اِهْتِمَامِ

عبد اللطيف رباني

حافظ پلازہ مچھل منڈی

نیو آرڈو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

مکتبہ صحت الحدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الفتن

کتاب ہے فتنوں فسادوں کے بیان میں

فائدہ: فتن جمع ہے فتنے کی اور اصل فتنہ داخل کرنا سونے کا ہے آگ میں تاکہ ظاہر ہو کھوٹا ہے یا کھرا اور استعمال کیا جاتا ہے بچ داخل کرنے آدمی کے آگ میں اور اطلاق کیا جاتا ہے عذاب پر اور اس چیز پر کہ حاصل ہے عذاب سے اور آزمانے اور جانچنے پر اور اس چیز پر کہ دفع کیا جاتا ہے طرف اس کی آدمی شدت سے اور اکثر استعمال اس کی شدت میں ہے اور بعض نے کہا کہ اصل فتنہ کا آزمانا اور جانچنا ہے پھر استعمال کیا گیا ہر اس چیز میں کہ نکالے اس کو محنت اور اختیار طرف مکروہ کی پھر بولا گیا ہر چیز مکروہ پر یا جس کا انجام اس کی طرف ہو مانند کفر اور اثم اور تحریق اور فضیلت اور گناہ وغیرہ کی۔ (فتح)

جو وارد ہوا ہے بچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے بچو فتنے سے کہ نہ پہنچے تم میں ظالموں کو خاص

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى
﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾

فائدہ: میں کہتا ہوں وارد ہوئی ہے اس میں وہ چیز جو روایت کی ہے احمد اور بزار نے مطرف بن عبد اللہ کے طریق سے کہ ہم نے زبیر بن العوام سے کہا یعنی جنگ جمل میں اے ابو عبد اللہ! تم کیوں آئے البتہ تم نے ضائع کیا خلیفے کو جو قتل ہوا یعنی عثمان بن عفانؓ کو مدینے میں پھر تم اس کے قصاص لینے کے واسطے بصرے میں آئے؟ تو زبیر بن العوام نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں پڑھا کہ بچو فتنے سے کہ تم میں سے خاص ظالموں کو نہ پہنچے یعنی بلکہ کہیں ایسا نہ ہو سب کو عام ہو اور طبری نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں اتری ان کو جنگ جمل کے دن فتنہ پہنچا اور نیز طبری نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے مسلمانوں کو حکم کیا کہ برے کام کو اپنے درمیان برقرار رکھیں پس عام ہوگا ان کو عذاب اور اس حدیث کے واسطے شاہد ہے عدی کی حدیث سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نہیں عذاب کرتا عام لوگوں کو ساتھ عمل خاص کے یہاں تک کہ دیکھیں بد کام کو اپنے درمیان اور حالانکہ اس کے انکار کرنے پر قادر ہوں سو جب ایسا کریں تو اللہ عام اور خاص سب لوگوں کو عذاب کرتا ہے۔ (فتح)

اور جو حضرت ﷺ فتنوں سے ڈراتے تھے

وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُحَذِرُ مِنَ الْفِتَنِ

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث باب کی وعید سے تبدیل اور بدعت نکالنے پر اس واسطے کہ فتنے اکثر اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (فتح)

۶۵۲۶۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے حوض کوثر پر انتظار کروں گا جو میرے پاس آئیں گے سو کچھ لوگ میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میری امت ہے تو کہا جائے گا تو نہیں جانتا ہے کہ پھر گئے ایڑیوں کے بل یعنی تیرے بعد دین سے پھر گئے کہا ابن ابی ملیکہ نے الہی! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ پھر جائیں ہم ایڑیوں کے بل یا فتنے میں پڑیں یعنی دین میں۔

۶۵۲۷۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا ہوں حوض کوثر پر البتہ میرے سامنے لائے جائیں گے تم میں سے چند لوگ یہاں تک کہ جب ان کی طرف جھکوں گا کہ حوض کوثر کا پانی ان کو دوں تو وہ لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں۔

۶۵۲۸۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ میں تمہارا ہراول اور پیشوا ہوں حوض کوثر پر جو اس پر آئے گا اس سے پیے گا اور جو اس سے پیے گا کبھی پیسا نہ ہوگا یعنی ہمیشہ سیراب رہے گا البتہ چند لوگ میرے پاس آئیں گے میں ان کو پچانوں گا وہ مجھے پچانیں گے پھر میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے، کہا ابو حازم نے سونمان نے مجھ کو سنا اور حالانکہ میں ان سے یہ حدیث بیان کرتا تھا تو اس نے کہا کہ تو نے اسی طرح

۶۵۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عَمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ أَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُونِي فَأَقُولُ أُمَّتِي فَيَقَالُ لَا تَدْرِي مَشَوْا عَلَيَّ الْقَهْفَرَى. قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ.

۶۵۲۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَعْبِرَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ لَيَرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ حَتَّى إِذَا أَهْوَيْتُ لِأَنَا وَلَهُمْ اخْتَلَبُوا دُونِي فَأَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَصْحَابِي يَقُولُ لَا تَدْرِي مَا أَحَدْتُمْ بَعْدَكَ.

۶۵۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَمَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا لَيَرِدُ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرَفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي لَمْ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ. قَالَ أَبُو حَازِمٍ

سہل رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا البتہ میں گواہی دیتا ہوں ابو سعید رضی اللہ عنہ پر البتہ میں نے اس سے سنا اس میں زیادہ کرتا تھا اتنا کہ حضرت ﷺ فرمائیں گے کہ وہ مجھ سے ہیں یعنی میری امت سے تو حکم ہوگا کہ بے شک تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا بدل ڈالا تو میں کہوں گا کہ دوری ہو دوری ہو اس کو جس نے میرے بعد دین بدل ڈالا۔

فائدہ: یہ جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا تو مراد اس سے یہ ہے کہ بہشت میں داخل ہوگا اس واسطے کہ وہ صفت ہے اس کی جو بہشت میں داخل ہوگا اور اس حدیث میں وہ لوگ مراد ہیں جو چند گروہ عرب کے حضرت ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے پس نہیں ہے کوئی اشکال بیچار ہونے حضرت ﷺ کے ان سے اور دور کرنا ان کا اور اگر مرتد نہیں ہوئے تھے لیکن کوئی بڑا گناہ کیا تھا بدن کے عملوں سے یا کوئی بدعت نکالی تھی دل کے اعتقاد سے تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے منہ پھیرا ہو اور ان کی شفاعت نہ کی ہو واسطے پیروی حکم اللہ تعالیٰ کے بیچ حق ان کے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے گناہ کی سزا دے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ وہ حضرت ﷺ کے عموم شفاعت میں داخل ہوں جو آپ کی امت کے کبیرے گناہ والوں کے واسطے ہوگی سو نکالے جائیں گے وقتہ نکالنے موحدین کے آگ سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ تم دیکھوں گے میرے بعد وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے اور کہا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہو تا وقتیکہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَتَرُونَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا
وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي
عَلَى الْحَوْضِ.

فائدہ: یہ حدیث پوری جنگ حنین میں گزری اور اس میں ہے کہ یہ حضرت ﷺ نے انصار سے فرمایا۔

۶۵۲۹- حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد دیکھوں گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم اور وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے، اصحاب نے کہا یا حضرت! پھر آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا

۶۵۲۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ
بْنُ وَهَبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَنَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ
سَتَرُونَ بَعْدِي آثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا

قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُّوا اللَّهَ حَقَّكُمْ.

حق ہے اس کو ان کی طرف ادا کرنا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا۔

فائدہ: اور حاصل اثر کا خاص ہونا ہے ساتھ حصے دنیاوی کے یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت اور دنیا ملے گی اور وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے یعنی دین کے کاموں سے اور یہ جو کہا کہ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں یعنی جب یہ واقعہ ہو تو ہم کیا کریں اور قول حضرت ﷺ کا ان کی طرف یعنی حاکموں کی طرف اور قول حضرت ﷺ کا حق ان کا یعنی وہ حق کہ واجب ہے ان کو مطالبہ کرنا اور قبض کرنا اس کا برابر ہے کہ ان کے ساتھ خاص ہو یا عام ہو یعنی ادا کرنا زکوٰۃ کا اور جہاد میں نکلنا جب کہ معین ہوں نکلنا اور قول حضرت ﷺ کا کہ اپنا حق اللہ سے مانگنا یعنی یہ کہ اللہ ان کے دل میں ڈالے کہ تمہارا انصاف کریں یا ان کے بدلے کوئی نیک حاکم اللہ تم کو دے اور ظاہر اس کا عام ہونا ہے مخاطبین میں یعنی یہ حکم انصار یا مہاجرین کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ حکم سب کے واسطے ہے بہ نسبت حاکم کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر تعیم کے سو روایت کی طبرانی نے یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہ اس نے کہا یا حضرت! اگر ہم پر ایسے حاکم ہوں جو اپنا حق ہم سے لیں اور ہمارا حق ہم کو نہ دیں تو کیا ہم ان سے لڑیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ جو تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا حق ہے وہ ادا کرنا اور جو ان پر حق ہے اس کا ادا کرنا اُن پر واجب ہے اور روایت کی مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مرفوع کہ عنقریب حاکم ہوں گے وہ برے کام کریں گے سو جو ان کو برا جانے گا وہ بری ہوگا اور جو انکار کرے گا وہ سلامت رہے گا لیکن جو راضی ہوگا اور جو پیروی کرے گا وہ گناہ میں ان کے ساتھ ہوگا اصحاب نے کہا کیا ہم اُن سے نہ لڑیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ جب تک کہ نماز پڑھتے رہیں اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں فتنے فساد ہوں گے حضرت ﷺ نے پوچھا کس طرف سے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ حاکموں اور علماء کی طرف سے جو حاکم ہوں گے وہ لوگوں کو اُن کا حق نہ دیں گے یعنی ان کا حصہ بیت المال سے نہ دیں گے سو لوگ اپنا حق ان سے طلب کریں گے اور فتنے میں پڑیں گے اور یہ علماء حاکموں کے تابع ہوں گے تو وہ بھی فتنے میں پڑیں گے میں نے کہا سو کس طرح کوئی ان سے بچے گا فرمایا کہ ساتھ باز رہنے کے اور صبر کرنے کے اگر اُن کا حق ان کو دیں تو لے لیں اور اگر نہ دیں تو ان کو چھوڑ دیں۔ (فتح)

۶۵۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فليصبر فإنه من خراج

۶۵۳۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ اس پر صبر کرے اس واسطے کہ جو بادشاہ کی اطاعت سے بالشت بھر نکلے گا تو اس کی موت بطور جاہلیت

کے ہے۔

۶۵۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو اپنے حاکم سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ اس پر صبر کرے سو بے شک شان یہ ہے کہ جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہوگا اور مرے گا تو اس کا مرنا بطور کفر کے ہے۔

مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.
 ۶۵۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ الْعَطَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جو جماعت سے جدا ہوگا یعنی بادشاہ کی نافرمانی کرے گا اور اس کے ساتھ لڑے گا کہا ابن ابی جرہ نے کہ مراد ساتھ جدا ہونے کے کوشش کرنا ہے بیچ کھولنے گرہ بیعت کے یعنی بیعت خلافت کی توڑنے میں جو اس بادشاہ یا حاکم کے واسطے حاصل ہوئی ہے اگرچہ ادنیٰ چیز سے ہو سو مراد رکھی اس سے بقدر بالشت کے اس واسطے کہ اس کا انجام ناحق خون ریزی کی طرف ہوتا ہے اور مراد ساتھ موت جاہلیت کے اہل جاہلیت کی طرح مرنا ہے گمراہی پر اور حالانکہ اس کے واسطے کوئی امام بادشاہ نہ ہو اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت لوگ بادشاہ اور حاکم کو نہ پہچانتے تھے اور نہ ان میں کوئی حاکم بادشاہ تھا جس کی حکم برداری کرتے ہوں بلکہ ہر ایک آدمی بسر خود تھا اور یہ مراد نہیں کہ وہ کافر ہو کے مرے گا بلکہ گنہگار مرے گا اور احتمال ہے کہ ہوتشبیہ ظاہر پر اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرے گا مثل موت جاہلیت کے اگرچہ وہ جاہلی نہ ہو یا یہ حدیث وارد ہوئی ہے بطور زجر اور تنفیر کے اور اس کا ظاہر مراد نہیں کہا ابن بطلال نے کہ حدیث میں حجت ہے واسطے نہ باغی ہونے کے بادشاہ سے اگرچہ ظالم ہو اور البتہ اجماع ہے فقہاء کا اوپر واجب ہونے فرمانبرداری بادشاہ مغرب کے یعنی جو زور سے بادشاہ بن بیٹھے اور واجب ہے جہاد کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ اس کی حکم برداری بہتر ہے اس کی بغاوت سے اس واسطے کہ اس میں نگاہ رکھنا ہے خونوں کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے اور جو اس کے موافق ہے اور نہیں مستثنیٰ کی انہوں نے کوئی چیز مگر جب کہ بادشاہ سے صریح کفر کو دیکھیں تو اس وقت اس کی فرمانبرداری جائز نہیں بلکہ واجب ہے مجاہدہ اس کا اس کے واسطے جو اس پر قادر ہو جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔ (فتح)

۶۵۳۲۔ حضرت جنادہ سے روایت ہے کہ ہم عبادہ رضی اللہ عنہما پر داخل ہوئے اور حالانکہ وہ بیمار تھے ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اچھا کرے ہم سے وہ حدیث بیان کر کہ اللہ تجھ کو اس سے

۶۵۳۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ دَخَلْنَا

نفع دے جو تو نے حضرت ﷺ سے سنی ہو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو بلایا یعنی عقبہ کی رات کو تو ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی سو فرمایا اس چیز میں کہ ہم پر شرط کی یہ کہ ہم نے بیعت کی آپ کی بات سننے اور فرمانبرداری کرنے پر اپنی خوشی اور ناخوشی میں اور اپنی تسکین اور آسانی میں اور اپنے اوپر غیر کی تقدیم میں اور یہ کہ نہ تنازع کریں ہم حاکموں سے حکومت میں مگر یہ کہ تم ان سے صریح کفر دیکھو جس میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل ہو۔

عَلَى عِبَادَةِ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيضٌ قُلْنَا أَصْلَحَكَ اللَّهُ حَدَّثَ بِحَدِيثٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهِ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَنَا فَقَالَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ.

فائدہ: یعنی حاکم جو حکم کرے اس کی فرمانبرداری واجب ہے خواہ وہ کام سخت ہو یا آسان تو خوش ہو یا ناخوش اس حال میں بھی کہ حاکم تیرے اوپر غیر کو بغیر اس کی حقیقت کے مقدم کرے غیر کو دے تجھ کو نہ دے یا بیت المال سے تیرا حق تجھ کو نہ دے اور قول اس کا مگر یہ کہ صریح کفر دیکھو تو ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی نافرمانی کرے اس کی فرمانبرداری نہیں اور قول حضرت ﷺ کا کہ تمہارے پاس اس میں اللہ کی طرف سے دلیل ہو یعنی نص آیت یا حدیث صحیح ہو جو تاویل کا احتمال نہ رکھے اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ جب تک کہ ان کے فعل میں تاویل کا احتمال ہو تب تک ان سے باغی ہونا جائز نہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد کفر سے اس جگہ نافرمانی اور گناہ ہے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہ تنازع کرو حاکموں سے ان کی حکومت میں اور نہ اعتراض کرو اور ان کے مگر یہ کہ ان سے بری بات محقق دیکھو کہ تم اس کو اسلام کے قواعد سے جانتے ہو سو جب تم اس کو دیکھو تو اس سے انکار کرو اور کہو حق جس جگہ کہ ہو تم اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ گناہ کے اس جگہ کفر اور گناہ ہے سو نہ اعتراض کیا جائے بادشاہ پر مگر جب کہ واقع ہو کفر صریح میں اور ظاہر یہ ہے کہ کفر کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ حکومت میں جھگڑا ہو یعنی حکومت اور بادشاہی میں جھگڑا کرنا بادشاہ سے جائز نہیں مگر جب کہ کفر صریح کرے اور گناہ کی روایت محمول ہے اس پر کہ جب کہ ہو تنازع اس چیز میں کہ حکومت کے سوائے ہو اور جب نہ قدح کرے اس کی بادشاہی میں تو تنازع کرے اس سے گناہ میں ساتھ اس طور کے کہ انکار کرے اس پر ساتھ نرمی کے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس پر قادر ہو اور منقول ہے داؤدی سے کہ علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر حاکم ظالم ہو اور اس کی بیعت توڑنے پر بغیر فتنے کے قادر ہو تو واجب ہے توڑنا اس کی بیعت کا نہیں تو واجب ہے صبر کرنا اور بعض سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے عقد کرنا خلافت کا واسطے فاسق کے ابتداء اور اگر پہلے عادل ہو پھر ظالم ہو جائے تو صحیح یہ ہے کہ اس کی بیعت توڑنا بھی منع ہے مگر یہ کہ کفر کرے پس

واجب ہے باغی ہونا اس سے۔ (فتح)

۶۵۳۳۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! آپ نے فلانے کو تحصیل زکوٰۃ پر حاکم کیا اور مجھ کو نہیں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور بے شک تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے سو صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ مجھ سے لو۔

۶۵۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرُورَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَعْمَلْتُ فَلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِي قَالَ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي أَثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي.

فائدہ: اس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکومت مانگی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا کہ تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے تو اس کا سریہ ہے کہ اس نے گمان کیا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر مقدم کیا ہے کہ اس کو حکومت دی اور مجھ کو نہیں دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گمان کی نفی کی کہ تیرا یہ گمان غلط ہے اور اس کے واسطے بیان کیا کہ یہ آپ کے زمانہ میں واقع نہیں ہوگا اور یہ کہ نہیں خاص کیا اس کو اس کی ذات کے واسطے بلکہ واسطے عام ہونے مصلحت مسلمانوں کے اور یہ کہ دنیا کی تقدیم کی طلب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگی سو ان کو حکم کیا کہ اس وقت صبر کریں۔ (فتح)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی جو بے وقوف ہوں گے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ أَغْلِيْمَةٍ سَفَهَاءَ

فائدہ: باب کی حدیث میں سفہاء کا لفظ واقع نہیں ہوا لیکن ایک روایت میں آیا ہے علی رؤس غلّمة سفہاء من قریش سو بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی عادت کے موافق اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۶۵۳۴۔ حضرت سعید بن عمرو سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینے کی مسجد میں بیٹھا تھا اور ہمارے ساتھ مروان تھا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے صادق مصدوق یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی تو مروان نے کہا کہ ان لونڈوں پر اللہ کی لعنت کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں چاہوں کہ کہوں کہ فلانے کی اولاد اور فلانے کی اولاد

۶۵۳۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ هَلَاكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ

تو اہلتہ کروں سو میں اپنے دادا کے ساتھ مروان کی اولاد کی طرف نکلتا تھا جب کہ بادشاہ ہوئے شام کے ملک میں سو جب لوٹے نو جوان دیکھے تو ہم سے کہا امید ہے کہ یہ لوگ ان میں سے ہوں ہم نے کہا تو زیادہ تر دانا ہے۔

عِلْمِيَّةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرَّوَانٌ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ عِلْمِيَّةٌ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ نَبِيَّ فُلَانٍ وَنَبِيَّ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّي إِلَى نَبِيِّ مَرَّوَانَ حِينَ مَلَكَوا بِالشَّامِ فَإِذَا رَأَهُمْ عِلْمَانَا أَحْدَانًا قَالَ لَنَا عَسَى هَؤُلَاءِ أَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ قُلْنَا أَنْتَ أَعْلَمُ.

فائدہ: کہا ابن اشیر نے کہ مراد علمہ سے یہاں نابالغ لڑکے ہیں اسی واسطے ان کو کم عمر بیان کیا میں کہتا ہوں کہ مراد اس سے ناقص عقل اور تدبیر اور دین میں اگرچہ بالغ ہو اور وہی مراد ہے اس جگہ اس واسطے کہ بنی امیہ میں سے کوئی ایسا خلیفہ نہیں ہوا جو نابالغ ہو اور اسی طرح جن کو انہوں نے عامل بنایا اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر اور ایک روایت میں ہے ہلاک امتی اور یہی موافق ہے واسطے ترجمہ کہ اور مراد امت سے اس جگہ خاص اس زمانہ کے لوگ ہیں نہ تمام امت قیامت تک اور مراد ہلاک ہونے سے یہ ہے کہ اگر تم ان کی تابعداری کرو گے تو تمہارا دین ہلاک ہو جائے گا اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو تم کو ہلاک کر ڈالیں گے یعنی تمہاری دنیا میں یا ساتھ جان مارنے کے یا مال لے جانے کے یا دونوں کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں لوٹدوں کی حکومت سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ بازار میں چلتے تھے اور کہتے تھے الہی! نہ پائے مجھ کو ساٹھواں سال اور نہ لوٹدوں کی حکومت اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اول ان لوٹدوں کا ۶۰ء ساٹھ میں ہو گا یہ اسی طرح ہوا اس واسطے کہ یزید بن معاویہ اس میں خلیفہ ہوا اور باقی رہا ۶۳ء تک پھر مر گیا پھر اس کا بیٹا معاویہ خلیفہ ہوا وہ بھی چند مہینوں کے بعد مر گیا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو ان کے نام بتلا دوں تو شاید کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے نام معلوم تھے لیکن انہوں نے کسی کو نہیں بتلائے اور یہ جو کہا کہ جب ان کو نو جوان لڑکے نے دیکھا تو یہ قوی کرتا ہے اس احتمال کو کہ مراد ساتھ لوٹدوں کے اولاد اس شخص کی ہے جس نے اپنی اولاد کو خلیفہ کیا اور اس کے سبب سے فساد واقع ہوا پس نسبت کیا گیا طرف ان کی اور بہر حال یہ جو کہا اس نے تردید کیا اس میں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کون سے لوگ مراد ہیں تو یہ اس جہت سے ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کا نام نہیں لیا اور ظاہر یہ ہے کہ مذکورین مجملہ ان کے ہیں اور اول ان کا یزید ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اس ستین و امارۃ الصبیان اس واسطے کہ یزید اکثر بوڑھوں سے حکومت چھینتا تھا اور اپنے قرابتی نو جوانوں کو دیتا تھا اور تعجب ہے مروان کے لعنت کرنے سے ان لوٹدوں کو باوجود اس کے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اسی کی اولاد میں

سے ہیں سو شاید اللہ نے یہ لعنت اس کی زبان پر جاری کی تاکہ ہوسخت حجت او پر ان کے اور شاید کہ وہ نصیحت پکڑیں اور البتہ وارد ہوئی ہیں حدیثیں بیچ لعنت حکم والد مروان کے اور اس کی اولاد کے اور شاید خاص ہے ساتھ ان لوٹوں کے اور مروان اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ کی طرف سے جس وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی اور کہا ابن بطلان نے کہ اس حدیث میں بھی حجت ہے واسطے نہ باغی ہونے کے بادشاہ سے اگرچہ ظالم ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے نام اور ان کے باپ کے نام بتلا دیے اور یہ نہ فرمایا کہ ان پر خروج کرنا باوجود خبر دینے کے کہ میری امت کی ہلاکت ان کے ہاتھ سے ہوگی اس واسطے کہ خروج کرنا اشد ہے ہلاک کرنے میں پس اختیار کیا سہل امر کو۔ (فتح)

بابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَيَلُّ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدِ اقْتَرَبَ

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ خرابی ہے
عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی ہے

فائدہ: خاص کیا عرب کو اس واسطے کہ وہ پہلے پہل اسلام میں داخل ہوئے اور واسطے ڈرانے کے کہ جب فتنے فساد واقع ہوں گے تو ہلاکت ان کی طرف بہت جلدی کرے گی۔ (فتح)

۶۵۲۵۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ
زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ
زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ أَنَّهَا
قَالَتْ اسْتَيْقِظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًا وَجْهَهُ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَيَلُّ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدِ اقْتَرَبَ فَفُتِحَ
الْيَوْمَ مِنْ رَدْمٍ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجٍ مِثْلُ هَذِهِ
وَعَقَدَ سُفْيَانُ تِسْعِينَ أَوْ مِائَةَ قِيلَ أَنَّهُ لَكَ
وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ
الْغَيْبُ.

۶۵۳۵۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
اس نے کہا کہ حضرت ﷺ سو کے جاگے آپ کا چہرہ سرخ تھا
فرماتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے خرابی ہے
عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی ہے یا جوج ماجوج کی
دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور عقد کیا سفیان نے
نوے یا سو کا یعنی اپنے انگوٹھے اور گلے کی انگلی کا حلقہ کیا کہا
گیا یا حضرت! کیا ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور حالانکہ ہم
میں نیک لوگ ہوں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں جب کہ
بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں
کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو نیک اور بد سب
ہلاک ہو جاتے ہیں۔

۶۵۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ
عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ

۶۵۳۶۔ حضرت أسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ نے مدینے کے ایک قلعے سے جھانکا تو فرمایا بھلا
تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ

میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنے فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

عُرْوَةَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَطْمٍ مِنْ أَطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى قَالُوا لَا قَالَ فَإِنِّي لَأَرَى الْفِتْنَ تَقَعُ خِلَالَ أَيُّوتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ.

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا مدینہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اس میں ہوا پھر اس کے سبب سے شہروں میں فتنے فساد پھیلے جنگ جمل اور جنگ صفین بھی اسی سبب سے تھا اور جوڑائی اس زمانہ میں واقع ہوئی اسی سے پیدا ہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بڑا سبب ان کے امیروں پر طعن تھا یعنی جن لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شہروں پر حاکم بنایا ہوا تھا ان پر لوگ طعن کرتے تھے اور اسی سبب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی طعن کرتے تھے کہ انہوں نے ایسے آدمیوں کو حاکم کیوں بنایا اور پہلے پہل یہ فساد عراق کی طرف سے پیدا ہوا اور وہ مشرق کی طرف ہے پس نہیں ہے کوئی منافات درمیان حدیث باب کے اور اس حدیث کے جو آئندہ آتی ہے کہ فتنے فساد مشرق کی طرف سے ہوں گے اور اچھی ہوئی تشبیہ ساتھ مینہ کے واسطے ارادے تعیم کے اس واسطے کہ جب کسی زمین معین میں واقع ہوتا ہے تو اس کو عام ہوتا ہے اگرچہ اس کی بعض جہت میں واقع ہو کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ نے نذیب رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ڈرایا قیامت کے قائم ہونے سے تا کہ توبہ کریں پہلے اس سے کہ ان پر نجوم کرے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ یا جوج ماجوج کا نکلنا قیامت کے قریب ہوگا اور جب حضرت ﷺ کے زمانہ میں اس قدر سے کھل گیا تو پھر ہمیشہ دن بدن کشادہ ہوتا چلا جائے گا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو قریب ہو چکی اگر تم سے ہو سکے تو مر جاؤ اور یہ نہایت ہے ڈرانے میں فتنوں سے اور پڑنے سے بچ ان کے کہ موت کو اس کی مباشرت سے بہتر ٹھہرایا اور خبر دی اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ واقع ہونے فتنوں کے گھروں میں تا کہ اس کے واسطے سامان کریں اور ان میں نہ پڑیں اور اللہ سے ان کی بدی سے نجات مانگیں۔ (فتح)

باب ہے بچ ظاہر ہونے فتنوں کے

بَابُ ظُهُورِ الْفِتَنِ

۶۵۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کم ہو جائے گا عمل اور علم لوگوں پر بجلی ڈالی جائے گی یعنی زکوٰۃ اور خیرات کی رسم جاتی رہے گی اور عالم میں فتنے فساد ظاہر ہوں گے اور کثرت سے ہرج ہوگا اصحاب نے کہا یا حضرت! ہرج کیا چیز ہے؟ حضرت ﷺ نے

۶۵۳۷۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَفَارَبُ الزَّمَانُ وَيَقْصُرُ الْعَمَلُ وَيَلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتْنُ وَيَكْثُرُ

فرمایا کہ قتل قتل یعنی خون ریزی کثرت سے ہوگی، اور کہا شعیب نے، الخ یعنی ان چاروں نے مخالفت کی ہے عمر کی کہ اس نے سعید کو زہری کا استاذ ٹھہرایا ہے اور ان چاروں نے حمید کو اس کا استاذ ٹھہرایا ہے۔

الْهَرَجُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّهُ هُوَ قَالَ
الْقَتْلُ الْقَتْلُ. وَقَالَ شُعَيْبٌ وَيُونُسُ
وَاللَيْثُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور طبرانی نے اوسط میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ظاہر ہوگا فحش اور بخل اور امین کو خائن سمجھا جائے گا اور خائن کو امین اور ہلاک ہوں گے اشراف اور ظاہر ہوں گے کم ذات اور یہ جو کہا کہ زمانہ قریب ہو جائے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ قریب ہو جائے گا حال لوگوں کا بیچ کم ہونے دین کے یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا ان میں کوئی نیک بات بتلانے والا اور برے کام سے روکنے والا واسطے غالب ہونے فسق کے اور ظاہر ہونے اہل فسق کے کہا ابن بطال نے کہ جو نشانیاں کہ اس حدیث میں مذکور ہیں ہم نے سب کو آنکھ سے دیکھ لیا سو البتہ کم ہوا علم اور ظاہر ہوا جہل اور ڈالی گئی بخیلی دلوں میں اور عام ہوئے فتنے فساد اور بہت ہو اقل، میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ جس کا اس نے مشاہدہ کیا ہے وہ اس سے بہت تھا باوجود مقابل اس کے اور مراد حدیث میں مضبوط اور مستحکم ہونا اس کا ہے یہاں تک کہ نہ رہے گا مقابل اس کا کوئی مگر نادر اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ تعبیر قبض ہونے علم کے سونہ باقی رہے گا مگر جہل محض اور نہیں ہے یہ مانع کہ کوئی گروہ اہل علم کا اس وقت موجود ہو اس واسطے کہ وہ اس وقت اور لوگوں میں مغموں اور مستور ہوں گے اور تائید کرتی ہے اس کی جو حدیث رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ پرانا ہو جائے گا علم یہاں تک کہ نہ معلوم رہے گا کیا ہے نماز کیا ہے روزہ کیا ہے حج کیا ہے خیرات اور ایک رات کو قرآن زمین سے اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گی اس سے زمین پر کوئی چیز لوگوں کے سینوں سے اٹھایا جائے گا کسی کو قرآن کا ایک حرف بھی یاد نہ رہے گا اور واقع یہ ہے کہ ابتدا ان چیزوں کی اصحاب کے زمانے میں ہوئی پھر روز بروز بڑھتی گئیں بعض جگہوں میں سوائے بعض کے اور قیامت کے قریب ان صفات کا استحکام ہوگا اور ابن بطال نے جس وقت یہ کہا تھا اس وقت کو ساڑھے تین سو برس سے زیادہ گزر چکا ہے اور صفات مذکورہ تمام شہروں میں روز بروز زیادتی میں ہیں لیکن بعض بعض میں کم ہوتی ہیں اور بعض بعض میں زیادہ ہوتی ہیں اور جب ایک طبقہ گزر جاتا ہے تو ظاہر ہوتا ہے نقص اور کمی بہت اس طبقے میں جو اس سے پیچھے ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے جو آئندہ باب میں ہے کہ کوئی زمانہ نہیں آئے گا اور حالانکہ جو زمانہ اس کے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہوگا اور کہا خطابی نے کہ زمانہ قریب ہو جائے گا اس کے معنی یہ ہیں کہ سال مہینے کے برابر ہوگا اور ہر مہینہ ہفتے کے برابر ہوگا اور ہفتہ دن کے برابر ہوگا اور دن گھڑی کے برابر ہوگا یعنی لوگ خوش گزران

ہوں گے زمانہ گزرتا معلوم نہ ہوگا اور شاید ایام مہدی کے وقت میں ہوگا جب کہ زمین عدل اور امن سے پر ہوگی کہا کرمانی نے کہ یہ نہیں مناسب ہے ان چیزوں کو کہ اس کے ساتھ ہی مذکور ہیں ظہور فتن اور کثرت قتل وغیرہ سے میں کہتا ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محتاج ہوا ہے خطابی طرف اس تاویل کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے نقص اس کے زمانہ میں نہیں تو جو حدیث میں مذکور ہے البتہ ہمارے اس زمانہ میں پایا گیا ہے کہ بے شک ہم پاتے ہیں جلد گزرتا دنوں کا جو نہیں پاتے تھے ہم اس زمانے میں جو ہمارے زمانے سے پہلے تھا اگرچہ اس جگہ خوش گزران نہ تھی اور حق یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز سے برکت کھینچی جائے گی یہاں تک کہ زمانے سے بھی یعنی کسی چیز میں برکت نہ رہے گی یہاں تک کہ زمانے میں بھی سورات دن بہت چھوٹا معلوم ہوگا اور یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے جیسا کہ نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا کہ مراد ساتھ چھوٹے ہونے زمانے کے یہ ہے کہ اس میں برکت نہ رہے گی اور ہو جائے گا فائدہ پانا ساتھ دن کے مثلاً بقدر فائدہ پانے کے ساتھ ایک گھڑی کے اور یہ معنی ظاہر تر ہیں اور اکثر ہیں فائدے میں اور زیادہ تر موافق ہیں ساتھ باقی حدیثوں کے اور بعض نے کہا کہ زمانے کے قریب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم ہو جائیں گی عمریں بہ نسبت ہر طبقے کے سو ہر پچھلے طبقے کی عمر کم ہوگی بہ نسبت اس طبقے کی جو اس سے پہلے ہے اور بعض نے کہا کہ قریب ہوگا احوال ان کا شر اور فساد اور جہل میں اور اسی کو اختیار کیا ہے طحاوی نے اور کہا ابن ابی جرہ نے احتمال ہے کہ ہو ساتھ تقارب زمانے کے چھوٹا ہونا اس کا بنا بر اس کے کہ واقع ہوا ہے حدیث میں کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہوگا سال مہینے کے برابر بنا بر اس کے پس چھوٹا ہونا اس کا احتمال ہے کہ قریب ہوگا اور بہر حال معنوی سو وہ مدت سے ظاہر ہوا ہے پہچانتے ہیں اس کو اہل علم دینی اور دنا دنیا دار اس واسطے کہ وہ اپنے نبی میں معلوم کرتے ہیں کہ وہ جس قدر کام دن میں اس سے پہلے کرتے تھے اب نہیں کر سکتے اور اس میں شک کرتے ہیں اور اس کا سبب نہیں جانتے کیا ہے اور شاید سبب اس کا ضعیف ہو جانا ایمان کا ہے بسبب ظاہر ہونے ان کاموں کے جو شرع کے مخالف میں کئی وجہ سے اور اشد سبب اس کا قوت ہے یعنی رزق اور روزی سو اس میں بعض چیزیں تو محض حرام ہیں اور بعض چیزیں شبہ والی ہیں یہاں تک کہ بہت لوگ نہیں توقف کرتے کسی چیز میں اس سے اور جب قادر ہو کسی چیز کے حاصل کرنے پر تو اس پر بھوم کرتا ہے اور کچھ پرواہ نہیں کرتا اور واقع یہ ہے کہ برکت زمانے میں اور رزق میں اور انگریزوں میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتی ہے طریق قوت ایمان کی سے اور حکم کی پیروی کرنے سے اور منع کی چیز بچنے سے اور کہا بیضاوی نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ تقارب زمانے کے جلدی کرنا دولت کا طرف ختم ہونے کی اور زمانے کا طرف تمام ہو جانے کی سوان کا زمانہ قریب ہو جائے گا اور ان کے دن نزدیک ہو جائیں گے اور مراد ساتھ کم ہو جانے علم کے حدیث میں کم ہونا علم ہر عالم کے کا ہے ساتھ اس طور کے کہ بھول جائے مثلاً اور بعض نے کہا علم کم ہو جائے گا ساتھ مرنے اہل علم کے سو جب کوئی عالم کسی شہر میں مر گیا اور بجائے اس کے کوئی عالم نہ ہوا

تو ناقص ہوگا علم اس شہر سے اور بہر حال کم ہونا عمل کا سوا احتمال ہے کہ ہو بہ نسبت ہر ہر فرد کے اس واسطے کہ جب دنیا کے کام عامل پر ہجوم کریں تو غافل کرتے ہیں اس کو اس کی عبادت سے اور احتمال ہے کہ مراد ظاہر ہونا خیانت کا ہو امانتوں اور کسبوں میں کہا ابن ابی جرہ نے کہ نقص عمل کا حسی پیدا ہوتا ہے نقص دین سے اور بہر حال معنوی سوا اعتبار اس چیز کے ہے کہ داخل ہوتی ہے خلل سے بسبب بدخوراک کے اور کم ہونے مددگار کے عمل پر اور نفس بہت میل کرنے والا ہے طرف راحت کی اور قبض علم کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ دلوں میں بخیلی ڈالی جائے گی تو مراد اس سے ڈالنا اس کا ہے لوگوں کے دلوں میں بنا بر مختلف ہونے ان کے احوال کے یہاں تک کہ بخل کرے گا عالم اپنے علم سے پس چھوڑ دے گا تعلیم کرنا اور فتویٰ دینا اور بخل کرے گا کاری گراپنی کاری گری سے پس دوسرے کو نہ سکھائے گا اور بخل کرے گا مالدار اپنے مال سے پس نہیں دے گا محتاج کو یہاں تک کہ ہلاک ہوگا محتاج اور نہیں مراد ہے وجود اصل بخل کا اس واسطے کہ وہ ہمیشہ سے موجود ہے اور یہ جو کہا کہ ظاہر ہوں گے فتنے تو مراد کثرت ان کی ہے اور مشہور ہونا ان کا کہا ابن ابی عمرو نے احتمال ہے کہ ہو ڈالنا بخیلی کا عام اشخاص میں اور منع اس سے وہ ہے جس پر فساد مرتب ہو اور شرعاً بخیل وہ شخص ہے جو منع کرے اس حق کو جو اس پر واجب ہو اور اس کا روکنا مال کو مٹا دیتا ہے برکت کو لے جاتا ہے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ نہیں کم ہوتا مال خیرات کرنے سے اس واسطے کہ اہل معرفت نے اس سے سمجھا کہ جس مال سے حق شرعی نکالا جائے اس کو کوئی آفت نہیں پہنچتی بلکہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے بڑھنا اسی واسطے نام رکھا گیا اس کا زکوٰۃ کہ مال اس سے بڑھتا ہے اور بہر حال ظاہر ہونا فتنوں کا سومر اس سے وہ چیز ہے جو تاثیر کرے دین کے امر میں اور بہر حال کثرت قتل کی سومر اس سے وہ ہے جو ناحق ہو نہ جو حق ہو مانند اقامت حد اور قصاص کی۔ (فتح)

۶۵۳۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں جہالت اترے گی یعنی پھیلے گی اور علم اٹھایا جائے گا اور قتل بہت ہوگا۔

۶۵۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَآبِي مُوسَى فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزَلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

فائدہ: اس کے معنی یہ ہیں کہ علم اٹھایا جائے گا ساتھ موت علماء کے سوجب کوئی عالم مر جائے گا تو کم ہو جائے گا علم بہ نسبت کم ہونے اس کے حامل کے اور پیدا ہوگی اس سے جہالت اور بے علمی ساتھ اس چیز کے کہ یہ عالم اس کے ساتھ منفرد تھا باقی علماء سے۔

۶۵۳۹۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھے اور آپس میں حدیث بیان کرنے لگے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں علم اٹھایا جائے گا اور ان میں جہالت اترے گی اور ہرج بہرج ہوگا اور ہرج کے معنی ہیں قتل۔

۶۵۳۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ جَلَسَ عَبْدُ اللَّهِ وَأَبُو مُوسَى فَتَحَدَّثَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْمَهْرَجُ الْقَتْلُ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہرج کے معنی حبش کی زبان میں قتل ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ إِنِّي لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَهُ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْقَتْلُ.

۶۵۴۰۔ حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے اس کو مرفوع کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں قتل ہوگا اور دور ہوگا اس میں علم اور ظاہر ہوگی اس میں جہالت اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ہرج حبش کی زبان میں قتل ہے اور کہا ابو عوانہ نے عاصم سے ابووائل سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو جانتا ہے ان دنوں کو کہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن ہرج کے مانند اس کی یعنی مانند حدیث مذکور کے کہ قیامت سے پہلے ہرج کے دن ہیں، الخ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سب لوگوں سے بدتر ہیں وہ لوگ جن پر قیامت ہوگی اور حالانکہ وہ زندہ ہوں گے۔

۶۵۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَأَحْسِبُهُ رَفَعَهُ قَالَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامُ الْهَرْجِ يَزُولُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ فِيهَا الْجَهْلُ قَالَ أَبُو مُوسَى وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ تَعَلَّمَ الْأَيَّامَ الَّتِي ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامُ الْهَرْجِ نَحْوَهُ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تَدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ.

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ اس حدیث کا لفظ اگرچہ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خاص لوگ اور اس کے معنی یہ

ہیں کہ نہیں قائم ہوگی قیامت اکثر اغلب میں مگر بدتر لوگوں پر اس حدیث کی دلیل سے کہ ہمیشہ رہے گا میری امت سے ایک گروہ دین حق پر یہاں تک کہ قائم ہو قیامت سو دلالت کی اس حدیث نے کہ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کچھ نیک لوگ بھی موجود ہوں گے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے متعین جو اس نے کہا بلکہ آئی ہے وہ چیز جو تائید کرتی ہے عموم کو کہ نہیں قائم ہوگی قیامت مگر بدتر لوگوں پر روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ایک ہوا یمن سے بھیجے گا جو زم تر ہوگی ریشم سے سونہ چھوڑے گی کسی کو جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر کہ اس کی روح کو قبض کر لے گی اور ایک روایت میں ہے دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کے قصے میں کہ اللہ ایک ہوا کو بھیجے گا سو وہ ہر مومن کی روح کو قبض کرے گی اور باقی رہ جائیں گے بدتر لوگ گدھوں کی طرح آپس میں لڑیں گے سو یہ جو فرمایا کہ ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ دین حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو تو مراد اس ہوا کے چلنے تک ہے جو ہر ایماندار کی روح کو قبض کرے گی پھر نہ رہیں گے مگر بدتر لوگ پس قائم ہوگی ان پر قیامت اچانک۔ (بخ)

نہیں آئے گا کوئی زمانہ مگر کہ جو اس کے بعد ہے اس سے بدتر ہوگا

بَابُ لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ

۶۵۴۱۔ حضرت زبیر سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو ہم نے ان کے پاس شکایت کی جو تکلیف پاتے ہیں حجاج بن یوسف (خالم مشہور) کے ظلم سے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبر کرو اس واسطے کہ نہیں آئے گا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ جو اس کے بعد ہے اس سے بدتر ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی مر جاؤ میں نے اس حدیث کو تمہارے پیغمبر ﷺ سے سنا ہے۔

۶۵۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْتَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَشَكَّوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اضْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقُوا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ یہ حدیث پیغمبری کی نشانیوں سے ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی ساتھ تغیر ہونے احوال کے اور یہ غیب کے علم سے ہے جو رائے سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ صرف وحی سے معلوم ہو سکتا ہے اور مشکل جانا گیا ہے یہ اطلاق باوجود اس کے کہ بعض پچھلا زمانہ اگلے سے بدی اور شر میں کم ہوتا ہے اس واسطے کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا زمانہ حجاج کے زمانے سے تھوڑا بعد ہے اور البتہ مشہور ہے بھلائی جو عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تھی بلکہ اگر کہا جائے کہ اس کے زمانے میں بدی بالکل مٹ گئی تو کچھ بعید نہیں چہ جائیکہ پہلے زمانے سے بدتر ہو اور البتہ حمل کیا ہے اس کو حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اکثر اغلب پر اور جواب دیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ تفصیل کے

تفصیل مجموع عصر کے اوپر مجموع عصر کے یعنی مجموع پہلا زمانہ افضل ہوگا مجموع پچھلے زمانے سے اس واسطے کہ حجاج کے زمانے میں بہت اصحاب زندہ تھے اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گزر گئے تھے اور جس زمانے میں اصحاب ہوں وہ زمانہ بہتر ہے اس زمانے سے جو اس کے بعد ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ بہتر میرا زمانہ ہے پھر اصحاب کا پھر پائی میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تصریح ساتھ مراد کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ پیروی کرنے کے سو روایت کی یعقوب بن شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں آئے گا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ وہ بدتر ہوگا اس دن سے جو اس سے پہلے یہاں تک کہ قائم ہو قیامت میری یہ مراد نہیں کہ خوش گزران پائے گا یا مال پائے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ پچھلا زمانہ کم تر ہوگا علم میں پہلے زمانے سے یعنی مراد باب کی حدیث میں شر سے علم کا کم ہونا ہے یعنی علم نہ رہے گا علماء مرجائیں گے پس نہ کوئی نیک بات بتلائے گا نہ برے کام سے روکے گا پس اس وقت قائم ہوگی قیامت ان پر مشکل ہے زمانہ عیسیٰ ﷺ کا بعد زمانے دجال کے کہ وہ بہتر زمانہ ہوگا اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ مراد حدیث میں وہ زمانہ ہے جو عیسیٰ ﷺ کے بعد ہوگا یا مراد جس زمانے کی ہے جس میں حاکم ہوں گے ورنہ ہدایت سے معلوم ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں کوئی بدی نہیں، میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ مراد وہ زمانہ ہو جو بڑی بڑی نشانیوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ہے مانند دجال وغیرہ کی اور مراد شر اور بدی کے زمانوں سے وہ زمانے ہوں جو حجاج کے زمانے سے دجال کے زمانے تک ہیں اور بہر حال عیسیٰ ﷺ کا زمانہ سوا اس کا حکم از سر نو ہے اور احتمال ہے کہ مراد ان زمانوں سے اصحاب کے زمانے ہوں اس واسطے کہ وہی مخاطب ہیں اس حدیث میں پس خاص ہوگا یہ حکم ساتھ ان کے اور بہر حال جو ان کے بعد ہیں سو وہ مقصود اس حدیث میں نہیں لیکن انس رضی اللہ عنہ نے اس سے عام ہونا اس کا سمجھا سو اسی واسطے جواب دیا ہے اس کو جس نے اس کے پاس حجاج کی شکایت کی اور حکم کیا اس کو ساتھ صبر کے اور کہا ابن حبان نے کہ یہ حدیث عام نہیں بلکہ امام مہدی کا زمانہ اس سے مخصوص ہے۔ (فتح)

۶۵۴۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک رات سو کر جاگے غمگین فرماتے تھے سبحان اللہ آج کی رات کیا کیا خزانے اترے ہیں اور کیا ہی فتنے فساد نازل ہوئے کوئی ہے کہ حجروں والی عورتوں کو جگا دے یعنی حضرت ﷺ کی بیویوں کو بہت عورتیں دنیا میں لباس پہنے ہیں اور آخرت میں تنگی ہوں گی۔

۶۵۴۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدِ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفَرَّاسِيَّةِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اسْتَقَطَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَرَمَّا يَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْعَرَائِنِ وَمَاذَا أَنْزَلَ مِنَ

الْفِتْنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يُرِيدُ
أَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّيْنَ رَبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا
عَارِيَةً فِي الْآخِرَةِ.

فائدہ: اس حدیث میں فتوح اسلام اور جو جو فتنے فساد اس امت میں ہونے والے تھے حضرت ﷺ کو خواب میں معلوم ہوئے اور اختلاف ہے اس قول کی تفسیر میں کہ بہت عورتیں دنیا میں لباس دار ہیں آخرت میں تنگی میں ایک قول یہ ہے کہ دنیا میں لباس پہنے ہیں واسطے مالدار ہونے کے اور تنگی ہیں آخرت میں ثواب سے واسطے نہ عمل کرنے کے دنیا میں، دوسرا قول یہ ہے کہ پوشاک پہنے ہیں دنیا میں لیکن وہ کپڑے باریک ہیں ان کا ستر اس سے نظر آتا ہے سو اس کو عذاب ہوگا آخرت میں بدلہ اس کے ننگے ہونے کا، تیسرا قول یہ ہے کہ پوشاک دار ہیں اللہ کی نعمتوں سے تنگی ہیں شکر سے کہ ظاہر ہوتا ہے پھل اس کا آخرت میں ساتھ ثواب کے، چوتھا قول یہ ہے کہ وہ کپڑے پہنے ہیں لیکن وہ اپنی اوزھنی کو پیچھے سے باندھتی ہیں اور سینہ ان کا کھلا رہتا ہے سو ان کو عذاب ہوگا آخرت میں، پانچواں قول یہ ہے کہ نیک خاوند سے نکاح کیا ہے اور آخرت میں تنگی ہیں عمل سے پس نہ فائدہ دے گا ان کو نیک ہونا ان کے خاوند کا اور کہا ابن بطلان نے کہ خزانوں کے فتوح سے فتنہ مال کا پیدا ہوتا ہے پس آدمی حرص کرتا ہے پھر واقع ہوتا ہے اس کے سبب سے قتال میں یا بجلی کرتا ہے پس منع کرتا ہے حق واجب کو یا تکبر کرتا ہے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اپنی بیویوں کو سب سے ڈرائیں اور اس حدیث میں بلانا ہے طرف دعا کی اور عاجزی کی وقت اترنے فتنوں کے خاص کر رات میں واسطے امید قبولیت کے تا کہ فتنہ دفع ہو یا سلامت رہے داعی یا جس کے واسطے دعا کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

۶۵۴۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

فائدہ: مراد وہ شخص ہے جو مسلمانوں سے ناحق لڑے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے ڈرانا ان کا اور داخل کرنا خوف کا اوپر ان کے اور احتمال ہے کہ مراد حمل سے ہتھیار کا اٹھانا ہو اور ہوگی مراد قتال سے یا اٹھانا اس کا واسطے ارادے لڑنے کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اٹھانا اس کا واسطے مارنے کے ساتھ اس کے اور ہر حال میں اس میں دلالت ہے اوپر حرام ہونے لڑائی کے مسلمانوں سے اور تشدید کے بچ اس کے اور یہ جو کہا کہ وہ ہم میں سے نہیں یعنی

ہمارے طریقے پر یا نہیں پیرو ہمارے طریقے کا اس واسطے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ اس کی مدد کرے اور اس کے آگے لڑے نہ یہ کہ اس کو ڈرائے کہ اس پر ہتھیار اٹھائے واسطے اس ارادے کے کہ اس سے لڑے یا اس کو قتل کرے اور اس کی نظیر یہ حدیث ہے من غسنا فلیس منا اور یہ اس شخص کے حق میں ہے جو اس کو حلال نہ جانے اور بہر حال جو اس کو حلال جانے تو وہ کافر ہو جاتا ہے حرام کے حلال جاننے سے اس کی شرط سے نہ مجرد ہتھیار اٹھانے سے اور اولیٰ نزدیک بہت سلف کے مطلق چھوڑنا حدیث کے لفظ کا ہے یعنی اس میں تاویل نہ کی جائے تاکہ ہو بلغ زجر میں لیکن وعید مذکور نہیں شامل ہے اس کو جو باغیوں سے لڑے پس محمول ہوگی باغیوں کے حق میں اور اس کے حق میں جو شروع کرے لڑائی ظالم ہو کر۔ (فتح)

۶۵۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

۶۵۴۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

۶۵۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَىٰ أُخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعَ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ.

۶۵۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نہ اشارہ کرے اپنے بھائی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اس واسطے کہ نہیں معلوم کسی کو شاید شیطان اس کے ہاتھ سے کھینچ لے پھر تو گر پڑے دوزخ کے گڑھے میں۔

فائدہ: یعنی ہتھیار سے اشارہ کرنے میں یہ خوف ہے کہ ہاتھ سے چھوٹ پڑے اور مسلمان اس سے مر جائے تو قاتل دوزخ میں پڑے یعنی گناہ میں پڑے جو دخول دوزخ کا سبب ہے کہا ابن بطال نے معنی اس کے یہ ہیں اگر جاری کرے اللہ اس پر وعید کو اور حدیث میں نہیں اس چیز سے جو پہنچائے طرف گناہ کی اگرچہ محقق نہ ہو برابر ہے کہ قصد سے ہو یا ہنسی کی راہ سے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے لعنت کرتے ہیں جو اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرے اور جب کہ اشارہ کرنے والا لعنت کا مستحق ہے تو پھر جو مارے اس کا کیا حال ہوگا۔ (فتح)

۶۵۴۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ مَرَّ جُلٌّ بِسَهَامٍ فِي

۶۵۴۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد تیروں کے ساتھ مسجد میں گزرا تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ان کے پھل کو پکڑ لے اس نے کہا اچھا۔

الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِبَصَالِهَا قَالَ نَعَمْ.

۶۵۴۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کچھ تیروں کے ساتھ مسجد میں گزرا ان کے پھل ظاہر اور کھلے تھے تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ ان کے پھل کو ہاتھ سے پکڑ لے کسی مسلمان کو زخمی نہ کر ڈالے۔

۶۵۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُمَرَ وَبْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ بِأَسْهُمٍ قَدْ أَبْدَى نُصُولَهَا فَأَمَرَ أَنْ يَأْخُذَ بِبَصُولِهَا لَا يَخْدِشُ مُسْلِمًا.

۶۵۴۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی ہماری مسجد یا بازار میں گزرے اور اس کے ساتھ تیر ہوں تو چاہیے کہ ان کے پھل اپنے ہاتھ میں پکڑ لے یا فرمایا کہ اپنی ہتھیلی سے قبض کرے واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ کسی مسلمان کو اس سے زخمی کرے۔

۶۵۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيَمْسِكْ عَلَى بَصَالِهَا أَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا شَيْءٌ.

فائدہ: یہ حکم عام ہے تمام مکلفین میں برخلاف حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے تعمیم کو مستلزم نہیں اور یہ جو کہا کہ اپنی ہتھیلی سے تیروں کے پھل کو پکڑ لے تو نہیں ہے مراد اس سے خصوص بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی وجہ سے مسلمان کو نہ لگنے وے۔ (فتح)

حضرت ﷺ کا فرمانا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفْرًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۶۵۴۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو ناحق قتل کرنا کفر ہے۔

۶۵۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

فائدہ: اور پہلے گزر چکی ہے توجیہ اطلاق کفر کی اور قتال مسلمان کے اور قوی تر قول صحیح اس کے یہ ہے کہ اطلاق کیا ہے اس پر کفر کا واسطے مبالغہ کے تخذیر میں تاکہ باز رہے سامع اس پر جرأت کرنے سے یا بطور تشبیہ کے ہے اس

واسطے کہ یہ فعل کافر کا ہے جیسے کہ ذکر کی ہے انہوں نے نظیر اس کی اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے۔ (فتح)

۶۵۵۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي وَأَقْدُبُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفْرًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۶۵۵۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اے لوگو! میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: کفر سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں آٹھ قول ہیں جو پہلے گزرے اور نواں قول یہ ہے کہ مراد چھپانا حق کا ہے اور لغت میں کفر کے معنی ہیں ڈھانکنے کے سو جو مسلمان سے لڑا تو گویا اس نے اس کا حق ڈھانکا جو اس پر واجب تھا اور دسواں یہ کہ فعل مذکور کفر کی طرف پہنچاتا ہے اس واسطے کہ جو بڑے بڑے گناہوں کی عادت کرے پہنچاتی ہے اس کو نحوست ان کی طرف اس گناہ کی جو اس سے سخت تر ہو پس خوف ہے کہ اس کا خاتمہ باایمان نہ ہو اور اکثر ان جوابوں میں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حدیث کے راوی ابو بکرہ نے اس کا خلاف سمجھا اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ سمجھنا اس کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہنچانا جاتا ہے اس سے کہ اس نے قال سے توقف کیا اس حدیث کی حجت سے اور احتمال ہے کہ توقف اس کا بطریق احتیاط کے ہو واسطے اس چیز کے کہ محتمل ہے اس کو ظاہر لفظ کا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حقیقی کفر کا معتقد ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے باز نہ رہا اور نہ باز رہا ان کے حکم بجالانے سے اور نہ سوائے اس کے جو دلالت کرے کہ وہ ان کے حقیقی کفر کا معتقد تھا۔ (فتح)

۶۵۵۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَعَنْ رَجُلٍ آخَرَ هُوَ أَفْضَلُ فِي نَفْسِي مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَظَبَ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ بِيَوْمِ النَّحْرِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَيُّ بَلَدٍ

۶۵۵۱۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے لوگوں پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ اصحاب نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے کہا سو ہم نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ اس کے نام کے سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں گے سو فرمایا کہ کیا نہیں ہے قربانی کا دن؟ ہم نے کہا کیوں نہیں یا حضرت! فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ کیا نہیں ہے یہ شہر ادب والا یعنی مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں یا حضرت! فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور مال اور تمہاری آبروئیں اور تمہارے چمڑے تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہارے شہر میں

خبردار ہو کہا میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا؟ ہم نے کہا ہاں، فرمایا یا الہی! گواہ رہنا سو چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں اس واسطے کہ بہت پہنچایا گیا پہنچاتا ہے اس کو اس کی طرف جو اس کو زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو اور اسی طرح ہوا سو فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کا فر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں سو جب کہ ہوا وہ دن جس میں ابن حضرمی جلایا گیا جب کہ اس کو جاریہ نے جلایا کہا کہ اونچے مکان سے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ پر جھانک تو انہوں نے کہا یہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ تھہ کو دیکھتا ہے کہا عبدالرحمن نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے میری ماں نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا کہ اگر مجھ پر داخل ہوں تو میں ایک کھپانچ نہ ماروں یعنی میں اپنا ہاتھ کھپانچ کی طرف دراز نہ کروں اور نہ اس کو لوٹا کہ اس کے ساتھ لوگوں کو اپنی جان سے ہٹاؤں۔

هَذَا اَلَيْسَتْ بِالْبَلَدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّ دِمَانَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ وَأَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْعَائِبَ فَإِنَّهُ رَبُّ مُبْلَغٍ يُبْلِغُهُ لِمَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ فَكَانَ كَذَلِكَ قَالَ لَا تَرَجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ حَرِيقِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ حِينَ حَرَقَهُ جَارِيَةٌ بَنُ قُدَامَةَ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى أَبِي بَكْرَةَ فَقَالُوا هَذَا أَبُو بَكْرَةَ يَرَاكَ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَحَدَّثْتَنِي أُمِّي عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ دَخَلُوا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ.

فائدہ: اس کا سبب یہ ہے کہ جاریہ کا نام محرق تھا اس واسطے کہ اس نے ابن حضرمی کو بصرے میں جلایا تھا اور اس کا بیان یوں ہے کہ معاویہ نے ابن حضرمی کو بصرے کی طرف بھیجا تھا تاکہ مدد طلب کرے ان سے اوپر لڑائی علی رضی اللہ عنہ کے تو علی رضی اللہ عنہ نے جاریہ کو بھیجا تو اس نے ابن حضرمی کو ایک حویلی میں جا گھیرا پھر اس حویلی کو جلایا اور یہ جو کہا کہ یہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ تھہ کو دیکھتا ہے تو کہا مہلب نے کہ جب کیا جاریہ نے ساتھ ابن حضرمی کے جو کیا تو جاریہ نے بعض کو حکم کیا کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ صحابی کو دیکھیں تاکہ اس کا حال آزمائے کہ علی رضی اللہ عنہ کی حکم برداری میں ہے یا نہیں اور شہمہ نے اس سے کہا تھا کہ یہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ تھہ کو دیکھتا ہے اور جو تو نے کیا سو بہت وقت تھہ پر انکار کرے ہتھیار سے یا کلام سے سو جب ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو کہا اور حالانکہ وہ اپنے بالا خانے پر تھا کہ اگر وہ میرے گھر میں داخل ہوں تو میں ان پر کھپانچ نہ اٹھاؤں اس واسطے کہ میں مسلمانوں سے لڑنا جائز نہیں جانتا سو میں کس طرح لڑوں گا ان سے ساتھ ہتھیار کے میں کہتا ہوں اور جو اہل علم نے ذکر کیا ہے وہ تقاضا کرتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرے والوں سے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے مدد طلب کی تھی تاکہ اس کی مدد کریں معاویہ کی لڑائی پر بعد فارغ ہونے کے امر تکلیم سے پھر واقع ہوا امر خوارج کا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما علی رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ان کے ساتھ نہروان میں حاضر ہوتے تو اس کے پیچھے

بعض عبد القیس نے معاویہ کو کہلا بھیجا اور اس کو خبر دی کہ بصرے میں ایک جماعت عثمانی ہے سو کسی مرد کو بصرے میں بھیجو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرے تو علی رضی اللہ عنہ نے جاریہ کو بھیجا سو ہوا امر اس کے سے جو ہوا سوظا ہر یہ ہے کہ جاریہ بن قدامہ نے اس کے بعد کہ غالب ہوا اور ابن حضرمی کو اور اس کے ساتھیوں کو جلا یا تو لوگوں سے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے مدد مانگی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابی کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں نہ لڑنا بہتر ہے جیسے کہ ایک جماعت اصحاب کی رائے تھی تو بعض لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر دلالت کی تاکہ لازم کریں اس پر نکلنا واسطے لڑائی کے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا ساتھ اس کے جو کہا کہ اگر میرے گھر میں داخل ہوں تو بھی ان پر ہتھیار نہ اٹھاؤں اور یہ قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موافق ہے اس حدیث کو جو طبرانی نے روایت کی کہ فتنے میں اپنے گھروں میں گھس جاؤ اور اپنے آپ کو چھپاؤ میں نے کہا بھلا بتاؤ تو کہ اگر کوئی ہمارے گھر میں آگھے؟ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چاہیے کہ تو اپنے ہاتھ کو روکے اور

چاہیے کہ ہو وہ بندہ اللہ کا مقتول نہ قاتل۔ (فتح)

۶۵۵۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

۶۵۵۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْتَدُّوا بَعْدِي كُفْرًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۶۵۵۳۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو چپ کرا پھر فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

۶۵۵۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ جَرِيرٍ عَنْ جَدِّهِ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصَيْتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرَجِعُوا بَعْدِي كُفْرًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

بَابُ تَكُونُ فِتْنَةُ الْقَاعِدِ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ

القائم

باب ہے بیچ بیان قول حضرت رضی اللہ عنہ کے کہ فتنہ فساد ہوگا جس میں بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے

۶۵۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے جن میں

۶۵۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے اور ان میں کھڑا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور ان میں چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے جو ان کو جھانکے گا تو وہ اس کو کھینچ لیں گے اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پائے تو چاہیے کہ اس سے پناہ لے۔

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَحَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ فِتْنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيِ وَالْمَاشِيِ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيِ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفُهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُدْ بِهِ.

۲۵۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے کہ ان میں بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے اور کھڑا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے جو ان کو جھانکے گا وہ اس کو کھینچ لیں گے اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پائے یعنی ان کی بدی سے تو چاہیے کہ اس کی پناہ میں آئے۔

۶۵۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ فِتْنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيِ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفُهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُدْ بِهِ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو لوگ ان میں مقتول ہوں گے سب دوزخ میں داخل ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ جب فتنہ اترے تو جس کے پاس اونٹ ہوں چاہیے کہ وہ اونٹوں میں جا رہے اور قول اس کا بیٹھا شخص ان میں بہتر ہوگا یعنی جو فتنے کے وقت گوشہ گیری کرے اور مراد ساتھ کھڑے کے وہ ہے جو اس کو نہ جھانکے اور مراد چلنے والے سے وہ ہے جو اس کے اسباب میں چلے کہ اس کے سبب سے اکثر اوقات مکروہ امر میں پڑے اور بعض نے کہا کہ مراد وہ ہے جو ہر حال میں یعنی بعض ان میں اشد ہیں بعض سے سوان سب میں اعلیٰ وہ شخص ہے جو ان میں دوڑے اس طور سے کہ فتنوں کے بھڑکانے کا سبب ہو پھر وہ شخص ہے جو قائم ہو ساتھ اسباب ان کے اور وہ ماشی ہے پھر جو ان کا مباشر ہو اور وہ کھڑا ہونے والا ہے پھر وہ ہے جو دیکھنے والوں کے ساتھ ہو اور لڑتا نہ ہو اور وہ قاعدہ ہے پھر وہ ہے جو اس سے بچنے والا ہونہ مباشر ہونہ دیکھے اور وہ لیٹنے والا ہے بیدار پھر وہ جس سے

کوئی چیز واقع نہ ہو لیکن راضی ہو اور وہ سوتا ہے اور مراد ساتھ افضل ہونے کے اس خیریت میں وہ ہے جس کا شرک ہو اور اس سے جو اس سے اوپر ہو بنا بر تفصیل مذکور کے اور قول حضرت ﷺ کا جو اس کو جھانکے یعنی جو اس کے درپے ہو اور اس کے واسطے تعرض کرے اور اس سے منہ نہ پھیرے تو وہ اس کو کھینچ لیں گے یعنی اس کو ہلاک کر ڈالیں گے ساتھ اس طور کے کہ ان سے قریب ہلاک کے ہوگا اور قول حضرت ﷺ کا کہ اس کی پناہ میں آئے یعنی چاہیے کہ اس میں گوشہ گیری کرے تاکہ اس کے شر سے سلامت رہے اور اس حدیث میں ڈرانا ہے فتنے سے اور رغبت دلانا ہے اوپر اجتناب کرنے کے داخل ہونے سے بچ اس کے اور یہ کہ ہوتی بدی اس کی باعتبار تعلق کے ساتھ اس کے جس قدر تعلق اسی قدر بدی اور مراد ساتھ فتنے کے وہ ہے جو پیدا ہوتا ہے اختلاف اور جھگڑا کرنے سے بچ طلب ملک اور بادشاہی کے جس جگہ نہ معلوم ہو کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے کہا طبری نے اختلاف ہے سلف کا سو بعض نے اس کو عموم پر حمل کیا ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونے سے مطلق الگ رہے مانند سعد اور ابن عمر اور ابو بکرؓ وغیرہم کی اور تمسک کیا انہوں نے ساتھ ظاہر حدیثوں مذکورہ کے پھر ان کو اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا کہ لازم ہے گھروں میں بیٹھنا اور ایک گروہ نے کہا کہ جس شہر میں فتنہ پڑے اس شہر سے مطلق ہجرت کر جائے پھر بعض نے کہا کہ اگر اس پر کوئی چیز ہجوم کرے تو اپنے ہاتھ کو بند رکھے اگرچہ مارا جائے اور بعض نے کہا کہ اپنے جان مال اہل کو بچائے اور وہ معذور ہے اگر مار ڈالے یا مارا جائے اور اور لوگوں نے کہا کہ جب کوئی گروہ امام سے باغی ہو جائے اور لڑائی قائم کرے تو واجب ہے لڑنا ساتھ اس کے اور یہی حکم دو گروہ کا کہ آپس میں لڑیں کہ واجب ہے ہر قادر پر کہ جو حق پر ہو اس کی مدد کرے اور جو باطل پر ہو اس کا ہاتھ روکے اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعض نے تفصیل کی ہے کہ جو لڑائی کہ مسلمانوں کے دو گروہ کے درمیان واقع ہو جس جگہ جماعت کا کوئی امام نہ ہو تو لڑنا اس وقت منع ہے اور باب کی حدیثیں اور جو سوائے ان کے ہیں اسی پر محمول ہیں اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور کہا طبری نے صواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ اصل فتنے کے بتلا ہونا ہے اور برے کام پر انکار کرنا واجب ہے جو اس پر قادر ہو سو جس نے حق والے کی مدد کی اس نے صواب کو پایا اور جس نے خطا کار کی مدد کی اس نے خطا کی اور اگر امر مشکل ہو حق ناحق معلوم نہ ہو تو یہی ہے وہ حالت جس میں لڑنا منع آیا ہے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ یہ حدیثیں خاص لوگوں کے حق میں وارد ہوئی ہیں جو ان کے ساتھ مخاطب ہیں اور یہی نہیں مخصوص ہے ساتھ ان کے اور بعض نے کہا کہ نبی کی حدیثیں مخصوص ہیں ساتھ اخیر زمانے کے جب یہ بات محقق ہوگی کہ لڑائی طلب ملک کے واسطے ہے۔ (فتح)

جب ملیں دو مسلمان ساتھ تلوار اپنی کے

بَابُ إِذَا التَّقَى الْمُسْلِمَانِ بَسِيفَهُمَا

۶۵۵۶۔ حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ میں

۶۵۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ

تھیاریا پہن کر نکلا فتنے کی راتوں میں یعنی ان لڑائیوں میں جو

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنِ

علیؑ اور حضرت عائشہؓ نے انہما کے درمیان واقع ہوئیں تو ابو بکرہؓ صحابی مجھ کو سامنے آئے سو کہا کہ تو کہاں کا ارادہ کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے پچھیرے بھائی یعنی علیؑ کی مدد کا ارادہ کرتا ہوں تو ابو بکرہؓ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے کا سامنا کریں تلواریں لے کر تو قتل کرنے والا اور جو قتل ہوا دونوں دوزخیوں میں سے ہیں تو کسی نے پوچھا کہ بھلا قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر کیا حال ہے اس کا جو قتل ہوا؟ یعنی اس کا کیا گناہ ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے مارنے کا ارادہ رکھتا تھا یعنی اس کا قابو نہ ہوا نہیں تو ضرور مارتا اور کہا حماد بن زید نے الخ یعنی عمرو بن عبید نے خطا کی ہے اس میں کہ اس نے احف کو حسن اور ابو بکرہ کے درمیان سے حذف کر دیا ہے۔

الْحَسَنُ قَالَ خَرَجْتُ بِسِلَاحِي لِيَالِي الْفِتْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تَرِيدُ قُلْتُ أُرِيدُ نَصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسِيفَيْهِمَا فِكَلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ قِيلَ فَهَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ قَالَ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِأَيُّوبَ وَيُونُسَ بْنِ عَبِيدٍ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ يُحَدِّثَانِي بِهِ فَقَالَا إِنَّمَا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْحَسَنُ عَنِ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ.

حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے الخ یعنی اس نے بھی یہ حدیث احف کے واسطے سے روایت کی اور کہا مؤمل نے بھی اس حدیث کو ان چار راویوں سے احف کے واسطے سے روایت کیا ہے اور روایت کیا ہے اس کو معمر نے ایوب سے اور بکار نے ابو بکرہ سے اور غندر نے شعبہ سے اس نے منصور سے اس نے ربیع سے اس نے ابو بکرہ سے اس نے حضرت ﷺ سے اور نہیں مرفوع کیا ہے سفیان نے منصور سے بلکہ موقوف بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بِهِذَا وَقَالَ مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ وَهَشَامٌ وَمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَخْنَفِ عَنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ وَرَوَاهُ بَكَارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ أَبِي بَكْرَةَ وَقَالَ غَنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرْفَعَهُ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ.

فائدہ: اختلاف ہے اس حدیث کے معنی میں سو بعض نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ دونوں دوزخ کے مستحق

ہوتے ہیں لیکن ان کا کام اللہ کی سپروہ ہے اگر چاہے گا تو ان کو عذاب کر کے دوزخ سے نکالے گا جیسے اور موحدین کو اور اگر چاہے گا تو ان کو بالکل معاف کر دے گا اور عذاب بالکل نہ کرے گا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے اس پر جو اس کو حلال جانے اور نہیں حجت ہے اس میں خارجیوں وغیرہ کے واسطے جو قاتل ہیں کہ گنہگار لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اس واسطے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ آگ میں ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے جو نہیں دیکھتا لڑنے کو فتنے میں اور وہ لوگ وہ ہیں جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک نہ ہوئے مانند سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب کی اور جمہور اصحاب اور تابعین کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے مدد کرنا حق کی اور لڑنا باغیوں سے اور حمل کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اس پر جو لڑنے سے ضعیف ہو یا حق کے پہچاننے سے اس کی نظر قاصر ہو اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر کہ نہیں جائز ہے طعن کرنا کسی ایک پر اصحاب سے بہ سبب ان لڑائیوں کے کہ واقع ہوئیں درمیان ان کے اگرچہ ان میں سے حق والا پہچانا جائے اس واسطے کہ نہیں لڑے وہ ان لڑائیوں میں مگر اجتہاد سے اور البتہ اللہ نے معاف کیا ہے جو اجتہاد میں خطا کرے بلکہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو اجتہاد میں خطا کرے اس کو ایک ثواب ملتا ہے اور جو ٹھیک بات کو پا جائے اس کو دوسرا ثواب ملتا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے وعید کو جو اس حدیث میں مذکور ہے اس پر جو لڑے بغیر تاویل جائز کے بلکہ واسطے مجرد طلب ملک کے اور البتہ روایت کی بزار نے صحیح حدیث قاتل اور مقتول کے زیادتی جو بیان کرتی ہے مراد کو اور وہ یہ ہے کہ جب تم دنیا پر لڑو تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ اپنے ساتھی کے مارنے پر حریص تھا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے کہا کہ مجرد قصد اور نیت پر مؤاخذہ ہوتا ہے اگرچہ نہ واقع ہو فعل اور جواب دیا ہے اس نے جو اس کا قاتل نہیں ساتھ اس کے کہ اس میں فعل ہے اور وہ سامنا کرنا ہے تھھیاروں سے اور واقع ہونا لڑائی کا اور قاتل اور مقتول دونوں کے دوزخ میں ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں ایک مرتبے میں ہوں اور اس مسئلہ کی بحث کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور کہا ہے علماء نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ کہ اختیار کیا ہے باب الاعتعال کو شری میں اس واسطے کہ وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ ضروری ہے اس میں ہونا فعل کا برخلاف نیکی کے اس واسطے کہ ثواب ملتا ہے اس پر مجرد نیت سے اور تائید کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ البتہ اللہ نے معاف کر دیا ہے میری امت سے جو خطرے کے ان کے دل میں گزرتے ہیں جب تک کہ نہ عمل کریں ساتھ اس کے یا نہ بولیں اور حاصل یہ ہے کہ اس کے تین مرتبے ہیں ایک ہم مجرد ہے سو اس پر ثواب ملتا ہے اور نہیں مؤاخذہ ہوتا دوسرا قرین ہونا فعل کا ہے ساتھ قصد کے اور اس پر

بالاتفاق مؤاخذہ ہوتا ہے تیسرا عزم ہے اور اس میں نزاع ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفِ الْأَمْرِ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةً
کس طرح ہے امر جب کہ نہ ہو جماعت

فائدہ: یعنی کیا کرے مسلمان اختلاف کی حالت میں پہلے اس سے کہ واقع ہو اجتماع کسی خلیفے پر۔

۶۵۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا
الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي
بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا
إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ حُدَيْفَةَ بْنَ
الْيَمَانَ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ
وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ
يُذَرِّبَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي
جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٌّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ
بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ
وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ
وَفِيهِ دَخْنٌ قُلْتُ وَمَا دَخْنُهُ قَالَ قَوْمٌ
يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنَكِّرُ
قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ
نَعَمْ دُعَاةَ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ
إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ
بِالسِّنِّتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكْتَنِي
ذَلِكَ قَالَ تَلْزِمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ
وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ
وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرْقَ كُلَّهَا
وَلَوْ أَنَّ تَعْصُ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُذَرِّكَ
الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ.

۶۵۵۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ
حضرت ﷺ سے نیکی کا حال پوچھتے تھے اور میں بدی کا حال
پوچھتا تھا اس ڈر سے کہ مجھ کو پائے تو میں نے کہا یا حضرت!
بے شک ہم جاہلیت اور بدی میں تھے سو اللہ تعالیٰ یہ خیر
ہمارے پاس لایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی بدی ہے؟
حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا اور کیا پھر اس بدی
کے بعد بھی کوئی بھلائی ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اور
اس میں دخان اور میل ہوگا یعنی جو نیکی کہ بدی کے بعد آئے
گی وہ بھلائی خالص نہ ہوگی بلکہ اس میں کدورت ہوگی میں
نے کہا اور کیا ہے میل اس کا؟ فرمایا راہ چلیں گے بغیر میری
راہ کے یعنی میرے طریقے پر نہ چلیں گے تو ان کے بعض عملوں
کو بھلا جانے گا اور بعض عملوں کو برا جانے گا یعنی بعض کام
موافق شرع کے کریں گے اور بعض مخالف شرع کے میں نے
کہا کیا اس بھلائی کے بعد اور کچھ بدی بھی ہوگی؟
حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں، دوزخ کے دروازوں پر بلانے
والے ہوں گے جو ان کا کہا مانے گا اس کو اس میں ڈال دیں
گے میں نے کہا یا حضرت! ہمارے واسطے ان کی تعریف بیان
کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہماری قوم میں سے اور
ہمارے ہم زبان ہوں گے میں نے کہا سو آپ مجھ کو کیا حکم
کرتے ہیں اگر مجھ کو یہ وقت پا جائے؟ فرمایا کہ لازم پکڑ
ساتھ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا میں نے کہا اگر
ان کے واسطے کوئی جماعت اور امام نہ ہو تو پھر کیا حکم ہے؟
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان سب فرقوں سے الگ ہو جا اور
گوشہ گیری کر اگرچہ کسی درخت کی جڑ کو دانٹ سے پکڑے

یعنی اگرچہ ہو گوشہ گیری ساتھ دانت مارنے کے درخت سے پس نہ عدول کر اس سے یہاں تک کہ تجھ کو موت پائے اور حالانکہ تو اسی پر ہو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ہم جاہلیت اور بدی میں تھے تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ اسلام کے پہلے تھی کفر سے اور ایک دوسرے کے قتل کرنے اور لوٹنے سے اور بے حیائیوں کے لانے سے اور قول اس کا سو اللہ ہمارے پاس یہ خبر لایا یعنی ایمان اور امن اور اصلاح حال کی اور بچنا بے حیائیوں سے اور مراد ساتھ بدی کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی فتنے فسادوں سے بعد قتل ہونے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور لگا تار یا جو مرتب ہوگا اس پر آخرت کے عذاب سے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس میں میل ہوگا یعنی ان کے دل آپس میں صاف نہ ہوں گے ایک دوسرے سے کینہ اور بغض رکھیں گے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہماری قوم میں سے ہوں گے یعنی عرب سے اور بعض نے کہا بنی آدم سے اور بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر میں ہمارے دین پر ہوں گے اور باطن میں مخالف ہوں گے اور کہا عیاض نے کہ مراد ساتھ شر اول کے وہ فتنے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد واقع ہوئے اور مراد ساتھ خیر کے وہ ہے جو اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واقع ہوئے اور مراد ساتھ ان کے جن کو پہچانے گا اور انکار کرے گا وہ حاکم ہیں جو اس کے بعد ہوں گے اس واسطے کہ بعض ان میں سے سنت اور عدل کے ساتھ تمسک کرتے تھے اور بعض ظلم کرتے تھے اور بدعت کی طرف بلا تے تھے، میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ شر اول کے فتنے ہیں جن کی طرف اس نے اشارہ کیا اور مراد ساتھ خیر کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی جمع ہونے سے ساتھ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور مراد دخن سے وہ چیز ہے جو ان کے زمانے میں بعض حاکم تھے مانند زیاد کی عراق پر اور خلاف خارجیوں کا اور مراد ساتھ بلانے والوں کے دوزخ پر جس نے طلب کیا ملک کو خوارج وغیرہ سے اور اسی طرف اشارہ ہے کہ لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے امام کو اگرچہ ظالم ہو اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو اسی پر ہو یعنی اسی طرح دانت مارے ہو یعنی لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے حاکموں کی اطاعت کو اگرچہ نافرمانی کریں کہا بیضاوی نے کہ جب زمین میں کوئی خلیفہ نہ ہو تو لازم ہے تجھ پر گوشہ گیری کرنا اور صبر کرنا زمانے کی شدت پر اور کہا ابن بطلال نے کہ اس حدیث میں حجت ہے واسطے جماعت فقہاء کے کہ واجب ہے لازم پکڑنا مسلمانوں کی جماعت کو اور نہ خروج کرنا ظالم حاکموں پر اس واسطے کہ خیر فرتے کو وہ دوزخ کی طرف بلا تے ہیں اور نہیں ہوں گے وہ مگر ناحق پر اور باوجود اس کے جماعت کے لازم پکڑنے کا حکم کیا کہا طبری نے کہ اختلاف ہے اس امر میں اور جماعت میں سو ایک قوم نے کہا کہ امر واسطے وجوب کے ہے اور جماعت سواد اعظم ہے اور بعض نے کہا کہ مراد جماعت سے خاص اصحاب ہیں نہ جو ان کے بعد ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے اہل علم ہیں اس واسطے کہ اللہ نے ان کو خلق پر

جنت ٹھہرایا ہے اور باقی سب لوگ ان کے تابع ہیں دین کے کام میں کہا طبری نے صواب یہ ہے کہ مراد حدیث میں وہ جماعت ہے جو جمع ہوئی ہوں ایک شخص کے حاکم بنانے پر یعنی سب نے اتفاق کر کے ایک شخص کو حاکم بنایا سو جس نے اس کی بیعت نہ کی وہ جماعت سے خارج ہوا اور اس حدیث میں ہے کہ جب لوگوں کے واسطے کوئی امام نہ ہو اور لوگ گروہ گروہ ہو جائیں تو ان میں سے کسی کی پیروی نہ کرے اور اگر ہو سکے تو سب سے الگ رہے واسطے خوف واقع ہونے کے فتنے میں اور اسی پر محمول ہے جو آیا ہے سب حدیثوں میں کہا ابن ابی جرہ نے کہ اس حدیث میں حکمت اللہ کی ہے اپنے بندوں میں کس طرح قائم کیا ہر ایک کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے سو محبوب کیا طرف اکثر اصحاب کے سوال کرنا وجوہ خیر سے تاکہ عمل کریں ساتھ اس کے اور پہنچائیں اپنے غیروں کو اور اس میں کشادہ ہونا حضرت ﷺ کے سینے کا ہے اور پہچانا حکم کی سب وجوہات کو یہاں تک کہ جواب دیتے تھے ہر سائل کو مناسب اس کے اور اس میں ہے کہ جو چیز کسی کو محبوب ہو وہ اس میں غیر سے فائق ہوتا ہے اسی واسطے حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سر تھے کہ ان کے سوا اس کو کوئی نہ جانتا تھا یہاں تک کہ منافقوں کے نام اور بہت امر آئندہ کے ان کو معلوم تھے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ادب تعلیم سے ہے یہ کہ سکھائے شاگرد کو انواع علوم کے جس کی طرف وہ مائل ہو علوم مباح سے اس واسطے تاکہ جلدی اس کی سمجھ میں آجائے اور یہ کہ جو چیز نیکی کی طرف راہ بتلائے اس کا نام خیر رکھا جاتا ہے اور اس کے عکس اور اس سے لی جاتی ہے مذمت اس شخص کی جس نے ٹھہرائی ہے دین کے واسطے اصل برخلاف کتاب اور سنت کے اور ٹھہرایا ہے کتاب اور سنت کو فرع اس اصل کی جو انہوں نے نئی نکالی ہے اور اس میں واجب ہونا ہر باطل چیز کا ہے اور ہر چیز کا جو ہدایت نبوی کے مخالف ہو خواہ کسی نے کہا ہو شریف نے یا خسیس نے۔ (فتح)

جو برا جانتا ہے کہ بہت کرے فتنے اور ظلم والوں کی

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكْثِرَ سَوَادَ الْفِتَنِ

جماعت کو

وَالظَّلْمِ

فائدہ: مراد سواد سے اشخاص ہیں یعنی اہل فتنہ کو بڑھائے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کسی قوم کی

جماعت کو بہت کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔

۶۵۵۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ مسلمان لوگ کافروں کے ساتھ تھے کافروں کے گروہ کو بڑھاتے تھے حضرت ﷺ پر سوتیر آتا جو مارا جاتا سوان میں سے کسی کو لگتا اور اس کو قتل کرتا یا اس کو مارتا سواں کو قتل کرتا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ بے شک جن لوگوں کو فرشتوں نے بار یعنی ان کی روح قبض کی اس حال میں کہ اپنی جان پر ظلم

۶۵۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ وَعَبْرَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قَطَعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثُ فَكَتَبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَهَانِي أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَنَاسًا مِّنْ

کرنے والے تھے۔

الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكْثِرُونَ
سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتِي السَّهْمُ فَيَرْمِي
فَيَصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَضْرِبُهُ فَيَقْتُلُهُ
فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمْ
الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ﴾

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو مارتا ہے تو یہ معطوف ہے حیاتی پر یعنی اس کو قتل کرتا یا ساتھ تیر کے یا ساتھ تلوار کے اور اس حدیث میں خطا بیان کرنا ہے اس کی جو نافرمانی کرنے والوں کے درمیان ٹھہرے اپنے اختیار سے نہ واسطے قصد صحیح کے اور وہ یہ ہے کہ مثلاً ان پر انکار کرے یا امیدوار ہو کہ کسی مسلمان کو ہلاکت سے چھڑائے گا اور یہ کہ جو ہجرت پر قادر ہو وہ معذور نہیں ہے جیسا کہ واقع ہوا ان لوگوں کے واسطے جو مسلمان ہوئے تھے اور کافروں نے ان کو ہجرت کرنے سے منع کیا پھر جنگ میں کافروں کے ساتھ نکلے تھے نہ اس قصد سے کہ مسلمانوں سے لڑیں بلکہ اس وہم کے واسطے کہ مسلمانوں کی آنکھوں میں کافر بہت معلوم ہوں پس حاصل ہوا مواخذہ واسطے ان کے ساتھ اس کے سوا کرمہ نے دیکھا کہ جو نکلے ساتھ اس لشکر کے جو مسلمانوں سے لڑے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اگرچہ نہ لڑے نہ نیت ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا بَقِيَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ
جب کہ باقی رہ جائے مسلمان کوڑناقص لوگوں

میں تو کیا کرے؟

۶۵۵۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا منتظر ہوں اول یہ کہ ہم کو حدیث بیان کی کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری یعنی ان کی پیدائشی بات ہے پھر جانی انہوں نے فضیلت اس کی قرآن سے پھر معلوم کی سنت سے یعنی ظاہر اور باطن سے امانت دار ہو گئی اور دوسری حدیث ہم سے امانت کے جاتے رہنے کی بیان کی سو فرمایا کہ سوئے گا مرد ایک نیند سواٹھالی جائے گی امانت داری اس کے دل سے تو ہو جائے گا اس کا نشان جیسے آنکھ کا آبلہ یعنی مدہم داغ پھر سوئے گا ایک نیند سواٹھالی جائے گی امانت داری اس

۶۵۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ
حَدَّثَنَا حَذِيفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ
أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ
الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ
عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ
وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ
فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيُظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ
أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى

کے دل سے سو ہو جائے گا اس کا نشان آبلہ کی طرح جیسے تو چنگاڑی کو اپنے پاؤں پر ڈھلکائے سو اس پر آبلہ پڑ جائے سو وہ تجھ کو پھولا ہوا دکھائی دے گا حالانکہ اس میں کچھ نہیں پھر لوگ خرید و فروخت کریں گے اور نہیں قریب کہ کوئی بھی امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ کہا جائے کہ فلاں کی اولاد میں ایک امانت دار مرو ہے یہاں تک کہ پہنچے گی کہ کہا جائے گا آدی کے حق میں کہ فلاں شخص کیا خوب دلاور ہے کیا لطیف اور ظریف ہے کیا خوب عقلمند ہے اور حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان نہیں۔

فِيهَا أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجَلِّ كَجَمْرِ
دَخَرَجْتَهُ عَلَى رَجْلِكَ فَنَقَطَ فَتَرَاهُ مُتَبَرِّأً
وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَّبِعُونَ
فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ لِيُقَالَ إِنَّ لِي
بَنِي فَلَانَ رَجُلًا أَمِينًا وَيُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا
أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجَلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ
مِنْ قَالٍ حَبِيَّةٍ خَرَدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ وَلَقَدْ أَنِي
عَلَى زَمَانٍ وَلَا أَبَالِي أَيْكُمْ بَاتِعْتُمْ لِيْنِ
كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهَ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ وَإِنْ كَانَ
نَصْرَانِيًّا رَدَّهَ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا
كُنْتُ أَبَايَعُ إِلَّا فَلَانًا وَفَلَانًا.

فائدہ: یعنی امانت داری دم بدم کم ہوتی جائے گی آخر کو یہ حال ہو جائے گا کہ نامی اور مشہور لوگ جن کی لوگ تعریف کریں گے ان کی بھی نیت بدل جائے گی کچھ امانت داری ان کے دل میں نہ رہے گی۔

تعبیہ: اور البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا اور میں کچھ پرواہ نہ کرتا تھا کہ میں کسی شخص سے خرید و فروخت کروں اگر مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام مجھ پر پھیرتا اور اگر کوئی نصرانی ہوتا تو اس کا حاکم اس کو مجھ پر پھیرتا اور آج تو میں نہیں خرید و فروخت کرتا مگر فلاں فلاں شخص سے یعنی ان کو ان لوگوں میں وجود امانت کا وثوق تھا اس واسطے ہر آدی سے سودا کرتے تھے بغیر بحث کرنے کے حال اس کے سے پھر جب لوگوں میں خیانت ظاہر ہوئی تو نہ سودا کرتے تھے مگر اس سے جس کا حال پہچانتے، اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ پہلے لوگ قرآن کو سیکھتے تھے پھر سنت کو اور قول اس کا کہ میں دوسری کا منظر ہوں یعنی امانت کا بالکل اٹھ جانا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا موصوف امانت کے مگر شاذ و نادر یعنی سب لوگوں سے امانت اٹھ جائے گی مگر نادر لوگوں سے اور نہیں مخالف ہے اس کو قول حذیفہ رضی اللہ عنہ کا جو حدیث کے اخیر میں ہے اس واسطے کہ وہ نسبت پہلے زمانے کے لوگوں کے ہے یعنی بہ نسبت پہلے زمانے کی ان لوگوں میں امانت داری کم تر ہے اور قول اس کا اگر مسلمان ہوتا، الخ یعنی اگر کسی نے خیانت کی اور سودے میں دغا سے میرا حق لیا سو اگر مسلمان ہوگا تو اسلام کے لحاظ سے میرا حق پھیر دے گا اور اگر نصرانی ہوگا تو اس کا حکم جو مسلمان ہے میرا حق اس سے دلا دے گا اور گویا یہ جواب ہے سوال کا اور سوال یہ ہے کہ خیانت ہمیشہ سے موجود ہے اس واسطے کہ اس وقت میں کافر بھی موجود تھے اور کافر لوگ خیانت کرنے والے ہیں سو اس کا یہ جواب دیا جو

مذکور ہوا اور یہ جو کہا کہ البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا، الخ تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ امانت میں نقص اس زمانے سے شروع ہوا اور امانت سے مراد وہ چیز ہے جو چھپی ہو اور نہ جانتا ہو اس کو مگر اللہ مکلف سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرائض ہیں جن کا حکم ہوا اور جن سے منع ہوا اور بعض نے کہا کہ وہ بندگی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ تکالیف ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے عہد میثاق ہے اور یہ اختلاف واقع ہوا ہے بیچ تفسیر امانت کے جو مذکور ہے آیت میں ﴿إِنَّا عَوَضْنَا الْأَمَانَةَ﴾ الآیۃ اور ابن عربی نے کہا کہ مراد امانت سے حدیث میں ایمان ہے سو جب دل میں قرار پڑے تو قائم ہوتا ہے ساتھ مامور کے اور باز رہنے کے ممنوع چیز سے اور تحقیق اس کی اس چیز میں کہ ذکر کی گئی ہے امانت کے اٹھ جانے سے کہ بدیاں ایمان کو ہمیشہ ضعیف کرتی ہیں یہاں تک کہ جب ضعف انتہا کو پہنچتا ہے تو نہیں باقی رہتا مگر اثر ایمان کا اور وہ زبان سے اقرار کرتا ہے اور اعتقاد ضعیف بیچ ظاہر دل کے سوتشبیہ دی اس کو ساتھ اثر کے بیچ ظاہر بدن کے اور کفایت کی ضعف ایمان سے ساتھ نبیذ کے اور بیان کی مثال واسطے دور ہونے ایمان کے دل سے حال میں ساتھ وور ہونے چنگاڑی کے پاؤں سے یہاں تک کہ واقع ہوزمین میں اور جو بخاری رضی اللہ عنہ نے باب باندھا ہے وہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی طبری نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اے عبد اللہ! تو کیا کرے گا جب کہ تو رہ جائے گا کوڑ ناقص لوگوں میں جن کے عہد و پیمان اور امانت داریاں بگڑ جائیں گے اور ان میں پھوٹ پڑ جائے گی تو وہ لوگ اس طرح ہو جائیں گے اور حضرت ﷺ نے ان کے اختلاف کی مثال دی اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیاں قینچی کر کے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! سو اس وقت کیا کروں؟ فرمایا کہ خاص اپنے حال پر متوجہ ہونا اور عام لوگوں کو ان کے حالات پر چھوڑ دینا کہا ابن بطلال نے کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا اور نہیں داخل کیا اس کو باب میں اس واسطے کہ اس کی شرط پر نہیں پس داخل کیا ان کے معنوں کو حدیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں، میں کہتا ہوں اور جمع ہوتی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے بیچ کم ہونے امانت کے اور نہ وفا کرنے کے ساتھ عہد و پیمان کے اور شدت اختلاف کے۔ (فتح)

فتنے فساد کے وقت جنگوں میں جا رہنا

بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ

فائدہ: اور وہ یہ ہے کہ انتقال کرے مہاجر اپنی ہجرت کے شہر میں پس جنگل میں جا رہے سو ہجرت کے بعد پھر گنوار ہو جائے اور حضرت ﷺ کے وقت یہ حرام تھا مگر یہ کہ حضرت ﷺ اس کو اجازت دیں اور مقید کیا اس کو ساتھ فتنے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اجازت سے وقت اترنے فتنے کے جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں ہے اور بعض نے کہا کہ منع کیا جائے لیکن سلف کو اس میں اختلاف ہے بعض نے تو سلامتی اور گوشہ گیری کو اختیار کیا ہے اور بعض نے کہا کہ لڑائی کرے اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

۶۵۶۰۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حجاج پر داخل ہوا یعنی جب کہ حجاج حجاز کا حاکم ہوا بعد قتل کرنے ابن زبیر کے اور مکے سے مدینے میں گیا سو کہا کہ اے اکوع کے بیٹے! کیا تو مرد ہو گیا ہے تو نے جنگل میں جگہ پکڑی ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی جنگل میں رہنے کی اور یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم شہید ہوئے تو نکلا سلمہ رضی اللہ عنہ طرف ربذہ کی کہ ایک جگہ ہے جنگل میں درمیان مکے اور مدینے کے اور وہاں ایک عورت سے نکاح کیا اور اس نے اس کے واسطے اولاد جنی سو ہمیشہ رہا اس میں یہاں تک کہ مرنے سے پہلے چند روز آیا اور مدینے میں اترا یعنی اور مدینے میں آ کر فوت ہوا۔

۶۵۶۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَيَّ عَقِيْبِكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ لَا وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدِنَ لِي فِي الْبَدْوِ وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا قَتَلَ عُثْمَانَ بْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ إِلَى الرَّبِذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتَّى قَبِلَ أَنْ يَمُوتَ بِلِيَالٍ فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ.

فائدہ: یہ جو کہا کیا تو مرد ہو گیا ہے تو یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ ہجرت کے بعد پھر جنگل میں جا رہنا کبیرہ گناہ ہے اور کہا ابن اشیر نے کہ جو ہجرت کرنے کے بعد بغیر عذر کے اپنی جگہ کی طرف پھر جاتا اس کو مرد شمار کرنے سے اور یہ حجاج نے بڑی بے ادبی کی کہ ایسے برے لفظ سے اس کو خطاب کیا پہلے اس سے کہ اس کا عذر معلوم کرے اور بعض نے کہا کہ حجاج اس کے قتل کا ارادہ کرتا تھا سو اس نے ایسی وجہ بیان کی جس سے وہ قتل کا مستحق ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم مہاجر ہی ہو جس جگہ رہو گے۔ (فتح)

۶۵۶۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور پانی برسنے کے مقامات پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فتنے فسادوں کے سبب سے یعنی فساد کے وقت گوشہ گیری بہتر ہے کہ لوگوں کے ملنے سے ایسے وقت میں ایمان سلامت نہیں رہتا تو بکریاں چرا کر کھانا بہتر ہے۔

۶۵۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ عَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعْفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَقْرُبُ بَدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ ذکر کرنے اس حدیث کے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی پر محمول ہے اس واسطے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو فتنے فساد واقع ہوئے تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے گوشہ گیری کی اور ربذہ میں جا رہے

اور وہاں نکاح کیا اور ان لڑائیوں میں شریک نہ ہوئے اور حق حمل کرنا عمل سب اصحاب کا سداد پر ہے سو جس نے ہتھیار پہنے اس کے واسطے دلیل ظاہر ہوئی واسطے ثابت ہونے ساتھ لڑنے امر کے ساتھ لڑنے کے باغی گروہ سے اور اس کو اس پر قدرت تھی اور جو بیٹھا نہ ظاہر ہوا اس کے واسطے کہ دونوں سے کون گروہ باقی ہے جب کہ اس کو لڑائی کی قدرت نہ تھی اور البتہ واقع ہوا ہے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور باوجود اس کے نہ لڑتا تھا سو جب عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس وقت لڑا اور یہ حدیث بیان کی کہ ہائے عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت گوشہ گیری کے جس کو اپنے دین کا خوف ہو اور اختلاف کیا ہے سلف نے اصل گوشہ گیری میں سو کہا جمہور نے کہ لوگوں میں رہنا بہتر ہے اس واسطے کہ اس میں حاصل کرنا دینی فائدوں کا ہے واسطے قائم ہونے کے ساتھ شعائر اسلام کے اور بڑھانے جماعت مسلمانوں کے اور پہنچانے انواع خیر کے طرف ان کی مدد اور فریادری اور بیمار پرسی وغیرہ سے اور ایک قوم نے کہا کہ گوشہ گیری بہتر ہے واسطے تحقیق ہونے سلامتی کے بیچ اس کے بشرط معرفت اس چیز کے کہ متعین ہو اور کہا نووی رضی اللہ عنہ نے مختار فضیلت آدمیوں میں رہنے کی ہے اس کے واسطے جس کو گمان غالب نہ ہو کہ وہ گناہ میں پڑ جائے گا اور اگر امر مشکل ہو تو گوشہ گیری افضل ہے اور بعض نے کہا کہ مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے سو بعض پر ایک امر واجب ہوتا یا راجح اور نہیں ہے کلام اس میں بلکہ جب دونوں جانب مساوی ہو سو مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے اور اگر معارض ہوں تو مختلف ہیں ساتھ اختلاف اوقات کے سو جس پر لوگوں میں رہنا لازم ہے وہ ہے جس کو قدرت ہو اوپر دور کرنے برے کام کے سو اس پر لوگوں میں رہنا فرض عین ہے یا کفایہ بحسب حال اور امکان کے اور راجح ہے اس کے حق میں جس کو گمان غالب ہو کہ وہ سلامت رہے گا جب کہ قائم ہوگا امر بالمعروف میں اور جس کے حق میں مساوی ہے وہ ہے جس کو اپنے نفس پر امن حاصل ہو اور یہ اس وقت جب کہ فتنہ عام نہ ہو اور اگر فتنہ واقع ہو تو راجح ہے گوشہ گیری اس واسطے کہ ایسے وقت غالباً آدی گناہ میں پڑ جاتا ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے عقوبت ساتھ فتنہ والوں کے پس عام ہوتی ہے اس کو جو اس کے اہل سے نہ ہو۔ (فتح)

فتنوں سے پناہ مانگنا

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس کے مشروع ہونے میں رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ اللہ سے فتنہ مانگو اس واسطے کہ اس میں منافقوں کا ہلاک ہونا ہے اور کتاب الدعوات میں چند باب گزر چکے ہیں واسطے پناہ مانگنے کے چند چیزوں سے انہیں میں ہے پناہ مانگنا مال کے فتنے سے اور محتاجی کے فتنے سے اور نکمی عمر کے فتنے سے اور دنیا کے فتنے سے اور آگ کے فتنے سے اور سوائے اس کے کہا علماء نے کہ حضرت ﷺ نے ارادہ کیا اس کے مشروع کرنے کا اپنی امت کے واسطے۔ (فتح)

۶۵۶۲۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَصَالَةَ حَدَّثَنَا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے

حضرت ﷺ سے سوال کیا یہاں کہ آپ کو سوال سے گھیر یعنی حضرت ﷺ کو پلٹ گئی تو حضرت ﷺ ایک دن منبر پر چڑھے سو فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے پوچھو گے تم کو بتلا دوں گا تو میں نے دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ ہر آدمی کپڑے میں سر ڈالے روتا ہے سو شروع کیا کلام کرنا ایک مرد نے جو جھگڑے کے وقت اپنے باپ کے سوا اور کی طرف نسبت کیا جاتا تھا یعنی اس کو اپنے باپ کا بیٹا نہ کہتے تھے تو اس نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ہے پھر شروع کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کلام کرنا سو کہا کہ ہم راضی ہیں اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں فتنوں کی بدی سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں دیکھا میں نے کوئی دن نیکی بدی میں کبھی جیسے آج کا دن ہے بے شک شان یہ ہے کہ بہشت اور دوزخ کی صورت میرے سامنے لائی گئی یہاں تک کہ میں نے ان کو دیکھا دیوار سے یعنی اپنے اور دیوار کے درمیان، کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ ذکر کی جاتی ہے یہ حدیث نزدیک اس آیت کے کہ اے لوگو! نہ پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کی ماں نے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اوپر اس کے کہ تو نے اپنے

باپ کا نام پوچھا اس نے کہا کہ میں نے چاہا کہ میں معلوم کروں کہ میرا باپ کون ہے۔ (فتح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ ہر مرد اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹے روتا ہے اور کہا کہ میں کہتا ہوں اس حال میں کہ اللہ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں کی بدی سے یا فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں فتنوں کی بدی سے۔

هَسَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْفَوْهُ بِالسَّأَلِ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمُنْبَرِ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَأَفَ رَأْسَهُ فِي نَوْبِهِ يَبْكِي فَأَنْشَأُ رَجُلٌ كَمَا إِذَا لَأَحَى يَدْعُو إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهُ مَنْ أَبِي فَقَالَ أَبُوكَ حَذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهُ صُورَتْ لِي الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتَّى رَأَيْتُهُمَا دُونَ الْحَائِطِ فَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ هَذَا الْحَدِيثَ عِنْدَ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبَدَّ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ﴾.

وَقَالَ عَبَّاسُ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِذَا وَقَالَ كُلُّ رَجُلٍ لَأَفَ رَأْسَهُ فِي نَوْبِهِ يَبْكِي وَقَالَ عَائِدًا بِاللَّهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ أَوْ قَالَ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ سَوَائِ الْفِتَنِ.

فائدہ: اور اس حدیث کی باقی شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی۔ (فتح)

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں یہ ہے کہ میں یہ کہتا ہوں اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں کے شر سے۔

وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا وَقَالَ عَائِذًا بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ.

فتنہ پورب کی طرف سے ہوگا

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ

۶۵۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے پہلو میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ فتنہ اس طرف سے ہوگا فتنہ فساد اس جانب سے ہوگا جس طرف سے شیطان کا سینگ یا فرمایا سورج کا سینگ نکلتا ہے۔

۶۵۶۴۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ الْفِتْنَةُ هَا هُنَا الْفِتْنَةُ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ أَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّمْسِ.

فائدہ: مراد شیطان کے سینگ سے سورج ہے اور مراد سورج کے سینگ سے خود سورج ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنہ اس طرف سے پیدا ہوگا اور اشارہ کیا طرف مشرق کی اور ایک روایت میں ہے کہ فتنے فساد کی زمین اس طرف ہے اور اشارہ کیا طرف مشرق کی جس جگہ شیطان کا سینگ یعنی آفتاب نکلتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین بار فرمایا۔ (فتح)

۶۵۶۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ مشرق کی طرف منہ کیے تھے خبردار ہو بے شک فتنہ اس جانب سے ہوگا جس جگہ سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

۶۵۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ يَقُولُ إِلَّا إِنْ الْفِتْنَةُ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

۶۵۶۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الہی! برکت دے ہم کو ہماری شام میں الہی!

۶۵۶۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ

برکت دے ہم کو ہمارے یمن میں لوگوں نے کہا کہ ہمارے نجد کے واسطے بھی برکت کی دعا کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا الہی! برکت دے ہم کو ہمارے شام میں الہی! برکت دے ہم کو ہمارے یمن میں لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد کے واسطے بھی دعا کیجیے سو میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے تیسری بار میں فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے فساد ہوں گے اور اس جانب سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ حضرت ﷺ نے مشرق والوں کے واسطے دعا نہ کی تا کہ ضعیف ہوں اس فساد سے جو رکھا گیا ہے ان کی جہت میں واسطے غالب ہونے شیطان کے ساتھ فتنوں کے اور یہ جو فرمایا سینگ شیطان کا تو کہا داؤدی نے کہ سورج کے واسطے ہیئتہ سینگ ہے اور احتمال ہے کہ مراد قرن سے شیطان کی قوت ہو کہ جس کے ساتھ گمراہ کرنے پر مدد لیتا ہے اور یہ احتمال اجبہ ہے اور بعض نے کہا کہ شیطان اپنے سر کو سورج کے ساتھ جوڑتا ہے وقت چڑھنے اس کے کے تا کہ سورج پرستوں کا سجدہ اس کے واسطے واقع ہو اور احتمال ہے کہ سورج کے واسطے شیطان ہو کہ سورج اس کے دونوں سینگوں میں نکلتا ہو کہا خطابی نے کہ قرن ایک زمانے کے لوگوں کا نام ہے جو پیدا ہوتے ہیں بعد فنا ہونے اگلوں کے اور اس کے غیر نے کہا کہ مشرق والے اس وقت کافر تھے سو خبر دی حضرت ﷺ نے کہ فساد اس طرف سے ہوگا سو جس طرح حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور اول فتنہ مشرق کی جانب سے پیدا ہوا اور ہوا وہ سب مسلمانوں کی پھوت کا اور اس کو شیطان چاہتا تھا اور اس سے خوش ہوتا ہے اور اسی طرح بدعتیں بھی اسی جانب سے پیدا ہوئیں اور نجد مشرق کی جانب میں ہے سو مدینے والوں کا نجد عراق کا جنگل ہے اور وہ مدینے والوں کا مشرق ہے اور نجد کہتے ہیں اونچی زمین کو اور وہ خلاف غور کے ہے اور تہامہ غور یعنی گہری زمین میں ہے اور مکہ تہامہ میں ہے۔ (فتح)

۶۵۶۶۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہم پر نکلے سو ہم امیدوار ہوئے کہ کوئی اچھی بات ہم سے بیان کریں کہا سو ایک مرد نے اس کی طرف ہم سے جلدی کی سو اس نے کہا اے ابو عبد الرحمن! (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) حدیث بیان کر ہم سے فتنے میں لڑنے کی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لڑوان سے یہاں تک کہ نہ رہے کوئی فتنہ تو

۶۵۶۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ
الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانَ عَنْ وَبَرَةَ
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ
خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا أَنْ
يُحَدِّثَنَا حَدِيثًا حَسَنًا قَالَ فَبَادَرْنَا إِلَيْهِ
رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدِّثْنَا عَنِ

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ کیا ہے فتنہ تیری ماں تجھ کو روئے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت منالہ رضی اللہ عنہا کافروں سے لڑتے تھے اور ان کے دین میں داخل ہونا فتنہ تھا اور نہیں لڑنا تمہارا ملک پر۔

الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللَّهُ يَقُولُ ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ هَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ ثِكْلُكَ أُمَّكَ إِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ الدُّخُولُ فِي دِينِهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمَلِكِ.

فائدہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو مراد اس کی یہ ہے کہ حجت پکڑی ساتھ آیت کے اوپر جائز ہونے لڑائی کے فتنے میں اور یہ کہ اس میں رد ہے اس پر جو اس کو چھوڑے یعنی فتنے میں نہ پڑے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اور یہ جو کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے تو زجر ہے اس کے واسطے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ ضمیر ہم کی بیچ قول اللہ کے وقتلوہم کافروں کے واسطے ہے یعنی لڑو کافروں سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی جو دین اسلام سے فتنے میں پڑے اور مرتد ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی اپنے دین سے فتنے میں پڑتا تھا اس کو مار ڈالتے تھے یا قید کرتے تھے یہاں تک کہ اسلام بہت ہوا سونہ باقی رہا فتنہ یعنی کسی کافر کی جانب سے کسی مسلمان کے واسطے اور یہ جو کہا کہ نہیں جیسا لڑنا تمہارا ملک پر یعنی واسطے طلب بادشاہی اور حکومت کے یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی درمیان مروان اور اس کے بیٹے عبدالملک کے اور درمیان ابن زبیر کے اور شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں نہیں لڑنا چاہیے اگرچہ معلوم ہو جائے کہ ایک گروہ حق پر ہے اور دوسرا باطل پر اور بعض نے کہا کہ فتنہ خاص ہے ساتھ اس کے جب کہ واقع ہو لڑائی واسطے طلب ملک کے اور جب کہ گروہ باغی معلوم ہو جائے تو اس کا نام فتنہ نہیں رکھا جاتا اور واجب ہے لڑنا اس سے یہاں تک کہ رجوع کرے طرف فرمانبرداری کی اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

باب ہے بیچ بیان اس فتنے کے کہ موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ نے اس امت میں پانچ فتنے رکھے ہیں پانچواں فتنہ وہ ہے جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے کہ لوگ اس میں چو پادوں کی طرف ہو جائیں گے ان کی عقل جاتی رہے گی۔

اور کہا ابن عیینہ خلف سے کہ لوگ مستحب جانتے ہیں کہ فتنوں کے وقت یہ بیت پڑھیں کہ لڑائی پہلے پہل جوان ہوتی ہے، دوڑتی ہے اپنی زینت سے ہر جاہل کی طرف،

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلْفِ بْنِ حَوْشَبٍ كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَتَمَلَّوْا بِهِذِهِ الْآيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ قَالَ أَمْرُ الْقَيْسِ

یہاں تک کہ جب بھڑکتی ہے اور جوان ہوتا ہے بھڑکتا اس کا تو پیٹھ دیتی ہے بوڑھی ہو کر نہیں لائق صحبت کے یعنی کوئی اس کے نکاح کی رغبت نہیں کرتا اس کے بہت بال سفید ہو جاتے ہیں اور اس کی خوبصورتی بدصورتی سے بدل جاتی ہے اور اس کا حال متغیر ہو جاتا ہے مکروہ ہو جاتی ہے واسطے سوگھنے اور چومنے کے یعنی لڑائی پہلے پہل دل کو بھاتی ہے پھر بوڑھی عورت کی طرح مکروہ نظر آتی ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ پڑھنے ان آیات کے یاد رکھنا اس کا ہے جو انہوں نے دیکھا اور سنا فتنے کے حال سے کہ ان کو ان کے پڑھنے سے فتنے کا حال یاد آ جاتا ہے پس روکتا ہے ان کو داخل ہونے سے بیچ اس کے تاکہ نہ مغرور ہوں اس کے ظاہر امر پر اول میں۔

۶۵۶۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک کہا کہ تم میں سے کون یاد رکھتا ہے حدیث حضرت ﷺ کی فتنے کے باب میں؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور اولاد اور ہمسائے کے حق میں اس کو دور کر ڈالتا ہے روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکتا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ سے یہ نہیں پوچھتا لیکن میں اس فتنے کا حال پوچھتا ہوں جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے کہا کہ اے امیر المؤمنین! تجھ پر اس کا کچھ ڈرنہیں کہ تیرے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ کیا وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا کھل جائے گا؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ ٹوٹ جائے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب تو کبھی بند نہیں ہوگا میں نے کہا کہ ہاں، ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دروازے کو جانتے تھے؟ کہا ہاں، جیسا میں

الْحَرْبُ أَوْلَ مَا تَكُونُ فِتْنَةً تَسْعَى
بِزَيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُولٍ حَتَّى إِذَا اشْتَعَلَتْ
وَسَبَّ ضِرَامُهَا وَلَتْ عَجُوزًا غَيْرَ ذَاتِ
حَلِيلٍ شَمَطَاءَ يُنْكِرُ لَوْنَهَا وَتَغَيَّرَتْ
مَكْرُوهَةً لِلشَّمِّ وَالْقَبِيلِ.

۶۵۶۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ
حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ
سَمِعْتُ حَذِيفَةَ يَقُولُ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ
عِنْدَ عُمَرَ إِذْ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ فِتْنَةُ
الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ
تُكْفِرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ
بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ
عَنْ هَذَا أَسْأَلُكَ وَلَكِنَّ النَّبِيَّ تَمُوجُ كَمُوجِ
الْبَحْرِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ
عُمَرُ أَيُّكُمُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ بَلْ
يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ إِذَا لَا يُغْلَقُ أَبَدًا قُلْتُ
أَجَلٌ قُلْنَا لِحَذِيفَةَ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ
قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونََ غَدِ لَيْلَةً

جاننا ہوں کہ رات آئندہ دن سے پہلے ہے یعنی اس کو علم بدیہی حاصل تھا مثل اس کی اور یہ اس واسطے کہ میں نے اس سے وہ حدیث بیان کی جو نہیں ہے غلط سوہم ڈرے کہ حدیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کا حال پوچھیں سوہم نے مسروق کو حکم کیا تو اس نے حدیفہ رضی اللہ عنہ کو پوچھا کہ دروازے سے کیا مراد ہے اس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔

وَذَلِكَ أَنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَعْلَى
فَهَبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مِنَ الْبَابِ فَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا
فَسَأَلَهُ فَقَالَ مِنَ الْبَابِ قَالَ عُمَرُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الہی! مجھ کو وہ فتنہ نہ پائے حدیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ ڈر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بڑے فتنے کا حال پوچھا تھا حدیفہ رضی اللہ عنہ نے اول اس کو خاص فتنے کا حال بتلایا تا کہ نہ غمگین ہو اور اسی واسطے کہا کہ تیرے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہو اور یہ نہ کہا کہ تو دروازہ ہے یہ حسن ادب ہے اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ٹوٹ گیا تو بند نہیں ہوگا تو یہ اس جہت سے کہ ٹوٹنا نہیں ہوتا ہے مگر غلبہ اور غلبہ نہیں واقع ہوتا ہے مگر فتنے میں اور معلوم ہوا حدیث نبوی ﷺ سے کہ لڑائی امت کے درمیان واقع ہونے والی ہے اور قتل کرنا ان میں قیامت تک رہے گا۔ (فتح)

۶۵۶۸۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن قضائے حاجت کے واسطے مدینے کے ایک باغ کی طرف نکلے اور میں حضرت ﷺ کے پیچھے چلا سو جب حضرت ﷺ باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھا اور میں نے کہا کہ میں آج حضرت ﷺ کا دربان ہوں گا اور حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم کیا کہ میں دربان ہوں سو حضرت ﷺ تشریف لے گئے اور اپنی حاجت سے فراغت کی اور کنویں کی نشست گاہ یا کنارے پر بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ﷺ سے اجازت مانگی تاکہ اندر آئیں میں نے کہا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے اجازت مانگوں تو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا میں نے کہا یا حضرت! ابوبکر رضی اللہ عنہ

۶۵۶۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكَ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي
مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى حَائِطٍ مِنْ
حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ وَخَرَجْتُ فِي
إِثْرِهِ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ
وَقُلْتُ لَا أَكُونَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْمُرْنِي فَذَهَبَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَى حَاجَتَهُ
وَجَلَسَ عَلَى قَفِّ الْبَيْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ
وَدَلَّاهُمَا فِي الْبَيْرِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ
عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتَّى

آپ سے اجازت مانگتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور حضرت ﷺ کی دائیں طرف آئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے میں نے کہا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے اجازت مانگوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا سو وہ حضرت ﷺ کی بائیں طرف آئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا تو کنویں کا کنارہ بھر گیا اس میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہی پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے کہا کہ اس جگہ ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے اجازت مانگوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا اور اس کے ساتھ بلا ہے جو اس کو پہنچے گی سو عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ نہ پائی سو پھر یہاں تک کہ ان کے سامنے آئے کنویں کے کنارے پر بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا سو میں نے اپنے بھائی کی تمنا کی اور اللہ سے دعا مانگی کہ وہ آئے، کہا ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے سو میں نے اس کی تاویل کی ان کی قبروں سے کہ جمع ہوئیں اس جگہ یعنی ان کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور جدا ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ یعنی ان کی قبر جدا ہوگی ان کی قبروں سے۔

أَسْتَأْذِنُ لَكَ فَوَقَفَ فَجَنَّتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ قَالَ أُنْذِنُ لَهُ وَبَشِّرُهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَاءَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِرِّ فَجَاءَ عُمَرُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنْذِنُ لَهُ وَبَشِّرُهُ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِرِّ فَاثْمَلًا الْقُفَّ فَلَمْ يَكُنْ فِيهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنْذِنُ لَهُ وَبَشِّرُهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ يُصِيبُهُ فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا فَتَحَوَّلَ حَتَّى جَاءَ مُقَابِلَهُمْ عَلَى شَفَةِ الْبِرِّ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي الْبِرِّ فَجَعَلْتُ أَتَمَنَّى أَحَا لِي وَأَدْعُو اللَّهَ أَنْ يَأْتِيَ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَتَأَوَّلْتُ ذَلِكَ قُبُورَهُمْ اجْتَمَعَتْ هَا هُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزری اور مراد بیان کرنے کے سے یہاں اشارہ ہے اس طرف کہ قول حضرت ﷺ کا عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کہ اس کو بلا پہنچے گی وہ چیز ہے کہ ان کے واسطے واقع ہوئی قتل سے کہ پیدا ہوئے اس سے فتنے جو واقع ہوئے درمیان اصحاب کے جنگ جمل میں پھر صفین میں اور جو اس کے بعد ہے اور

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا عثمان رضی اللہ عنہما کو ساتھ بلا کے باوجود اس کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی شہید ہوئے تھے اس واسطے کہ جیسے عثمان رضی اللہ عنہما بتلا ہوئے تھے ویسے عمر رضی اللہ عنہما بتلا نہیں ہوئے اس واسطے کہ غالب ہوئے تھے وہ لوگ جنہوں نے چاہا کہ عثمان رضی اللہ عنہما سے خلافت چھین لیں بسبب اس کے کہ منسوب کیا تھا انہوں نے ان کو طرف جور اور ظلم کی باوجود بری ہونے عثمان رضی اللہ عنہما کے اس سے اور معذور ہونے کے پھر وہ ہجوم کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے گھر میں جا گئے اور ان کے گھر والوں کی بے ستری کی اور یہ نسب زیادتی ہے ان کے قتل پر اور حاصل یہ ہے کہ مراد ساتھ بلا کے وہ چیز ہے کہ خاص کیے گئے ساتھ ان کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ان امروں سے جو زائد ہیں قتل پر۔ (فتح)

۶۵۶۹۔ حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ تو اس سے یعنی عثمان رضی اللہ عنہما سے کلام نہیں کرتا اُسامہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ میں نے اس سے کلام کیا بغیر اس کے کہ تیرے واسطے فتنہ کا دروازہ کھولوں کہ ہوں میں اول کھولنے والا اس کا اور نہیں میں وہ کہہوں کسی مرد سے جو دو آدمیوں پر حاکم ہو کہ تو بہتر ہے اس کے بعد کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ لایا جائے گا ایک مرد یعنی قیامت کو تو ڈالا جائے گا دوزخ میں یعنی اس کے پیٹ سے انتڑیاں نکل پڑیں گی تو وہ ان کے ساتھ گھومتا پھرے گا جیسے گدھا اپنی پچلی کے گرد گھومتا ہے تو جمع ہوں گے اس کے گرد دوزخی لوگ تو کہیں گے کہ اے فلانے! کیا تو نیک باتیں نہ بتلاتا تھا اور خود اس کو نہ کرتا تھا اور بد کام سے منع کرتا تھا لیکن خود کرتا تھا۔

۶۵۶۹۔ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ قِيلَ لِأَسَامَةَ الْأَخْبَرِ هَذَا قَالَ قَدْ كَلَّمْتَهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَفْتَحُهُ وَمَا أَنَا بِاللَّيْئِ أَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ أَمِيرًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُجَاءُ بِرَجُلٍ فَيَطْرَحُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطْحَنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَطْبِئُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ أَيُّ فُلَانٍ أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ إِنِّي كُنْتُ أَمْرًا بِالْمَعْرُوفِ وَلَا أَفْعَلُهُ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهُ.

فائدہ: یہ جو کہا بغیر اس کے کہ دروازہ کھولوں یعنی میں نے اس سے کلام کیا جس میں تم نے اشارہ کیا لیکن بطور مصلحت اور ادب کے پوشیدہ بغیر اس کے کہ میری کلام سے فتنہ انگیزی ہو اور کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ کلام کرے عثمان سے اس چیز میں کہ انکار کیا ہے لوگوں نے ساتھ اس کے عثمان رضی اللہ عنہما پر اپنے قرابتیوں کے حاکم بنانے سے اور سوائے اس کے اور ظاہر یہ ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہما ڈرتا تھا اس شخص پر جو ادنیٰ چیز پر حاکم ہو اور اگرچہ اس کی حکومت چھوٹی ہو کہ ضروری ہے اس کے واسطے کہ اپنی رعیت کو نیک بات بتلائے اور بد کام سے منع کرے پھر نہ واقع ہوا اس

سے قصور اسی واسطے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ کسی پر سردار نہ بنے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے اپنے قول سے کہ میں کسی حاکم کو بہتر نہیں کہتا بلکہ غایت یہ ہے کہ حسب برابر اتر جائے اور نجات پائے اور کہا عیاض نے کہ مراد اُسامہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ میں حکم کھلا امام پر انکار کا دروازہ نہیں کھولتا بلکہ نرمی سے اور پوشیدہ اس کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ لائق تر ہے ساتھ قبول کے اور یہ جو کہا کہ میں کسی حاکم کو بہتر نہیں کہتا تو اس میں مذمت ہے حاکموں کی مداہنت کے حق میں اور اظہار کرنا اس چیز کا کہ باطن میں اس کے برخلاف ہو جیسے چالوسی کرنے والا ساتھ باطل کے اور سوا اشارہ کیا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے طرف مدارت محمود کے اور مداہنت مذموم کے اور مدارت یہ ہے کہ اس میں دین میں قدح نہ ہو اور مداہنت مذموم یہ ہے کہ اس میں قبیح چیز کو آراستہ کرنا ہو اور باطل کو صواب کہنا اور مانند اس کی اور کہا طبری نے کہ اختلاف ہے سلف کو امر بالمعروف میں سوا ایک گروہ نے کہا کہ مطلق واجب ہی ہے واسطے عموم اس حدیث کے کہ جو بد کام کو دیکھے تو چاہیے کہ اس کو تغیر کرے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے انکار کرنا بد کام پر لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ نہ لاحق ہو انکار کرنے والے کو بلا جس کا اس سے مقابلہ نہ ہو سکے مانند قتل کی اور مانند اس کی اور بعض نے کہا کہ دل سے انکار کرے اور صواب اعتبار کرنا شرط مذکور کا ہے اور کہا طبری نے اگر تو کہے کہ امر بالمعروف کرنے والے جو اُسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہیں دوزخ میں کیوں گئے تو جواب یہ ہے کہ وہ نہ بجالائے جو ان کو حکم ہوا تھا پس اپنی نافرمانی کے سبب سے ان کو عذاب ہو اور ان کے امیر کو اس واسطے عذاب ہوا کہ وہ ان کو اس سے منع نہ کرتا تھا اور حدیث میں تعظیم حاکموں کی ہے اور ادب کرنا ان کا اور پہنچنا ان کو جو لوگ ان کے حق میں کہیں تا کہ بازر ہیں۔ (فتح)

یہ باب ہے

بَابُ

۶۵۷۰۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے ایک بات سے دن جنگ جمل کے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو حاکم کیا تو فرمایا کہ نہ بھلا ہو گا اس قوم کا کبھی جنہوں نے عورت کو اپنے کام پر حاکم بنایا۔

۶۵۷۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسًا مَلَكَوا ابْنَةَ كِسْرَى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ.

فائدہ: جنگ جمل اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں اور جنگ جمل کا مختصر قصہ یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلو ایوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ بازار میں تھے تو لوگوں نے کہا کہ ہاتھ دراز کر ہم تجھ سے بیعت کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہرو یہاں تک کہ لوگ صلاح کر لیں پس کہا انہوں نے کہ اگر لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے پھر گئے اور کوئی اس کے بعد خلیفہ نہ ہوا تو امت میں اختلاف اور

فساد پڑ جائے گا سولوگوں نے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی پھر طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سب لوگوں نے ان سے بیعت کی پھر طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ سے عمرہ کرنے کی اجازت لی اور مکے کی طرف نکلے اور دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملے تو سب نے اتفاق کیا اس پر کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے اور اس کے مارنے والوں کو قتل کیا جائے اور یعلیٰ بن امیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے صنعاء پر حاکم تھا وہ بھی مکے میں حج کو آیا اور وہ بڑی شان والا تھا تو اس نے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو چار لاکھ آدمی سے مدد دی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے اسی اشرفیوں سے اونٹ خریدا جس کا عسکر نام تھا پھر سب جمع ہو کر بصرے کی طرف گئے وہاں کے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص لینے کو آئے ہیں ہم اگر اس کے واسطے غصہ نہ کریں تو ہم نے انصاف نہ کیا اگر تین باتوں میں بھی ہم غصہ نہ کریں حرام ہونا خون کا اور شہر کا اور مہینے کا یعنی تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کا ناحق خون کیا اور جب علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں گئے تو دو آدمی علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو سلام کر کے ان سے اس کا سبب پوچھا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر ظلم اور اس کو قتل کیا اور میں ان سے الگ ہوں پھر مجھ کو انہوں نے خلیفہ بنایا اور اگر دین کا خوف نہ ہوتا تو میں خلیفہ نہ بنتا پھر طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی اور میں نے ان سے عہد و پیمان کیا پھر دونوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا جو عائشہ رضی اللہ عنہا کو لائق نہ تھا یعنی اس کو بھڑکایا سو مجھ کو ان کی خبر پہنچ گئی اور میں ڈرتا ہوں کہ اسلام کو رخنہ ہو جائے سو میں ان کی تابعداری کروں گا اور ان کے ساتھ والوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ ان سے لڑنے کا نہیں مگر یہ کہ وہ لڑیں اور ہم نہیں نکلے مگر واسطے اصلاح کے پھر پہلے پہل لڑائی دونوں لشکر کے لڑکوں میں شروع ہوئی انہوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں پھر تیر مارنے شروع کیے پھر غلام اور بے وقوف لوگ بھی ان کے ساتھ ہوئے پھر لڑائی قائم ہوئی اور پہلے پہل طلحہ رضی اللہ عنہ مارے گئے اور انہوں نے بصرے کے گرد خندق کھودی تھی پھر بعض لوگ مارے گئے اور بعض زخمی ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کا لشکر ان پر غالب ہوا اور علی رضی اللہ عنہ کے پکارنے والے نے پکارا کہ جو پیٹھ دے کر بھاگے اس کے پیچھے نہ جانا اور زخمی کا کام تمام نہ کرنا اور کسی کے گھر کے اندر نہ گھسنا اور جو اپنا دروازہ بند کر لے یا ہتھیار ڈال دے وہ پناہ میں ہے پھر لوگوں کو جمع کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وہاں حاکم کیا اور آپ نے کوفے کو پھر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ بصرے میں آئے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے معاملے میں تو قیس اور عبد اللہ بن کواٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہاں کیوں آئے ہو، کیا سبب ہے؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیعت کی مدینے میں اور مخالف ہوئے بصرے میں سو میں ان سے لڑوں گا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر میں جنگ جمل کے دن اپنے گھر میں بیٹھتی جیسے اور لوگ بیٹھے تو مجھ کو بہتر تھا اس سے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس لڑکے جنتی اور ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن بدیل سے روایت کی ہے کہ وہ جنگ جمل کے دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کجاوے

میں تھیں تو اس نے کہا اے ماں مسلمانوں کی! جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں تمہارے پاس آیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ تم مجھ کو کیا حکم کرتے ہو تو تو نے کہا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنا یعنی پھر اب تم خود علی رضی اللہ عنہ سے کیوں لڑتے ہو؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا چپ رہیں کچھ جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ اونٹ کی کونجیں کاٹ ڈالو لوگوں نے ان کے اونٹ کی کونجیں کاٹ ڈالیں سو میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی محمد ہم دونوں اترے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے کو اٹھایا اور علی رضی اللہ عنہ کے آگے جا رکھا علی رضی اللہ عنہ نے حکم کیا سو گھر میں داخل کی گئیں اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے لڑائی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کی طرف سے شروع ہوئی بعد نظر کے سوا بھی سورج غروب نہ ہوا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے گرد کوئی آدمی نہ رہا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تنہا رہ گئیں سب لوگ تتر بتر ہو گئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی اسی جنگ میں مارے گئے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ کسی نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا لڑنے سے اہل بصرہ کے ساتھ ہو کر؟ تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں بھلا ہو گا اس قوم کا کبھی جس پر عورت حاکم ہو سو شاید ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا طرف اس حدیث کی تو ان کے ساتھ ہو کر لڑنے سے باز رہا پھر جب علی رضی اللہ عنہ غالب ہوئے تو اس نے اپنی رائے کو ٹھیک جانا اور معتد یہ ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فتنے فساد میں لڑنے کو اچھا نہ جانتا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس پر کہ عورت کو حاکم بنانا جائز نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور مخالفت کی ہے ابن جریر طبری نے سو کہا اس نے کہ جائز ہے کہ حاکم کی جائے عورت اس چیز میں جس میں اس کی گواہی جائز ہے اور بعض مالکیوں نے مطلق جائز رکھا ہے۔ (فتح)

۶۵۷۱۔ حضرت عبداللہ بن زیاد اسدی سے روایت ہے کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف چلے تو علی رضی اللہ عنہ نے عمار اور حسن بن علی کو بھیجا سو وہ دونوں ہمارے پاس کوفے میں آئے اور منبر پر چڑھے اور حسن بن علی منبر کے اوپر کے درجے میں تھے اور عمار ان سے نیچے تھے سو ہم اس کی طرف جمع ہوئے سو میں نے عمار سے سنا کہہتا تھا کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف گئی ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ وہ تمہارے پیغمبر ﷺ کی بیوی ہے دنیا میں اور آخرت میں لیکن تم کو بتلا کیا اور آزمایا ہے تاکہ معلوم کرے کہ تم علی رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری کرتے ہو یا عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

۶۵۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عِيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَاصِبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْيَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادِ الْأَسَدِيُّ قَالَ لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيُّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوفَةَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِي أَعْلَاهُ وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ وَاللَّهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةٌ نَبِيكُمْ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّ
اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْتَلَاكُمْ لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ
تَطِيعُونَ أَمْ هِيَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمار نے کہا کہ امیر المؤمنین! علی رضی اللہ عنہ نے ہم کو تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم عائشہ رضی اللہ عنہا کی لڑائی کی طرف نکلو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف گئی ہیں اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں قسم دیتا ہوں اس مرد کو جو اللہ کے حق کی رعایت کرتا ہو مگر کہ نکلے سو اگر میں مظلوم ہوں تو میری مدد کریں اور اگر میں ظالم ہوں تو مجھ کو ذلیل کرے اور قسم ہے اللہ کی البتہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے میری بیعت کی تھی پھر انہوں نے میری بیعت توڑ ڈالی اور نہیں تنہا ہوا میں ساتھ مال کے اور نہ میں نے کوئی حکم بدلا سو بارہ ہزار آدمی اس کی طرف نکلے اور یہ جو عمار نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ وہ تمہارے پیغمبر ﷺ کی بیوی ہے، الخ تو مراد عمار کی یہ ہے کہ حق اس قصے میں عمل کی طرف ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا باوجود اس کے اسلام سے خارج نہیں ہوئیں اور بے شک وہ حضرت ﷺ کی بیوی ہیں بہشت میں اور یہ عمار کا انصاف اور نہایت تقویٰ ہے اور عمار نے جنگ جمل سے فارغ ہونے کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا بعید تر تھا نہ نکلتا تمہارا اور حالانکہ اللہ نے تم کو حکم کیا کہ اپنے گھروں میں ٹھہرو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے۔ (بخ)

۶۵۷۲۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کوفے کے منبر پر کھڑے ہوئے سو ذکر کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور ان کے چلنے کو اور کہا کہ البتہ وہ تمہارے پیغمبر ﷺ کی بیوی ہیں دنیا میں اور آخرت میں لیکن تم آزمائے گئے ہو۔

۶۵۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِيْنَةَ
عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَامَ عَمَّارٌ عَلَى مَنْبَرِ
الْكُوفَةِ فَذَكَرَ عَائِشَةَ وَذَكَرَ مَسِيرَهَا وَقَالَ
إِنَّهَا زَوْجَةٌ نَيْسِكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّهَا مِمَّا ابْتَلَيْتُمْ.

فائدہ: اور مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے قوی کرنا ہے پہلی حدیث کو اور اس حدیث میں جواز ارتقاء ذی امر کا ہے یعنی جو صاحب حکم ہو اس کو اونچا ہونا جائز ہے اس شخص پر جو اس سے فضیلت میں زیادہ ہو اس واسطے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین کا بیٹا تھا سو وہی اس وقت حاکم تھا ان پر جن کی طرف ان کو علی رضی اللہ عنہ نے بھیجا اور عمار رضی اللہ عنہ مجملہ ان کے ہے سو حسن رضی اللہ عنہ منبر پر عمار رضی اللہ عنہ سے اونچے ہوئے اگرچہ عمار رضی اللہ عنہ فضیلت میں حسن رضی اللہ عنہ سے راجح تھے۔ (بخ)

۶۵۷۳۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ عمار رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے جب کہ

۶۵۷۳۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَمْرُو سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ

اس کو علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں پر بھیجا ان سے جنگ کی طرف نکلنا طلب کیا تو دونوں نے کہا کہ ہم نے تجھ کو نہیں دیکھا کہ تو نے کوئی کام کیا جو ہمارے نزدیک بہت برا ہو جلدی کرنے تیرے سے اس کام میں جب سے تو مسلمان ہوا تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے تم سے جب سے تم مسلمان ہوئے کوئی کام جو میرے نزدیک مکروہ تر ہو دیر کرنے تمہارے سے اس کام میں سو ابو مسعود نے عمار رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک ایک جوڑا پہنایا پھر دوپہر ڈھلتے مسجد کی طرف گئے یعنی جمعہ کی نماز کے واسطے۔

يَقُولُ دَخَلَ أَبُو مُوسَى وَأَبُو مَسْعُودٍ عَلَى عَمَارٍ حَيْثُ بَعَثَهُ عَلِيُّ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ يَسْتَفْرِهُمُ فَقَالَ مَا رَأَيْتَكَ آتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ مُنْذُ أَسْلَمْتَ فَقَالَ عَمَارٌ مَا رَأَيْتَ مِنْكُمْ مُنْذُ أَسْلَمْتُمْ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ وَكَسَاهُمَا حُلَّةَ حُلَّةٍ ثُمَّ رَاحُوا إِلَى الْمَسْجِدِ.

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ جوان کے درمیان گفتگو ہوئی اس میں دلالت ہے کہ دونوں گروہ مجتہد تھے اور ہر ایک دونوں میں سے اپنے آپ کو صواب پر جانتا تھا اور دوسرے کو خطا پر اور ابو مسعود مالدار اور سختی تھا اور ان کا جمع ہونا اس کے پاس جمعہ کے دن تھا سو اس نے عمار رضی اللہ عنہ کو جوڑا پہنایا تا کہ جمعہ میں حاضر ہو اس واسطے کہ عمار رضی اللہ عنہ سفر کے کپڑوں میں تھے سو اس نے مکروہ جانا کہ وہ ان کپڑوں سے جمعہ میں حاضر ہو پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اس کے ساتھ جوڑا پہنایا تا کہ وہ ناراض نہ ہوں۔ (فتح)

۶۵۷۴۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا تھا تو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں مگر کہ اگر چاہوں تو اس کا عیب کروں یعنی کوئی عیب سے خالی نہیں سوائے تیرے اور نہیں دیکھی میں نے تجھ سے کوئی چیز جب سے تو حضرت ﷺ کے ساتھ ہوا کہ زیادہ تر عیب دار ہو میرے نزدیک جلدی کرنے تیرے سے اس کام میں تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو مسعود! نہیں دیکھی میں نے تجھ سے اور نہ تیرے اس ساتھی سے کوئی چیز جب سے تم دونوں حضرت ﷺ کے ساتھ ہوئے جو میرے نزدیک معیوب تر ہو دیر کرنے تمہارے سے اس امر میں پھر ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا

۶۵۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ شَلْمَةَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَمَارٍ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ غَيْرَكَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ اسْتِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ قَالَ عَمَارٌ يَا أَبَا مَسْعُودٍ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هَذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمْ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَ أَبُو

مَسْعُودٍ وَكَانَ مُوسِرًا يَا غُلَامُ هَاتِ حُلَّتَيْنِ
 اور وہ مالدار تھا کہ اے غلام! دو جوڑے لا سو ایک
 فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوسَى وَالْآخَرَى
 ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دے اور ایک عمار رضی اللہ عنہ کو پہنا اور کہا کہ اس کو
 عَمَّارًا وَقَالَ رُوْحًا فِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ.
 پہن کر جمعہ کی طرف جاؤ۔

فائدہ: ہر ایک نے ان میں سے دیر کرنے اور جلدی کرنے کو اس کام میں عیب ٹھہرایا بہ نسبت اس چیز کے جس کا
 معتمد تھا سو عمار کا یہ اعتقاد تھا کہ توقف کرنے میں امام کی مخالفت ہے اور ترک کرنا ہے اللہ کے اس قول کو ﴿فَقَاتِلُوا
 النَّبِيَّ تَبِيعِي﴾ اور دوسروں کا یہ اعتقاد تھا کہ فتنے فساد کے وقت لڑنا نہیں چاہیے اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ
 کی رائے کے موافق تھی بیچ باز رہنے لڑنے سے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ ان حدیثوں کے جو اس میں وارد ہوئی
 ہیں اور ساتھ اس وعید کے جو وارد ہوئی ہے بیچ ہتھیار اٹھانے کے مسلمان پر اور عمار کی رائے علی رضی اللہ عنہ کی رائے کے
 موافق تھی کہ جو باغی ہو جائے اور امام کی بیعت توڑے اس سے لڑائی کی جائے اس آیت کی دلیل سے ﴿فَقَاتِلُوا
 النَّبِيَّ تَبِيعِي﴾ اور حمل کیا ہے انہوں نے وعید کو تعدی کرنے والے پر۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا
 جب اللہ کسی قوم پر عذاب اتارے یعنی تو اس کا حکم وہ

ہے جو حدیث باب میں ہے

۶۵۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ أَخْبَرَنا
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ کسی
 عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 قوم پر عذاب اتارتا ہے یعنی ان کے بد عملوں کی سزا تو جتنے
 أَخْبَرَني حَمْرَةَ بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ
 لوگ اس قوم میں ہوتے ہیں سب پر عذاب ہوتا ہے پھر
 سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ
 قِيَامَتِمْ فِي مِثْلِهِمْ لَمَّا بَعَثُوا عَلِيَّ أَعْمَالِهِمْ.
 قِيَامَتِمْ فِي مِثْلِهِمْ لَمَّا بَعَثُوا عَلِيَّ أَعْمَالِهِمْ۔
 قِيَامَتِمْ فِي مِثْلِهِمْ لَمَّا بَعَثُوا عَلِيَّ أَعْمَالِهِمْ۔

فائدہ: یعنی جب کسی قوم پر عذاب ہوتا ہے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن یہ عذاب فقط دنیاوی ہوتا
 ہے آخرت میں نیک لوگ اپنی نیکیوں کا ثواب پائیں گے اور بد لوگ اپنی بدیوں کی سزا پائیں گے سونیکوں کے واسطے
 یہ عذاب گناہوں سے پاک کرنے والا ہوگا اور بدی کے واسطے سزا اور نیک لوگ عذاب میں اس واسطے شریک ہوئے
 کہ لوگوں کو گناہوں سے نہ روکا اور وہ کہنا نہ مانتے تھے تو ان کے ساتھ کیوں رہے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ جب لوگ بد کام کو دیکھیں اور اس کو متغیر نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ سب کو عذاب کرے روایت کیا ہے اس کو
 اربعہ نے اور حاصل یہ ہے کہ نہیں لازم آتا موت میں شریک ہونے سے شریک ہونا ثواب یا عقاب میں بلکہ جزاوی

جائے گی ہر ایک کو اپنے عمل کی اس کی نیت کے موافق اور کہا ابن جریر نے کہ یہ خاص انہیں لوگوں کے واسطے ہے جو چپ رہیں امر معروف اور نہی منکر سے اور جو لوگ کہ امر بالمعروف کریں اور بد کام سے لوگوں کو منع کریں تو وہ سچے مسلمان ہیں اللہ ان پر عذاب نہیں بھیجتا بلکہ ان کے سبب سے عذاب کو لوگوں سے ہٹا دیتا ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے بھاگنا کافروں اور ظالموں سے اس واسطے کہ ان کے ساتھ رہنا جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ان کی مدد نہ کرے اور نہ ان کے فعل سے راضی ہوں اور اگر ان کے فعل سے راضی ہوں تو وہ ان میں سے ہے اور بہر حال ان کا قیامت میں اپنے اپنے عملوں پر اٹھنا سو یہ حکم عدل ہے اس واسطے کہ نیک عملوں کا بدلہ ان کو آخرت ہی میں ملے گا اور دنیا میں جو ان کو بلا پہنچے وہ ان کی بدیوں کا کفارہ ہوگا سو دنیا میں جو یہ عذاب نیکوں کو شامل ہوا تو یہ بدلہ ہے ان کی مہانت کا کہ انہوں نے ان کو منع نہ کیا اور اس حدیث میں تحریف اور تحذیر عظیم ہے اس کے واسطے جو منع کرنے سے چپ رہے سو کیا حال ہے اس کا جو مہانت کرے پھر کیا حال ہے اس کا جو راضی ہوا پھر کیا حال ہے اس کا جس نے مدد کی ہم اللہ سے مانگتے ہیں سلامتی، میں کہتا ہوں اور اس کا کلام تقاضا کرتا ہے کہ نیکوں کو دنیا میں بدیوں کے سبب سے عذاب نہیں ہوتا اور جو ہم نے بیان کیا وہ موافق تر ہے ساتھ معنی حدیث کے یعنی جب بدی بہت ہو جائے تو عذاب دنیاوی سب کو شامل اور عام ہوتا ہے اگرچہ نیک لوگ نیک بات کا حکم کریں اور برے کام سے روکیں۔ (فتح)

باب ہے قول حضرت ﷺ کا حسن رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ بے شک یہ بیٹا میرا سردار ہے اور سید ہے کہ اس کے سبب سے اللہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرے گا۔

۶۵۷۶۔ حضرت سفیان سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسرائیل نے اور میں اس کو کوفہ میں ملا کہ وہ ابن شبرمہ کے پاس آیا اور ابن شبرمہ اس وقت کوفہ کا قاضی تھا سو اس نے کہا کہ داخل کر مجھ کو عیسیٰ پر یعنی جو کوفہ کا حاکم ہے کہ میں اس کو وعظ و نصیحت کروں تو گویا کہ ابن شبرمہ نے اسرائیل پر خوف کیا سو نہ کیا جو اس نے کہا یعنی اس نے اس کو عیسیٰ پر داخل نہ کیا کہا اسرائیل نے کہ حدیث بیان کی ہم سے حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہ جب حسن بن علی رضی اللہ عنہ معاویہ کی طرف چلا ساتھ لشکروں کے جو مثلاً پہاڑوں کے تھے یعنی ان کی کوئی

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِنَّ أَبِي هَذَا لَسَيِّدٌ وَلَعَلَّ
اللَّهَ أَنْ يُصَلِّحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.
۶۵۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ أَبُو مُوسَى وَلَقِيْتُهُ
بِالْكُوفَةِ وَجَاءَ إِلَيَّ ابْنُ شَبْرَمَةَ فَقَالَ
أَدْخِلْنِي عَلَى عَيْسَى فَأَعْظُهُ فَكَأَنَّ ابْنَ
شَبْرَمَةَ خَافَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ قَالَ حَدَّثَنَا
الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَائِبِ
قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ أَرَى كَيْبِيَّةَ
لَا تُوَلِّي حَتَّى تُدْبِرَ آخِرَهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ مَنْ

طرف نظر نہ آتی تھی تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جو معاویہ کا مصاحب تھا معاویہ سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں لشکر کو کہ نہ پیٹھ دے گا یہاں تک کہ پیٹھ دے دوسرا یعنی جو اس کے مقابل ہے تو معاویہ نے کہا کہ کون ضامن اور کارساز ہوگا مسلمانوں کے لڑکے بالوں کا؟ عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حسن رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں اور اس سے صلح کرنے کو کہتے ہیں تو کہا حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ خطبہ پڑھتے تھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو گرد ہوں میں صلح کرے گا۔

لِدَرَارِي الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ أَنَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمْرَةَ نَلْقَاهُ فَقَوْلٌ لَهُ الصُّلْحُ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ بَيْنَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ جَاءَ الْحَسَنُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَقَلَّ اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ ابن شبرمہ کا فعل دلالت کرتا ہے کہ جس کو اپنی جان پر خوف ہو اس سے امر معروف ساقط ہو جاتا ہے یعنی نیک بات کا بتلانا اور بد کام سے روکنا اس سے ساقط ہو جاتا ہے واجب نہیں اور اشارہ کیا حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس قصے کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی بعد شہید ہونے علی رضی اللہ عنہ کے اور جب منصفی کا معاملہ گزر گیا تو علی رضی اللہ عنہ پھر کے کوفہ میں آئے اور شام والوں سے لڑنے کے واسطے سامان درست کیا یعنی تیاری کی کئی بار لیکن مشغول ہوئے ساتھ خارجیوں کے نہروان میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب خارجی لوگ نکلے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم شام کی طرف چلتے ہو یا ان خارجیوں کی طرف پھرتے ہو تو لشکر والوں نے کہا کہ ہم انہیں کی طرف پھریں گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف پھرے پھر جب قتل ہوئے اور حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور صلح کی معاویہ سے تو قیس بن سعد کو لکھا تو وہ معاویہ کی لڑائی سے پھرا یعنی علی رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر چالیس ہزار آدمی کا تیار کر کے معاویہ کے ساتھ لڑنے کو شام میں بھیجا تھا اور قیس بن سعد کو ان پر سردار کیا تھا پھر جب علی رضی اللہ عنہ قتل ہوئے امام حسن رضی اللہ عنہ نے معلوم کیا کہ قیس پیچھے نہیں پلٹے گا اور صلح پر اس کا کہا نہیں مانے گا تو اس کو معزول کیا اور ان پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سردار کیا اور جب معاویہ کو علی رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو شام کے لشکر میں نکلا اور امام حسن رضی اللہ عنہ بھی نکلے یہاں تک کہ مدائن میں آئے اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ کون ضامن ہوگا مسلمانوں کے بال بچوں کا یعنی جب کہ ان کے باپ مارے گئے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ معاویہ نے عمرو سے کہا اے عمرو! اگر ان لوگوں نے ان کو مارا اور انہوں نے ان کو مارا تو کون ضامن ہوگا میرے واسطے لوگوں کے کام کا کون ضامن ہوگا میرے واسطے ان کی

عورتوں کا کون ضامن ہوگا ان کے لڑکے بالوں کا جن کی کوئی خبر نہ لی تو ضائع ہو جائیں؟ واسطے نہ مستقبل ہونے ان کے ساتھ امر معاش کے ان کا عہد نام رکھا اشارہ کیا معاویہ نے اس طرف کہ دونوں ملک کے اکثر لوگ دونوں لشکروں میں ہیں سو جب قتل ہو گئے تو ضائع ہوگا امر لوگوں کا اور تباہ ہوگا حال ان کے گھر والوں کا اور ان کی اولاد کا ان کے بعد اور یہ اس واسطے کہا کہ عمرو نے اس کو لڑنے کی صلاح دی تھی حاصل یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا لڑنا بالکل نہیں چاہتے تھے لیکن چاہتے تھے کہ معاویہ سے اپنی جان کے واسطے چند چیزوں کی شرط کر لیں اور معاویہ کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا پھر معاویہ نے عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سرہ کو امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف صلح کے واسطے بھیجا اور صلح ہوئی اس شرط پر کہ اتنا مال اور اتنے کپڑے اور اتنا رزق اور جس جس چیز کی حاجت ہو ہر سال امام حسن رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل بیت کو بیت المال سے ملا کرے اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت معاویہ کو دے دی اور آپ حکومت کا تعلق بالکل چھوڑ دیا اور مسلمانوں کے دونوں لشکروں میں صلح ہوئی اور اس قصبے میں بہت فائدے ہیں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے اور فضیلت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی کہ اس نے بادشاہی کو چھوڑ دیا نہ کم ہونے کی وجہ سے نہ ذلت کی وجہ سے نہ کسی علت کی وجہ سے بلکہ واسطے رغبت کرنے کے اس چیز میں کہ اللہ کے نزدیک ہے یعنی ثواب آخرت سے اس واسطے کہ اس میں مسلمانوں کے خونوں کا بچاؤ دیکھا سو دین کے امر کی اور امت کی مصلحت کی رعایت کو مقدم کیا اور اس میں رد ہے خارجیوں پر جو کافر کہتے تھے علی رضی اللہ عنہ کو اور اس کے ساتھیوں کو اور معاویہ کو اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ گواہی حضرت ﷺ کے دونوں گروہوں کے واسطے ساتھ اس کے کہ دونوں مسلمان ہیں اور اس میں فضیلت صلح کرانے کی درمیان لوگوں کے خاص کر مسلمانوں کے خونوں کے بچانے میں اور دلالت ہے اوپر مہربانی معاویہ کے ساتھ رعیت کے اور شفقت کرنے کے مسلمانوں پر اور قوت نظر اس کی کے سچ تدبیر ملک کے اور عاقب اس کی کے اور اس میں ولایت مفضول کی یعنی مفضول کو حاکم بنانا باوجود افضل کے اس واسطے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور معاویہ دونوں خلیفہ ہوئے تھے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ زندہ تھے اور وہ بدری ہیں اور یہ کہ جائز ہے خلیفہ کے واسطے کہ اپنی خلافت سے الگ ہو جائے جب کہ اس میں مسلمانوں کی اصلاح دیکھے اور اترنا و طائف دینی اور دنیاوی سے ساتھ مال کے اور جواز لینا مال کا اوپر اس کے بعد استیفاء شرائط کے ساتھ اس کے کہ منزل لہ اولیٰ ہونا زل سے اور ہو مہذول کے مال سے اور یہ کہ سیادت نہیں خاص ہے ساتھ افضل کے بلکہ وہ رئیس ہے قوم پر اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ سیادت کا مستحق وہ ہے جس سے لوگ نفع اٹھائیں اور اس میں اطلاق ابن کا ہے ابن بنت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر ٹھیک ہونے رائے اس شخص کے جو لڑائی میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ کے ساتھ شامل نہ ہوا اگرچہ علی رضی اللہ عنہ امام بحق تھے اور معاویہ کا لشکر باغی تھا یہ قول سعید بن ابی وقاص وغیرہ اصحاب کا ہے اور جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہوا وہ صواب پر تھا اور معاویہ کا لشکر باغی تھا اور یہ سب لوگ متفق ہیں اس پر

کہ ان میں سے کسی کی مذمت نہ کی جائے بلکہ کہا جائے کہ انہوں نے اجتہاد کیا لیکن ان سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور بعض قلیل لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ دونوں گروہ مصیب تھے۔ (فتح)

۶۵۷۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرُو أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أَسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عَمْرُو قَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ أُرْسَلَنِي أَسَامَةُ إِلَيَّ عَلِيٍّ وَقَالَ إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُولُ مَا خَلَفَ صَاحِبِكَ فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِي بَيْتِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِيهِ وَلَكِنَّ هَذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنِ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوا لِي رَاحِلَتِي.

۶۵۷۷۔ حضرت حرملة سے روایت ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا یعنی مدینے سے کوفے میں کچھ مال مانگنے کو اور کہا کہ بے شک وہ سوال کرے گا تجھ سے سو کہے گا کہ تیرے ساتھی کو کس چیز نے پیچھے ڈالا میرا ساتھ دینے سے لڑائیوں میں سو اس کو کہنا کہ وہ تجھ سے کہتا ہے کہ اگر تو شیر کے جڑے یعنی منہ میں ہوتا تو میں تیرے ساتھ ہوتا لیکن میں نے اس امر میں یعنی مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونا اچھا نہیں جانا سو میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس کا پیغام پہنچایا سو علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کچھ چیز نہ دی سو میں حسن اور حسین اور جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ کو میری سواری پر مال لا دیا جس قدر اٹھا سکتی تھی۔

فائدہ: یہ جو کہا علی رضی اللہ عنہ تجھ سے پوچھے گا، اٹھ تو یہ عذر اُسامہ رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ دینے کا اس واسطے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ انکار کرتے ہیں جو اس سے پیچھے رہا خاص کر اُسامہ رضی اللہ عنہ جیسے سے جو اہل بیت سے ہے عذر کیا کہ میرا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ جانا کینہ کے سبب سے نہیں کہ ان سے میرے دل میں کینہ ہو اور یہ کہ اگر علی رضی اللہ عنہ کسی بڑی سخت جگہ میں ہوں تو البتہ اُسامہ رضی اللہ عنہ چاہتا ہے کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہو لیکن وہ پیچھے رہا بسبب مکروہ جاننے کے بیچ لڑائی مسلمانوں کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب اُسامہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو قتل کیا جس کا ذکر دیات میں ہو چکا ہے اور حضرت ﷺ نے اس کو ملامت کی تو اس نے قسم کھائی کہ مسلمان کے ساتھ نہ لڑے گا اسی واسطے وہ جنگ جمل اور صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے جو اُسامہ رضی اللہ عنہ کے اہلی کو کچھ نہ دیا تو یہ شاید اس واسطے کہ اس نے اس سے کچھ اللہ کے مال میں سے مانگا تھا سو علی رضی اللہ عنہ نے مناسب نہ جانا کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو دیں اس سبب سے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے لڑائیوں میں علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دیا اور پھر حسن حسین رضی اللہ عنہما نے اس کو دیا اس واسطے کہ وہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت میں سے جانتے تھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ ایک ران پر اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بٹھلاتے تھے اور ایک ران پر حسین رضی اللہ عنہ کو اور فرماتے تھے الہی! میں ان کو چاہتا ہوں کما تقدّم فی مناقبہ اور سواری اس واسطے بھردی کہ شاید ان کو معلوم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کچھ نہیں دیا سو انہوں نے اس کو اس کے عوض مال سے سواری لا دی جس

قد راٹھا سکتی تھی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ
فَقَالَ بِخِلَافِهِ

جب کسی قوم کے پاس کچھ کہے پھر نکلے تو اس کے
برخلاف کہے یعنی یہ دغا بازی اور عہد شکنی ہے

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ ہر عہد شکن دغا باز کے واسطے ایک جھنڈا کھڑا
کیا جائے گا اور اس میں قصہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت کرنے کا یزید سے اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ انکار کے ان
لوگوں پر جو لڑتے ہیں ملک پر دنیا کے واسطے اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی منافقوں کے حق میں اور مطابقت اخیر حدیث
کی ترجمہ کے واسطے ظاہر ہے اس جہت سے کہ پیٹھ پیچھے کہنا بخلاف اس کے کہ سامنے کہے ایک قسم ہے دغا کی اور
کتاب الاحکام میں یہ باب آئے گا کہ مکروہ ہے تعریف بادشاہ کی جب اس کے پاس سے نکلے تو اس کے برخلاف
کہے اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اس کو ہم نفاق شمار کرتے تھے اور مطابقت دوسری حدیث کی اس جہت سے ہے کہ جن
لوگوں کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عیب کیا وہ ظاہر میں یہ کہتے تھے کہ ہم دین حق کی مدد کرنے کے واسطے لڑتے ہیں اور باطن
میں صرف دنیا کے واسطے لڑتے تھے اور کہا ابن بطلان نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان سے بیعت کی تھی لیکن یہ دعویٰ
اس کا صحیح نہیں اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بصرے میں تھا اور مروان نے شام میں خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا بیان
یوں ہے کہ جب یزید بن معاویہ مر گیا تو ابن زبیر نے اپنی خلافت کی طرف لوگوں کو بلایا یہاں تک کہ بیعت کی اس
سے اہل حرین اور مصر اور عراق نے اور جو ان کے سوائے ہیں یہاں تک کہ مروان نے بھی ارادہ کیا کہ ابن زبیر کی
طرف کوچ کرے اور اس سے بیعت کرے لیکن ابن ابی امیر نے اس کو منع کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور شام
پر غالب ہوا پھر اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے عبدالملک سے شام والوں نے بیعت کی۔ (فتح)

۶۵۷۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا
خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ
ابْنُ عُمَرَ حَشْمَةَ وَوَلَدَهُ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُنْصَبُ
لِكُلِّ عَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا
هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي لَا
أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى
بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ

۶۵۷۸- حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مدینے
والوں نے یزید کی بیعت توڑی اور اتاری تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے
اپنے غلاموں اور اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہر عہد شکن دغا باز کے
واسطے قیامت کے دن جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور البتہ ہم نے
اس مرد یعنی یزید سے بیعت کی اس شرط پر کہ حکم کیا ہے ساتھ
اس کے اللہ اور اس کے رسول نے امام کی بیعت سے اور میں
اس سے بڑھ کر کوئی دغا نہیں جانتا کہ ایک مرد کی بیعت کی
جائے اور شرط بیعت اللہ اور اس کے رسول کے پھر قائم کی

وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهُ وَلَا بَايَعَ
فِي هَذَا الْأَمْرِ إِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلُ بَيْنِي
وَبَيْنَهُ.

جائے اس کے واسطے لڑائی اور میں تم سے کسی کو نہیں جانتا جس
نے اس کی بیعت اتاری اور نہ تابع ہو اس امر میں مگر کہ اس
کے اور میرے درمیان یہ فیصل ہوگی۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ ہے جو طبری نے بیان کیا ہے کہ جب معاویہ مر گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اپنی بیعت لکھ
بھیجی اور یزید نے اپنے چچیرے بھائی عثمان بن محمد کو مدینے پر حاکم کر کے بھیجا اس نے اہل مدینہ سے یزید کے واسطے
بیعت کی پھر اہل مدینہ سے ایک جماعت ایلچی بن کر یزید کے پاس گئی ان میں سے تھا عبداللہ بن غسیل ملائکہ سو یزید
نے ان کا اکرام کیا اور ان کو انعام دیا سو وہ پھرے تو انہوں نے آ کر مدینے میں یزید کے عیب ظاہر کیے اور کہا کہ وہ
شراب پیتا ہے اور سوائے اس کے پھر عثمان رضی اللہ عنہما پر اٹھے اور اس کو نکال دیا اور یزید کی بیعت اتار ڈالی پھر یہ خبر یزید کو
پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر بھیجا اور اس کو حکم کیا کہ تین بار مدینے والوں کو دعوت دینا پھر اگر رجوع
کریں تو فہم نہیں تو ان سے لڑنا پھر جب تو غالب ہو تو اس کو لشکر کے واسطے تین دن مباح کرنا جو چاہیں سو کریں پھر
ان سے رک جانا اور معاویہ نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اگر اہل مدینہ بگڑ جائیں تو مسلم کو ان کی طرف
بھیجنا کہ وہ ہمارا خیر خواہ ہے سو مسلم مدینے کی طرف متوجہ ہوا اور ۳۰ ہجری میں ذی الحجہ کے مہینہ میں پہنچا تو مدینہ
والوں نے اس سے لڑائی کی پھر جب لڑائی واقع ہوئی تو اہل مدینہ کو شکست ہوئی تو اس نے مدینہ کو اپنے لشکر کے
واسطے تین دن مباح کیا اور ایک جماعت ان سے بند کر کے ماری گئی اور باقی لوگوں نے بیعت کی اور اس پر کہ وہ
یزید کے اختیار میں ہیں حکم کرے گا ان کے مال اور جان اور اہل میں جو چاہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب لڑائی
بھڑکی تو مدینے والوں نے مدینے کے اندر تکبیر کی آواز سنی اور یہ اس واسطے کہ بنی حارثہ نے شامیوں کی ایک قوم کو
خندق کی جانب سے اندر داخل کیا تو اہل مدینہ نے لڑائی چھوڑی اور مدینے میں داخل ہوئے واسطے خوف کرنے کے
اپنے گھر والوں پر سو واقع ہوئی شکست اور قتل ہوا جو قتل ہوا یعنی بہت لوگ قتل ہوئے باقی لوگوں نے بیعت کی
لڑائی کا نام جنگ حرہ ہے حرہ سلطانی زمین کو کہتے ہیں کیونکہ یہ لڑائی مدینے کی سلطانی زمین میں واقع ہوئی تھی پھر
مسلم وہاں سے ابن زبیر کی طرف چلا اس وقت مکے میں ابن زبیر حاکم تھے سوراہ میں ہی مر گیا اور یہ جو کہا اور پر بیعت
اللہ اور اس کے رسول کے تو یہ اس واسطے ہے کہ جس نے کسی امیر سے بیعت کی تو اس نے اس کو اطاعت دی اور اس
سے عطیہ لیا تو ہو گیا وہ مشابہ اس کے جس نے اسباب بیچا اور خرید لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی امام
سے بیعت کی تو چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے جہاں تک کہ ہو سکے اور مراد فیصل سے توڑنا ہے یعنی میں اس سے
توڑوں گا اور اس حدیث میں وجوب تابعداری امام کی ہے جس کے واسطے بیعت منعقد ہوئی اور منع ہے خروج کرنا
اوپر اس کے اگرچہ حکم میں ظلم کرے اور یہ کہ نہ بیعت اتاری جائے ساتھ فسق کے۔ (فتح)

۶۵۷۹۔ حضرت ابو المنہال سے روایت ہے کہ جب نکالا گیا ابن زیاد بصرے سے بعد مر نے یزید بن معاویہ کے کہ وہ اس کی طرف سے بصرے میں حاکم تھا اور قائم ہوا مروان شام میں اور قائم ہوا ابن زبیر کے میں اور قائم ہوئے قاری بصرے میں تو میں اپنے باپ کے ساتھ ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کی طرف چلا یہاں تک کہ ہم اس پر داخل ہوئے اس کے گھر میں اور وہ بیٹھا اپنے بالا خانے کے سائے میں جو قصب سے تھا سو ہم اس کے پاس بیٹھے تو میرے باپ نے اس سے حدیث طلب کی سو کہا اے ابو بزرہ! کیا تو نہیں دیکھتا جس میں لوگ پڑے ہیں سوا اول چیز جو میں نے اس سے سنی جس کے ساتھ اس نے کلام کیا یہ ہے کہ میں اللہ سے ثواب طلب کرتا ہوں اس پر کہ میں نے صبح کی اس حال میں کہ غصہ کرنے والا ہوں قریش کی قوموں پر اے گروہ عرب کے! بے شک تم ایک حال پر تھے جو تم نے جانا ذلت اور قلت اور گمراہی سے یعنی جاہلیت کے زمانے میں اور البتہ اللہ نے تم کو چھوڑا یا ساتھ اسلام کے اور محمد ﷺ کے یہاں تک کہ پہنچا ساتھ تمہارے جو تم دیکھتے ہو اور اس دنیا نے تمہارے درمیان فساد ڈالا ہے بے شک یہ شخص جو شام میں ہے یعنی مروان قسم ہے اللہ کی کہ نہیں لڑتا مگر دنیا پر۔

۶۵۷۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ قَالَ لَمَّا كَانَ ابْنُ زَيْدٍ وَمَرْوَانَ بِالشَّامِ وَوَتَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوَتَبَ الْقُرَاءُ بِالْبَصْرَةِ فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ عَلَيْهِ لَهُ مِنْ قَصَبٍ فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنشَأَ أَبِي يَسْتَطْعِمُهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ يَا أَبَا بَرَزَةَ أَلَا تَرَى مَا وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ إِبْنِي احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللَّهِ أَنِّي أَصْبَحْتُ سَاحِطًا عَلَيَّ أَحْيَاءٍ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِي عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ وَإِنَّ اللَّهَ أَنْفَذَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ وَهَذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي أَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ إِنَّ ذَلِكَ الَّذِي بِالشَّامِ وَاللَّهُ إِنْ يُقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ وَاللَّهُ إِنْ يُقَاتِلُونَ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ ذَلِكَ الَّذِي بِمَكَّةَ وَاللَّهُ إِنْ يُقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا.

فائدہ: اس کا بیان یہ ہے کہ ابن زیاد بصرے میں حاکم تھا یزید کی طرف سے سو جب اس کو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو اس نے اہل بصرہ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور ذکر کیا جو واقع ہوا اختلاف سے تو اہل بصرہ راضی ہوئے کہ ان پر ابن زیاد ہی بدستور امیر رہے یہاں تک کہ لوگ ایک خلیفے پر جمع ہوں سو وہ اس پر تھوڑے دن ٹھہرا یہاں تک کہ سلمہ بن ذویف کھڑا ہوا ابن زبیر کے واسطے بیعت لیتا تھا سوا ایک جماعت نے اس سے بیعت کی جب ابن زیاد کو یہ خبر پہنچی تو

اس نے چاہا کہ سلمہ کو روکے لوگوں نے اس کا کہا نہ مانا پھر جب اس کو اپنی جان کا خوف پڑا تو اس نے حرث بن قیس سے پناہ مانگی اس نے اس کو راتوں رات اپنے پیچھے سوار کر کے مسعود بن عمرو زدی کے پاس پہنچایا اس نے اس کو پناہ دی پھر بصرے والوں میں اختلاف واقع ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن حرث کو امیر بنایا اور واقع ہوئی لڑائی اور قائم ہوا مسعود عبید اللہ ابن زیاد کے حکم سے سو مسعود مارا گیا اور ابن زیاد بھاگ کر شام میں چلا گیا وہاں مروان کو پایا کہ وہ چاہتا ہے کہ ابن زبیر کی طرف کوچ کرے اور بنی امیہ کے واسطے امن لے اپنی رائے سے پھر گیا اور بنی امیہ کو ساتھ لے کر دمشق میں گیا وہاں ضحاک بن قیس نے لوگوں سے ابن زبیر کے واسطے معیت لی تھی وہاں اس کے اور مروان کے درمیان لڑائی ہوئی ضحاک مارا گیا اور اس کا لشکر متفرق ہو گیا اور مروان شام پر غالب ہوا پھر اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک اس کا جانشین ہوا اور یہ جو کہا کہ قائم ہوئے بصرے میں قاری لوگ تو مراد اس سے خارجی لوگ ہیں کہ وہ ابن زیاد کے بعد بصرے میں اٹھے تھے اور بعض نے کہا کہ مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے لڑنے کے واسطے بیعت کی تھی سو وہ بصرے سے شام کی طرف چلے تو ابن زیاد ان کو بڑے لشکر کے ساتھ ملا جو مروان کی طرف تھا تو وہاں دونوں میں لڑائی ہوئی اور یہ جو ابو بزرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں قریش کی قوموں سے غصہ رکھنے کو ثواب جانتا ہوں تو یہ اس واسطے ہے کہ اللہ کے واسطے محبت رکھنا اور اللہ کے واسطے دشمنی رکھنا ایمان سے ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ مجھ کو کیا حکم کرتے ہو اس نے کہا کہ میرے نزدیک سب لوگوں سے بہتر وہ جماعت ہے جن کے پیٹ بھوکے ہیں لوگوں کے مال سے اور جن کی پیٹھ ہلکی ہے لوگوں کے خون سے یعنی نہ کسی کا ناحق مال لیتے ہیں نہ ناحق کسی کا خون کرتے ہیں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں الگ رہنا بہتر ہے اور مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونا نہیں چاہیے خاص کر جب کہ طلب ملک کے واسطے ہو اور اس میں مشورہ لینا ہے اہل علم اور دین سے وقت اترنے فتنے کے اور نیک صلاح دینا عالم کا اس کو اور اس میں کفایت کرنا ہے بیچ انکار منکر کام کے ساتھ قول کے اگرچہ اس کے پس پشت ہو جس پر انکار کرتا ہے تاکہ سامع نصیحت قبول کرے اور اس میں داخل ہونے سے ڈرے۔ (فتح)

۶۵۸۰- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلِ الْأَحْذَبِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حَدِيثِ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ الْيَوْمَ شَرُّ مِنْهُمْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَوْمَئِذٍ يُسِرُّونَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُونَ.

۶۵۸۰- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک منافق لوگ آج کے دن بدتر ہیں ان سے جو حضرت ﷺ کے زمانے میں تھے اس وقت چھپاتے تھے اور آج ظاہر کرتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ پہلوں سے بدتر اس واسطے ہوئے کہ اگلے منافق لوگ اپنی بات کو چھپاتے تھے سو ان

کی بدی ان کے غیر کی طرف نہ بڑھتی تھی اور بہر حال آج کے لوگ سو کھلم کھلا حاکموں پر خروج کرتے ہیں اور لوگوں میں فتنے فساد ڈالتے ہیں سوان کا ضرر غیروں کی طرف بڑھتا ہے اور مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ ظاہر کرنا ان کا نفاق کو اور اٹھانا ہتھیار کا لوگوں پر وہ قول ہے برخلاف اس چیز کے جو خروج کی انہوں نے طاعت سے جب کہ انہوں نے بیعت کی اول اس شخص سے جس پر خروج کیا۔ (فتح)

۶۵۸۱۔ حَدَّثَنَا خَلَادٌ حَدَّثَنَا مُسَعَّرٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الشَّعْنَاءِ عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيمَانِ.

۶۵۸۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفاق تو حضرت ﷺ کے زمانے میں تھا اور بہر حال آج کے دن سو وہ کفر ہے ایمان کے بعد۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ منافق لوگ حضرت ﷺ کے زمانے میں اپنی زبان سے ایمان لائے تھے اور دل سے ایمان نہیں لائے تھے اور بہر حال جو ان کے بعد ہیں سو وہ اسلام میں پیدا ہوئے اور اسلام کی فطرت پر سو جو ان میں سے کافر ہو وہ مرتد ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ مراد نہیں کہ اس زمانے میں نفاق واقع نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی مراد نئی نفاق حکم کی ہے اس واسطے کہ نفاق ظاہر کرنا ایمان کا ہے اور چھپانا کفر کا یعنی ظاہر میں مسلمان رہنا اور دل سے کافر رہنا اور یہ ہر زمانے میں ممکن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم مختلف ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ ان سے لگاؤ کیا کرتے تھے اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول کرتے تھے اگرچہ ظاہر ہوتا ان سے احتمال خلاف اس کے کا اور بہر حال بعد حضرت ﷺ کے سو جو شخص کچھ ظاہر کرے یعنی برخلاف اسلام کے تو اس کو اس کے ساتھ مواخذہ کیا جائے اور نہ ترک کیا جائے واسطے مصلحت الفت کے واسطے نہ ہونے حاجت کے طرف اس کی اور بعض نے کہا کہ غرض حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ امام کی فرمانبرداری سے نکلنا جاہلیت ہے اور نہیں ہے جاہلیت اسلام میں یا تفریق جماعت کی اور یہ خلاف قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ اور یہ سب نہیں ہے پوشیدہ سو وہ مانند کفر کی ہے بعد ایمان کے۔ (فتح)

بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُورِ

الْقُبُورِ

۶۵۸۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ رشک کیا جائے گا قبروں والوں سے

۶۵۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ گزرے گا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کسی طرح میں اس کی جگہ مردہ ہوتا

قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ. یعنی قیامت کے قریب ایسے فتنے اور فساد عالم میں پھیلیں گے کہ لوگ موت کی تمنا کریں گے قبروں کو دیکھ کر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قبر والوں سے رشک کرنا اور موت کی آرزو کرنا وقت ظاہر ہونے فتنوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خوف دین کے جاتے رہنے کا ہے واسطے غلبے باطل کے اور اہل اس کے اور ظاہر ہونے گناہوں اور منکر کے اور نہیں ہے یہ عام ہر ایک کے حق میں بلکہ وہ خاص ہے ساتھ اہل خیر کے اور بہر حال جو ان کے سوائے اور لوگ ہیں سو کبھی واقع ہوتی ہے مصیبت ان کے جان اور مال اور دنیا میں اگرچہ متعلق ہو اس سے کوئی چیز ساتھ دین کے یعنی صرف دنیا کی مصیبت سے موت کی آرزو کرے گا جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ نہیں ہوتا ساتھ اس کے فتنہ دین کا مگر بلا اور کہا قرطبی نے کہ گویا حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے اور بڑی مشقت واقع ہوگی یہاں تک کہ دین کا امر ہلکا ہو جائے گا اور اس کی کوشش کم ہوگی اور نہ باقی رہے گی کسی کے واسطے کوشش مگر ساتھ امر اپنی دنیا اور معاش کے یعنی ہر شخص کو فقط اپنی دنیا اور معاش کا فکر ہوگا دین کا فکر بالکل نہیں رہے گا اسی واسطے فتنے فساد کے دنوں میں عبادت کی بڑی قدر ہے اور یہ جو کہا کہ قبر پر گزرے گا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ موت کی آرزو قبر کے دیکھنے کے وقت حاصل ہوگی اور حالانکہ نہیں ہے یہ مراد بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف قوت اس آرزو کی اس واسطے کہ جو کسی شدت کے سبب سے موت کی آرزو کرتا ہے کبھی یہ آرزو اس کی جاتی رہتی ہے یا ہلکی ہو جاتی ہے وقت مشاہدے قبر کے سو یاد کرتا ہے ہول مقام کی سوزیہ ہو جاتی ہے آرزو اس کی اور جب اس نے اس پر تہامی کی تو اس نے دلالت کی اوپر مؤکد ہونے اس شدت کے نزدیک اس کے جب کہ نہ پھیرا اس کو اس چیز نے جس کو مشاہدہ کیا اس نے قبر کی وحشت سے بدستور رہنے اس کے سے اوپر تمنی موتا کے اور نہیں معارض ہے اس کو وہ حدیث جو آئی ہے کہ موت کی آرزو کرنا منع ہے اس واسطے کہ منع اس جگہ ہے جہاں جسم کے ضرر سے موت کی آرزو کرے اور جب ہو اس ضرر کے واسطے جو دین کے ساتھ متعلق ہے تو اس وقت موت کی آرزو کرنا جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ تَغْيِيرِ الزَّمَانِ حَتَّى تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ
۶۵۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ
أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرَّبَ آيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ
عَلَى ذِي الْخَلْصَةِ وَذُو الْخَلْصَةِ طَائِعِيَةٌ

زمانہ متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ بت پرستی ہوگی
۶۵۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ قائم ہوگی قیامت
یہاں تک کہ چوڑا منکاتی پھریں گی قوم دوس کی عورتیں بت
کے گرد جس کا نام ذی الخلصہ ہے اور ذوالخلصہ قوم دوس کا
بت تھا جس کو وہ جاہلیت کے وقت میں پوجتے تھے۔

دُوسِ النَّبِيِّ كَانُوا يَعْبُدُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

فائدہ: دوس ایک قوم کا نام ہے یمن میں ذی الخلفہ اس قوم کے بت کا نام تھا اس کو کافر کعبہ یمانی بھی کہتے ہیں جب وہ قوم مسلمان ہوئی تو حضرت ﷺ نے اس بت کو توڑ ڈالا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب وہ قوم پھر مرتد ہو جائے گی اس بت کو پھر بنائیں گے اور ان کی عورتیں اس کے گرد طواف کریں گی اور چوڑا منکانے سے مراد یہ ہے کہ عورتیں شہروں سے چوپایوں پر سوار ہو کے اس بت کی طرف جائیں گی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ جہوم کریں گی یہاں تک کہ ایک دوسری کو اپنا چوڑا مارے گی دقت طواف کرنے کے گرد اس بت کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لات اور عزیٰ کی پرستش ہوگی اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد واقع ہوگا جب کہ ہر مسلمان کی روح ہوا سے قبض ہو جائے گی اور کوئی مسلمان باقی نہ رہے گا زمین پر پھر نہ باقی رہیں گے مگر بدتر لوگ لڑیں گے جیسے گدھے لڑتے ہیں اور ظاہر ہوگی بت پرستی پھر قائم ہوگی ان پر قیامت اور یہی لوگ مراد ہے باب کی حدیث میں۔ (فتح)

۶۵۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْعَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعِصَاهُ.

۶۵۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے کہ ہانکے گا لوگوں کو اپنی لٹھی سے۔

فائدہ: یعنی وہ لوگوں پر غالب ہوگا اور لوگ اس کے فرمانبردار ہوں گے اور نہیں مراد ہے خاص لٹھی لیکن اس میں اشارہ ہے کہ وہ ان پر سختی کرے گا اور بعض نے کہا کہ ہھیٹہ لوگوں کو لٹھی سے ہانکے گا جیسے اونٹوں اور مویشی کو ہانکا جاتا ہے واسطے نہایت سختی اور ظلم اس کے اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اس وجہ سے ہے کہ جب قائم ہوا قحطانی اور حالانکہ نہیں ہے وہ اہل بیت نبوت اور نہ قریش سے جن میں اللہ نے خلافت کا حق رکھا ہے تو یہ بڑا تغیر زمانے کا ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ وہ مطابق ہے واسطے ابتداء ترجمہ کے اور وہ تغیر زمانے کا ہے اور تغیر عام تر ہے اس سے کہ فسق کی طرف راجع ہو یا کفر کی سو قصہ قحطانی کا مطابق ہے واسطے تغیر کے ساتھ فسق کے اور قصہ ذی الخلفہ کا واسطے تغیر کے ساتھ کفر کے۔ (فتح)

بَابُ خُرُوجِ النَّارِ وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ

باب ہے نچ نکلنے آگے کے یعنی حجاز کی زمین سے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی اول نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی

إِلَى الْمَغْرِبِ. طرف ہانک لے جائے گی۔

فائدہ: اشرار السام سے مراد وہ نشانیاں ہیں جن کے بعد قیامت ہوگی۔

۶۵۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ
أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى
تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيءُ
أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى.

۶۵۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ
نکلے گی آگ حجاز کی زمین سے روشن کر دے گی بصرے کے
اونٹوں کی گردنوں کو یعنی اس کی روشنی ایسی تیز ہوگی کہ عرب
سے شام تک پہنچے گی۔

فائدہ: حجاز عرب میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہے تاریخ مدینہ میں مذکور ہے کہ اول چند روز
مدینے میں برابر زلزلہ رہا لوگوں نے جانا کہ قیامت آئی پھر ایک طرف سے زمین پھٹ گئی اس میں سے سر بلند آگ
نکل چالیس دن قائم رہی لوہا اور پتھر اس آگ سے جلتا تھا مگر گھاس نہ جلتی تھی سینکڑوں کوس تک اس کی روشنی تھی
۶۵۸۵ چھ سو چوں ہجری میں یہ ماجرا گزرا تو جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
معجزہ ہے کہتے ہیں کہ اس آگ کی صورت ایک بڑے شہر کی صورت تھی جس کے گرد دیوار ہو اس پر منارے اور برج
ہوں معلوم ہوتا تھا کہ اس میں آدمی ہیں جو اس کو کھینچتے ہیں نہ گزرتی تھی کسی پہاڑ پر مگر کہ اس کو گلا دیتی تھی اور اس کی
آواز ایسی تھی جیسے بجلی کی کڑک اور جو آگ کہ باب کی پہلی حدیث میں مذکور ہے وہ اور ہے اور متواتر ہے علم اس
آگ کا: ایک سب شام والوں کے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ بے گ
ایک نالہ حجاز کی آگ سے جو بصرے کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کرے گا اور یہ وہی آگ ہے جو ساتویں صدی
میں ظاہر ہوئی۔ (فتح)

۶۵۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ
الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عَقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ
اللَّهِ عَنْ حُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَدِّهِ
حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ
الْفَرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ
حَصْرَهُ فَلَا يَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا. قَالَ عَقْبَةُ

۶۵۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب دریائے فرات سونے کے
خزانے سے کھل جائے گا جو جو وہاں حاضر ہو تو اس میں سے
کچھ نہ لے اور دوسری روایت کا ترجمہ بھی یہی ہے لیکن اس
میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا کہ سونے کے پہاڑ سے یعنی خزانے
کی جگہ پہاڑ کا ذکر کیا۔

وَحَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ يَحْسِرُ
عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ .

فائدہ: خزانہ کہنا اس کو باعتبار حال کے ہے اور پہاڑ کہنا باعتبار کثرت کے ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگل دے گی زمین اپنے جگر کے ٹکڑے ستونوں کے برابر سونے اور چاندی کے یعنی زمین کے اندر کے خزانے اور چاندی سونے کی کانیں قیامت میں زمین پر ظاہر ہو جائیں گی سو آئے گا قاتل سو کہے گا کہ میں نے اس کی محبت میں فلا نے کو قتل کیا اور آئے گا چور سو کہے گا کہ اسی کی محبت میں میرا ہاتھ کاٹا گیا پھر اس مال کو چھوڑ دیں گے سونہ لیں گے اس میں سے کچھ اور ظاہر یہ ہے کہ اس کے لینے سے اس واسطے منع کیا کہ اس کے لینے سے فتنہ اور قتال پیدا ہوتا ہے یعنی اگر اس کو لینا جائز رکھا جاتا تو خلقت اس پر لڑ کر کے مرجاتی اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو مسلم نے روایت کی ہے کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جائے گا سولڑ مریں گے اس پر لوگ سو ہر ایک سینکڑے سے ننانویں آدمی قتل ہوں گے اور ایک باقی رہے گا اور ان میں سے ہر آدمی کہے گا کہ شاید میں قتل سے بچ رہوں اور بلا شراکت سونا پاؤں اور نیز مسلم نے روایت کی ہے کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جائے گا سوجب لوگ سنیں گے تو اس کی طرف چلیں گے اور جو لوگ اس کے پاس ہوں گے وہ کہیں گے کہ اگر ہم لوگ اس کے لینے سے نہ منع کریں تو سب کو لے جائیں گے کچھ باقی نہ رہے گا سو اس پر لڑیں گے سو قتل ہوں گے ہر سو سے ننانویں آدمی یعنی سو میں سے صرف ایک آدمی باقی رہ جائے گا پس واضح ہوا کہ سبب بچ نہی کے اس کے لینے سے وہ چیز ہے جو مرتب ہوتی ہے اوپر طلب اخذ اس کے لڑائی سے چہ جائیکہ لینا اور نہیں ہے کوئی مانع کہ ہو یہ وقت نکلنے آگ کے واسطے محشر کے لیکن نہیں ہے یہ سبب منع کرنے کا اس کے لینے سے اور ایک روایت میں ہے کہ تمہارے خزانے پر تین آدمی قتل ہوں گے ہر ایک خلیفے کا بیٹا ہوگا اور یہ ذکر مہدی کی حدیث میں ہے سواگر مراد خزانے سے وہ خزانہ ہو جو باب کی حدیث میں ہے تو دلالت کی اس نے کہ واقع ہوگا یہ وقت ظاہر ہونے مہدی کے نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور آگ کے نکلنے سے پہلے اور احتمال ہے کہ لینے سے اس واسطے منع کیا ہو کہ واقع ہوگا بیچ اخیر زمانے کے نزدیک اس حشر کے جو واقع ہوگا دنیا میں اور واسطے عدم ظہور یا قلت اس کی کے سونہ فائدہ اٹھائے گا ساتھ اس چیز کے کہ اس سے لے اور شاید یہی راز ہے اس میں کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کو خروج آب کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔ (فتح)

یہ باب ہے

باب

۶۵۸۷۔ حضرت حارثہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ خیرات کرو سو عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر چلے گا سونہ پائے گا جو اس کو قبول کرے۔

۶۵۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا مَعْبُدٌ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهَبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا قَالَ مُسَدَّدٌ حَارِثَةُ أَخُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لِأُمِّهِ قَالَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ.

فائدہ: یہ باب مش فصل کی ہے پہلے باب سے اور تعلق اس کا ساتھ اس کے اس احتمال کی جہت سے ہے جو پہلے گزرا اور وہ یہ ہے کہ یہ واقع ہوگا اخیر زمانے میں جس میں لوگوں کو مال کی حاجت اور پرواہ نہ رہے گی یا اس وجہ سے کہ ہر ایک فتنے کے سبب سے اپنی جان کے ساتھ مشغول ہوگا ہر ایک کو جان کی مصیبت پڑی ہوگی سونہ مڑ کر دیکھے گا اپنے گھر والوں کو چہ جائیکہ مال اور یہ دجال کے زمانے میں ہوگا اور یا نہایت امن حاصل ہونے کے سبب سے ہر آدمی بے پرواہ ہوگا اور یہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوگا اور یا اس وجہ سے کہ آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی اور نہ التفات کرے گا کوئی اس وقت اس چیز پر جو بھاری ہو اس پر مال سے بلکہ قصد کرے گا کہ اس کی جان بچے اور جس پر قادر ہو اپنے اہل اور اولاد سے اور یہ احتمال ظاہر تر ہے اور یہی ہے مناسب واسطے کاری گری بخاری رضی اللہ عنہ کے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم دس نشانیاں دیکھو دخان اور دجال اور دابہ نکلنا آفتاب کا مغرب کی طرف سے اور اترنا عیسیٰ علیہ السلام کا اور نکلنا یا جوج ماجوج کا اور تین حشف کا یعنی زمین کا دھسنا ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک جزیرہ عرب میں اور نکلنا آگ کا یمن سے جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی اور اول ہونا آگ کا جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے تو یہ اول ہونا اس کا اس اعتبار سے ہے کہ اس کے بعد دنیا کا کوئی کام واقع نہیں ہوگا بلکہ واقع ہوگا ساتھ انتہاء اس کی کے پھونکنا صور میں برخلاف باقی نشانیوں کے کہ ان میں سے ہر ایک کے بعد دنیا کا کوئی نہ کوئی امر باقی رہے گا اور یہ جو فرمایا کہ کوئی صدقہ قبول نہ کرے گا تو احتمال ہے کہ یہ واقع ہو چکا ہو جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کہ مال کی اس قدر کثرت ہو گئی تھی کہ کوئی قبول نہ کرتا تھا بنا بر اس کے یہ صرف پیشین گوئی قیامت کی نشانی نہ ہوگی اور احتمال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہو اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال کی بہت کثرت ہوگی اور اول احتمال راجح تر ہے اور بہر حال عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال کی اس واسطے کثرت ہوگی کہ مال بہت ہو جائے گا اور لوگ کم ہو جائیں گے۔ (فتح)

۶۵۸۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو بڑے گروہ دونوں کے درمیان بڑی لڑائی ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور یہاں تک کہ قریب تیس کے بڑے جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور یہاں تک کہ قبض ہوگا علم اور بہت ہوں گے زلزلے اور قریب ہو جائے گا زمانہ اور فتنے فساد ظاہر ہوں گے اور قتل یعنی خون ریزی کثرت سے ہوگی اور یہاں تک کہ تم میں مال بہت ہو جائے گا تو اہل پڑے گا یہاں تک کہ مالدار فکر میں غمگین ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ کا مال کون لے یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ کے وقت میں سب لوگ مالدار ہو جائیں گے کوئی محتاج نہ ملے گا جو زکوٰۃ کا مال قبول کرے یا قیامت کی نشانیاں دیکھ کر ایسا خوف پیدا ہوگا کہ کسی کو مال لینے کی خواہش نہ رہے گی اور یہاں تک کہ اس کو عرض کرے سو کہے گا جن پر اس کو عرض کیا تجھ کو کچھ حاجت نہیں اور یہاں تک کہ فخر کریں گے لوگ عمارتوں میں اور یہاں تک کہ گزرے گا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کاش کہ میں اس کی جگہ مردہ ہوتا اور یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف سے چڑھے اور جب سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لائیں گے سو یہ وہی وقت ہے کہ نہ فائدہ دے گا کسی جان کو اس کا ایمان جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی تھی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور حالانکہ تحقیق دو مردوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلایا ہوگا خرید و فروخت کو سو وہ خرید و فروخت نہ کر چکے ہوں گے اور نہ اس کو لپیٹ چکے ہوں گے کہ قیامت

۶۵۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلَ فِتْنَانِ عَظِيمَتَانِ يَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعَوْتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلَّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَحَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتْنُ وَيَكْثُرَ الْهَرَجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمْ الْمَالُ فَيَفِضَ حَتَّى يَهْمَ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتَّى يَعْرِضَهُ عَلَيْهِ فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولَ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَأَاهَا النَّاسُ يَعْنِي آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذَلِكَ حِينٌ ﴿ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ﴾ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ انصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَيْنٍ لِقَحْبِهِ فَلَا يَطْعُمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ

أَكَلَتْهُ إِلَىٰ فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

آجائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور البتہ ایک مرد اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر پھرے گا یعنی سو نہ پہنچا ہوگا برتن اس کے منہ تک کہ قیامت آجائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور وہ اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا سو نہ پلا چکا ہوگا اس سے پانی کہ قیامت آجائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور حالانکہ ایک مرد نے لقمے کو اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوگا سو اس کو اپنے منہ میں نہ رکھا ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔

فائدہ: مراد فتننا سے علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اور معاویہ اور اس کے ساتھی ہیں کہ دونوں کا دین اسلام تھا اور اسلام پر لڑتے تھے اور یہ جو کہا کہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور ان کا نام مسلمان رکھا تو اس سے لیا جاتا ہے رد خارجیوں پر کہ وہ دونوں گروہوں کو کافر کہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ ہائے عمار رضی اللہ عنہما کو باغی گروہ قتل کرے گا تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ امام بحق تھے اور مصیب تھے ان لڑائیوں میں اس واسطے کہ معاویہ کے ساتھیوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اور روایت کی بزار نے زید بن وہب سے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا اور حالانکہ تمہارے اہل دین یعنی مسلمان باغی ہوئے بعض بعض کے منہ کو تلوار سے مارتے ہیں انہوں نے کہا سو تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو گروہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف بلائے اس کو لازم پکڑو اس واسطے کہ وہ حق پر ہے اور روایت کی یعقوب نے زہری سے کہ جب معاویہ کو خبر پہنچی کہ علی رضی اللہ عنہ جمل والوں پر غالب ہوئے تو اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا دعویٰ کیا تو شام والوں نے اس کا کہنا قبول کیا تو علی رضی اللہ عنہ اس کی طرف چلے یہاں تک کہ صفین میں دونوں کا مقابلہ ہوا اور یہ یحییٰ بن سلیمان نے کتاب صفین میں ابو مسلم خولانی سے روایت کی ہے کہ اس نے معاویہ سے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ سے خلافت میں تنازع کرتا ہے کیا تو اس کے برابر ہے معاویہ نے کہا کہ میں اس کے برابر نہیں اور بے شک میں جانتا ہوں کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہے اور لائق تر ہے ساتھ خلافت کے لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے اور میں اس کا چچیرا بھائی ہوں اور ولی ہوں میں اس کا قصاص چاہتا ہوں سو تم علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں سو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کلام کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معاویہ بیعت میں داخل ہوئے پھر ان کا میرے پاس دعویٰ کرے تو معاویہ نے کہا نہ مانا تو علی رضی اللہ عنہ عراق کے لشکروں کے ساتھ چلے یہاں تک کہ صفین میں اترے اور معاویہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں اتر اور یہ ماجرا ہجری کے چھتیسویں سال میں ہوا اور دونوں نے باہم پیغام بھیجا لیکن کچھ فیصلہ نہ ہوا آخر لڑائی واقع ہوئی یہاں تک کہ دونوں لشکروں سے ستر ہزار آدمی بلکہ زیادہ مارے گئے پھر جب شام والوں نے دیکھا

کہ مغلوب ہونا چاہتے ہیں تو انہوں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مشورے سے قرآن اٹھایا اور جو اس میں ہے اس کی طرف بلایا سو انجام کر دو منصفوں کی طرف ہوا پھر جاری ہوا جو جاری ہوا دونوں کے مختلف ہونے سے اور تنہا ہونے معاویہ کے ساتھ ملک شام کے اور مشغول ہونے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خارجیوں کے اور یہ پیشگوئیاں اور جو ان کی مانند ہیں تین قسم پر ہیں ایک قسم وہ ہے کہ جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا ویسا وقوع میں آیا جیسے لڑنا دو بڑے گروہوں کا اور ظاہر ہونا فتنوں کا اور بہت ہونا قتل کا اور فخر کرنا لوگوں کا عمارتوں میں اور دوسری قسم وہ ہے کہ اس کا شروع وقوع میں آیا لیکن مستحکم نہیں ہوا جیسے قریب ہونا زمانے کا اور بہت ہونا زلزلوں کا اور نکلنا جھوٹے دجالوں کا اور تیسری قسم وہ ہے کہ آئندہ واقع ہوگی اور ابھی اس سے کوئی چیز واقع نہیں ہوئی جیسے نکلنا سورج کا مغرب کی طرف سے اور بزار اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نہ فنا ہوگی یہ امت یہاں تک کہ اٹھے گا مرد طرف عورت کی اور اس کو راہ میں اپنے نیچے ڈال کر اس سے زنا کرے گا اور اس دن ان سب لوگوں میں بہتر وہ شخص ہوگا جو کہے گا کہ اگر ہم اس کو دیوار کی آڑ میں چھپائیں تو بہتر ہو یعنی برسر راہ کھلم کھلا زنا ہوگا کوئی کسی کو منع نہ کرے گا اور نہ شرم حیا رہے گا اور حدیثہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ پرانا ہو جائے گا اسلام نہ جانے گا کوئی کہ کیا ہے نماز اور کیا ہے روزہ اور کیا ہے حج اور کیا ہے زکوٰۃ؟ اور باقی رہیں گے برے لوگ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو اس کلمے لا الہ الا اللہ پر پایا سو ہم اس کو کہتے ہیں یعنی جیسا ہم نے ان سے سنا ویسا کہتے ہیں یہ جو کہا بیعت تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور تمام امور اس کی تقدیر سے ہیں اور یہ جو کہا کہ قریب تیس جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے تو ایک روایت میں تیس کا ذکر ہے اور ایک میں تیس سے زیادہ کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں ستائیس کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بے شک میں خاتم ہوں سب پیغمبروں کا میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا اور یہ جو کہا کلہہ یزعہ الخ تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور یہی راز ہے بیچ قول اس کے اخیر حدیث ماضی میں اور میں خاتم ہوں سب پیغمبروں کا اور احتمال ہے کہ ان میں سے پیغمبری کے دعویٰ کرنے والے تیس ہی ہوں یا مانند ان کی اور جو زیادہ ہیں عدد مذکور پر وہ فقط کذاب ہوں لیکن گمراہی کی طرف بلائیں مانند غالی رافضیوں اور باطنیوں اور وجودیوں اور حلولیوں اور باقی فرقوں کے جو بلانے والے ہیں طرف اس چیز کی کہ معلوم ہے بداہت سے کہ وہ خلاف ہے اس چیز کے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ لائے اور یہ جو کہا کہ زلزلے بہت ہوں گے تو البتہ واقع ہوئے ہیں بہت زلزلے شمالی اور شرقی اور غربی شہروں میں لیکن ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ کثرت کے شامل ہونا اور دوام ان کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب کڑک بہت ہوگی اور یہ کہ تم میں بہت ہو جائے گا مال تو یہ تعقید مشعر ہے ساتھ اس کے کہ یہ محمول ہے اصحاب کے زمانے پر سو ہوگی اس میں اشارت طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی فتوحات سے اور فارس اور روم کے مال

تقسیم ہونے سے سو یہ جو کہا مال اہل پڑے گا اور تمکین ہوگا مالدار تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سو پہلے گزر چکا ہے جو اس کے زمانے میں واقع ہوا ہے کہ مرد اپنا صدقہ عرض کرتا تھا سونہ پاتا تھا جو اس کے صدقے کا مال قبول کرے اور یہ جو کہا یہاں تک کہ عرض کرے گا مال کو سو کہے گا جس پر عرض کیا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں واقع ہوگی تو اس حدیث میں اشارہ ہے طرف تین احوال کی پہلا حال کثرت مال کا ہے فقط اور یہ اصحاب کے زمانے میں تھا دوسرا حال ایلنا اس کا ہے کثرت سے کہ ہر ایک آدمی بے پرواہ ہو جائے گا دوسرے کے مال لینے سے اور یہ تابعین کے ابتدائی زمانے میں تھا یعنی عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے وقت میں تیسرا حال ایلنا اس کا ہے کثرت سے لیکن اس میں زیادہ ہے کہ وہ اپنا صدقہ غیر پر عرض کرے گا اگرچہ صدقہ کا مستحق نہ ہو تو وہ کہے گا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوگا یا آگ نکلنے کے وقت ہوگا کما تقدم اور یہ جو کہا لوگ عمارتوں میں فخر کریں گے یعنی اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے ہر آدمی یہ چاہے گا کہ اس کا گھر دوسرے کے گھر سے اونچا ہو اور احتمال ہے کہ مراد فخر کرنا زینت اور آرائش میں ہو یا عام تر اور البتہ پایا گیا ہے اس سے بہت اور وہ روز بروز زیادتی میں ہے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ مغرب کی طرف سے سورج نکلے تو بعض نے کہا احتمال ہے کہ جس زمانے میں ایمان لانا نفع نہیں دے گا وہ فقط وہی وقت ہو جس میں سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا پھر جب دن دراز ہو جائیں گے اور اس نشانی کا زمانہ بعید ہو جائے گا تو پھر ایمان لانا اور توبہ کرنا نفع دے گا اور میں نے اس احتمال کو عمدہ وجہ سے پہلے رد کر دیا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب سورج مغرب کی طرف سے نکلا تو اس دن سے قیامت تک کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو اور یہ حدیث نص ہے بیچ جگہ نزاع کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور یہ جو کہا بتبايعانہ تو نسبت کپڑے کی دونوں کی طرف باعتبار حقیقت کے ہے یعنی نسبت اس کی ایک کی طرف بہ اعتبار حقیقت کے ہے اور دوسرے کی طرف باعتبار مجاز کے اس واسطے کہ ایک مالک ہے اور دوسرا قیمت ادا کرنے والا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم پر ایک سیاہ بدلی نکلے گی مغرب کی طرف سے جیسے ڈھال سو ہمیشہ اونچی ہوتی جائے گی یہاں تک کہ آسمان کو ڈھا تک لے گی پھر کوئی پکارنے والا تین بار پکارے گا کہ اے لوگو! قیامت آگئی اور یہ جو کہا کہ یلیط حوضہ یعنی اس کو گارے اور مٹی سے درست کرتا ہوگا تاکہ اس کے سوراخوں کو بند کرے اور اس کو پانی سے بھر کر اپنے چاپایوں کو پلائے اور یہ جو کہا سو اس کو اپنے منہ میں نہ رکھا ہوگا یعنی قیامت آجائے گی پہلے اس سے کہ اس کو اپنے منہ میں رکھے یا پہلے اس سے کہ اس کو نکلے اور یہ احتمال راجح ہے اور یہ سب اشارہ ہے اس طرف کہ قیامت اچانک آجائے گی اور ابن ماجہ اور احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ معراج کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملے تو انہوں نے باہم قیامت کا ذکر

کیا تو ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا کہ مجھ کو قیامت کا کچھ علم نہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اس کا علم دیا گیا ہے سوائے اس علم کے کہ نہیں جانتا اس کو کوئی سوائے اللہ کے پس ذکر کیا عیسیٰ علیہ السلام نے نکلنا دجال کا اور نکلنا یا جوج ماجوج کا اور مر جانا ان کا ایک بارگی پھر مینہ کا برسا وغیرہ وغیرہ جو قیامت سے پہلے ہونے والا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر کیا کہ جب دجال نکلے گا تو میں اتروں گا تو اس کو قتل کروں گا۔ (فتح)

بابُ ذِكْرِ الدَّجَالِ

باب ہے بیچ بیان ذکر دجال کے

فائدہ: دجال مشتق ہے دجل سے اور دجل کے معنی ہیں ڈھانکنا اور کذاب کا نام دجال اس واسطے رکھا گیا کہ وہ ڈھانکنے حق کو باطل سے کہا قرطبی نے کہ اس کا نام دجال جو رکھا گیا تو اس میں دس قول ہیں اور جس چیز کی دجال کے امر میں حاجت ہے اس کی اصل ہے اور کیا دجال ابن صیاد ہے یا اور شخص ہے اور بر تقدیر ثانی حضرت مصلیٰ علیہ السلام کے زمانے میں موجود تھا یا نہیں اور کب نکلے گا اور کیا سبب ہے اس کے نکلنے کا اور کہاں سے نکلے گا اور کیا ہے صفت اس کی اور کس چیز کا دعویٰ کرے گا اور کیا چیز ظاہر ہوگی اس کے ہاتھ پر خوارق عادت سے وقت نکلنے اس کے یہاں تک کہ اس کے تابعدار ہو جائیں گے اور ہلاک ہو گا کون اس کو قتل کرے گا؟ سوال جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے اور بہر حال دوسری چیز سو تہم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ دجال حضرت مصلیٰ علیہ السلام کے زمانے میں موجود تھا اور وہ بعض جزیرے میں قید ہے اور تیسری چیز ہے کہ دجال اس وقت نکلے گا جب کہ مسلمان قسطنطینہ کو فتح کریں گے اور اس کے نکلنے کا سبب یہ ہے کہ وہ نکلے گا قہر سے کہ غصہ کیا کرے گا یعنی دجال مظہر قہر الہی ہے اور نکلے گا مشرق کی طرف سے جزنا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ خراسان سے نکلے گا اور بہر حال صفت اس کی سو مذکور ہے باب کی حدیثوں میں اور دجال پہلے پہل ایمان کا دعویٰ کرے گا پھر پیغمبری کا پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا جیسے کہ روایت کی طبرانی نے سلیمان بن شہاب کے طریق سے اور بہر حال جو خوارق عادت اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں گے سو اس کا بیان آئندہ آئے گا اور کب ہلاک ہو گا اور کون اس کو قتل کرے گا سو وہ ہلاک ہو گا بعد ظاہر اور غالب ہونے اس کے سب زمین پر سوائے مکے اور مدینے کے پھر قصد کرے گا بیت المقدس کا سو عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور اس کو قتل کریں گے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے زمانے سے قیامت تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں اور روایت کی نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں کعب احبار رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ متوجہ ہو گا دجال سو دمشق کے مشرقی دروازے کے پاس اترے گا پھر تلاش کیا جائے گا سو نہ معلوم ہو گا کہ کہاں گیا پھر ظاہر ہو گا مشرق میں سو دیا جائے گا خلافت پھر ظاہر کرے گا جادو کو پھر دعویٰ کرے گا پیغمبری کا تو لوگ اس سے متفرق ہو جائیں گے پھر نہر پر آئے گا سو اس کو حکم

کرے گا کہ نبی وہ جاری ہو جائے گی پھر اس کو حکم کرے گا کہ خشک ہو جائے سو خشک ہو جائے گی اور پہاڑوں کو حکم کرے گا تو بیٹھ جائیں گے اور ہوا کو حکم کرے گا کہ سمندر سے بادل اٹھائے سو زمین پر برسے گا اور غوطہ مارے گا ہر روز سمندر میں تین بار سونہ پینچے گا اس کی کمرنگ اور اس کا ایک ہاتھ دوسرے سے دراز ہے سو اپنے دراز ہاتھ کو سمندر میں دراز کرے گا تو اس کا ہاتھ سمندر کی تہ تک پینچے گا سو نکالے گا اس میں سے جس قدر مچھلی چاہے گا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بچے گا دجال کے فتنے سے مگر بارہ ہزار آدمی۔ (فتح)

۶۵۸۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي الْمَعْبُورَةُ بِنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الذَّجَالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِي مَا يَصْرُكَ مِنْهُ قُلْتُ لِأَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلٌ حَمِيرٌ وَنَهْرٌ مَاءٌ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ.

۶۵۸۹۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں پوچھا کسی نے حضرت ﷺ سے حال دجال کا زیادہ تر اس سے کہ میں نے پوچھا اور یہ کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا ضرر کرتی ہے تجھ کو اس سے یعنی تجھ کو اس کا کیا خوف ہے کہ تو اس کا حال بہت پوچھتا ہے؟ میں نے کہا اس ڈر سے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بے شک اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ حقیر تر ہے اللہ پر اس سے۔

فائدہ: مراد پہاڑ سے بقدر پہاڑ کے ہے اور مراد روٹیوں سے اس کی اصل ہے جیسے گندم مثلاً یعنی اس کے ساتھ بقدر پہاڑ کے گندم ہوگی اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے دجال کے ہاتھ پر خارق عادت پیدا کرے گا وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اس کو ایمان داروں کی گمراہی کا سبب ٹھہرائے اور اس سے یقین والوں کے دل میں شک آئے یعنی مراد یہ ہے کہ وہ حقیر تر ہے اس سے کہ ٹھہرائے کسی چیز کو اس سے نشانی اس کے سچے ہونے پر خاص کر اور حالانکہ ٹھہرائی ہے اللہ نے اس میں نشانی جو ظاہر ہے اس کے جھوٹے ہونے پر اور کافر ہونے پر پڑھ لے گا اس کو پڑھا ہوا اور ان پڑھ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اس کو حقیقت ٹھہرائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تخیل اور تشبیہ ہے یعنی جو اس کے ساتھ پانی نظر آئے گا وہ درحقیقت پانی نہ ہوگا بلکہ خیال ہوگا جیسے سراب پس ثابت رہیں گے ایماندار اور پھسل جائیں گے کافر۔ (فتح)

۶۵۹۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيَمْنَى كَانَتْهَا عَيْنَةٌ طَافِيَةٌ.

۶۵۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال دائیں آنکھ کا کانہا ہے اس کی کالی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور۔

۶۵۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آئے گا دجال سواترے گا مدینے کے ایک کنارے میں یعنی شوره زمین میں سوکانے گا مدینہ تین بار تو نکل جائیں گے دجال کی طرف سب کافر اور منافق۔

۶۵۹۱۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ الدَّجَالُ حَتَّى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نہیں کوئی شہر جس کو دجال نہ روندے گا یعنی سب جگہ اس کا عمل دخل ہوگا سوائے کے اور مدینے کے دروازوں سے ایسا کوئی دروازہ نہ ہوگا جس پر فرشتے قطار باندھے چوکیداری نہ کرتے ہوں گے اور حاصل تطبیق کا یہ ہے کہ رعب منفی جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ میں ہے وہ خوف اور فزع ہے یہاں تک کہ نہ حاصل ہوگا کسی کے واسطے اس میں خوف دجال کا بسبب اترنے اس کے قریب مدینے کے یا مراد اس سے غایت اس کی ہے یعنی غلبہ اس کا اور مدینے کے اور مراد کا پٹنے سے ارقاق ہے اور وہ مشہور ہونا ہے اس کے آنے کا اور یہ کہ کسی کو اس کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں سوجلدی کرے گا اس کی طرف ہر کافر اور منافق پس ظاہر ہوگا تمام ہونا اس حدیث کا کہ مدینہ پلید کو نکال ڈالتا ہے۔ (فتح)

۶۵۹۲۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوگا مدینے میں خوف دجال کا اور مدینے کے اس دن سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے اور کہا ابن اسحاق نے، الخ یعنی ابراہیم کا سماع ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

۶۵۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ. قَالَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی دجال کو پیچھے ہٹائے گا۔

۶۵۹۳۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

۶۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا

نے فرمایا کہ نہ آئے گا مدینے میں خوف مسیح دجال کا اور اس دن مدینے کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیدار ہوں گے۔

مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُغْبُ الْمَسِيحِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةٌ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.

۶۵۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے سوائد اللہ کی حمد کی جو اس کے لائق ہے پھر دجال کو ذکر کیا سو فرمایا کہ بے شک میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں مگر کہ اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تمہارے واسطے اس کی پہچان میں وہ بات کہتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے نہیں کہی بے شک وہ کاٹا ہے اور بے شک اللہ کاٹا نہیں۔

۶۵۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَنَّى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ إِنِّي لَأُنذِرُكُمْوه وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أُنذِرَهُ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ إِنَّهُ أَعْوَرٌ وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے کہ ف ر یعنی کفر کا لفظ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دجال میری زندگی میں نکلا تو میں اس کو الزام دوں گا تو یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ پہلے اس سے کہ ظاہر ہو آپ کے واسطے وقت دجال کے نکلنے کا اور اس کی نشانیوں سوجاڑتھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نکلے پھر بیان کیا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بعد اس کے حال اس کا اور وقت اس کے نکلنے کا پس خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اور یہ جو فرمایا کہ میں تم کو وہ بات کہتا ہوں جو آگے کسی پیغمبر نے نہیں کہی تو کہا گیا کہ بیچ خاص ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشبیہ مذکور کے باوجود اس کے کہ وہ واضح تر دلیل ہے دجال کی تکذیب میں یہ ہے کہ دجال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نکلے گا سوائے اور امتوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں اور دلالت کی اس حدیث نے کہ اس بات کا علم کہ دجال کا نکلتا اس امت کے ساتھ خاص ہے اس امت کے سوائے اور امتوں کو معلوم نہ تھا جیسا کہ قیامت کے قائم ہونے کا علم کسی کو معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ وہ کاٹا ہے اور بے شک اللہ کاٹا نہیں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اقتصار کیا اس پر باوجود اس کے کہ حدوٹ کے دلائل دجال میں ظاہر ہیں اس واسطے کہ کاٹا ہونا ایک ایسا نشان ہے جو نظر آتا ہے دیکھتا ہے اس کو عالم اور عامی اور جو نہیں راہ پاتا

طرف دلائل عقلیہ کی سوجب وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور ناقص الخلقیت ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند تر ہے تو معلوم کر لے گا کہ وہ جھوٹا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جان رکھو کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کو نہیں دیکھے گا یہاں تک کہ مر جائے یعنی تو اس سے معلوم ہوا کہ دجال جو خدائی کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے اللہ کو مرنے سے پہلے کوئی نہیں دیکھ سکتا اور دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا اور باوجود اس کے لوگ اس کو دیکھیں گے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کو بیداری میں دیکھتا ہے نعالی اللہ عن ذلك اور حضرت ﷺ نے جو اپنے رب کو معراج کی رات میں دیکھا تو یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے سو وہ اللہ نے حضرت ﷺ کو دنیا میں وقت دی جو مسلمانوں کو آخرت میں انعام کرے گا۔ (فتح)

۶۵۹۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں خانے کعبے کا طواف کرتا تھا کہ اچانک میں نے ایک مرد دیکھا گندمی رنگ سیدھے بالوں والا اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے تو میں نے کہا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ مریم کا بیٹا ہے پھر میں ادھر ادھر نظر کرنے لگا تو اچانک میں نے ایک مرد دیکھا بڑے قد والا سرخ رنگ گھنگریالے بالوں والا کافی آنکھ والا اس کی کافی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور لوگوں نے کہا کہ یہ دجال ہے سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہہ ساتھ اس کے ابن قطن ہے جو ایک مرد ہے قبیلہ خزاعہ سے۔

۶۵۹۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبَطَ الشَّعْرَ يَنْطَفُ أَوْ يُهْرَاقُ رَأْسَهُ مَاءً قَلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبَتْ أَلْتَفْتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيمٌ أَحْمَرٌ جَعَدُ الرَّأْسِ أَعْوَرَ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةً قَالُوا هَذَا الدَّجَالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطْنٍ رَجُلٌ مِنْ خِزَاعَةَ.

فائدہ: جیسے پھولا ہوا انگور یعنی اس کی آنکھ اٹھی ہوئی ہے اور آنکھ کا آنہ پھولا ہوا ہے کہا ابن عربی نے کہ بیچ مختلف ہونے صفات دجال کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی نقص سے بیان ہے اس کا کہ وہ نہیں دفع کر سکتا نقص کو اپنے نفس سے کسی طرح سے اور وہ محکوم علیہ ہے اپنے نفس میں اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ طواف کرنا دجال کا ہے گرد خانے کعبے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب دجال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو گل جائے گا اور جواب یہ ہے کہ اگرچہ پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے لیکن اس میں تاویل ہو سکتی ہے اور کہا عیاض نے کہ مالک کی روایت میں دجال کا طواف واقع نہیں ہوا اور وہ ثابت تر ہے اس روایت سے جس میں طواف کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ترجیح باوجود ممکن ہونے تطبیق کے مردود ہے اور برابر ہے کہ ثابت ہو کہ اس نے طواف کیا یا نہ کیا لیکن دجال کو کئے میں دیکھنا اشکال کیا گیا ہے باوجود ثابت ہونے اس بات کے کہ دجال نہ کئے میں

داخل ہوگا نہ مدینے میں اور البتہ جواب دیا ہے اس سے قاضی نے ساتھ اس کے کہ مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہوگا وہ کے اور مدینے میں اس وقت جب کہ اخیر زمانے میں نکلے گا دجال ہو کے اور یہی ہے مراد چلنے اس کے سے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے۔ (فتح)

۶۵۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ پناہ مانگتے تھے اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے۔

۶۵۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيدُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ.

۶۵۹۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا دجال کے حق میں کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی سو اس کی آگ تو ٹھنڈا پانی ہے اور اس کا پانی آگ ہے، ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا ہے۔

۶۵۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رَبِيعِي عَنْ حُدَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الدَّجَالِ إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ. قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو لوگوں کو پانی نظر آئے گا وہ آگ ہوگی جلانے والی اور جو لوگوں کو آگ نظر آئے گی وہ ٹھنڈا پانی ہوگا سو جو اس کی آگ کے ساتھ مبتلا ہو تو چاہیے کہ فریادرسی چاہے اللہ سے اور اس پر سورہ کہف شروع سے پڑھے کہ اس پر ٹھنڈی ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے سو اگر کوئی اس کو پائے تو چاہیے کہ گھسے اس نہر میں جو اس کو آگ نظر آتی ہو اور اس میں غوطہ مارے اور اس سے پانی پیئے کہ وہ میٹھا پانی ہے اور یہ سب رائج ہے طرف مختلف ہونے مرئی چیز کے بہ نسبت دیکھنے والے کے یعنی مرئی کا مختلف ہونا بہ نسبت دیکھنے والے کے ہے ورنہ درحقیقت اس میں اختلاف نہ ہوگا پانی پانی ہوگا اور آگ آگ ہوگا سو یا تو دجال جادوگر ہوگا نظر بندی کرے گا لوگوں کو چیز کی صورت کا عکس کر دکھائے گا یا یہ کہ اللہ اس کے باغ کے باطن کو آگ کر ڈالے گا اور اس کے آگ کے باطن کو باغ اور یہ رائج ہے اور یا یہ کہ ہو یہ کنایت نعمت اور رحمت سے ساتھ بہشت کے اور محنت اور مشقت سے ساتھ آگ کے سو جو اس کا کہامانے گا اس کو وہ بہشت دے گا جس کا انجام دوزخ میں داخل ہونا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ منجملہ محنت اور فتنے کے سودیکھے گا دیکھنے والا طرف اس کی دہشت سے آگ کو سو گمان کرے گا اس کو جنت

بالعکس۔ (فتح)

۶۵۹۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہیں بھیجا گیا کوئی پیغمبر مگر کہ اس نے اپنی امت کو ڈرایا کانے بڑے جھوٹے سے یعنی دجال سے خبردار ہو بے شک وہ کانا ہے اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے لفظ کافر کا داخل ہے اس باب میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی۔

۶۵۹۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ الْأَبْرَأَ إِنَّهُ أَعْوَرٌ وَإِنْ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنْ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَأَنَّ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ پڑھے گا اس کو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب یعنی لکھنا جانتا ہو یا نہ سو یہ اخبار ہے ساتھ حقیقت کے اور یہ اس واسطے کہ پیدا کرتا ہے اللہ بندے کے واسطے ادراک اس کی آنکھ میں جس طرح چاہتا ہے اور جب چاہے سو دیکھے گا اس کو ایماندار بغیر نظر سے اگرچہ لکھنے کو نہ پہچانتا ہو اور نہ دیکھے گا اس کو کافر اگرچہ لکھا پہچانتا ہو اس واسطے کہ اس زمانے میں عادت کا خلاف ہو گا اس امر میں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح مذہب جس پر محقق ہیں یہ ہے کہ دجال کے ماتھے میں ہقیقہ کافر کا لفظ لکھا ہوا ہو گا ٹھہرایا ہے اس کو اللہ نے نشانی یقینی دجال کے جھوٹے ہونے پر سوظاہر کرے گا اس کو اللہ ایماندار پر اور چھپائے گا اس کو کافر سے اور یہ جو کہا کہ پڑھے گا اس کو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب تو اس سے یہ لازم نہیں کہ وہ ہقیقہ لکھا ہوا نہ ہو بلکہ اللہ غیر کاتب کو ادراک کا علم دے گا تو اس کو پڑھ لے گا اگرچہ وہ پہلے سے لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو گا اور شاید لطیف راز اس میں کہ اس کو ہر کاتب اور غیر کاتب پڑھے گا واسطے اس مناسبت کے ہے کہ وہ کانا ہو گا جو آدمی اس کو دیکھے گا معلوم کر لے گا یعنی تو اس طرح ہر ایماندار اس لکھے کو پڑھ لے گا، واللہ اعلم۔ (فتح)

اس لکھے کو پڑھ لے گا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ لَا يَدْخُلُ الدَّجَالُ الْمَدِينَةَ

ند داخل ہو سکے گا دجال مدینہ منورہ میں

۶۵۹۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کی ہم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن حدیث دراز دجال کے حال سے سو جو ہم سے بیان کیا اس میں یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آئے گا دجال یعنی مدینے کی طرف اور حرام کیا گیا ہے اس پر داخل ہونا مدینے کے دروازے میں سواترے گا بعض شورش زمین میں جو مدینے کے متصل ہے یعنی شام کی

۶۵۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَالِ فَكَانَ فِيمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ يَا بَنِي الدَّجَالِ وَهُوَ

طرف سے سونکے گا اس کی طرف اس دن ایک مرد اور وہ سب لوگوں سے بہتر ہو گا یا فرمایا کہ برگزیدہ لوگوں سے ہو گا سو وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ تو وہی دجال ہے جس کی حدیث حضرت ﷺ نے ہم سے بیان کی تو کہے گا دجال بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں پھر اس کو زندہ کروں تو کیا تم امر میں شک کرو گے تو اس کے تابعدار کہیں گے کہ نہیں سو اس کو قتل کرے گا پھر اس کو زندہ کرے گا تو وہ مرد کہے گا قسم ہے اللہ کی آج مجھ کو تیرے حق میں پہلے سے زیادہ تربیاتی حاصل ہوئی یعنی مجھ کو اب نہایت تعین ہو گیا کہ تو وہی دجال ہے جس کی حدیث حضرت ﷺ نے ہم کو خبر دی سو ارادہ کرے گا دجال اس کے قتل کرنے کا سو نہ قابو پائے گا اوپر اس کے۔

مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ
فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ
فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ
أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّكَ
الدَّجَالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَالُ
أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتَهُ هَلْ
تَشْكُرُونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ
يُحْيِيهِ فَيَقُولُ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ
بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الدَّجَالُ أَنْ يَقْتُلَهُ
فَلَا يَسْلُطُ عَلَيْهِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ متوجہ ہو گا اس کی طرف ایک مرد مسلمانوں میں سے تو دجال کے ساتھی اس سے ملیں گے تو کہیں گے کہ کیا تو ہمارے رب کو نہیں مانتا؟ وہ کہے گا کہ ہمارے رب میں کوئی شبہ نہیں سو اس کو دجال کی طرف لے جائیں گے بعد اس کے کہ اس کو قتل کا ارادہ کریں گے سو جب وہ مرد اس کو دیکھے گا تو کہے گا اے لوگو! یہ وہی حال ہے جس کو حضرت ﷺ نے ذکر کیا تو دجال کہے گا کہ میری پیروی کر نہیں تو تجھ کو چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تلوار سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے گا پھر اس سے کہے گا اٹھ کھڑا ہو یعنی زندہ ہو جا تو وہ زندہ ہو جائے گا کہا خطابی نے اگر کہا جائے کہ کس طرح جائز ہے یہ کہ جاری کرے اللہ معجزے کو کافر کے ہاتھ پر اس واسطے کہ مردوں کا زندہ کرنا ایک بڑا معجزہ ہے پیغمبروں کے معجزوں سے سو کس طرح پائے گا اس کو دجال اور حالانکہ بڑا جھوٹا ہو گا خدائی کا دعویٰ کرے گا تو جواب یہ ہے کہ یہ بطور فتنے اور آزمائش کے ہے واسطے بندوں کے اور جب کہ ان کے پاس یہ دلیل موجود ہوگی کہ وہ جھوٹا ہے حق پر نہیں ہے اپنے دعویٰ میں اور وہ یہ کہ وہ کانا ہے اور اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہوا ہے پھر مسلمان اس کو پڑھے گا تو اس کا دعویٰ باطل ہے باوجود کفر کے اور نقص ذات اور قدر کے اس واسطے کہ اگر اللہ ہوتا تو اس کو اپنے ماتھے سے دور کرتا اور پیغمبروں کے معجزے معارضہ سے سلامت ہوتے ہیں تو دونوں میں اشتباہ نہ ہوگا اور کہا طبری نے کہ نہیں جائز ہے کہ پیغمبروں کے معجزے جھوٹوں کو کر دیئے جائیں اس حالت میں کہ نہ ہو کوئی راہ اس کے واسطے جو مشاہدہ کرے اس کو جو لایا بیچ اس حالت کے مگر جدائی کرنا درمیان سچے اور جھوٹے کے اور بہر حال جب کہ ہو اس کے واسطے جو اس کا مشاہدہ کرے راہ طرف معلوم کرنے سچے کے جھوٹے سے

سو جس کے ہاتھ پر یہ ظاہر ہو تو نہ انکار کرے اس سے کہ اللہ یہ جھوٹوں کو دیتا ہے پس یہ بیان ہے اس کا جو دجال کو دیا گیا فتنہ اس کے واسطے جو اس کا مشاہدہ کرے اور باوجود اس کے دجال میں دلالت ظاہر ہے اس کے واسطے جو عقل رکھتا ہو اس کے جھوٹ پر اس واسطے کہ وہ صاحب اجزاء مؤلفہ کا ہے اور تاثیر کاری گری کی اس میں ظاہر ہے باوجود ظاہر ہونے آفت کے اس کی کافی آنکھ سے سو جب لوگوں کو اس طرف بلائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو بدتر حال ہے وہ شخص جو دیکھے گا اس کو ذوی العقول سے یہ کہ جانے کہ وہ نہیں قدرت رکھتا ہے کہ دوسرے کی پیدائش کو برابر کرے اور درست کرے اور سنوارے اور اپنے نفس کا نقص نہ ہٹا سکے سو کم تر جو واجب ہے یہ ہے کہ کہے کہ اے شخص! جو گمان کرتا ہے کہ تو زمین اور آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اپنے نفس کی صورت بنا اور اس کو برابر کر اور آفت کو اپنی جان سے یعنی کالے پن کو دور کر پس اگر گمان کرتا ہے تو کر یعنی لفظ کافر کا اور کہا مہلب نے کہ قادر ہونا دجال کا اوپر زندہ کرنے مقبول کے نہیں مخالف ہے حضرت ﷺ کے اس قول کو ہو اھون علی اللہ من ذلك یعنی حقیر تر ہے اللہ پر اس سے یعنی اس سے کہ قدر پائے معجزے پر قدرت صحیح یعنی یہ وجال کی قدرت صحیح نہیں اس واسطے کہ قادر ہونا اس کا اوپر قتل کرنے مرد کے پھر زندہ کرنے اس کے نہیں بدستور رہا نہ اس میں نہ اس کے غیر میں مگر فقط اسی ساعت میں جس میں اس نے تکلیف پائی ساتھ قتل کے باوجود حاصل ہونے ثواب کے اس کے واسطے اور ہو سکتا ہے کہ اس نے اس کے قتل کرنے سے تکلیف نہ پائی ہو واسطے قدرت اللہ کے اوپر دفع کرنے اس کے اس سے کہا ابن عربی نے کہ جو ظاہر ہو گا دجال کے ہاتھ پر کرامتوں سے جیسے مینہ کا برسنا اور زمین کا خزانوں کا اس کے ساتھ ہونا اور بہشت اور دوزخ اور نہروں وغیرہ کا اس کے ساتھ ہونا سب اللہ کی آزمائش ہے اور اس کا امتحان تاکہ ہلاک ہو شک کرنے والا اور نجات پائے مسلمان یقین والا یعنی کون اس کے داؤ میں آتا ہے اور کون ایمان پر ثابت رہتا ہے اور یہ امر خوفناک ہے اسی واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کے فتنے سے کوئی فتنہ بڑا نہیں اور حضرت ﷺ اپنی نماز میں اس کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے تاکہ امت آپ کی پیروی کرے اور یہ جو کہا کہ وہ شخص کہے گا کہ آج مجھ کو تیرے حق میں زیادہ بصیرت ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ وہ کہے گا اے لوگو! یہ مسیح دجال ہے جو اس کا کہا مانے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ بہشت میں جائے گا اور میرے بعد یہ کسی کو نہ مار سکے گا تو دجال چاہے گا کہ دوسری بار اس کو قتل کرے تو اس کی پشت تانبا ہو جائے گی سو اس کی طرف کوئی راہ نہ پائے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں بڑے درجے والا ہو گا سوائے ایمان کو لازم ہے کہ جب کسی کافر باخلاف شرع فقیر سے خرق عادت کرامت دیکھے تو اس کا ہرگز اعتقاد نہ کرے اس کو دجال کا نائب جانے ایمان اور تقویٰ پر نظر رکھے شعبہ بازی پر خیال نہ کرے کرامت اس کا نام ہے جو ولی یعنی متقی مومن سے ہو اور جو کافر اور بے دین اور فاسق سے ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔

۶۶۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینے کے دروازوں پر فرشتے ہوں گے نہ داخل ہوگی اس میں وبا یعنی طاعون اور نہ دجال۔

۶۶۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجَمِّرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَالُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ سیر کرے گا دجال زمین میں چالیس دن ہر شہر میں آئے گا سوائے مکے اور مدینے کے اس کے دنوں سے ایک دن سال کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک ساعت ہفتے کے برابر اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح تو اصحاب نے کہا یا حضرت! جو دن سال کے برابر ہوگا اس میں ہم کو ایک دن کی نماز کفایت کرے گی حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں اندازہ کر کے پڑھ لینا اور ایک روایت میں ہے کہ زمین اس کے واسطے لپیٹی جائے گی اور ایک روایت میں ہے ہم نے کہا یا حضرت! زمین میں کس قدر جلدی چلے گا فرمایا مینہ کی طرح جس کے پیچھے آندھی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ (فتح)

۶۶۰۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال مدینے کی طرف آئے گا سو پائے گا فرشتوں کو اس کی چوکیداری کرتے ہوں گے سو نہ قریب ہوگا اس سے دجال اور نہ وبا اگر اللہ نے چاہا۔

۶۶۰۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرُبُهَا الدَّجَالُ قَالَ وَلَا الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

فائدہ: بعض نے کہا کہ یہ انشاء اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے اور بعض نے کہا تبرک کے واسطے کہا عیاض نے کہ ان حدیثوں میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے اس امر میں کہ دجال کا وجود صحیح ہے اور یہ کہ وہ ایک شخص ہے معین بتلا کرے گا اللہ اس کے ساتھ بندوں کو اور قدرت دے گا اس کو کئی چیزوں پر جیسے زندہ کرنا مردے کا جس کو قتل کرے گا اور ظاہر ہونا ارزانی کا اور نہروں کا اور باغ کا اور آگ کا اور زمین کے خزانوں کا اس کے ساتھ ہونا اور اس کے حکم سے آسمان کا مینہ برسانا اور زمین کا اُگنا اور یہ سب اللہ کی مشیت سے ہوگا پھر اللہ اس کو عاجز کر ڈالے گا اور قتل کرنے اس مرد کے اور غیر اس کے پھر باطل ہوگا امر اس کا اور قتل کریں گے اس کو عیسیٰ علیہ السلام اور البتہ مخالفت کی ہے اس میں بعض خارجیوں اور معتزلہ اور جمیہ نے سوا نکار کیا ہے انہوں نے اس کے وجود سے اور رد کیا ہے انہوں نے صحیح حدیثوں کو اور چند گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کا وجود صحیح ہے لیکن جو چیز کہ اس کے ساتھ خارق عادت سے ہے وہ

محض خیال ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں اور وہ ناچار ہوئے ہیں طرف اس کی اس سبب سے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہو جو اس کے ساتھ ہے بطریق حقیقت کے تو پیغمبروں کے معجزوں پر اعتماد نہ رہے اور یہ خیال ان کا غلط ہے اس واسطے کہ وہ پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور اس کے حال کی صورت اس کو جھٹلائے گی واسطے عاجز ہونے اور ناقص ہونے اس کے سونہ مغرور ہوں گے ساتھ اس کے مگر گنوار لوگ یا شدت فاتحہ کی حاجت سے تنگ آ کر اور یا اس کی بدی کے خوف اور تقیہ سے باوجود جلدی گزرنے اس کے زمین میں پس نہ ٹھہرے گا زیادہ تاکہ ضعیف لوگ اس کے حال میں تامل کریں سو جس نے اس کو اس حال میں سچا جانا تو نہیں لازم آتا اس کے باطل ہونا پیغمبروں کے معجزوں کا اسی واسطے کہے گا وہ شخص جس کو قتل کر کے زندہ کرے گا کہ مجھ کو تو تیرے حق میں زیادہ بصیرت ہوئی اور ابن ماجہ کی حدیث میں جو آیا ہے کہ وہ اول یہ کہے گا کہ میں پیغمبر ہوں پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا تو یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ وہ ظاہر کرے گا خوارق کو بعد دعویٰ خدائی کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے فتنے سے ہے کہ وہ ایک گروہ پر گزرے گا وہ اس کو جھٹلا دیں گے تو ان کے مویشی سب مرجائیں گے کوئی جاندار ان کا باقی نہ رہے گا اور ایک گروہ پر گزرے گا وہ اس کو سچا جانیں گے تو آسمان کو حکم کرے گا وہ ان پر مینہ برسائے اور زمین کو حکم کرے گا وہ سبزہ اگا دے گی یہاں تک کہ ان کے مویشی شام کو موٹے تازے ہو کر آئیں گے ان کی کوٹھیں تنی ہوں گی ان کے تھن (پستان) دودھ سے بھرے ہوں گے پہلے سے زیادہ۔ (فتح)

باب ہے بیچ یا جوج ماجوج کے

بَابُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ

فائدہ: کچھ بیان ان کا احادیث الانبیاء میں ہو چکا ہے اور یا جوج ماجوج بنی آدم سے ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے اور بعض نے کہا کہ ترک سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آدم عليه السلام کی اولاد ہیں غیر حوا سے اور وہ اس طرح ہے کہ آدم عليه السلام کو خواب میں احتلام ہوا تو ان کی منی مٹی سے مل گئی تو اس سے یا جوج ماجوج پیدا ہوئے اور معتمد پہلا قول ہے کہ حوا کی اولاد میں سے ہیں اور اللہ نے فرمایا ﴿وتركنا بعضهم يومئذ يموج في بعض﴾ اور یہ اس وقت ہو گا جب کہ دیوار سے نکلیں گے اور آئی ہے ان کی صفت میں وہ حدیث جو روایت کی ہے ابن عدی اور ابن ابی اور طبرانی نے اوسط میں حدیث روایت سے مرفوع کہ یا جوج ایک امت ہے اور ماجوج ایک امت ہے ہر ایک امت چار چار لاکھ ہے نہیں مرتا ان میں سے کوئی یہاں تک کہ دیکھ لے اپنی اولاد سے ہزار مرد ہتھیار پہننے والا کہا ابن عدی نے یہ حدیث موضوع ہے اور کہا ابن حاتم نے منکر ہے میں کہتا ہوں لیکن اس کے بعض کے واسطے شاہد ہے صحیح روایت کیا ہے ابن حبان نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ یا جوج ماجوج میں سے جو کوئی مرتا ہے کم سے کم اس کی اولاد ہزار ہوتی ہے اور نسائی نے اس سے مرفوع روایت کی ہے کہ یا جوج ماجوج جماعت کرتے ہیں جب چاہتے ہیں اور نہیں مرتا ان میں سے کوئی مگر چھوڑتا ہے اپنی اولاد سے ہزار آدمی یا زیادہ اور روایت کی حاکم نے عبد اللہ بن

عمرو بن العاصؓ کے طریق سے کہ یاجوج ماجوج آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ان کے سوائے تین امتیں ہیں اور نہیں مرتا ان میں سے کوئی مگر کہ اپنی اولاد سے ہزار آدمی چھوڑتا ہے یا زیادہ اور روایت کی ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کے طریق سے کہ جن اور آدمی دس حصے ہیں سوان میں سے نو حصے تو یاجوج ماجوج ہیں اور ایک حصہ باقی سب آدمی اور روایت کی ابن ابی حاتم نے کعب سے کہ یاجوج ماجوج تین قسم پر ہیں ایک قسم صنوبر کی طرح اونچی لمبی ہیں اور ایک قسم چار گز لمبی ہیں اور چار چوڑے اور ایک قسم وہ ہیں کہ اپنے ایک کان کو نیچے بچھاتے ہیں اور ایک کو اوپر لیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بعض کے قد ایک ایک بالشت ہیں اور بعض کے دو دو بالشت اور جو بہت لمبے ہیں ان کے قد تین بالشت ہیں اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یاجوج ماجوج بائیس قبیلے ہیں ایکس قبیلوں پر ذوالقرنین نے دیوار بنائی اور ایک قبیلہ دیوار سے باہر راہ لوٹ گھسٹ میں مشغول تھے وہ باہر رہے سو وہ ترک ہیں۔ (فتح)

۶۶۰۲۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن اس پر داخل ہوئے گھبرائے ہوئے فرمایا کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی یا جوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور حضرت ﷺ نے اپنے انگوٹھے اور گلے کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقے کے برابر اس دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے تو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے اور حالانکہ ہم میں سے نیک لوگ ہوں گے حضرت ﷺ نے فرمایا جب کہ پلیدی اور بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو سب ہلاک ہو جاتے ہیں۔

۶۶۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَرِحَ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَلُّ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدْ اقْتَرَبَ فَتَحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمٍ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ مِثْلَ هَذِهِ وَحَلَقَ بِإِصْبَعِهِ الْإِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ النُّجُبُ.

فائدہ: حضرت ﷺ کے وقت سے اس دیوار میں سوراخ پڑا روز بروز اس کی ترقی ہے یہاں تک کہ قیامت کے قریب راہ ہو جائے گی یا جوج ماجوج نکل کے سب عالم کو تباہ کریں گے اور خاص کیا حضرت ﷺ نے عرب کو اس واسطے کہ اس وقت زیادہ مسلمان وہی لوگ تھے اور مراد شتر سے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے

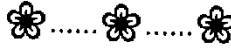
سے پھر اس کے بعد لگا تار فتنے پیدا ہوتے رہے سو ہو گئے عرب درمیان امتوں کے جیسے پیالہ کھانے والوں کے درمیان ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ شر کے وہ چیز ہو جس کی طرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اشارہ کیا کہ آج کی رات کیا کیا فتنے اترے اور کیا کیا خزانے سو اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف ان فتوح کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئیں اور لوگوں کے پاس بہت کثرت سے مال ہو گیا سو واقع ہوئی زیادہ حرص جس نے فتنوں کی طرف نوبت پہنچائی اور اسی طرح حرص کرنا حکومت میں اس واسطے کہ اکثر انکار لوگوں کا عثمان رضی اللہ عنہ پر اسی وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے قراہتوں کو بنی امیہ وغیرہ سے حاکم بنایا یہاں تک کہ اس حال نے ان کے قتل کی طرف پہنچایا پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان وہ لڑائی ہوئی جو مشہور ہے اور حدیث مرفوع میں آیا ہے یا جوج ماجوج دیوار کو ہر دن کھودتے ہیں اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور اس کو حسن کہا اور ابن حبان اور حاکم نے اور اس کو صحیح کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع دیوار کے بیان میں کہ کھودتے ہیں اس کو ہر دن یہاں تک کہ جب قریب ہوتے ہیں کہ اس میں راہ کر ڈالیں تو جوان پر داروغہ ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ پھر چلو کل اس میں راہ کر لو گے تو اللہ اس کو پہلے سے سخت تر کر ڈالتا ہے یہاں تک کہ جب ان کی مدت پہنچ چکے گی تو اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ ان کو بھیجے تو ان کا داروغہ کہے گا کہ پھر چلو کل انشاء اللہ تم اس میں راہ کر لو گے سو پھریں گے تو اس کو پائیں گے جس صورت میں اس کو چھوڑا تھا سو اس میں راہ کر لیں گے اور لوگوں پر نکلیں گے، الحدیث کہا ابن عربی نے کہ اس حدیث میں تین نشانیاں ہیں اول یہ کہ اللہ نے ان کو منع کیا ہے اس سے کہ دن رات دیوار کو کھودتے رہیں دوسری یہ کہ اللہ نے منع کیا ہے کہ دیوار پر چڑھنے کا قصد کریں سیزھی یا کسی اور آلہ سے سو اللہ نے ان کے دل میں یہ بات نہیں ڈالی اور نہ ان کو یہ بات سکھائی اور وہب کی مبتدا میں ہے کہ ان کے واسطے درخت ہیں اور کھتیاں اور سوائے اس کے آلات سے تیسری یہ کہ اللہ نے ان کو بند کیا ہے اس سے کہ انشاء اللہ کہیں یہاں تک کہ وقت معین آئے میں کہتا ہوں اور اس حدیث میں ہے کہ ان میں کاری گر ہیں اور حاکم اور رعیت ہے جو اپنے حاکم کی فرمانبرداری کرتی ہے اور ان میں بعض وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کو پہچانتے ہیں اور اس کی قدرت اور مشیت کا اقرار کرتے ہیں اگرچہ پیغمبر کو نہیں مانتے اور احتمال ہے کہ جاری ہو یہ کلمہ اس داروغہ کی زبان پر بغیر اس کے کہ اس کے معنی کو پہچانے سو حاصل ہو مقصود اس کی برکت سے چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اس کا وقت پہنچے گا تو اللہ بعض کی زبان پر انشاء اللہ ڈال دے گا تو اگلے دن اس میں راہ ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن ان میں ایک آدمی مسلمان ہو جائے گا تو وہ کہے گا کہ کل انشاء اللہ ہم کھول ڈالیں گے تو اگلے روز دیوار کھل جائے گی اور اس کی سند نہایت ضعیف ہے اور یہ جو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے تو شاید لیا ہے اس نے اس کو اس آیت سے ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ اور یہ جو فرمایا کہ ہاں جب پلیدی بہت ہو جائے تو تفسیر کیا ہے اس کو علماء نے ساتھ زنا اور

اولاد زنا کے اور ساتھ فسق و فجور کے اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ مقابل ہے صلاح کے کہا ابن عربی نے اس میں بیان ہے کہ نیک ہلاک ہو جاتا ہے ساتھ ہلاک ہونے شریک کے جب کہ اس کی پلیدی پر غیرت نہ کرے یا غیر کرے لیکن کچھ نفع نہ ہو اور اصرار کرے شریک اپنی بد عملی پر اور عالم میں پھیل جائے اور کثرت سے ہو جائے یہاں تک کہ عام ہونسا و تو ہلاک ہوتا ہے اس پر قلیل اور کثیر پھر اٹھایا جائے گا ہر ایک اپنے اپنے عمل پر اور شاید نینب نبیؐ نے سمجھا دیوار میں اس قدر سوراخ ہو جانے سے کہ اگر اس میں روز بروز ترقی ہوتی گئی تو کشادہ ہو جائے گا سوراخ ساتھ اس طور کے کہ اس سے نکل آئیں گے اور ان کو معلوم تھا کہ ان کے نکلنے میں ہلاک عام ہے لوگوں کے واسطے اور البتہ وارد ہوئی ہے یا جوج ماجوج کے حال میں وقت نکلنے ان کے حدیث نو اس نبیؐ کی جو روایت کی مسلم نے بعد ذکر کرنے دجال کے اور قتل ہونے اس کے عیسیٰؑ کے ہاتھ سے حضرت ﷺ نے فرمایا پھر عیسیٰؑ ابن مریم کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ نے دجال سے بچایا تو شفقت ان کے چہروں کو پہنچے گی اور ان کو ان کے بہشت کے درجات کی خبر دیں گے سو اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کو حکم کرے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان کے لڑنے کی طاقت نہیں سو پناہ میں لے جا میرے مسلمانوں کو کوہ طور کی طرف اور اللہ بھیجے گا یا جوج ماجوج کو اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے اور ان کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گزریں گے تو لے جائیں جتنا پانی کہ اس میں ہوگا اور ان کے پچھلے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے کہ کبھی اس دریا میں بھی پانی تھا پھر چلیں گے یہاں تک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے یعنی بیت المقدس کا پہاڑ تو وہ کہیں گے کہ البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں تو اپنے تیروں کو آسمان پر ماریں گے تو اللہ ان کے تیروں کو خون آلودہ کر کے ڈالے گا اور حضرت عیسیٰؑ اور ان کے ساتھی گھیرے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک نیل کا سرافصل ہوگا سو اشرافی سے یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہوگی پھر حضرت عیسیٰؑ اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ یا جوج ماجوج پر عذاب بھیجے گا ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا تو وہ سب مر جائیں گے جیسے ایک جان مر جاتی ہے پھر حضرت عیسیٰؑ اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے یعنی کوہ طور سے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ ان کی بدبو اور گندگی سے خالی نہ پائیں گے یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی لاشیں پڑی ہوں گی پھر حضرت عیسیٰؑ اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج پر جانور بھیجے گا جیسے بڑے اونٹوں کی گردنیں سو وہ ان کو اٹھالے جائیں گے اور پھینک دیں گے جہاں اللہ کو منظور ہوگا پھر اللہ ایسا مینہ برسائے گا کہ مٹی کا کوئی گھر اور ان کا اس پانی سے باقی نہ رہے گا سو اللہ زمین کو دھو ڈالے گا یہاں تک کہ زمین کو مثل شیشے کی کر دے گا اس طرح سے کہ دیکھنے والے کو اس میں اپنا منہ نظر آئے گا جیسا شیشے میں نظر آتا ہے پھر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنا پھل جمادے اور اپنی برکت کو پھیر دے تو اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھا جائے گا اور اس کے چھلکے کو بنگلہ بنا کے اس کے

سائے میں بیٹھیں گے سو اسی حالت میں لوگ ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا کہ ان کی بغلوں کے نیچے اتر جائے گی تو ہر مومن اور ہر مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور بڑے بدکار لوگ باقی رہ جائیں گے آپس میں لڑیں گے گدھوں کی طرح سوان پر قائم ہوگی قیامت۔ (فتح)

۶۶۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھل گئی دیوار یا جوج ماجوج کی اس کے برابر اور گرہ کی وہیب نے نوے کی یعنی دو انگلیوں سے حلقہ کیا۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُفْتَحُ الرَّذْمُ رَذْمٌ يَأْجُوجٌ وَمَأْجُوجٌ مِثْلُ هَذِهِ وَعَقْدٌ وَهَيْبٌ تِسْعِينَ.



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الاحکام کے

فائدہ: احکام جمع ہے حکم کی اور مراد اس سے بیان کرنا اس کے آداب اور شرطوں کا ہے اور شامل ہے لفظ حاکم کا خلیفہ کو اور قاضی کو پس ذکر کیا جو متعلق ہے ساتھ ہر ایک کے دونوں سے اور حکم شرعی نزدیک اہل اصول کے خطاب ہے اللہ کا جو متعلق ہے ساتھ افعال مکلفین کے ساتھ اقتضاء کے یا تخیر کے۔ (فتح)

بابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾
باب ہے اللہ کے اس قول میں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور حاکموں کی

فائدہ: اس میں اشارہ ہے بخاری رضی اللہ عنہ سے اس طرف کہ ترجیح ہے اس قول کے کہ یہ آیت حاکموں کے حق میں اتری اور نکتہ بیچ دوہرانے عامل کے رسول میں سوائے اولی الامر کے باوجود اس کے کہ حقیقی مطاع اللہ تعالیٰ ہے یہ ہے کہ جس کے ساتھ تکلیف واقع ہوئی وہ قرآن اور سنت ہے تو گویا کہ تقدیر یہ ہے کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اس چیز میں کہ قرآن میں اس پر نص کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ بیان کی تمہارے واسطے قرآن سے اور جو نص کرے تم پر ساتھ سنت کے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اس چیز میں کہ حکم کیا تم کو ساتھ اس کے قرآن سے اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ حکم کرتا ہے ساتھ اس وحی کے کہ قرآن اور کہا قرطبی نے کہ یہ واسطے اشارہ کرنے کے ہے اس طرف کہ رسول مستقل ہے ساتھ فرمانبرداری کے اور اولی الامر کے ساتھ یہ امر اطاعت کا نہیں دوہرایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ حاکموں میں ایسے شخص بھی پائے جاتے ہیں جن کی فرمانبرداری واجب نہیں ہوتی پھر بیان کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ﴾ تو گویا کہ کہا گیا سو اگر نہ عمل کریں ساتھ حق کے تو ان کی فرمانبرداری نہ کرو اور جس میں تم مخالفت کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رد کرو جو اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کریں اس پر عمل کرو۔ (فتح)

۶۶۰۳۔ اَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے حاکم کی فرمانبرداری کی

۶۶۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

تو بے شک اس نے میری فرمانبرداری کی اور جس نے میرے
حاکم کا کہنا نہ مانا تو بے شک اس نے میرا کہنا نہ مانا۔

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ
وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ أَطَاعَ
أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي
فَقَدْ عَصَانِي.

فائدہ: یہ جو کہا جس نے میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی تو یہ جملہ نکالا گیا ہے اللہ
کے اس قول سے ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ یعنی اس واسطے کہ میں نہیں حکم کرتا مگر ساتھ اس چیز کے کہ
اللہ نے مجھ کو حکم کیا سو جس نے کیا جو میں نے اس کو حکم کیا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے فرمانبرداری کی اس
کی جس نے مجھ کو حکم کیا کہ میں اس کو حکم کروں اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں اس واسطے کہ اللہ نے میری
فرمانبرداری کا حکم کیا ہے سو جس نے میری اطاعت کی تو بے شک اس نے اللہ کے حکم کی اطاعت کی کہ اس نے حکم کیا
ہے میری فرمانبرداری کرنے کا اور اسی طرح نافرمانی میں بھی اور طاعت کے معنی ہیں لانا مامور بہ کا اور باز رہنا اس
چیز سے جس سے منع کیا گیا ہے اور عصیان اس کے برخلاف ہے اور شاید حضرت ﷺ نے امیر کا نام خاص اسی واسطے
لیا کہ وہی مراد ہے وقت خطاب کے اور اس واسطے کہ وہ سبب ہے ورود حدیث کا اور بہر حال حکم سو عبرت ساتھ عموم
لفظ کے ہے نہ ساتھ خصوص سبب کے اور اس حدیث میں ہے کہ واجب ہے فرمانبرداری حاکموں کی لیکن وہ مقید ہے
ساتھ اس کے کہ گناہ کا حکم نہ کریں کہ اس میں ان کی فرمانبرداری واجب نہیں اور حضرت ﷺ نے حاکموں کی
فرمانبرداری کا جو حکم کیا تو حکمت اس میں محافظت کرنا اوپر اتفاق کلمے کے کہ آپس میں اہل اسلام کا اتفاق رہے اس
واسطے کہ جدائی میں فساد ہے۔ (فتح)

۶۶۰۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ خیر دار ہو کہ تم لوگوں میں ہر شخص حاکم ہے اور ہر
ایک اپنی رعیت اور زبردست سے پوچھا جائے گا سو امام اعظم
یعنی بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچھا
جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنے گھر والوں پر یعنی
بیوی بچوں پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا
کہ اس نے نیک کام سکھایا اور گناہ سے روکا یا نہیں اور بیوی
حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر والوں اور اس کی اولاد پر تو وہ بھی
ان سے پوچھی جائے گی کہ اس نے خیر خواہی کی یا نہیں اور اسی

۶۶۰۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا كَلُّكُمْ رَاعٍ
وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْإِمَامُ الَّذِي
عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ
وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ
عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ
زَوْجِهَا وَوَالِدُهُ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدٌ

الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْنُونٌ
عَنْهُ إِلَّا فَكْلَكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْنُونٌ عَنْ
رَعِيَّتِهِ.

طرح مرد کا غلام اور نوکر بھی حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں تو وہ بھی اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کی خیر خواہی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں خبردار ہو سوتم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: راعی کے معنی ہیں حافظ امانت رکھا گیا التزام کیا گیا اس چیز کی صلاح پر جس کے حفظ پر امانت دار رکھا گیا ہے پس وہ مطلوب ہے ساتھ انصاف کرنے کے بیچ اس کے اور قائم ہونے کے ساتھ مصالح اس کے کہا خطاب نے کہ بادشاہ اور مرد وغیرہ مذکورین سب شریک ہیں راعی کے اسم میں یعنی حضرت ﷺ نے سب کا نام راعی رکھا اور ان کے معنی مختلف ہیں سو رعایت بادشاہ کی قائم کرنا شریعت کا ہے ساتھ قائم کرنے حدود کے اور انصاف کرنے کے حکم میں اور رعایت مرد کی اپنے گھر والوں کے واسطے ہے کہ ان پر سیاست رکھے اور ان کے حقوق ان کو پہنچائے اور عورت کی رعایت یہ ہے کہ گھر اور اولاد اور خادموں کا بندوبست کرے اور ہر بات میں خاوند کی خیر خواہی کرے اور رعایت خادم کی یہ ہے کہ آقا کے مال کی حفاظت کرے اور جو خدمت کہ اس پر واجب ہے اس کو بجالائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راعی نہیں ہے مطلوب لذاتہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قائم کیا گیا ہے واسطے نگہبانی اس چیز کے کہ مالک نے اس کو اس کی نگہبانی میں دیا سوا لائق ہے کہ نہ تصرف کرے اس میں مگر جس میں شارع نے اجازت دی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ مکلف مؤاخذہ کیا جاتا ہے ساتھ تقصیر کے اس شخص کے حکم میں جو اس کے زیر حکم ہے اور یہ کہ جائز ہے غلام کو کہ تصرف کرے اپنے آقا کے مال میں اس کی اجازت سے اور اسی طرح عورت اور اولاد بعض نے کہا کہ داخل ہے اس کے عموم میں وہ شخص جس کی نہ بیوی ہو نہ اولاد نہ غلام اس واسطے کہ اس پر صادق آتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ جو ارح پر حاکم ہے تاکہ مامور چیزوں کو بجالائے اور منع کردہ چیزوں سے پرہیز کرے اور یہ جو بعض متعصبین نے حدیث موضوع بنائی ہوئی ہے کہ جس کو اللہ رعیت پر حاکم بنائے اس کے واسطے کوئی بدی نہیں لکھی جاتی سو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ حدیث جھوٹی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْأَمْرَاءِ مِنْ قَرِيْبِ
امیر اور سردار قریش سے ہوں گے

فائدہ: یعنی سرداری اور خلافت قریش کا حق ہے یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کی ہے طبرانی وغیرہ نے لیکن چونکہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو اقتصار کیا ساتھ اس کے ترجمہ میں اور وارد کی باب میں وہ حدیث جو اس کے معنی ادا کرے۔

۶۶۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
حضرت محمد بن جبیر سے روایت ہے کہ معاویہ کو خبر پہنچی

اور حالانکہ وہ اس کے پاس تھی قریش کی ایلیچوں میں کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتا ہے کہ عنقریب ایک بادشاہ ہوگا قحطان کے قبیلے سے تو معاویہ غضبناک ہوا سو کھڑا ہو خطبہ پڑھنے کو سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا کہ حمد اور صلوة کے بعد بات یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ تم میں سے بعض مرد ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو نہیں کتاب اللہ میں اور نہ مروی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ لوگ تم میں بڑے جاہل ہیں سو بچو جھوٹی آرزوؤں سے جو آرزو کرنے والوں کو گمراہ کرتی ہے سو بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ یہ امر یعنی خلافت اور سرداری قریش کی قوم میں رہے گی جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے جو ان سے دشمنی کرے گا اللہ ان کو منہ کے بل دھکیل دے گا۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مَعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِيهِ وَوَلَدٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنَ قَحْطَانَ فَفَضِبَ فَقَامَ فَاتْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَّغْنِي أَنَّ رِجَالَ مِنْكُمْ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا تُؤْتَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلِيكَ جُهَاكُمُ فَيَأْتِيكُمْ وَالْأَمَانِيُّ النَّبِيُّ تَضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللَّهُ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ. تَابَعَهُ نَعِيمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ.

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے کتاب التفتن میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے جو لوگوں کو اپنی لاشی سے ہانکے گا وارد کیا ہے اس کو اس باب میں کہ زمانہ متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ بت پرستی ہوگی اور اس میں اشارہ یہ ہے کہ قحطانی بادشاہ اخیر زمانے میں ہوگا جب کہ ہر مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور لوگ مرتد ہو کر بت پرستی کریں گے اور یہی لوگ مراد ہیں شرار الناس سے جس پر قیامت قائم ہو گی سو معاویہ کا انکار کرنا اس حدیث سے بالکل بے معنی ہے اور حالانکہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی شاہد ہے اور کہا ابن بطلال نے کہ شاید معاویہ نے اس کو ظاہر پر حمل کیا اس واسطے اس سے انکار کیا اور کہا ابن تین نے کہ جس چیز کا معاویہ نے انکار کیا اس کو معاویہ کی حدیث قوی کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے سو بعض وقت ان میں وہ شخص ہوگا جو دین کو قائم نہ رکھے گا پس غالب ہوگا قحطانی اور ان کے اور یہ کلام مستقیم ہے اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ نہیں اللہ کی کتاب میں یعنی قرآن میں اور وہ درحقیقت اسی طرح ہے اس واسطے کہ قرآن میں نہیں ہے نص اس پر کہ شخص معین اس امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بادشاہ ہوگا اور یہ جو کہا یہ لوگ تم میں بڑے

جاہل ہیں یعنی جو لوگ بیان کرتے ہیں غیب کی باتیں نہ ان کی سند کتاب اللہ میں ہے نہ حدیث میں اور یہ جو کہا بچو آرزوؤں سے تو مناسبت ذکر اس کے کی تہذیر ہے یعنی ڈرانا ہے اس شخص کو جو سنے قحطانیوں سے تمسک کرنے سے ساتھ حدیث مذکور کے جو اپنے جی میں بیٹھے کہ میں ہی ہوں وہ قحطانی پس طمع کرے بادشاہی کا بسند حدیث مذکور کے پس گمراہ ہو وہ واسطے مخالفت کرنے اس کے حکم شرعی کی کہ امام قریش میں سے ہوں گے اور یہ جو کہا نہ دشمنی کرے گا ان سے کوئی یعنی نہ جھگڑا کرے گا کوئی ان سے خلافت میں مگر کہ مقہور ہوگا دنیا میں معذب آخرت میں اور یہ جو کہا جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ دین کو قائم نہیں رکھیں گے تو خلافت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی اور خلافت ان کا حق نہ رہے گا اور جو ان سے دشمنی کرے گا وہ اس وعید کا مستحق نہ ہوگا یا یہ کہ وارد ہوئی ہے حدیثوں میں وعید ساتھ لعنت ان کی کے جب کہ مامور بہ کی نگہبانی نہ کریں اور وارد ہوئی ان کے حق میں وعید ساتھ اس کے کہ اللہ ان پر غالب کر دے گا اس کو جو ان کو نہایت ایذاء اور تکلیف دے اور اسی طرح وارد ہوئی ہے اجازت بیچ قائم ہونے کے اوپر ان کے اور لڑنے کے ساتھ ان کے اور خبر دینا ساتھ نکل جانے خلافت کے ان سے۔ (فتح)

۶۶۰۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا

۶۶۰۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ خلافت اور سرداری قوم قریش میں رہے گی جب تک اس قوم میں سے دو آدمی بھی باقی رہیں گے۔

بَقِيَ مِنْهُمْ اثْنَانِ . www.KitaboSunnat.com

فائدہ: کہا ابن ہبیرہ نے کہ احتمال ہے کہ ظاہر پر ہو اور یہ کہ نہ باقی رہیں گے اخیر زمانے میں مگر دو ایک امیر دوسرا مؤمر علیہ اور باقی سب لوگ ان کے تابع ہوں گے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مراد حقیقت عدد کی بلکہ مراد نفی کرنا اس امر کا ہے کہ ہو خلافت غیر قریش میں اور احتمال ہے کہ محمول کیا جائے مطلق اس مقید پر جو حدیث اول میں ہے اور تقدیر یہ ہوگی لایزال هذا الامر یعنی نہیں نام رکھا جاتا خلیفہ مگر جو شخص قریش سے ہو مگر یہ کہ نام رکھا جائے ساتھ اس کے کوئی غیر ان کے سے ساتھ غلبے اور قہر کے اور یا یہ کہ ہو مراد ساتھ لفظ اس کے امر اگرچہ وہ لفظ خبر کا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ قیامت تک قریش کی حکومت باقی رہے گی اگرچہ بعض ملک میں ہو چنانچہ یمن میں اب بھی حاکم سید ہے امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے اور مکے اور مدینے وغیرہ حجاز کے شہروں میں بھی لیکن وہ مصر کے بادشاہوں کے زیر حکم ہیں سوئی الجملہ کسی نہ کسی ملک میں قریش کی سرداری باقی ہے اور ان میں جو بڑے ہیں یعنی یمن والے ان کو امام کہا جاتا ہے اور نہیں متولی ہوتا امامت کا ان میں مگر جو ہو عالم کوشش کرنے والا انصاف میں اور کہا کرمانی نے کہ نہیں خالی ہے کوئی زمانہ خلیفہ قرشی کے وجود سے اس واسطے کہ مغرب کے ملک میں قریش میں خلیفہ ہے اور اسی طرح

مصر میں بھی اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا حکم بدستور جاری ہے قیامت تک جب تک دو آدمی بھی باقی رہیں گے اور جو حضرت ﷺ نے فرمایا تھا سو ظاہر ہوا سو آپ کے زمانے سے اب تک خلافت قریش میں ہے بغیر مزاحمت کے اور جو غالب ہوا ملک پر بطریق شرکت کے نہیں انکار کرتا وہ اس سے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور وہ تو صرف دعویٰ کرتا ہے کہ یہ بطور نیابت کے ہے ان سے یعنی ان کا نائب ہے اور کہا قرطبی نے کہ یہ حدیث خبر ہے مشروعیت سے یعنی نہیں منعقد ہوتی ہے خلافت کبریٰ مگر واسطے قریش کے جب تک کہ ان میں سے کوئی پایا جائے اور گویا کہ اس نے ماہل کی ہے اس طرف کہ خبر ساتھ معنی امر کے ہے اور البتہ وارد ہوا ہے امر ساتھ اس کے اور حدیث میں ہے کہ قریش کو آگے کر دو اور کسی کو ان سے آگے نہ کر دو اور ایک روایت میں ہے کہ سب لوگ تابع ہیں قریش کے اس امر میں کہا ابن نمیر نے کہ وجہ دلالت کی حدیث سے نہیں ہے اس جہت سے کہ خاص قریش کو ذکر کیا اس واسطے کہ یہ مفہوم لقب ہے اور نہیں حجت ہے اس میں نزدیک محققین کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہونا مبتداء کا معرف ساتھ لام جنس کے اس واسطے کہ مبتداء حقیقت میں اس جگہ وہ امر ہے جو واقع ہوا ہے صفت ہذا کی اور ہذا نہیں صفت کیا جاتا ہے مگر ساتھ جنس کے تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ جنس امر کی قریش میں منحصر ہے سو ہو جائے گا جیسے کہا کہ نہیں ہے سرداری مگر قریش میں اور حدیث اگرچہ ساتھ لفظ خبر کے ہے پس وہ ساتھ معنی امر کے ہے گویا کہ فرمایا کہ پیروی کرو قریش کی خاص اور باقی طریقے حدیث کے اس کی تائید کرتے ہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اصحاب کا اتفاق ہے اوپر افادے مفہوم کے واسطے حصر کے برخلاف اس کے جو اس کا منکر ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ امام کی شرط یہ ہے کہ قریشی ہو اور مقید کیا ہے اس کو بعض گروہ نے ساتھ بعض قریش کے سو بعض نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے یہ شیعہ کا قول ہے پھر سخت اختلاف ہے بیچ معین کرنے بعض اولاد علی رضی اللہ عنہ کے اور ایک گروہ نے کہا کہ خلافت خاص ہے ساتھ اولاد عباس رضی اللہ عنہ کے اور ایک گروہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں اور بعض نے کہا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں اور کہا بعض نے کہ نہیں جائز ہے مگر بنی امیہ میں اور بعض نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ نہیں حجت ہے کسی کے واسطے ان فرقوں سے اور کہا خارجیوں اور معتزلہ کے ایک گروہ نے کہ جائز ہے کہ ہو امام غیر قریشی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امامت اور خلافت کا مستحق تو وہ ہے جو قائم ہو ساتھ قرآن اور حدیث کے برابر ہے کہ عجمی ہو یا عربی اور مبالغہ کیا ہے ضرار بن عمر نے سو کہا اس نے کہ خلیفہ بنانا غیر قریشی کا اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس کا قبیلہ کم تر ہوتا ہے سو جب وہ نافرمانی کرے تو ممکن ہوتا ہے اتارنا اس کو خلافت سے کہا ابو بکر بن طیب نے کہ نہیں التفات کیا مسلمانوں نے طرف اس قول کے بعد ثابت ہونے اس حدیث کے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور عمل کیا ہے ساتھ اس کے مسلمانوں نے قرن بعد قرن کے اور قرار پایا ہے اجماع اوپر اعتبار کرنے اس کے پہلے اس سے کہ واقع ہو اختلاف کہا عیاض نے

کہ سب علماء کا یہ مذہب ہے کہ شرط ہے کہ امام قرشی ہو اور شمار کیا ہے انہوں نے اس کو اجماع کے مسائل سے اور نہیں منقول ہے اس میں سلف سے خلاف اور اسی طرح ان سے جو ان کے بعد ہیں تمام شہروں میں اور نہیں اعتبار ہے خارجیوں کے قول کا اور جو ان کے موافق ہیں معتزلوں سے کہ اس میں مسلمانوں کی مخالفت ہے اور یہ جو حضرت ﷺ نے عبد اللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ اور اسامہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کو امیر بنایا تو یہ نہیں ہے خلافت عظمیٰ سے کسی چیز میں بلکہ جائز ہے خلیفہ کے واسطے کہ غیر قرشی کو اپنی زندگی میں خلیفہ بنائے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ قریش کو مقدم کرو اور کسی کو ان پر مقدم نہ کرو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اور باب کی حدیثوں سے اور پر راجح ہونے مذہب شافعی رضی اللہ عنہ کے واسطے وارد ہونے امر کے ساتھ مقدم کرنے قرشی کے غیر قرشی پر پس مقدم کیا جائے گا شافعی رضی اللہ عنہ کو اس پر جو اس کے برابر ہے علم اور دین میں غیر قریش سے اس واسطے کہ شافعی رضی اللہ عنہ قرشی ہے سو معلوم ہوگا کہ مذہب شافعی رضی اللہ عنہ کا راجح ہے اور مذہبوں سے۔ (فتح)

بَابُ أَجْرٍ مِّنْ قَضِيٍّ بِالْحِكْمَةِ لِقَوْلِهِ
تَعَالَى ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ
فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

اجراں کا جو حکم کرے ساتھ حکمت کے واسطے دلیل اس
قول کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے جو اتاری
اللہ نے تو یہی لوگ فاسق ہیں۔

فائدہ: نہیں ہے باب میں وہ چیز جو دلالت کرے اجر پر سو ممکن ہے کہ لیا جائے لازم اجازت سے بیچ رشک کرنے اس شخص کے جو قضا کرے ساتھ حکمت کے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے ثبوت فضیلت کو بیچ اس کے اور جس میں فضیلت ثابت ہوئی اس میں اجر بھی ثابت ہوا اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور وجہ استدلال کی آیت سے واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ منطوق حدیث کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو حکمت کے ساتھ حکم کرے وہ محمود ہوتا ہے یہاں تک کہ نہیں حرج ہے اس پر جو آرزو کرے کہ ہو اس کے واسطے مثل اس کی کہ دوسرے کے واسطے ہے تاکہ حاصل ہو اس کے واسطے ثواب مثل اس کی کہ اس کے واسطے حاصل ہوتا ہے اور نیک ذکر اور اس کا مفہوم دلالت کرتا ہے کہ جو یہ نہ کرے تو وہ بالعکس ہے اس کے کرنے والے سے اور تصریح کی ہے آیت نے ساتھ اس کے کہ وہ فاسق ہے اور استدلال کرنا بخاری رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس کے دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ ترجیح دیتا ہے اس کے قول کو جو قائل ہے کہ وہ عام ہے اہل کتاب اور مسلمانوں کے حق میں اور کہا ابن تین نے کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے پہلی دونوں آیتوں کو ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ وہ یہود اور نصاریٰ کے حق میں اتریں اور ظاہر یہ ہے کہ اگرچہ ان آیتوں کے نزول کا سبب اہل کتاب ہیں لیکن ان کا عموم ان کے غیروں کو بھی شامل ہے لیکن مقرر ہو چکا ہے شریعت کے قواعد سے کہ گناہ کے مرتکب کو کافر نہیں کہا جاتا اور نہ ظالم اس واسطے کہ تفسیر کیا گیا ہے ظلم ساتھ شر کے باقی رہی تیسری صفت اسی واسطے اس پر اقتصار کیا اور کہا اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں کہ ظاہر آیتوں کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو کرے مثل اس کی جو انہوں

نے کہا یا نکالے نیا حکم جو اللہ کے حکم کے مخالف ہو اور اس کو دین ظہر کر اس کے ساتھ عمل کرے تو لازم ہوتی ہے اس کو مثل اس کی کہ لازم ہوئی ان کو وعید سے حاکم ہو یا کوئی غیر ہو اور کہا ابن بطلان نے کہ مفہوم آیت کا یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری مستحق ہوتا ہے وہ بڑے ثواب کا اور دلالت کی حدیث نے کہ اس کی حرص کرنا جائز ہے تو اس نے تقاضا کیا کہ یہ اشرف عملوں میں سے ہے جن سے آدمی اللہ کی طرف قریب ہوتا ہے میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ اللہ قاضی کے ساتھ ہے جب تک کہ نہ ظلم کرے۔ (فتح)

۶۶۰۸۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو چیز میں یا دو آدمی میں ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ نے مال دیا تو اس کو قدرت دی اس کے خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے حکمت دی سو وہ اس کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کو سکھاتا ہے۔

۶۶۰۸۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي
اَلنَّاتِنِينَ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَطَهُ عَلَى
هَلَكْتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً
فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور مراد حکمت سے قرآن ہے جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے یا عام تر اس سے اور حکمت کی تعریف یہ ہے جو منع کرے جہل سے اور زجر کرے برے کام سے کہا ابن نمیر نے کہ مراد ساتھ حسد کے اس جگہ رشک کرنا ہے اور نہیں مراد نفی سے حقیقت اس کی یعنی یہ مراد نہیں کہ حسد دنیا میں نہیں مگر دو چیزوں میں ورنہ لازم آئے گا خلاف اس واسطے کہ لوگ ان دو چیزوں کے سوائے اور چیزوں میں بھی حسد کرتے ہیں اور رشک کرتے ہیں اس شخص پر جس میں ان دونوں کے سوائے کوئی اور چیز ہو سونہیں ہے وہ خبر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے حکم ہے اور اس کے معنی حصر کرنا ہے بلند مرتبہ کا رشک کرنے سے ان دونوں خصلتوں میں سو گویا کہ کہا کہ یہ دونوں کہ مؤکد تر قرتوں سے ہے جن کے ساتھ رشک کیا جاتا ہے اور نہیں مراد ہے نفی اصل رشک کی اس چیز سے جو ان دونوں کے سوائے ہے اور کہا کرمانی نے کہ یہ دونوں خصلت جو اس جگہ مذکور ہیں یہ رشک ہے حسد نہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں حسد ہے مگر ان دونوں میں اور جو ان دونوں میں ہے وہ حسد نہیں پس نہیں ہے حسد اور اس حدیث میں ترغیب ہے بیخ ولایت حکومت کے اس کے واسطے جو جامع ہو سب شرطوں کو اور قوی ہو اور پر عمل کرنے کے ساتھ حق کے اور پایا جائے اس کے واسطے مددگار اس واسطے کہ اس میں حکم کرنا ہے ساتھ نیک بات کے اور مدد کرنا ہے ساتھ مظلوم کے اور ادا کرنا ہے حق کا اس کے مستحق کو اور روکنا ہے ظالم کو اور صلح کرانا ہے درمیان لوگوں کے اور یہ سب عبادتیں ہیں موجب قربت کا اور اسی واسطے متولی ہوئے اس کے پیغمبر لوگ

اور جو ان کے بعد ہیں خلفائے راشدین سے اسی واسطے اتفاق ہے سب کا اس پر کہ کسی کو حاکم بنانا فرض کفایہ ہے اس واسطے کہ لوگوں کا معاملہ بغیر حاکم کے سیدھا نہیں ہوتا پس روایت کی ہے بیہقی نے ساتھ سند قوی کے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا کہ لوگوں کے مقدمات فیصل کیا کریں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ نیکوں کو حاکم بناؤ پس یہ اکابر اصحاب ہیں اور جو حکومت سے بھاگا تو وہ عاجز ہونے کے خوف سے بھاگا اور کبھی معارض ہوتا ہے امر جس جگہ واقع ہو حاکم کا بنانا اس کو جس کے ساتھ فساد سخت ہو جب کہ نیک باز رہے اور یہ اس جگہ ہے جس جگہ اس کا غیر ہو اسی واسطے سلف اس سے باز رہتے تھے اور اس سے بھاگتے تھے جب کہ ان کے واسطے ان کو طلب کیا جاتا اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو جامع ہو شرطوں کو اور قوی ہو اور اس کے کہ کیا اس کے واسطے مستحب ہے یا نہیں اکثر کا قول یہ ہے کہ مستحب نہیں اس واسطے کہ اس میں خطرہ اور دھوکا ہے اور اس واسطے کہ اس میں وعید وارد ہوئی ہے اور کہا بعض نے کہ اگر ہوا اہل علم سے اور ہو غیر مشہور اس سے علم نہ اٹھایا جاتا ہو یا محتاج ہو تو مستحب ہے کہ رجوع کیا جائے اس کی طرف حکم میں ساتھ حق کے اور نفع اٹھایا جائے اس کے علم سے اور اگر مشہور ہو تو اولیٰ اس کے واسطے متوجہ ہونا ہے علم اور فتوے پر اور بہر حال اگر نہ ہو شہر میں جو اس کے قائم مقام ہو تو متعین ہوتا ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ فرض کفایہ ہے اس کے سوائے اور کوئی اس پر قائم نہیں ہو سکتا اور احمد سے ہے کہ نہیں گنہگار ہوتا اس واسطے کہ وہ اس پر واجب نہیں ہے جب کہ اس کے غیر کا نفع اس کو ضرر کرے خاص کر جس سے عمل حق نہ ہو سکے واسطے پھیل جانے ظلم کے۔ (فتح)

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ
مَعْصِيَةً
امام کی بات کا سننا اور اس کی اطاعت کرنا جب تک کہ
گناہ نہ ہو

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ امام کے اگرچہ باب کی حدیثوں میں حکم ہے ہر امیر کی فرمانبرداری کا اگرچہ امام نہ ہو یعنی خلیفہ اس واسطے کہ امیر کی فرمانبرداری کا حکم اس وقت ہے جب کہ امام اعظم کی طرف سے امیر بنایا گیا ہو۔ (فتح)

۶۶۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا مانو اور فرمانبرداری کرو اگرچہ سردار بنایا جائے تم پر جہشی غلام گویا کہ اس کا سر سیاہ منقہ ہے۔

۶۶۰۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتَعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَانَ رَأْسَهُ زَيْبَةً.

فائدہ: سردار بنایا جائے یعنی مثلاً اس کو کسی شہر کی عام سرداری دی جائے یا کوئی خاص سرداری دی جائے جیسے نماز کی امامت کرانا یا خراج کا لینا یا لڑائی کی مباشرت کرنا اور خلفائے راشدین کے زمانے میں بعض تینوں امروں کے جامع ہوتے تھے اور یہ جو کہا کہ گویا اس کا سرسپاہ مقہ ہے یعنی اگرچہ حقیر اور بد صورت ہو اور نقل کیا ہے ابن بطلان نے مہلب سے کہا کہ قول حضرت ﷺ کا کہ کہا مانو اور اطاعت کرو تو یہ نہیں واجب کرتا ہے یہ کہ ہو حاکم بنانے والا حبشی غلام کو مگر امام اعظم قرشی اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خلافت کا حق قریش کے سوا کسی کو نہیں اور اجتماع ہے امت کا کہ خلافت نہیں ہوتی ہے غلاموں میں میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ نام رکھا گیا ہو غلام باعتبار ما کان قبل العتق یعنی آزاد کرنے سے پہلے اور یہ سب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس وقت میں ہے جب کہ ہو بطور اختیار کے لیکن اگر غلام شوکت سے ملک پر غالب ہو جائے تو اس کی تابعداری کرنا بالاجماع واجب ہے واسطے مٹانے نقتے کے جب تک کہ گناہ کا حکم نہ کرے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اگر خلیفہ وقت حبشی غلام کو مثلاً کسی شہر کا حاکم بنائے اپنی طرف سے تو اس کی فرمانبرداری واجب ہے یعنی اس واسطے کہ یہ درحقیقت خلیفہ کی فرمانبرداری ہے جس نے اس کو امیر بنایا اور اس حدیث میں یہ نہیں کہ غلام حبشی خلیفہ وقت ہو کہا خطابی نے کہ کبھی بیان کی جاتی ہے مثال ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوتی ہے وجود میں یعنی اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے حبشی غلام کہا واسطے مبالغہ کرنے کے فرمانبرداری کے حکم کرنے میں اگرچہ شرعاً متصور نہیں کہ وہ سردار بنے۔ (فتح)

۶۶۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ صبر کرے سو بے شک بات یہ ہے کہ نہیں کوئی جو جدا ہو جماعت سے بالشت بھر سو مر جائے مگر کہ اس کا مرنا کفر کا سامرنا ہے۔

۶۶۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ واجب ہے ہر مسلمان پر امام کی بات کا سننا اور اس کی فرمانبرداری کرنا خوشی اور ناخوشی میں جب تک کہ نہ حکم کرے گناہ کا پھر جب گناہ کا حکم کیا جائے تو نہیں واجب ہے بات سننا اور نہ کہا مانا۔

۶۶۱۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْفَدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرُويهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَكَرِهَهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مَيِّتَةً جَاهِلِيَّةً.

۶۶۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أَمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

فائدہ: یہ جو کہا جب تک کہ گناہ کا حکم نہ کرے تو یہ حدیث مفید کرتی ہے اس چیز کو جو پہلے دونوں میں مطلق ہے یعنی حبشی غلام کی فرمانبرداری کرنا اور صبر کرنا امیر کے کام پر خوشی اور ناخوشی میں اور وعید اور پر جدا ہونے کے جماعت سے اور جب گناہ کا حکم کرے تو نہیں واجب ہے فرمانبرداری کرنا بلکہ حرام ہے اس پر جو باز رہنے پر قادر ہو اور معاذ اللہ کی حدیث میں ہے کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری اس کی جو اللہ کی فرمانبرداری نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری کرنا اللہ کے گناہ میں اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ فرمانبرداری کرو مگر یہ کہ صریح کفر دیکھو سو اگر کفر کرے تو بالا جماع معزول کیا جائے اور واجب ہے ہر مسلمان پر قائم ہونا بیچ اس کے سو جو قادر ہو اس پر اس کو ثواب ہے اور جو سستی کرے اس کو عذاب ہے اور جو عاجز ہو تو واجب ہے اس پر ہجرت کرنا اس زمین سے اور پہلے گزر چکا ہے کہ کفر کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ ہوتا نزاع خلافت اور سرداری میں پس نہ تنازع کیا جائے اس بادشاہی اور خلافت میں مگر جب کہ کفر کا مرتکب ہو پس جائز ہے معزول کرنا اس کا اور چھین لینا خلافت کا اس سے جب کہ کھلم کھلا کفر کے کام کرے اور محمول ہے روایت گناہ کی اس پر جب کہ تنازع بادشاہی کے سوائے کسی اور چیز میں ہو پس جب نہ قدح کرے خلافت میں تو تنازع کرے اس سے گناہ میں کہ اس پر انکار کرے ساتھ نرمی کے جب کہ قادر ہو اور اس کے لیکن گناہ میں معزول نہ کیا جائے گو گناہ میں اس کی فرمانبرداری واجب نہیں۔ (فتح)

۶۶۱۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اور ایک انصاری مرد کو ان پر امیر بنایا اور لشکریوں کو حکم دیا کہ اس کی حکم برداری کرنا سو وہ کسی سبب سے ان پر غصے ہوا اور کہا کہ کیا حضرت رضی اللہ عنہ نے تم کو حکم نہیں کیا تھا کہ میری حکم برداری کرنا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں مگر یہ کہ تم لکڑیوں کو جمع کرو اور آگ جلاؤ پھر اس میں گھسو انہوں نے لکڑیوں کو جمع کیا اور ان میں آگ جلائی سو جب انہوں نے قصد کیا اس میں گھسنے کا تو کھڑے ہوئے بعض بعض کو دیکھنے لگے تو بعض نے کہا کہ ہم حضرت رضی اللہ عنہ کے تابع ہوئے آگ سے بھاگنے کے واسطے کیا ہم اس میں گھسیں سو وہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک آگ ختم ہوگئی اور اس کا جوش مدہم ہوا سو یہ قصہ حضرت رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا گیا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اس میں گھستے تو اس

۶۶۱۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَعَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي قَالُوا بَلَى قَالَ قَدْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَّا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيهَا فَجَمَعُوا حَطَبًا فَأَوْقَدُوا نَارًا فَلَمَّا هَمُّوا بِاللُّحُولِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے کبھی نہ نکلتے فرمانبرداری کرنا تو صرف نیک کام میں ہے۔

فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ
إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ فَذَكَرَ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ
دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ
فِي الْمَعْرُوفِ.

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے زجر اور ڈر ہے یہ مراد نہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہتے اور بعض نے کہا کہ سرداری کی مراد نہیں تھی کہ سچ مچ اس میں گھسیں بلکہ اس نے اشارہ کیا کہ سرداری کی فرمانبرداری واجب ہے اور جو واجب کو ترک کرے وہ آگ میں داخل ہوگا اور جب ان پر اس آگ میں داخل ہونا دشوار ہے تو پھر کیا حال ہے دوزخ کی آگ کا اور شاید اس کی نیت یہ تھی کہ جب اس میں گھسنے کا قصد کریں گے تو ان کو منع کروں گا۔ (فتح)

جو اللہ سے سرداری نہ مانگے اللہ اس کی

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللَّهُ

مدد کرتا ہے

عَلَيْهَا

٦٦١٣ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا
جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ
لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِن أُعْطِيَتْهَا عَنْ
مَسْأَلَةٍ وَكِلْتَا إِلَيْهَا وَإِن أُعْطِيَتْهَا عَنْ غَيْرِ
مَسْأَلَةٍ أَعْنَتْ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى
بَيْمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكُفِّرْ عَنْ
بَيْمِينِكَ وَأَتِ الْإِلَهِي هُوَ خَيْرٌ.

٦٦١٣ - حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عبدالرحمن! تو مت مانگنا حکومت اور سرداری کو اس واسطے کہ اگر حکومت تجھ کو مانگنے سے ملے تو تجھی پر سونپی جائے یعنی اللہ کی طرف سے تیری مدد نہ ہوگی اور اگر حکومت تجھ کو بغیر مانگنے ملے تو تیری اس پر غیب سے مدد ہوگی اور جب تو کسی چیز پر قسم کھائے پھر تو اس کے خلاف کو اس سے بہتر دیکھے تو کفارہ دے اپنی قسم کا اور کر جو بہتر ہے یعنی خلاف قسم کے۔

فائدہ: اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو مانگے سے حکومت دیا جائے اس کو اس پر مدد نہیں دی جاتی بسبب اس کی حرص کے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب کرنا اس چیز کا کہ حکم کے متعلق ہو مکروہ ہے پس داخل ہے حکومت میں قضاء اور حساب اور مانند اس کی اور یہ کہ جو اس کی حرص کرے اس کو مدد نہیں ہوتی لیکن نہیں لازم آتا ہے نہ مدد ہونے سے کہ نہ حاصل ہو اس کے واسطے عدل جب کہ سردار کیا جائے اور مراد مدد کرنے سے یہ ہے کہ اللہ اس پر فرشتہ اتارتا ہے جو اس کو ہر بات میں سیدھا اور مضبوط رکھتا ہے۔ (فتح)

جو سرداری مانگنے سے لے تو اس پر سوئی جاتی ہے

۶۶۱۲۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وَكِلَإِهَا

۶۶۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وَكِلَتْ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنَتْ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَاتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مجبور کیا جائے اس پر اللہ فرشتہ اتارتا ہے جو اس کو مضبوط رکھے اور بیچ مجبور کرنے کے یہ ہے کہ اس کی طرف بلایا جائے اور وہ اپنے آپ کو اس کے لائق نہ دیکھے واسطے ہیبت اس کی کے اور خوف واقع ہونے کے گناہ میں پس اس کی مدد ہوتی ہے جب کہ داخل ہو بیچ اس کے اور قائم رکھا جاتا ہے اور اصل اس میں یہ ہے کہ جو اللہ کے واسطے تواضع کرے اللہ اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور حکومت نہ مانگنے کا حکم محمول ہے غالب پر اس واسطے کہ یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ﴾۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ جو مکروہ ہے حرص کرنا سرداری پر یعنی اوپر حاصل کرنے اس کے اور وجہ کراہت کی ماخوذ ہے پہلے باب سے

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ معلوم ہے کہ نہیں خالی ہوتی ہے حکومت مشقت سے سو جس کو اللہ کی طرف سے مدد نہ ہوئی وہ اس میں ڈوب جائے گا اور دنیا اور آخرت کو تباہ کر لے گا سو جو عقل والا ہو تو سرداری کی طلب کے واسطے کبھی تعرض نہیں کرتا بلکہ جب بازار ہے اور بغیر مانگے دیا جائے تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے اور جو اس میں فضیلت ہے سو پوشیدہ نہیں۔ (فتح)

۶۶۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نے فرمایا کہ بے شک تم حرص کرو گے سرداری پر اور حالانکہ حکومت قیامت میں پچھتاوا ہوگا یعنی کیوں ہم حاکم ہوئے جو آج حساب میں گرفتار ہوئے سو دودھ پلانے والی تو اچھی ہے اور دودھ چھڑانے والی بری ہے اور کہا محمد نے الخ یعنی اس

۶۶۱۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا

ابن أَبِي ذَنْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَتَسْكُونُونَ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَبِعَمَّ

طریق سے یہ حدیث موقوف آئی ہے۔
 الْمُرْضِعَةُ وَبَنَسَتِ الْفَاطِمَةَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ
 بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمْرَانَ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيدِ
 الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ.

فائدہ: یعنی حکومت کی ابتداء خوب ہوتی ہے کہ آدمی عیش و آرام میں رہتا ہے جیسے عورت جب تک دودھ پلائے جاتی ہے لڑکا خوش رہتا ہے اور انجام حکومت کا برا ہے اس کے زوال سے آدمی رنج اور افسوس میں گرفتار ہوتا ہے جیسے عورت دودھ چھڑانے والی لڑکے کو بری معلوم ہوتی ہے اور داخل ہے امارت میں امارت عظمیٰ یعنی خلافت اور امارت صغریٰ یعنی بعض شہروں کی حکومت اور یہ حضرت ﷺ کی پیشین گوئی ہے سو جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا ویسا ہی واقع میں آیا اور یہ جو فرمایا کہ قیامت کے دن پچھتاوا ہوگا یعنی اس کے واسطے جس نے نہ عمل کیا بیچ اس کے جو لائق تھا اور بزار اور طبرانی نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس کا اول ملامت ہے اور اوسط پچھتاوا اور اس کا آخر عذاب ہے قیامت کے دن اور مسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ مجھ کو تحصیل زکوٰۃ وغیرہ پر حاکم نہیں کرتے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ذر! تو ضعیف ہے اور ناتواں آدمی ہے اور یہ حکومت اللہ کی امانت ہے اور بے شک حکومت قیامت کے دن رسوائی اور شرمندگی ہوگی مگر اس کو رسوائی اور شرمندگی نہیں جس نے حکومت لے کر اس کا حق ادا کیا اور جو اس پر فرض تھا یعنی امانت داری اور رعیت میں انصاف کرنا سو اس نے بخوبی ادا کیا اور یہ حدیث مقید کرتی ہے پہلی حدیث کو کہ اس میں مطلق عداوت کا ذکر ہے کہا نو دی رضی اللہ عنہ نے کہ یہ حدیث اصل عظیم ہے بیچ بچنے کے حکومت سے خاص کر جو ضعیف ہو اور وہ اس کے حق میں ہے جو کم لیاقت ہو حکومت کی لیاقت نہ رکھتا ہو اور نہ عدل کرے کہ وہ پچھتائے گا اپنے قصور پر جب کہ بدلا دیا جائے گا ساتھ رسوائی کے قیامت کے دن اور بہر حال جو حکومت کی لیاقت رکھتا ہو اور اس میں انصاف کرے تو اس کے واسطے بڑا ثواب ہے جیسا کہ بہت حدیثوں میں آیا ہے لیکن باوجود اس کے اس میں بہت خطرہ ہے اسی واسطے اکابر نے اس کو اختیار نہیں کیا اور یہ جو فرمایا کہ اچھی ہے دودھ پلانے والی یعنی دنیا میں اور بری ہے دودھ چھڑانے والی یعنی بعد موت کے اس واسطے کہ اس پر اس کا حساب ہوتا ہے پس وہ مانند اس کی ہے کہ دودھ چھڑایا جائے اس کا بے پرواہ ہونے سے پہلے سو اس میں اس کی ہلاکت ہوتی ہے۔ (فتح)

۶۶۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا
 ۶۶۱۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم
 کے دو مردوں کے ساتھ حضرت ﷺ پر داخل ہوا تو دونوں
 أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي

نے کہا یا حضرت! ہم کو حاکم کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہم نہیں حاکم کرتے اس پر اس کو جو اس کو طلب کرے اور نہ اس کو جو اس پر حرص کرے۔

مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمْرَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّا لَا نُوَلِّيُ هَذَا مَنْ سَأَلَهُ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مرتدوں کے بیان میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جو پاتا ہے اس کو حاکم عیش و آرام سے کم ہے اس سے کہ پاتا ہے اس کو سختی اور تکلیف سے یا ساتھ معزول ہونے کے دنیا میں پس ہوتا ہے گناہ اور یا ساتھ مواخذہ کے آخرت میں اور یہ سخت تر ہے اللہ کی پناہ ہے کہا قاضی بیضاوی نے پس نہیں لائق ہے عاقل کو کہ خوش ہو اس لذت سے جس کے پیچھے حسرت اور افسوس ہو کہا مہلب نے کہ حکومت کی حرص کرنا وہ سبب ہے بیچ لڑمرنے لوگوں کے اوپر اس کے یہاں تک کہ خون جاری ہو اور مال اور شرم گاہیں حباح جانی گئیں اور بڑا ہوا فساد زمین میں اس کے سبب سے اور وجہ پیچھتانے کی یہ ہے کہ کبھی قتل ہوتا ہے یا معزول ہوتا ہے یا مر جاتا ہے پس پیچھتا تا ہے داخل ہونے سے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس سے حقوق العباد کا مطالبہ کیا جاتا ہے جن کا وہ مرتکب ہو اور البتہ فوت ہوئی اس سے وہ چیز جس پر اس نے حرص کی تھی اور مستثنیٰ ہے اس سے کہ متعین ہو اس پر حاکم ہونا جیسے حاکم مر جائے اور کوئی غیر اس کا قائم مقام نہ پایا جائے اور اگر وہ اس میں نہ داخل ہو تو حاصل ہو فساد ساتھ ضائع ہونے احوال کے۔ (فتح)

جو کسی رعیت کا نگہبان کیا جائے اور وہ ان کی

بَابُ مَنْ اسْتَرْعَى رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

خیر خواہی نہ کرے

۶۶۱۷۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس کو اللہ نے کسی رعیت کا نگہبان کیا سو اس نے خیر خواہی سے ان کی نگہبانی نہ کی اور نہ ان کی خبر گیری کی تو وہ بہشت کی بونہ پائے گا۔

۶۶۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مَحْدِثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللَّهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحْطُهَا بِنَصِيحَةٍ إِلَّا لَمْ يَجِدْ

رَأَيْحَةَ الْجَنَّةِ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث کی بو پائے گا اور وہ خلاف مقصود کا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہاں الامقدر ہے۔

۶۶۱۸۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا حاکم نہیں جو کسی مسلمانوں کی رعیت کا والی ہو پھر مر جائے اور حالانکہ وہ حاکم اس رعیت کا بدخواہ ہو مگر کہ اللہ نے اس پر بہشت کو حرام کیا یعنی ظالم حاکم بہشت سے محروم ہے۔

۶۶۱۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ قَالَ زَأَيْدَةُ ذَكَرَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُوذُهُ فَدَخَلَ عَلَيْنَا عُبَيْدُ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلُ أَحَدَيْتَكَ حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَالِ يَلْبِي رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَمُوتُ وَهُوَ غَاشٍ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.

فائدہ: اور بدخواہی یہ ہے کہ ان پر ظلم کرے اور ان کا مال ناحق چھین لے اور ان کو ناحق قتل کرے اور ان کی بے عزتی کرے اور جو ان کے حقوق ہوں ان کو نہ دے اور نہ سکھلائے ان کو جو واجب ہے اس پر سکھانا ان کا دین اور دنیا کے امر سے اور نہ قائم کرے ان میں حدوں کو اور نہ ہٹائے مفسدوں یعنی رہنوں اور چوروں وغیرہ کو ان سے اور نہ حمایت کرے ان کی و نحو ذلک کہا ابن بطلال نے کہ یہ وعید شدید ہے ظالم حاکموں کے حق میں سو جس نے رعیت کا حق ضائع کیا یا ان کی خیانت کی یا ظلم کیا تو قیامت کے دن اس سے بندوں کے مظالم کا مطالبہ کیا جائے گا پس کس طرح قادر ہوگا کہ ایک بہت بڑی امت کے ظلم سے نجات پائے اور اس پر بہشت کو حرام کرے گا یعنی اگر وعید کو اس پر جاری کیا اور مظلوموں کو اس سے راضی نہ کیا اور یہ وعید محمول ہے زجر اور تشدید پر یعنی اس کے ظاہر معنی مراد نہیں صرف ڈرانا مقصود ہے، واللہ اعلم۔

جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو مشقت میں

بَابُ مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ

ڈالے گا۔

۶۶۱۹۔ حضرت ابو تمیم سے روایت ہے کہ میں صفوان اور جناب اور اس کے ساتھیوں کے پاس موجود تھا اور حالانکہ وہ ان کو وصیت کرتا تھا تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

۶۶۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَأَسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجَرِيرِيِّ عَنْ طَرِيفِ أَبِي تَمِيمَةَ قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدَبًا وَأَصْحَابَهُ وَهُوَ يُوصِيهِمْ فَقَالُوا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ

فرماتے تھے کہ جو سنائے اللہ اس کو قیامت کے دن سنائے گا اور جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو قیامت کے دن مشقت میں ڈالے گا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو وصیت کرتو اس نے یعنی صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہل پہل چیز آدمی کے بدن سے سترتی اور بو کرتی ہے یعنی بعد موت کے اس کا پیٹ ہے سو جس سے ہو سکے کہ نہ کھائے مگر پاک چیز تو چاہیے کہ کرے اور جس سے ہو سکے کہ نہ روکے اس کو بہشت میں داخل ہونے سے کف دست (چلو) بھر خون جس کو اس نے بہایا تو چاہیے کہ کرے یعنی کسی مسلمان کا ناحق خون نہ کرے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کون کہتا ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا جناب؟ اس نے کہا ہاں جناب رضی اللہ عنہ۔

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ وَمَنْ يُشَاقِقْ يَشْقِقِ اللَّهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالُوا أَوْصِنَا فَقَالَ إِنْ أَوَّلَ مَا بَيَّنَّ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهُ فَمَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يُحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلءِ كَفِّهِ مِنْ دَمِ أَهْرَاقِهِ فَلْيَفْعَلْ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَنْ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنْدَبٌ قَالَ نَعَمْ جُنْدَبٌ.

فائدہ: جو سنائے، الخ یعنی جو خلقت میں نام نمود چاہے اور شہرت اور نیک نام ہونے کے واسطے نیکی کرے اللہ اس کو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے ذلیل اور رسوا کرے گا اور اس کی شرح رفاق میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہ حائل ہو درمیان کسی کے تم میں سے اور درمیان بہشت کے چلو بھر خون مسلمان کا جس کو اس نے ناحق بہایا اور ذکر چلو کا بطور مثال کے ہے ورنہ اگر چلو سے کم ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہ وعید شدید ہے واسطے قتل مسلمان کے ناحق اور مراد حدیث میں نہیں ہے بری بات کہنے سے مسلمانوں کے حق میں اور ظاہر کرنا بدیوں اور عیبوں کا اور نہ مخالف کرنا سبیل مومنین کے اور لازم پکڑنا ان کی جماعت کو اور نبی داخل کرنے مشقت کے سے اوپر ان کے اور ضرر پہنچانا ان کو۔ (فتح)

حکم کرنا اور فتویٰ دینا راہ میں

بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيقِ

فائدہ: دونوں کو برابر کیا ہے اور دونوں اثر صریح ہیں اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ قضاء کے اور جو حدیث مرفوع ہے لیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا فتویٰ کا راہ میں کہ حضرت ﷺ نے راہ میں اس کو جواب دیا پس لاحق ہوگا ساتھ اس کے حکم۔ (فتح)

اور حکم کیا یحییٰ بن یعمر نے راہ میں یعنی شہر مرو میں جب کہ وہاں قاضی ہوا حجاج کے زمانے میں اور حکم کیا شععی نے اپنے گھر کے دروازے پر۔

وَقَضَىٰ يَحْيَىٰ بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيقِ
وَقَضَىٰ الشَّعْبِيُّ عَلَىٰ بَابِ دَارِهِ

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بازار میں حکم کیا۔

۶۶۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں اور حضرت ﷺ مسجد سے نکلتے تھے سو ایک مرد ہم سے ملا مسجد کے دروازے پر تو اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب آئے گی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اس کے واسطے کیا سامان تیار کیا ہے جو پوچھتا ہے؟ تو گویا کہ وہ مرد دب گیا اور عاجز ہوا پھر اس نے کہا یا حضرت! نہیں تیار کیا میں نے اس کے واسطے زیادہ روزہ نہ نماز نہ صدقہ لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔

۶۶۲۰۔ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِينَا رَجُلًا عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعَدَدْتُ لَهَا فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَعَدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صِيَامٍ وَلَا صَلَاةٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ.

فائدہ: شاید سوال اس مرد کا قیامت سے واسطے ڈرنے کے تھا اس چیز سے کہ اس میں ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ چلتے اور پیادہ پا حکم کرنا جائز ہے یا نہیں سو کہا اہلب نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے جب کہ نہ بازر کھے اس کو سمجھنے سے اور کہا سمحون نے کہ نہیں لائق ہے اور کہا ابن حبیب نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر جب کہ چلتا ہو اور بہر حال ابتدا کرنا ساتھ نظر اور مانند اس کی کے سونہیں جائز ہے کہا ابن بطلال نے اور یہ حسن ہے اور قول اہلب کا موافق تر ہے ساتھ دلیل کے اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں صحیح ہے حجت اس کی جو منع کرتا ہے علم کی بات کرنے سے راہ میں اور بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں اس میں کہ اصحاب نے حضرت ﷺ سے سوال کیا چلتے اور پیادہ پا اور سوار اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جواز سکوت عالم کا ہے سائل کے جواب سے جب کہ مسئلہ نہ پہچانا جاتا ہو جس کی لوگوں کو حاجت نہ ہو یافتنے اور بد تاویل کا خوف ہو اور منقول ہے مہلب سے کہ راہ میں اور سواری پر فتویٰ دینا تواضع سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَابٌ

۶۶۲۱۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا اس نے اپنے گھر والوں سے ایک عورت سے کہا تو فلانی عورت کو پہچانتی ہے؟ اس نے کہا ہاں،

۶۶۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَائِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ اس عورت پر گزرے اور وہ قبر کے پاس روتی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کرو تو اس عورت نے کہا کہ میرے پاس سے ٹل جا سو بے شک تو خالی ہے میری مصیبت سے تو حضرت ﷺ اس سے آگے بڑھے اور گزرے پھر ایک مرد اس عورت پر گزرا تو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تجھ سے کیا کہا؟ اس نے کہا میں نے حضرت ﷺ کو نہیں پہچانا اس نے کہا کہ بے شک وہ تو حضرت ﷺ تھے تو وہ حضرت ﷺ کے دروازے پر آئی اور دروازے پر کوئی دربان نہ پایا اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی میں نے آپ کو نہیں پہچانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک صبر کا ثواب تو اول صدمہ کے نزدیک ہے۔

لَا مَرَأَةَ مِنْ أَهْلِ تَعْرِيفِينَ فَلَانَةَ قَالَتْ نَعَمْ
قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ
بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ اتَّقِي اللَّهَ
وَاصْبِرِي فَقَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ خِلْوٌ مِنْ
مُصِيبَتِي قَالَ فَجَاوَزَهَا وَمَضَى فَمَرَّ بِهَا
رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ لِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا عَرَفْتُهُ قَالَ إِنَّهُ
لَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
فَجَاءَتْ إِلَى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا
فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا عَرَفْتُكَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے اور اس عورت کا نام معلوم نہیں اور وہ قبر اس کے بیٹے کی تھی اور جس نے اس کو حضرت ﷺ کا پتہ بتلایا تھا وہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھا کہا مہلب نے کہ حضرت ﷺ کا کوئی دائمی دربان نہ تھا کبھی ہوتا تھا اور کبھی نہ ہوتا تھا یا جب کہ اپنے گھر والوں کے کام میں مشغول ہوتے یا اپنے خلوت کے کام میں ہوتے تو دربان بٹھلاتے نہیں تو لوگوں کے آگے سے پردہ اٹھاتے تاکہ حاجتوں والا اپنی حاجت طلب کرے اور حاصل یہ ہے کہ دربان رکھنا جائز ہے مطلق لیکن مقید ہے ساتھ حاجت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں لائق ہے واسطے حاکم کے یہ کہ ٹھہرائے دربان اور دوسرے لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے اور حمل کیا گیا ہے قول اول اوپر زمانے آرام کرنے لوگوں کے اور جمع ہونے ان کے خیر پر اور فرمانبردار ہونے ان کے واسطے حاکم کے اور بعض نے کہا کہ بلکہ اس وقت مستحب ہے تاکہ مرتب ہوں خصوم اور دفع ہو شریر اور ثابت ہو چکا ہے بیچ قصبے عمر رضی اللہ عنہ کے عباس رضی اللہ عنہ کے جھگڑے میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے واسطے ایک دربان تھا جس کا ریفانام تھا اور بعض نے مقید کیا ہے جواز کو ساتھ غیر وقت بیٹھنے اس کے واسطے لوگوں کے واسطے فصل احکام کے اور بعض نے جواز کو عام کیا ہے اور بعض نے کہا کہ وظیفہ دربان کا یہ ہے کہ جو دروازے پر آئے اس کی خبر حاکم کو پہنچائے خاص کر جب کہ کوئی خاص آدمی ہو احتمال ہے کہ کوئی جھگڑا لے کر آیا ہو اور حاکم گمان کرے کہ وہ ملاقات کے واسطے آیا ہے اور اس کو کچھ انعام دے اور یہ خبر حاکم کو پہنچانا روبرو کر یا لکھ کر اور ہمیشہ دربان رکھنا مکروہ ہے بلکہ کبھی حرام ہوتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے

کہ جو حاکم کہ لوگوں کی حاجتوں سے پردہ پوش رہے اللہ قیامت کے دن اس کی حاجت سے پردہ پوش ہوگا اور اس حدیث میں وعید شدید ہے اس کے واسطے جو لوگوں کے درمیان حاکم ہو اور بغیر عذر کے پردے میں رہے اس واسطے کہ اس میں تاخیر کرنا ہے حقوق پہنچانے سے یا ضائع کرنا ان کا اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ مستحب ہے مقدم کرنا پہلے کا پھر جو اس کے بعد ہو پھر جو اس کے بعد ہو علیٰ ہذا القیاس با ترتیب سب کو بلایا جائے اور مقدم کرے مسافر کو مقیم پر خاص کر جو خوف کرے ساتھیوں کے چلے جانے کا اور یہ کہ چاہیے کہ دربان ثقہ ہو عقیف ہو امین ہو عارف ہو حسن اخلاق ہو لوگوں کا قدر شناس ہو۔ (فتح)

حاکم حکم کرے ساتھ قتل کے اس پر جس پر قتل واجب ہو سوائے اس امام کے جو اس سے اوپر ہے یعنی جس نے اس کو حاکم بنایا ہے بغیر حاجت کے طرف اجازت لینے کی اس سے خاص اس واقعہ میں۔

۶۶۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے بجائے کوفہ اہل کے ہوتے تھے امیر سے۔

۶۶۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الدُّهْلِيُّ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشَّرْطِ مِنَ الْأَمِيرِ.

فائدہ: اور مشکل ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے سوا اشارہ کیا ہے کرمانی نے کہ وہ لی جاتی ہے اس کے اس قول سے دون الحاکم اس واسطے کہ اس کے معنی ہیں عند یعنی نزدیک حاکم کے اور یہ وجہ خوب ہے اگر موافق ہو اس کو لغت بنا بر اس کے پس قیس کا یہ وظیفہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حضور میں یہ کام کریں آپ کے حکم سے برابر ہے کہ خاص ہو یا عام اور اس حدیث میں تشبیہ ہے اس چیز کی کہ پہلے گزری ساتھ اس چیز کے کہ اس کے بعد پیدا ہوئی اس واسطے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں کسی عالم کے پاس کو تو ال نہ تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بنی امیہ کی حکومت میں پیدا ہوا تھا سوارادہ کیا انس رضی اللہ عنہ نے تقریب حال قیس رضی اللہ عنہ کے نزدیک سامعین کے سوتشبیہ دی اس کو ساتھ اس چیز کے جو ان کو معلوم تھی۔ (فتح)

۶۶۲۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو یمن میں حاکم کر کے بھیجا پھر اس کے پیچھے معاذ رضی اللہ عنہ

۶۶۲۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ هُوَ الْقَطَّانُ عَنْ قُرَّةَ بِنِ خَالِدٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هَلَالٍ

حَدَّثَنَا أَبُو بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَاتَّبَعَهُ بِمَعَاذِ.

۶۶۲۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد
اسلام لایا پھر یہودی ہو گیا یعنی مرتد ہو گیا سو معاذ بن
جبل رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا
تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو کیا ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
اول مسلمان ہوا تھا پھر یہودی ہو گیا تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کروں یہ اللہ اور اس
کے رسول کا حکم ہے۔

۶۶۲۴۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا
مَحْبُوبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ
بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ
رَجُلًا أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ فَأَتَانِي مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ
وَهُوَ عِنْدَ أَبِي مُوسَى فَقَالَ مَا لِهَذَا قَالَ
أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى أَقْتُلَهُ
قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یعنی سو حکم کیا اس کے قتل کرنے کا سو قتل کیا گیا اور ساتھ اس کے تمام ہوگی مراد ترجمہ کی اور اس حدیث میں
رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہ قائم کریں حدوں کو عامل شہروں کے مگر بعد مشورت اور اجازت لینے کے اس
خليفة سے جس نے ان کو حاکم کیا کہا ابن بطلان نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس باب میں سو کو فیوں کا تو یہ مذہب
ہے کہ قاضی کا حکم وکیل کا سا حکم ہے نہیں مطلق ہے ہاتھ اس کا مگر جس چیز میں اس کو اجازت ہوئی اور حکم اس کا
غیروں کے نزدیک وصی کا حکم ہے یعنی جس کو وصیت کی گئی ہو جائز ہے اس کو تصرف کرنا ہر چیز میں اور مطلق ہے ہاتھ
اس کا تمام چیزوں میں مگر جو مستثنیٰ ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے ان سے کہ نہ قائم کریں حدوں کو مگر سردار شہروں کے اور
نہ قائم کریں ان کو عامل دیہات کے اور نقل کیا ہے ابن قاسم نے کہ نہ قائم کی جائیں حدیں پانیوں پر بلکہ کھینچی جائیں
طرف شہروں کی اور نہ قائم کیا جائے قصاص ساتھ قسم کے سب شہروں میں مگر دار الخلافت میں جس جگہ خلیفہ رہتا ہو یا
خليفة سے تحریری اجازت لی جائے اور کہا اشعب نے بلکہ جس کو والی اجازت دے پانیوں کے عالموں سے اس کے
واسطے جائز ہے کہ حدوں کو قائم کرے اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے مثل اس کی کہا ابن بطلان نے کہ حجت جواز میں
حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ اس نے مرتد کو قتل کیا بغیر اس کے کہ حضرت ﷺ کی طرف یہ واقعہ اٹھایا جائے۔ (فتح)
بَابُ هَلْ يَقْضِي الْقَاضِيُ أَوْ يُفْتَى وَهُوَ
غَضْبَانٌ

۶۶۲۵۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ
نے اپنے بیٹے کی طرف لکھا اور حالانکہ وہ سجستان میں قاضی تھا
کہ نہ حکم کرنا دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں اس واسطے کہ

۶۶۲۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيْرٍ سَمِعْتُ عَبْدَ
الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبُو بَكْرَةَ

میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ہرگز نہ حکم کرے کوئی حاکم دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں۔

إِلَىٰ ابْنِهِ وَكَانَ بَسِجَسْتَانَ بَانَ لَا تَقْضَىٰ
بَيْنَ النَّيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا
يَقْضِينَ حَكْمًا بَيْنَ النَّيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.

فائدہ: یعنی جب حاکم اور قاضی غصے میں ہو تو اس وقت مقدمہ فیصل نہ کرے اس واسطے کہ قضیہ فیصل کرنے کو عقل اور ہوش چاہیے اور غصے کی حالت میں آدمی ہوش میں نہیں رہتا اور کبھی ناحق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اس واسطے کہ اس سے منع کیا گیا ہے اور یہی قول ہے سب شہروں کے فقہاء کا اور کہا ابن دقیق العید نے کہ غصے کی حالت میں اس واسطے حکم کرنا منع ہے کہ حاصل ہوتا ہے غصے کے سبب سے تغیر مزاج میں جس سے نظر میں خلل پیدا ہوتا ہے پس نہیں حاصل ہوتا ہے استیفاء حکم کا اپنی وجہ پر اور یہی حکم ہے ہر چیز کا جس سے عقل اور فکر میں خلل پیدا ہو مانند بہت بھوک اور پیاس اور غلبے نیند وغیرہ کے جو دل کے متعلق ہے ایسا تعلق کہ مشغول رکھتا ہے اس کو استیقائے نظر سے اور شاید غصے کو خاص اس واسطے ذکر کیا کہ وہ نفس پر غالب ہو جاتا ہے اور اس کا مقابلہ دشوار ہوتا ہے برخلاف غیر اس کے لیکن اگر غصے کی حالت میں حکم کرے تو صحیح ہے ساتھ کراہت کے اگر حق کے موافق پڑ جائے اور یہ قول جمہور کا ہے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے غصے کی حالت میں زیر فی اللہ کے واسطے حکم کیا اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے دور ہونے کراہت کے حضرت ﷺ کے غیر سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ معصوم ہیں جیسا رضا مندی کی حالت میں کہتے ہیں ویسا غصے کی حالت میں کہتے ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے لفظ کی حدیث میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فتویٰ دینا غصے کی حالت میں اور اسی طرح حکم کرنا بھی اور جاری ہوتا ہے ساتھ کراہت کے ہمارے حق میں اور نہیں مکروہ ہے حضرت ﷺ کے حق میں اس واسطے کہ نہیں خوف کیا جاتا ہے حضرت ﷺ پر غصے کی حالت میں جو خوف کیا جاتا ہے غیر پر اور لیا جاتا ہے اطلاق سے کہ نہیں ہے کوئی فرق درمیان مراتب غصے کے اوونہ اسباب اس کے اور اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس کو جمہور نے اور کہا بعض حنابلہ نے کہ نہیں جاری ہوتا ہے حکم غصے کی حالت میں واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور نہیں چاہتی ہے فساد کو اور تفصیل کی ہے بعض نے کہ اگر عارض ہوا ہو اس پر غصہ بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ہو اس کے واسطے حکم تو وہ غصہ اثر نہیں کرتا نہیں تو اس میں اختلاف ہے اور یہ تفصیل معتبر ہے اور کہا ابن نمیر نے کہ داخل کی بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے منع پر پھر حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے جواز پر واسطے تنبیہ کرنے کے تطبیق پر بایں طور کہ خاص کیا جائے جواز کو ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے موجود ہونے عصمت کے حضرت ﷺ کے حق میں اور یہ کہ غصہ حضرت ﷺ کا صرف حق کے واسطے تھا سو جو حضرت ﷺ کے سے حال میں ہو اس کو جائز ہے نہیں تو منع ہے اور وہ مثل شہادت عدوان کے ہے

کہ اگر دنیاوی ہو تو رد کی جائے اور اگر دینی ہو تو قبول کی جائے اور اس حدیث میں ہے کہ لکھنا ساتھ حدیث کے مثل سماع کی ہے شیخ سے بیچ واجب ہونے عمل کے اور بہر حال روایت میں سوغ کیا ہے اس سے ایک قوم نے جب کہ خالی ہو اجازت سے اور مشہور جواز ہے ہاں صحیح نزدیک ادا کے یہ ہے کہ نہ مطلق بولے اخبار کو بلکہ یوں کہے کہ اس نے مجھ کو لکھا یا خبر دی مجھ کو اپنی کتاب میں اور اس میں ذکر کرنا حکم کا ہے ساتھ دلیل اس کی کے تعلیم میں اور مثل اس کی فتویٰ میں اور اس میں شفقت باپ کی ہے اپنے بیٹے پر اور خبر دینا اس کو ساتھ اس چیز کے جو اس کو نفع دے اور ڈرانا اس کو واقع ہونے سے برے کام میں اس میں پھیلا نا علم کا ہے واسطے عمل کے اور پیروی کرنے کے اگرچہ عالم اس سے سوال نہ کیا جائے۔ (فتح)

۶۶۲۶۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں یعنی جماعت میں شریک نہیں ہوتا بسبب فلانے یعنی امام کے کہ وہ اس میں ہمارے ساتھ لمبی قراءت پڑھتا ہے سو میں نے حضرت ﷺ کو وعظ میں اس دن سے زیادہ تر غضبناک کبھی نہیں دیکھا پھر فرمایا کہ اے لوگو! بے شک تم میں سے بعض لوگ نفرت دلانے والے اور بھڑکانے والے ہیں سو جو لوگوں کو نماز پڑھائے امام بنے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ آدمیوں میں بوڑھے اور ضعیف اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

۶۶۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَارِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّي وَاللَّهِ لَا تَأْخُرُ عَن صَلَاةِ الْعَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فِيهَا قَالَ فَمَا رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوجِزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح امامت میں گزر چکی ہے اور مراد فلانے سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

۶۶۲۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی حیض کی حالت میں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ اس میں غصے ہوئے پھر فرمایا کہ چاہیے کہ اپنی عورت سے رجعت کرے یعنی طلاق کو باطل کر کے پھر اس کو اپنی بیوی

۶۶۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكُرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ

بنائے پھر اس کو اپنے گھر میں رہنے دے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو پھر اگر اس کو طلاق دینا چاہے تو طلاق دے کہا بخاری رضی اللہ عنہ نے کہ محمد زہری ہے۔

فَذَكَرَ عُمَرُ لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَفَيَّظَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيرَاجِعَهَا ثُمَّ لِيُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهَرُ ثُمَّ تَحِيضُ فَتَطْهَرُ فَإِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يُطْلِقَهَا فَلْيُطْلِقْهَا.

فائدہ: یہ کی ضمیر فعل مذکور کی طرف راجع ہے اور وہ طلاق ہے اور ایک روایت میں علیہ کا لفظ زیادہ ہے اور اس کی ضمیر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف راجع ہے۔

جو دیکھتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے لوگوں کے معاملے میں اپنے علم سے جب کہ نہ ڈرے بدگمانی اور تہمت سے۔

بَابُ مَنْ رَأَى لِلْقَاضِي أَنْ يَحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُونَ وَالتَّهْمَةَ.

فائدہ: یہ اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف کہ جائز ہے قاضی کو کہ حکم کرے لوگوں کے حقوق میں اپنے علم سے اور نہیں جائز ہے اس کو کہ حکم کرے اپنے علم سے حقوق اللہ میں مانند حدود کے اس واسطے کہ ان کی بنا سہولت اور آسانی پر ہے اور اس کے واسطے لوگوں کے حقوق میں تفصیل ہے اگر ہو جو معلوم کیا اس نے ولایت سے پہلے تو نہ حکم کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ بجائے اس کے ہے جو گواہوں سے سنا اور وہ غیر حاکم ہو بخلاف اس کے کہ معلوم کرے اس کو حکومت میں اور بہر حال یہ جو کہا جب کہ نہ ڈرے بدگمانی اور تہمت سے تو مفید کیا گیا ہے ساتھ اس کے قول اس شخص کا جو جائز رکھتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے اس واسطے کہ جن لوگوں نے اس کو مطلق منع کیا ہے وہ علت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ معصوم نہیں سو جائز ہے کہ لاحق ہو اس کو تہمت جب کہ حکم کرے اپنے علم سے حکم کیا ہو اپنے دوست کے حق میں اس کے دشمن پر اکھاڑا گیا مادہ جڑ سے سوٹھرایا بخاری رضی اللہ عنہ نے محل جواز کا جب کہ نہ خوف ہو حاکم کو بدگمانی اور تہمت سے اور اشارہ کیا اس طرف کہ لازم آتا ہے منع کرنے سے بسبب اکھاڑنے مادے کے یہ کہ مثلاً ایک مرد کو سننے اس نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی پھر عورت نے اس کو حاکم کی طرف اٹھایا اس نے انکار کیا سو جب اس کو قسم دے اور وہ قسم کھائے تو لازم آئے گا کہ وہ ہمیشہ حرام فرج پر رہے اور فاسق ہو ساتھ اس کے سو اس کے واسطے کوئی چارہ نہیں کہ اس کے قول کو قبول نہ کرے اور حکم کرے اس پر اپنے علم سے سو اگر تہمت سے ڈرے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ اس کو دفع کرے اور قائم کرے اس کی گواہی کو اوپر اس کے نزدیک دوسرے حاکم کے کہا کراہیسی نے کہ شرط جواز حکم کی اپنے علم سے یہ ہے کہ ہو حاکم مشہور ساتھ بھلائی کے اور عفاف کے اور صدق کے اور نہ پیمانی گئی ہو اس سے زیادہ ذلت اور تقویٰ کے اسباب میں موجود ہوں اور تہمت کے اسباب اس

میں مفقود سو یہی ہے وہ شخص جس کو اپنے علم سے حکم کرنا مطلق جائز ہے۔ (فتح)
 کَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جیسا کہ حضرت ﷺ نے ہندوئی لہجہ سے فرمایا کہ لے لیا
 لِهِنْدٍ خُدْيَ مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدَكَ کر خاوند کے مال سے دستور کے موافق جتنا تجھ کو اور
 بِالْمَعْرُوفِ وَذَلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرًا تیری اولاد کو کفایت کرے اور یہ اس وقت ہے جب کہ
 مَشْهُورًا۔ ہو امر مشہور۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے اس کے قول کی جو کہتا ہے کہ حکم کرے اپنے علم سے مطلق اور احتمال ہے کہ ہومر اد ساتھ مشہور کے
 وہ چیز کہ حکم کیا گیا ہو ساتھ اپنے اس کے۔ (فتح)
 ۶۶۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہندوئی لہجہ
 عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ تِ هِنْدُ بِنْتُ کہ زمین پر کوئی گھر والے نہ تھے کہ ان کا ذلیل ہونا میرے
 عُتْبَةَ بِنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ نزدیک زیادہ پیارا ہو آپ کے خیمے والوں سے اور نہیں صبح کی
 مَا كَانَ عَلَيَّ ظَهْرَ الْأَرْضِ أَهْلَ حِبَاءٍ آج کے دن زمین کی پشت پر کسی خیمے والوں نے کہ میرے
 أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَدُلُّوْا مِنْ أَهْلِ حِبَائِكَ وَمَا نزدیک ان کا باعزت ہونا زیادہ تر پیارا ہو آپ کے خیمے
 أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَيَّ ظَهْرَ الْأَرْضِ أَهْلَ حِبَاءٍ والوں سے پھر ہندوئی لہجہ نے کہا یا حضرت! بے شک ابو
 أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعْرِضُوا مِنْ أَهْلِ حِبَائِكَ ثُمَّ سفیان رضی اللہ عنہ بخیل آدمی ہے سو کیا مجھ پر کچھ حرج ہے کہ میں
 قَالَتْ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مَيْتِيكَ فَهَلْ اس کے مال سے اپنی اولاد کو کھلاؤں؟ حضرت ﷺ نے اس
 عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ سے فرمایا کہ تم پر کچھ حرج نہیں کہ تو دستور کے موافق ان کو
 عِيَالَنَا قَالَ لَهَا لَا حَرَجَ عَلَيْكَ أَنْ کھلائے۔
 تُطْعِمِيَهُمْ مِنْ مَعْرُوفٍ۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح نفقات میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے استدلال اس شخص کا جو استدلال کرتا
 ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے حکم کے واسطے حاکم کے اپنے علم سے اور رد ہے قول مستدل کا ساتھ اس کے اوپر حکم
 کرنے والے کے غائب پر یعنی اس حدیث کے استدلال سے غائب پر حکم نہیں ہو سکتا کہا ابن بطلان نے کہ حجت
 پکڑی ہے اس نے جس نے جائز رکھا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے ساتھ حدیث کے باب کے
 اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے وجوب نفقہ کے ساتھ حکم کیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ یہ
 ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے اور اس پر گواہ طلب نہ کیا اور جو منع کرتا ہے اس کی حجت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ

قول حضرت ﷺ کا ہے کہ میں اس کے واسطے حکم کرتا ہوں جس طرح سنتا ہوں اور نہیں فرمایا کہ جو جانتا ہوں اور جو مطلق منع کرتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ برے حاکموں سے ڈر ہے کہ اپنے علم سے جس طرح چاہیں حکم کریں اور جس نے تفصیل کی اس کی حجت یہ ہے کہ جو چیز حاکم نے حکم کرنے سے پہلے معلوم کی وہ شہادت کے طریق پر تھی سو اگر اس نے اس کے ساتھ حکم کیا تو ہوگا حکم اپنے نفس کی گواہی سے سو ہو گیا بجائے اس کے جس نے حکم کیا ساتھ دعویٰ اپنے کے غیر پر اور نیز پس ہوگا مانند حکم کرنے والے کے ساتھ ایک گواہ کے اور بہر حال حکم کی حالت میں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ میں حکم کرنا موافق اس کے کہ سنتا ہوں اور نہیں فرق کیا درمیان سماع کے گواہ سے یا مدعی سے کہا ابن نمیر نے کہ نہیں تعرض کیا ابن بطال نے واسطے مقصود باب کے اور یہ اس واسطے کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے حجت پکڑی ہے واسطے جواز حکم کے علم سے ساتھ قصہ ہند کے سوشارح کو لائق تھا کہ اس کا تعقب کرتا ساتھ اس کے کہ اس میں کوئی دلیل نہیں اس واسطے کہ وہ خارج ہوا ہے بجائے فتویٰ کے اور کلام مفتی کا تزل ہوتا ہے بر تقدیر صحت اس کی کہ ہند رضی اللہ عنہا نے فتویٰ پوچھا تھا سو گویا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ثابت ہو جائے کہ وہ تیرا حق تجھ کو نہیں دیتا تو جائز ہے تجھ کو اس کا استیفاء کرنا ساتھ امکان کے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ اغلب حضرت ﷺ کے احوال سے اور الزام ہے پس واجب ہے اُتارنا حضرت ﷺ کے لفظ کا اوپر اس کے لیکن وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ نہیں ذکر کیا حضرت ﷺ نے ہند رضی اللہ عنہا کے قصے میں کہ وہ ہند رضی اللہ عنہا کو سچا جانتے ہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ نہیں سنا حضرت ﷺ نے یہ قصہ مگر ہند رضی اللہ عنہا سے پس کس طرح صحیح ہوگا استدلال ساتھ اس کے اوپر حکم کرنے حاکم کے اپنے علم سے میں کہتا ہوں کہ جو ابن نمیر نے اس کی نفی کا دعویٰ کیا ہے یہ بعید ہے اس واسطے کہ اگر حضرت ﷺ اس کو سچا نہ جانتے تو اس کو لینے کے ساتھ حکم نہ کرتے اور اطلاع حضرت ﷺ کی اس کے سچ پر ممکن ہے وحی سے اور جو اس کے سوائے ہے اس کو ممکن نہیں بغیر اس کے کہ اس کو پہلے سے معلوم ہو۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُومِ گواہی دینا خط پر جو مہر کیا گیا ہو یعنی کیا صحیح ہے گواہی

خط پر کہ یہ فلا نے کا خط ہے

وَمَا يَجُوزُ مِنْ ذَلِكَ وَمَا يَصِيقُ عَلَيْهِمْ اور جو جائز ہے اس سے اور جو تنگی کی جاتی ہے

اوپر اس کے

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یہ قول عام نہیں نہ اثبات میں نہ نفی میں بلکہ نہیں منع ہے یہ مطلق پس ضائع ہوں حقوق اور نہ عمل

کیا جائے ساتھ اس کے مطلق پس نہیں ہے اس میں امن تزویر اور جعل سے سو ہوگا جائز چند شرطوں سے۔

وَكِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عَامِلِهِ وَالْقَاضِي اور خط لکھنا قاضی کا اپنے عامل کو اور خط لکھنا قاضی کا

قاضی کو

إِلَى الْقَاضِي

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف رد کی اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے گواہی کو خط پر اور نہیں جائز رکھتا اس کو قاضی کے خط میں۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ خط لکھنا حاکم کا جائز ہے مگر حدود میں پھر کہا کہ اگر قتل خطا ہو تو جائز ہے اس واسطے کہ وہ مال ہے اس کے گمان میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال اس کے بعد کہ ثابت ہو قتل اور اور خطا اور عمد ایک ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُودِ ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَاً فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هَذَا مَالٌ بِزَعْمِهِ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ فَالْخَطَاُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ حجت بخاری رضی اللہ عنہ کی اس پر جو قاتل ہے ساتھ اس کے حنفیہ سے واضح ہے اس واسطے کہ جب نہیں جائز رکھتا ہے وہ خط لکھنے کو ساتھ قتل کے تو نہیں ہے کوئی فرق درمیان خطا اور عمد کے اول امر میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال بعد ثابت ہونے کے نزدیک حاکم کے اور عمد بھی بہت وقت رجوع کرتا ہے طرف مال کی پس قیاس چاہتا ہے کہ دونوں برابر ہوں۔ (فتح)

اور البتہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عامل کی طرف حدود میں اور لکھا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے دانتوں کے مقدمے میں جو توڑے گئے تھے اور کہا ابراہیم رضی اللہ عنہ نے کہ لکھنا قاضی کا قاضی کو جائز ہے جب کہ لکھا اور مہر پہچانے اور جائز رکھتا تھا شععی خط مہر کیے گئے کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے قاضی سے یعنی جو آئے اس کے پاس قاضی کی طرف سے اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مانند اس کی اور کہا معاویہ نے کہ حاضر تھا میں پاس عبدالملک بن یعلیٰ قاضی بصرے کے اور ایاس بن معاویہ کے اور حسن کے اور ثمامہ کے اور بلال کے اور عبداللہ کے اور عامر کے اور عباد کے جائز رکھتے تھے یہ سب امام قاضیوں کے خطوط کو بغیر حاضر ہونے گواہوں کے یعنی یہ سب امام قاضی تھے سو اگر کہے جس کے پاس خط آیا کہ یہ جعلی ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ جا اور تلاش کر اس سے نکلنا یعنی ساتھ تدرج کرنے کے گواہوں میں جو ان کی گواہی

وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى عَامِلِهِ فِي الْجَارُودِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي سِنِّ كَسْرَتِ وَقَالَ اِبْرَاهِيمُ كِتَابُ الْقَاضِي اِلَى الْقَاضِي جَائِزٌ اِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيزُ الْكِتَابَ الْمَخْتُومَ بِمَا فِيهِ مِنَ الْقَاضِي وَيُرْوَى عَنْ اِبْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ التَّقْفِيُّ شَهِدْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنِ يَعْلَى قَاضِي الْبَصْرَةِ وَاِيَّاسَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَالْحَسَنَ وَثَمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ وَبِلَالَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ وَعَامِرَ بْنَ عَيْدَةَ وَعَبَادَ بْنَ مَنْصُورٍ يُجِيزُونَ كِتَابَ الْقَضَاةِ بَغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الشُّهُودِ فَإِنْ قَالَ الَّذِي جِيءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ إِنَّهُ زُورٌ قِيلَ لَهُ اذْهَبْ

کو باطل کرے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے
اوپر براءت کے مشہور بہ سے اور قاضی کے خط پر پہلے
پہل ابن ابی لیلیٰ اور سوار نے گواہ طلب کیا۔

اور کہا ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی ہم سے عبید اللہ
نے کہ میں موسیٰ بن انس قاضی بصرہ کے پاس سے خط
لایا اور میں نے اس کے پاس گواہ قائم کیا کہ بے شک
میرا اتنا اتنا مال فلان کے پاس ہے جو کونے میں ہے
سو میں وہ خط قاسم کے پاس لایا یعنی اور وہ اس وقت
کوفہ کا حاکم تھا تو قاسم نے اس کو جائز رکھا۔

فائدہ: کہا ابن قدامہ نے کہ شرط ہے ائمہ فتویٰ کے قول میں کہ گواہی دیں ساتھ لکھنے قاضی کے طرف قاضی کی دو گواہ
عادل اور حسن سے روایت ہے کہ اگر خط اور مہر کو پہچانتا ہو تو جائز ہے قبول کرنا اس کا۔

اور مکروہ رکھا ہے حسن اور ابو قلابہ نے یہ کہ گواہی دی
جائے وصیت پر کہ فلان کی وصیت ہے یہاں تک کہ
معلوم کیا جائے جو اس میں ہے اس واسطے کہ وہ نہیں
جاننا کہ شاید اس میں ظلم ہو۔

فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذَلِكَ وَأَوَّلَ مَنْ
سَأَلَ عَلَى كِتَابِ الْقَاضِي الْيَتِيمَةِ ابْنُ أَبِي
لَيْلَى وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ.
وَقَالَ لَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
مُحَرَّرٍ حَتَّى بَكَّتَابِ مِنْ مُوسَى بْنِ
إِنْسٍ قَاضِي الْبَصْرَةِ وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ
الشَّيْخَ ابْنَ أَبِي لَيْلَى فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ
بِالْكُوفَةِ وَحَتَّى بِهِ الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ فَأَجَازَهُ.

وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَأَبُو قَلَابَةَ أَنْ يَشْهَدَ
عَلَى وَصِيَّةٍ حَتَّى يَعْلَمَ مَا فِيهَا لِأَنَّهُ لَا
يَدْرِي لَعَلَّ فِيهَا ظُلْمٌ.

فائدہ: اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ جب اس میں ظلم ہے تو نہیں منع ہے اٹھانا اس کا اس
واسطے کہ حاکم قادر ہے اس کے رد کرنے پر اگر شرع رد کا حکم کرے اور جو اس کے سوائے ہے اس کے ساتھ عمل کیا
جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مانع جہل ہے ساتھ اس چیز کے کہ گواہی دے اور وجہ ظلم کی یہ ہے کہ بہت لوگ
رغبت کرتے ہیں اس کے چھپانے میں اس احتمال کے واسطے کہ نہ مرے پس احتیاط کرتا ہے ساتھ گواہوں کے اور اس

کا حال بدستور پوشیدہ رہتا ہے۔ (فتح)

وَقَدْ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِلَى أَهْلِ خَيْبَرَ إِذَا أَنْ تَدُوا صَاحِبَكُمْ
وَإِنَّمَا أَنْ تُوذُوا بِحَرْبٍ.

اور حضرت ﷺ نے خیبر والوں کو لکھا کہ یا اپنے ساتھی
کی دیت دو اور یا خبردار ہو جاؤ ساتھ لڑائی کے

اور کہا زہری رحمہ اللہ نے بیچ گواہی کے عورت پر پردے
کے پیچھے سے کہ اگر تو اس کو پہچانے تو گواہی دے ورنہ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الشَّهَادَةِ عَلَى الْمَرْأَةِ
مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ إِنْ عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ وَإِلَّا

گواہی نہ دے۔

فَلَا تَشْهَدُ.

فائدہ: اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے کہ اس کو گواہی دینے کے وقت دیکھے بلکہ کفایت کرتا ہے کہ اس کو پہچانے خواہ کسی طریق سے ہو۔

۶۶۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ارادہ کیا کہ روم والوں کی طرف خط لکھیں تو لوگوں نے کہا کہ وہ بے مہر کے خط کو نہیں پڑھتے تو حضرت علیؓ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جیسے کہ میں اس کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں اور اس میں محمد رسول اللہ کھدوایا۔

۶۶۲۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُدْرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قَالُوا إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِصَّةِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِهِ وَنَقَشَهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ.

فائدہ: اور اس باب میں تین حکم ہیں گواہی دینا خط پر اور خط قاضی کا طرف قاضی کی اور شہادت اوپر اقرار کے ساتھ اس چیز کے کہ خط میں ہے اور بخاریؒ کی کاری گری سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک یہ سب جائز ہے بہر حال حکم اول سو کہا ابن بطلال نے کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ نہیں جائز ہے گواہی واسطے گواہ کے جب کہ اس کے خط کو دیکھے مگر جب کہ اس کو یہ گواہی یاد ہو اور اگر اس کو یاد نہ ہو تو نہ گواہی دے اس واسطے کہ جو چاہتا ہے نقش کھود سکتا ہے اور جو چاہتا ہے خط لکھ سکتا ہے اور جائز رکھا ہے مالکؒ نے گواہی کو خط پر اور مخالفت کی ہے مالکؒ نے سب فقہاء کی اور بہر حال حکم ثانی تو اس میں اختلاف ہے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ لکھنا قاضی کا طرف قاضی کی جائز ہے اور مستثنیٰ کیا ہے حنفیہ نے حدود کو اور یہ قول شافعیؒ کا ہے اور حجت بخاریؒ کی حنفیہ پر قوی ہے اس واسطے کہ وہ نہیں ہوا ہے مال مگر بعد ثبوت قتل کے اور جو ذکر کیا ہے اس نے تابعین قاضیوں سے کہ انہوں نے اس کو جائز رکھا ہے ان کی حجت ظاہر ہے حدیث سے اس واسطے کہ حضرت علیؓ نے بادشاہوں کی طرف نامے لکھے اور نہیں منقول ہے کہ کسی کو اپنے خط پر گواہ کیا پھر اجماع ہوا ہے سب فقہاء کا اس پر جو سوار کا مذہب ہے کہ دو گواہوں کا ہونا شرط ہے اس واسطے کہ لوگوں میں فساد داخل ہوا ہے تو احتیاط کے واسطے دو گواہ شرط کیے گئے جو گواہی دیں کہ بے شک یہ فلانے کا خط ہے اس نے ہمارے سامنے لکھا تھا تاکہ لوگوں کی جان اور مال محفوظ رہیں اور بہر حال تیسرا حکم سو اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے جب کہ قاضی اپنے نوشتے پر دو آدمیوں کو گواہ کرے اور ان کو پڑھ کے نہ سنائے کہ اس نے اس میں کیا لکھا ہے سو مالکؒ نے کہا کہ جائز ہے کہ وہ نوشتہ کی گواہی دیں اور شافعیؒ اور ابو

حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے اور حجت ان کی یہ قول اللہ کا ہے ﴿وَمَا شَهِدْنَا لِمَا عَلِمْنَا﴾ اور حجت مالک رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ حاکم جب اقرار کرے کہ وہ اس کا خط ہے تو غرض گواہی دینے سے اس پر یہ ہے کہ قاضی مکتوب الیہ جانے کہ یہ خط قاضی کا ہے طرف اس کی اور البتہ ثابت ہوتی ہے نزدیک قاضی کے لوگوں کے امروں سے جو نہیں واجب ہے کہ اس کو ہر ایک جانے مانند وصیت کی اور مالک رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو جائز رکھا ہے کہ دو شخص گواہی دیں وصیت مہر کی گئی پر اور خط لپیٹنے پر اور حاکم کے واسطے کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں اس کے اقرار پر جو اس خط میں ہے اور حجت اس میں نامے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جو آپ نے عاملوں کی طرف لکھے بغیر اس کے کہ اس کو حامل خط پڑھیں اور وہ شامل ہیں احکام اور سنن پر کہا طحاوی نے استفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جب خط پر مہر نہ کی گئی ہو تو حجت قائم ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ان کی طرف لکھیں اور انگوٹھی تو صرف ان کے کہنے سے بنوائی تھی کہ وہ بے مہر کے خط کو نہیں پڑھتے تو اس نے دلالت کی کہ قاضی کا خط حجت ہے برابر ہے کہ مہر کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو اور اگر قاضی اپنا کوئی خط دیکھے جس میں کوئی حکم ہو اور طلب کرے محکوم کہ اس سے عمل کرنا ساتھ اس کے تو اکثر کا یہ مذہب ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے اس کے کہ حکم کرے یہاں تک کہ واقعہ کو یاد کرے اور بعض نے کہا کہ اگر اس کو یقین ہو کہ وہ اسی کا خط ہے تو جائز ہے اس کے واسطے حکم کرنا اور گواہی دینا اگرچہ اس کو واقعہ یاد نہ ہو اور بعض نے کہا کہ اگر حاکم کے حرز میں ہو تو جائز ہے اور یہ قول زیادہ تر قریب ہے انصاف کے اور کہا ابن مسیر نے کہ نہیں تعرض کیا شارح نے واسطے مقصود باب کے اس واسطے کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا ہے خط پر ساتھ خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف روم کی اور جائز ہے واسطے قائل کے یہ کہ کہے مضمون نامہ کا ان کو بلانا تھا طرف اسلام کی اور یہ امر مشہور ہو چکا تھا واسطے ثابت ہونے معجزے کے اور یقین کرنے کے ساتھ صدق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی ان کو اسلام کی دعوت بالتواتر معلوم ہو چکی تھی پس نہیں لازم کیا ان کو مجرد خط سے اس واسطے کہ خط تو ظن کا فائدہ دیتا ہے اور اسلام میں ظن بالاجماع کفایت نہیں کرتا سو معلوم ہوا کہ خط کے مضمون کا علم ان کو تواتر سے معلوم ہو چکا تھا خط سے پہلے تو یہ خط واسطے یاد دلانے کے تھا۔ (فتح)

بابٌ مَتَى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ
کب لائق ہوتا ہے مرد قاضی بننے کے یعنی کب مستحق ہوتا ہے کہ قاضی بنے

فائدہ: کہا کراہیسی نے بیچ کتاب آداب القضاء کے کہ نہیں جانتا میں درمیان علمائے سلف کے اختلاف اس میں کہ لوگوں کے درمیان قاضی بننے کے لائق وہ مرد ہے جس کا فضل اور صدق اور علم اور تقویٰ ظاہر ہو قرآن کو پڑھنے والا ہو اس کے اکثر احکام کا عالم ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا عالم ہو اور اکثر کا حافظ ہو اور اسی طرح عالم ہو ساتھ اقوال کے اور ان کے اتفاق اور اختلاف کے اور عالم ہو ساتھ اقوال فقہاء تابعین کے پہنچانا ہو صحیح کو ضعیف سے

نوازل (یعنی شان نزول) میں کتاب کی پیروی کرے اگر نہ پائے تو حدیث کے ساتھ عمل کرے اور اگر حدیث میں وہ حکم نہ پائے تو عمل کرے ساتھ اس کے جس پر اصحاب کا اتفاق ہو اور اگر اصحاب کا اختلاف ہو تو جو زیادہ تر موافق ہو ساتھ قرآن کے پھر حدیث کے پھر ساتھ فتویٰ اکثر اکابر اصحاب کے اس کے ساتھ عمل کرے اور ایسا آدی اگرچہ زمین پر پایا نہیں جاتا لیکن واجب ہے کہ طلب کیا جائے ہر زمانے سے وہ شخص جو ان میں اکمل اور افضل ہو کہا مہلب نے نہیں کفایت کرتا قضاء کے مستحق ہونے میں کہ وہ اپنے آپ کو اس کے لائق دیکھے بلکہ لوگ اس کے لائق دیکھیں اور ضروری ہے کہ قاضی عالم عاقل ہو اور نہیں شرط ہے کہ مالدار ہو اور قاضی میں شرط ہے کہ مرد ہو اس پر سب کا اتفاق ہے مگر حنفیہ سے اور مشیٰ کیا ہے انہوں نے حد و کو۔ (فتح)

اور کہا حسن رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ نے کہا ہے حاکموں پر یہ کہ نہ پیروی کریں ہوئے نفس کی اور نہ ڈریں لوگوں سے اور نہ لیں اس کی آیتوں کے بدلے قیمت تھوڑی پھر پڑھی یہ آیت: اے داؤد! ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنایا سو حکم کر لوگوں میں ساتھ حق کے اور نہ پیروی کر خواہش نفس کی سو وہ گمراہ کرے گی تجھ کو اللہ کے راہ سے بے شک جو لوگ کہ گمراہ ہوتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے واسطے سخت عذاب ہے بسبب اس چیز کے کہ بھلایا انہوں نے دن حساب کا اور یہ آیت پڑھی بے شک ہم نے توراہ اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے حکم کرتے ہیں ساتھ اس کے پیغمبر لوگ جو فرمانبردار ہوئے واسطے یہودیوں کے اور اللہ کو ماننے والے لوگ اور عالم اس واسطے کہ نگہبان ٹھہرائے تھے اللہ کی کتاب پر اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے تو یہی لوگ ہیں کافر۔

وَقَالَ الْحَسَنُ أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْحُكَّامِ أَنْ لَا يَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ وَلَا يَخْشَوْا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ثُمَّ قَرَأَ ﴿يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ وَقَرَأَ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتَحْفَظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَخَشَوْنَ اللَّهَ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ ﴿بِمَا اسْتَحْفَظُوا﴾ اسْتَوْدَعُوا ﴿مِنْ كِتَابِ اللَّهِ﴾.

فائدہ: میں کہتا ہوں سو مراد پہلی آیت سے ہے ﴿وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ﴾ اور ماندہ کی آیت سے بقیہ اس چیز کا ذکر کی

اور ان منافی کو امر کہا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ نبی شے سے امر ہے ساتھ ضد اس کی کے سو ہوئے نفس سے جو نبی کی تو اس میں امر ہے ساتھ حکم بالحق کے اور یہ جو کہا کہ لوگوں سے نہ ڈرو تو اس میں حکم ہے ساتھ ڈرنے کے اللہ سے اور اللہ سے ڈرنے کو لازم ہے حکم کرنا ساتھ حق کے اور یہ جو کہا کہ اس کی آیتوں کو نہ بیچو تو اس میں حکم ہے اس کی پیروی کا اور قیمت کو تھوڑا کہا واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ اس کے واسطے وصف لازم ہے بہ نسبت عوض کے کہ وہ مہنگا ہے تمام دنیا سے۔ (فتح)

اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اور یاد کر داؤد اور سلیمان علیہ السلام کو جب کہ دونوں حکم کرتے تھے کہتے ہیں جس وقت چرگئیں اس میں بکریاں قوم کی اور ہم ان کے حکم کے واسطے شاہد تھے سو سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو اور ہر ایک کو دیا ہم نے حکم اور علم سو شکر کیا سلیمان نے اور نہ ملامت ہوئی داؤد علیہ السلام کو اور اگر اللہ ان دونوں کے حال کو ذکر نہ کرتا تو البتہ دیکھا جاتا کہ قاضی ہلاک ہوئے سو بے شک اللہ نے اس کی تعریف کی اس کے علم سے اور معذور رکھا اس کو ساتھ اجتہاد کے۔

وَقَرَأَ ﴿وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَسَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكَلَّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا﴾
فَحَمِدَ سُلَيْمَانَ وَلَمْ يَلْمُ دَاوُدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللَّهُ مِنْ أَمْرِ هَٰذَيْنِ لَرَأَيْتُ أَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوا فَإِنَّهُ آتَى عَلَيَّ هَذَا بِعِلْمِهِ وَعَدَرَ هَذَا بِاجْتِهَادِهِ

فائدہ: یعنی چونکہ پہلی دونوں آیتیں اس کو بغل گیر ہیں کہ جو نہ عمل کرے ساتھ ما انزل اللہ کے وہ کافر ہے پس داخل ہے اس کے عموم میں عام اور خطا کرنے والا سو استدلال کیا اس نے دوسری آیت سے جو کھیتی کے قصے میں ہے کہ یہ وعید خاص ہے ساتھ اس کے جو جان بوجھ کر اس کے ساتھ حکم کرے سو اشارہ کیا کہ اللہ نے اس کی تعریف کی اس کے علم سے یعنی بسبب علم اس کے اور پہچاننے اور سمجھنے اس کے کی وجہ حکم کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قصے کے اس پر کہ جائز ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہ اجتہاد کرے احکام میں اور وحی کا انتظار نہ کرے اس واسطے کہ داؤد علیہ السلام نے اس مسئلے میں قطعاً اجتہاد کیا اس واسطے کہ اگر جی سے حکم کرتے تو اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کو اس کے سمجھنے کے ساتھ خاص نہ کرتا اور کیا پیغمبر سے اجتہاد میں خطا بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ سو جو اس کو جائز رکھتا ہے اس نے اس قصے سے استدلال کیا ہے اور دونوں فریق کا اتفاق ہے کہ اگر پیغمبر اجتہاد میں خطا کرے تو خطا پر برقرار نہیں رہتا اور جس نے منع کیا ہے اجتہاد کرنے سے واسطے پیغمبر کے اس نے کہا کہ نہیں ہے آیت میں دلیل کہ داؤد علیہ السلام نے اجتہاد کیا اور نہ خطا کی بلکہ ظاہر واقعہ کا یہ ہے کہ صرف اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا تھا داؤد علیہ السلام نے اس میں کچھ حکم نہیں کیا تھا اور جو تامل کرے اس قصے میں اس کے واسطے ظاہر ہوگا کہ اختلاف دونوں حکموں میں صرف اولویت میں ہے نہ عمد اور خطا

میں سو حسن رضی اللہ عنہ کے قول کے معنی یہ ہوں گے کہ حمد کی سلیمان علیہ السلام نے یعنی واسطے موافق ہونے اس کے طریق رائج تر کو اور نہ مذمت ہوئی داؤد علیہ السلام کو واسطے اقتضار کرنے ان کے طریق رائج پر اور روایت کی عبدالرزاق نے مسروق سے کہ ان کی کھیتی انگور تھے سو اس میں بکریاں چر گئیں تو حضرت داؤد علیہ السلام نے کھیتی والوں کو بکریاں دلوا دیں پھر وہ سلیمان علیہ السلام پر گزرے اور ان کو واقعہ سے خبر دی تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ نہیں لیکن میں یہ حکم کرتا ہوں کہ کھیتی والے بکریاں لیں اور ان کا دودھ اور پشم اور منفعت لیں اور بکریاں والے کھیتی کو پانی دیا کریں جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جائے تو بکریاں پھیر دیں اور ایک روایت میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے ان کو بکریاں دی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ کھیتی والوں کو معلوم ہوتا ہے جو ہر سال اس سے پیدا ہوتو تو بکری والوں کو جائز ہے کہ بچیں بکریوں کی اولاد سے اور ان سے یہاں تک کہ کھیتی کی قیمت پوری ہو اور بعض نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام نے معلوم کیا تھا کہ جو بکریوں نے نقصان کیا ہے اس کی قیمت مثل اس چیز کی ہے کہ بچنے گا ان کو ان کے دودھ اور اُون (پشم) سے۔ (فتح)

اور کہا مزاحم بن زفر نے کہ ہم سے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پانچ چیزیں ہیں کہ جب چوک گیا قاضی ان میں سے ایک خصلت سے تو ہوگا اس میں عیب وہ پانچ چیزیں یہ ہیں کہ ہو سمجھ دار حلیم بردبار عقیف یعنی حرام سے بچنے والا قوی سخت کھڑا ہونزدیک حق کے اور نہ میل کرے ساتھ ہوا کے عالم بہت سوال کرنے والا علم سے یعنی باوجود رکھنے اپنے علم کے اور عالم سے بھی علم کا تذکرہ کرتا رہا کہ شاید ظاہر نہ ہو اس کے واسطے جو قوی تر ہو اس کے معلوم سے۔

وَقَالَ مُزَاهِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ خَمْسٌ إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِي مِنْهُنَّ خَصْلَةً كَانَتْ فِيهِ وَصْمَةٌ أَنْ يَكُونَ فَهْمًا حَلِيمًا عَقِيفًا صَلِيًّا عَالِمًا سَوَلًا عَنِ الْعِلْمِ

روزی حاکم کی اور جو اس پر عامل ہوں

بَابُ رِزْقِ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا

فائدہ: رزق وہ چیز ہے کہ مرتب کرے اس کو امام بیت المال سے اس کے واسطے جو مسلمانوں کی بھلائیوں کے ساتھ کھڑا ہو اور کہا مطرزی نے کہ رزق وہ چیز ہے کہ نکالے اس کو ہر مہینے میں بیت المال سے اور عطا وہ ہے جو نکالے اس کو ہر سال اور احتمال ہے کہ عاملین کا عطف حاکم پر ہو یعنی اور رزق ان کا جو ان پر عامل ہوں یعنی مقدمات پر اور احتمال ہے کہ یہ جملہ بطور حکایت کے ہو مراد استدلال کرنا ہو اور پر جواز لینے رزق کے ساتھ آیت صدقات کے اور وہ لوگ بھی صدقات کے مستحقین سے ہیں واسطے عطف ان کے کہ فقراء اور مساکین پر بعد قول اللہ تعالیٰ کے انما الصدقات، الخ کہا طبری نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ قاضی کو حکم پر اجرت لینی جائز ہے اس واسطے کہ وہ حکم کے

ساتھ مشغول ہونے کے سبب سے کسب نہیں کر سکتا لیکن سلف کے ایک گروہ نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور باوجود اس کے اس کو حرام نہیں کہا کہا ابوعلی کراہیسی نے کہ نہیں ڈر ہے واسطے قاضی کے یہ کہ لے روزی حکم پر نزدیک تمام اہل علم کے اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں اور یہی قول ہے فقہاء شہروں کا کہ نہیں جاجنا میں درمیان ان کے اختلاف اور نہیں جانتا میں کہ کسی نے اس کو حرام کہا ہو لیکن ایک قوم نے اس کو مکروہ جانا ہے اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ وہ دراصل ثواب کے واسطے ہے اور تاکہ نہ داخل ہو اس میں جو اس کا مستحق نہیں سولوگوں کے مال کو حلال جانے اور بعض نے کہا کہ اگر رزق قضاء پر حلال کی بھت سے ہو تو جائز ہے بالا جماع اور اگر اس میں شبہ ہو تو اولی ترک ہے اور حرام ہے جب کہ بیت المال میں غیر وجہ حلال سے مال جمع کیا جائے جیسے غصب وغیرہ اور اختلاف ہے جب کہ غالب حرام ہو اور بہر حال غیر بیت المال سے سو بیچ جواز لینے سے مدعی اور مدعا علیہ سے اختلاف ہے اور جس نے اس کو جائز رکھا ہے اس نے اس میں کئی شرطیں کی ہیں۔ (فتح)

اور شرح قاضی قضاء پر اجرت لیتے تھے

وَكَانَ شُرَيْحُ الْقَاضِي يَأْخُذُ عَلَيَّ
الْقَضَاءِ أَجْرًا

فائدہ: شرح کوفے کے قاضی تھے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے۔

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کھائے وصی بقدر کام اور محنت

وَقَالَتْ عَائِشَةُ تَأْكُلُ الْوَصِي بِقَدْرِ
عَمَلِهِ

اپنی کے

فائدہ: کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ اگر یتیم کا والی محتاج ہو تو کھائے موافق دستور کے۔

اور کھایا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے

وَآكَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

فائدہ: یعنی بیت المال سے جب کہ خلیفہ ہوئے اور مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوئے اپنے وجہ معاش سے۔

۶۶۲۰۔ حضرت عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

۶۶۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس کی خلافت میں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ

اس سے کہا کہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو لوگوں کے کاموں پر

ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ أَنْ حَوَيْطَبَ بْنَ عَبْدِ الْعَزْزِيِّ

حاکم ہوتا ہے سو جب تجھ کو کام کی اجرت دی جائے تو اس کو

أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ

مکروہ جانتا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا

قَدِمَ عَلَيَّ عَلِيٌّ عُمَرَ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ

کہ کیا ارادہ ہے تیرا اس کی طرف یعنی کیا ہے نہایت قصد تیرا

أَلَمْ أُحَدِّثْ أَنَّكَ تَلِي مِنَ أَعْمَالِ النَّاسِ

ساتھ اس رو کے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس گھوڑے اور

أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيَ الْعُمَّالَةَ كَرِهْتَهَا

غلام ہیں اور میں خیر کے ساتھ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ

فَقُلْتُ بَلَى فَقَالَ عُمَرُ فَمَا تُرِيدُ إِلَى ذَلِكَ

میری کارگزاری مسلمانوں پر صدقہ ہو، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نہ کرنا سو بے شک میں ارادہ کرتا تھا جو تو ارادہ کرتا ہے اور حضرت ﷺ مجھ کو مال دیتے تھے یعنی اس مال سے جس کو امام مصالح میں تقسیم کرتا ہے تو میں کہتا کہ جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو اس کو دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے اور جمع کر اور خیرات کر سو جو تیرے پاس اس مال سے آئے اس طرح پر کہ تو تاک لگانے والا اور مانگنے والا نہ ہو تو اس کو لے اور جو ایسا مال نہ ہو تو اس کے پیچھے اپنی جان کو مت ڈال۔

قُلْتُ إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبَدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ
وَأُرِيدُ أَنْ تَكُونَ عَمَّالِي صَدَقَةً عَلَى
الْمُسْلِمِينَ قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ
أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ
فَأَقُولُ أُعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أُعْطَانِي
مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أُعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ
وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ
وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَإِلَّا
فَلَا تَتَّبِعْهُ نَفْسَكَ.

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو لے، الخ تو یہ امر ارشاد کے واسطے ہے اور حضرت ﷺ نے ارشاد کیا کہ مال کو لے کر خود خیرات کرنا افضل ہے ایثار سے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مالدار ہونے کے بعد صدقہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے اس واسطے کہ نفسوں میں مال کی حرص غالب ہے اور یہ جو فرمایا نہ مانگنے والا تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں نہیں ہے سوال کرنے سے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ بغیر ضرورت کے سوال کرنا حرام ہے اور جو کسب کرنے پر قادر ہو اس کو بھی سوال کرنا حرام ہے صحیح تر قول میں اور بعض نے کہا کہ مباح تین شرطوں سے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے اور لپٹ کر سوال نہ کرے اور مسئول کو ایذا نہ دے سوا اگر ان میں سے ایک شرط موجود نہ ہو تو بالاتفاق حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنی جان کو اس کے پیچھے نہ ڈال یعنی اگر تیرے پاس مال نہ آئے تو اس کو طلب نہ کر بلکہ اس کو چھوڑ دے اور نہیں مراد ہے کہ غیر کو اپنے اوپر مقدم کرنا منع ہے بلکہ اس کو لے کر خود اپنے ہاتھ سے خیرات کرنا زیادہ تر ہے ثواب میں اور اس حدیث میں بیان ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے زہد اور ایثار کا۔ (فتح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت مجھ کو مال دیتے تھے، الخ باقی ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ
بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أُعْطِهِ
أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أُعْطَانِي مَرَّةً مَالًا

فَقُلْتُ أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَمَمَّوْلُهُ
وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ
وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَالًا
فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اسی سبب سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگتے اور نہ پھرتے وہ چیز جو ان کو دی جاتی اور یہ دلالت کرتا ہے اپنے عموم سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نہیں پھرتے تھے اس چیز کو جس میں شبہ ہو مگر جو معلوم ہو کہ محض حرام ہے تو پھرتے تھے اور کہا طبری نے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلیل واضح ہے اس پر کہ جو مشغول ہو ساتھ کسی چیز کے مسلمانوں کے کام سے تو اس کو اپنے اس کام کی اجرت لینا جائز ہے مانند حاکموں اور قاضیوں اور عالموں صدقہ کے اور جو ان کی مانند ہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس کام کی اجرت دی اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قضاء پر اجرت لیتے تھے اور حجت پکڑی ہے ابو عبید نے اس کے جائز ہونے میں ساتھ اس کے جو معین کیا ہے اللہ نے صدقہ کے عالموں کے واسطے اور ٹھہرایا ہے ان کے واسطے اس میں سے حق پس فرمایا ﴿وَالْعَالَمِينَ عَلَيْهَا﴾ واسطے قیام اور سعی ان کی کے بیچ اس کے اور کیا امر بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خذہ و ممولہ وجوب کے واسطے ہے یا ندب کے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر عطیہ بادشاہ کی طرف سے ہو تو حرام ہے یا مکروہ یا مباح اور اگر اس کے غیر سے ہو تو مستحب ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے صحیح یہ ہے کہ اگر حرام غالب ہو تو حرام ہے اور اسی طرح اگر نہ ہو مستحق اس کا اور اگر حرام غالب نہ ہو اور لینے والا مستحق ہو تو مباح ہے اور بعض نے کہا کہ مستحب ہے بادشاہ کے انعام میں سوائے غیر اس کے اور کہا ابن منذر نے کہ حدیث ابن سعدی کی حجت ہے بیچ جواز روزی حاکموں اور قاضیوں کے تمام وجہوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لینا اجرت کا حکومت پر مکروہ ہے ساتھ استغناء کے اگرچہ مال پاک ہے اور اس حدیث میں جواز صدقہ کا ہے قبض کرنے سے پہلے جب کہ صدقہ کرنے والے کے واسطے واجب ہو لیکن قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لے اور صدقہ کر دلالت کرتا ہے صدقہ کرنا تو قبض کرنے کے بعد ہوتا ہے اور وہی صدقہ افضل ہے اس واسطے کہ جو مال کہ ہاتھ میں ہو اس کی زیادہ حرص ہوتی ہے اس چیز سے کہ اس کے ہاتھ میں نہ ہو اور کہا بعض صوفیوں نے کہ اگر بغیر سوال کے مال ملے اور اس کو قبول نہ کرے تو اس کو عقاب ہوتا ہے ساتھ محروم رہنے کے عطا سے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ اس حدیث میں مذمت ہے جھانکنے کی طرف اس چیز کی کہ مالداروں کے پاس ہے اور تاک لگانا طرف اس کی اور لینا ان سے اور یہ حالت مذموم ہے دلالت کرتی ہے اوپر شدت رغبت کرنے کے دنیا میں اور جھکنے کے طرف کشادہ ہونے اس کے کی سوئح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لینے

سے اس صورت مذمومہ میں واسطے قع کرنے نفس کے اور مخالفت کرنے اس کی خواہش کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَضَىٰ وَلَا عَنَ فِي الْمَسْجِدِ
جو حکم کرے اور لعان کرے مسجد میں

فائدہ: اور لعان کرے یعنی حکم کرے ساتھ واقع کرنے لعان کے درمیان بیوی اور خاوند کے پس وہ مجاز ہے اور نہیں

شرط ہے ان کو خود تلقین کرنا۔ (فتح)

وَلَا عَنَ عُمَرُ عِنْدَ مَنبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اور لعان کیا یعنی حکم کیا ساتھ لعان کرنے کے عمر رضی اللہ عنہ نے
پاس منبر حضرت ﷺ کے

فائدہ: اور یہ بڑا تمسک ہے اور پر جائز ہونے لعان کے مسجد میں اور خاص کیا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر کو اس واسطے

کہ ان کی رائے یہ تھی کہ منبر کے پاس قسم کھانے میں بڑی شدید ہے اور اس سے لی جاتی ہے تغلیظ قسم میں ساتھ مکان

کے اور قیاس کیا گیا ہے اس پر زمانہ اس واسطے کہ جس چیز کو قسم کھانے والا مشاہدہ کرے اس کے واسطے تاثیر ہے بیچ

بچنے کے جھوٹ سے۔

اور حکم کیا مردان نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر ساتھ قسم کے

نزدیک منبر حضرت ﷺ کے اور حکم کیا شریح اور شععی اور

یحییٰ نے مسجد میں اور حسن اور زرارہ حکم کرتے تھے رجبہ

میں خارج مسجد سے۔

وَقَضَىٰ شُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَيَحْيَىٰ بْنُ
يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ وَقَضَىٰ مَرْوَانُ عَلِيَّ

زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِينِ عِنْدَ الْمَنبَرِ وَكَانَ

الْحَسَنُ وَزُرَّارَةُ بْنُ أَوْفَى يَقْضِيَانِ فِي

الرَّحْبَةِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ

فائدہ: رجبہ ایک مکان ہوتا ہے مسجد کے دروازے کے آگے مسجد سے جدا نہیں ہوتا مانند لان یا حجرے کی اور اس

میں اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ اس کو مسجد کا حکم ہے پس صحیح ہے اس میں اعتکاف اور جس چیز کے واسطے مسجد شرط

ہے اور اگر رجبہ مسجد سے جدا ہو تو اس کے واسطے حکم مسجد کا نہیں ہے۔ (فتح)

۶۶۳۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دو لعان

کرنے والوں کے پاس موجود تھا اور میں پندرہ برس کا تھا

دونوں کے درمیان تفریق کی گئی۔

۶۶۳۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنِينَ وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ

عَشْرَةِ سَنَةٍ وَفُرِقَ بَيْنَهُمَا.

۶۶۳۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

انصاری مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا

یا حضرت! بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ کسی

۶۶۳۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ

سَهْلِ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ

غیر مرد کو حرام کاری کرتے ہوئے پائے تو کیا اس کو مار ڈالے؟ سودوئوں میں مسجد میں لعان کیا اور میں موجود تھا۔

جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ
فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے کہا ابن بطلان نے کہ ایک گروہ کہا کہ مسجد میں حکم کرنا اور مقدمات کا فیصلہ کرنا مستحب ہے کہا مالک رضی اللہ عنہ نے یہ امر قدیمی ہے اس واسطے کہ ہر آدمی قاضی کی طرف پہنچ سکتا ہے ضعیف بھی اور عورت بھی اور اگر مکان میں ہو تو وہاں لوگ نہیں پہنچ سکتے اس واسطے کہ پردہ پوش ہونا ممکن ہے اور یہی قول ہے احمد رضی اللہ عنہ اور اسحاق رضی اللہ عنہ کا اور مکروہ رکھا ہے اس کو بعض نے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے حکم درمیان مسلمان اور مشرک کے پس داخل ہوگا مشرک مسجد میں اور مشرک کا مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہے لیکن ہمیشہ سے سلف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حکم کرتے رہے ہیں اور کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ بہتر میرے نزدیک یہ ہے کہ غیر مسجد میں قضاء کرے کہا ابن بطلان نے اور حدیث پہل رضی اللہ عنہ کی حجت ہے واسطے جواز کے اگرچہ اولیٰ نگاہ رکھنا مسجد کا ہے اور کہا مالک رضی اللہ عنہ نے کہ اگلے لوگ مسجد کے رجبہ میں بیٹھے تھے اور میں مستحب جانتا ہوں کہ مسجد کے رجبہ میں بیٹھے تاکہ پہنچے اس کی طرف یہودی اور نصرانی اور حائض اور ضعیف اور یہ قریب تر ہے طرف تواضع کی اور کہا ابن منیر نے کہ رجبہ کو مسجد کا حکم ہے مگر یہ کہ اس سے جدا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مسجد سے جدا ہو اور ممکن ہے بیٹھنا قاضی کا اس رجبہ میں جو مسجد کے ساتھ متصل ہو اور مدعی اور مدعا علیہ اس سے باہر کھڑے ہوں اور شاید تابعی مذکور کی یہ رائے تھی کہ رجبہ کو مسجد کا حکم نہیں اگرچہ مسجد کے ساتھ متصل ہو اور شافیہ کو اس میں اختلاف ہے لیکن ان کا اس پر اتفاق ہے کہ جو رجبہ میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح ہے اور اگر قبلہ کی دیوار میں حجرہ ہو تو اس میں تنہا نماز پڑھنا صحیح ہے لیکن جو اس میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى إِذَا
أَتَى عَلَى حَدِّ أَمْرٍ أَنْ يُخْرَجَ مِنَ
الْمَسْجِدِ فَيَقَامَ.

جو حکم کرے مسجد میں یہاں تک کہ جب حد پر آئے اور
حد لازم ہو تو حکم کرے کہ مسجد سے نکالا جائے پھر قائم کی
جائے اس پر حد۔

فائدہ: گویا اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف جو خاص کرتا ہے جواز حکم فی المسجد کو ساتھ اس کے جب کہ نہ ہو وہاں کوئی چیز کہ ایذا پائیں ساتھ اس کے جو مسجد میں ہوں یا واقع ہو ساتھ اس کے مسجد کے واسطے نقص مانند آلودہ ہونے کے۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ أَخْرَجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ
وَيَذْكُرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ

اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس کو مسجد سے نکال دو اور ذکر کیا
جاتا ہے علی رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی

فائدہ: روایت ہے کہ ایک مرد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا حد میں تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو مسجد سے باہر نکالو پھر اس کو حد مارو۔

۶۶۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ مسجد میں تھے سو اس نے حضرت ﷺ کو پکارا اور کہا یا حضرت! بے شک میں نے زنا کیا حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا سو جب اس نے گواہی دی اپنے نفس پر چار بار تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو جنون ہے؟ اس نے کہا نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور پتھروں سے مار ڈالو، کہا ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ نے کہ خبر دی مجھ کو جس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کیا روایت کیا ہے اس کو معمر نے الخ، یعنی مخالفت کی ہے ان تینوں نے عقیل کی صحابی میں کہ اس نے اصل حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ٹھہرایا ہے اور ان تینوں نے تمام حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۶۶۲۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَيَّ نَفْسِهِ أَرْبَعًا قَالَ أَبُكَ جُنُونٌ قَالَ لَا قَالَ أَذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ فِي مَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلِّي رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجْمِ.

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو تو یہی ہے مراد ترجمہ میں لیکن یہ خدشہ سے سالم نہیں اس واسطے کہ سنگسار کرنا قدر زائد کا محتاج ہے جیسا کہ گڑھے کا کھودنا جو مسجد کے لائق نہیں لیکن اس کے ترک سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی حد مسجد میں نہ قائم کی جائے اور شافعی رضی اللہ عنہ اور احمد رضی اللہ عنہ اور اسحاق رضی اللہ عنہ اور کوفی والوں کا یہ مذہب ہے کہ مسجد میں حد قائم کرنا منع ہے اور جائز رکھا ہے اس کو شععی اور ابن ابی لیلی نے اور کہا مالک رضی اللہ عنہ نے کہ تھوڑے کوڑوں کا کوئی ڈرنہیں اور جب حدیں زیادہ ہوں تو چاہیے کہ مسجد سے باہر ہوں کہا ابن بطلال نے کہ جو مسجد کو اس سے دور رکھتا ہے اس کا قول اولیٰ ہے اور ایک حدیث ضعیف میں ہے کہ مسجد میں حد کا قائم کرنا منع ہے اور کہا ابن منیر نے کہ جو قائل ہے کہ میت کو جنازے کے واسطے مسجد میں داخل کرنا مکروہ ہے اس ڈر سے کہ اس سے کوئی چیز نکلے تو اور اولیٰ ہے کہ کہے کہ نہ قائم کیا جائے حد کو مسجد میں اس واسطے کہ نہیں امن ہے اس سے کہ مخلود سے خون نکلے اور لائق ہے کہ قتل بطریق اولیٰ منع ہو۔ (فتح)

نصیحت کرنا امام کا مدعی اور مدعا علیہ کو

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ لِلْخُصُومِ

۶۶۳۴۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی آدمی ہوں اور البتہ تم جھگڑا فیصلہ کروانے آتے ہو میرے پاس اور شاید تم لوگوں میں سے بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے بعض سے سو میں فیصلہ کر دیتا ہوں جیسا کہ اس سے سنتا ہوں سو جس کو میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کے دلا دوں تو وہ شخص نہ لے غیر کے حق کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہوں۔

۶۶۳۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ الْحَنُّ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِي عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مطابقت اس کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔ (فتح)

گواہی جب کہ ہونزدیک حاکم کے بیچ والی ہونے اس کے قضاء کو یا اس سے پہلے مدعی یا مدعا علیہ کے واسطے فائدہ: یعنی کیا حکم کرے اس کے واسطے اس کے خصم پر اپنے اس علم سے یا اس کے واسطے گواہی دے دوسرے حاکم کے نزدیک نہیں جزم کیا اس نے ساتھ حکم کے واسطے قوت خلاف کے مسئلے میں اگرچہ اس کے کلام کا آخر تقاضا کرتا ہے کہ اس کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اس میں اپنے علم سے حکم نہ کرے۔ (فتح)

اور کہا شریح قاضی نے اور حالانکہ ایک آدمی نے اس سے گواہی طلب کی کہا کہ امیر کے پاس جا اور میں تیرے واسطے گواہی دوں گا۔

اور کہا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تو کسی مرد کو حد پر دیکھے زنا ہو یا چوری اور حالانکہ تو سردار ہو تو کہا کہ تیری گواہی ایک مرد مسلمان کے برابر ہے اس نے کہا تو سچا ہے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن میں زیادہ کیا تو میں اپنے ہاتھ سے رجم کی آیت لکھتا اور اقرار کیا ماعز رضی اللہ عنہ نے ساتھ زنا کے

وَقَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلَى حَدِّ زَنًا أَوْ سَرْقَةٍ وَأَنْتَ أَمِيرٌ فَقَالَ شَهَادَتِكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ عُمَرُ لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللَّهِ لَكُنْتُ آيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِي وَأَقْرَأَ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالزَّوْنَا أَرْبَعًا فَأَمَرَ
بِرَجْمِهِ وَلَمْ يُذَكَّرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدَ مَنْ حَضَرَهُ وَقَالَ
حَمَّادٌ إِذَا أَقْرَأَ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ
وَقَالَ الْحَكَمُ أَرْبَعًا.

حضرت ﷺ کے پاس چار بار تو حضرت ﷺ نے حکم
کیا اس کے سنگسار کرنے کا اور نہیں ذکر کیا گیا کہ
حضرت ﷺ نے حاضرین کو گواہ کیا ہو اور کہا حمد نے کہ
جب اقرار کرے ایک بار پاس حاکم کے تو سنگسار کیا
جائے اور کہا حکم نے چار بار اقرار کرے یعنی نہ سنگسار کیا
جائے یہاں تک کہ چار بار اقرار کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور شہادت لی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول عبدالرحمن کے جو اس سے
پہلے ہے اور ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گواہی تھی رجم کی آیت میں کہ وہ قرآن سے ہے سو نہ
لاحق کیا اس کو ساتھ نص قرآن اپنی شہادت سے تھا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا، الخ اور یہ
اشارہ کیا اس طرف کہ یہ سد ذرائع کے واسطے ہے تاکہ نہ پائیں برے حاکم راہ طرف اس کی کہ دعویٰ کریں علم کا جس
کے حق میں کسی چیز کا حکم کرنا چاہیں۔ (فتح)

۶۶۳۵۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے جنگ حنین کے دن فرمایا کہ جس کے واسطے گواہ ہوں کسی
مقتول پر جس کو اس نے قتل کیا تو اس کے اسباب کا مالک
مارنے والا ہے سو میں اٹھا کہ اپنے مقتول پر گواہ تلاش کروں
سو نہ دیکھا میں نے کسی کو جو میری گواہی دے سو میں بیٹھا پھر
میرے واسطے ظاہر ہوا تو میں نے اس کا حال حضرت ﷺ
سے ذکر کیا تو ایک مرد نے حضرت ﷺ کو ہم نشینوں سے کہا
کہ ہتھیار اس مقتول کے جو ذکر کرتا ہے میرے پاس ہیں سو
اس کو میری طرف سے راضی کر دیجیے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ ہرگز نہیں اس کو مت دیجیے چھوٹی سے انگلی کو قریش سے
اور چھوڑے تو شیر کو اللہ کے شیروں سے جو اللہ اور اس کے
رسول کی طرف سے لڑتا ہے کہا سو حضرت ﷺ نے معلوم کر لیا
اور اس کا اسباب مجھ کو دیا تو میں نے اس سے باغ خرید اسو
وہ اول مال تھا جس کو میں نے حاصل اور جمع کیا، کہا عبد اللہ

۶۶۳۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ
سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي
مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
حُنَيْنٍ مَنْ لَهُ بَيْنَةٌ عَلَى قَتِيلٍ فَتَلَّهُ فَلَهُ سَلْبُهُ
فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيْنَةً عَلَى قَتِيلِي فَلَمْ أُرْ
أَحَدًا يَشْهَدُ لِي فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَأَ لِي
فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ سَلَّاحُ
هَذَا الْقَتِيلِ الَّذِي يَذْكُرُ عِنْدِي قَالَ
فَأَرَضَهُ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِيهِ
أَصْبِيغٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدْعُ أَسَدًا مِنْ أَسَدِ
اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ فَأَمَرَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَاهُ

نے لیٹ سے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور اس کا اسباب مجھ کو دیا اور رد کیا بعض نے حجت مذکور کو سو کہا کہ ماعز رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے پاس زنا کا اقرار کیا اور حضرت ﷺ نے اس کو رجم کیا تو نہیں ہے اس میں حجت واسطے حکم کرنے کے اپنے علم سے اس واسطے کہ یہ بات معلوم ہے کہ حضرت ﷺ تنہا نہیں ہوتے تھے بلکہ آپ کے پاس اصحاب بھی ہوتے تھے اور اسی طرح قصہ ابوقادہ رضی اللہ عنہ کا اور کہا ابن مسیر نے کہ ابوقادہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں حجت نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جو معلوم کیا تھا تو خصم سے اقرار سے معلوم کیا تھا پس حکم کیا اور اس کے پس یہ حجت ہے واسطے قضاء بالعلم کے اس چیز میں کہ واقع ہو مجلس کے حکم میں اور کہا جاز والوں نے کہ حاکم نہ حکم کرے اپنے علم سے یعنی بلکہ ضروری ہے لینا دو گواہوں کا جیسا کہ شرع میں حکم ہے برابر ہے کہ گواہ ہوا ہوساتھ اس کے اپنی حکومت میں یا اس سے پہلے اور اگر اقرار کیا اس کے پاس دوسرے خصم نے ساتھ حق کے حکم کے مجلس یعنی کچھری میں تو نہ حکم کیا جائے اس پر بعض کے قول میں یہاں تک کہ بلائے دو گواہ اور ان کو اس کے اقرار پر گواہ کرے اور کہا بعض اہل عراق نے کہ جو سنے یا دیکھے اس کو قضاء کی مجلس میں تو حکم کرے ساتھ اس کے اور جو اس کے غیر میں ہو تو نہ حکم کرے اس میں مگر دو گواہوں سے اور ان میں سے اور لوگوں نے کہا کہ بلکہ حکم کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اس کے پاس امانت رکھی گئی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد گواہی سے معرفت حق کی ہے سو علم اس کا زیادہ ہے گواہی سے اور بعض نے کہا کہ حکم کرے اپنے علم سے مالوں میں اور نہ حکم کرے ان کے غیر میں اور کہا قاسم

إِلَى فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأْتَلْتُهُ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَاهُ إِلَيَّ وَقَالَ أَهْلُ الْحِجَازِ الْحَاكِمُ لَا يَقْضِي بَعْلِمِهِ شَهِدَ بِذَلِكَ فِي وَلايَتِهِ أَوْ قَبْلَهَا وَلَوْ أَقْرَ خَصْمٌ عِنْدَهُ لِأَخْرَجَ بِحَقِّي فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَقْضِي عَلَيْهِ فِي قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتَّى يَدْعُو بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرُهُمَا إِقْرَارَهُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ أَوْ رَأَاهُ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضَى بِهِ وَمَا كَانَ فِي غَيْرِهِ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ وَقَالَ آخَرُونَ مِنْهُمْ بَلْ يَقْضِي بِهِ لِأَنَّهُ مُؤْتَمَنٌ وَإِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ فَعِلْمُهُ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِي بَعْلِمِهِ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضِي فِي غَيْرِهَا وَقَالَ الْقَاسِمُ لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يُمَضِيَ قَضَاءٌ بَعْلِمِهِ دُونَ عِلْمِ غَيْرِهِ مَعَ أَنَّ عِلْمَهُ أَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهِ وَلَكِنَّ فِيهِ تَعَرُّضًا لِتَهْمَةِ نَفْسِهِ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ وَإِنْقَامًا لَهُمْ فِي الظُّنُونِ وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ إِنَّمَا هَذِهِ صَفِيَّةٌ.

نے کہ نہیں لائق ہے حاکم کو کہ حکم کرے اپنے علم سے سوائے علم اپنے غیر کے باوجود اس کے کہ اس کا علم اکثر ہے غیر کی گواہی سے لیکن اس میں تعرض کرنا ہے اپنے نفس کی تہمت کے واسطے نزدیک مسلمانوں کے اور واقع کرنا ہے ان کو بدگمانی میں اور البتہ حضرت ﷺ نے بدگمانی کو برا جانا ہے سو فرمایا یعنی دو انصاری مردوں سے کہ یہ تو صفیہ بنتی النہامی ہے میری بیوی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ قضاء کرے اپنے علم سے برابر ہے کہ گواہ ہوا ہو ساتھ اس کے اپنی حکومت میں یا اس سے پہلے تو یہ قول مالک رحمہ اللہ کا ہے کہا کراہیسی نے نہ قضاء کرے قاضی اپنے علم سے واسطے وجود تہمت کے اس واسطے کہ نہیں امن ہے پر بیہزار پر یہ کہ راہ پائے طرف اس کی تہمت یعنی لوگ تہمت کریں کہ کسی لحاظ سے یا کسی لالچ سے حکم کیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں کسی کو حد پر پاؤں تو اس پر حد نہ قائم کروں یہاں تک کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا گواہ ہو اور جو جائز رکھتا ہے کہ قاضی اپنے علم سے مطلق حکم کرے اس پر لازم آتا ہے کہ اگر قصد کرے طرف مرد مستور کی جس سے کبھی گناہ معلوم نہ ہو یہ کہ اس کو سنگسار کرے اور دعویٰ کرے کہ اس نے اس کو زنا کرتے دیکھا اور یا اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کرائے اور گمان کرے کہ اس نے اس کو طلاق دیتے سنا ہے تو اس کو سنگسار کرنا اور اس کی عورت کو اس سے جدا کرنا جائز ہو اور اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو ہر قاضی جو چاہے گا کرے گا جو اس کا دشمن ہو گا اس کو قتل کرے گا یا کافر کہے گا وغیرہ وغیرہ اور اسی واسطے شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر بد حاکم نہ ہوتے تو میں کہتا کہ قاضی کو جائز ہے اپنے علم سے حکم کرے اور جب کہ اگلے زمانے کا یہ حال ہے تو پھر پچھلے زمانے کا کیا حال ہوگا پس متعین ہوا کہ جڑ سے اکھاڑا جائے مادہ اس بات کا کہ قاضی کو اپنے علم سے حکم کرنا جائز ہے ان پچھلے زمانوں میں اور کہا ابن تین نے کہ جو ذکر کیا گیا ہے عمر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے یہ قول مالک رحمہ اللہ اور اس کے اکثر اصحاب کا ہے اور یہ جو کہا کہ بعض اہل عراق نے، الخ تو یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور جو اس کے تابع ہے اور قول اس کا اور دوسرے لوگوں نے کہا، الخ یہ قول ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اور جو اس کے تابع ہیں اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور قول اس کا وقال بعضہم، الخ یعنی اہل عراق نے یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے۔ (فتح)

۶۶۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْبَسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ

۶۶۳۶۔ حضرت علی بن حسین سے روایت ہے کہ صفیہ بنتی النہامی حضرت ﷺ کی ملاقات کو آئیں یعنی مسجد میں پھر جب پھر میں تو حضرت ﷺ ان کے ساتھ چلتے تو دو انصاری مرد حضرت ﷺ پر گزرے تو حضرت ﷺ نے ان کو بلایا اور

فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہے تو انہوں نے کہا سبحان اللہ آپ کی ذات میں بدگمانی کو کیا دخل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے بدن میں ایسا پھرتا ہے جیسا خون اور روایت کیا ہے اس کو شعیب نے الخ یعنی ان چاروں راویوں نے اس حدیث کو موصول کیا ہے اگرچہ پہلی سند کی صورت مرسل ہے۔

حُمِّي فَلَمَّا رَجَعَتْ انْطَلَقَ مَعَهَا فَمَرَّ بِهِ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَاهُمَا فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةٌ قَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ رَوَاهُ شُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَابْنُ أَبِي عَتِيْقٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور وجہ استدلال کی ساتھ حدیث صفیہ رضی اللہ عنہا کے اس کے واسطے جو منع کرتا ہے حکم کرنے کو ساتھ علم کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے برا جانا کہ شیطان انصاریوں کے دل میں کچھ وسوسہ اور بدگمانی ڈالے سورعایت نفی تہمت کی اپنے اوپر سے باوجود معصوم ہونے کے تقاضا کرتی ہے رعایت نفی تہمت کی اس شخص سے جو حضرت ﷺ کے سوائے ہے۔ (فتح)

بابُ أَمْرِ الْوَالِي إِذَا وَجَّهَ أَمِيرَيْنِ إِلَى مَوْضِعٍ أَنْ يَتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصِبَا

امر حاکم کا جب کہ بھیجے دو امیروں کو ایک جگہ کی طرف یہ کہ ایک دوسرے کی طرف موافقت کریں اور ایک دوسرے کی نافرمانی نہ کریں۔

۶۶۳۷۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے میرے باپ کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن میں حاکم بنا کر بھیجا سو فرمایا کہ لوگوں سے آسانی اور نرمی کرنا اور سخت نہ پکڑنا اور دلاسا دینا اور نہ بھڑکانا اور ایک دوسرے کی موافقت کرنا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری زمین میں شراب بنائی جاتی ہے جس کا نام بیح ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور کہا نصر نے الخ یعنی اس کو موصول کیا ہے۔

۶۶۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْعُقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِي وَمَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُفْرِرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى إِنَّهُ يُضْنَعُ بَارِضْنَا الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَقَالَ النَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَوَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: قول حضرت ﷺ کا ایک دوسرے کی موافقت کرنا اور نہ اختلاف کرنا اس واسطے کہ یہ نوبت پہنچتا ہے طرف اختلاف اتباع کی پس نوبت پہنچائے گا طرف عداوت کی پھر لڑائی کی اور اختلاف کے وقت مرجع اختلاف کا کتاب اور سنت ہے کما قال تعالیٰ: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ﴾ الآية کہا ابن بطلال نے کہ اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اتفاق پر اس واسطے کہ اس میں ثبوت محبت اور الفت کا ہے اور باہم مدد کرنے کا حق پر اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نصب کرنا دو قاضیوں کا ایک شہر میں ایک ایک جانب اور ایک دوسری جانب میں اور حضرت ﷺ نے ہر ایک کو دونوں میں سے یمن کی ایک ایک جانب پر مقرر کیا تھا اور یہی معتقد قول ہے اور احتمال ہے کہ دونوں کو ہر حکم میں شریک کیا ہو اور یہ جو کہا کہ ایک دوسرے سے موافقت کرنا تو یہ محمول ہے اس صورت پر جس میں دونوں کے جمع ہونے کی حاجت پڑے اور اس حدیث میں امر ہے ساتھ آسانی کرنے کے امروں میں اور نرمی کرنے کے ساتھ رعیت کے اور ایمان کو ان کی طرف محبوب کرنا اور شدت نہ کرنا تا کہ ان کے دل نہ بھڑکیں خاص کر جو تازہ اسلام لایا ہو یا حد تکلیف کے قریب ہوا ہولڑکوں سے تا کہ قرار پکڑے ایمان ان کے دل میں اور خوگیر ہوں اس پر اور اسی طرح آدمی اپنے نفس کو تعلیم کرے اور اس میں مشروع ہونا زیارت کا ہے اور اکرام زائر کا ہے اور انفضلیت معاذی ﷺ کی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما پر فقہ میں۔ (فتح)

قبول کرنا حاکم کا دعوت کو

بَابُ إِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ

فائدہ: اصل اس میں عموم حدیث کا ہے اور وارد ہونا وعید کا ترک میں حضرت ﷺ کے قول سے من لہم یجب الدعوة فقد عصی اللہ یعنی جو دعوت قبول نہ کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی کہا علماء نے کہ نہ قبول کرے حاکم دعوت کسی خاص شخص کی سوائے غیر اس کے کے رعیت سے یعنی ایک کی دعوت قبول کرے اور دوسرے کی نہ کرے اس واسطے کہ اس میں دل شکنی ہے جس کی دعوت قبول نہ کرے مگر عذر ہو تو نہ قبول کرے جیسا مثلاً کوئی برا کام دیکھے کہ نہ قبول کیا جائے حکم اس کا طرف دور کرنے اس کے کی۔ (فتح)

اور البتہ قبول کی عثمان رضی اللہ عنہ نے دعوت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ عَبْدًا

کی کہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دعوت کی تھی

لِلْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

۶۶۳۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

۶۶۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ

نے فرمایا کہ چھوڑاؤ قیدی کو اور دعوت کرنے والے کی دعوت

عَنْ سُوَيْبَانَ حَدَّثَنِي مَنصُورٌ عَنْ أَبِي وَأَبِي عَنْ

قبول کرو۔

أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ لَكُمْوَالْعَانِي وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ.

فائدہ: مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہیں لائق ہے قاضی کو کہ دعوت قبول کرے مگر دعوت ولیمہ خاص پھر اگر چاہے تو

کھائے اور چاہے تو نہ کھائے اور نہ کھانا بہتر ہے ہمارے نزدیک اس واسطے کہ اس میں سترائی ہے مگر یہ کہ ہوا اس کے واسطے جو اللہ کے لیے بھائی ہو یا قرابتی ہو۔ (فتح)

عالموں کے ہدیوں اور تحفوں کا بیان

بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ عالموں کے تحفے غلول ہیں یعنی خیانت ہیں۔

۶۶۳۹۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہا خبر دی ہم کو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اسدی مرد تحصیل زکوٰۃ پر حاکم کیا جس کو ابن تمیہ کہا جاتا تھا سو جب آیا تو کہنے لگا کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے نیز سفیان نے کہا کہ منبر پر چڑھے سو اللہ کی حمد اور ثنا بیان کی پھر فرمایا کیا حال ہے اس عامل کا کہ ہم اس کو بھیجتے ہیں سو وہ آتا ہے یعنی زکوٰۃ کا مال لے کر تو کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ میرا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں سو دیکھتا کہ کیا اس کو تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ لائے گا کوئی چیز مگر کہ اس کے ساتھ قیامت کے دن آئے گا اس حال میں کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا اگر اونٹ چرایا ہو گا تو اس کے واسطے آواز ہوگی یا گائے ہوگی تو اس کے واسطے آواز ہوگی یا بکری ہوگی تو اس کے واسطے آواز ہوگی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی خبردار ہو کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچایا یہ تین بار فرمایا کہا سفیان نے بیان کیا اس کو زہری نے اور زیادہ کیا ہے ابو حمید سے کہا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پوچھو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے اس کو میرے ساتھ سنا ہے اور نہیں کہا زہری نے سنا

۶۶۳۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأَتْبِيِّ عَلَى صَدَقَةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيَانُ أَيضًا فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبَعْتَهُ فَيَأْتِي يَقُولُ هَذَا لَكَ وَهَذَا لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَيَنْظُرُ أَيُّهُدَى لَهُ أَمْ لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْتِي بِشَيْءٍ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُورٌ أَوْ شَاةٌ تَعْرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَتِي إِبْطِيهِ أَلَا هَلْ بَلَغَتْ ثَلَاثًا قَالَ سُفْيَانُ قَصَّهُ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ وَزَادَ هَشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَمِيدٍ قَالَ سَمِعَ أَذْنَائِي وَأَبْصَرْتُهُ عَيْنِي وَسَلُّوا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ سَمِعَهُ مَعِي وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ أُذُنِي ﴿خُورًا﴾ صَوْتُ وَالْخُورُ مِنْ ﴿تَجَارُونَ﴾

کَصَوْتُ الْبَقْرَةَ. میرے کان نے خوار کے معنی میں آواز اور جوار ساتھ جیم کے

تجزؤن (کے باب) سے ہے جیسے گائے کی آواز۔

فائدہ: قول حضرت ﷺ کا نہیں لائے گا کوئی چیز یعنی جو اپنے واسطے خاص رکھی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں خیانت کرے گا اس میں کچھ اور یہ روایت مفسر ہے واسطے مراد کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اللہ کا حکم پہنچایا یعنی واسطے بجالانے حکم اللہ کے بلغ اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ قیامت کے دن واقع ہوگی کہ امتوں سے پوچھا جائے گا کہ ان کے پیغمبروں نے ان کو اللہ کا حکم پہنچایا نہیں اور یہ جو کہا میرے کانوں نے سنا یعنی میں اس کو یقیناً جانتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں اور غلوں کے معنی ہیں خیانت کرنا مال غنیمت میں پھر استعمال کیا گیا ہے ہر خیانت میں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں مہم کاموں میں امام خطبہ پڑھے اور استعمال کرنا اما بعد کا خطبے میں اور مشروع ہونا محاسبہ امانت رکھے گئے کا اور منع کرنا عاملوں کا ہدیوں کے قبول کرنے سے ان لوگوں سے جن پر وہ حاکم ہو اور محل اس کا وہ ہے جب کہ امام نے اس کو اجازت نہ دی ہو جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے اور اگر امام اجازت دے تو جائز ہے اور جب یہ لیا جائے تو بیت المال میں ڈالا جائے اور نہ خاص ہو عامل مگر ساتھ اس چیز کے کہ امام اس کی اجازت دے اور احتمال ہے کہ بیت المال میں نہ ڈالا جائے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس سے ہدیہ نہ پھیر دیا جو اس کو تحفہ دیا گیا تھا اور کہا ابن بطلال نے کہ لاحق ہے ساتھ تحفہ عامل کے تحفہ قرض دار کا قرض خواہ کے واسطے لیکن اس کو جائز ہے کہ اس کو قرض میں شمار کرے اور اس میں باطل کرنا ہر طریق کا ہے کہ پہنچے ساتھ اس کے جو مال لیتا ہے طرف محابات ماخوذ منہ کی اور تنہا ہونے کی ساتھ چیز ماخوذ کے کہا ابن نمیر نے کہ اگر پہلے سے تحفہ کی عادت ہو تو جائز ہے لیکن محل اس کا یہ ہے کہ عادت سے زیادہ نہ ہو اور اگر دیکھے کہ کسی نے تاویل میں خطا کی کہ ضرر کرے گی جو اس کو لے گا تو جائز ہے کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اور اس کے ساتھ مغرور ہونے سے ڈرائے اور اس میں جائز ہونا تو بیخ خطی کا اور حاکم کرنا مفضول کا سرداری میں اور امامت میں اور امانت میں باوجود ہونے افضل کے اور اس میں گواہی طلب کرنا راوی اور ناقل کا ہے اس شخص کے قول سے جو اس کے موافق ہوتا کہ سامع کے دل میں خوب جھے۔ (فتح)

بَابُ اسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِي وَاسْتِعْمَالِهِمْ

آزاد غلاموں کو قاضی اور حاکم بنانا یعنی شہروں کی حکومت پر لڑائی کے واسطے ہو یا خراج کے واسطے یا نماز کے واسطے۔

۶۶۴۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سالم ابو

حذیفہ رضی اللہ عنہما کا غلام آزاد پہلے مہاجرین کی اور حضرت ﷺ

کے اصحاب کی مسجد قبا میں امامت کرتا تھا ان میں ابو بکر اور عمر

اور ابوسلمہ اور زید اور عامر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

۶۶۴۰۔ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ

نَافِعًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حَذَيْفَةَ

يَوْمَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ وَأَصْحَابِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ
فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو سَلَمَةَ وَزَيْدٌ
وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ.

فائدہ: اور یہ امامت کرنا اس کا حضرت ﷺ کی ہجرت کرنے سے پہلے تھا اور اس کا سبب یہ ہے کہ سالم رضی اللہ عنہ ان میں قرآن کا زیادہ تر قاری تھا اور اگر کوئی سوال کرے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی پھر ان کو ان لوگوں میں کیوں شمار کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کی ہجرت کرنے کے بعد بھی مساجد قبائیں سالم رضی اللہ عنہ بدستور امامت کرتا رہا ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد قبائیں آتے تھے تو سالم رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے سالم رضی اللہ عنہ کے مقدم کرنے کی جہت سے ہے نماز کی امامت میں اور حالانکہ وہ غلام آزاد ہے آزاد لوگوں پر جو مذکور ہوئے اور جو دین کے امر میں پسند ہو وہ دنیا کے کاموں میں بھی پسند ہوتا ہے پس جائز ہے کہ والی کیا جائے قضاء کا اور سرداری کا حرب پر اور تحصیل خراج پر اور بہر حال امام عظمیٰ یعنی خلافت اور بادشاہی سو وہ قریش کا حق ہے کما تقدم بیانہ پس اس کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ خلیفہ وقت قریش میں سے ہو اور داخل ہے اس باب میں جو مسلم نے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن ابزی کو کئے والوں پر حاکم کیا کسی نے کہا کہ یہ غلام آزاد ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ قرآن کا قاری ہے فرائض کا عالم ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ چند قوموں کو اس قرآن کے ساتھ اونچا کرے گا اور بعض کو نیچا۔ (فتح)

لوگوں کے واسطے چوہدری بنانے کا بیان

بَابُ الْعُرْفَاءِ لِلنَّاسِ

فائدہ: عرفی اس کو کہتے ہیں جو قائم ہو ساتھ کام ایک گروہ آدمیوں کے اور عرفی اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کے حال کو پہنچاتا ہے۔

٦٦٤١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ
حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَمِيهِ
مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي
عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ
وَالْمِسْوَرِ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ أُذِنَ لَهُمُ
الْمُسْلِمُونَ فِي عِتِّي سَنِي هَوَازِنَ إِنِّي لَا

٦٦٣١- حضرت مروان اور مسور سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب کہ مسلمانوں نے قوم ہوازن کی لوٹداریوں کے آزاد کرنے کی اجازت دی کہ میں نہیں جانتا کہ تم لوگوں سے کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی سو پلٹ جاؤ یہاں تک کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھرے اور ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر وہ حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے خبر

دی کہ بے شک لوگ راضی ہوئے لوٹد یوں کے پھیر دینے پر اور اجازت دی۔

أَدْرِي مَنْ أَدِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ
فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرْفَاؤَكُمْ أَمْرَكُمْ
فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاؤُهُمْ فَرَجَعُوا
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا.

فائدہ: نسبت اجازت کی ان کی طرف حقیقی ہے لیکن اس کا سبب مختلف ہے بعض نے تو بلا عوض لوٹد یوں کو چھوڑ دیا تھا اور بعض نے بشرط عوض اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے قائم کرنا چوہدریوں کا اس واسطے کہ یہ ممکن نہیں کہ امام سب کاموں کو اپنے ہاتھ سے کرے سوا اس کو حاجت ہے کہ قائم کرے اس کو جو اس کا مددگار ہوتا کہ کفایت کرے اس کو اس کام میں جس میں اس کو قائم کیا کہا ابن بطلان نے اور امر اور نہی جب سب کی طرف متوجہ ہو تو واقع ہوتا ہے اس میں توکل بعض سے سوا کثرت اوقات واقع ہوتی ہے اس میں تغلیط اور جب ہر قوم پر چوہدری قائم کیا تو نہ گنجائش ہو گی کسی کو مگر ساتھ اس کے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے جائز ہونا حکم کا ساتھ اقرار کے بغیر گواہ کرنے کے اس واسطے کہ چوہدریوں نے ہر فرد پر دو دو گواہ کو قائم نہیں کیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لوگوں نے ان کے پاس اقرار کیا تھا اور حالانکہ وہ امام کے نائب تھے سوا اسی کا یعنی اقرار کا اعتبار کیا گیا اور اس حدیث میں ہے کہ حاکم اپنے حکم کو خود دوسرے حاکم کے پاس لے جائے تو وہ اس کو جاری کرے جب کہ دونوں حاکم ہوں اور جو حدیث میں آیا ہے کہ چوہدری لوگ دوزخ میں ہوں گے تو یہ حدیث اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ غالب چوہدریوں میں ظلم اور نا انصاف کرنا ہے جو نوبت پہنچاتا ہے طرف واقع ہونے کی گناہ میں سو یہ حدیث چوہدری کے قائم کرنے کو منع نہیں کرتی اور کہا طیبی نے کہ یہ جو آیا ہے کہ چوہدری دوزخ میں ہوں گے تو یہ مشعر ہے کہ جو اس میں پڑے اور چوہدری بنے وہ گناہ میں واقع ہونے سے نڈر نہیں جو انجام کار عذاب کی طرف نوبت پہنچاتا ہے پس لائق ہے عاقل کو کہ اس سے ڈرتا رہے تاکہ نہ ڈوبے اس چیز میں کہ اس کو آگ کی طرف پہنچائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چوہدری مقرر کرنا حق ہے تو مراد ساتھ اس کے اصل قائم کرنا ان کا ہے اس واسطے کہ اس کو مصلحت چاہتی ہے کہ امیر کو امداد لینے کے واسطے اس کی حاجت ہوتی ہے اور کفایت کرنا ہے استدلال کے واسطے موجود ہونا ان کا حضرت ﷺ کے زمانے میں کما دل علیہ حدیث الباب۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا
خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ
فائدہ: یعنی اس کے سامنے اس کی تعریف کرے اور پیچھے توہین کرے اور مذمت یعنی یہ دعا بازی اور عہد شکنی ہے۔

۶۶۴۲۔ حضرت محمد سے روایت ہے کہ چند لوگوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں پر داخل ہوتے ہیں سو ہم ان کی تعریف کرتے ہیں بخلاف اس کے کہ ہم کلام کرتے ہیں جب کہ ان کے پاس سے نکلتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم اس کو نفاق شمار کرتے تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہم اپنے سرداروں کے پاس بیٹھتے ہیں تو وہ کسی چیز میں کلام کرتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ حق اس کا غیر ہے یعنی ہم اس کو خلاف حق جانتے ہیں سو ان کی تصدیق کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم اس کو نفاق گنتے تھے سو میں نہیں جانتا کہ تمہارے نزدیک کس طرح ہے روایت کیا ہے اس کو بیہوشی نے۔ (فتح)

۶۶۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں میں بدتر دو منہ والا آدمی ہے آتا ہے ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے اور ان لوگوں کے پاس دوسرے منہ سے یعنی چغل خور یا سامنے کچھ کہے اور پیچھے کچھ کہے۔

باب ہے قضاء کرنے کا غائب پر یعنی مدعی حاضر ہو اور مدعا علیہ حاضر نہ ہو تو اس صورت میں مدعا علیہ پر یک طرفہ ڈگری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۶۶۴۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ عُمَرَ إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلْطَانِنَا فَنَقُولُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا.

۶۶۴۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَوْلَاءَ بِوَجْهِهِ وَهَوْلَاءَ بِوَجْهِهِ.

بَابُ الْقَضَاءِ عَلَى الْغَائِبِ

فائدہ: یعنی آدمیوں کے حقوق میں اور اللہ کے حقوق میں بالاتفاق جائز نہیں یہاں تک کہ اگر قائم ہوں گواہ اوپر غائب کے ساتھ چوری کے مثلاً تو حکم کیا جائے گا ساتھ مال کے سوائے ہاتھ کاٹنے کے کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے مالک رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ اور لیث رضی اللہ عنہ اور ابو عبید رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت نے حکم کرنا غائب پر اور کہا ابن ماجہون نے کہ غائب پر حکم کرنے کا عمل مدینے میں مطلق ہے یہاں تک کہ اگر غائب ہو بعد اس کے کہ متوجہ ہو اس پر حکم تو حکم کیا جائے اور اس کے اور کہا ابن ابی لیلیٰ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ غائب پر حکم کرنا مطلق جائز نہیں اور بہر حال جو گواہ قائم کرنے کے بعد بھاگ جائے یا روپوش ہو جائے تو قاضی تین بار لوگوں میں پکارے سو اگر آئے تو بہتر نہیں تو اس پر ڈگری کی جائے اور نیز جائز رکھا ہے اس کو ابن شبرمہ اور اوزاعی اور اسحاق نے اور یہ ایک روایت امام احمد کی ہے اور ثوری اور شعبی نے منع کیا ہے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن جس کے واسطے وکیل ہو اس پر حکم کرنا جائز ہے بعد دعویٰ کرنے کے اس کے وکیل پر اور جو منع کرتا ہے اس کی حجت یہ حدیث ہے کہ نہ حکم کر جب تک کہ تو دوسرے کا کلام نہ

سنے اور جواب یہ ہے کہ یہ غائب پر حکم کرنے کو منع نہیں کرتا اس واسطے کہ حجت اس کی جب آئے گا قائم ہے سنی جائے گی اور اس کی اپیل منظور ہے اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اگرچہ پہلے حکم کے منسوخ کرنے تک نوبت پہنچے اور حدیث علیؑ کی مساوات خصمین میں محمول ہے حاضرین پر جب کہ سماع ممکن ہو اور اگر غائب ہو تو نہیں منع کرتا حکم کو جیسا کہ انما اور جنون اور حجر اور صغر میں ہے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے شفعہ میں اور حکم کرنے میں اس شخص پر جس کے پاس غائب کا مال ہو کہ لیا جائے اس سے خرچ غائب کی بیوی کا۔ (فتح)

۶۶۴۴۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہند بنی اللہا نے حضرت ﷺ سے کہا کہ بے شک ابوسفیانؓ بخیل مرد ہے سو مجھ کو حاجت ہے کہ اس کے مال میں سے لوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے دستور کے موافق۔

۶۶۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَجِيحٌ فَأُحْتَاجُ أَنْ أَخَذَ مِنْ مَالِهِ قَالَ خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدَكَ بِالْمَعْرُوفِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النفقات میں گزری اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعیؒ اور ایک جماعت نے واسطے جائز ہونے حکم کے غائب پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابوسفیانؓ شہر میں حاضر تھا۔ (فتح)

باب مَنْ قَضَى لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذُهُ فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لَا يُجِلُّ حَرَامًا وَلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا.

جس کے واسطے اس کے بھائی کے حق کا حکم کیا جائے تو وہ اس کو نہ لے اس واسطے کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا حرام کو اور نہ حرام کرتا ہے حلال کو۔

فائدہ: مراد بھائی سے خصم اس کا ہے اس واسطے کہ مسلمان اور ذمی اور معاہد اور مرتد اس حکم میں سب برابر ہیں اور احتمال ہے کہ تخصیص اخوت کی ساتھ ذکر کے ترغیب کے باب سے ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لفظ بھائی کا کہا واسطے رعایت لفظ حدیث کے۔ (فتح)

۶۶۴۵۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھکڑا سنا تو حضرت ﷺ جھکڑنے والوں کی طرف نکلے سو فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں اور میرے پاس مدعی اور مدعا علیہ آتے ہیں اور شاید کہ بعض آدمی بعض سے زیادہ گویا اور خوش تقریر ہوتا ہے سو میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے بظاہر اور حالانکہ وہ باطن میں جھوٹا ہے سو

۶۶۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

میں اس کے واسطے اس کا فیصلہ کر دیتا ہوں سو جس کو میں
دھوکے سے کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو سوائے اس کے کچھ
نہیں کہ وہ ایک ٹکڑا ہے آگ کا سو چاہے اس کو لے چاہے
چھوڑ دے۔

وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةَ بِنَابِ حُجْرَتِهِ
فَفَخَّرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ
يَأْتِيَنِي الْخِصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ
أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي
لَهُ بِذَلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا
هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا.

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں بندہ ہوں یعنی شریک ہوں بندوں کو اصل خلقت میں اگرچہ افضل ہیں ان سے ساتھ ان
فضیلتوں کے کہ خاص کیے گئے ساتھ اس کے اپنی ذات اور صفات میں اور حصر اس جگہ مجازی ہے اس واسطے کہ وہ
خاص ہوتا ہے ساتھ علم باطن کے اور اس کا نام قصر قلب ہے اس واسطے کہ فرمایا ہے اس کو واسطے رد کرنے کے اس شخص
پر جو گمان کرتا ہے کہ جو پیغمبر ہو وہ ہر غیب کو جانتا ہے یہاں تک کہ نہیں پوشیدہ رہتا ہے اس پر مظلوم اور یہ جو فرمایا کہ
وہ آگ کا ٹکڑا ہے یعنی جو چیز کہ میں نے اس کو حسب ظاہر وی اگر باطن میں وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ اس پر حرام ہے
اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں گناہ اس کا جو جھوٹا جھگڑے یہاں تک کہ ظاہر میں کسی چیز کا مستحق ہو اور حالانکہ
وہ باطن میں اس پر حرام ہو اور اس میں ہے کہ جو دعویٰ کرے کسی مال کا اور اس کے واسطے گواہ نہ ہوں اور مدعا علیہ قسم
کھائے اور حکم کرے حاکم ساتھ پاک ہونے حالف کے تو وہ باطن میں بری نہیں ہوتا اور یہ کہ اگر مدعی قائم کرے گواہ
اس کے بعد جو اس کے دعویٰ کے منافی ہوں تو سماعت کی جائے اور باطل ہو جائے گا حکم اور یہ کہ جو حیلہ کرے کسی چیز
باطل کے واسطے کسی وجہ سے یہاں تک کہ ظاہر میں حق ہو جائے اور اس کے واسطے اس کے ساتھ حکم کیا جائے تو نہیں
حلال ہوتا ہے اس کو لینا اس کا باطن میں اور نہیں دور ہوتا ہے اس سے گناہ ساتھ حکم کے اور اس حدیث میں ہے کہ
مجتہد کبھی خطا کرتا ہے پس رو کیا جائے گا ساتھ اس کے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور یہ کہ جب مجتہد
چوک جائے تو اس کو گناہ نہیں ہوتا بلکہ اس کو ثواب ملتا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت اجتہاد سے حکم کرتے تھے
جس چیز میں وحی نہ اتری ہوتی اور خلاف کیا ہے اس میں ایک قوم نے اور یہ صریح ہے ان کے رد میں اور اس حدیث
میں ہے کہ کبھی حضرت ﷺ اجتہاد سے حکم کرتے تھے اور باطن میں امر اس کے برخلاف ہوتا تھا لیکن اگر ایسا واقعہ ہوا
تو حضرت ﷺ اس پر برقرار نہیں رہے واسطے ثابت ہونے عصمت کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کے دلائل سے
ہے یہ حدیث کہ مجھ کو حکم ہوا لڑنے کا لوگوں سے یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کہیں، الخ سو جو زبان سے کلمہ شہادت
پڑھے اس کے اسلام کے ساتھ حکم کیا جائے گا اگرچہ باطن میں اس کے برخلاف اعتقاد رکھتا ہے اور حکمت اس میں
باد جو اس کے کہ حضرت ﷺ کو ہر جھگڑے میں وحی سے اطلاع ہونا ممکن ہے یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ شرع

بیان کرنے والے تھے تو حکم کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ مشروع ہے واسطے مکلفین کے اور اعتماد کریں اس پر حاکم لوگ بعد آپ کے اسی واسطے فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں یعنی حکم میں ساتھ مثل اس چیز کے کہ تکلیف دی گئی ان کو ساتھ اس کے اور اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ قصے زمعہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی کے بیٹے کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ بیٹے کے واسطے عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کے اور لاحق کیا اس کو ساتھ زمعہ کے پھر جب اس کی مشابہت عقبہ کے ساتھ دیکھی تو حکم کیا سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہ اس سے پردہ کرے واسطے احتیاط کے سو اشارہ کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا زمعہ کی لونڈی کے لڑکے کے حق میں ساتھ ظاہر کے اگرچہ وہ نفس الامر میں زمعہ کا نہ تھا اور نہیں نام رکھا جاتا اس کا خطا اجتہاد میں کہا طحاوی نے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ حکم ساتھ مالک کرنے مال کے یا دور کرنے ملک کے یا ثابت کرنے نکاح کے یا فرقت کے اور مانند اس کے کی اگر ہو باطن میں جیسے ظاہر میں ہے تو جاری ہوتا ہے جو اس نے حکم کیا اور اگر ہو باطن میں برخلاف اس چیز کے کہ تکیہ کیا ہے حاکم نے طرف اس کی گواہی سے یا غیر اس کے سے تو نہ ہو گا وہ حکم واجب کرنے والا تملیک کو اور نہ اڑانے کو اور نہ نکاح اور نہ طلاق کو اور نہ غیر اس کے کو اور یہ قول جمہور کا ہے اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے ساتھ ہے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ اگر حکم مال میں ہو اور ہو باطن میں برخلاف اس کے کہ تکیہ کیا ہے طرف اس کی حاکم نے ظاہر سے تو نہ ہو گا یہ موجب اس کے حلال ہونے کا واسطے محکوم لہ کے اور اگر نکاح اور طلاق ہیں تو وہ ظاہر باطن جاری ہوتا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے باب کی حدیث کو اپنے مورد پر اور وہ مال ہے یعنی مال میں حکم حاکم کا باطن میں جاری نہیں ہوتا اور اس کے سوائے اور چیز میں جاری ہو جاتا ہے پس حاکم کے حکم سے وہ چیز ظاہر باطن ہیں اس کے واسطے حلال ہو جاتی ہے اور حجت حدیث سے ظاہر ہے یعنی حدیث عام ہے شامل ہے اموال کو اور عقود کو اور فسوخ کو اور اسی واسطے کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں فرق ہے اس میں کہ دعویٰ کرے بیگانی عورت پر کہ وہ اس کی بیوی ہے اور اس پر جھوٹے گواہ قائم کرے اور درمیان اس کے کہ کسی آزاد مرد پر دعویٰ کرے کہ اس کا غلام ہے اور اس پر جھوٹے گواہ قائم کرے اور حالانکہ اس کو معلوم ہو کہ وہ آزاد ہے سو اگر حاکم اس کو اس کا غلام بنا دے تو اس کے واسطے بالا جماع حلال نہیں کہ اس کو اپنا غلام بنائے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ کہنا کہ حکم حاکم کا ظاہر اور باطن کو حلال کر دیتا ہے مخالف ہے اس حدیث صحیح کو اور اجماع کو جو اس کے قائل سے سابق ہے اور اس قاعدے کو جس پر سب کا اتفاق ہے اور قائل مذکور بھی ان کے موافق ہے کہ شرم گاہ اولیٰ ہے ساتھ احتیاط کے اموال سے اور حجت پکڑی ہے قائل مذکور نے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے شاهدک زواجک اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے کہ حاکم نہ حکم کرے اپنے علم سے ساتھ دلیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں انما اقضی الخ اور اس میں رد ہے اس پر جو حکم کرتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس کے دل میں بغیر

سند امر خارجی کے گواہ وغیرہ سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ گواہ متصل قوی تر ہے گواہ منفصل سے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس امر میں اعلیٰ ہیں سب سے مطلق اور باوجود اس کے حضرت ﷺ کی اس حدیث نے دلالت کی اس پر کہ وہ عام کاموں میں صرف ظاہر میں حکم کرتے ہیں سواگر مدعا صحیح ہو تو حضرت ﷺ زیادہ تر لائق تھے ساتھ اس کے سو بے شک حضرت ﷺ نے معلوم کروایا کہ جاری کیا جائے احکام کو ظاہر پر اگرچہ ممکن تھا کہ اللہ آپ کو ہر مقدمے میں وحی کے ذریعہ سے اطلاع دے دے اور اس کا سبب یہ ہے کہ تشریح احکام کی واقع ہے حضرت ﷺ کے ہاتھ پر سو گیا کہ ارادہ کیا حضرت ﷺ نے تعلیم حکام کا جو آپ کے سوائے ہیں کہ اس پر اعتماد کریں ہاں اگر گواہی دیں گواہ مثلاً برخلاف اس کے کہ معلوم ہو حضرت ﷺ کو جس سے ساتھ مشاہدے کے یا یقین سے ساتھ سماع کے یا گمان راجح کے تو نہیں جائز ہے حضرت ﷺ کے واسطے کہ گواہوں کے موافق حکم کریں اور نقل کیا ہے اس پر بعض نے اتفاق اور نیز حدیث میں نصیحت کرنا امام کا ہے مدعی اور مدعا علیہ کو تاکہ اعتماد کریں حق پر اور عمل کرنا ساتھ نظر راجح کے اور بنا کرنا حکم کا اور اس کے اور یہ امر اجماعی ہے مفتی اور حاکم کے واسطے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۶۶۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ زمعه کی لوٹھی کا بیٹا میرا ہے اور میرے نطفے سے سوا اپنے قبضے میں کر لینا جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اس کو سعد نے لیا اور کہا کہ میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی تو عبد زمعه کا بیٹا اس کی طرف اٹھا سو اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لوٹھی کا بیٹا اس کے بستر پر پیدا ہوا دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے گئے تو سعد نے کہا یا حضرت! میرے بھائی کا بیٹا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کی وصیت کی تھی اور عبد بن زمعه نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لوٹھی کا بیٹا اس کے بستر پر پیدا ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زمعه! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والا محروم ہے یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو یا ملکیت سے پھر حضرت ﷺ نے سودہ رضی اللہ عنہا اپنی بیوی سے فرمایا کہ اس

۶۶۴۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عْتَبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهْدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَوَلِيدَةَ زَمْعَةَ مَنِيٍّ فَأَقْبَضَهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أُخِي قَدْ كَانَ عَهْدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أُخِي وَأَبْنُ وَوَلِيدَةَ أَبِي وَوَلَدَ عَلِيٍّ فَرَأَيْتَهُ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أُخِي كَانَ عَهْدَ إِلَيَّ فِيهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أُخِي وَأَبْنُ وَوَلِيدَةَ أَبِي وَوَلَدَ عَلِيٍّ فَرَأَيْتَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ

سے پردہ کر اس واسطے کہ اس کو عتبہ کے مشابہہ دیکھا تو اس نے سوہہ پٹی لٹھا۔ کو نہ دیکھا یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

حکم کرنا بیچ کنویں کے اور مانند اس کی کے

۶۶۴۷- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہیں قسم کھاتا کوئی کسی چیز پر بندگی گئی پر کہ مال چھین لے اور حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہو مگر کہ ملے گا اللہ سے اور اللہ اس سے غضبناک ہوگا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں آخر آیت تک سوا شعث اور عبداللہ ان سے حدیث بیان کرتے تھے تو اس نے کہا کہ یہ آیت میرے اور ایک مرد کے حق میں اتری میں نے اس سے کنویں میں جھگڑا کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے کہا نہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سو وہ قسم کھائے میں نے کہا اب وہ قسم کھائے گا سو یہ آیت اتری کہ بے شک جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والند و در میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث حجت ہے اس میں کہ حکم حاکم کا ظاہر میں نہیں حلال کرتا حرام کو اور نہیں مباح کرتا حرام کو اس واسطے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی امت کو ڈرایا اس شخص کے عذاب سے جو جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال چھین لے اور آیت مذکورہ سخت وعید ہے جو قرآن میں آئی ہے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو حیلہ کرے اپنے بھائی پر اور وجہ باطل سے اس کے حق سے کچھ چیز لے تو وہ اس کے واسطے حلال نہیں

حکم کرنا بیچ تھوڑے اور بہت مال کے برابر ہے

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَالِدُ لِلْفَرَّاشِ وَاللِّعَاطِرِ الْحَجَرِ ثُمَّ قَالَ لِسُودَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اُحْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بَعْتَبَةَ فَمَا رَأَاهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى.

بَابُ الْحُكْمِ فِي الْبَيْرِ وَنَحْوِهَا

۶۶۴۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْطَعُ مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ الْآيَةَ فَجَاءَ الْأَشْعَثُ وَعَبْدُ اللَّهِ يُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ فِي نَزَلَتْ وَفِي رَجُلٍ خَاصَمْتُهُ فِي بَيْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكِ بَيْنَهُ قُلْتُ لَا قَالَ فَلْيَحْلِفْ قُلْتُ إِذَا يَحْلِفُ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ﴾ الْآيَةَ.

واسطے سخت ہونے گناہ کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْقَضَاءِ فِي قَلِيلِ الْمَالِ وَكَثِيرِهِ

سَوَاءٌ

فائدہ: کہا ابن نمیر نے کہ شاید خوف کیا بخاری رضی اللہ عنہ نے آفت تخصیص کے سے پہلے ترجمہ میں سو ترجمہ باندھا ساتھ

اس کے کہ حکم کرنا عام ہے ہر چیز میں تھوڑی ہو یا بہت۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ شِبْرَمَةَ الْقَضَاءُ
فِي قَلِيلِ الْمَالِ وَكَثِيرِهِ سَوَاءٌ

یعنی اور کہا ابن شبرمہ نے کہ حکم کرنا تھوڑے اور بہت
مال میں برابر ہے

۶۶۴۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جھگڑے کی آواز سنی اپنے دروازے کے پاس سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان پر نکلے سو فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں اور میرے پاس مدعی اور اور مدعا علیہ آتے ہیں سو شاید کہ بعض بعض سے زیادہ خوش تقریر ہوتا ہے میں اس کا اس کے واسطے حکم کرتا ہوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے سو میں جس کو کسی مسلمان کا حق دے دوں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے سو چاہے تو لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

۶۶۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ
زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ
سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ جَلَبَةً خِصَامٍ عِنْدَ بَابِهِ فَخَرَجَ
عَلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي
الْخِصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضًا أَنْ يَكُونَ أُبْلَغَ مِنْ
بَعْضٍ أَقْضَى لَهُ بِذَلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّ
صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتَ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا
هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا.

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ جس کو میں کسی مسلمان کا حق دے دوں اور وہ عام ہے شامل ہے تھوڑے اور بہت مال کو اور شاید کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس ترجمے کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو قائم ہے کہ جائز ہے واسطے قاضی کے کہ نائب بنائے بعض کو جس کو چاہے کرے بعض امروں میں سوائے بعض کے بحسب قوت اس کی معرفت کے اور جاری ہونے اس کے کلمے کے بیچ اس کے اور یہ منقول ہے بعض مالکیوں سے یا اس پر جو قائم ہے کہ نہیں واجب ہے قسم مگر قدر معین میں مال سے اور نہیں واجب ہے حقیر چیز میں یا اس پر قاضیوں سے جو نہیں حکم کرتا حقیر چیز میں بلکہ جب اس کی طرف اس کا مقدمہ لے جائیں تو اس کو رد کر دے اور یہ ایک قسم ہے تکبر سے اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ مراد بخاری رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ
وَصِيَاغَهُمْ

بیچنا امام کا لوگوں پر ان کے مال اور صیاع کو

فائدہ: منسوب کیا بیع کو طرف امام کی تاکہ اشارہ کرے کہ یہ واقع ہوتا ہے بیوقوف کے مال میں یا غائب کے قرض ادا کرنے میں یا جو بازار ہے یا سوائے اس کے تاکہ تحقیق ہو کہ جائز ہے امام کو تصرف کرنا بیع عقود و مال کے فی الجملہ۔ (فتح)

اور البتہ حضرت ﷺ نے نعیم کے مدبر غلام کو بیچا

وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُدَبِّرًا مِنْ نَعِيمِ بْنِ النَّحَّامِ

فائدہ: ذکر کیا ترجمہ میں ضیاع کو اور نہیں ذکر کیا حدیث میں مگر غلام کا بیچنا تو گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف
قیاس عقار کی حیوان پر۔

۶۶۴۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو
خبر پہنچی کہ ایک مرد نے آپ کے اصحاب سے غلام کو مدبر کیا
ہے یعنی تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے کہ اس کے سوائے
اس کے پاس کچھ مال نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو آٹھ سو
درہم سے بیچا پھر اس کی قیمت اس کو بھیجی۔

۶۶۴۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
بَشِيرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ
كَهْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ بَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ
لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرَهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِ مِائَةٍ
دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمِينِهِ إِلَيْهِ.

فائدہ: کہا مہلب نے کہ امام لوگوں کے مال کو اس وقت بیچے جب کہ ان سے ان کے مال میں بے عقلی دیکھے اور
بہر حال جو بے عقل نہ ہو اس کے مال سے کوئی چیز نہ بیچے مگر اس حق میں کہ اس پر ہو اور ادا کرنے سے باز رہے اور یہ
ٹھیک ہے لیکن قصد مدبر کا اس پر رد کرتا ہے اور البتہ جواب دیا ہے اس سے کہ مدبر کے سوا اس کے پاس اور کوئی مال
نہ تھا اور دیکھا کہ اس نے اپنا سب مال خرچ کر ڈالا اور تعرض کیا واسطے ہلاکت کے تو اس کے فعل کو توڑ ڈالا۔ (فتح)
بَابُ مَنْ لَمْ يَكْتَرِبْ بَطْعَنَ مَنْ لَا يَعْلَمُ
فائدہ: کہا مہلب نے کہ اس باب کے معنی یہ ہیں کہ طاعن جب نہ جانتا ہو حال مطعون علیہ کا سوا اس پر عیب کرے
جو اس میں نہیں تو نہ اعتبار کیا جائے اس طعن کا اور نہ عمل کیا جائے ساتھ اس کے اور قید کیا ہے اس کو ترجمہ میں ساتھ
اس کے جو نہ جانتا ہو واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ جو علم سے طعن کرے اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اگر
طعن کرے ساتھ امر محتمل کے تو ہوگا یہ راجع طرف رائے امام کے چاہے قبول کرے چاہے نہ کرے اور اسی پر اتارا
گیا ہے فعل عمر رضی اللہ عنہ کا ساتھ سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اس کو معزول کیا باوجود بری ہونے اس کے اس چیز سے کہ
عیب کیا اس کو اہل کوفہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نہ معلوم کیا سعد رضی اللہ عنہ کے عیب سے جو حضرت ﷺ نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے
معلوم کیا یعنی سو ہوا سبب اس کے معزول کرنے کا اور کہا ابن نمیر نے کہ یقین کیا حضرت ﷺ نے ساتھ سلامتی
عاقب کے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں سو نہ التفات کیا طرف طعن طاعن کی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے احتیاط کی راہ

اختیار کی واسطے نہ ہونے یقین کے۔ (فتح)

۶۶۵۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اس پر سردار کیا سوطن کیا گیا اس کی سرداری میں یعنی غلام آزاد ہے اس کو کیوں سردار کیا؟ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم طعنہ دیتے ہو اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس سے پہلے اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعنہ دیتے تھے اور قسم ہے اللہ کی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری کے لائق تھا اور بے شک وہ سب لوگوں سے مجھ کو زیادہ تر پیارا تھا اور البتہ یہ اُسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیارا ہے۔

۶۶۵۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعِنَ فِي إِمَارَتِهِ وَقَالَ إِنْ تَطَعْنُوا فِي إِمَارَتِهِ لَقَدْ كُنْتُمْ تَطَعُونُ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَأَيُّمُ اللَّهُ إِنْ كَانَ لَخَلِيفًا لِلْإِمْرَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنَ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنَ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

فائدہ: اور تقدیر یہ ہے کہ اگر تم نے طعن کیا ہے اس کی سرداری میں تو تم اس سے گنہگار ہوئے اس واسطے کہ تمہارے طعن حق نہیں جیسا کہ تم اس کے باپ کی سرداری میں طعن کرتے تھے اور حالانکہ ظاہر ہوا کافی ہونا اور لائق ہونا اس کا واسطے سرداری کے اور یہ کہ وہ سرداری کا مستحق تھا اور تمہارے طعن کی کوئی دلیل نہ تھی اس واسطے نہیں اعتبار ہے تمہارے طعن کا اس کے بیٹے کی سرداری میں اور نہیں ہے کوئی پرواہ تمہارے طعن کی اور بعض نے کہا طعن اس واسطے کیا تھا کہ زید رضی اللہ عنہ غلام آزاد تھے۔ (فتح)

باب ہے الالذ الخضم کا اور اس کے معنی ہیں ہمیشہ جھگڑنے والا بڑا لڑاکا اور لدا کے معنی ہیں ٹیڑھے یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَتَنْذِرُ بِهِ قَوْمًا لُدًّا﴾

بَابُ الْإِلْدِ الْخَضْمِ وَهُوَ اللَّذَائِمُ فِي الْخُصُومَةِ ﴿لُدًّا﴾ عَوْجًا

فائدہ: اور حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت جھگڑالو اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ جو حق سے ٹیڑھا ہو گویا اس نے نہ سنا۔

۶۶۵۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب لوگوں میں سے زیادہ تر دشمن بڑا لڑاکا جھگڑالو ہے۔

۶۶۵۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مَلِكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْغَضُ
الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلْدُ النَّحِصُ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ ابغض سے مراد یہاں کافر ہے سو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر دشمن کافر لوگ ہیں جو عناد رکھتے ہیں یا ابغض جھگڑا اور مراد ہیں میں کہتا ہوں دوسرا احتمال معتمد ہے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ کافر ہو یا مسلمان سوا اگر کافر ہو تو صیغہ افعل التفضیل کا اس کے حق میں اپنی حقیقت پر ہے عموم میں اور اگر مسلمان ہو تو سب بغض کا یہ ہے کہ بہت جھگڑنا نوبت پہنچاتا ہے غالباً طرف اس چیز کی کہ اس سے اس کے صاحب کی مذمت کی جائے یا خاص ہوگا مسلمانوں کے حق میں ساتھ اس شخص کے جو جھگڑے باطل میں اور شاہد ہے اول کے واسطے یہ حدیث کہ کفایت کرتا ہے تجھ کو یہ گناہ کہ تو ہمیشہ جھگڑنے والا روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ سند ضعیف کے اور وارد ہوئی ہے ترغیب صحیح ترک کرنے جھگڑے کے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں ضامن ہوں ایک گھر کا درمیان بہشت کے اس کے واسطے جو جھگڑا چھوڑ دے اگر چہ حق پر ہو۔ (فتح)

بابُ إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بَجْورًا
خِلَافِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ

جب حاکم حکم کرے ساتھ ظلم کے یا خلاف اہل علم کے تو وہ رد ہے یعنی مردود ہے

۶۶۵۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو قوم بنی جذیمہ کی طرف بھیجا سو وہ بخوبی یہ بات نہ کر سکے کہ ہم اسلام لائے سو انہوں نے یوں کہا کہ ہم بے دین ہوئے سو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کا قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہر ایک مسلمان کو ایک قیدی دیا اور ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے قیدی کو قتل کرے تو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ کوئی میرا ساتھی اپنے قیدی کو قتل کرے پھر جب ہم پلٹے تو یہ حال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ الہی! میں تیرے سامنے بیزار ی ظاہر کرتا ہوں خالد رضی اللہ عنہ کے کام سے جو اس نے کیا یہ دو بار فرمایا یعنی میں اس میں شریک نہیں۔

۶۶۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ
ابْنِ عَمْرِو بْنِ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَالِدًا ح وَحَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ نَعِيمُ بْنُ
حَمَادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى
بَنِي جَدِيمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا
فَقَالُوا صَبَأْنَا صَبَأَنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ
وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِّنَا أَسِيرَةً فَأَمَرَ
كُلَّ رَجُلٍ مِّنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَسِيرَهُ فَقُلْتُ وَاللَّهِ
لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ
أَصْحَابِي أَسِيرَهُ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ
مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ الہی! میں تیرے سامنے بیزار ی ظاہر کرتا ہوں خالد بنی اللہ کے کام سے یعنی قتل کرنے خالد بنی اللہ کے سے ان لوگوں کو جنہوں نے کہا تھا کہ ہم بے دین ہوئے پہلے اس سے کہ ان کا مطلب بوجھے کہ اس کہنے سے ان کی کیا مراد تھی؟ اور اس میں اشارہ ہے طرف تصویب فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اس کے ساتھیوں کے کہ انہوں نے خالد بنی اللہ کی متابعت نہ کی ان کے قتل کرنے میں جن کے قتل کرنے کا اس نے حکم کیا کہا خطابی نے کہ حضرت ﷺ جو خالد بنی اللہ کے فعل سے بیزار ہوئے باوجود اس کے کہ اس کو اس پر سزا نہ دی اس واسطے کہ وہ مجتہد تھے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ تاکہ پہچانا جائے کہ حضرت ﷺ نے خالد بنی اللہ کو اس کی اجازت نہیں دی تھی واسطے اس خوف کے کہ کوئی اعتقاد کرے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی تھی اور تاکہ اور کوئی ایسا کام نہ کرے اور کہا ابن بطلان نے کہ گناہ اگر چہ ساقط ہے مجتہد سے حکم میں جب کہ ظاہر ہو جائے کہ وہ برخلاف جماعت اہل علم کے ہے لیکن ضمان یعنی اس کا بدلہ لازم ہے واسطے مخطی کے نزدیک اکثر کے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ ضمان حاکم کے عاقلہ پر ہے یا بیت المال میں اور ظاہر یہ ہے کہ فعل سے بری ہونا نہیں مستزم ہے اس کو کہ اس کا فاعل گنہگار ہو اور نہ یہ کہ اس کو چنی لازم ہے اس واسطے کہ مخطی کا گناہ مرفوع ہے اگرچہ اس کا فعل خوب نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْإِمَامِ يَأْتِي قَوْمًا فَيُصَلِّحُ بَيْنَهُمْ
امام کسی قوم کے پاس آئے اور ان کے درمیان صلح

کروائے

۶۶۵۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی عمرو کے درمیان لڑائی ہوئی یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو حضرت ﷺ ظہر کی نماز پڑھ کے ان کے پاس گئے تاکہ ان کے درمیان صلح کروادیں سو فرمایا کہ اے بلال! اگر نماز کا وقت آئے اور میں نہ آؤں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرنا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور تکبیر کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ امام بنے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں تھے سو حضرت ﷺ لوگوں کو چیر کر آگے بڑھے اگلی صف میں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے

۶۶۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادٌ
حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ
سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي
عَمْرٍو فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَنَاهُمْ يُصَلِّحُ
بَيْنَهُمْ فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَأَذَنَ
بِلَالٌ وَأَقَامَ وَأَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَاءَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ فِي
الصَّلَاةِ فَشَقَّ النَّاسَ حَتَّى قَامَ خَلْفَ أَبِي

متصل تھی یہاں تک کہ نیت کر کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور لوگوں نے تالی بجائی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب نماز میں داخل ہوتے تو کسی کی طرف نہ دیکھتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوتے پھر جب دیکھا کہ تالی اس پر بند نہیں ہوتی تو مڑ کر نظر کی تو حضرت رضی اللہ عنہم کو اپنے پیچھے دیکھا اور حضرت رضی اللہ عنہم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اشارہ کیا کہ وہیں ٹھہرے رہو اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اس طرح پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر اللہ کا شکر ادا کیا کہ حضرت رضی اللہ عنہم نے مجھ کو امامت کرنے کو فرمایا پھر پیچھے بٹے بغیر اس کے کہ قبلے کی طرف منہ پھیریں پھر حضرت رضی اللہ عنہم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا اے ابو بکر! کس چیز نے تجھ کو منع کیا وہیں کھڑے رہنے سے جب کہ میں نے تجھ کو اشارہ کیا؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن قنفذہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہم کے آگے امام بنے اور لوگوں سے فرمایا کہ جب تم کو نماز میں کوئی ضرورت ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبر دار کرنا پڑے تو چاہیے کہ مرد بلند آواز سے سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں کہا ابو عبد اللہ بخاری رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں کہا یہ صرف کسی نے سوائے حماد کے اے بلال! ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرنا۔

بَكَرٍ فَتَقَدَّمَ فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ قَالَ وَصَفَحَ الْقَوْمَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْرُغَ فَلَمَّا رَأَى التَّصْفِيحَ لَا يُمْسِكُ عَلَيْهِ النَّفْتِ فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ أَنْ امْضِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَلَبَّثَ أَبُو بَكْرٍ هُنَيْئًا يَحْمَدُ اللَّهُ عَلَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرَى فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ إِذْ أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ لَا تَكُونَ مَضِيئًا قَالَ لَمْ يَكُنْ لِأَبِي أَبِي فَحَاقَفَةً أَنْ يَوْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِلْقَوْمِ إِذَا رَأَيْتُمْ أَمْرًا فَلْيَسْبِحِ الرِّجَالَ وَلْيَصْفَحِ النِّسَاءُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَقُلْ هَذَا الْحَرْفَ غَيْرُ حَمَادٍ يَا بِلَالُ مَرُّ أَبَا بَكْرٍ.

فائدہ: ابن ابی قنفذہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تواضع کی راہ سے اپنا نام نہ لیا کہا ابن مزیر نے فقہ ترجمہ کی تنبیہ کرنا ہے اوپر جواز مباشرت حاکم کے صلح کو درمیان مدعی اور مدعا علیہ کے اور نہیں شمار کی جاتی ہے یہ تصحیف حکم میں اور یہ کہ جائز ہے جانا حاکم کو مدعی اور مدعا علیہ کی جگہ میں واسطے فیصل کرنے جھگڑنے کے درمیان ان کے یا واسطے بڑے ہونے جھگڑے کے اور یا اس واسطے تاکہ کھولیں اس چیز کو کہ نہیں معلوم ہو سکتی ہے مگر معائنہ سے اور نہیں شمار کی جاتی ہے یہ تخصیص اور نہ تیز اور نہ ذلت۔ (فتح)

بَابُ يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَكُونَ أَمِينًا جو مستحب ہے کاتب کے واسطے کہ امین اور عاقل ہو یعنی

عَاقِلًا.

لکھنے والا حکم کا اور اس کے غیر کا۔

۶۶۵۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا وقت لڑائی اہل یمامہ کے اور ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر میرے پاس آیا تو اس نے کہا کہ البتہ سخت ہونا قتل ہونا قرآن کے حافظوں کا یمامہ کی لڑائی کے دن یعنی اس میں بہت حافظ قرآن مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ سخت ہو قتل ہونا قرآن کے حافظوں کا سب لڑائیوں میں یعنی کہیں ایسا نہ ہو اور لڑائیوں میں بھی اسی طرح بہت حافظ قرآن مارے جائیں اور بہت قرآن جاتا رہے اور میری رائے یہ ہے کہ تو قرآن کو جمع کرنے کا حکم کرے میں نے کہا کہ کس طرح کروں میں وہ چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں کی تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی کہ قرآن کا جمع کرنا بہتر ہے سو ہمیشہ رہا عمر رضی اللہ عنہ تکرار کرتا مجھ سے بچ اس کے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھولا جس کے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا اور میں نے اس میں مناسب دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہا زید رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تو جوان مرد ہے عاقل ہے ہم تجھ کو تہمت نہیں کرتے کہ تو حضرت ﷺ کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر کے اور ڈھونڈھ کے جمع کر، کہا زید رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھ کو پہاڑ کے اٹھانے کی تکلیف دیتے تو نہ ہوتا مجھ پر زیادہ تر بھاری اس چیز سے جس کی انہوں نے مجھ کو تکلیف دی قرآن کے جمع کرنے سے میں نے کہا تم کس طرح کرتے ہو وہ چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں کی؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے چاہتے مجھ سے تکرار کرنے کو یہاں تک کہ اللہ نے

۶۶۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ أَبُو ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عَمْرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنْ عَمْرٌ أَتَانِي فَقَالَ إِنْ الْقَتْلُ قَدْ اسْتَحْرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقِرَاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقِرَاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَمْرٌ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عَمْرٌ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلذِّي لَشَرَحَ لَهُ صَدْرَ عَمْرٍ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الذِّي رَأَى عَمْرٌ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ عَاقِلٌ لَا تَنْهَمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَّبِعُ الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ حَبْلِ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَتْ بِأَثْقَلِ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجِعَتِي حَتَّى شَرَحَ

میرا سینہ کھولا جس کے واسطے اللہ نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تو میں نے اس میں دیکھا جو انہوں نے دیکھا سو میں نے تلاش کیا قرآن کو جمع کرتا تھا میں اس کو بھجور کی چھڑیوں سے اور کپڑے کے ٹکڑوں سے اور ٹھیکڑیوں سے اور مردوں کے سینوں سے سو پایا میں نے اخیر سورہ توبہ کا ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ﴾ الخ پاس خزیمہ یا ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے تو میں نے اس کو اس کی سورت میں ملایا سو وہ کاغذ جن میں قرآن لکھا گیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان کی زندگی میں یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان کی زندگی میں یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہا محمد بن عبید اللہ نے لٹاف کے معنی ٹھیکری ہے۔

اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَيْتُ فَتَبِعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعَهُ مِنَ الْعُسْبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّحَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ فِي آخِرِ سُورَةِ التَّوْبَةِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ إِلَى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا وَكَانَتْ الصُّحُفَ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّحَافُ يَعْنِي الْحَزَفَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزری اور غرض اس سے یہ قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے زید رضی اللہ عنہ سے کہ تو جوان مرد ہے عاقل ہے ہم تجھ کو تہمت نہیں کرتے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بادشاہ اور قاضی کو رکھنا کتاب کا اور یہ کہ جس کو پہلے سے کسی کام کا علم ہو وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے غیر اس کے سے جب کہ واقع ہو اور پہنچی میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن ارقم کو کتاب رکھا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے بادشاہوں کی طرف خط لکھتا تھا سو اس کی امانت کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا خط لکھا سنتے نہ تھے پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کتاب بنایا اور اسی طرح ایک جماعت اصحاب کو۔ (فتح)

خط لکھنا حاکم کا اپنے عاملوں کو اور قاضی کا امینوں کو

بَابُ كِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عَمَّالِهِ

www.KitaboSunnat.com

وَالْقَاضِي إِلَى أَمَنَائِهِ

فائدہ: عامل کہتے ہیں اس کو جو مثلاً کسی شہر پر حاکم ہو اس کے خراج جمع کرنے کے واسطے یا تحصیل زکوٰۃ کے واسطے یا امامت نماز کے واسطے یا امیر ہو اس کے دشمن کے جہاد کرنے پر اور امین وہ لوگ ہیں جن کو قائم کرے بیچ ضبط کرنے امور لوگوں کے۔ (فتح)

۶۶۵۵۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سہل

۶۶۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ

اور حمیصہ دونوں خیبر کی طرف نکلے مشقت سے جو ان کو پہنچی سو

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى ح حَدَّثَنَا

إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِنْ كِبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُخْبِرَ مُحَيِّصَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي قَيْبٍ أَوْ عَيْنٍ فَاتَى يَهُودَ فَقَالَ انْتُمْ وَاللَّهِ قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا مَا قَتَلْنَاهُ وَاللَّهِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ وَأَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيْصَةَ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ سَهْلٍ فَذَهَبَ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُحَيِّصَةَ كَبِيرٌ كَبِيرٌ يُرِيدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيْصَةَ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَّا أَنْ يَدُورَا صَاحِبِكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ بِهِ فَكَتَبَ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيْصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ اتَّحَلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوا لَا قَالَ أَتَحَلِفُ لَكُمْ يَهُودُ قَالُوا لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ فَوَدَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتِ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَرَكَضْتَنِي مِنْهَا نَاقَةٌ.

محیصہ کو خبر ہوئی کہ عبد اللہ مارا گیا اور کاریز یا نہر میں ڈالا گیا سو وہ یہود کے پاس آیا اور کہا قسم ہے اللہ کی تم ہی نے اس کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم نے اس کو نہیں مارا پھر محیصہ متوجہ ہوا یہاں تک کہ اپنی قوم کے پاس آیا اور ان سے یہ ذکر کیا سو محیصہ اور اس کا بڑا بھائی حویصہ اور عبد الرحمن بن سہل حضرت ﷺ کے پاس آئے سو شروع ہوا کہ کلام کرے اور وہی خیبر میں تھا تو محیصہ سے کہا کہ اول بڑے کو بات کرنے دے اول بڑے کو بات کرنے دے یعنی جو عمر میں بڑا ہے سو کلام کیا حویصہ نے پھر کلام کیا محیصہ نے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یا تو تمہارے ساتھی کی دیت دیں اور یا لڑائی کے ساتھ خبردار ہو جائیں سو لکھا حضرت ﷺ نے خیبر والوں کو ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس خبر کے جو آپ کی طرف منقول ہوئی تو ان کے کاتب نے لکھا کہ ہم نے اس کو نہیں مارا تو حضرت ﷺ نے حویصہ اور محیصہ اور عبد الرحمن سے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو اور اپنے ساتھی کے قصاص کے مستحق ہوتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا پس تمہارے واسطے یہود قسم کھائیں انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں ان کی قسم کا کچھ اعتبار نہیں سو حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی سو اونٹنی یہاں تک کہ گھر میں داخل کی گئیں سو ان میں سے ایک اونٹنی نے مجھ کو لات ماری۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح قسامت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو لکھا اور کہا ابن میر نے کہ نہیں ہے حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے اپنے نائب یا امین کی طرف لکھا بلکہ خود مدعیوں کو لکھا لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کی طرف لکھنا جائز ہے اور لکھنا ان کے غیر کی طرف ثابت ہے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

کیا جائز ہے واسطے حاکم کے کہ بھیجے تھا آدمی کو واسطے نظر کرنے کے امروں میں

۶۶۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! حکم کرو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے پھر مدعی اس کا کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے کہ حکم کرو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے تو اس گنوار نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ واجب ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا تو میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے اس کا بدلہ سو بکری اور ایک لونڈی دی پھر میں اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ واجب تیرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور سال بھر جلا وطن کرنا ہے پس فرمایا حضرت ﷺ نے البتہ حکم کرتا ہوں میں درمیان تمہارے اللہ کی کتاب سے بہر حال لونڈی اور بکریاں پس وہ رد ہیں تجھ پر اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور جلا وطن کرنا ایک برس اور بہر حال تو اے انیس! ایک مرد سے کہا سو صبح کو اس کی عورت پر جانا اور اس کو سنگسار کرنا تو انیس رضی اللہ عنہ صبح کو اس پر گیا اور اس کو سنگسار کیا۔

بَابُ هَلْ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَاحِدًا لِلنَّظَرِ فِي الْأُمُورِ

۶۶۵۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ فَأَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَرَزْنِي بِأَمْرَاتِهِ فَقَالُوا لِي عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَقَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةِ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٌ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوا إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَأَعْدُ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَأَرْجُمَهَا فَعَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اے انیس! صبح کو اس عورت پر جانا اور اس میں اختلاف ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ حاکم تھا یا خبر تلاش کرنے والا اور ترجمہ میں استفہام کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف خلاف محمد بن حسن کی کہ اس نے کہا کہ نہیں جائز ہے قاضی کو کہ کہے کہ میرے پاس فلانے نے

اقرار کیا اس طرح واسطے کسی چیز کے کہ حکم کیا جائے ساتھ اس کے اوپر اس کے مال سے یا عتق سے یا طلاق سے یہاں تک کہ اپنے ساتھ کسی غیر کو اس پر گواہ کر لے اور دعویٰ کیا ہے کہ حدیث باب کا حکم خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور کہا اس نے کہ ہمیشہ قاضی کی مجلس میں دو گواہ عادل رہیں کہ دونوں سنتے رہیں جو اقرار کرے اور اس پر گواہ ہوں پس جاری ہو حکم ان کی گواہی سے کہا مہلب نے اور اس میں حجت ہے مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے بیچ جواز نافذ کرنے حاکم کے ایک مرد کو عذروں میں اور یہ کہ رکھے ایک معتمد کو جو پوشیدہ طور سے گواہوں کا حال معلوم کرے جیسے کہ جائز ہے قبول کرنا خبر واحد کا نہ شہادت کا۔ (فتح)

جائز سے ترجمہ کرنا کلام غیر کا حاکموں کے واسطے یا بالعکس اور کیا جائز ہے ایک ترجمان؟

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوزُ
تَرْجَمَانٌ وَاحِدٌ

فائدہ: ترجمان اس کو کہتے ہیں جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں کہے جیسے مثلاً عبرانی کا عربی زبان میں وبالعکس یہ اشارہ ہے طرف اختلاف کی اور حنفیہ کا قول یہ ہے کہ ایک ترجمان کافی ہے اور یہ ایک روایت ہے امام احمد رضی اللہ عنہ سے اور اختیار کیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے اور ابن منذر اور ایک گروہ نے اور کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ اگر حاکم مدعی اور مدعا علیہ کی زبان نہ پہچانتا ہو تو نہ قبول کیا جائے اس میں ایک ترجمان بلکہ ضروری ہے اس میں ہونا دو ترجمانوں کا جو عادل ہوں اس واسطے کہ وہ نقل کرتا ہے وہ چیز جو پوشیدہ ہے حاکم پر طرف اس کی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حکومت کے پس شرط ہے اس میں ہونا عادل کا مانند شہادت کی اور اس واسطے کہ اس نے خبر دی ہے حاکم کو جو نہیں سمجھتا تو ہوگا مانند نقل کرنے اقرار کے اس کی طرف غیر مجلس اس کی سے۔ (فتح)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ یہودیوں کا خط لکھنا پڑھنا سیکھے یہاں تک کہ میں نے حضرت ﷺ کے خط لکھے یعنی یہودی کی طرف اور ان کے خطوط حضرت ﷺ پر پڑھے جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو لکھا۔

وَقَالَ خَارِجَةُ بِنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ
بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُودِ حَتَّى
كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابَهُ
وَاقْرَأْتَهُ كِتَابَهُمْ إِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ.

فائدہ: مدینے کے گرد یہودی بہت تھے حضرت ﷺ کی ان سے خط و کتابت اکثر رہتی تھی حضرت ﷺ یہودیوں کو بلا کر لکھتے پڑھتے تھے سو حضرت ﷺ کو خوف آیا کہ کہیں یہ لوگ عداوت کے سبب سے خط لکھنے پڑھنے میں تفاوت نہ کریں سو فرمایا کہ واللہ مجھ کو اپنے خط لکھانے پڑھانے میں یہودیوں پر اعتماد نہیں تب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ان کا خط لکھنا پڑھنا سیکھ لو انہوں نے پندرہ دن میں سب سیکھ لیا پھر وہی لکھا پڑھا کرتے تھے اور یہودیوں کی زبان عبرانی تھی۔ (فتح)

اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان کے پاس علی رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے یہ عورت کیا کہتی ہے؟ کہا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے میں نے کہا کہ تجھ کو خبر دیتی ہے اپنے ساتھی سے جس نے اس کے ساتھ زنا کیا یعنی وہ عورت حاملہ تھی۔

اور کہا ابو جمرہ نے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اور لوگوں کے درمیان مترجم تھا کہا بعض لوگوں نے کہ ضروری ہے حاکم کے واسطے ہونا دو مترجموں کا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ بعض ناس کے محمد بن حسن ہے کہ اس نے شرط کی ہے کہ ضروری ہے ترجمہ میں ہونا دو آدمیوں کا اس نے اس کو بجائے شہادت کے اتارا ہے اور مخالفت کی ہے اپنے ساتھیوں کو فے والوں کی اور موافق ہوا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ۔ (فتح)

۶۶۵۷۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے اس کو بھیجا مع چند سواروں قریش کے پھر اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہہ کہ میں اس سے پوچھتا ہوں سو اگر یہ جھوٹ بولے تو اس کو جھٹلا دینا پھر ذکر کی حدیث پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ اگر ہو سچ جو تو کہتا ہے تو اس کی سلطنت میرے قدموں کے نیچے تک پہنچے گی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کئی بار گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ اور کہا ابن بطال نے کہ نہیں داخل کی بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ہرقل کی حجت اوپر جواز ترجمان مشترک کے اس واسطے کہ ہرقل کا ترجمان اپنی قوم کے دین پر تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل کیا ہے اس کو تاکہ دلالت کرے اس پر کہ ترجمان جاری ہوتا تھا نزدیک امتوں کے بجائے خبر کے نہ بجائے شہادت کے کہا ابن منیر نے وجہ دلیل کی ہرقل کے قصے سے باوجود اس کے کہ نہیں حجت ہے فعل اس کا یہ ہے کہ مثل اس کی صواب ہے اس کی رائے

وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهُ عَلِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَعُثْمَانُ مَاذَا تَقُولُ هَذِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تَخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِي صَنَعَ بِهَا.

وَقَالَ أَبُو جَمْرَةَ كُنْتُ أترجمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُترجمَيْنِ.

فائدہ: اور مراد ساتھ بعض ناس کے محمد بن حسن ہے کہ اس نے شرط کی ہے کہ ضروری ہے ترجمہ میں ہونا دو آدمیوں کا اس نے اس کو بجائے شہادت کے اتارا ہے اور مخالفت کی ہے اپنے ساتھیوں کو فے والوں کی اور موافق ہوا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ۔ (فتح)

۶۶۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرْقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ لَمْ قَالَ لِيَرْجُمَاهُ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَأَلْتُ هَذَا فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِبُوهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ قُلْ لَهُ إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ.

سے اس واسطے کہ اکثر جو اس قصے میں اس نے وارد کیا ہے صواب ہے موافق ہے واسطے حق کے پس جگہ دلیل کی تصویب عالموں شریعت کی ہے اس کے واسطے اور امثال اس کی کے رائے اس کی سے اور خوب سمجھ اس کی سے اور مناسبت استدلال اس کی سے اگرچہ غالب ہوئی اس پر شقاوت اور تکلمہ اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ لیا جاتا ہے صحت استدلال اس کی سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ پیغمبری کے کہ اس کو پیغمبروں کی شریعتوں پر اطلاع تھی سو محمول ہیں تصرفات اس کے اوپر موافق ہونے شریعت کے جس کے ساتھ اس کا تمسک تھا اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ سند بخاری رحمہ اللہ کی تقریر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اور وہ اماموں سے ہے جن کی پیروی کی جاتی ہے اوپر اس کے اور اسی واسطے حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ کفایت کرنے اس کے ابو جمرہ کے ترجمہ سے سو دونوں اثر راجع ہیں طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اس کے تصرف سے اور ایک اس کی تقریر سے اور جب جوڑا جائے ساتھ اس کے فعل عمر کا اور جوان کے ساتھ ہیں اصحاب سے اور نہیں منقول ہے ان کے غیر سے خلاف اس کا تو قوی ہوگی حجت کہا ابن بطلال نے کہ جائز رکھا ہے اکثر نے ترجمہ ایک کا اور کہا محمد بن حسن نے کہ ضروری ہے ہونا دو آدمیوں کا اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے وہ مانند گواہ کی ہے اور حجت اکثر کی ترجمہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے تنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور ترجمہ ابو جمرہ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے اور ترجمان کو اس کی حاجت نہیں کہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں بلکہ کفایت کرتا ہے محض خبر دینا اور ہوتفسیر ہے مترجم عنہ کی کلام کی اور نقل کیا ہے قرابسی نے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ سے کفایت کرنا ساتھ ایک مترجم کے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور ابو یوسف رحمہ اللہ سے دو کی روایت ہے اور حاصل یہ ہے کہ اگر ترجمہ بطریق اخبار کے ہو تو اس میں ایک مترجم کفایت کرتا ہے اور اگر بطور شہادت کے ہو تو ضروری ہے اس میں ہونا دو آدمیوں کا۔ (نح)

حساب کرنا امام کا اپنے عاملوں سے

بَابُ مُحَاسَبَةِ الْإِمَامِ عُمَّالَهُ

۶۶۵۸۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن تلبیہ کو قوم بنی سلیم کے صدقات کی تحصیل کرنے پر حاکم کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے اس سے حساب کیا یعنی جو اس نے قبض کیا و خرچ کیا اس نے کہا کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیوں نہ بیٹھا اپنے مال باپ کے گھر میں تا کہ تیرا تحفہ تیرے پاس آتا اگر تو سچا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو لوگوں پر خطبہ

۶۶۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ
حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي
حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ ابْنَ الْأُبَيَّةِ عَلَى صَدَقَاتِ
بَنِي سَلِيمٍ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاسَبَهُ قَالَ هَذَا الَّذِي
لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتُ

پڑھا سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر شاکہی پھر فرمایا کہ بہر حال بعد حمد اور صلوة کے بات تو یوں ہے کہ میں تم سے بعض مردوں کو بعض کاموں پر حاکم کرتا ہوں اس چیز سے کہ اللہ نے مجھ کو حاکم کیا ہے تو ان میں سے کوئی آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تاکہ اس کا تحفہ اس کے پاس آتا اگر سچا ہے سو قسم ہے اللہ کی نہیں لے گا کوئی اس میں سے کچھ ناحق مگر کہ قیامت کے دن اللہ کے پاس آئے گا اس حال میں کہ اس کو اٹھائے ہو گا خبردار ہو سو میں نہیں پہچانتا کہ آئے کوئی مرد پاس اللہ کے ساتھ اونٹ کے اس کے واسطے آواز ہو یا ساتھ گائے کے اس کے واسطے آواز ہو یا بکری کے کہ آواز کرتی ہو پھر حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی خبردار ہو کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچایا۔

فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَبَيْتِ أُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيكَ هَدْيُكَ إِنَّ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ وَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ رَجَالًا مِنْكُمْ عَلَى أُمُورٍ مِمَّا وَلَا يَبِي اللَّهَ فَيَأْتِي أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ هَذَا لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَبَيْتِ أُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا فَوَاللَّهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدَكُمْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ هَشَامٌ بَغِيرَ حَقِّهِ إِلَّا جَاءَ اللَّهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا فَلَا عُرْفَانَ مَا جَاءَ اللَّهَ رَجُلٌ بَغِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَبَقْرَةٌ لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةٌ تَبْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطِيهِ أَلَا هَلْ بَلَغَتْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ بَطَانَةِ الْإِمَامِ وَأَهْلِ مَشُورَتِهِ
الْبَطَانَةُ الدُّخَلَاءُ

امام کا خاصہ رفیق اور مشورہ والا یعنی جس سے صلاح اور مشورہ لے کاموں میں اور بٹانہ کے معنی ہیں دخیل

فائدہ: دخیل اس کو کہتے ہیں جو داخل ہو رئیس پر اس کی تنہائی کے مکان میں اور اس کو اپنا راز بتلا دے اور رعیت کے کام میں اس کے مشورے پر عمل کرے۔

۶۶۵۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا اور نہ کوئی خلیفہ مقرر کیا مگر کہ اس کے دو خاصے رفیق ہوتے ہیں ایک رفیق تو اس کو نیک کام بتلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور دوسرا رفیق بد کام سکھاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور گناہ سے وہی معصوم ہے جس کو اللہ بچائے اور کہا

۶۶۵۹۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بَطَانَتَانِ بَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْحَصُهُ

سلیمان نے یحییٰ سے خبر دی مجھ کو ابن شہاب نے اس یعنی اختلاف کیا گیا ہے تابعی پر اس کے صحابی میں سو صفوان نے تو جزم کیا ہے کہ وہ ایوب کی روایت سے ہے اور بہر حال زہری سو اختلاف کیا گیا ہے اوپر اس کے کہ کیا وہ ابو سعید رضی اللہ عنہ ہے یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

عَلَيْهِ وَبَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحْضُهُ عَلَيْهِ
فَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ تَعَالَى وَقَالَ
سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَىٰ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ
بِهَذَا وَعَنْ ابْنِ أَبِي عَيْنَتِي وَمُوسَىٰ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ مِثْلَهُ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلَهُ
وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ
حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ وَسَعِيدُ بْنُ
زِيَادٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلَهُ
وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي
صَفْرَانُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: مراد بٹانہ سے احتمال ہے کہ فرشتہ اور شیطان ہو اور احتمال ہے کہ دو وزیر مراد ہوں اور احتمال ہے کہ نفس امارہ اور نفس لواہ مراد ہو اس واسطے کہ ہر ایک کے واسطے دونوں میں سے قوت ملکی ہے اور قوت حیوانی اور حمل کرنا سب پر اولیٰ ہے مگر جائز ہے کہ نہ ہو بعض کے واسطے مگر بعض اور مشکل ہے یہ تقسیم بہ نسبت پیغمبر کے اس واسطے کہ پیغمبر تو معصوم ہیں نہیں تصور ہے کہ وہ برے رفیق کا کہا مانے اور جواب یہ ہے کہ باقی حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت ﷺ اس سے سلامت ہیں ساتھ قول اس کے فالمعصوم من عصم اللہ اور گناہوں سے معصوم تو وہی ہے جس کو اللہ بچائے اور بد مشورہ دینے والے کے وجود سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت ﷺ اس کا مشورہ قبول کریں اور احتمال ہے کہ مراد بٹانہ سے پیغمبر کے حق میں فرشتہ اور شیطان ہو اور اسی کی طرف اشارہ ہے حضرت ﷺ کے اس قول میں کہ میرا شیطان میرے تابع ہو گیا ہے مجھ کو بد کام کا دوسوہ نہیں دیتا اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف قسم ثالث کی اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ نیک رفیق کے قول کو قبول کرتا ہے بد رفیق کے قول کو قبول نہیں کرتا اور یہ لائق ہے ساتھ پیغمبر کے اور کبھی رفیق بد کا قول قبول کرتا ہے نیک کا قول قبول نہیں کرتا اور یہ کبھی پایا جاتا ہے خاص کر کافر سے اور اگر دونوں کا قول برابر قبول کرے تو اس کا حدیث میں ذکر نہیں واسطے واضح ہونے حال کے اور اگر ایک سے قبول

غالب ہو تو وہ ملحق ہے ساتھ اس کے نیک ہو تو نیک اور بد ہو تو بد اور لائق ہے امام کو کہ کوئی آدمی مقرر کرے جو پوشیدہ طور سے لوگوں کا حال معلوم کرے لیکن ضروری ہے کہ ہو ثقہ مامون عاقل دانا اور مراد اس حدیث میں ثابت کرنا سب امروں کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے سو وہی بچاتا ہے جس کو چاہے۔ (فتح)

کس طرح بیعت کرے امام لوگوں سے؟

بَابُ كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ

فائدہ: مراد ساتھ کیفیت کے صیغے قولی ہیں نہ فعلی بدلیل اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو چھ حدیثوں سے اور وہ بیعت ہے سچ پر اور اطاعت پر اور ہجرت پر اور جہاد پر اور صبر پر اور نہ بھاگنے پر اگرچہ واقع ہو موت اوپر بیعت عورتوں کے اور اسلام پر اور یہ سب واقع ہوا ہے نزدیک بیعت کے درمیان ان کے بیچ اس کے ساتھ قول کے۔ (فتح)

۶۶۶۰۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی امام کی بات سننے اور فرمانبرداری کرنے پر خوشی ناخوشی میں اور یہ کہ ہم نہ بھگڑیں حاکموں سے حکومت میں اور یہ کہ ہم قائم رہیں یا کہیں حق جہاں کہیں ہوں نہ ڈریں اللہ کے حکم میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے۔

۶۶۶۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَا نَنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُومَ أَوْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَّائِمَةً.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح فتن میں گزر چکی ہے۔

۶۶۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سردی کی صبح میں اور مہاجرین اور انصار خندق کھودتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الہی! نہیں ہے کوئی بہتری مگر آخرت کی بہتری سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا ہم لوگوں نے بیعت کی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر جب تک ہم زندہ ہیں ہمیشہ۔

۶۶۶۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَخْبَرَنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفَرُونَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْأَخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ فَاجَابُوا نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

۶۶۶۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے سمع اور طاعت کرنے پر تو ہم سے فرماتے اس چیز میں جو ہو سکے۔

۶۶۶۳۔ حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا جس جگہ جمع ہوئے لوگ عبدالملک کی بیعت پر تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے لکھا کہ میں اقرار کرتا ہوں ساتھ بات سننے اور کہا ماننے کے عبداللہ عبدالملک امیر المؤمنین کے واسطے اور پر سنت اللہ کے اور سنت اس کے رسول کی کے اور البتہ اقرار کیا میری اولاد نے مثل اس کی۔

۶۶۶۴۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کی بیعت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمع اور طاعت پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تعلیم کیا جس میں تجھ سے ہو سکے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

۶۶۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ.

۶۶۶۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ إِفْرُ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ مَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقْرَأُوا بِمِثْلِ ذَلِكَ.

۶۶۶۴۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنِي فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

فائدہ: جس جگہ لوگ عبدالملک پر جمع ہوئے یعنی مروان کے بیٹے پر اور مراد اجتماع سے جمع ہونا کل کا ہے اور اس سے پہلے تفرقہ تھا اور اس سے پہلے زمین میں دو آدمی تھے جو خلافت کا دعویٰ کرتے تھے عبدالملک اور عبداللہ بن زبیر بہر حال ابن زبیر سو وہ تو مکے میں ٹھہرا اور بیت اللہ سے پناہ لی بعد مرنے معاویہ کے اور باز رہا زبید کی بیعت سے اور زبید نے کئی بار ابن زبیر کی طرف لشکر بھیجا اور عبداللہ بن زبیر نے زبید کی زندگی میں خلافت کا دعویٰ نہیں کیا تھا پھر زبید کے مرنے کے بعد ابن زبیر نے خلافت کا دعویٰ کیا سو بیعت کی اس کی یمن اور مصر اور عراق اور شام نے اور نہ پیچھے رہا اس کی بیعت سے مگر بنی امیہ اور جو ان کے موافق تھا سو بنی امیہ نے مروان کی بیعت کی خلافت پر پھر رفتہ رفتہ مروان سب شام پر غالب ہوا پھر مصر پر پھر مر گیا اور اس کا بیٹا عبدالملک اس کا جانشین ہوا اس نے حجاج کو لشکر دیکھے مکے میں بھیجا ابن زبیر کے مارنے کو سو حجاج نے مکے کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ ابن زبیر مارا گیا اور منتظم ہوا سب

ملک عبد الملک کے واسطے سوا اس وقت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیعت کی اور یہی مطلب ہے اس کے قول کا کہ جب لوگ عبد الملک پر جمع ہوئے اور اختلاف کی مدت میں اس سے پہلے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نہ عبد الملک سے بیعت کی تھی نہ ابن زبیر سے جیسے پہلے نہ علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی نہ معاویہ سے پھر جب معاویہ کی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہوئی تو بیعت کی معاویہ سے اور اس کے مرنے کے بعد یزید سے بیعت کی واسطے جمع ہونے لوگوں کے اوپر اس کے پھر یزید کے مرنے کے بعد بیعت سے باز رہے یہاں تک کہ عبد اللہ بن زبیر قتل ہوا۔ (فتح)

۶۶۶۵۔ حضرت عبد اللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے عبد الملک سے بیعت کی تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو لکھا یہ خط ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عبد اللہ عبد الملک امیر المؤمنین کی طرف بے شک میں اقرار کرتا ہوں ساتھ سمع اور طاعت کے عبد اللہ عبد الملک امیر المؤمنین کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر اس میں جو مجھ سے ہو سکے اور میری اولاد نے بھی اس کا اقرار کیا۔

۶۶۶۶۔ حضرت یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کس چیز پر تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حدیبیہ کے دن؟ اس نے کہا کہ مرنے پر یعنی مرنے تک پیچھے نہ ہٹیں گے۔

۶۶۶۷۔ حضرت مسور سے روایت ہے کہ جس جماعت کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے والی کیا یعنی ان کو معین کیا اور ٹھہرایا خلافت کو شوریٰ درمیان ان کے یعنی جس کو چاہیں اپنے میں سے مشورہ کر کے خلیفہ بنا دیں اور وہ چھ آدمی تھے علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہم سو وہ جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان چھ میں سے کون خلیفہ بنے سو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ نہیں ہوں میں کہ تنازع

۶۶۶۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أَقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَإِنِّي بَنِي قَدْ أَقْرَأُوا بِذَلِكَ.

۶۶۶۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلْمَةَ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ. فائدة: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزری۔

۶۶۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِينَ وَلَاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوا فَتَشَاوَرُوا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَسْتُ بِالذِّي أَنَا فِيكُمْ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ وَلَكِنَّكُمْ إِنْ

شَنْتُمْ اخْتَرْتُمْ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوا ذَلِكَ
إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمَنِ
أَمَرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ
حَتَّى مَا أَرَى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتَّبِعُ أَوْلِيكَ
الرَّهْطَ وَلَا يَطَّأُ عَقْبَهُ وَمَالَ النَّاسُ عَلَى
عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُشَاوِرُونَهُ تِلْكَ اللَّيَالِي حَتَّى
إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا
عُثْمَانَ قَالَ الْمِسُورُ طَرَفِي عَبْدَ الرَّحْمَنِ
بَعْدَ هَجْعٍ مِنَ اللَّيْلِ فَضْرَبَ الْبَابَ حَتَّى
اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ أَرَأَيْكَ نَأْنِمًا فَوَاللَّهِ مَا
اِسْتَحَلْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ بِكَبِيرِ نَوْمٍ أَنْطَلِقُ
فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهُ
فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِي فَقَالَ ادْعُ لِي عَلِيًّا
فَدَعَوْتُهُ فَجَآهُ حَتَّى ابْهَارَ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ
عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ
عَبْدَ الرَّحْمَنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ
قَالَ ادْعُ لِي عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَجَآهُ حَتَّى
فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى
لِلنَّاسِ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ أَوْلِيكَ الرَّهْطُ عِنْدَ
الْمِنْبَرِ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلَيَّ أَمْرَاءَ
الْأَجْنَادِ وَكَانُوا وَأَفْرًا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ
عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا تَشَهَّدَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ
ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ يَا عَلِيُّ إِنِّي قَدْ نَظَرْتُ فِي
أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَبْعِدُونَ بِعُثْمَانَ فَلَا

کروں تم سے حکومت پر یعنی اس کے سبب سے یعنی اس
واسطے کہ مجھ کو مستقل خلیفہ ہونے کی کچھ رغبت نہیں لیکن اگر تم
چاہو تو میں تمہارے واسطے تم میں سے کسی کو اختیار کرتا ہوں تو
پانچوں نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو اس کا اختیار دیا یعنی وہ جس کو
ان چھ میں سے اختیار کریں وہی خلیفہ ہو سو جب انہوں نے
عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو اپنے کام کا مختار کیا تو لوگوں نے
عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف قصد کیا یہاں تک کہ میں نے کسی کو
نہیں دیکھا کہ اس جماعت کی پیروی کرے اور نہ اس کے
پیچھے چلے اور جھکے لوگ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف مشورہ کرتے
تھے ان سے ان راتوں میں یعنی لوگ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف
مشورہ کرنے کو جھکے تھے نہ کسی اور کام کے واسطے یہاں تک
کہ جب وہ رات ہوئی جس کی صبح کو ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے
بیعت کی کہا مسور نے کہ کچھ رات گئی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ میرے
پاس آئے تو انہوں نے دروازے کو دستک دی یہاں تک کہ
میں جا گا تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو سوتا دیکھتا ہوں
سو قسم ہے اللہ کی کہ میں نے ان تین راتوں میں نیند کا بہت
سرمہ نہیں ڈالا یعنی نہیں سویا ہوں لیکن تھوڑا سو بلا زبیر اور
سعد رضی اللہ عنہما کو سو میں نے ان کو بلایا تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ان
سے مشورہ کیا پھر مجھ کو بلایا سو کہا کہ میرے واسطے علی رضی اللہ عنہ کو
بلا میں نے ان کو بلایا سو اس سے سرگوشی کی یہاں تک کہ آدھی
رات گزری پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے اٹھے اور وہ امیدوار
تھے کہ ان کو خلیفہ بنائیں اور البتہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے
کچھ ڈرتے تھے پھر مجھ سے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو میرے واسطے
بلا سو ان سے کان میں بات کی یہاں تک کہ جدا کیا ان کو صبح
کی اذان دینے والے نے یعنی صبح تک مشورہ کرتے تھے پھر

جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی اور یہ جماعت منبر کے پاس جمع ہوئی تو عبدالرحمن نے بلا بھیجا جو حاضر تھا مہاجرین اور انصار سے اور بلا بھیجا لشکروں کے سرداروں کو یعنی معاویہ کو جو شام کا امیر تھا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کو جو کوفے کا امیر تھا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو اور انہوں نے یہ حج عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا پھر مدینے تک اس کی رفاقت کی سو جب لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبده ورسوله کہا پھر کہا حمد اور صلوة کے بعد اے علی! میں نے نظر کی لوگوں کے کام میں یعنی ان سے مشورہ کیا اور ان کی رائے لی سو نہیں دیکھا میں نے ان کو کہ کسی کو عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کرتے ہوں یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں ٹھہراتے بلکہ اس کو سب پر ترجیح دیتے ہیں سو نہ ٹھہرا اپنی جان پر کوئی راہ یعنی ملامت سے جب کہ تو جماعت کے موافق نہیں پھر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر اور دونوں خلیفوں کی سنت پر جو حضرت ﷺ کے بعد ہیں یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنت پر تو عثمان رضی اللہ عنہ نے قبول کیا سو بیعت کی ان سے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اور لوگوں نے مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے سرداروں نے اور سب مسلمانوں نے۔

تَجَعَلَنَّ عَلِيٌّ عَلِيَّ نَفْسِكَ سَبِيلاً فَقَالَ أَبَايَعُكَ
عَلِيٌّ سُنَّةَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ
بَعْدِهِ فَبَايَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ
الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَأَمْرَاءُ الْأَجْنَادِ
وَالْمُسْلِمُونَ.

فائدہ: اور خاص کیا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ کے سوائے خلافت کا کوئی امیدوار نہ تھا مع موجود ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور موجود ہونا عثمان رضی اللہ عنہ کا اور سکوت اہل شوریٰ اور مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے امیروں وغیرہ حاضرین کا دلیل ہے اس پر کہ انہوں نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق کی اور عثمان رضی اللہ عنہ پر راضی ہوئے کہا طبری نے کہ نہ تھا اہل اسلام میں کوئی کہ اس کے واسطے رتبہ ہو دین میں اور ہجرت میں اور مسابقت میں اور عقل میں اور علم میں اور معرفت سیاست میں جو ان چھ آدمیوں کے واسطے تھے جن کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو

شورعی ٹھہرایا اور اگر کہا جائے کہ بعض ان چھ میں بعض سے افضل تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ لائق خلافت کے وہ ہے جو دین میں پسند ہو اور نہیں صحیح ہے حاکم بنانا مفضل کا وقت موجود ہونے افضل کے سو جواب یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی کے افضل ہونے کا نام لیتے تو یہ نص ہوتی اس کے خلیفہ بنانے پر اور اس نے قصد کیا کہ خلافت میں تقلید نہ کی جائے سو اس کو چھ آدمیوں میں ٹھہرایا جو فضیلت میں قریب قریب تھے اس واسطے کہ یہ امر تحقیق ہے کہ وہ مفضل کے حاکم بنانے پر جمع نہیں ہوں گے اور مسلمانوں کی خیر خواہی میں قصور نہ کریں گے اور یہ کہ جو ان میں مفضل ہے وہ مقدم نہ ہوگا فاضل پر اور نہ کلام کرے گا خلافت میں اور حالانکہ اس کا غیر لائق تر ہو ساتھ اس کے اور معلوم ہوئی رضا امت کی ساتھ اس کے جس پر چھ آدمیوں نے اتفاق کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ رافضیوں کا قول باطل ہے کہ حضرت ﷺ نے خلافت کو خاص معین شخصوں میں معین کر دیا تھا نام لے کر اس واسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اطاعت نہ کرتے اس میں کہ انہوں نے خلافت کو ان کے درمیان شورعی ٹھہرایا اور البتہ کہنے والا کہتا کہ نہیں کوئی وجہ مشورہ کرنے کی اس امر میں کہ اللہ نے اس کو اپنے پیغمبر کی زبان پر بیان کر دیا ہے اور سب لوگ جو عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات پر راضی ہوئے تو یہ دلیل ہے اس پر کہ ان کے پاس اس امر میں کوئی نص نہ تھی بلکہ ان کے پاس خلافت کی اوصاف تھی کہ جس میں وہ پائی جائیں وہ خلافت کا مستحق ہے اور ان کا پایا جانا اجتہاد سے واقع ہوگا اور اس حدیث میں ہے کہ اگر ایسی جماعت جن کی دیانت پر سب کا اعتماد ہو کسی کے واسطے عقد خلافت کریں تو ان کے غیروں کو جائز نہیں کہ ان کے عقد خلافت کو کھولیں اس واسطے کہ اگر عقد صحیح نہ ہوتا مگر ساتھ سب لوگوں کے تو کہنے والا کہتا کہ ان چھ کے خاص کرنے کی کیا وجہ ہے اور جب کسی نے اعتراض نہ کیا تو معلوم کیا کہ خلافت صحیح ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جب چند آدمی کسی چیز میں شریک ہوں اور ان میں بھگڑا پڑے کسی بات میں تو ایک کو اپنا مختار بنا دیں تاکہ وہ ان کے واسطے اختیار کرے بعد اس کے کہ اپنے آپ کو اس امر سے نکالے اور وہ مختار حتی المقدور اس امر میں کوشش کرے اور اپنے گھر والوں سے جدا رہے یہاں تک کہ اس کو کامل کرے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ وکیل مفوض کو جائز ہے کہ وکیل کرے اگرچہ نہ نص کی گئی ہو اس کے واسطے اس کے اس واسطے کہ ان پانچوں نے اس امر میں تنہا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو مختار کیا اور مستقل ہوا باوجود اس کے کہ نہیں نص کی تھی عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے تنہا ہونے پر اور اس میں ہے کہ احداث قول زائد کا اجماع پر نہیں جائز ہے اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے پہلے علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا پھر ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ سے تو اس میں دور کرنا ہے تہمت کا اپنے نفس سے اور چھپانا اپنے دل کے ارادے کو اس واسطے کہ اس نے مناسب جانا کہ تاکہ اس کے کا ارادہ معلوم نہ ہو کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کو اختیار کرتا ہے۔ (فتح)

جو دو بار بیعت کیا جائے یعنی ایک حالت میں

بَابُ مَنْ بَاعَ مَرَّتَيْنِ

۶۶۶۸۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ

حضرت ﷺ سے بیعت کی درخواست کی درخت کے نیچے تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے سلمہ! کیا تو بیعت نہیں کرتا؟ میں نے کہا یا حضرت! میں بیعت کر چکا ہوں اول بار فرمایا اور دوسرے وقت میں بھی بیعت کر۔

أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلْمَةَ قَالَتْ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِي يَا سَلْمَةُ أَلَا تَبَايَعُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ قَالَ وَفِي الثَّانِي.

فائدہ: حضرت ﷺ نے فراست سے معلوم کیا کہ یہ بڑا دلاور ہوگا تو اس سے دو بار بیعت کی اور اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ وہ لڑائی میں دو آدمیوں کے قائم مقام ہوگا سو اسی طرح ہوا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعادہ لفظ عقد کا نکاح وغیرہ میں اول عقد کے واسطے نسخ نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا۔ (فتح)

بَابُ بَيْعَةِ الْأَعْرَابِ
گنواروں اور جنگلیوں کی بیعت کا بیان یعنی بیعت کرنا

ان کا اسلام اور جہاد پر

۶۶۶۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگلی مرد نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اسلام پر تو اس کو بخار پہنچا تو اس نے کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا سو وہ نکلا یعنی مدینے سے جنگل کی طرف تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی مثل ہے پلید کو نکال ڈالتا ہے اور سترے کو نکھارتا ہے۔

۶۶۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَهُ وَعَكٌ فَقَالَ أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبْئِهَا وَيَنْصَعُ طَيْبِهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضل مدینہ میں گزر چکی ہے اور حضرت ﷺ نے اس کو اس کی بیعت اس واسطے نہ پھیر دی کہ حضرت ﷺ گناہ پر مدد نہیں کرتے تھے اور اس نے بیعت کی تھی کہ وہ بغیر اجازت کے مدینے سے نہ نکلے گا اور اس کا نکلنا گناہ تھا اور فتح مکہ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا فرض تھا اس پر جو مسلمان ہو اور مدینے سے نکلنا اس وقت برا ہے جب کہ مدینہ میں رہنے کو برا جانے اور اس سے منہ پھیر کے نکلے جیسا کہ اس گنوار نے کیا اور بہر حال اگر کسی صحیح مقصد کے واسطے نکلے جیسے علم کا پھیلانا اور شرک کے شہروں کو فتح کرنا یا اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنا مع اعتقاد فضل مدینے کے تو یہ منع نہیں بلکہ یہ اکثر اصحاب سے واقع ہوا ہے۔ (فتح)

چھوڑے لڑکے کا بیعت کرنا

بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيرِ

فائدہ: یعنی کیا مشروع ہے یا نہیں؟ کہا ابن مزیر نے کہ ترجمہ میں وہم ہے اور حدیث اس وہم کو دور کرتی ہے سو وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ چھوٹے لڑکے کی بیعت منعقد نہیں ہوتی۔

۶۶۷۰۔ حضرت عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کا زمانہ پایا تھا اور اس کی ماں زینب رضی اللہ عنہا اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی تو اس نے کہا یا حضرت! اس سے بیعت کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا وہ چھوٹا ہے تو حضرت ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور حضرت ﷺ قربانی کرتے تھے ایک بکری اپنے سب گھر والوں کی طرف سے۔

۶۶۷۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبُدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَغِيرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَكَانَ يُضْحِي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ.

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے کہ عبداللہ بن ہشام حضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے بہت زمانہ آپ کے بعد زندہ رہا۔

جو بیعت کرے پھر بیعت کو پھیرنا چاہے

بَابُ مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ

۶۶۷۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت ﷺ سے اسلام پر بیعت کی تو اس دیہاتی کو مدینے میں بخار چڑھا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا مجھ کو میری بیعت پھیر دیجیے حضرت ﷺ نے نہ مانا تو وہ دیہاتی مدینے سے مرتد ہو کر نکل گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ تو لوہار کی بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کو چھانٹتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے۔

۶۶۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكَ بِالْمَدِينَةِ فَاتَى الْأَعْرَابِيَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْلِبْنِي بَيْعِي فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِبْنِي بَيْعِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِبْنِي بَيْعِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ

كَالْكَبِيرِ تَفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَبِيْهَا.

بَابُ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَا يَبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا

فائدہ: یعنی نہ مقصود ہو فرمانبرداری اللہ کی بیعت کرنے میں اس کے ہاتھ پر جو خلافت کا مستحق ہوا۔ (فتح)

۶۶۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ

الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا

يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى

فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ

وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يَبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا إِنْ

أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفِي لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ

وَرَجُلٌ يَبَايِعُ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ

فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا

فَصَدَّقَهُ فَأَحْذَرْنَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا.

۶۶۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ قیامت

میں نہ بولے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے

واسطے عذاب ہے درد ناک ایک تو وہ مرد جو بیابان میں

حاجت سے زیادہ پانی پر ہو اور مسافر کو اس پانی سے روکے

دوسرا وہ مرد ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس سے

بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے واسطے سو اگر امام نے اس کو دیا جو

چاہتا ہے تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے اس کو کچھ نہ

دیا تو اس نے عہد کو پورا نہ کیا تیسرا وہ مرد ہے جس نے کسی

مرد سے ایک جنس کو بیچا عصر کی نماز کے بعد پھر اس نے اللہ کی

قسم کھائی کہ میں نے اس جنس کو اتنی اور اتنی قیمت سے خریدا

ہے سو خریدنے والے نے اس کو سچا جانا اور اس کو خرید لیا اور

حالانکہ نہیں دی تھی اس نے اس کے بدلے اتنی قیمت جس پر

اس نے قسم کھائی کہ اس نے اس کے عوض دیا ہے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں تین آدمی اور ہیں ایک بوڑھا حرام کار دوسرا جھوٹا بادشاہ تیسرا فقیر مغرور اور ایک روایت

میں اتنا زیادہ ہے ایک ازار کا لٹکانے والا یعنی نٹھے سے نیچے دوسرا خیرات کر کے احسان جتانے والا تیسرا بیچنے والا

جو اپنی چیز کی گرم بازاری کرے جھوٹی قسم کھا کر اور ایک روایت میں ایک قسم کھا کر مسلمان کا مال ناحق چھیننے والا پس

یہ نو خصلتیں ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جو کہا کہ اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا تو اس کے معنی ہیں کہ نہ کلام کرے گا

ان سے جیسے کلام کرے گا اس سے جس سے راضی ہو ساتھ ظاہر کرنے رضا کے بلکہ ساتھ کلام کے کہ دلالت کرے

غصے پر یا مراد یہ ہے کہ اللہ ان سے اعراض کرے گا یا وہ کلام جس سے وہ خوش ہوں یعنی ایسا کلام نہیں کرے گا یا مراد

یہ ہے کہ نہ بھیجے گا ان کی طرف فرشتوں کو ساتھ تحفہ کے اور مراد نظر سے نظر رحمت ہے یعنی رحمت کی نظر سے ان کو نہ

دیکھے گا اور مراد ابن سبیل سے مسافر ہے جس کو پانی کی حاجت ہو لیکن مستثنیٰ ہے اس سے حربی اور مرتد جب کہ اصرار

کریں کفر پر کہ ان کو پانی دینا واجب نہیں اور جھوٹی قسم کھانا ہر وقت حرام ہے لیکن عصر کو اس واسطے خاص کیا کہ اس وقت میں زیادہ تر گناہ ہے اس واسطے کہ اللہ نے اس وقت کا بڑا شان کیا ہے اس وقت میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اور وہ وقت ہے اعمال کے ختم ہونے کا اور عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے سو اس وقت قسم کھانے کا بڑا گناہ ہوا تاکہ کوئی اس پر جرأت نہ کرے اور سلف کا دستور تھا کہ عصر کے بعد قسم کھاتے تھے اور اس حدیث میں وعید شدید ہے بیچ توڑنے بیعت کے اور خروج کرنے کے امام پر اس واسطے کہ اس میں تفرقہ ہے غلق کا اور عہد پورا کرنے میں جان مال اور شرم گاہوں کا بچانا ہے اور اصل بیعت کا یہ ہے کہ بیعت کرے امام سے اس پر کہ عمل کرے ساتھ حق کے اور قائم کرے حدوں کو اور حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے برے کام سے اور جس نے مال کے واسطے بیعت کی سوائے ملاحظہ اس چیز کے کہ دراصل مقصود ہے تو اس کو صریح خسار پڑا اور داخل ہوا وعید مذکور میں اگر نہ معاف کرے اس سے اللہ اور اس حدیث میں ہے کہ جس عمل سے اللہ کی رضامندی مقصود نہ ہو بلکہ اس سے دنیا کا مال غرض ہو تو وہ عمل فاسد ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے۔ (فتح)

عورتوں کی بیعت کا بیان روایت کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ

۶۶۷۳۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا اور ہم مجلس میں بیٹھے تھے کہ مجھ سے بیعت کرو اس پر کہ نہ شریک کرو ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو اور نہ لاد طوفان باندھ کر اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان یعنی جھوٹی قسم نہ کھاؤ اپنی عقل سے بنا کر اور میری نافرمانی نہ کرو نیک بات میں سو جس نے تم میں سے اپنا عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو ان گناہوں میں سے کسی چیز کو پہنچا پھر اس نے اس کے بدلے دنیا میں سزا پائی یعنی حد مارا گیا تو وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچا اور اللہ نے اس کا عیب چھپایا یعنی دنیا میں تو اس کا امر اللہ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے معاف کرے سو ہم نے حضرت ﷺ سے اس پر بیعت کی۔

بَابُ بَيْعَةِ النَّسَاءِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ۶۶۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ تَبَايَعُونِي عَلَى أَنْ لَا تَشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبَهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ

شَيْنًا فَسْتَرَهُ اللَّهُ فَأَمَرَهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَاقِبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے عہد و پیمانہ لیا جیسا عورتوں سے لیا کہ ہم کسی کو اللہ کا شریک نہ کریں، اٹھ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اسی طریق کی طرف اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اور کہا ابن نمیر نے کہ داخل کیا ہے عورتوں کے ترجمہ میں عبادہ بنی سہتم کی حدیث کو اس واسطے کہ قرآن میں بیعت عورتوں کے حق میں وارد ہوئی ہے پس پہچانی گئی ساتھ ان کے پھر استعمال کی گئی مردوں کے حق میں۔ (فتح)

۶۶۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عورتوں سے کلام کے ساتھ بیعت کرتے تھے اس آیت سے کہ نہ شریک ٹھہراؤ اللہ کا کسی کو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا مگر اس عورت سے جس کے مالک تھے۔

۶۶۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلامِ بِهَذِهِ الْآيَةِ ﴿لَا يُشْرِكَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ قَالَتْ وَمَا مَسَّتْ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا.

۶۶۷۵۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی سو حضرت ﷺ نے مجھ پر یہ آیت پڑھی یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم کو منع کیا مردے پر نوحہ اور بین کرنے سے تو ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ بند کیا یعنی اس نے بیعت نہ کی اور کہا کہ فلائی عورت نے میری مدد کی تھی یعنی نوحہ کرنے پر اور میں ارادہ کرتی ہوں کہ اس کو بدلا دوں تو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ نہ کہا سو وہ گئی پھر پلٹ آئی سو نہ عہد پورا کیا کسی عورت نے مگر ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام علاء رضی اللہ عنہا اور ابو سہرہ کی بیٹی معاذ رضی اللہ عنہا کی بیوی یا یوں کہا کہ ابو سہرہ کی بیٹی اور معاذ رضی اللہ عنہا

۶۶۷۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا ﴿أَنْ لَا يُشْرِكَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّسَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ فَلَانَةَ أَسْعَدْتَنِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَّتِ امْرَأَةً إِلَّا أُمَّ سَلِيمٍ وَأُمَّ الْعَلَاءِ وَابْنَةَ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةً مُعَاذٍ وَابْنَةَ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةً مُعَاذٍ.

کی عورت نے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کا کلام سنا مباح ہے اور اس کی آواز ستر نہیں اور منع ہے اس کے بدن کو ہاتھ لگانا بغیر ضرورت کے۔ (فتح)

جو بیعت توڑے

اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اور جو بیعت توڑے تو وہ اپنے نفس پر توڑتا ہے اور وارد ہوئی ہے بیعت توڑنے کی وعید میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ نہیں جانتا میں کوئی دغا بازی زیادہ تر اس سے کہ بیعت کی جائے کسی مرد سے موافق حکم اللہ اور اس کے رسول کے پھر اس کے واسطے لڑائی کی جائے۔

بَابُ مَنْ نَكَثَ بَيْعَةَ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾

۶۶۷۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ مجھ سے بیعت کیجئے اسلام پر تو حضرت ﷺ نے اس سے اسلام پر بیعت کی پھر اگلے روز آیا اور اس کو بخار چڑھ گیا تھا تو اس نے کہا کہ میری بیعت مجھ سے توڑیے حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر جب اس نے پیٹھ پھیری تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کچیل کو نکال دیتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے۔

۶۶۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَايِعْنِي عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ جَاءَ الْعَدُوَّ مُحْمُوًّا فَقَالَ أَقْلَبُنِي فَأَبَى فَلَمَّا وَثَى قَالَ الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبْنِهَا وَيَنْصَعُ طَبِئَهَا.

باب ہے بیعت بیان خلیفہ مقرر کرنے کے

بَابُ الْإِسْتِخْلَافِ

فائدہ: یعنی معین کرنا خلیفہ کا وقت مرنے اپنے کے دوسرے خلیفے کو بعد اپنے یا معین کرے جماعت تاکہ اختیار کریں اپنے میں سے کسی کو۔

۶۶۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ہائے میرا سر درد کرتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرا انتقال ہو اور میں زندہ رہا تو تیرے واسطے مغفرت مانگوں گا اور تیرے حق میں دعا کروں گا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے مصیبت قسم ہے

۶۶۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَارَأْسَاهُ لَقَالَ

اللہ کی بے شک میں آپ کو گمان کرتی ہوں آپ میرا مرنا چاہتے ہیں اور اگر میں مرگئی تو البتہ آپ اخیر دن میں اپنی کسی بیوی سے صحبت کرنے والے ہوں گے تو حضرت ﷺ نے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں ہائے میرا سربالتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجوں اور اس کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد مقرر کر دوں کہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کریں اور کہیں کہ ہم لائق تر ہیں خلافت کے پھر میں نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا اللہ کسی کی خلافت نہ مانے گا اور مؤمنین بھی دفع کریں گے یا یوں فرمایا کہ دفع کرے گا اللہ اور نہ مانیں گے مومن۔

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَتَّى قَاسْتَعْفِرُ لَكَ وَأَدْعُو لَكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَالثُّكَلِيَّةُ وَاللَّهِ إِنِّي لَا ظَنُّكَ تَحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلَلْتُ آخِرَ يَوْمِكَ مَعْرِسًا بَعْضُ أَرْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَإِرَاسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعَاهَدَهُ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُونَ ثُمَّ قُلْتُ يَا أَبَى اللَّهِ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْتِي الْمُؤْمِنُونَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ فاعہد یعنی اپنے بعد خلیفہ کو معین کروں اور یہی ہے جو بخاری رضی اللہ عنہ نے سمجھا پس ہاندھا ترجمہ ساتھ اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اے عائشہ! اپنے باپ اور بھائی کو بلا کہ میں ان کو نوشتہ لکھ دوں اور اس کے اخیر میں ہے کہ اللہ اور مؤمنین ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوائے کسی کی خلافت نہ مانیں گے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد خلافت ہے۔

۶۶۷۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کرتے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو البتہ خلیفہ مقرر کیا اس نے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو البتہ خلیفہ نہ مقرر کیا اس نے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت ﷺ نے تو لوگوں نے اس کو نیک کہا سو کہا کہ بعض رغبت کرنے والا ہے اور بعض ڈرنے والا میں دوست رکھتا ہوں کہ نجات پاؤں خلافت سے برابر برابر نہ مجھ کو اس کا ثواب ہو اور نہ عذاب نہیں اٹھاتا میں خلافت کو زندہ اور مردہ۔

۶۶۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قِيلَ لِعُمَرَ أَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ إِنْ أَسْتَخْلِفُ فَقَدْ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرُكُ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبَعُوا عَلَيْهِ فَقَالَ رَاغِبٌ زَاهِبٌ وَدِدْتُ أَنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِي وَلَا عَلَيَّ لَا أَنْحَمَلَهَا حَيًّا وَلَا مَيِّتًا.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تیرا باپ کسی کو خلیفہ نہیں بنانے والا سو میں نے قسم کھائی کہ اس سے اس امر میں کلام کروں گا سو اس نے کہا کہ اگر تیرے واسطے کوئی بکریوں کا چرانے والا ہو اور وہ ان کو چھوڑ کے تیرے پاس چلا آئے تو البتہ بکریاں ضائع ہو جائیں گے سو آدمیوں کی رعایت سخت تر ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ اپنے دین کو نگاہ رکھے گا اور ظاہر یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہ خلیفہ کرنا راجح تھا اس واسطے کہ یہی فعل حضرت ﷺ سے واقع ہوا ہے اور یہ جو کہا کہ راغب یا راہب تو اس کے کئی معنی ہیں ایک یہ کہ جن لوگوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نیک کہا بعض ان میں راغب ہے میری نیک رائے میں اور یا ڈرنے والا ہے ظاہر کرنے اس چیز کے سے جو اس کے دل میں اس کی کراہت سے ہے یا راغب ہے اس میں جو میرے نزدیک ہے اور ڈرانے والا ہے مجھ سے یا مراد یہ ہے کہ بعض آدمی خلافت میں راغب ہے اور بعض اس سے ڈرنے والا یا میں راغب ہوں اس میں جو اللہ کے پاس ہے اور ڈرنے والا ہوں اس کے عذاب سے سو نہیں اعتماد کرتا میں تمہاری تعریف پر اور اسی خیال نے مجھ کو خلیفہ کرنے سے باز رکھا اور اس قصے میں دلیل ہے اوپر جواز عقد خلافت کے امام والی سے اپنے غیر کے واسطے اور یہ کہ امر اس کا اس میں جائز ہے عام مسلمانوں پر واسطے اتفاق کرنے اصحاب کے اوپر عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے عہد کیا اور اسی طرح سچ قبول کرنے عہد عمر رضی اللہ عنہ کے طرف چھ آدمیوں کے اور چھ کو اس واسطے خاص کیا کہ ان میں سے ہر ایک میں دو امر جمع تھے ایک بدری ہونا اور ایک راضی ہونا حضرت ﷺ کا ان سے مرتے دم تک اور اس میں رد ہے طبری وغیرہ پر کہ اس نے جزم کیا کہ حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اور وجہ رد کی یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے خلیفہ نہیں کیا لیکن طبری نے تمسک کیا ہے ساتھ اس کے کہ لوگوں کا اتفاق ہے اس پر کہ انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کا خلیفہ نام رکھا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کا خلیفہ کیا تو جواب یہ ہے کہ ان کے خلیفہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ حضرت ﷺ کے بعد خلافت کے ساتھ قائم ہوئے یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ان معنوں سے کہا کہ حضرت ﷺ اس کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث باب کی اور سوائے اس کے وائل سے اگرچہ نہیں ہے کسی حدیث میں ان میں سے تصریح لیکن مجموع حدیثوں سے لیا جاتا ہے اور اسی طرح اس میں رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے راوندیہ سے کہ حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اور اسی طرح سب رافضیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا تھا اور وجہ رد کی ان پر اتفاق اصحاب کا ہے اوپر متابعت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پھر ان کی بات ماننے پر عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے میں پھر عمل کرنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں شوریٰ پر اور نہ دعویٰ کیا عباس رضی اللہ عنہ نے اور نہ علی رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے عہدہ خلافت کا ان کو دیا تھا اور کہا نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ اجماع ہے اوپر منعقد ہونے خلافت کے ساتھ خلیفہ مقرر کرنے کے اور اوپر صحیح

ہونے اس کے ساتھ اہل حق اور عقد کے واسطے کسی آدمی کے جس جگہ نہ ہو خلیفہ بنانا اس کے غیر کا اور یہ کہ جائز ہے ٹھہرانا خلیفہ کا امر کو شوریٰ درمیان عدل محصور کے یا غیر محصور کے اور اجماع ہے اس پر کہ وہ واجب ہے ساتھ شرع کے نہ ساتھ عقل کے اور بعض خارجیوں نے اس میں خلاف کیا ہے سو کہا انہوں نے کہ نہیں واجب ہے قائم کرنا خلیفہ کا اور خلاف کیا ہے بعض معتزلہ نے سو کہا کہ واجب ہے ساتھ عقل کے نہ ساتھ شرع کے اور یہ قول دونوں باطل میں پہلا قول اجماع سابق کے مخالف ہے اور معتزلہ کا قول بھی ظاہر فساد ہے اس واسطے کہ نہیں دخل ہے عقل کے واسطے واجب کرنے اور حرام کرنے میں اور نہ تحسین اور تقیح میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے یہ باعتبار عادت کے۔ (فتح)

۶۶۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اخیر خطبہ سنا جب کہ منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ اگلے دن تھا اس دن سے جس میں حضرت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چپ تھے نہ بولتے تھے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ کو امید تھی کہ حضرت رضی اللہ عنہ زندہ رہیں گے یہاں تک کہ ہم سب لوگوں سے پیچھے رہیں گے سو اگر محمد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو بے شک اللہ نے تمہارے درمیان نور ٹھہرایا ہے جس کے ساتھ تم راہ پاؤ جس سے اللہ نے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کو راہ دکھلائی یعنی قرآن اور یہ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں اور دوسرے ہیں دو کے یعنی غار میں اور یہ کہ وہ لائق تر سب مسلمانوں میں ساتھ تمہارے کاموں کے یعنی لائق ہے خلافت کے سوا کچھ کہ ان کی بیعت کرو اور ان میں سے ایک گروہ اس سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکے تھے قوم بنی ساعدہ کی چوپالی میں اور عام لوگوں کی بیعت منبر پر تھی کہا زہری نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ سنا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اس دن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ منبر پر چڑھو ہمیشہ رہے کہتے ان کو یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور عام لوگوں نے ان سے بیعت خلافت کی۔

۶۶۷۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْأَخِرَةَ حِينَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَلِكَ الْعَدَمُ مِنْ يَوْمِ تُوْفِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَأَبُو بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَعْيشَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَذُبُرَنَا يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَكُونَ آخِرَهُمْ فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ نُورًا تَهْتَدُونَ بِهِ هَدَى اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَانِي النَّبِيِّ فَإِنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِينَ بِأُمُورِكُمْ فَقَوْمُوا فَبَايَعُوهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوهُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةَ الْعَامَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ

عَمَرَ يَقُولُ لِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ اصْعِدِ الْمِنْبَرَ
فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ
النَّاسُ عَامَّةً.

فائدہ: یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے حکایت کی کہ انہوں نے سنا تو یہ سنا بعد عقد بیعت کے تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بنی ساعدہ کے چوپال میں یعنی پھر ذکر کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے جو اس بیعت میں حاضر نہ تھا جو واقع ہوا اس جگہ پھر بلایا باقی لوگوں کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف سو بیعت کی ان سے ان لوگوں نے جو وہاں حاضر نہ تھے اور یہ سب معاملہ ایک ہی دن میں واقع ہوا اور یہ بیعت منبر کی بسبب ان لوگوں کے تھی جو بنی ساعدہ کے چوپال میں حاضر نہ تھے ورنہ اس کی کچھ حاجت نہ تھی اور ثانی اثنین ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس واسطے ذکر کیا کہ یہ صفت ان کے ساتھ خاص ہے کسی اور میں نہیں پائی جاتی اور یہ فضیلت ان کی سب فضیلتوں میں بڑی ہے جس کے ساتھ وہ حضرت ﷺ کے مستحق خلافت کے ہوئے اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منبر پر چڑھا تو یہ اس واسطے تھا کہ تاکہ پہچانے ان کو واقف اور ناواقف اور یہ جو کہ عام لوگوں نے ان سے بیعت کی یعنی دوسری بیعت عام تر اور مشہور تھی پہلی بیعت سے جو سقیفہ بنی ساعدہ میں واقع ہوئی تھی۔ (فتح)

۶۶۸۰۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو آپ سے کسی چیز میں کلام کیا سو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ ہمارے پاس پھر آنا سو اس نے کہا یا حضرت! خبر دو مجھ کو کہ اگر میں آؤں اور حضرت ﷺ کو نہ پاؤں یعنی حضرت ﷺ کا انتقال ہو گیا ہو تو کس کے پاس جاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا جو میں کرتا ہوں سو وہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب ابو بکر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

۶۶۸۱۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بزاخہ کے ایلچیوں سے کہا کہ تم اونٹوں کے پیچھے پیچھے پھرو یعنی اونٹ چراؤ اور ان کا منافع کھاؤ یہاں تک کہ اللہ اپنے پیغمبر کے خلیفے کو اور مہاجرین کو کوئی امر دکھلائے یعنی کوئی امر ان کے

۶۶۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
سُفْيَانَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ
بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ لَوْ فِدِ بَرَاخَةَ تَبْعُونَ أَذْنَابَ الْإِبِلِ

حَتَّىٰ يَرِيَّ اللَّهُ خَلِيفَةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِينَ أَمْرًا يَعْلَمُونَ نَكْمَهُ بِهِ.

دل میں آئے جس سے تم کو معذور رکھیں۔

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ مراد غایب سے جہاں تک ان کو مہلت دی یہ ہے کہ ظاہر ہو تو بہ ان کی اور اصلاح ان کی خوبی اسلام ان کے سے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا اور غرض اس سے یہ قول ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ خلیفہ اس کے پیغمبر کا اور یہ حدیث پوری یہ ہے کہ اسی بڑا نسخہ کی قوم اسد اور غطفان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان سے صلح طلب کرتے تھے تو اختیار دی ان کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درمیان لڑائی کھلی کے اور درمیان صلح ذلیل کرنے والی کے سوانہوں نے کہا کہ لڑائی کھلی کو تو ہم پہچانتے ہیں لیکن صلح ذلیل کرنے والے کیا ہے کہا کہ تم سے ہتھیار اور گھوڑے چھین لیے جائیں گے یعنی تاکہ شوکت نہ رہے اور تمہاری طرف سے امن رہے اور ہم لوٹیں گے جو تم سے پائیں گے یعنی اس کو آپس میں بانٹ لیں گے اور تم کو نہیں پھیر دیں گے اور پھر دو تم ہم کو جو ہم سے لوٹو یعنی لڑائی کی حالت میں اور تم ہمارے مقتولوں کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول آگ میں ہیں یعنی ان کی دیت دنیا میں نہیں اس واسطے کہ وہ مشرک تھے باحق مارے گئے تھے پس ان کی کوئی دیت نہیں اور تم جھوڑے جاؤ گے اونٹوں کے پیچھے پیچھے پھرو گے یہاں تک کہ اللہ الخ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے مقتول اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کا اجر اللہ پر ہے ان کے واسطے کوئی دیت نہیں تو لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی پیروی کی۔ (فتح)

بَابُ

یہ باب ہے

۶۶۸۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ میرے بعد بارہ سردار ہوں گے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لفظ فرمایا کہ میں نے نہیں سنا میرے باپ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ لفظ فرمایا کہ وہ سب سردار قریش کی قوم سے ہوں گے۔

۶۶۸۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا فَقَالَ بَلِيغَةٌ لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ أَبِي إِنَّهُ قَالَ كُلَّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

فائدہ: ہر چند حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد بہت سردار ہوئے لیکن مراد یہ ہے کہ بارہ سردار ایسے ہوں گے ان کی خلافت کی صفت یہ ہے کہ اس وقت اسلام کی قوت اور عزت ہوگی اور دوسری صفت ان کی خلافت کی یہ ہے کہ ہر ایک پر ان میں سے سب امت جمع ہوگی اور کہا قاضی عیاض نے کہ وارد ہوتے ہیں اس عدد پر دو سوال ایک سوال یہ کہ معارض ہے اس کو ظاہر اس حدیث کا کہ میرے بعد خلافت تمیں برس ہوگی پھر بادشاہ اس واسطے کہ ان تیس سالوں میں نہ تھے مگر چاروں خلیفے اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور دوسرا سوال یہ ہے کہ اس عدد سے زیادہ سردار ہو چکے ہیں اور جواب پہلے

سوال کا یہ ہے کہ مراد تیس سال کی حدیث میں خلافت نبوت کی ہے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ قید نہیں اور دوسرے سوال کا یہ جواب ہے کہ یہ نہیں کہا کہ بارہ سے زیادہ نہیں ہوں گے صرف یہ کہا کہ بارہ ہیں اور اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ بارہ سے زیادہ نہ ہوں گے اور یہ اس وقت ہے کہ ٹھہرایا جائے یہ لفظ ہر حاکم پر ورنہ احتمال ہے کہ مراد وہ لوگ ہوں جو خلافت کے مستحق ہوں عادل اماموں سے اور چار خلیفہ ان میں سے گزر چکے ہیں اور ضروری ہے کہ باقی تعداد قیامت سے پہلے تک پوری ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ ہوں گے بارہ خلیفہ بیچ مدت عزت خلافت کے اور قوت اسلام کے اور استقامت امور اس کے اور جمع ہونے لوگوں کے خلیفہ پر اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ ہر ایک پر سب امت جمع ہوگی اور یہ عدد پایا گیا ہے جن پر لوگ جمع ہوئے یہاں تک کہ بنی امیہ کا کام بگڑا اور واقع ہوا فتنہ ولید بن یزید کے زمانے میں یہاں تک کہ قائم ہوئی حکومت عباسیوں کی اور یہ عدد موجود صحیح ہے جب کہ اعتبار کیا جائے اور احتمال ہے کہ یہ بارہ سردار فتنے فساد کے زمانے میں ہوں اور اللہ جانتا ہے اپنے پیغمبر کی مراد کو اور یہ اخیر احتمال مردود ہے اور کہا ابن جوزی نے کہ مراد موجود ہونا بارہ خلیفوں کا ہے بیچ جمع مدت اسلام کے قیامت تک نفل کرنے کے ساتھ دین حق کے اگرچہ نہیں متصل ہوگا زمانہ ان کا اور مراد لوگوں کے جمع ہونے سے یہ ہے کہ ان کی بیعت کے واسطے سب لوگ فرمانبردار ہوں گے اور سب لوگ ان کی بیعت کریں گے اور جو واقع ہوا ہے یہ ہے کہ لوگ جمع ہوئے ابو بکر رضی اللہ عنہ پر پھر عمر رضی اللہ عنہ پر پھر عثمان رضی اللہ عنہ پر پھر علی رضی اللہ عنہ پر جمع ہوئے لوگ معاویہ پر وقت صلح کرنے حسن رضی اللہ عنہ کے اس سے پھر جمع ہوئے سب لوگ اس کے بیٹے یزید پر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا کچھ انتظام نہ ہوا بلکہ اس سے پہلے شیبہ ہوئے پھر جمع ہوئے عبدالملک پر بعد قتل ہونے ابن زبیر کے پھر جمع ہوئے اس کے چاروں بیٹوں پر یعنی ولید پر پھر سلیمان پر پھر یزید پر پھر ہشام پر اور سلیمان اور یزید کے درمیان عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پر جمع ہوئے پھر ان کے بعد فتنے فساد پھیلے اور پھر اس دن کے بعد کسی پر سب لوگ جمع نہیں ہوئے یا مراد تمام وہ لوگ ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت تک حاکم ہوئے کہ وہ چودہ امیر ہیں ان میں سے دو آدمیوں کی سرداری تو صحیح نہیں ہوئی اور نہ ان کی مدت حکومت دراز ہوئی اور وہ معاویہ بن یزید اور مروان ہیں اور باقی بارہ سردار ہیں جیسے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وفات ایک سو ایک سال ہجری میں تھی اور اس کے بعد حالات متغیر ہوئے اور گزر گیا وہ زمانہ جو سب زمانوں میں بہتہ ہے اور نہیں قدح کرتا ہے اس میں یہ قول حضرت رضی اللہ عنہ کا کہ سب لوگ ان پر جمع ہوں گے اور ان کی بیعت کریں گے اس واسطے کہ وہ معمول ہے اکثر اور اغلب اوقات پر اس واسطے کہ یہ صفت نہیں گم ہوئی ہے مگر حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ میں باوجود صحیح ہونے ان کی حکومت کے اور حکم کرنے کے ساتھ اس بات کے کہ جو ان دونوں کا مخالف تھا نہیں ثابت ہوا استحقاق اس کا مگر بعد تسلیم حسن رضی اللہ عنہ کے اور بعد قتل ہونے ابن زبیر کے اور اکثر ان بارہ امیروں کے زمانوں میں امور ملک کا

انتظام رہا اگرچہ ان کی بعض مدت میں ملک کے انتظام میں کچھ قصور واقع ہوا اور یہ نسبت استقامت کی نہایت قلیل اور نادر ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِخْرَاجِ الْخُصُومِ وَأَهْلِ الرَّيْبِ
مِنَ الْبُيُوتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ أُخْرِجَ
عُمَرُ أُخْتِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ نَاحَتْ.

نکالنا جھگڑنے والوں اور شک والوں کا گھروں سے بعد
معرفت کے اور البتہ نکالا عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بہن
کو جب کہ اس نے نوحہ کیا۔

فائدہ: یہ باب اور اثر اور حدیث کتاب الاشخاص میں گزر چکے ہیں۔

۶۶۸۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ
لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَّ بِحَطَبٍ يُحْتَطَبُ ثُمَّ
أَمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنُ لَهَا ثُمَّ أَمُرَ رَجُلًا
فَيُؤَمُّ النَّاسَ ثُمَّ أَخَالَفَ إِلَيَّ رِجَالٌ فَأَحْرَقَ
عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ
يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرَقًا سَمِينًا أَوْ
مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ. قَالَ
مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ يُونُسُ قَالَ مُحَمَّدُ
بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مِرْمَاةٌ مَا بَيْنَ
ظَلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلَ مِئْسَاةٍ
وَمِئْسَاةٍ الْمِيمُ مَخْفُوضَةٌ.

۶۶۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری
جان ہے کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ حکم کروں لکڑیوں کا کہ
جمع کی جائیں پھر حکم کروں نماز کا اس کے واسطے اذان دی
جائے پھر حکم کروں کسی مرد کو کہ لوگوں کو جماعت سے نماز
پڑھائے پھر میں ان مردوں کی طرف جاؤں جو جماعت میں
نہیں آتے سوان کے گھر ان پر جلا دوں اور قسم ہے اللہ کی
جس کے قابو میں میری جان ہے اگر کوئی جانے کہ وہ پائے گا
موٹی ہڈی یا دو کھر بکری کے عمدہ تو البتہ حاضر ہو عشاء کی نماز
میں، کہا ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے مرماة وہ گوشت ہے جو بکری کے
کھر کے درمیان ہو مثل وزن منساة کی اور میعاة کی ساتھ زیر
میم کے۔

فائدہ: اور جب جماعت کے تارک کو گھر سے نکالنا اور اس کا گھر جلانا جائز ہے تو خصوم وغیرہ کا گھر سے نکالنا
بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

بَابُ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَمْنَعَ الْمُجْرِمِينَ
وَأَهْلَ الْمُعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهُ
وَالزِّيَارَةَ وَنَحْوَهُ.

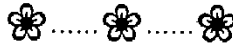
کیا جائز ہے امام کے واسطے یہ کہ منع کرے گنہگاروں کو
اور نافرمانی کرنے والوں کو اپنے ساتھ کلام کرنے سے
اور زیارت اور مانند اس کی سے۔

فائدہ: اہل المعصیہ عطف عام کا ہے خاص پر۔

۶۶۸۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللَيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ
كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ
كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ
فَذَكَرَ حَدِيثَهُ وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا
عَلَى ذَلِكَ حَمْسِينَ لَيْلَةً وَأَذَنَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا.

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

۶۶۸۴۔ حضرت عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ
کعب بن مالک کا کھینچنے والا تھا ان کی اولاد سے جب کہ وہ
اندھے ہو گئے کہا سنا میں نے کعب بن مالک سے کہا جب کہ جنگ
تبوک میں حضرت ﷺ سے پیچھے رہا پھر ذکر کی حدیث اپنی
اور منع کیا حضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ہماری کلام سے سو
ٹھہرے ہم اسی حال پر پچاس راتیں اور حضرت ﷺ نے خبر
دی ساتھ توبہ قبول کرنے اللہ کے اوپر ہمارے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب التمنی

کتاب ہے بیچ بیان تمنا اور آرزو کرنے کے

فائدہ: تمنی ایک ارادہ ہے جو متعلق ہوتا ہے ساتھ آئندہ زمانے کے سوا اگر خیر میں ہو بغیر اس کے کہ متعلق ہو جسم سے تو وہ مطلوب ہے ورنہ مذموم ہے اور بعضوں نے کہا کہ تمنی اور ترجی میں عموم خصوص ہے کہ ترجی ممکن چیز میں ہے اور تمنی عام تر ہے۔ (فتح)

جو آیا ہے تمنی میں اور جو آرزو کرتا ہے شہادت کی

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَنِيِّ وَمَنْ تَمَنَّى
الشَّهَادَةَ

۶۶۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ مجھ سے پیچھے رہنے کو برا جانتے ہیں اور میرے پاس سواری موجود نہیں جس پر ان کو سوار کروں تو میں کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا البتہ دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر مارا جاؤں چار بار۔

۶۶۸۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيْرِ حَدَّثَنِي
اللَيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيْبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالَ
يَكْرَهُونَ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي وَلَا أَجْدُ مَا
أَحْمِلُهُمْ مَا تَخَلَّفَتْ لَوِ دِدْتُ أَبِي أَقْتُلُ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أَقْتُلُ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ
أَقْتُلُ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أَقْتُلُ.

فائدہ: اور مقصود حدیث سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور وودت وودات سے ہے اور اس کے معنی ہیں ارادہ وقوع شے کا اوپر وجہ مخصوص کے اور راغب نے کہا کہ وودجت شے کی ہے اور اس کے حاصل ہونے کی آرزو کرنا۔ (فتح)

۶۶۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے

۶۶۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں سو مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا میں اللہ کے واسطے گواہی دیتا ہوں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَدِدْتُ أَبِي أَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُهُنَّ ثَلَاثًا أَشْهَدُ بِاللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ تَمَنِّيِ الْخَيْرِ

باب ہے بیچ بیان آرزو کرنے خیر کے

فائدہ: یہ باب عام تر ہے پہلے باب سے اس واسطے کہ اللہ کی راہ میں لڑنا منجملہ خیر سے ہے اور اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ تمنا مطلوب نہیں بند کی گئی ہے طلب شہادت میں۔

اور بیچ فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اگر میرے واسطے احد کا پہاڑ سونا ہوتا

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِي أَحَدٌ ذَهَبًا

۶۶۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد کا پہاڑ سونا ہوتا تو البتہ میں چاہتا کہ تین راتیں نہ گزریں اور میرے پاس اس میں سے ایک اشرفی ہوتی کہ پاؤں میں جو اس کو قبول کرے مگر وہ چیز جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں جو مجھ پر ہو۔

۶۶۸۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ عِنْدِي أَحَدٌ ذَهَبًا لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا يَأْتِيَ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ أَرْضُهُ فِي دِينٍ عَلَيَّ أَحَدٌ مَنْ يَقْبَلُهُ.

فائدہ: اور مقصود حدیث سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے صحبت۔

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا

۶۶۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا تو قربانی کو اپنے ہاتھ نہ ہانک لاتا اور لوگوں کے ساتھ احرام اتارتا جب کہ انہوں نے احرام اتارا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سَقَّتْ الْهَدْيُ

وَلَحَلَّتْ مَعَ النَّاسِ حِينَ حَلُّوْا.

۶۶۸۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا
يَزِيدُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِينَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَكَّةَ
لِارْتِبَاعِ خَلْوَنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَطُوفَ بِالْبَيْتِ
وَبِالضَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً
وَنَحِلَّ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ وَلَمْ
يَكُنْ مَعَ أَحَدٍ مِّنَّا هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَجَاءَ عَلِيٌّ مِنَ
الْيَمَنِ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ أَهَلَّتْ بِمَا أَهَلَّ بِهِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا
نَطْلُقُ إِلَيْ مَنِيٍّ وَذَكَرُوا أَحَدِنَا يَقْطُرُ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَوْ
اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا
أَهْدَيْتُ وَلَوْ لَا أَنْ مَعِيَ الْهَدْيُ لَحَلَّتْ قَالَ
وَلَقِيَهُ سَرَّاقَةٌ وَهُوَ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا هَذِهِ خَاصَّةٌ قَالَ لَا بَلْ
لِأَبَدٍ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ قَدِمَتْ مَعَهُ مَكَّةَ
وَهِيَ حَائِضٌ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنْ تَسُكَّ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَا
تَطُوفُ وَلَا تَصَلِّي حَتَّى تَطْهَرَ فَلَمَّا نَزَلُوا
الْبَطْحَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَنْتَ لَطُوفٌ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَنْتَ لَطُوفٌ بِحَجَّةٍ قَالَ

۶۶۸۹۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم
حضرت ﷺ کے ساتھ تھے یعنی حجۃ الوداع میں سو ہم نے حج
کا احرام باندھا اور لیبک کہی اور ہم ذی حج کے چوتھی تاریخ کو
کے میں پہنچے سو حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ خانے کعبے اور
صفا مروہ کا طواف کر کے احرام اتار ڈالیں اور اس کو عمرہ
نظہرائیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ احرام نہ اتارے
اور ہم میں سے کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی سوائے حضرت ﷺ
کے اور اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے اور علی رضی اللہ عنہم سے آئے اور ان کے
ساتھ بھی قربانی تھی سو کہا کہ میں نے احرام باندھا جو
حضرت ﷺ نے احرام باندھا تو اصحاب نے کہا کہ ہم منیٰ و
چلیں گے اور ہمارے ذکر کی منیٰ چکتی ہوگی یعنی تازہ ہمارے
کے احرام باندھیں گے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا
حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا تو قربانی کو اپنے ساتھ نہ لاتا
اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں احرام اتار ڈالتا کہا
اور سراقہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ سے ملا اور حال تک آپ جمرہ عقبہ کو
کنکریاں مارتے تھے تو اس نے کہا یا حضرت! کیا یہ ہمارے ہی
واسطے خاص ہے یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا یا حج کو عمرہ کے
ساتھ فسخ کرنا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ کے
واسطے یہی حکم ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے میں آئیں اور ان کو حیض
ہوا تھا تو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ حج کی سب عبادتیں
ادا کریں لیکن خانے کعبے کا طواف نہ کریں اور نہ نماز پڑھیں
یہاں تک کہ حیض سے پاک ہوں سو جب بطحاء میں اترے تو
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! کیا تم چلتے ہو حج اور عمرے دونوں
کے ساتھ اور میں فقط حج کے ساتھ جاؤں گی پھر حضرت ﷺ

نے ان کے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہما کو حکم کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تعمیم کی طرف جائے جو حرم مکہ سے باہر ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ ادا کیا ذی الحجہ میں بعد حج کے دنوں سے۔

باب ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کے بیان میں کاش کہ ایسا ہوتا اور ایسا ہوتا

فائدہ: یقیناً تہنسی کا حرف ہے اکثر محال چیز کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور ممکن کے ساتھ کم۔ (فتح)

۶۶۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بے خواب رہے سونے کا موقع نہ ملا پھر فرمایا کہ کاش کوئی نیک مرد میرے اصحاب میں سے آج کی رات میری نگہبانی کرے کہ اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا سعد ہے یا حضرت! میں آپ کی نگہبانی کے واسطے آیا ہوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خرانے سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کاش مجھ کو علم ہوتا کہ کیا میں رات کاٹوں گا اس میدان میں کہ اور میرے گرد اذخر ارجلیل ہو یعنی کئے میں تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی۔

ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا إِلَى التَّعِيمِ فَأَعْتَمَرَتْ عُمَرَةَ فِي ذِي الْحِجَّةِ بَعْدَ أَيَّامِ الْحَجِّ.

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا

۶۶۹۰۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَرِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السَّلَاحِ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْنَا غَطِيطَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ بِلَالٌ أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِئِنَّ لَيْلَةَ بَوَادٍ وَحَوْلِي إِذْ حُرِّ وَجَلِيلٌ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نگہبانی کرواتے تھے پھر جبکہ یہ آیت اتری وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نگہبانی کر وانی چھوڑ دی اور موضع دلالت کی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی۔

قرآن اور علم کی آرزو کرنا

بَابُ تَمَنَّى الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ

۶۶۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

۶۶۹۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمیوں میں ایک تو وہ مرد جس کو اللہ نے قرآن دیا ہے سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجھ کو بھی قرآن آتا یا توفیق ہوتی جیسے اس کو ہے تو میں بھی کرتا جیسے یہ کرتا ہے دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور وہ اس کو بجا خرچ کیا کرتا ہے تو وہ یوں کہے کہ اگر مجھ کو مال دیا جاتا جیسا اس کو دیا گیا تو میں بھی کرتا جیسا یہ کرتا ہے۔

جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوا إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُولُ لَوْ أُوتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا لَا يُفِيقُهُ فِي حَقِّهِ فَيَقُولُ لَوْ أُوتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بِهَذَا.

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے سچ تمنی کرنے قرآن کے اور علم بھی حکم میں اس کے ساتھ ملحق ہے اور جائز ہے آرزو کرنا اس چیز کی جو غیر کے ساتھ متعلق نہ ہو یعنی اس قسم سے کہ مباح ہے بنا بر اس کی پس نہ تمنی کرنے سے مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ حسد اور بغض کا باعث ہو۔ (فتح)

جو مکروہ ہے تمنی کرنا

اور اللہ نے فرمایا کہ نہ آرزو کرو جو فضیلت دی اللہ نے ساتھ اس کے بعضوں کو بعض پر آخر آیت تک

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّيِ
وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾

۶۶۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ نہ آرزو کیا کرو مرنے کی تو اہل بیت میں مرنے کی آرزو کرتا۔

۶۶۹۲۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَوْ لَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ لَتَمَنَيْتُ.

۶۶۹۳۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیمار پرسی کو گئے اور اس نے اپنے بدن پر سات داغ گلوائے تھے سو اس نے کہا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہم کو موت

۶۶۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْنَا خَبَابَ بْنِ الْأَرْتِ نَعُوذُ وَقَدْ اُكْتَوَى سَبْعًا فَقَالَ

کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔

۶۶۹۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ آرزو کرے تم میں سے کوئی موت کی اگر نیک ہے تو شاید نیک عمل زیادہ کرے اور اگر بد ہے تو شاید توبہ کرے۔

لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُو بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.
۶۶۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدِ اسْمَةَ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ يَزِدَّادُ وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتَبُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَبُو عُبَيْدِ اسْمَةَ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ.

فائدہ: ان سب حدیثوں میں زجر ہے موت کی آرزو کرنے سے اور حدیثوں اور آیت کے درمیان مناسبت میں خفا ہے مگر یہ کہ ارادہ کیا ہو کہ کروہ تنہا سے وہ جنس اس چیز کی ہے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ آیت اور جس پر دلالت کرتی ہے حدیث اور حاصل آیت کا زجر ہے حسد سے اور حاصل حدیث اول کا ترغیب ہے صبر پر سو جب تمنی موت سے منع کیا گیا تو ہوگا امر ساتھ صبر کے مصیبت پر جو اس پر اترے اور جمع کرتا ہے آیت اور حدیث کو رغبت دلانا رضا پر اور ماننا اللہ کے حکم کو اور حکمت سچ منع ہونے آرزو موت کے یہ ہے کہ موت مانگنا اپنے وقت سے پہلے ایک قسم اعتراض ہے اور مقابلہ ہے تقدیر کا اگرچہ عمر نہ کم ہوتی ہے نہ زیادہ سو موت کی آرزو کرنا نہیں تاثیر کرتا اس کے زیادہ ہونے میں اور نہ کم ہونے میں لیکن وہ ایک امر ہے کہ اس سے پوشیدہ کیا گیا ہے اور ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر موت مانگنے کی ضرورت ہو تو یوں مانگے کہ الہی! مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور موت دے جب میرے حق میں موت بہتر ہو اور یہ جو فرمایا کہ اگر نیک ہو تو نیک عمل زیادہ کرے گا الخ تو ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مکلف کا حال ان دونوں حالتوں میں بند ہے اور تیسری قسم باقی ہے اور وہ یہ کہ اس کے نیک اور بد عمل ملے ہوئے ہوں پس یا تو بدستور رہے گا اور اس کے اور یا نیکی زیادہ کرے گا یا بدی زیادہ کرے گا یا نیک ہوگا تو بد ہو جائے گا یا بد ہوگا تو زیادہ بدی کرے گا اور جو اب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اکثر اوقات پر یعنی غالب حال مسلمانوں کا یہی ہوتا ہے خاص کر مخاطب اس کے ساتھ اصحاب تھے اور البتہ میرے دل میں گزرا کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف رشک کرنے محسن کے اپنے احسان سے اور ڈرانا ہے بد کا اس کی بدی سے یعنی جو نیک ہو وہ

موت کی آرزو نہ کرے اور بدستور رہے اپنی نیکی پر اور زیادہ کرے نیک عمل اور جو بدکار ہو وہ بھی موت کی آرزو نہ کرے اور باز رہے بدی سے تاکہ اپنی بدی پر نہ مرے پس ہوگا خطرے پر اور باقی تقسیم بھی اس میں داخل ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَوْلَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا

کہنا مرد کا کہ اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ

نہ پاتے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف روایت مختصر کی جو روایت کی ہے خندق کھودنے کے باب میں۔

۶۶۹۵۔ حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جنگ خندق کے دن ہمارے ساتھ مٹی اٹھاتے تھے اور البتہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ مٹی نے آپ کا پیٹ چھپایا تھا فرماتے تھے کہ اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے سوا تا رے تسکین کو ہم پر اور مشرکوں نے البتہ ہم پر زیادتی کی ہے اور جب وہ فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے اپنی آواز کو اس کے ساتھ بلند کرتے تھے۔

۶۶۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْأَخْزَابِ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَارَى التُّرَابَ بِيَاضَ بَطْنِهِ يَقُولُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا نَحْنُ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلِّينَا فَأَنْزَلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا إِنَّ الْأُولَى وَرَبَّمَا قَالَ الْمَلَأَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا الْهِنَةَ أَيْبِنَا أَيْبِنَا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

فائدہ: اور یہ کلمہ لولا کا عرب کے نزدیک منع ہوتی ہے اس کے ساتھ ایک چیز واسطے وجود غیر کے پس معنی لولا اللہ ما احدینا کے کہ ہماری ہدایت اللہ کی طرف سے ہے اور مناسبت حدیث کی باب سے یہ ہے کہ جب معلق کیا جائے ساتھ اس صیغے کے قول حق تو نہیں منع ہوتا ہے برخلاف اس کے کہ معلق کیا جائے ساتھ اس کے جو حق نہ ہو مثلاً کوئی شخص کوئی چیز کرے پس واقع ہو گناہ میں سو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو ایسا نہ ہوتا پس اگر اس کو تحقیق معلوم ہو کہ جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور ہونے والا ہے برابر ہے کہ کرتا یا نہ کرتا تو اس کا قول اور اعتقاد نوبت پہنچاتا ہے طرف تکذیب تقدیر کی۔ (فتح)

دشمن کے ملنے کی آرزو کرنا مکروہ ہے روایت کیا ہے اس کو اعرج نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ﷺ سے

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ وَرَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ شہادت کی آرزو کرنا جائز ہے اور ظاہر ان دونوں کے درمیان تعارض ہے اس واسطے کہ شہید ہونے کی آرزو محبوب ہے پس کیوں منع کیا گیا ہے دشمن کے ملنے سے اور حالانکہ وہ پہنچاتا ہے طرف محبوب کی

اور جواب یہ ہے کہ حاصل ہونا شہادت کا خاص تر ہے ملنے سے واسطے امکان تحصیل کرنے شہادت کے باوجود نصرت اسلام کے حاصل دوام عزت اس کی کے ساتھ توڑنے کفار کے اور دشمن سے ملنا کبھی پہنچاتا ہے طرف عکس اس کے کی پس منع کیا گیا اس کی آرزو کرنے سے اور نہیں مخالف ہے شہادت کی آرزو کرنے کو اور یا شاید کراہت خاص ہے ساتھ اس کے جس کو اعتماد ہو اپنی قوت پر اور خود پسند ہو۔ (فتح)

۶۶۹۶۔ حضرت سالم بن عبداللہ غلام آزاد عمر بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور وہ عمر رضی اللہ عنہما کا کاتب تھا کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما نے اس کی طرف لکھا تو میں نے اس کو پڑھا سو اچانک اس میں لکھا تھا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ آرزو کیا کرو دشمن سے ملنے کی یعنی لڑائی کے وقت اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔

۶۶۹۶۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى فَقَرَأَتْهُ فَإِذَا فِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَمَنَوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْتَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ سے عافیت مانگو تو اس واسطے کہ دعا کرنا ساتھ تحصیل کرنے امور اخروی کے بغل گیر ہے ایمان بالغیب کو باوجود اس کے کہ اس میں ظاہر کرنا محتاجی کا طرف اللہ کی اور اس کے آگے ذلیل ہونا اور دعا کرنا ساتھ تحصیل امور دنیاوی کے واسطے محتاج ہونے داعی کے ہے طرف ان کی سو کبھی وہ مقدر ہوتی ہے ساتھ دعا کرنے کے سو ہر سبب اور مسبب مقدر ہے بخلاف دعا موت کے کہ نہیں ہے اس میں کوئی مصلحت ظاہرہ بلکہ اس میں مفسدہ ہے اور وہ طلب کرنا نعمت زندگی دور کرنے کو اور جو اس پر مرتب ہوتا ہے فوائد سے خاص کر جب کہ مومن ہو اس واسطے کہ بدستور رہنا ایمان کا افضل عملوں سے ہے۔ (فتح)

جو جائز ہے لو سے

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ اللَّوِّ

فائدہ: مراد یہ ہے کہ جو جائز ہے قول اس شخص کے سے جو راضی ہو ساتھ قضاء اللہ کے اگر یوں ہوتا تو البتہ یوں ہوتا یعنی لو کا کلمہ کسی امر میں کہنا جائز ہے یا نہیں کلمہ لو کا واسطے معلق کرنے دوسری چیز کے ہے ساتھ اول کے زمانہ ماضی میں سو دلالت کرے گا اور پر انشاء اول کے اس واسطے کہ اگر ثابت ہوتا تو لازم آتا ثبوت ثانی کا اس واسطے کہ وہ واسطے ثبوت ثانی کے ہے بر تقدیر اول کے سو جب ہو اول لازم واسطے ثانی کے تو دلالت کرے گا اور منع ہونے ثانی کے واسطے منع ہونے اول کے واسطے ضرورت منفی ہونے ملزوم کے اور اگر اول دوسرے کو لازم نہ ہو تو نہ دلالت کرے گا مگر مجرد شرط پر۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةٌ﴾

اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ لوط علیہ السلام نے کہا کہ اگر مجھ کو تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی تو البتہ میں تم کو منع کرتا اس فساد سے جو تم لائے ہو۔

فائدہ: اور مراد لوط علیہ السلام کی قوت آدمیوں کی تھی ورنہ وہ جانتے تھے کہ ان کے واسطے اللہ سے رکن سخت ہے لیکن وہ چلے ظاہر پر اور یہ آیت بغل گیر ہے اس کو کہ جب مومن بد کام دیکھے جس کے دور کرنے پر قادر نہ ہو تو افسوس کرے اوپر گم ہونے اس شخص کے جو اس کے دفع پر اس کی مدد کرے اور تمنا کرے اس کے وجود کے واسطے حرص کرنے کے اپنے رب کی طاعت پر اور گھبرانے کے بدستور رہنے گناہ کے اسے اور اسی واسطے واجب ہے کہ اپنی زبان سے انکار کرے پھر دل سے جب کہ طاقت دفع کی نہ ہو اور اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے مایجوز من اللو طرف اس کی کہ دراصل وہ جائز نہیں مگر جو اس سے مستثنیٰ ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس قول کے بخاری رضی اللہ عنہ نے طرف اس حدیث کے جو مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مومن قوی اللہ کے نزدیک بہتر اور پیارا ہے مومن ضعیف اور ست سے اور ہر ایماندار میں بہتری ہے اور حرص کرتا رہ اس کام پر جو تجھ کو فائدے دے اور نہ تھک اور اگر تجھ کو کوئی مصیبت پہنچے تو یوں کہہ کہ یہ اللہ نے مقدر کیا تھا اور جو اللہ نے چاہا سو کیا اور بچ اگر کہنے سے اس واسطے کہ اگر کہنا شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے یعنی یوں نہ کہو کہ اگر میں ایسا کام کرتا تو ایسا ایسا ہوتا اور کہا طبری نے کہ تطبیق درمیان اس نہی کے اور ان حدیثوں کے جو جواز پر دلالت کرتی ہیں یہ ہے کہ نہی مخصوص ہے ساتھ جزم کرنے کے فعل سے جو نہیں واقع ہوا یعنی نہ کہہ کسی چیز کے واسطے کہ اگر میں یوں کرتا تو البتہ ضرور ہوتی بغیر اس کے کہ تیرے دل میں مشیت الہی کی شرط ہو اور جو وارد ہوا ہے قول لو سے محمول ہے اس پر جب کہ اس کا فائل یقین کرنے والا ہو ساتھ شرط مذکور کے اور وہ شرط اللہ کی مشیت کی ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو واقع ہوتی اور یہ کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے سے اور وہ مانند قول ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کی ہے غار میں کہ اگر کوئی ان میں اپنا قدم اٹھائے تو ہم کو دیکھ پائے باوجود یقین اس بات کے کہ اللہ ان کی آنکھوں کو ان دونوں سے بند کرنے پر قادر ہے لیکن وہ چلے بحکم عادت ظاہر کے اور ان کو یقین تھا کہ اگر انہوں نے قدم اٹھایا تو نہ دیکھ سکیں گے ان دونوں کو مگر اللہ کی مشیت سے اور کہا عیاض نے کہ جو سمجھا جاتا ہے بخاری رضی اللہ عنہ کے ترجمہ سے اور ان حدیثوں سے جو باب میں ذکر کی ہیں یہ ہے کہ جائز ہے استعمال کرنا لو اور لولا کا اس چیز میں کہ ہو استقبال کے واسطے اس چیز سے کہ اس کا فعل وجود غیر کے واسطے ہے اور وہ باب لو سے ہے اس واسطے کہ نہیں داخل کی اس نے باب میں مگر وہ چیز جو استقبال کے واسطے ہے اور جو حق صحیح یقینی ہے برخلاف ماضی کے یا جس میں اعتراض ہے غیب پر اور تقدیر سابق پر اور نہی تو صرف اس جگہ ہے کہ کہے اس کو اعتقاد کر کے لازم طور سے اور یہ کہ

اگر ہو کرتا اس کو قطعاً وہ مصیبت نہ پہنچتی جو پہنچی اور بہر حال جو اللہ کی مشیت کی شرط کرے اور یہ کہ اگر اللہ کا ارادہ نہ ہوتا تو وہ چیز واقع نہ ہوتی تو یہ اس قسم سے نہیں ہے اور میرے نزدیک معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نبی اپنے ظاہر اور عموم پر ہے لیکن وہ نبی تنزیہی ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ لو شیطان کے کام کی چابی ہے یعنی ڈالتا ہے دل میں معارضہ تقدیر کا اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ لو کا استعمال ماضی میں بھی آیا ہے مثل قول اس کے کی کہ اگر گھر میں اپنا حال آگے سے جانتا، اٹخ پس ظاہر یہ ہے کہ نبی اس کے اطلاق سے ہے اس چیز میں کہ اس میں فائدہ نہ ہو اور بہر حال اگر کہے اس کو بطور افسوس کرنے کے اس چیز پر جو اس سے فوت ہوئی اللہ کی بندگی سے یا اس پر جو دشوار ہو اور اس کے تو اس کا کوئی ڈر نہیں اور اسی پر محمول ہے اکثر استعمال اس کا جو موجود ہے حدیثوں میں کہا قرطبی نے مفہم میں کہ مراد مسلم کی حدیث سے یہ ہے کہ مقدر چیز کے واقع ہونے کے بعد متعین یہ ہے کہ اس کو قبول کرے اور مقدر کے ساتھ راضی ہو اور جو چیز فوت ہو چکی ہو اور واقع ہو چکی ہو اس کی طرف التفات نہ کرے اور اگر فوت شدہ چیز میں فکر کرے اور کہے کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا تو شیطان کے دسو سے اس کے دل میں آتے ہیں سو ہمیشہ اس کے دل میں دسوے آیا کرتے ہیں یہاں تک کہ نوبت پہنچاتے ہیں اس کو طرف صریح خسارے کی پس معارضہ کرتا ہے تو ہم تدبیر سے سابق تقدیر کا اور یہ عمل شیطان کا ہے جس کے اسباب لانے سے منع کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ نہ کہو لو اس واسطے کہ لو شیطان کے کام کی چابی ہے اور یہ مراد نہیں کہ لو کا کلمہ مطلق زبان سے نہ بولے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو چند حدیثوں میں بولا ہے لیکن محل نبی کا اس کے اطلاق سے تو فقط اس چیز میں ہے کہ بطور مقابلہ تقدیر کے بولا جائے باوجود اس اعتقاد کے کہ اگر یہ مانع اٹھ جاتا تو البتہ واقع ہوتا برخلاف مقدر کے نہ جب کہ خبر دے ساتھ مانع کے اس جہت سے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے فائدہ مستقبل میں اس واسطے کہ ایسے اگر کے جائز ہونے میں کچھ اختلاف نہیں اور نہیں ہے اس میں شیطان کے کام کی چابی اور نہ وہ تحریم کی طرف نوبت پہنچاتا ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں نو حدیثیں ذکر کی ہیں بعض میں بولنا ہے ساتھ لو کے اور بعض میں ساتھ لولا کے سو پہلی اور دوسری اور تیسری اور چھٹی اور آٹھویں اور نویں حدیث میں تو لو ہے اور باقی حدیثوں میں لولا ہے۔ (فتح)

۶۶۹۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ
مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنِينَ
فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَادٍ أَمَى النَّبِيُّ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ

۶۶۹۷۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ذکر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو لحان کرنے والوں کو تو عبد اللہ بن شداد نے کہا کہ کیا وہ عورت وہی ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ہوتا میں سنگسار کرنے والا کسی عورت کو بغیر گواہوں کے؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نہیں بلکہ یہ وہ عورت ہے کہ ظاہر کیا تھا

رَاجِمًا امْرَأَةً مِنْ غَيْرِ بَيْنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ
امْرَأَةٌ اَعْلَنْتِ .

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اگر میں ہوتا سنگسار کرنے والا کسی کو بغیر گواہوں کے۔ (فتح)

۶۶۹۸۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشاء کی نماز میں دیر کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نکلے تو کہا یا حضرت! نماز پڑھیے عورتیں اور لڑکے سو گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے سر سے پانی ٹپکتا تھا فرماتے تھے کہ اگر میں اپنی امت پر یا یوں فرمایا کہ لوگوں پر اور سفیان نے بھی کہا اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو البتہ ان کو واجب کر کے حکم کرتا کہ عشاء کی نماز اسی وقت میں پڑھا کریں، کہا ابن جریج نے عطاء سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں ایک رات دیر کی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے ار کہا یا حضرت! عورتیں اور لڑکے سو گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور حالانکہ اپنے سر کی ایک طرف سے پانی نچوڑتے تھے فرماتے تھے بے شک یہ وقت ہے فضیلت کا اور اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ جانتا اور کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عطاء نے نہیں ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو نے تو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے پانی ٹپکتا تھا اور ابن جریج نے کہا کہ سر سے پانی نچوڑتے تھے اور کہا عمرو نے اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا اور کہا ابن جریج نے البتہ وہ وقت ہے اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا اور کہا ابن ابراہیم نے یعنی روایت کیا ہے اس کو محمد بن مسلم نے عمرو سے عطاء سے موصول ساتھ ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیچ اس کے۔

۶۶۹۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ
عَمَرُو حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عَمْرُ
فَقَالَ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَقَدَ النِّسَاءُ
وَالصَّبِيَّانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ يَقُولُ لَوْلَا
أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي أَوْ عَلَيَّ النَّاسَ وَقَالَ
سُفْيَانُ ايْضًا عَلَيَّ أُمَّتِي لِأَمْرَتِهِمْ بِالصَّلَاةِ
هَذِهِ السَّاعَةَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هَذِهِ الصَّلَاةَ فَجَاءَ عَمْرٌ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانَ فَخَرَجَ
وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقْبِهِ يَقُولُ إِنَّهُ
لَلْوَقْتِ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي وَقَالَ
عَمْرُو حَدَّثَنَا عَطَاءٌ لَيْسَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ
أَمَّا عَمْرُو فَقَالَ رَأْسُهُ يَقْطُرُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ
يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقْبِهِ وَقَالَ عَمْرُو لَوْلَا أَنْ
أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ إِنَّهُ لَلْوَقْتِ
لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي وَقَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ
الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ
عَنْ عَمْرُو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

۶۶۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر دشوار اور کٹھن نہ جانتا تو البتہ میں ان کو واجب کر کے مسواک کا حکم کرتا یعنی نماز بچگانہ میں۔

۶۶۹۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ.

۶۷۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر ماہ رمضان میں وصال کے روزے رکھے اور بعض اصحاب نے بھی آپ کے ساتھ وصال کے روزے رکھے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر دراز ہو جاتا تو میں برابر وصال کے روزے اتنے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت سے عبادت کرنے والے اپنی شدت کو یعنی لوگ عاجز ہو کر وصال کرنا چھوڑ دیتے بے شک میں تمہاری طرح نہیں ہوں بے شک میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

۶۷۰۰۔ حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَاصَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ الشَّهْرِ وَوَاصَلَ أَنَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ مُدَّ بِي الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وَصَالًا يَدْعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمِّقَهُمْ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي. تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مُغِيرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: وصال کا روزہ یہ ہے کہ دو روز یا زیادہ برابر روزہ رکھے اور رات کو بھی نہ کھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس روزے سے منع کیا اصحاب نے کہا کہ آپ جو وصال کا روزہ رکھتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی یعنی مجھ کو اپنی طرح نہ سمجھو مجھ کو اللہ کھلاتا پلاتا ہے اور اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

۶۷۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے سے منع فرمایا تو اصحاب نے کہا کہ آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں؟ یعنی اس کا کیا سبب ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے برابر ہے؟ میں رات کاٹتا ہوں میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو جب

۶۷۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا تو حضرت ﷺ نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا پھر ایک روزہ رکھا یعنی دو روز برابر وصال کا روزہ رکھا پھر لوگوں نے ہلال کو دیکھا سو فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ زیادہ ہو جاتا تو میں وصال کا روزہ زیادہ کرتا جیسے ان کو مزادینے والے تھے۔

۶۷۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا حطیم کعبے میں ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا ان کو کیا ہوا انہوں نے اس کو کعبے میں داخل نہ کیا؟ فرمایا کہ تیری قوم کے پاس خرچ نہیں رہا تھا میں نے کہا کیا حال ہے اس کے دروازے کا اونچا ہے؟ فرمایا کہ تیری قوم نے یہ کام اس واسطے کیا تھا کہ جس کو چاہیں اندر داخل کریں اور جس کو چاہیں منع کریں اور اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو سو میں ڈرتا ہوں کہ ان کے دل میں رنج ہو تو میں حطیم کو کعبے میں داخل کرتا اور اس کا دروازہ زمین کے ساتھ ملاتا۔

وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ أَيْكُمْ مِثْلِي إِبْنِي آيْتُ بَطْعَمِي رَبِّي وَيَسْقِينِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوْا الْهَيْلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُمْ كَمَا لَمْ تَكِلْ لَهُمْ.

۶۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا اشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يَدْخُلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكَ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَّ ذَلِكَ قَوْمَكَ لِيَدْخُلُوا مِنْ شَاءَ وَوَيْمَنُوا مِنْ شَاءَ وَوَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُكَبِّرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنَّ الصِّقَ بَابَهُ فِي الْأَرْضِ.

فائدہ: کفر کے زمانے میں کفار قریش نے کعبہ بنایا تھا تو خرچ کی کمی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدیم بنیاد سے شمال کی طرف جد ہر حطیم ہے سات ہاتھ کو کم کر دیا حضرت ﷺ نے اس کو دوبارہ اس واسطے نہ بنوایا کہ قریش نو مسلم تھے ان کو رنج ہوتا کہ پیغمبر نے ہماری بنائی عمارت کو مٹایا شاید اسلام سے پھر جاتے۔

۶۷۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی اصحاب مجھے کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر انصار چلتے کسی میدان میں یا پہاڑ کے کسی درے میں تو میں انصار کے میدان میں یا انصار

۶۷۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكَتُ وَادِيًا

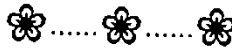
کے راہ میں چلتا۔

۶۷۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی اصحاب مجھ کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر انصار چلتے کسی میدان میں یا پہاڑ کے کسی درے میں تو میں انصار کے میدان میں یا انصار کے راہ میں چلتا۔

الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبِ الْأَنْصَارِ.

۶۷۰۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكَتُ وَادِي الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا تَابَعَهُ أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشَّعْبِ.

فائدہ: کہا سبکی کبیر نے کہ مقصود بخاری رضی اللہ عنہ کا اس باب سے اور اس کی حدیث سے یہ ہے کہ لو یعنی اگر کہنا مطلق مکروہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو مخصوص چیز میں ہے لیا جاتا ہے یہ اس کے قول من اللہ سے پس اشارہ کیا طرف تبعض کی اور وارد ہونے اس کے سے صحیح حدیثوں میں، میں کہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرص کرتا رہ اس پر جو تجھ کو نفع دے اور پھر فرمایا کہ بیخ اگر کہنے سے تو اس میں اشارہ ہے کہ لو مذموم دو قسم پر ہے ایک قسم حال میں ہے جب تک فعل خیر کا ممکن ہو سونہ چھوڑے بسبب گم ہونے اور چیز کے سونہ نہ کہے کہ اگر اس طرح موجود ہوتا تو میں اس طرح کرتا باوجود قادر ہونے اس کے اس کے کرنے پر اگرچہ یہ موجود نہ ہوتا بلکہ کرے چیز کو اور حرص کرے اس کے نہ فوت ہونے پر دوسری قسم یہ ہے کہ فوت ہو اس سے کوئی امر دنیا کے امر سے سونہ مشغول کرے اپنے نفس کو ساتھ افسوس کرنے کے اوپر اس کے اس واسطے کہ اس میں اعتراض ہے تقدیر پر پس ذم رائج ہے اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے حال میں طرف تصور کی اور اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے ماضی میں طرف اعتراض کی تقدیر پر۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب أخبار الاحاد

کتاب ہے بیچ بیان ان حدیثوں کے جو

خبر واحد ہیں

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَيْرِ الْوَاحِدِ
الصَّدُوقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ
وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ.

جو چیز کہ آئی ہے بیچ قبول کرنے خبر واحد صدوق کے
یعنی جو بڑا سچا ہو بیچ اذان کے اور نماز کے اور روزے
کے اور فرائض اور احکام کے۔

فائدہ: مراد ساتھ اجازت خبر واحد کے یہ ہے کہ عمل کرنا ساتھ اس کے اور قائل ہونا ساتھ اس کے کہ وہ حجت ہے
اور مراد ساتھ واحد کے اس جگہ ہقیقہ ایک ہے اور بہر حال اہل اصول کی اصطلاح میں پس مراد ساتھ اس کے وہ خبر
ہے جو متواتر نہ ہو عام تر اس سے کہ مشہور ہو یا واحد اور مقصود اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہیں
حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ حدیث کے مگر جب کہ روایت کریں اس کو ایک سے زیادہ تاکہ ہو جائے مانند گواہی کی اور
لازم آتا ہے اس سے رد کرنا اس شخص پر جو شرط کرتا ہے چار کو یا زیادہ کو سو بعضوں سے منقول ہے کہ شرط ہے بیچ قبول
ہونے خبر واحد کے یہ کہ روایت کریں اس کو تین آدی تین سے ابتدا سے انتہا تک اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے
روایت کرنا پانچ کا پانچ سے اور بعضوں نے کہا کہ سات کا سات سے اور شاید یہ لوگ قائل ہیں کہ عدد مذکور تواتر کا
فائدہ دیتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے ہونا دو کا دو سے انتہا تک اور صدوق کی قید ہونا ضروری ہے ورنہ مقابل
اس کا اور وہ کذب ہے بالاتفاق حجت نہیں اور بہر حال جس کا حال معلوم نہ ہو وہ تیسری قسم ہے جائز ہے حجت پکڑنا
ساتھ اس کے اگر قوت پا جائے اور عطف فرائض کا صوم پر عطف عام کا ہے خاص پر اور ان کو خاص کر ذکر کیا اہتمام
کے واسطے اور تا معلوم ہو کہ وہ عملیات میں ہے نہ اعتقادات میں اور مراد ساتھ قبول خبر واحد کے اذان میں یہ ہے کہ
جب وہ امین ہو اور اذان دے تو ضامن ہو جاتا ہے دخول وقت کا پس جائز ہے نماز اس وقت کی اور نماز میں خبردار
کرنا ہے ساتھ جہت قبلے کے اور روزے میں خبردار کرنا ہے ساتھ طلوع فجر کے یا غروب آفتاب کے اور احکام عطف
عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ فرائض ایک فرد ہیں احکام کا۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ
فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ

اور اللہ نے فرمایا سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان
کے ایک گروہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تاکہ خبر

پہنچائیں اپنی قوم کو جب پھر آئیں ان کی طرف شاید کہ وہ ڈریں اور نام رکھا جاتا ہے ایک مرد کا طائفہ واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور اگر مسلمانوں میں سے دو گروہ باہم لڑیں سو اگر دو مرد لڑیں تو آیت کے معنی میں داخل ہوں گے اور اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو تحقیق کرو تا کہ نہ جا پڑو کسی قوم پر بے علمی سے اور کس طرح بھیجا حضرت ﷺ نے اپنے امیروں کو ایک کو بعد ایک کے اور اگر کوئی ان میں چوک گیا تو رد کیا گیا طرف سنت کی۔

وَلْيَنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿۱۰۰﴾ وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا﴾ فَلَوْ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِيهِ مَعْنَى الْآيَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿إِنْ جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّرَأَتَهُ وَاحِدًا وَبَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِنْهُمْ رُدَّ إِلَى السَّنَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا فلولا نفر الخ تو مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس سے یہ ہے کہ لفظ طائفہ کا شامل ہے ایک کو اور زیادہ کو اور نہیں خاص ہے ساتھ عدد معین کے اور یہ منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد اور نخعی اور عطاء اور عکرمہ وغیرہ سے اور اسی طرح دلالت قول اللہ تعالیٰ سے ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ اور یہی منقول ہے مجاہد سے اور یہ جو اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق خبر لائے، الخ تو وجہ دلالت اس کی لی جاتی ہے واسطے قوی ہونے کے نہ واسطے استقلال کے اور نیز چاہتے ہیں خبر واحد کے قبول کرنے کو اور یہ دلیل وارد کی جاتی ہے واسطے قوی ہونے کے نہ واسطے استقلال کے اور نیز اماموں نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیتوں اور حدیثوں کے جو مذکور ہیں باب میں اور مانع کی حجت یہ ہے کہ نہیں فائدہ دیتی ہے خبر واحد مگر ظن کا اور جواب یہ ہے کہ مجموع ان کا فائدہ دیتا ہے قطع کا مانند تو اتر معنوی کے اور البتہ عام ہوا ہے عمل اصحاب اور تابعین کا ساتھ خبر واحد کے بغیر انکار کے پس یہ تقاضا کرتا ہے ان کے اتفاق کو اوپر قبول کرنے خبر واحد کے اور مراد ساتھ بھیجنے حضرت ﷺ کے ایک کو بعد ایک کے تعدد وجہات کا ہے جن کی طرف بھیجے جاتے تھے ساتھ تعدد ان لوگوں کے جو بھیجے جاتے تھے اور حمل کیا ہے اس کو کرمانی نے ظاہر پر سو کہا کہ فائدہ بھیجنے دوسرے کا بعد اول کے یہ ہے کہ تا کہ پھیرے اس کو طرف حق کی بعد بھول جانے اس کے اور نہیں نکلتی ساتھ اس کے ہونے اس کے سے خبر واحد اور یہ استدلال قوی ہے واسطے ثابت ہونے خبر واحد کے حضرت ﷺ کے فعل سے اس واسطے کہ اگر خبر واحد کا قبول کرنا کافی نہ ہوتا تو حضرت ﷺ کے بھیجنے کے کوئی معنی نہ تھے اور تائید کی اس کی شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچائیں اور یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے اور ساتھ اس حدیث کے کہ ترو تازہ کرے اللہ اس مرد کو جو میری حدیث سے پھر ہو بہو اس کو پہنچائے اور یہ سنن میں ہے اور حدیثیں ظاہر ہیں اس میں کہ ان میں سے ہر شہر والے اپنے حاکم کی طرف جھگڑا فیصل کروانے جاتے تھے اور اپنے

حاکم کی خبر کو قبول کرتے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے بغیر التفات کے طرف قرینے کی اور باب کی حدیثوں میں بہت دلائل ہیں اس قسم سے اور حجت پکڑی ہے بعض اماموں نے ساتھ اس آیت کے ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں کی طرف پیغمبر ہیں اور واجب ہے حضرت ﷺ پر ان کو اللہ کا حکم پہنچانا سوا اگر خبر واحد کی مقبول نہ ہوتی تو البتہ مشکل ہوتا پہنچانا شریعت کا سب لوگوں کو بدایہٴ اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو سب لوگوں کے ساتھ روبرو خطاب کرنا دشوار ہے اور اسی طرح مشکل ہے بھیجنا عدد تو اتر کا طرف ان کی اور یہ مسلک جید ہے جوڑا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ پھر بخاری رحمہ اللہ نے اور بعض اصحاب سے جو منقول ہے کہ انہوں نے خبر واحد کے قبول کرنے میں توقف کیا تو یہ یا تو شک کے وقت ہے اور یا وقت معارضہ دلیل قطعی کے اور عقل دلیل یہ ہے کہ حضرت ﷺ احکام پہنچانے کے واسطے بھیجے گئے ہیں اور صدق خبر واحد کا ممکن ہے پس واجب ہے عمل ساتھ اس کے احتیاط کے واسطے اور اصابت ظن کی ساتھ خبر واحد صدوق کے غالب ہے اور واقع ہونا خطا کا اس میں نادر ہے پس نہ ترک کی جائے گی مصلحت غالبہ نادر مفسدے کے خوف سے اور بعض حنفیوں نے رد کیا ہے اس خبر واحد کو جو قرآن پر زائد ہو اور تعقب کیا گیا ہے ان کا ساتھ اس کے کہ قبول کیا ہے انہوں نے خبر واحد کو بیچ و جوب غسل مرفق کے وضو میں اور حاصل ہونے عموم اس کے ساتھ خبر واحد کے مانند نصاب سرقہ کی اور رد کیا ہے اس کو بعضوں نے ساتھ اس چیز کے کہ عام ہو ساتھ اس کے آزمائش یعنی جو کام مکرر ہوتا رہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ انہوں نے عمل کیا ہے ساتھ اس کے عام آزمائش میں مانند واجب کرنے وضو کے ساتھ قہقہ کے نماز میں اور ساتھ تے اور تکبیر کے اور یہ سب مبسوط ہے فقہ میں۔

۶۷۰۵۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے اور ہم نوجوان قریب العمر تھے سو ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھیں دن رہے اور حضرت ﷺ نرم دل تھے سو حضرت ﷺ نے گمان کیا کہ ہم کو اپنے گھر والوں کی خواہش ہے یا ہم مشتاق ہیں تو ہم سے ہمارے پچھلوں کا حال پوچھا ہم نے حضرت ﷺ کو خبر دی فرمایا پلٹ جاؤ اپنے گھر والوں کی طرف اور ان میں رہو اور ان کو احکام سکھلاؤ اور ان کو حکم کرو اور ذکر کیس بہت چیزیں جو مجھ کو یاد ہیں یا یاد نہیں اور نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اور جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی تم میں سے

۶۷۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْتَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ سَبِيَّةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَسَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفِيقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَحْبَرَنَا قَالَ ارْجِعُوا إِلَىٰ أَهْلِكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمَرُّوهُمْ وَذَكَرْ أَسْيَاءَ أَحْفَظْهَا

اذان دے اور جو تم میں بڑا ہو وہ امام بنے۔

أَوْ لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي
أُصَلِّي فِإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُوْذِنْ لَكُمْ
أَحَدُكُمْ وَلْيَوْمِّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ان کو حکم کرو تو مراد ساتھ اس کے عام تر ہے ضد نبی سے اس واسطے کہ منع کرنا چیز سے امر ہے ساتھ فعل خلاف اس کی کے اتفاق اور عطف امر کا تعلیم پر واسطے خاص تر ہونے اس کے ہے اس سے اور مراد مامور سے وہ چیز ہے جو دوسری روایت میں آئی ہے کہ حکم کرنا ان کو کہ نماز پڑھیں ایسی فلا نے وقت میں اور وقتوں کا ذکر مشہور ہونے کے سبب سے نہیں کیا اور یہ جو فرمایا کہ نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا یعنی منجملہ ان چیزوں کے کہ ابو قلابہ نے ان کو مالک سے یاد رکھا یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہا ابن دینق العید نے کہ استدلال کیا ہے بہت فقہاء نے بہت جگہوں میں اوپر وجوب کے ساتھ فعل کے سمیت اس قول کے کہ نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اور جب لیا جائے اس کو باوجود قطع نظر کے اس کے سبب اور سیاق سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب امت کے واسطے خطاب ہے ساتھ اس کے کہ نماز پڑھا کریں جیسے حضرت ﷺ نے نماز پڑھی پس قوی ہوگا استدلال ساتھ اس کے ہر فعل پر جو ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو نماز میں کیا لیکن یہ خطاب تو صرف مالک اور اس کے ساتھیوں کے واسطے واقع ہوا ہے ہاں سب امت ان کو اس حکم میں شریک ہیں بشرطیکہ ثابت ہو استمرار حضرت ﷺ کا اس چیز کے فعل پر جس سے استدلال کیا گیا ہے ہمیشہ تاکہ داخل ہو نیچے امر کے اور ان میں سے بعض چیزوں پر تو حضرت ﷺ کا استمرار کرنا قطعی ہی ثابت ہو چکا ہے اور بہر حال وہ چیز کہ نہیں دلالت کرتی ہے دلیل ہے اوپر وجوب اس کے ان نمازوں میں کہ تعلق پڑا ہے امر نے ساتھ واقع کرنے نماز کے اوپر صفت ان کی کے تو اس کو یہ امر شامل نہیں ہے اور موضع ترجمہ کی یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی اذان دے۔ (فتح)

۶۷۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَىٰ عَنِ

الْتَيْمِيِّ عَنْ أَبِي عَثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدُكُمْ أَذَانَ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ
لِإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ
وَيُنَبِّئُ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ
هَكَذَا وَجَمَعَ يَحْيَىٰ كَفَيْهِ حَتَّى يَقُولَ
هَكَذَا وَمَدَّ يَحْيَىٰ إِصْبَعِيهِ السَّبَابِيحِينَ.

۶۷۰۶۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ رو کے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اس کی سحری کھانے سے اس واسطے کہ وہ اذان دیتا ہے رات سے تاکہ تم میں سے جو نماز تہجد پڑھتا ہو وہ آرام کر لے اور جو سوتا ہو وہ نماز اور سحری کھانے کے واسطے جاگے اور فجر کا وقت وہ نہیں جو اس طرح اشارہ کرے اور بھیجی اس حدیث کے راوی نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر اونچا کر کے دکھلایا یعنی جو لمبی اونچی روشنی اول ہوتی ہے اس کا نام صبح نہیں حضرت ﷺ نے

فرمایا جب تک اس طرح نہ اشارہ کرے اور یحییٰ نے اپنے گلے کی دونوں انگلیوں کو ملا کر پھیلا دیا اور بائیں یعنی صبح وہ ہے جس کی روشنی چوڑی ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور اصل اس روایت کی ساتھ اشارت کے ہے جو مقرون ہے ساتھ قول کے۔ (فتح)

۶۷۰۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتا ہے رات سے سو کھایا پیا کرو یہاں تک کہ اذان دے ابن ام مکتوم۔

۶۷۰۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بَلِيلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ.

۶۷۰۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھائیں یعنی بھول کر تو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا نماز زیادہ کی گئی فرمایا اور تمہارے اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ اصحاب نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدے کیے سلام کے بعد۔

۶۷۰۸۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ عَلْقَمَةَ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ أَزِيدُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

فائدہ: اور اس حدیث میں یہ خبر واحد کی نہیں بلکہ جماعت کی خبر ہے اور اس کا جواب آئندہ آئے گا۔

۶۷۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت سے پھرے یعنی چار فرضوں میں صرف دو رکعت پر سلام پھیر کر اٹھ کھڑے ہوئے تو ذوالیدین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ اصحاب نے کہا ہاں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور دو رکعت اور نماز پڑھی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا اپنے

۶۷۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ النَّسِيِّ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ
ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ
ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ ثُمَّ رَفَعَ.

سجدے کے برابر یا اس سے دراز تر پھر سر اٹھایا پھر تکبیر کہی پھر
سجدہ کیا اپنے سجدے کی طرح پھر سر اٹھایا۔

فائدہ: اور وجہ وارد کرنے ان دونوں حدیثوں کے کی بیچ باب اجازت خبر واحد کے تشبیہ ہے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں قناعت کی حضرت ﷺ نے بیچ خبر سہو کے ساتھ خبر واحد کے اس واسطے کہ اس نے معارضہ کیا حضرت ﷺ کے فعل کا اسی واسطے استفہام کیا ذوالیدین کے قصے میں سو جب آپ کو بہت لوگوں نے اس کے صدق کی خبر دی تو اس کی طرف رجوع کیا اور پہلے قصے میں سب لوگوں نے آپ کو خبر دی اور یہ اوپر طریق اس شخص کے ہے جو دیکھتا ہے رجوع امام کا سہو میں طرف اخبار اس شخص کی جو اس کے نزدیک علم کا فائدہ دے اور یہ رائے بخاری رحمہ اللہ کی ہے اور اسی واسطے وارد کیا ہے اس نے دونوں حدیثوں کو اس جگہ میں اور کہا کرمانی نے کہ یہ خبر واحد ہونے سے خارج نہیں ہوئی اگرچہ قرینے کے سبب سے علم کے مفید ہو گئے۔ (فتح)

۶۷۱۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقَبَاءٍ فِي صَلَاةِ
الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ
اللَّيْلَةَ قُرْآنًا وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكُعْبَةَ
فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ
فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكُعْبَةِ.

۶۷۱۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز میں تھے کہ اچانک کوئی آنے والا ان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ بے شک آج رات حضرت ﷺ پر قرآن اترا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کہ خانے کعبے کی طرف منہ کریں تو اصحاب نے نماز ہی میں خانے کعبے کی طرف منہ کیا اور ان کے منہ شام کی طرف تھے یعنی بیت المقدس کی طرف سو کعبے کی طرف گھوم گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور حجت اس سے ساتھ عمل کرنے کے خبر واحد سے ظاہر ہے اس واسطے کہ جو اصحاب بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اس شخص کے خبر دینے سے کعبے کی طرف پھر گئے سو انہوں نے اس کی خبر کو سچا جانا اور اس پر عمل کیا بیچ گھومنے ان کے بیت المقدس سے اور وہ شام میں ہے طرف جہت کعبے کی اور وہ یمنی ہے برعکس پہلے قبلے کے۔ (فتح)

۶۷۱۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ
إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الرَّبَّاءِ قَالَ
لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷۱۱۔ حضرت براء بن مازن سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ یا سترہ مہینے اور چاہتے تھے کہ خانے کعبے کی طرف

الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ
عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ
يُوجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَاَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿قَدْ
نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ
قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ فَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَصَلَّى
مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ
مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وَجَّهَ
إِلَى الْكَعْبَةِ فَاَنْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ فِي
صَلَاةِ الْعَصْرِ.

نماز پڑھنے کا حکم ہو سو اللہ نے یہ آیت اتاری البتہ ہم دیکھتے
ہیں پھر پھر جانا تیرے منہ کا آسمان کی طرف سو البتہ ہم
پھیریں گے تجھ کو جس قبلے کی طرف تو راضی ہو سو حضرت ﷺ
کو خانے کعبے کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور ایک مرد نے
حضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر نکلا اور
انصاریوں کی ایک قوم پر گزرا سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا
ہوں کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو
خانے کعبے کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا ہے سو وہ کعبے کی
طرف پھر گئے اور حالانکہ وہ عصر کی نماز میں رکوع میں تھے۔

۶۷۱۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنِي
مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَأَبَا
عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأَبِيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا
مِنْ فَصِيحٍ وَهُوَ تَمْرٌ فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ
إِنَّ الْحَمْرَ قَدْ حَرِّمْتَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا
أَنَسُ قُمْ إِلَى هَذِهِ الْجَرَّارِ فَاسْكِرْهَا قَالَ
أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا
بِأَسْفَلِهِ حَتَّى انْكَسَرَتْ.

۶۷۱۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو طلحہ رضی اللہ
اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو شراب پلاتا تھا فصیح
سے اور وہ کھجور کی شراب ہوتی ہے سو کوئی آنے والا ان کے
پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک شراب حرام ہوئی تو ابو
طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے انس! اٹھ کھڑا ہوا ان منکوں کی طرف
سو ان کو توڑ ڈال سو میں ہاون یعنی چٹو لے کر اٹھا تو میں نے
اس کے نیچے کی طرف کو منکوں پر مارا یہاں تک کہ ٹوٹ گئے۔

فائدہ اور یہ حدیث قوی حجت ہے بیچ قبول کرنے خبر واحد کے اس واسطے کہ ثابت کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے
منسوخ کرنا اس چیز کا کہ مباح تھی یہاں تک کہ اس کے سبب سے انہوں نے اس کو حرام ٹھہرایا اور اس پر عمل کیا۔ (فتح)

۶۷۱۳- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے نجران والوں سے فرمایا کہ البتہ میں تمہاری طرف بڑا معتد
امانت دار مرد بھیجوں گا تو حضرت ﷺ کے اصحاب اس کے

۶۷۱۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حَذِيفَةَ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَهْلِ

واسطے جھانکنے لگے اور اس میں رغبت کرنے لگے یعنی بہ سبب
وصف مذکور کے سو حضرت ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

۶۷۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک امت کا ایک معتمد امانت دار رہا ہے اور اس امت کا معتمد امانت دار ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہے جراح کا بیٹا۔

۶۷۱۵۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد تھا کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا اور میں حاضر ہوتا تو میں اس کے پاس لاتا جو حضرت ﷺ سے ظہور میں آتا اور جب میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا اور وہ حاضر ہوتا تو میرے پاس خبر لاتا جو حضرت ﷺ سے وقوع میں آتا۔

فائدہ: اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خبر واحد کو قبول کرتے تھے اور بعض علماء نے کہا کہ اگر کوئی کسی سے مسئلہ پوچھے اور وہ اس کو خبر دے جو اس کو یاد ہو حکم سے تو اس پر کسی نے یہ شرط نہیں کی کہ وہ سائل اس پر عمل نہ کرے یہاں تک کہ اس کے سوا کسی اور سے بھی پوچھے سو اس نے دلالت کی کہ اتفاق ہے سب کا اور پروا جب ہونے عمل کے ساتھ خبر واحد کے۔ (فتح)

۶۷۱۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ایک مرد کو ان پر سردار مقرر کیا سو انہوں نے آگ جلائی اس نے کہا کہ اس میں گھسو تو انہوں نے ارادہ کیا کہ اس میں گھسیں تو اور لوگوں نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ

نَجْرَانَ لَا بُعْثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ.

۶۷۱۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ.

۶۷۱۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا غَيْبْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَانِي بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۷۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

نہیں کہ ہم تو اس سے بھاگے ہیں تو انہوں نے یہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا ان لوگوں سے جنہوں نے اس میں گھستا چاہا تھا کہ اگر اس میں گھستے تو ہمیشہ قیامت تک اس میں پڑے رہتے اور دوسروں سے فرمایا کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری گناہ میں فرمانبرداری تو صرف نیک کام میں ہے۔

وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَرَقَدَ نَارًا وَقَالَ ادْخُلُوهَا فَأَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا وَقَالَ آخَرُونَ إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا لَوْ دَخَلُوهَا لَمْ يَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ لِلآخَرِينَ لَا طَاعَةَ لِي مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ.

فائدہ: وہ لوگ اس سردار کے ہرام میں تابعدار تھے جو حکم حضرت ﷺ کی طرف سے ان کو بتلاتا اس کو قبول کرتے تھے سوائے اس حکم کے، وفيہ المطابقة للترجمة۔

۶۷۱۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ عُيَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۷۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک گنوار مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت! میرے واسطے حکم کیجیے اللہ کی کتاب سے تو دوسرے مدعی نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے حکم کیجیے اس کے واسطے اللہ کی کتاب سے اور مجھ کو کلام کرنے کی اجازت ہو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا اجازت ہے کہہ سوا اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا اور عسیف مزدور کو کہتے ہیں سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ کو خبر دی بے شک میرے بیٹے پر واجب ہے سگسار کرنا تو میں نے اس کے بدلے میں سو بکری

۶۷۱۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْضِ لِي بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصَمُهُ فَقَالَ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْضِ لَهُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَذَنْ لِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَيَّ هَذَا وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ فَرَضَنِي

اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور ایک سال جلا وطن کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں حکم کروں گا تمہارے درمیان ساتھ اللہ کی کتاب کے بہر حال لونڈی اور بکریاں سوان کو پھیر دو اور بہر حال تیرا بیٹا تو لازم ہے اس پر سو کوڑا اور ایک سال جلا وطن کرنا اور بہر حال تو اے انیس! ایک مرد سے کہا جو قوم اسلم میں سے تھا سو صحیح کو اس کی عورت پر جانا سو اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کرنا تو انیس رضی اللہ عنہ صحیح کو اس کے پاس گیا اس عورت نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

بِأَمْرَاتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلِيَّ ابْنِي الرَّجْمِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ مِنَ الْعَنْمِ وَوَلِيدَةَ لُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلِيَّ ابْنِي الرَّجْمِ وَأَنَّ عَلِيَّ ابْنِي جَلْدُ مِائَةِ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ وَاللَّيْلِ نَفْسِي بِيَدِهِ لَا قُضِيْنَ بَيْنَكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْعَنْمُ فَرُدُّوْهَا وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةِ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ فَأَعْدُ عَلَيَّ امْرَأَةً هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمَهَا فَعَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَأَعْتَرَفَتْ فَارْجَمَهَا.

فائدہ: کہا ابن تیم نے بیچ رد کے اس شخص پر جو رد کرتا ہے خبر واحد کو جب کہ قرآن پر زائد ہو کہ سنت ساتھ قرآن کے تین قسم ہے ایک ہر وجہ سے اس کے موافق ہوتی ہے اور دوسری بیان ہوتی ہے قرآن کی مراد کے واسطے تیسری دلالت کرتی ہے ایک حکم پر جس سے قرآن ساکت ہو یہ تیسری قسم ہوتا ہے حکم ابتدا کیا گیا حضرت ﷺ سے سو واجب ہے تابعداری حضرت ﷺ کی بیچ اس کے اور اگر حضرت ﷺ کی تابعداری واجب نہ ہوتی مگر اس چیز میں جو قرآن کے موافق ہو تو آپ کے واسطے کوئی طاعت خاص نہ ہوتی اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جو کہتا ہے کہ نہیں قبول ہے حکم جو زائد ہو قرآن پر مگر جو متواتر یا مشہور ہو تو اس نے تناقض کیا ہے سوانہوں نے کہا کہ حرام ہے نکاح کرنا عورت سے اس کی پھوپھی اور خالہ پر اور حرام ہے رضاعت سے جو حرام ہے نسب سے اور وہ قائم ہیں ساتھ خیار شرط کے اور شفعہ کے اور رہن کے حضر میں اور میراث جدہ کے اور تخمیر لونڈی کے جب کہ آزاد ہو اور منع کرنے حائض کے روزے اور نماز سے اور واجب ہونے کفارے کے جو جماع کرے روزے کی حالت میں اور واجب ہونے سوگ معتدہ کے جس کا خاوند مر گیا ہو اور جائز رکھنے وضو کے ساتھ نچوڑ کھجور کے اور واجب کرنے وتر کے اور یہ کہ کم تر مہر دس درہم ہیں اور وارث کرنے پوتی کے ساتھ بیٹی کے اور استبراء کرنے قیدی عورت کے ساتھ ایک حیض کے اور یعنی بھائی وارث ہوتے ہیں اور باپ کو بیٹے کے قصاص میں نہ مارا جائے اور لینا جزیہ کا مجوس سے اور کاشنا چور کے پاؤں کا دوسری بار میں اور نہ بدلہ لینا زخم کا اچھے ہونے سے پہلے اور منع ہونا بیع کالی کا ساتھ کالی کے وغیرہم بطول شرحہ اور یہ حدیثیں سب آحاد ہیں اور بعض ثابت ہیں اور

بعض ثابت نہیں اور ان کا بیان اصول فقہ میں ہے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

بھیجا حضرت ﷺ کا زبیر رضی اللہ عنہ کو تھا کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے

بَابُ بَعَثِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الزُّبَيْرَ طَلِيعَةً وَحَدَهُ

۶۷۱۹۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خندق کے دن لوگوں کو بلایا اور طلب کیا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا حکم قبول کیا پھر لوگوں کو بلایا پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے حکم قبول کیا پھر ان کو بلایا سو زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا حکم قبول کیا اور حاضر ہوا تین بار تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار اور فدائی جان ثار زبیر رضی اللہ عنہ ہے کہا سفیان نے میں نے یاد رکھا ہے اس کو ابن منکدر سے اور اس سے ایوب نے کہا کہ اے ابوبکر! حدیث بیان کر ان کو جابر رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ لوگوں کو پسند آتا ہے کہ ان کو جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرے سو اس نے کہا اس مجلس میں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا اور پے در پے حدیثوں کو بیان کیا میں نے سنا جابر رضی اللہ عنہ سے میں نے سفیان سے کہا کہ ثوری کہتا ہے دن قرظہ کے کہا میں نے اسی طرح اس سے یاد رکھا ہے جیسا تو بیٹھا ہے خندق کے دن کہا سفیان نے کہ خندق اور قرظہ کا ایک دن ہے یعنی ایک زمانہ ہے۔

۶۷۱۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَذَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَلَاثًا فَقَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيُّ الزُّبَيْرِ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ يَا أَبَا بَكْرٍ حَدَّثْتَهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَإِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَابَعَ بَيْنَ أَحَادِيثِ سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ الشُّرَيْرِيَّ يَقُولُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ كَذَا حَفِظْتُهُ مِنْهُ كَمَا أَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ يَوْمٌ وَاحِدٌ وَتَبَسَّمَ سُفْيَانُ.

فائدہ: اور مراد دن قرظہ سے وہی ہے جس میں ان کی خبر منگوائی نہ وہ دن جس میں ان سے جہاد کیا اس واسطے کہ جنگ خندق بہت دن تک رہا پھر جب اللہ نے کفار کے گروہوں کو شکست دی اور مدینے کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو حضرت ﷺ پھرے پھر جبریل علیہ السلام آئے اور حضرت ﷺ سے کہا کہ بنی قرظہ کی طرف نکلے اور فرمایا کہ کوئی نماز عصر کی نہ پڑھے مگر بنی قرظہ کے گڑھے میں پہنچ کر اور اس میں حضرت ﷺ نے تہما زبیر رضی اللہ عنہ کو کفار کے لشکر کی خبر لانے کے واسطے بھیجا اور اس کی خبر کو قبول کیا، وفيہ المطابقة للترجمة۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَا تَدْخُلُوا﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں

بَيُّوتِ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ ﴿فَإِذَا
أُذِنَ لَهُ وَاحِدٌ جَازٍ﴾
مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو اگر ایک اس کو اجازت دے تو
جائز ہے۔

فائدہ: وجہ استدلال کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ نہیں مقید کیا اس کو ساتھ عدد کے تو ایک کی اجازت بھی جائز ہوگی اور
اس پر عمل ہے نزدیک جمہور کے یہاں تک کہ کفایت کی انہوں نے اس میں ساتھ خبر اس شخص کی کے جس کی عدالت
ثابت نہ ہوئی ہو واسطے قائم ہونے قریح کے اس میں ساتھ صدوق کے۔ (فتح)

۶۷۲۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُمَانَ
عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ الْبَابِ
فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذِنْ لَهُ
وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ
فَقَالَ ائْذِنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَاءَ
عُثْمَانُ فَقَالَ ائْذِنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.
۶۷۲۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
ایک احاطے والے باغ میں داخل ہوئے اور مجھ کو حکم کیا
دروازے کی نگہبانی کا سو ایک مرد نے آ کر اجازت مانگی
حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو اجازت دے اور اس کو بہشت
کی بشارت دے سو اچانک میں نے دیکھا کہ ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری دے پھر
عثمان رضی اللہ عنہ آئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت
دے اور بہشت کی خوشی بنا۔

۶۷۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ
عَبِيدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْرَبَةٍ لَهُ
وَعَلَامٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَسْوَدٌ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هَذَا
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِي.

فائدہ: اور مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ یؤذن لکم آیت میں مجہول کا صیغہ ہے صحیح ہے ایک کے واسطے اور ایک
سے زیادہ کے واسطے اور حدیث صحیح نے بیان کر دیا کہ ایک کی اجازت کافی ہے پس ہوگی اس میں حجت واسطے قبول
خبر واحد کے۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ يَبْعَثُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ.

جو بھیجتے تھے حضرت ﷺ امیروں اور ایلیچوں کو ایک کے بعد ایک کو

فائدہ: اس کا بیان مجمل طور سے پہلے گزر چکا ہے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے لشکر بھیجے اور ہر لشکر پر ایک آدمی کو سردار مقرر کیا اور ہر ایک بادشاہ کی طرف ایک ایلیچی بھیجا اور ہمیشہ آپ کے خطوط آپ کے حاکموں کی طرف جاری ہوتے رہے ساتھ امر اور نہی کے سو کوئی حاکم آپ کے حاکموں سے ایسا نہیں کہ آپ کے حکم جاری نہ کرتا ہو اور اسی طرح تھے چاروں خلیفے آپ کے بعد اور بہر حال لشکروں کے سردار سوان کو تو محمد بن سعد نے بیان کیا اور بہر حال سردار شہروں کے جو حضرت ﷺ کے وقت فتح ہوتے تھے سو حضرت ﷺ نے ہی مکہ پر عتاب بن سعد کو حاکم کیا اور طائف پر عثمان بنی النبیؓ کو اور بحرین پر علاء خضریٰ بنی النبیؓ کو اور سواحل پر ابو موسیٰ بنی النبیؓ کو اور جند پر معاذ بنی النبیؓ کو اور عمان پر عمرو بن عاص بنی النبیؓ کو اور نجران پر ابو سفیان بنی النبیؓ کو اور یمن پر باذان بنی النبیؓ کو اور ہر ایک ان میں سے اپنے عمل میں حکم کرتا تھا اور اس پر چلتا تھا اور کبھی ملتے تھے اور اس طرح اور لوگوں کو بھی اور شہروں پر حاکم مقرر کیا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِكِتَابِهِ إِلَى عَظِيمِ بَصْرَى أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ نے دحیہ کلبی کو اپنا خط دے کر بصرے کے حاکم کی طرف بھیجا کہ وہ اس کو قیصر روم کے پاس پہنچا دے۔

۶۷۲۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى مَرَّاهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْرَفُوا كُلُّ مَمْرَقٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا خط ایران کے بادشاہ کی طرف بھیجا اور ایلیچی کو حکم کیا کہ اس کو بحرین کے حاکم کے پاس پہنچا دے اور وہ اس کو ایران کے بادشاہ کے پاس پہنچا دے سو جب ایران کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کا خط پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا سو میں گمان کرتا ہوں کہ ابن مسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان پر بد دعا کی کہ ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں ہر وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔

فائدہ: حضرت ﷺ کی اس بد دعا کی یہ تاثیر ہوئی کہ اس کے بیٹے نے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور تھوڑی مدت کے

بعد آپ بھی مر گیا حضرت ﷺ نے بصرے کے حاکم کی طرف دجیہ کو خط دے کر بھیجا تھا اور بحرین کے حاکم کی طرف عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا اور بصرہ بادشاہ روم کے تحت تھا اور بحرین ایران کے بادشاہ کے ماتحت تھا اور ان کے درمیان ایک مہینے کی راہ ہے۔ (فتح)

۶۷۲۳۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قوم اسلم کے ایک مرد سے کہا کہ اپنی قوم میں یا لوگوں میں پکار دے عاشورے کے دن کہ جس نے کھا لیا ہو تو چاہیے کہ پورا کرے باقی دن اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے۔

۶۷۲۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ أَدِنَ فِي قَوْمِكَ أَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَنْ مَنْ أَكَلَ فَلَيْتَهُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلَيْتَهُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

وصیت کرنا حضرت ﷺ کا عرب کے ایلچیوں کو کہ اپنے پچھلوں کو حکم پہنچا دیں کہا اس کو مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے۔

بَابُ وَصَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفُؤَدِ الْعَرَبِ أَنْ يُلِغُوا مَنْ وَرَأَتْهُمْ قَالَهُ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ.

فائدہ: مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث عنقریب گزر چکی ہے۔

۶۷۲۴۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ کو اپنے چوپائے پر بٹھلاتے تھے یعنی اس واسطے کہ وہ ان کے اور لوگوں کے درمیان مترجم تھا اس چیز کے واسطے جو لوگ اس سے پوچھتے تھے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کون ایلچی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوشی ہو ایلچیوں اور قوم کے حال کو نہ ذلیل ہوں نہ شرمندہ انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضرواقع ہیں سو ہم کو وہ بات بتلائیے جس کے سبب سے ہم بہشت میں داخل ہوں اور اپنے پچھلوں کو اس کی خبر دیں سو انہوں نے

۶۷۲۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِي عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ لِي إِنَّ وَفَدَ عَبْدَ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْوَفْدِ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرَحَبًا بِالْوَفْدِ أَوْ الْقَوْمِ غَيْرِ خَزَايَا وَلَا نَدَامِي قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضْرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَأْنَا فَسَأَلُوا عَنِ الْأَشْرَبَةِ فَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ وَأَمْرُهُمْ بَارِعٌ

شراہوں کا حکم پوچھا سو منع کیا ان کو چار چیزوں سے اور حکم کیا ان کو چار چیزوں کا حکم کیا ان کو ساتھ ایمان لانے کے اللہ پر پھر فرمایا بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا اس طرح گواہی دینا کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا دینا اور میں گمان کرتا ہوں اس میں رمضان کا روزہ اور جو غنیمت کا مال پاؤ اس کا پانچواں حصہ راہ الہی میں دو اور ان کو منع کیا کدو کے تونے سے اور مرتبان سے اور روغنی برتن سے اور کھجور کی لکڑی کے کھدے برتن سے اور بہت وقت راوی نے مزفت کے بدلے تقیر کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان چیزوں کو یاد رکھو اور اپنے پچھلوں کو پہنچاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ اخیر قول ہے کہ ان چیزوں کو یاد رکھو اور اپنے پچھلوں کو پہنچاؤ اس واسطے کہ اس کا حکم شامل ہے ہر فرد کو سوا لگ ایک کے حکم پہنچانے سے حجت قائم نہ ہوتی تو ان کو اس کی ترغیب نہ دیتے۔ (فتح)

بَابُ خَيْرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

۶۷۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيَّ قَالَ قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ أَرَأَيْتَ حَدِيثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيبًا مِنْ سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةٍ وَنَصِفُ فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هَذَا قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

ایک عورت کی خبر کا بیان

۶۷۲۵۔ حضرت توبہ عنبری سے روایت ہے کہ شععی نے مجھ سے کہا کہ کیا دیکھی تو نے حدیث حسن بصری رضی اللہ عنہ کی حضرت ﷺ سے اور میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا قریب دو برس یا ڈیڑھ برس کے سو میں نے اس سے نہیں سنا کہ حضرت ﷺ سے روایت کی ہو اس حدیث کے سوائے یعنی جس کو وہ اس وقت ذکر کرنا چاہتا تھا اور شاید اس کو وہ اس وقت یاد تھی یعنی حسن بصری رضی اللہ عنہما باوجود تابعی ہونے کے حضرت ﷺ سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے اور ابن

عمرؓ باوجود صحابی ہونے کے کم حدیثیں روایت کرتے ہیں کہا کہ حضرت ﷺ کے چند اصحاب تھے ان میں سعد بن ابی وقاصؓ بھی تھے سو وہ گوشت کھانے لگے تو حضرت ﷺ کی بیویوں سے ایک عورت نے ان کو پکارا کہ وہ سو مار کا گوشت ہے تو وہ کھانے سے بند رہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ اس واسطے کہ بے شک وہ حلال ہے یا فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں راوی کو اس میں شک ہے لیکن وہ میرے کھانے میں سے نہیں ہے یعنی مجھ کو اس سے الفت نہیں ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوا يَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمٍ فَنَادَتْهُمْ امْرَأَةٌ مِنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَحْمٌ صَبَّ فَأَمْسَكُوا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا أَوْ اطْعَمُوا فَإِنَّهُ حَلَالٌ أَوْ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ شَكٌّ فِيهِ وَلَكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِي.

قائد: اور شاید بعضی انکار کرتا تھا حسن علیہ السلام پر کہ وہ مرسل حدیث بہت بیان کرتا ہے صرف موصول حدیثوں پر کفایت نہیں کرتا شاید مطلب اس کا یہ ہے کہ لوگ اس سے بہت حدیثیں روایت کریں اور اس حدیث میں اصحاب نے ایک عورت کی خبر کو قبول کیا۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب ہے بیچ بیان اعتصام کے

کِتَابُ الْاِعْتِصَامِ

فائدہ: اعتصام کے معنی ہیں بچہ مارنا اور مضبوط پکڑنا۔

قرآن اور حدیث کو مضبوط پکڑنا

بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے بجالانا ہے اللہ کے قول کو ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا﴾ کہا کرمانی نے کہ یہ باب نکالا گیا ہے اس آیت اس واسطے کہ مراد ساتھ ری کے اس آیت میں قرآن اور سنت ہے مراد کتاب سے قرآن ہے جس کی تلاوت عبادت ٹھہرائی گئی ہے اور مراد سنت سے وہ چیز ہے جو آئی ہے حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال اور تقریر سے اور جس کے کرنے کا قصد کیا اور سنت کے معنی لغت میں ہیں طریقہ اور بعض فقہاء کی اصطلاح میں وہ چیز ہے جو مستحب کے مراد ہو کہا ابن بطلال نے نہیں بچاؤ ہے کسی کے واسطے مگر اللہ کی کتاب میں اور اس کے رسول کی سنت میں یا بیچ اجماع علماء کے ان معنوں پر کہ قرآن یا حدیث میں پائی جائیں۔ (فتح)

۶۷۲۶۔ حضرت طارق سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! اگر ہم پر یہ آیت اترتی کہ آج کے دن ہم نے کامل کر دیا تمہارا دین اور پوری کیں میں نے تم پر اپنی نعمتیں اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین تو ہم اس دن کو عید ٹھہراتے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک میں جانتا ہوں جس دن یہ آیت اتری عرفہ کے دن جمعہ کے روز اتری، سنا سفیان نے مسعر سے اس نے قیس سے اس نے طارق سے یعنی ان راویوں کا سماع آپس میں ثابت ہے۔

۶۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ
الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهِ
عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ
قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ يَا أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ
﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ
دِينًا﴾ لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا فَقَالَ
عُمَرُ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ
نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي يَوْمٍ جُمُعَةٍ سَمِعَ سُفْيَانُ
مِنْ مِسْعَرٍ وَمِسْعَرُ قَيْسًا وَقَيْسٌ طَارِقًا.

فائدہ: اور اصل جواب عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ ہم نے اس دن کو عید ٹھہرایا ہوا ہے جیسا تو نے ذکر کیا اور ظاہر اس آیت

کا یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی حکم نہیں اتر اور اس میں نظر ہے اور حضرت ﷺ اس آیت کے اترنے کے بعد بقدر اس روز کے زندہ رہے اور بعض علماء نے کہا کہ مراد ساتھ کامل کر دینے کے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ اصول ارکان کے نہ فروغ کے پس نہیں ہے اس میں حجت ان لوگوں کے واسطے جو قیاس کے منکر ہیں اور بر تقدیر تسلیم اول کے ممکن ہے ان کی حجت کا دفع کرنا ساتھ اس کے کہ استعمال کرنا قیاس کا حوادث میں لیا گیا ہے امر قرآن سے اور اگر نہ ہوتا یہی قول اللہ کا ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ اور البتہ وارد ہوا ہے امر حضرت ﷺ کا ساتھ قیاس کے اور تقریر حضرت ﷺ کی اور اس کے تو درج ہوتا صحیح عموم اس چیز کے کہ وصف کی گئی ساتھ اکمال کے۔ (فتح)

۶۷۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے شاعر فاروق رضی اللہ عنہ سے اگلے دن حضرت ﷺ کی وفات سے جب کہ بیعت کی مسلمانوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ﷺ کے منبر پر سیدھے کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے سو کہا کہ بہر حال حمد اور صلوة کے سوا اختیار کیا اللہ نے اپنے رسول کے واسطے جو اس کے پاس ہے یعنی ثواب سے اس پر جو تمہارے پاس ہے یعنی رنج اور تکلیف سے اور یہ قرآن ہے جس سے اللہ نے تمہارے پیغمبر کو راہ دکھلائی سو اس کو پکڑو راہ پاؤ گے جس سے اللہ نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی۔

۶۷۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ الْعَدَنِيَّ بَايَعَ الْمُسْلِمُونَ أَبَا بَكْرٍ وَاسْتَوَى عَلِيٌّ مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَهَّدَ قَبْلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَمَا بَعْدُ فَاخْتَارَ اللَّهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي عِنْدَهُ عَلَى الْإِنْبِيِّ عِنْدَكُمْ وَهَذَا الْكِتَابُ الَّذِي هَدَى اللَّهُ بِهِ رَسُولَكُمْ فَخُذُوا بِهِ تَهْتَدُوا وَإِنَّمَا هَدَى اللَّهُ بِهِ رَسُولَهُ.

۶۷۲۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے گلے لگایا اور فرمایا الہی! اس کو قرآن سکھا دے۔

۶۷۲۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ.

۶۷۲۹۔ حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بے شک اللہ نے بے پرواہ کیا تم کو یا فرمایا کہ قائم کیا تم کو ساتھ اسلام کے اور محمد ﷺ کے۔

۶۷۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا أَنَّ أَبَا الْمُنْهَالِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَرزَةَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُغْنِيكُمْ أَوْ نَعَشِكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ

وَقَعَهَا هَاهُنَا يُغَيِّبُكُمْ وَإِنَّمَا هُوَ نَعَشَكُمْ
يُنْظَرُ فِي أَصْلِ كِتَابِ الْإِعْتِصَامِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ قائم کیا تم کو ساتھ اسلام کے یعنی راہ دکھلائی تم کو ساتھ اس کے پس قائم رہو ساتھ قرآن اور سنت کے اور مضبوط پکڑو ان کو، وفيہ المطابقة للترجمة۔

۶۷۲۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو
كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يَبَايَعُهُ
وَأَقْرَأَ لَكَ بِذَلِكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى
سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتَ.

۶۷۳۰۔ حضرت عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبد الملک کو لکھا اس سے بیعت کرنے کو اور میں اقرار کرتا ہوں تیرے واسطے ساتھ بات سننے اور فرمانبرداری کرنے کے اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر جس میں مجھ سے ہو سکے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گزری اور یہ بیعت کرنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عبد الملک سے بعد قتل ہونے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے تھا جو مکے میں حاکم تھے اور غرض اس سے اس جگہ استعمال کرنا اللہ اور اس کے رسول کی سنت کا ہے اور تمام امروں میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ

حضرت ﷺ کی اس حدیث کا بیان کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع کلم کے

فائدہ: جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس میں لفظ تھوڑے ہوں اور مطلب اور معانی بہت ہوں اور مراد جوامع الکلم سے قرآن اور احادیث ہیں جن کے معانی اور مطلب کی کچھ حد نہیں۔

۶۷۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ
وَنَصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي
أُتِيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعَتْ
فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَلْعَنُونَ نَهَا

۶۷۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بھیجا گیا ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھ کو رعب سے فتح ملی اور جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں سو میرے آگے رکھی گئیں کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حضرت ﷺ جاتے رہے یعنی فوت ہوئے اور تم ان کو لعنت کرتے ہو یا رعب یا کوئی ایسا اور کلمہ کہا یعنی تم اس کو کھاتے ہو یا تم مال کو لیتے ہو اور اس کو متفرق کرتے ہو یا مراد کشادہ ہونا گزران کا اور مراد وہ چیز ہے جو فتح ہوئی

أَوْ تَرَعُونَهَا أَوْ كَلِمَةً تُشَبِّهَهَا.

۶۷۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أَوْ مِنْ أَوْ أَمِنْ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيَتْ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنِّي أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

مسلمانوں پر دنیا سے اور وہ شامل ہے غنیمت اور خزانوں کو۔
۶۷۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس کو معجزے دیے گئے اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائیں اور مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے یعنی قرآن جس کو اللہ نے میری طرف بھیجا سو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار سب امت پیغمبروں سے زیادہ ہوں گے۔

فائدہ: اور معنی حصر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ مجھ کو تو قرآن ہی ملا یہ ہے کہ قرآن سب معجزوں کے تابعداروں سے بڑا معجزہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے واسطے شامل ہونے اس کے کے دعوت اور حجت پر اور اس واسطے کہ ہمیشہ رہے گا نفع اٹھانا ساتھ اس کے قیامت تک اور جب کوئی چیز اس کے قریب نہیں چہ جائیکہ اس کے مساوی ہو تو جو اس کے سوائے ہے گویا کہ نہیں واقع ہوا ہے وہ بہ نسبت اس کے اور جوامع الکلم کی مثالیں قرآن اور حدیث میں بہت ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ﴾ اور حدیثوں میں اس کی مثال یہ ہے کل عمل لیس علیہ امرنا فهو رد و علی هذا القیاس۔ (فتح)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کرنا یعنی ان کو قبول کرنا اور ان کے ساتھ عمل کرنا

بَابُ الْإِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا امام کہا کہ یعنی ہم انگوں کی پیروی کریں اور ہم سے پچھلے ہماری پیروی کریں یعنی تقویٰ میں کہا ابن عون نے کہ تین چیزیں ہیں کہ میں ان کو اپنی جان کے واسطے چاہتا ہوں اور اپنے بھائیوں کے واسطے بھی ایک تو یہ سنت ہے کہ اس کو سیکھیں اور اس سے سوال کریں دوسرے قرآن کہ اس کو سمجھیں اور اس سے سوال کریں اور چھوڑ دیں لوگوں کو مگر نیکی سے یعنی ان کے ساتھ نیکی کرے بدی نہ کرے۔

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَجَعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ قَالَ أَيْمَةٌ نَفْتَدِي بِمَنْ قَبَلْنَا وَيَقْتَدِي بِنَا مَنْ بَعْدَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ ثَلَاثٌ أَحَبُّنَّ لِنَفْسِي وَلَا خَوَانِي هَذِهِ السُّنَّةُ أَنْ يَتَعَلَّمُوهَا وَيَسْأَلُوا عَنْهَا وَالْقُرْآنُ أَنْ يَفْهَمُوهُ وَيَسْأَلُوا عَنْهُ وَيَدْعُوا النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ.

فائدہ: یہ قول مجاہد رضی اللہ عنہ کا ہے اور طبری نے ترجیح دی ہے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے سوال کیا تھا کہ ان کو متقیوں کا

امام بنا دے اور یہ انہوں نے سوال نہیں کیا تھا کہ متقیوں کو ان کا امام بنا دے یعنی یہ مراد نہیں ہے کہ ہم انگوں کی پیروی کریں بلکہ مراد یہ ہے کہ پچھلے لوگ ہماری پیروی کریں یعنی اور نہ ٹھہرا ہم کو امام گمراہی کے۔ (فتح)

۶۷۲۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلِ
عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى شَيْبَةَ لِيُ
هَذَا الْمَسْجِدِ قَالَ جَلَسَ إِلَيَّ عَمْرُو فِي
مَجْلِسِكَ هَذَا فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا
أَدْعَ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا قَسَمْتُهَا
بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ لِمَ
قُلْتُ لَمْ يَفْعَلْهُ صَاحِبُكَ قَالَ هُمَا الْمَرْءُ
ان يُقْتَدَى بِهِمَا.

۶۷۲۳- حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں شیبہ
کے پاس بیٹھا اس مسجد میں اس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس
بیٹھا تیرے اس بیٹھنے کی جگہ میں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے
قصد کیا کہ نہ چھوڑوں کعبے میں سونا نہ چاندی مگر کہ اس کو
مسلمانوں میں تقسیم کروں میں نے کہا کہ تو نہیں کرے گا کیوں
میں نے کہا کہ تیرے دونوں ساتھی یعنی حضرت رضی اللہ عنہم اور
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں کیا اور وہ دونوں ایسے مرد ہیں کہ ان
کی پیروی کی جاتی ہے۔

فائدہ: مراد مسجد سے کعبے کی مسجد ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا کہ اس مال کو مسلمانوں کی بھلائیوں میں
خرچ کرے لیکن جب شیبہ نے ذکر کیا کہ حضرت رضی اللہ عنہم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا خلاف نہ
کر سکے اور دونوں کی پیروی اس میں واجب جانی اور تمام اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ حضرت رضی اللہ عنہم کی تقریر بجائے
حکم کے ہے ساتھ استمرار اس چیز کے جس کو متغیر نہ کیا۔ (فتح)

۶۷۲۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ فَقَالَ عَنْ زَيْدِ
بْنِ وَهْبٍ سَمِعْتُ حُدَيْفَةَ يَقُولُ حَدَّثَنَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِي جَدْرِ قُلُوبِ
الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَفَرَّءُ وَالْقُرْآنُ
وَعَلِمُوا مِنَ السَّنَةِ.

۶۷۲۳- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہم
نے ہم سے حدیث بیان کی کہ امانت آسمان سے اتری
مردوں کے دلوں میں پھر قرآن اترا سو انہوں نے قرآن کو
پڑھا اور سنت کو جانا۔

فائدہ: اس کی شرح فتن میں گزر چکی ہے۔

۶۷۲۵- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِبَّاسٍ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةٍ سَمِعْتُ مُرَّةَ

۶۷۲۴- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہایت عمدہ
کلام اللہ کی کتاب ہے اور نہایت عمدہ طریقہ محمد رضی اللہ عنہم کا

طریقہ ہے اور نہایت برے کام وہ ہیں جو دین میں نئے نکالے گئے اور بے شک وہ چیز وعدہ دیے جاتے ہو تم آنے والی ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے اللہ کو۔

الْهَمْدَانِي يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَ﴿إِنَّ مَا تَوْعَدُونَ لَأَتِي وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ﴾.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور مراد ساتھ محدث کے وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور اس کی شرع میں کوئی اصل نہ ہو اور شرع میں اس کا نام بدعت رکھا جاتا ہے اور جس کی شرع میں کچھ اصل ہو اس کو بدعت نہیں کہا جاتا پس بدعت شرع کے عرف میں مذموم ہے برخلاف لغت کے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بدعت دو قسم پر ہے ایک محمود اور دوسری مذموم، محمود وہ ہے جو سنت کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم ہے اور بعض علماء نے بدعت کو پانچ قسم پر تقسیم کیا ہے سو جو چیز کہ نئی نکالی گئی اس میں سے جمع کرنا حدیث کا پھر تفسیر قرآن کی پھر جمع کرنا مسائل فقہ کا جو محض رائے سے نکالے گئے ہیں پھر جمع کرنا علم تصوف کا سوا انکار کیا ہے پہلی قسم سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور ایک گروہ نے اور رخصت دی ہے اس میں اکثر نے اور دوسری قسم یعنی قرآن کی تفسیر کرنے سے شععی وغیرہ بعض تابعین نے انکار کیا ہے اور تیسری قسم یعنی تدوین مسائل فقہ سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ایک قوم نے انکار کیا ہے اور اسی طرح تدوین اصول دین کی بھی بدعت ہے یعنی نئی نکالی گئی ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سلف نے اس سے سخت انکار کیا ہے اور ان کا کلام اہل کلام کی مذمت میں مشہور ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے کلام کیا اس چیز میں جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چپ رہے اور ثابت ہو چکا ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خوارج اور رافضیوں اور قدریہ کی بدعتوں سے کوئی چیز نہ تھی اور وسیع کیا ہے متاخرین نے کلام کو اکثر ان امور میں جس سے ائمہ تابعین اور تبع تابعین نے انکار کیا ہے اور نہیں قناعت کی انہوں نے یہاں تک کہ ملا دیا ہے انہوں نے دین کے مسئلوں میں یونانیوں کے کلام سے اور ٹھہرایا ہے انہوں نے فلاسفہ کے کلام کو اصل کہ جو حدیثیں ان کے مخالف ہوں ان کی تاویل کر کے اس کی طرف پھیرتے ہیں اگرچہ وہ تاویل مکروہ ہو پھر انہوں نے اس پر بھی قناعت نہیں کی یہاں تک کہ انہوں نے علم کلام کو اشرف العلوم ٹھہرایا ہے اور لائق تر ساتھ تحصیل کے اور جو اس علم کو استعمال نہ کرے وہ ان کے گمان میں عامی جاہل ہے پس نیک بخت وہ ہے جو تمسک کرے ساتھ اس چیز کے جس پر سلف تھے اور پیچھے متاخرین کی بدعت نکالی ہوئی ہے لیکن اگر ضرورت ہو تو بقدر ضرورت سیکھ لے اور کتاب اور سنت کو اصل مقصود ٹھہرائے اور یہ جو کہا کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو یہ قاعدہ شرعیہ کلیہ ہے ساتھ منطوق اپنے کے اور مفہوم اپنے کے بہر حال منطوق اس کا محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پس جیسا کہ کہا جائے کہ حکم ایسی چیز کا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے پس نہ ہوگی شرع سے اس واسطے کہ شرع سب ہدایت ہے پس اگر ثابت ہو کہ حکم مذکور بدعت ہے تو صحیح ہوں گے دونوں مقدمے اور نتیجہ صحیح نکلے گا اور مراد ساتھ قول اس کے ہر بدعت گمراہی ہے وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور اس کے واسطے شرع سے کوئی دلیل نہ ہو بطریق عام کے نہ خاص کے اور کہا ابن عبدالسلام نے کہ بدعت پانچ قسم پر ہے پس واجب مانند مشغول ہونے کے ہے ساتھ علم نحو کے جس سے اللہ اور اس کے رسول کا کلام سمجھا جائے اس واسطے کہ نگاہ رکھنا شریعت کا واجب ہے اور نہیں حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ اس کے پس ہوگا واجب اور اسی طرح شرح غریب کی اور تدوین اصول فقہ کی اور پہنچنا طرف تیز صحیح کی ضعیف سے اور حرام وہ بدعت ہے جو سنت کے مخالف ہو جیسے قدریہ اور مرجیہ نے تدوین کی ہے اور مندوب وہ کام ہے جو ہو بہو حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ پایا گیا ہو جیسے نماز تراویح کے واسطے جمع ہونا اور مدرسوں وغیرہ کا بنانا اور مباح مانند مصافحہ کرنے کی ہے نماز صبح سے چھپے اور اچھا کھانا اور عمدہ کپڑا پہننا اور کبھی بعض چیز اس سے مکروہ یا خلاف اولیٰ ہوتی ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۶۷۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم کروں گا۔

۶۷۳۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ.

فائدہ: اور غرض بخاری رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ سنت پر بھی کتاب اللہ بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ وحی سے ہے اور اس کی تقدیر سے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾۔

۶۷۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری کل امت بہشت میں داخل ہوگی مگر جو باز رہے لوگوں نے کہا اور کون باز رہتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی وہ بہشت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ باز رہا۔

۶۷۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هَلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَأْبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى.

فائدہ: اس کا ظاہر یہ ہے کہ عموم مستمر ہے اس واسطے کہ کوئی ان میں سے نہیں باز رہتا دخول بہشت سے اسی واسطے

انہوں نے کہا کہ کون باز رہتا ہے؟ سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ اسناد باز رہنے کا دخول سے طرف ان کی مجاز ہے حضرت ﷺ کی سنت سے باز رہنے سے اور وہ حضرت ﷺ کی نافرمانی کرنا ہے پھر اگر باز رہنے والا کافر ہے تو وہ بہشت میں کبھی داخل نہیں ہوگا اور اگر مسلمان ہے تو مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہوگا وہ بہشت میں ساتھ اول داخل ہونے والوں کے۔ (فتح)

۶۷۳۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتے حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ سوتے تھے سو بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ سوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے اس ساتھی کی ایک مثل ہے سو اس کی مثل بیان کرو سو بعضوں نے کہا کہ وہ سوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے سو انہوں نے کہا کہ اس کی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس میں ضیافت کی اور بلانے والے کو بھیجا سو جس نے داعی کا کہنا قبول کیا وہ گھر میں داخل ہوگا اور دعوت کا کھانا کھائے گا اور جس نے ملانے والے کا کہنا قبول نہ کیا وہ گھر میں داخل نہ ہوگا اور نہ دعوت کا کھانا کھائے گا تو انہوں نے کہا کہ اس کے واسطے اس کی تعبیر کہوتا کہ اس کو سمجھ لے سو بعضوں نے کہا کہ وہ سوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے سو انہوں نے کہا کہ مراد گھر سے بہشت ہے اور بلانے والے سے مراد محمد ﷺ ہیں سو جس نے حضرت ﷺ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے حضرت محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ فرق ہے درمیان لوگوں کے یعنی مطیع اور گنہگاروں کے کہا قتیبہ نے لیث سے، الخ یعنی یہ حدیث موصول ہے موقوف نہیں جیسا کہ پہلے طریق سے وہم ہوتا ہے کہ اس میں مرفوع ہونے کے ساتھ

۶۷۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ وَأَنَّثِي عَلَيْهِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ حَدَّثَنَا أَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَادِبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَحْبَبَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَادِبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَادِبَةِ فَقَالُوا أَوَلَوْهَا لَهُ يَفْقَهُهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمُحَمَّدٌ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ .
تَابَعَهُ فَتَبَّيَهُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ
بْنِ أَبِي هَلَالٍ عَنْ جَابِرِ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

فائدہ: بہر حال حکم عبد کا ساتھ مولیٰ کے پاس اس کو حدیث بغل گیر ہے۔ (فتح)

۶۷۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ
حَدِيثِهِ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَآءِ اسْتَقِيمُوا
فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا فَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِينًا
وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا .

۶۷۳۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ اگر گروہ
قاریوں کے استقامت کرو سو البتہ تم نے سبقت کی اور آگے
بڑھ گئے آگے بڑھنا ظاہر اگر تم دائیں بائیں راہ لو گے اور
سیدھی راہ کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے گمراہ ہونا دور کا۔

فائدہ: مراد ساتھ قاریوں کے عالم ہیں قرآن اور سنت کے اور استقامت کرو یعنی استقامت کی راہ چلو اور مراد اس
سے تمسک کرنا ہے ساتھ امر اللہ کے فعل اور ترک سے اور یہ جو کہا تم بہت آگے بڑھ گئے تو مراد ساتھ اس کے یہ ہے
کہ اس نے خطاب کیا ساتھ اس کے ان لوگوں کو جنہوں نے اول اسلام کو پایا سو جب انہوں نے قرآن اور سنت کے
ساتھ تمسک کیا تو آگے بڑھ گیا وہ طرف ہر خیر کی اس واسطے کہ جو ان کے بعد آئے اگر ان کے برابر عمل کریں تو نہ
پہنچیں گے طرف اس چیز کی کہ پہنچے طرف اس کی سابق اسلام والے ورنہ بعید تر ہیں وہ ان سے حسنا و حکمنا اور یہ جو کہا
کہ دائیں بائیں طرف راہ لو گے یعنی مخالفت نہ کرو اور مذکور کی اور یہ کلام حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ماخوذ ہے اللہ کے اس قول
سے ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ اور جو مرفوع ہے حکما
حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے اشارہ ہے طرف فضل سابقین کی اولین کی مہاجرین اور انصار سے جو گزرے
استقامت پر سو حضرت ﷺ کے آگے شہید ہوئے یا حضرت ﷺ کے بعد زندہ رہے پھر شہید ہوئے یا اپنے بچھونے
پر مر گئے۔ (فتح)

۶۷۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو
أَسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي
مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعْثَنِي اللَّهُ بِهِ
كَمَثَلِ رَجُلٍ أَنَّى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي

۶۷۴۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری مثل اور میری
پیغمبری اور دین کی مثل جیسے اس مرد کی مثل جو ایک قوم کے
پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے قوم میں بے شک لوٹنے والے
لشکر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اور میں ننگا ڈرانے والا

ہوں سو جلدی بھاگو سو اس کی قوم سے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا سو وہ شام ہوتے ہی بھاگے اور آرام سے چلے گئے اور بچ گئے اور کچھ لوگوں نے جھوٹا جانا وہ فجر تک اپنے مکانوں میں ٹھہرے رہے تو صبح ہوتے ہی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا تو ان کو ہلاک کیا اور ان کو جڑ سے اکھاڑا سو یہی مثل ہے اس کی جس نے میرا کہنا مانا اور میرے دین کی پیروی کی اور مثل اس کی جس نے میرا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا سچے دین کو۔

رَأَيْتُ الْجَيْشَ بَعَيْنِي وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعَرِيَانُ
فَالنَّجَاءَ فَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَرَمِهِ فَأَذْلَجُوا
فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهْلِهِمْ فَجَحُوا وَكَذَبَتْ طَائِفَةٌ
مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ
فَأَهْلَكَهُمْ. وَاجْتَاهَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلٌ مَنْ
أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلٌ مَنْ عَصَانِي
وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح رفاق میں گزر چکی ہے۔

۶۷۴۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ
عَنْ عُقَيْلِ بْنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
لَمَّا تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِيفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ
مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ
كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ
النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا
بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ وَاللَّهِ
لَأَقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ
الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا
كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتَهُمْ عَلَى مَنَعِهِ فَقَالَ عُمَرُ
فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ
صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

www.KitaboSunnat.com

۶۷۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور مرتد ہوا جو مرتد ہوا عرب سے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کس طرح لڑے گا تو لوگوں سے اور حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ پر ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا اس سے جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے یعنی نماز کو فرض جانے اور زکوٰۃ کو فرض نہ جانے اس واسطے کہ زکوٰۃ حق مال کا ہے قسم ہے اللہ کی اگر انہوں نے مجھ سے روکی ایسی چیز یعنی بکری کا بچہ جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ادا کرتے تھے تو البتہ میں لڑوں گا اس کے روکنے پر کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی نہ تھا وہ یعنی میرا خیال کچھ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا لڑنے کے واسطے سو میں نے پہچانا کہ وہ حق ہے اور کہا مجھ سے ابن کبیر نے، الخ یعنی اس میں کذا کی

جگہ لفظ عناق کا واقع ہوا ہے یعنی بکری کا بچہ اور یہ صحیح تر ہے عقلا کی روایت سے اور روایت کیا ہے اس کو آدمیوں نے عناق اور عقلا اس جگہ جائز نہیں اور عقلا شعی کی حدیث میں مرسل ہے اور اسی طرح کہا قتیبہ نے عقلا یعنی رسی۔

۶۷۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن آیا یعنی مدینے میں اور اپنے بھتیجے حر بن قیس پر اترا اور وہ ان لوگوں سے تھا جن کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے نزدیک کرتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور شورئ والے قاری یعنی علماء اور عابد لوگ تھے بوڑھے ہوتے یا جوان تو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے بھتیجے! کیا اس امیر کے پاس تیرا کچھ لحاظ ہے سو تو میرے واسطے اس سے اجازت مانگے یعنی خلوت اور تنہائی کے وقت تو اس نے کہا کہ میں تیرے واسطے اجازت مانگوں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو اس نے عیینہ کے واسطے اجازت مانگی سو جب اندر گیا تو کہا اے خطاب کے بیٹے! تو ہم کو بہت مال نہیں دیتا اور تو ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتا عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ قصد کیا کہ اس کو ماریں تو حزنے کہا اے سردار مسلمانوں کے! اللہ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ لازم پکڑ معاف کرنا اور حکم کرنیک کام کا اور منہ پیر جاہلوں سے اور بے شک یہ جاہلوں سے ہے سو قسم ہے اللہ کی نہ بڑھے اس سے عمر رضی اللہ عنہ جب کہ اس نے آیت کو ان پر پڑھا اور تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت کھڑے ہونے والے نزدیک کتاب اللہ کے۔

قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ وَعَبْدُ اللَّهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنَّا قًا وَهُوَ أَصَحُّ وَرَوَاهُ النَّاسُ عَنَّا قًا وَعَقْلًا هُنَا لَا يَجُوزُ وَعَقْلًا فِي حَدِيثِ الشَّعْبِيِّ مُرْسَلٌ وَكَذَا قَالَ قَتَيْبَةُ عَقْلًا.

۶۷۴۲۔ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ عُبَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُدَيْفَةَ بْنِ بَدْرِ فَنَزَلَ عَلَيَّ ابْنِ أَخِيهِ الْحَرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَاءَةُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ كَهَوْلًا كَانُوا أَوْ شَبَانًا فَقَالَ عُبَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ يَا ابْنَ أَخِي هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الْأَمِيرِ فَتَسْتَأْذِنُ لِي عَلَيْهِ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ لِعُبَيْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللَّهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزَلَ وَمَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَعَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ بِأَنْ يَقَعَ بِهِ لِقَالَ الْحَرُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِسَبِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ وَإِنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ فَوَاللَّهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے اے خطاب کے بیٹے! اور یہ کلمہ کہا جاتا ہے جب کہ کسی مرد سے کچھ زیادتی طلب کرے کوئی بات ہو یا کام اور مراد اس سے حکم سے یہاں زجر ہے اور طلب باز رہنے کی نہ زیادتی طلب کرنا اور عینہ برداشت مزاج اور بد خو تھا اسی واسطے اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایسے ایسے سخت الفاظ سے خطاب کیا اے خطاب کے بیٹے! اور یہ جو کہا کہ قسم ہے اللہ کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے نہ بڑھے تو یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ عمل کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ غیر اس چیز کے جس پر آیت نے دلالت کی بلکہ عمل کیا ساتھ معنی اس کے اسی واسطے کہا کہ وہ اللہ کی کتاب کے پاس ٹھہرنے والے تھے یعنی عمل کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اور اس سے آگے نہ بڑھتے تھے اور اس میں قوت دینا ہے اکثر علماء کے مذہب کو کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں اور کہا طیبی نے کہ حکم کیا ہے اللہ نے اپنے پیغمبر کو ساتھ مکارم اخلاق کے سو حضرت ﷺ نے حکم کیا اپنی امت کو جس طرح اللہ نے آپ کو حکم کیا اور محصل اس کا امر ہے ساتھ اچھے برتاؤ کے لوگوں سے اور کوشش کرنے کے ساتھ احسان کرنے کے طرف ان کی اور صلح رکھنے کے ساتھ ان کے اور چشم پوشی کرنا ان سے۔ (فتح)

۶۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالنَّاسُ قِيَامٌ وَهِيَ قَائِمَةٌ تَصَلِّيُ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ فَقُلْتُ آيَةٌ قَالَتْ بَرَأْسُهَا أَنْ نَعْمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنْكُمْ تَفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوْ الْمُسْلِمُ لَا أُدْرِي أَيُّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا

۶۷۴۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جب کہ سورج میں گہن پڑا اور لوگ کھڑے نماز پڑھتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی نماز پڑھتی تھیں تو میں نے کہا کیا ہے لوگوں کو؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی سورج میں گہن پڑا ہے اور کہا سبحان اللہ میں نے کہا کیا نشانی ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں پھر جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے نہ دیکھا تھا مگر کہ میں نے اس کو اس جگہ میں دیکھا یہاں تک کہ میں نے بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھا اور مجھ کو وحی ہوئی کہ بے شک تم فتنے میں ڈالے جاؤ گے قریب دجال کے فتنے سے سو بہر حال مومن یا مسلم میں نہیں جانتا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ان دونوں سے کون سا لفظ کہا سو کہا کہے گا کہ یہ محمد ﷺ ہیں لائے ہمارے پاس دلیلیں روشن سو ہم نے محمد ﷺ کا حکم قبول کیا اور ہم ایمان لائے ساتھ اس چیز

کے کہ حضرت ﷺ اس کو لائے اللہ کی طرف سے سو کہا جائے گا کہ سورہ اس حال میں کہ تو نیکو کار ہے ہم نے جانا کہ تو یقین کرنے والا ہے اور بہر حال منافق یا مرتاب میں نہیں جانتا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کون سا لفظ کہا سو کہے گا کہ میں نہیں جانتا کہ اسلام اور پیغمبر کیا چیز ہے میں نے لوگوں سے سنا ایک بات کہتے تھے سو میں نے بھی کہی۔

بِالْبَيِّنَاتِ فَاجْتَنَاهُ وَآمَنَّا فَيَقَالَ نَمَّ صَالِحًا
عَلِمْنَا أَنَّكَ مُوقِنٌ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوْ
الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيُّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ
فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ
شَيْئًا فَقُلْتُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح خسوف میں گزر چکی ہے۔

۶۷۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے سوال کرنا چھوڑ دو جب تک کہ تم کو چھوڑوں اور نہ بتلاؤں تم سے اگلی امتوں کو تو ان سے سوال اور اختلاف ہی نے ہلاک کیا یعنی سوال کے سبب سے ہلاک ہوئے کہ اپنے پیغمبر کو کرتے تھے سو جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچا کرو اور جب میں کسی چیز کے کرنے کا حکم کروں تو اس کو کیا کرو جتنا تم سے ہو سکے۔

۶۷۴۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ دَعُونِي مَا تَرَكْتُمْكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ
كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاجْتِلَافِهِمْ عَلَيَّ
أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُمْكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ
وَإِذَا أَمَرْتُمْكُمْ بِأَمْرٍ فَاتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

فائدہ: مسلم کی روایت میں اس حدیث کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا یعنی فتح مکہ کے دن سو فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ نے تم پر حج کو فرض کیا سو تم حج کو ادا کیا کرو تو ایک شخص نے کہا یا حضرت! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ اس نے تین بار پوچھا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم سے کبھی نہ ہو سکتا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی بیہودہ سوال نہ کیا کرو جو تمہارے حق میں بہتر ہے میں اس کو خود بیان کر دیتا ہوں تم کو ایسی کوشش کرنا کیا ضروری ہے اور یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ سوال کیا کرو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے بیان کی جائیں تو تم کو بری لگیں اور یہ جو کہا جب تک میں تم کو چھوڑوں یعنی جب تک کہ میں تم کو کسی چیز کے کرنے کا حکم نہ کروں یا اس سے منع نہ کروں اور مراد ساتھ امر کے ترک کرنا سوال کا ہے اس چیز سے کہ نہ واقع ہوئی ہو اس خوف کے واسطے کہ اس کے سبب سے اس کا واجب کرنا یا حرام کرنا اترے اور بہت سوال کرنے سے کہ اس میں سختی کرنا ہے اور خوف ہے اس کا کہ واقع ہو اجابت ساتھ ایسی چیز کے کہ ثقیل ہو اور نہ ہو سکے اور واقع ہو مخالفت اور ابن فرج نے کہا کہ نہ بہت طلب کرو تفصیل ان جگہوں سے کہ ہوں مفید واسطے وجہ کے کہ ظاہر ہوئی ہو اگرچہ اس کے سوائے اور کی صلاحیت

بھی اس میں ہو جیسا کہ قول حضرت ﷺ کا حج و عمرہ کا احتمال رکھتا ہے سوا لائق ہے کہ اکتفاء کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ صادق آئے اس پر لفظ اور وہ ایک بار کرنا ہے اس واسطے کہ اصل نہ ہونا زیادتی کا ہے اور اس میں بہت نقب زنی نہ کرو اس واسطے کہ وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف ایسی چیز کی کہ بنی اسرائیل کے واسطے واقع ہوئی جب کہ ان کو گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا سو اگر کوئی ایک گائے ذبح کرتے تو حکم بجالانا حاصل ہوتا لیکن انہوں نے سختی کی سوان پر سختی کی گئی اگر مطلق کوئی گائے کسی طرح کی ذبح کرتے تو کفایت کرتی اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت قول حضرت ﷺ کے کی فانما اهلك من كان قبلکم، الخ ساتھ قول اس کے ذرونی ماتر تکلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے کوئی حکم شرع کے وارد ہونے سے پہلے اور یہ کہ اصل چیزوں میں عدم وجوب ہے پھر یہ نبی عام ہے تمام منع چیزوں میں مگر مستثنیٰ ہے اس سے وہ چیز جس پر مکلف مجبور کیا جائے مانند شراب پینے کی اور پرارے جمہور کے اور مخالفت کی ہے اس میں ایک قوم نے سو کہا انہوں نے کہ گناہ پر مجبور ہونا اس کو مباح نہیں کرتا اور صحیح نہ ہونے مواخذہ کا ہے جب کہ پائی جائے صورت اکراہ معتبر کی اور مستثنیٰ کیا ہے اس سے بعض شافعیہ نے زنا کی صورت کو کہ اس میں زبردستی متصور نہیں لیکن نہیں ہے کوئی مانع مجبور ہونے زنا پر اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ نہیں جائز ہے دوا کرنا ساتھ حرام چیز کے مانند شراب کی اور نہ دفع کرنا پیاس کا ساتھ اس کے اور نہ لنگنا لقمے کا جو حلق میں انگ گیا ہو ساتھ اس کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے جائز ہونا تیسری چیز کا ہے یعنی لقمے کا لنگنا شراب سے جائز ہے جب کہ حلق میں انگ گیا ہو واسطے بچانے جان کے پس یہ مردار کے کھانے کی مانند ہے مضطر کو برخلاف دوا کرنے کے اس واسطے کہ ثابت ہوئی اس سے نہیں بطور نص کے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ شراب دوا نہیں لیکن وہ بیماری ہے اور ابوداؤد میں ہے کہ حرام چیز سے دوا نہ کیا کرو اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ نے میری امت کی شفا حرام چیز میں نہیں ٹھہرائی اور بہر حال پیاس سو وہ اس کے پینے سے بند نہیں ہوتی اور وہ بھی دوا کے معنی میں ہے اور تحقیق یہ ہے کہ امر ساتھ بچنے کے نبی سے عموم پر ہے جب کہ نہ عارض ہو اس کو اجازت بیچ ارتکاب منہی کے جیسے کھانا مردار کا مضطر کو اور نہیں متصور ہے بچنا منہی سے مگر ساتھ چھوڑنے تمام منع چیزوں کے اور اگر بعض منع چیزوں سے بچے اور بعض سے نہ بچے تو وہ حکم بجا نہ لایا برخلاف امر کے یعنی مطلق کے کہ جو لائے کم تر جس پر اسم صادق آئے تو ہوتا ہے وہ بجالانے والا حکم کا اور ابن فرج نے اس کے برعکس تقریر کی ہے اسی واسطے اختلاف ہے اس میں کہ کیا امر کرنا ساتھ کسی چیز کے نبی ہے اس کی ضد سے اور نبی شے سے امر ہے ساتھ ضد اس کی کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے اور قواعد اسلام سے داخل ہوتی ہیں اس میں بہت احکام مانند نماز کی اس شخص کے واسطے جو اس کے کسی رکن یا شرط سے عاجز ہو اور جو ہو سکتے بحسب مقدر ادا کرے اور اسی طرح حکم ہے وضو کا اور ستر عورت کا اور یاد کرنا بعض فاتحہ کا اور نکالنا بعض زکوٰۃ فطر کا اس کے واسطے جو سب پر قادر نہ ہو کہ جتنا

ہو سکے کرے اور بند رہنا کھانے پینے سے رمضان میں اس کو جو عذر سے روزہ نہ رکھے پھر قادر نہ ہو روزے پر بیچ دن کے اور سوائے اس کے اور مسائل جن کی شرح دراز ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ جو عاجز ہو بعض امروں سے نہیں ساقط ہوتا ہے اس سے مقدور اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو امر کیا جائے ساتھ کسی چیز کے اور وہ اس کے بعض سے عاجز ہو اور جو مقدور ہو اس کو بجائے تو ساقط ہو جاتی ہے اس سے وہ چیز جس سے عاجز ہو اور ساتھ اس کے استدلال کیا ہے مرنی نے اس پر کہ جس چیز کا ادا کرنا واجب ہے اس کی قضا واجب نہیں اسی واسطے صحیح یہ ہے کہ قضا ساتھ امر جدید کے ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تعقید امر میں ساتھ استطاعت کے نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ منہی چیز کا زیادہ اہتمام ہے بلکہ وہ باز رہنے کی جہت سے ہے اس واسطے کہ ہر ایک آدمی قادر ہے اوپر ترک کے برخلاف فعل کے اس واسطے کہ عاجز ہونا اس کے کرنے سے محسوس ہے اور اسی واسطے امر میں استطاعت کی قید لگائی اور نہی میں نہ لگائی اور کہا ابن فرج نے کہ یہ جو فرمایا کہ بچو تو یہ اپنے اطلاق پر ہے یہاں تک کہ پایا جائے جو اس کو مباح کرے جیسے مردار کا کھانا وقت ضرورت کے اور پینا شراب کا وقت ۲۱ اور مجبور ہونے کے اور اصل اس میں جو از تلفظ یعنی جائز ہے بولنا کلمہ کفر کا جب کہ دل میں ایمان کا اطمینان ہو جیسا کہ ناطق ہے ساتھ اس کے قرآن اور تحقیق یہ ہے کہ مکلف ان سب چیزوں میں نہیں ہے منع کیا گیا اس حال میں اور جواب دیا ہے ماروردی نے کہ گناہ سے باز رہنا ترک ہے اور وہ آسان ہے اور عمل طاعت کا فعل ہے اور وہ مشکل ہے پس اسی واسطے نہیں مباح ہوا ہے گناہ کرنا اگرچہ عذر سے ہو اس واسطے کہ وہ ترک ہے اور ترک سے کوئی آدمی عاجز نہیں ہوتا اور مباح کیا چھوڑ دینا عمل کا عذر سے اس واسطے کہ کبھی عمل سے آدمی عاجز ہو جاتا ہے اور کہا بعضوں نے کہ نہی کبھی ہوتی ہے ساتھ مانع کے نفیض سے اور وہ حرام ہے اور کبھی نہیں ہوتی ہے ساتھ اس کے اور وہ مکروہ ہے اور ظاہر حدیث کا دونوں کو شامل ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس کے کہ مباح مامور بہ نہیں اس واسطے کہ تاکید فعل کی تو واجب اور مندوب کے مناسب ہوتی ہے اور جو اس کو مامور بہ کہتا ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ مراد امر سے طلب نہیں ہے بلکہ مراد اس سے عام تر معنی ہیں اور وہ اجازت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امر نہیں چاہتا ہے تکرار کو اور نہ اس کے عدم کو اور بعض نے کہا کہ تقاضا کرتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ تمام چیزیں مباح ہیں یعنی اصل سب چیزوں میں اباحت ہے یہاں تک کہ ثابت ہو نہی شارع کی طرف سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے بہت سوال کرنا مسکوں سے اور سختی کرنا بیچ اس کے کہا بغوی نے کہ اگر دین کے کسی مسئلے کی حاجت پڑے تو اس کا پوچھنا جائز ہے بلکہ مامور بہ ہے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَاسْئَلُوا أَهْلَ الدِّينِ﴾ اور اگر بصورت تشدید اور تکلف کے ہے تو منع ہے اور یہی مراد ہے حدیث میں اور تائید کرتا ہے اس کی وارد ہونا زجر کا حدیث میں اغلوطات سے کہا اوزاعی نے کہ اغلوطات سخت اور مشکل مسئلے ہیں اور اکثر سلف سے منقول ہے کہ مکروہ

ہے کلام کرنا ان مسکلوں میں جو واقع نہ ہوئے ہوں مگر عالم کے واسطے اور عالم کو مکروہ اس وقت ہے جب کہ بازرگھے عالم کو اس چیز سے کہ اس سے اہم تر ہو اور لائق ہے کہ چھانٹا جائے اس چیز کو جس کا وقوع بہت ہونہ جس کا وقوع نادر ہو اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ لائق ہے مشغول ہونا ساتھ اس امر کے جس کی فی الحال حاجت ہو اور نہ مشغول ہونا ساتھ اس کے جس کی فی الحال حاجت نہ ہو سو گویا کہ فرمایا کہ لازم پکڑو اپنے اوپر کرنا امروں کا اور بچنا منع چیزوں کے بدلے مشغول ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی پس لائق ہے مسلمانوں کو کہ بحث کرے اس چیز سے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے آئی ہے پھر کوشش کرے اس کے سمجھنے میں اور اس کی مراد معلوم کرنے میں پھر مشغول ہو وہ ساتھ عمل کرنے کے اوپر اس کے پھر اگر حلیمات سے ہو تو اس کی تصدیق کے ساتھ مشغول ہو اور اس کے حق ہونے کے ساتھ اعتقاد کرے اور اگر عملیات سے ہو تو خرچ کرے اپنی کوشش کو ساتھ عمل کرنے کے اوپر اس کے فعل سے ہو یا ترک سے اور اگر اس سے زیادہ وقت پائے تو نہیں ڈر ہے کہ خرچ کرے اس کو مشغول ہونے میں ساتھ پہچاننے حکم اس چیز کے کہ واقع ہوگی جب کہ یہ قصد ہو کہ عمل کرے گا ساتھ اس کے اگر واقع ہوئی اور اگر جدل اور جھگڑے کا قصد ہو تو یہ منع ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكْلِيفِ
مَا لَا يَعْينُهُ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ
أَشْيَاءَ إِنْ تَبَدَّلَ لَكُمْ تَسْؤُكُمْ﴾
جو مکروہ ہے کثرت سوال سے اور تکلف مالا یعنی سے اور
اللہ نے فرمایا کہ نہ سوال کرو ان چیزوں سے کہ اگر
تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: مراد اس کی یہ ہے کہ استدلال کرے ساتھ اس آیت کے مدعی پر اور وہ کراہت بہت سوال کرنے کی اور یہ پھرنا ہے بخاری رضی اللہ عنہ سے طرف ترجیح بعض اس چیز کی کہ آئی ہے اس کی تفسیر میں اور اس کے شان نزول کا اختلاف تفسیر میں گزر چکا ہے اور ترجیح دی ہے ابن منیر نے اس کو کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ بہت سوال کرنے کے اس چیز سے کہ واقع ہوئی اور آئندہ واقع ہوگی اور اسی کو چاہتی ہے کاری گری بخاری رضی اللہ عنہ کی اور باب کی حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں اور البتہ سخت ہوا ہے انکار ایک جماعت کا اوپر اس کے ان میں سے قاضی ابوبکر بن عربی ہے سو کہا اس نے کہ اعتقاد کیا ہے غافلوں کی ایک قوم نے کہ منع ہے پوچھنا مسائل کا جب تک کہ واقع نہ ہوں اس آیت کی دلیل سے اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اس واسطے کہ آیت تصریح کرتی ہے کہ منع ہے وہ کہ واقع ہو مسئلہ اس کے جواب میں اور مسئلے حوادث کے اس طرح نہیں ہیں اور یہ قول ٹھیک ہے اس واسطے کہ ظاہر خاص ہونا اس آیت کا ساتھ زمانے نزول وحی کے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے کہ جو سوال کرے ایسی چیز سے جو حرام نہ ہو پھر اس کے سوال کے سبب سے حرام ہو جائے اس واسطے کہ ایسی چیز کے واقع ہونے سے البتہ امن حاصل ہو چکا ہے اور سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں اور حدیث بھی آچکی ہے اور اس سے جو ثابت ہوا ہے حدیثوں میں کہ اصحاب نے

حضرت ﷺ سے اکثر اوقات میں بہت چیزوں کا سوال کیا تو احتمال ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ہو اور احتمال ہے کہ نبی آیت میں نہ شامل ہو اس چیز کو کہ اس کی حاجت ہے جس کا حکم مقرر ہو چکا ہے یا ان کو اس کے پہچاننے کی حاجت ہو مانند سوال کی کھپانچ کے ساتھ ذبح کرنے سے اور سوال کی وجوب طاعت سرداروں کی سے جب کہ معروف چیز کا حکم کریں اور جیسا سوال کرنا احوال قیامت سے اور جو اس سے پہلے ہے لڑائیوں اور فتنے فسادوں سے اور مانند ان سوالوں کی کہ قرآن میں ہیں جیسا سوال کرنا شراب اور جوئے اور کلالہ اور محض اور عورتوں اور شکار وغیرہ سے لیکن جو اس آیت سے نکالتے ہیں کہ مکروہ ہے بہت سوال کرنا ان مسئلوں سے جو نہیں واقع ہوئے انہوں نے اس کو اس کے ساتھ لاحق کیا ہے اس واسطے کہ کثرت سوال کی جب سبب ہے تکلیف اس چیز کا جو مشکل ہو تو لاحق ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے اور امام دارمی نے اس میں ایک باب باندھا ہے اور اس میں اصحاب اور تابعین سے بہت آثار نقل کیے ہیں اور کہا بعضوں نے کہ بحث دو قسم پر ہے ایک بحث یہ ہے کہ کیا یہ مسئلہ عموم نص میں داخل ہے یا نہیں؟ سو یہ مطلوب ہے مکروہ نہیں بلکہ متعین ہوتا ہے بعض مجتہدوں پر دوسری قسم یہ ہے کہ مثل چیزوں میں فرق کرے باوجود وصف جمع کے یا دو متفرق چیزوں کو جمع کرے پس یہی قسم ہے جس کی سلف سے مذمت وارد ہوئی ہے اور اس کے موافق ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی کہ ہلاک ہوئے سختی کرنے والا کہ اس میں ضائع کرنا ہے اوقات کا بے فائدہ چیز میں اور مثل اس کی ہے بہت تفریح کرنا ایسے مسئلے پر کہ نہ ہو اصل اس کے واسطے قرآن میں نہ حدیث میں نہ اجماع میں اور وہ نہایت نادر الوقوع ہو اور سخت تر اس سے سوال کرنا ہے نبی چیزوں سے کہ وارد ہوئی ہے شرع ساتھ ایمان لانے کے اوپر ان کے باوجود ترک کیفیت ان کی کے اور سوال کرنا وقت قیامت اور روح وغیرہ سے جو نہیں پہچانا جاتا ہے مگر محض نقل سے اور ان میں سے بہت چیزوں کے حق میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی پس واجب ہے ایمان لانا ساتھ اس کے بغیر بحث کے اور جو عذر کرے بیچ معانی قرآن کے نگہبانی کرنے والا ہو اس چیز پر جو آئی ہے اس کی تفسیر میں حضرت ﷺ سے اور اصحاب سے اور حاصل کرے احکام سے اس چیز کو کہ مستفاد ہوتی ہے اس کے منطوق سے اور مفہوم سے اور غور کرے سنت کے معانی میں اور جس پر وہ دلالت کرے اور لے جو اس سے حجت کے لائق ہے تو یہ محمود ہے اور نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور اسی پر معمول ہے عمل شہروں کے فقہاء کا تابعین سے اور جو ان کے بعد ہیں اور اس باب میں نو حدیثیں مذکور ہیں بعض متعلق ہیں ساتھ کثرت سوال کے اور بعض متعلق ہیں ساتھ تکلیف مالا یعنی کے اور بعض ساتھ سبب نزول آیت کے اور حدیث اول متعلق ہے ساتھ دوسری قسم کے اور اسی طرح حدیث دوسری اور پانچویں۔ (فتح)

۶۷۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقَرِّيُّ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
حَدَّثَنَا سَعِيدُ حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ أَبِي شِهَابٍ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سب مسلمانوں میں بڑا

گنہگار وہ ہے کہ جس نے وہ بات پوچھی کہ حرام نہ تھی پھر اس کے پوچھنے کے سبب سے حرام ہوگئی۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحْرَمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ.

فائدہ: مسئلہ پوچھنا دو قسم پر ہے ایک تو وہ کہ اس کی حاجت پڑے اور وہ بات معلوم نہیں تو دریافت کے واسطے پوچھے تو یہ درست ہے بلکہ اس کا حکم ہے کہ دریافت کرے اللہ نے قرآن میں فرمایا ﴿فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ دوسرے یہ کہ ناحق بے حاجت پوچھنا اور تنگ کرنا یہ منع ہے سو اسی کو حضرت ﷺ نے منع کیا کہ ناحق بے حاجت باتیں نہ پوچھا کرو شاید حلال چیز تمہارے بے فائدہ سوال سے حرام ہو جائے اور تم گنہگار ہو لیکن جس مسئلے کی حاجت پڑے وہ اس حدیث سے مخصوص ہے ساتھ آیت مذکور کے پس اس کا سوال کرنا درست ہے بلکہ مامور بہ ہے اور حدیث محمول ہے تحذیر اور تہدید پر نہ یہ کہ سوال علت ہے تحریم کی پس نہیں تمسک ہے اس میں واسطے قدر یہ ہے کہ اللہ ایک چیز دوسری چیز کے سبب سے کرتا ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو ایسا عمل کرے جو دوسرے کو ضرر کرے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اور حدیث میں ہے کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے یعنی دراصل سب چیزیں مباح ہیں یہاں تک کہ وارد ہو شرع برخلاف اس کے اور بعضوں نے کہا کہ اس کا جرم یہ ہے کہ اس کے سوال کے سبب سے مسلمانوں کو ضرر پہنچا کہ منع ہو ان کو تصرف کرنا اس چیز میں جو اس کے سوال کرنے سے پہلے حلال تھی اور مستفاد ہوتی ہے بڑائی گناہ کی یعنی یہ گناہ اتنا بڑا ہے کہ جو اس کے واقع ہونے کا سبب ہو اس کو بھی یہ کہنا جائز ہے کہ یہ بہت بڑے گناہ میں واقع ہوا۔ (فتح)

۶۷۴۶۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک سال مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنایا یعنی رمضان کے مہینے میں سو حضرت ﷺ نے اس میں چند راتیں نماز پڑھی یہاں تک کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے پھر انہوں نے ایک رات حضرت ﷺ کی آواز نہ پائی اور گمان کیا کہ حضرت ﷺ سو گئے تو ان میں سے بعض آدمی کھنگورنے لگے تاکہ حضرت ﷺ ان کی طرف نکلیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ رہا تمہارے ساتھ جو دیکھا میں نے تمہارے عمل سے یہاں تک کہ میں ڈرا کہ وہ تم پر

۶۷۴۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا لَيْلِي حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ لَمْ يَلْقُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً فَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَحَنَّنُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ

فرض ہو جائے سو اگر تم پر فرض ہو جائے تو تم اس کو قائم نہ کر سکو سو اسے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اس واسطے کہ افضل نماز مرد کی اپنے گھر میں ہی ہے مگر فرض نماز یعنی فرض نماز مسجد میں افضل ہے۔

مَا زَالَ بَكُمْ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گزری اور متعلق ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس حدیث سے وہ چیز جو سمجھی جاتی ہے حضرت ﷺ کے انکار سے یعنی جو انکار کیا حضرت ﷺ نے ان کے فعل پر کہ انہوں نے سختی کی اس چیز میں جس کی حضرت ﷺ نے ان کو اجازت نہیں دی تھی یعنی رات کی نماز میں مسجد کے اندر جمع ہونا۔ (فتح)

۶۷۴۷- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کئی چیزوں سے پوچھے گئے جن کو برا جانا سو جب لوگوں نے حضرت ﷺ سے بہت سوال کیا تو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ مجھ سے پوچھو تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ حدافہ ہے پھر اور مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم ہے شیبہ کا غلام آزاد سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے چہرے میں غصہ دیکھا تو کہا کہ ہم اللہ کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

۶۷۴۷- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سُنِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَلُونِي فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حَدَافَةُ ثُمَّ قَامَ آخَرَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبِي فَقَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عَمْرُ مَا بَوَّجَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّغْصِ قَالَ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

فائدہ: پوری روایت یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک روز بعد نماز ظہر کے خطبہ پڑھا اور قیامت کو یاد کیا پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھا جائے سو پوچھے سو جو کچھ مجھ سے پوچھو گے بتاؤں گا جب تک میں اپنے مکان میں ہوں یعنی منبر پر تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر کہا کہ ہم دل سے راضی ہیں اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری سے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا غصہ ختم ہوا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت سوال کرنا منع ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ مراد کثرت سوال سے منع ہونا کثرت سوال کا ہے حادثوں سے اور اغلوطات سے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ کے احوال کو اصحاب زیر نظر رکھتے تھے اور

حضرت ﷺ کے غضب سے سخت ڈرتے تھے اس خوف سے کہ کسی ایسے امر کے واسطے ہو جو ان کو عام ہو جائے اور یہ کہ جائز ہے چومنا مرو کے پاؤں کا اور جائز ہے غصہ کرنا وعظ کی حالت میں اور گھٹنوں کے بل بیٹھنا شاگرد کا استاد کے آگے جب کہ اس سے کچھ پوچھے اور یہی حکم ہے تابع کا واسطے متبوع کے اور مشروع ہونا تعویذ کا فتنوں سے اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ قسم اول کے اور اسی طرح چوتھی اور آٹھویں اور نویں۔ (فتح)

۶۷۴۸۔ حضرت وزاد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب سے روایت ہے کہ معاویہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میری طرف لکھ جو تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ ہر نماز کے پیچھے یہ ذکر کہتے تھے لا الہ سے منک المجد تک یعنی کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کو سب شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے الہی! نہیں کوئی روکنے والا تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہیں تیری رد کی چیز کو اور تیرے رو برو نصیبے والے مالدار کو اس کا مال کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نیز اس نے اس کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ منع کرتے تھے قیل وقال اور کثرت سوال اور مال کے ضائع کرنے سے اور منع کرتے تھے ماؤں کی نافرمانی سے اور زندہ لڑکیوں کے گاڑنے سے، کہا ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ کفر کے وقت اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے سو اللہ نے اس کو حرام کیا۔

۶۷۴۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْمُغِيرَةِ اَكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلٍ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَادِ الْبَنَاتِ وَمَنْعِ وَهَاتِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كَانُوا يَقْتُلُونَ بَنَاتَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَحَرَّمَ اللَّهُ ذَلِكَ.

فائدہ: اور غرض اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ منع کرتے تھے قیل وقال سے اور کثرت سوال سے اور پہلے گزر چکی ہے بحث کہ کثرت سوال سے کیا مراد ہے؟ کیا وہ خاص ہے ساتھ مال کے یا احکام کے یا عام تر ہے اس سے اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر یعنی مال اور احکام وغیرہ سب کو شامل ہے اور سب چیز میں کثرت سوال منع ہے لیکن منع اس چیز میں ہے جس کی سائل کو حاجت نہ ہو اور باقی شرح کتاب الرقاق میں گزری۔ (فتح)

۶۷۴۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

۶۷۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے

حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا
عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ نَهَيْتَنَا عَنِ التَّكْلِيفِ .
پاس تھے سو کہا کہ ہم منع کیے گئے تکلف اور تشدد سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا اللہ کے اس قول سے ﴿وَفَاكِهَةٌ وَأَبْنَا﴾ کہ اب کیا چیز ہے؟ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم منع کیے گئے تعق اور تکلف سے اور مراد اب سے وہ سبزہ ہے جو چوپائے کھاتے ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اب وہ چیز ہے جس کو زمین اگاتی ہے جو چوپائے کھاتے ہیں اور آدمی نہیں کھاتے۔ (نخ)

۶۷۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ باہر تشریف لائے جب کہ آفتاب ڈھلا سو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر جب سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کو یاد کیا اور ذکر کیا کہ قیامت سے پہلے بڑی بڑی مصیبتیں ہونے والی ہیں پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھنا چاہے سو پوچھے سو قسم ہے اللہ کی نہیں پوچھو گے مجھ سے کچھ مگر کہ میں تم کو بتلاؤں گا جب تک کہ میں اپنے مقام میں ہوں کہا انس رضی اللہ عنہ نے سولوگ بہت رونے لگے اور حضرت ﷺ بار بار فرماتے تھے کہ مجھ سے پوچھو انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ایک مرد حضرت ﷺ کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت! میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے یعنی بہشت میں جاؤں گا یا دوزخ میں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں پھر عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اٹھا تو اس نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر بہت بار فرمایا کہ مجھ سے پوچھو کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھٹنوں کے بل ہو کر کہا کہ ہم دل سے راضی ہوئے اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور محمد ﷺ کی پیغمبری سے کہا سو حضرت ﷺ چپ ہوئے جب کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تو ہلاک ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں

۶۷۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ
زَاعَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ
قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ
بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عَظِيمًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ
أَنْ يَسْأَلَ عَنِ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا
تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا
دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا قَالَ أَنَسٌ فَأَكْثَرَ
النَّاسُ الْبُكَاءَ وَأَكْثَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَقَالَ
أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْنَ مَدْحَلِي يَا
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ النَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
حُدَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
أَبُوكَ حُدَافَةُ قَالَ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ
سَلُونِي سَلُونِي فَبَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ
فَقَالَ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا

میری جان ہے کہ البتہ میرے سامنے کیے گئے بہشت اور دوزخ اس وقت اس دیوار کے آگے اور میں نماز پڑھتا تھا سو نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز خیر اور شر میں جیسے آج دیکھی۔

وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا
قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ عُمَرُ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ
وَالنَّارُ أَنْفًا فِي عَرْضِ هَذَا الْحَائِطِ وَأَنَا
أَصْلِي فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ.

فائدہ: اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ تیسری قسم کے اور اسی طرح چوتھی حدیث بھی اور وہ چوتھی حدیث کے معنی میں ہے۔ (فتح)

۶۷۵۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ فلاں ہے اور یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

۶۷۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ
أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ
بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللَّهُ مَنْ أَبِي
قَالَ أَبُوكَ فَلَانَ وَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ﴾ الْآيَةَ.

۶۷۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ آپس میں پوچھتے ہیں کہ یہ تو اللہ نے سب خلق کو پیدا کیا ہے سو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

۶۷۵۲۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا
شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ
يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا
اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے دل میں خیال ڈالتا ہے کہ زمین آسمان کو کس نے بنایا تو کہتا ہے اللہ نے تو شیطان پوچھتا ہے کہ اللہ کو کس نے بنایا اور ہذا اللہ مبتدا اور خبر ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ یہ مقرر اور معلوم ہے کہ اللہ نے خلق کو پیدا کیا اور وہ وہ شے ہے اور ہر چیز مخلوق ہے تو اس کو کس نے پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب شیطان دل میں خیال ڈالے تو اس وقت اللہ کی پناہ مانگے یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور باز رہے اور ایک روایت میں ہے کہ آمنت باللہ ورسولہ کہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

چند گنوار لوگ مسجد میں آئے اور مجھ سے پوچھا کہ بھلا اللہ کو کس نے پیدا کیا اور میں نے ان کو پتھر مارے اور میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے سچ فرمایا کہ ایسے سوال کرنے والے احمق ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کہے آمنت باللہ کہ یہ صریح ایمان ہے یعنی اس وسوسہ کو برا جانتا اور اس کو قبول نہ کرنا دلیل ہے اوپر خالص ہونے ایمان کے اس واسطے کہ کافر اصرار کرتا ہے اس پر جو اس کے دل میں ہے محال سے اور نہیں نفرت کرتا اس سے اور یہ جو دوسری روایت میں کہا کہ اللہ کی پناہ مانگے اور باز رہے یعنی اس خیال میں فکر کرنا چھوڑ دے اور اللہ کی پناہ مانگے جب کہ نہ واقع ہو اس سے وسوسہ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ علم اس کا کہ اللہ بے نیاز شیطان کے ہر وسوسے سے بدیہی امر ہے حجت اور مناظرہ کا محتاج نہیں سوا اگر اس سے کوئی خیال دل میں گزرے تو شیطان کا وسوسہ ہے اور اس کی کوئی حد نہیں سو جب کسی دلیل سے اس کا معارضہ کیا جائے تو اور طرح سے مغالطہ دیتا ہے سو ضائع کرتا ہے اس کے وقت کو اگر سالم رہے فتنے سے سونہیں ہے کوئی تدبیر اس کے دفع کرنے کی قوی تر اس سے کہ اللہ کی پناہ پکڑے اعوذ باللہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ احد اللہ الصمد کہے اور ہر انسان صاف طبیعت کی یہ پیدائشی بات ہے کہ وہ جانتا ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اس کے پہلے کوئی چیز نہیں جو اس کو بنائے اور ہزاروں دلیل عقلی سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے سو ایسا سوال وہی کرے گا جس کی اصل پیدائش میں خلل ہے اور عقل میں نقصان ہے اور یہ عجب حماقت کا سوال ہے کہ جب اس کو اللہ کہا تو پھر اس کو پیدا کرنے والے کو پوچھنا عجب نادانی ہے اگر اللہ کا پیدا کرنے والا کوئی ہوتا تو پھر وہ اللہ کیسا باقی رہا وہ بھی مخلوق ہو گیا مثل اور مخلوقات کی اور کہا مہلب نے قول اس کا صریح ایمان ہے یعنی نہ نکالنا امر کو مالا نہایت تک اس واسطے کہ جب امر کو مالا نہایت تک نکالا جائے تو اس وقت ضروری ہے کہ کوئی ایسا خالق ہو جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا اس واسطے کہ عاقل فکر کرنے والا جانتا ہے کہ سب مخلوقات مخلوق ہے واسطے ہونے اثر کاری گری کے جو اس میں موجود ہے اور اثر حدث کے جو اس پر جاری ہے اور خالق کی یہ صفت نہیں ہوتی پس واجب ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے واسطے خالق ہو جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا پس یہ ہے صریح ایمان نہ بحث کرنا جو شیطان کے مکر سے ہے جو حیرت کی طرف نوبت پہنچاتی ہے کہا ابن بطلان نے کہ اگر وسوسہ کرنے والا کہے کہ کون مانع ہے کہ خالق اپنے نفس کو آپ پیدا کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ بعض بعض کے متناقض ہے اس واسطے کہ تو نے خالق کو ثابت کیا ہے اور اس کے وجود کو واجب ٹھہرایا ہے پھر تو نے کہا کہ وہ اپنے نفس کو خود آپ پیدا کرتا ہے سو تو نے واجب کیا اس کے عدم کو اور اس کے موجود اور معدوم ہونے میں تطبیق ممکن نہیں بلکہ دونوں امر کو جمع کرنا فاسد ہے اس واسطے کہ اس میں تناقض ہے اس واسطے کہ فاعل کا وجود مقدم ہوتا ہے اس کے فعل کے وجود پر پس یہ محال ہے کہ اس کا نفس اس کا فعل ہو اور یہ واضح ہے اس شبہ کے حل کرنے میں اور یہ نوبت پہنچاتا ہے طرف صریح ایمان کی اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم دل میں پاتے ہیں وہ وسوسہ کہ ہم میں سے

کوئی بھاری جانتا ہے کہ اس کے ساتھ کلام کرے حضرت ﷺ نے فرمایا البتہ تم نے اس کو پایا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پوچھے گئے دوسو سے فرمایا کہ یہ محض ایمان ہے کہا ابن تین نے اگر جائز رکھا جائے کہ خالق کے واسطے کوئی خالق ہو تو تسلسل لازم آئے پس ضروری ہے نہایت ہونے سے طرف موجد قدیم کی اور قدیم اس کو کہتے ہیں جس سے پہلے کوئی چیز نہ ہو اور نہیں صحیح ہے معدوم ہونا اس کا اور وہ فاعل ہے یعنی پیدا کرنے والا ہے کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا اور وہ اللہ تعالیٰ ہے کہا کرمانی نے ثابت ہوا ہے کہ پہچانا اللہ تعالیٰ کا دلیل سے فرض عین ہے یا کفایہ ہے اور راہ طرف اس کی ساتھ سوال کرنے کے اس سے متعین ہے اس واسطے کہ وہ اس کا مقدمہ ہے لیکن جب بداہت سے معلوم ہوا کہ خالق غیر ہے مخلوق کا یا ساتھ کسب کے جو قریب ہو صدق کے تو ہوگا سوال کرنا اس سے تشدد اور سختی سو ہوگی ذم متعلق ساتھ اس سوال کے جو بطور تشدید اور سختی کے ہونے تو پہنچنا اس کی معرفت کی طرف اور دور کرنا شبہ کا اس سے صریح ایمان ہے اس واسطے کہ ضروری ہے قطع ہونا اس تسلسل کا طرف ایسے خالق کی جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا دفع تسلسل کے واسطے اور ہارون رشید کے زمانے میں کسی نے اس سے ایسا سوال کیا کہ کیا اللہ قادر ہے اس پر کہ اپنی مثل پیدا کرے؟ سو ہارون رشید نے اہل علم سے اس کا جواب پوچھا تو ایک نوجوان نے جلدی کی سو اس نے کہا کہ یہ سوال محال ہے اس واسطے کہ مخلوق محدث ہے یعنی نئی پیدا کی گئی ہے آگے نہ تھی اور جو محدث ہو نیا پیدا کیا گیا ہو وہ قدیم کی مثل نہیں ہوتا پس محال ہے یہ کہ کہا جائے کہ اللہ قادر ہے اس پر کہ اپنی مثل پیدا کرے یا کہا جائے کہ نہیں قادر ہے جیسا کہ محال ہے کہ کہا جائے قادر عالم میں قادر ہے اس پر کہ جاہل عاجز ہو جائے۔ (فتح)

۶۷۵۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا مدینے کی کھیتی میں اور حضرت ﷺ ایک چھری پر نکیہ کیے تھے سو حضرت ﷺ چند یہودیوں پر گزرے تو ان میں سے بعضوں نے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو اور بعضوں نے کہا کہ نہ پوچھو کہ تم کو کوئی بات نہ سنائے تو ان میں سے بعض حضرت ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے سو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! خبر دے ہم کو روح سے کہ کیا چیز ہے؟ سو حضرت ﷺ ایک ساعت کھڑے دیکھتے رہے سو میں نے پہچانا کہ حضرت ﷺ کو وحی ہوتی ہے سو میں آپ سے پیچھے ہٹا یہاں تک کہ وحی چڑھی پھر

۶۷۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْوُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ لَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقَامُوا إِلَيْهِ فَقَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ حَدَّثْنَا عَنِ الرُّوحِ فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ

حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح
کی تو کہہ کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔
فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُوحَىٰ إِلَيْهِ فَتَأَخَّرْتُ عَنْهُ حَتَّىٰ
صَعِدَ الْوُحَىٰ ثُمَّ قَالَ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ
الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾.

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ حضرت ﷺ نے ان کو اسی وقت جواب دیا۔ (فتح)
بَابُ الْإِقْتِدَاءِ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حضرت ﷺ کے افعال کی پیروی کرنا

فائدہ: اصل اس میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ یعنی البتہ تمہارے
واسطے حضرت ﷺ کی تابعداری میں بہتر پیروی ہے اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے واسطے داخل ہونے
اس کے بیچ عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کے
﴿فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ سو واجب ہے پیروی حضرت ﷺ کی آپ کے فعل میں جیسے کہ واجب ہے آپ کے
قول میں یہاں تک کہ قائم ہو کوئی دلیل مذہب پر یا خصوصیت پر اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس میں احتمال ہے و جب
کا اور مذہب کا اور اباحت کا پس محتاج ہے طرف قرینے کی اور کہا جمہور نے مذہب کے واسطے ہے جب کہ ظاہر ہو وجہ
قرب کی اور بعضوں نے کہا اگرچہ ظاہر ہو اور بعضوں نے تفصیل کی ہے درمیان تکرار اور عدم تکرار کے اور بعض لوگوں
نے کہا کہ اگر حضرت ﷺ کا فعل کسی مجمل کا بیان ہو سو جو حکم اس مجمل کا ہے وہی اس کا ہے و جب ہو یا مذہب یا اباحت
پھر اگر ظاہر ہو وجہ قربت کی تو مذہب کے واسطے ہے اور جس میں قربت کی وجہ ظاہر نہ ہو تو اباحت کے واسطے ہے اور
بہر حال تقریر حضرت ﷺ کی اس پر جو حضرت ﷺ کے سامنے کیا جائے سو دلالت کرتا ہے جواز پر اور یہ مسئلہ مبسوط
ہے اصول فقہ میں اور متعلق ہے ساتھ اس کے تعارض حضرت ﷺ کے قول اور فعل کا اور متفرع ہوتا ہے اس پر حکم
خصائص کا پھر اگر قول اور فعل آپس میں معارض ہو تو اس میں علماء کے تین قول ہیں ایک یہ کہ قول حضرت ﷺ کا مقدم
ہے آپ کے فعل پر اس واسطے کہ اس کے لیے صیغہ ہے جو معانی کو بغفل گیر ہے دوسرا قول یہ ہے کہ فعل مقدم ہے قول پر
اس واسطے کہ اس کی طرف کوئی احتمال راہ نہیں پاتا جو قول کی طرف پاتا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ ترجیح دی جائے اور محل
اس سب کا وہ ہے کہ نہ قائم ہو قرینہ جو دلالت کرے خصوصیت پر اور جمہور کا مذہب اول قول ہے اور اس کے واسطے
نہجت یہ ہے کہ تعبیر کیا جاتا ہے ساتھ قول کے محسوس سے اور معقول برخلاف فعل کے ہے پس خاص ہوگا ساتھ محسوس کے
سو ہوگا قول اتم اور ساتھ اس وجہ کے کہ اتفاق ہے اس پر کہ قول دلیل ہے برخلاف فعل کے اور اس واسطے کہ قول دلالت
کرتا ہے بنفسہ برخلاف فعل کے پس محتاج ہوگا طرف واسطہ کی اور اس واسطے کہ مقدم کرنا فعل کا نوبت پہنچاتا ہے طرف
ترک عمل کی ساتھ قول کے یعنی اس میں قول کے ساتھ عمل نہیں ہوتا اور اگر قول کے ساتھ عمل کیا جائے تو ممکن ہے ساتھ

اس کے عمل کرنا فعل کے مدلول پر پس ہوگا قول راجح ان اعتباروں سے۔ (فتح)

۶۷۵۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینکا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا سو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو پھینکا۔

۶۷۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَعْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ وَقَالَ إِنِّي لَنْ أَبْسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

فائدہ: بخاری رضی اللہ عنہ نے صرف ایک مثال بیان کی اس واسطے کہ وہ شامل ہے اس پر کہ اصحاب نے آپ کی پیروی کی فعل میں اور ترک میں اور ابن بطلان نے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی پیروی واجب ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی اتاری اور اصحاب نے بھی انگوٹھیاں اتاریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں جوتا اتارا تو اصحاب نے بھی اتارا اور حدیبیہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈایا اور قربانی ذبح کی تو اصحاب نے بھی آپ کی پیروی میں جلدی کی بعد اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو احرام سے حلال ہونے کا حکم دیا اور لوگوں نے اس میں تردد کیا سو اس نے دلالت کی کہ فعل ابلغ ہے قول سے لیکن اس میں وجوب پر دلالت نہیں جو اس نے دعویٰ کیا ہے بلکہ مطلق پیروی پر دلالت ہے، والعلم عند اللہ۔ (فتح)

جو مکروہ ہے تشدید اور سختی کرنے سے اور تنازع اور زیادتی کرنے سے دین میں اور بدعتوں سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اے کتاب والو! نہ حد سے بڑھ جاؤ دین کی بات میں اور نہ بولو اللہ پر مگر سچی بات۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّزَاعِ فِي الْعِلْمِ وَالغُلُوِّ فِي الدِّينِ وَالتَّبَدُّعِ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾.

فائدہ: ابتداء آیت کی متعلق ہے ساتھ فروع دین کے اور اسی سے تعبیر کی گئی ہے ترجمہ میں ساتھ علم کے اور جو اس کے مابعد ہے وہ متعلق ہے اصول دین سے اور تعق کے معنی ہیں تشدید کرنا کام میں یہاں تک کہ اس میں حد سے بڑھ جائے اور غلو کے معنی ہیں مبالغہ اور تشدید کرنا کام میں یہاں تک کہ حد سے بڑھ جائے اور یہی معنی تعق کے ہیں اور تنازع کے معنی ہیں مجادلہ اور مراد جھگڑنا ہے وقت اختلاف کے حکم میں جب کہ نہ واضح ہو دلیل اور مذموم ہے جھگڑنا بعد قائم ہونے دلیل کے اور بدع جمع ہے بدعت کی اور بدعت وہ چیز ہے کہ پہلے اس کی کوئی مثال نہ ہو یعنی دین میں ایسا کوئی کام پہلے نہ ہو پس شامل ہوگی باعتبار لغت کے محمود اور مذموم کو اور خاص ہوگی شرع کے عرف میں ساتھ مذموم

کے اور شرع میں بدعت اس کو کہتے ہیں جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور وہ مذموم ہے اور اگر وارد ہو بدعت محمود کام میں تو باعتبار لغوی معنی کے اور استدلال کرنا ساتھ آیت کے مٹی ہے اس پر کہ لفظ اہل کتاب کا واسطے تعیم کے ہے تاکہ یہود و نصاریٰ کے سوائے اور لوگوں کو بھی شامل ہو یا محمول ہے اس پر کہ جو لوگ یہود اور نصاریٰ کے سوائے ہیں وہ ملحق ہیں ساتھ ان کے۔ (فتح)

۶۷۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وصال کا روزہ نہ رکھا کرو اصحاب نے کہا کہ آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات کا ثنا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو لوگ وصال کے روزے سے باز نہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا دو دن یا دو راتیں پھر لوگوں نے عید کا چاند دیکھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاند دیر سے چڑھتا تو میں تم کو روزہ زیادہ کرتا جیسے ان پر انکار کرنے والے تھے۔

۶۷۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَاصِلُوا قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي آيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَلَمْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصِلٌ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ أَوْ لَيْتَيْنِ لَمْ رَأُوا الْهَيْلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهَيْلَالَ لَرَدُّتُكُمْ كَمَا لَمَنْكَلُ لَهُمْ.

فائدہ: واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو تمہنی میں گزری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر زیادہ ہو جاتا تو میں برابر اتنے وصال کے روزے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے دین میں سختی کرنے والے اپنی شدت کو اور اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ترجمہ میں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ واقع ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز جو ترجمہ کے موافق ہے یعنی تعقیق کرنا۔ (فتح)

۶۷۵۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ النَّيْمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلِيٌّ مِنْبَرٍ مِنْ آجِرٍ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيهِ صَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَنَشَرَهَا فإِذَا فِيهَا

۶۷۵۶۔ حضرت یزید بن شریک سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا اینٹوں کے منبر پر اور وہ تلوار پہنے تھے اس میں ایک کاغذ تھا لٹکا ہوا سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں جو پڑھی جائے سوائے قرآن کے اور جو اس کاغذ میں ہے پھر اس کاغذ کو کھولا سو اچانک میں نے دیکھا کہ اس میں اونٹوں کی عمر کا بیان ہے کہ دیت میں اتنے اونٹ اتنی اتنی عمر کے دیے جائیں اور اچانک

اس میں لکھا تھا کہ مدینہ حرام ہے غیر کے پہاڑ سے فلانے پہاڑ تک یعنی ثور کے پہاڑ تک سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اللہ نہ قبول کرے گا اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض اور اچانک اس میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کی امان ایک ہے ادنی مسلمان بھی امان میں کوشش کرے سو جو کسی مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اس سے اللہ قیامت کے دن نفل عبادت کو نہ فرض کو اور جو کسی قوم سے دوستی کرے اجازت اپنے مالکوں اور سرداروں کے تو اس پر بھی اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب مسلمانوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اللہ اس سے نفل عبادت کو اور نہ فرض کو۔

أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِّنْ غَيْرِ إِلَيَّ كَذَا لَمَنْ أُحْدِثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةً يَسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ لَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهَا مَنْ وَالِي قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا.

فائدہ: یعنی جیسے مکے کے حرم میں زیادتی اور بے ادبی درست نہیں ویسے ہی مدینے کے حرم میں بھی اور اگر مسلمانوں سے ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کسی کافر کو پناہ دے تو سب مسلمانوں پر اس کی رعایت واجب ہوگئی جو اس کی امان کو توڑے اس پر لعنت ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس کاغذ میں ان حکموں کے سوا اور اجکام بھی تھے قصاص اور عفو وغیرہ سے اور غرض وارد کرنے اس حدیث کے سے اس جگہ لعنت کرنا ہے اس پر جو مدینے میں بدعت نکالے اس واسطے کہ اگرچہ حدیث میں مدینے کی قید ہے لیکن حکم عام ہے اس میں اور اس کے غیر میں جب کہ ہوں دین کے متعلقات سے۔ (فتح) ۶۷۵۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيهِ وَتَنَزَّاهُ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللَّهِ إِنِّي أَعْلَمُهُمْ

۶۷۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو اس کی اجازت دی اور بعض لوگوں نے اس کو ہلکا جانا اور اس کے کرنے میں تامل کیا یہ خبر حضرت عائشہ کو پہنچی حضرت عائشہ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو آپ کو دور کھینچتے ہیں اس چیز سے جو میں کرتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ بے شک میں ان سے زیادہ تر جانتا ہوں اللہ کو اور میں ان کی نسبت اللہ سے نہایت خوفناک ہوں۔

بِاللَّهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشِيَّةً.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزری اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی شرع میں اجازت اور رخصت ہے اس کو ہلکا جاننا یا خلاف تقویٰ اور پرہیزگاری کے سمجھنا درست نہیں اور مراد اس سے اس جگہ یہ ہے کہ خیر اور بھلائی حضرت ﷺ کی پیروی میں ہے برابر ہے کہ عزیمت ہو یا رخصت اور استعمال کرنا رخصت کا ساتھ قصد اتباع حضرت ﷺ کے اس جگہ میں کہ وارد ہوئی ہے اولیٰ ہے استعمال کرنے عزیمت یعنی اولویت کے سے بلکہ اکثر اوقات استعمال کرنا عزیمت کا اس وقت مرجوح ہوتا ہے جیسے کہ سفر میں پوری نماز پڑھنا اکثر اوقات مذموم ہوتا ہے جب کہ ہو بطور اعراض کے سنت سے جیسے موزوں پر مسح نہ کرنا اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ جس چیز سے لوگوں نے آپ کو دور کھینچا تھا وہ بوسہ لینا ہے روزے دار کے واسطے اور بعضوں نے کہا کہ شاید سفر میں روزہ نہ رکھنا تھا اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ دور رکھنا اپنے آپ کو اس چیز سے جس کی حضرت ﷺ نے رخصت دی بڑا گناہ ہے اس واسطے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت ﷺ سے زیادہ تر پرہیزگار دیکھتا ہے اور یہ الحاد ہے میں کہتا ہوں نہیں شک ہے اس کے ٹھہ ہونے میں جو یہ اعتقاد رکھے لیکن جن لوگوں کی طرف حدیث میں اشارہ ہے ان لوگوں نے اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ اللہ نے حضرت ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے بھی سو جب کسی چیز کی رخصت دیں تو نہ ہوں گے غیر کے برابر جس کی مغفرت نہیں ہوئی سو محتاج ہوگا جس کی مغفرت نہیں ہوئی اس طرف کہ اولویت کے لے تاکہ نجات پائے سو حضرت ﷺ نے ان کو بتلایا کہ اگرچہ اللہ نے آپ کو بخش دیا ہے لیکن وہ باوجود اس کے بہ نسبت ان کی اللہ سے نہایت ڈرنے والے ہیں اور ان سے زیادہ پرہیزگار ہیں سو جو کام کہ حضرت ﷺ کریں عزیمت سے ہو یا رخصت سے سو وہ اس میں نہایت خوف اور تقویٰ میں ہیں یہ نہیں کہ گناہ معاف ہو جانے سے عمل کرنا چھوڑ دیں اور عمل کرنے کی کچھ حاجت نہ رہے بلکہ عمل کرتے تھے تاکہ اللہ کی شکرگزاری کریں سو جب کسی چیز کی رخصت دیں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے اعانت کے ہے عزیمت پر تاکہ اس کو خوش دلی سے کرے اور یہ جو فرمایا اعلمہم تو یہ اشارہ ہے طرف قوت علیہ کی اور یہ جو کہا کہ میں زیادہ ڈرنے والا ہوں اللہ سے تو یہ اشارہ ہے طرف قوت عملی کی یعنی میں اعلم ہوں ان میں ساتھ فضل کے اور اولیٰ ہوں ساتھ عمل کے۔ (فتح)

۶۷۵۸۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ قریب تھے کہ دو برگزیدہ نیک مرد ہلاک ہوں یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ جب قوم بنی تمیم کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو دونوں میں سے ایک نے اقرع کی طرف اشارہ کیا کہ سرداری کے لائق یہ ہے اور دوسرے نے اس کے غیر کی

۶۷۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيْرَانِ أَنْ يَهْلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَدَى بَنِي تَمِيمٍ أَشَارَ أَحَدُهُمَا

طرف اشارہ کیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے میری مخالفت کا ارادہ کیا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تیری مخالفت نہیں کرنا چاہی سو دونوں کی آواز بلند ہوئی حضرت ﷺ کے پاس تو یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ کرو اونچی اپنی آواز پیغمبر ﷺ کی آواز سے عظیم تک کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ ابن زبیر نے کہا کہ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب حضرت ﷺ سے کوئی بات کرتے تو آہستہ کرتے جیسے کوئی کان میں بات کرتا ہے اور اپنی آواز کو نہایت پست کرتے یہاں تک کہ بعض بات کے استفہام کی حاجت پڑتی تو پست آواز ہونے کے سبب سے سمجھ بھی نہ آتی۔

بِأَقْرَعِ بْنِ حَابِسِ التَّمِيمِيِّ الْحَنْظَلِيِّ أَحْيَى
بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخِرَ بِغَيْرِهِ فَقَالَ أَبُو
بَكْرٍ لِعُمَرَ إِنَّمَا أَرَدْتُ خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا
أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَلَّتْ ﴿يَا
أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَظِيمٌ﴾ قَالَ
ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لَمَّا كَانَ عُمَرُ
بَعْدَ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ
إِذَا حَدَّثَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِحَدِيثٍ حَدَّثَهُ كَأَحْيَى السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ
حَتَّى يَسْتَفْهَمَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزری اور مقصود اس سے قول اللہ تعالیٰ کا ہے سورہ کے اول میں ﴿لَا تَقْدُمُوا

بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ اور اس جگہ سے ظاہر ہوگی مناسبت اس ترجمہ میں۔ (فتح)

۶۷۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا یا حضرت! ابو بکر رضی اللہ عنہ نرم دل ہے جب حضرت ﷺ کے مقام میں نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا تو رونے لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے رونے کے سبب سے سو عمر رضی اللہ عنہ کو فرمائیے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو کہہ کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے مقام میں کھڑا ہوگا تو لوگ قرآن کی آواز نہ سن سکیں گے رونے کے سبب سے سو عمر رضی اللہ عنہ کو فرمائیے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے حصہ رضی اللہ عنہا نے

۶۷۵۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي قَالِكُ
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ
الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ مَرُّوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي
بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا
قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ
الْبُكَاءِ فَمَرَّ عُمَرُ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَ مَرُّوا
أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ
فَقُلْتُ لِحِفْصَةَ قَوْلِي إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ
فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ
فَمَرَّ عُمَرُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ففَعَلْتُ حِفْصَةَ

حضرت ﷺ سے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف نمائی کرتی ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو امام بن کے نماز پڑھائیں تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نہیں میں کہ تجھ سے نیکی پاؤں یعنی تجھ سے میں نے کبھی بھلا نیکی نہ پائی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح امامت میں گزری اور مقصود اس سے بیان کرنا مخالفت کی مذمت کا ہے۔

۶۷۶۰۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عومیر رضی اللہ عنہ عاصم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو کہا بھلا بتلا تو کہ اگر کوئی اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو حرام کرتے پائے اور اس کو قتل کر ڈالے تو کیا تم اس کو اس کے قصاص میں قتل کرو گے؟ اے عاصم! میرے واسطے حضرت ﷺ سے پوچھ، اس نے حضرت ﷺ سے پوچھا سو حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا اور اس کو عیب کیا سو اس نے اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ اس سوال کو برا جانا تو عومیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں خود حضرت ﷺ کے پاس جاؤں گا سو وہ آیا سو اللہ نے عاصم رضی اللہ عنہ کے بعد قرآن اتارا سو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے حق میں قرآن اتارا سو حضرت ﷺ نے دونوں مرد اور عورت کو بلایا دونوں نے لعان کیا پھر عومیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا سو اس نے عورت کو جدا کیا اور حضرت ﷺ نے اس کو جدا کرنے کا حکم نہ کیا سو جاری ہوئی یہ سنت وولعان کرنے والوں میں کہ جو لعان کریں ان کا یہی حکم ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اس عورت کو کہ اگر وہ جنے لڑکا سرخ رنگ پست قد بھنی کی طرح یعنی پتلا تو میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر کہ اس

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَأَنْتِ صَوَاحِبُ يُونُسَ مَرُورًا أَبَا بَكْرٍ فَلْيَصِلِ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأَصِيبَ مِنْكَ خَيْرًا.

۶۷۶۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي ذُنَيْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَ عُوَيْرُ الْعَبْجَلَانِيُّ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَيَقْتُلُهُ أَتَقْتُلُونَهُ بِهِ سَلَّ لِي يَا عَاصِمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فِكْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا فَرَجَعَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْرٌ وَاللَّهِ لَأَتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى الْقُرْآنَ خَلْفَ عَاصِمٍ فَقَالَ لَهُ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيكُمْ قُرْآنًا فَدَعَا بِهِمَا فَتَقَدَّمَا فَتَلَعْنَا ثُمَّ قَالَ عُوَيْرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمَسَّكْتُهَا فَفَارَقْتُهَا وَلَمْ يَأْمُرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِهَا فَجَرَّتِ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنِينَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انظُرُواَهَا لِإِنْ جَاءَتْ بِه أَحْمَرُ

نے اس پر جھوٹ بولا اور اگر وہ عورت بنے لڑکا سیاہ رنگ کشادہ آنکھ والا موٹی رانوں والا تو میں نہیں گمان کرتا مگر کہ اس نے اس عورت پر سچ کہا سو اس عورت نے لڑکا جانا مکروہ شکل پر یعنی زانی کی شکل پر۔

فائدہ: بھیسی ایک کپڑا ہے سرخ رنگ پتلا اور لمبا ہوتا ہے اس حدیث کی شرح لغان میں گزری اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا۔

۶۷۶۱۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چلاتا کہ عمر رضی اللہ عنہ پر داخل ہوں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دربان جس کا نام برفا تھا آیا تو اس نے کہا کہ کیا تجھ کو حاجت ہے عثمان اور عبدالرحمن اور زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم میں کہ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں سو وہ اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر دربان نے کہا کہ کیا تجھ کو علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی حاجت ہے کہ اجازت مانگتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی اجازت دی کہا عباس رضی اللہ عنہ نے اے امیر المؤمنین! میرے اور اس ظالم یعنی علی رضی اللہ عنہ کے درمیان حکم کر کہ دونوں نے آپس میں جھگڑا کیا ہے تو کہا جماعت نے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے کہ اے امیر المؤمنین! ان کے درمیان حکم کر اور ایک دوسرے کو آرام دے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہرو مہلت لو میں تم کو قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں بھلا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی کہ میرا کوئی وارث نہیں ہوگا جماعت نے کہا کہ البتہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ پر

قَصِيرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا أَرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَعْيَنَ ذَا الْيَتِيمِ فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوهِ.

۶۷۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ النَّصْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ ذَلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ آتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانَ وَأَصْحَابَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرْخِ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخِرِ فَقَالَ اتَّيَدُوا أَنْشِدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِنُ بِتَقْوَمِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ

متوجہ ہوئے سو کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا ہاں کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں قصہ اس امر کا بے شک اللہ نے اپنے رسول کو خاص کیا تھا اس مال میں ساتھ اس چیز کے کہ آپ کے سوائے کسی کو نہ دی اللہ نے فرمایا کہ جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر اموال بنی نصیر سے سو تم نے نہیں دوڑائے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ یعنی بغیر لڑائی کے ہاتھ لگا سو یہ مال خالص حضرت ﷺ کے واسطے تھا یعنی اس میں مسلمانوں کا حق نہ تھا جیسا مال غنیمت میں ہوتا ہے پھر قسم ہے اللہ کی نہ جمع کیا اس کو حضرت ﷺ نے سوائے تمہارے اور نہ ترجیح دی کسی کو ساتھ اس کے اوپر تمہارے اور البتہ حضرت ﷺ نے وہ مال تم کو دیا اور تم میں تقسیم کر دیا یہاں تک کہ باقی رہا اس سے یہ مال اور حضرت ﷺ اپنے گھر والوں کو اس مال سے سال بھر کا خرچ دیا کرتے تھے پھر باقی کو لیتے اور بیت المال میں ڈالتے اور مسلمانوں کی بہتریوں میں خرچ ہوتا سو حضرت ﷺ نے مرتے دم تک یہی عمل کیا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم اس کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں اللہ کی کیا تم اس کو جانتے ہو؟ دونوں نے کہا ہاں پھر اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی روح قبض کی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں والی حضرت ﷺ کا سو قبضے میں کیا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سو جو حضرت ﷺ اس مال میں کرتے تھے وہی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم دونوں اس وقت گمان کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس میں ایسا ہے یعنی ہم کو ہمارا حصہ نہیں دیتا اور

ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلِيَّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ
 أَنْشَدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ قَالَا نَعَمْ
 قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ
 إِنَّ اللَّهَ كَانَ حَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ
 أَحَدًا غَيْرَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ ﴿مَا آفَاءَ اللَّهُ
 عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ﴾ الْآيَةَ
 فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللَّهِ مَا احْتَارَهَا
 دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ
 أَعْطَاكُمْوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا
 هَذَا الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَّتِهِمْ مِنْ
 هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلِ
 مَالِ اللَّهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بِذَلِكَ حَيَاتِهِ أَنْشَدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ
 تَعْلَمُونَ ذَلِكَ فَقَالُوا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ
 وَعَبَّاسٍ أَنْشَدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ
 قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ
 فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَمَا جِنْدِي وَأَقْبَلَ عَلِيٌّ
 عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيهَا

اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں سچا نیکو کار راہ یاب حق کے تابع تھا پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی تو میں نے کہا کہ میں ہوں خلیفہ حضرت ﷺ کا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سو میں نے اس کو دو سال قبضے میں کیا جو حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مال میں کرتے تھے وہی میں کرتا پھر دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کی بات ایک تھی اور تمہارا امر اکٹھا تھا تو مجھ سے اپنا حصہ اپنے بھتیجے کی میراث سے مانگتا تھا اور یہ مجھ سے اپنی عورت کا حصہ اپنے باپ کی میراث سے مانگتا تھا سو میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کو تمہارے حوالے کرتا ہوں یہاں تک کہ تم پر اللہ کا عہد و پیمانہ ہے کہ تم دونوں اس میں کرو جو حضرت ﷺ نے اس میں کیا اور جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کیا اور جو میں نے اس میں کیا جب سے میں اس کا متولی ہوں نہیں تو مجھ سے اس بارے میں کلام نہ کرو تو تم دونوں نے کہا کہ اس کو ہمارے حوالے کر اس شرط پر تو میں نے تم کو دیا اس شرط پر میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں نے اس کو ان کے حوالے اس شرط سے کیا تھا جماعت نے کہا ہاں پھر متوجہ ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ پر اور کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں نے اس کو تمہارے حوالے اس شرط سے کیا تھا؟ دونوں نے کہا ہاں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سو کیا تم مجھ سے اس کے سوائے اور حکم طلب کرتے ہو سو قسم ہے اس کی جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں کہ میں اس میں اس کے سوائے کوئی حکم نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اور اگر تم اس سے عاجز ہوئے تو اس کو میرے حوالے کرو کہ میں اس کو تم سے کفایت کروں گا۔

كَذَٰلِكَ وَاللَّهِ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَيْنٍ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمَلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا عَلَى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلْنِي نَصِيْبَكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتَانِي هَذَا يَسْأَلْنِي نَصِيْبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ إِنَّ شَيْئًا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللَّهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمَلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمَلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمَلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلَيْتُهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فِيهَا فَقُلْتُمَا اذْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ فَذَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ أَنْشَدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ أَنْشَدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ أَفَلَتَجْمَعَانِ مِنِّي قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ فَوَالَّذِي بِيَدِهِ تَقْوَمُ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقْوَمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَإِنَّا أَكْفِيْكُمْهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزری اور مقصود اس سے بیان کراہت تنازع کا ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول عثمان رضی اللہ عنہ کا اور ان کے ساتھیوں کا کہ اے امیر المؤمنین! ان کے درمیان حکم کر اور ایک کو دوسرے سے راحت دی اس واسطے کہ گمان یہ ہے کہ دونوں نے جھگڑا نہیں کیا مگر کہ ہر ایک کے واسطے سندھی کہ حق اس کے ہاتھ میں ہے سوائے دوسرے کے تو اس نے دونوں کے درمیان جھگڑے تک نوبت پہنچائی پھر جھگڑا فیصلہ کروانے کی طرف کہ اگر جھگڑا نہ ہوتا تو لائق ساتھ دونوں کے خلاف اس کا تھا اور یہ جو کہا استباحت یعنی نسبت کیا ہر ایک نے دوسرے کو اس طرف کہ اس نے اس پر ظلم کیا اور یہ جو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس ظالم کے درمیان تو یہ مراد نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ لوگوں پر ظلم کرتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عباس رضی اللہ عنہ کی خاص اس قصے میں تھی اور یہ مراد نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور نہ عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو جانتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ مراد عباس رضی اللہ عنہ کی ظاہر لفظ کا نہیں بلکہ مراد اس سے زجر ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ کلمہ غصے کے وقت بولا جاتا ہے اور اس کی حقیقت مراد نہیں ہوتی اور بعضوں نے کہا کہ ظلم رکھنا چیز کا ہے اپنی غیر جگہ میں پس شامل ہوگا بڑے گناہ کو اور خصلت مباح کو جو عرف میں اس کے لائق نہ ہو اور محمول ہے یہ ظلم اخیر معنی پر اور کہا ابن بطلان نے کہ باب کی حدیثوں میں وہ چیز ہے جو ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے مکروہ ہونے خصومت اور تنازع کے سے واسطے اشارہ کرنے کے طرف مذمت اس شخص کی جو بدستور رہا وصال کے روزے پر اور نبی کے اور واسطے اشارہ کرنے علی رضی اللہ عنہ کے طرف مذمت اس شخص کی جو اس کے حق میں مبالغہ اور زیادتی کرے پس دعویٰ کرے کہ حضرت ﷺ نے اس کو خاص کیا ہے ساتھ چند امروں کے دیانت سے جیسے کہ شیعہ لوگ گمان کرتے ہیں اور حضرت ﷺ نے اشارہ کیا اس شخص کی مذمت کی طرف جو سختی کرے اس میں جس کی حضرت ﷺ رخصت دی اور بنی تمیم کے قصے میں مذمت ہے جھگڑے کی جو نوبت پہنچائے طرف خصومت کی اور ایک نے دوسرے کو نسبت کیا کہ وہ اس کی مخالفت کا قصد کرتا ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ مذموم ہے ہر وہ حالت جو پھوٹ اور دشمنی کی طرف نوبت پہنچائے۔ (فتح)

گناہ اس کا جو بدعت نکالنے والے کو جگہ دے روایت کیا ہے اس کو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے

بَابُ اِثْمٍ مَنْ اَوْىٰ مُحَدِّثًا رَوَاهُ عَلِيٌّ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فائدہ: یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی پہلی گزر چکی ہے۔

۶۷۶۲۔ حضرت عاصم سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے مدینے کو حرام کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں جو عمیر اور ثور کے درمیان ہے اس کا درخت نہ کاٹا

۶۷۶۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ
قُلْتُ لِأَنَسٍ أَحْرَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

جائے جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يُقَطَّعُ شَجَرُهَا مَنْ أَحَدَتْ فِيهَا حَدَّثَنَا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ قَالَ غَاصِمٌ فَأَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أَوْ آوَى مُحَدِّثًا.

فائدہ: یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مدینے کے سوائے اور جگہ کا یہ حکم اور یہ وعید اس کے غیر کے حق میں نہیں اگرچہ جو گنہگار کو جگہ دے وہ گناہ میں اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے لیکن خاص مدینے کو اس واسطے ذکر کیا کہ وہ حضرت ﷺ کا وطن ہے اور وہیں سے سب زمین میں اسلام پھیلا سوا اس کو زیادہ فضیلت ہے اس کے غیر پر۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذَكَّرُ مِنْ ذِمِّ الرَّأْيِ وَتَكْلِيفِ الْقِيَاسِ

فائدہ: ذم رائے سے یعنی اپنی رائے سے فتویٰ دینا اور وہ صادق ہے اس پر جو نص کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف نہ ہو اور مذموم اس سے وہ ہے کہ اس کے برخلاف نص موجود ہو اور یہ جو کہا من تو اس میں اشارہ ہے کہ بعض فتویٰ رائے سے دینا مذموم نہیں یعنی جب کہ نہ پائی جائے نص کتاب سے یا سنت سے یا اجماع سے اور یہ جو کہا تکلف قیاس سے یعنی جب کہ تینوں چیزوں مذکورہ سے کوئی چیز نہ پائے اور قیاس کی حاجت پڑے تو نہ تکلف کرے اس میں بلکہ استعمال کرے اس کو اس کے اوضاع پر اور نہ تعسف کرے بیچ ثابت کرنے علت جامع کے جو ارکان قیاس سے ہے بلکہ جب علت جامع واضح نہ ہو تو چاہیے کہ تمسک کرے ساتھ اباحت اصلی کے یعنی اباحت اصلی کی دلیل سے اس کو مباح کہے اور داخل ہے تکلف قیاس میں جب کہ استعمال کرے اس کو اس کے اوضاع پر وقت موجود ہونے نص کے اور اسی طرح داخل ہے اس میں جب کہ پائے نص اور اس کی مخالفت کرے اور تاویل کرے اس کی مخالفت کے واسطے تاویل بعید اور سخت مذمت ہے اس میں اس شخص کی جو مدد کرے اپنے امام کی جس کی وہ تقلید کرتا ہے باوجود اس احتمال کے کہ اس کے امام کو اس نص پر اطلاع نہ ہوئی ہو۔ (فتح)

اور نہ پیروی کر اس چیز کی جس کا تجھ کو علم نہیں

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَقْفُ﴾ لَا تَقُلْ
﴿مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾.

فائدہ: حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس آیت کے اوپر ذم تکلف کرنے کے قیاس میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے امام شافعی رحمہ اللہ نے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے قیاس کو حدیث پر ساتھ اس آیت کے ﴿فَإِنْ تَنَزَّعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ کہا امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے معنی یہ ہیں کہ تابعداری

کہو اس میں جو اللہ اور رسول نے کہا اور وارد کی ہے اس جگہ بتاتی ہے کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں ہے کوئی سال مگر کہ جو اس کے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہے اور میں نہیں کہتا کہ یہ سال ارزان تر ہے دوسرے سال سے اور نہ یہ امیر بہتر ہے امیر سے لیکن علماء جاتے رہیں گے پھر پیدا ہوگی ایک قوم جو قیاس کریں گے کاموں کو اپنی رائے سے پس خراب ہو جائے گا اسلام۔ (فتح)

۶۷۶۳۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حج کیا ہم پر عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے سو میں نے اس سے سنا کہتا تھا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نہ نکالے گا علم کو کھینچ کر اس کے بعد کہ تم کو دیا لیکن علم کو کھینچ لے گا علماء کو اٹھا کر اور باقی رہ جائیں گے جاہل لوگ تو لوگ انہیں جاہلوں سے مسئلہ پوچھیں گے تو وہ اپنی رائے پر فتویٰ دیں گے یعنی بے علمی سے لوگوں کو مسئلے بتلائیں گے سو آپ بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث بیان کی پھر عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد حج کیا یعنی آئندہ سال تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے میری بہن کے بیٹے! عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور طلب کر اس سے میرے واسطے ثبوت اس حدیث کا کہ تو نے مجھ سے اس سے روایت کی تھی سو میں نے اس سے پوچھا سو حدیث بیان کی اس نے مجھ سے جیسے اس نے مجھ سے پہلے بیان کی تھی سو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو میں نے اس کو خبر دی پس تعجب کیا میں نے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ یاد رکھی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے۔

۶۷۶۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمْوَهُ أَنْزَلَهَا وَلَكِنْ يَنْزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَقْبِضُ نَاسَ جُهَالٍ يُسْتَفْتَوْنَ فَيَقْتُونَ بِرَأْيِهِمْ فَيَضِلُّونَ وَيَضِلُّونَ فَحَدَّثْتُ بِهِ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي انْطَلِقْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَاسْتَشِيبْ لِي مِنْهُ الَّذِي حَدَّثْتَنِي عَنْهُ فَجِئْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ كَنَحْوِ مَا حَدَّثْتَنِي فَاتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا فَعَجِبْتُ فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو.

فائدہ: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے پھر حج کیا یعنی گزرا اس حال میں کہ حج کرنے کو جاتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ علم کو اس طرح نہ اٹھالے گا کہ لوگوں سے علم نکال لے کھینچ کر لیکن علم اٹھالے گا علماء کو قبض کر کے یہاں تک کہ جب کسی عالم کو نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو پیر مرشد ٹھہرائیں گے پھر انہیں جاہلوں سے لوگ مسئلہ پوچھیں گے سو وہ فتویٰ دیں گے مسئلہ بتائیں بے علمی اور نادانی سے سو آپ بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی

گمراہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ علماء جاتے رہیں گے جب کوئی عالم جاتا رہے گا تو جو اس کے ساتھ علم ہوگا وہ بھی جاتا رہے گا یہاں تک کہ باقی رہ جائیں گے بے علم لوگ اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے اس پر کہ جائز ہے خالی ہونا زمانے کا مجتہد سے اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف اکثر کتابلہ کے اس واسطے کہ حدیث صریح ہے بیچ اٹھانے علم کے ساتھ قبض کرنے علماء کے اور بیچ رئیس بنانے جاہلوں کے اور لازم ہے اس کو حکم کرنا ساتھ جہل کے اور جب منشی ہو علم اور جو حکم کرے ساتھ اس کے تو لازم آیا نہ ہونا اجتہاد اور مجتہد کا اور معارضہ کیا گیا ہے اس حدیث کا ساتھ اس حدیث کے کہ ہمیشہ رہے گا ایک گروہ میری امت سے غالب حق پر یہاں تک کہ آئے حکم اللہ کا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ظاہر ہے عدم خلو میں نہ بیچ نفی جواز کے اور نیز دلیل اول کے واسطے ظاہر تر ہے واسطے تصریح کے ساتھ قبض کرنے علماء کے ایک بار اور ساتھ اٹھانے اس کے دوسری بار خلاف دوسرے کے اور بر تقدیر تعارض کے پس باقی رہے گا یہ کہ اصل عدم مانع ہے اور ممکن ہے کہ اتاری جائیں یہ حدیثیں اس ترتیب پر کہ واقع ہے سو پہلے پہل علم اٹھایا جائے گا ساتھ قبض علماء مجتہدین کے جو مجتہد مطلق ہیں پھر ساتھ قبض کرنے مجتہدین کے جو مقید ہیں سو جب کوئی مجتہد نہ رہے گا تو سب لوگ تھلید میں برابر ہوں گے لیکن بعض مقلد بعض وقت قریب تر ہوگا طرف پہنچنے کی اجتہاد مقید کے درجے کو بہ نسبت بعض کی خاص کر اگر ہم تفریح کریں اوپر جواز تجزی اجتہاد کے یعنی جب جائز رکھیں کہ اجتہاد کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا جائز ہے کہ بعض مسائل میں مجتہد ہو اور بعض خاص مسائل میں اس کو درجہ اجتہاد حاصل ہو لیکن غلبہ جہالت کے سبب سے جاہل لوگ آپ جیسوں کو پیر مرشد ٹھہرائیں گے اور اسی کی طرف اشارہ ہے کہ لوگ جاہلوں کو رئیس بنائیں گے اور یہ نہیں منع کرتا اس شخص کے رئیس بنانے کو جو متصف نہ ہو ساتھ پوری جہالت کے جیسا کہ نہیں منع ہے رئیس بنانا اس شخص کا جو منسوب ہو طرف جہل کی فی الجملہ اہل اجتہاد کے زمانے میں پھر جائز ہے کہ اس صفت والا بھی کوئی آدمی نہ رہے اور نہ باقی رہیں مگر محض مقلد پس اس وقت متصور ہوگا خالی ہونا زمانے کا مجتہد سے یہاں تک کہ بعض بابوں میں بلکہ بعض مسئلوں میں بھی لیکن باقی رہے گا جس کو علم کی طرف فی الجملہ نسبت ہو گی پھر زیادہ ہوگا غلبہ جہل کا اور رئیس بنانا جاہلوں کا پھر جائز ہے کہ یہ بھی قبض ہوں یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہے اور یہ لائق ہے کہ دجال کے نکلنے کے وقت ہو یا بعد موت عیسیٰ ﷺ کے اور اس وقت متصور ہوگا خالی ہونا زمانے کا اس شخص سے کہ منسوب ہو طرف علم کی بالکل پھر ہوا چلے گی اور قبض کرے گی ہر مسلمان کی روح کو اور اس وقت تحقیق ہوگا خالی ہونا زمین کا مسلمان سے چہ جائیکہ عالم چہ جائیکہ مجتہد اور باقی رہ جائیں گے بدتر لوگ سو انہیں لوگوں پر قائم ہوگی قیامت والعلوم عند اللہ اور اس حدیث میں زجر ہے جاہل کے رئیس بنانے سے اس چیز کے واسطے کہ مرتب ہوتے ہیں اس پر مفسدے سے اور کبھی تمسک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں جائز ہے بنانا جاہل کا حاکم اگر چہ عاقل عصف ہو لیکن اگر عالم فاسق ہو تو اس کے بدلے جاہل پر ہی زگار کو حاکم بنانا اولیٰ ہے اس واسطے کہ

اس کی پرہیزگاری اس کو منع کرے گی حکم کرنے سے ساتھ بے علمی کے پس باعث ہوگی اس کو سوال پر اور نیز حدیث میں ترغیب ہے اہل علم کے واسطے ایک دوسرے سے علم سیکھنے پر کہا ابن بطلان نے کہ توفیق درمیان آیت اور حدیث کے بیچ مذمت عمل کرنے کے رائے پر اور درمیان اس چیز کے کہ کیا ہے اس کو سلف نے استنباط احکام سے نص آیت سے مذمت قول کی ہے بغیر علم کے پس خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو کلام کرے صرف رائے سے بغیر کسی اصل کی اور معنی حدیث کے ذم اس شخص کی ہے جو فتویٰ دے جہالت سے اسی واسطے ان کو وصف کیا کہ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا ورنہ مدح کیا گیا ہے جو استنباط کرے اصل سے واسطے اس آیت کے ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَبْطُونَهُ﴾ پس رائے جب کہ ہومتند نہ ہو تو وہ مذموم ہے براہے اور حدیث سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی اگرچہ دلالت کرتی ہے اوپر مذمت رائے کے لیکن وہ مخصوص ہے ساتھ اس کے جب کہ نص کے معارض ہو سو گویا کہ فرمایا کہ تہمت کرو رائے کو جب کہ سنت کے مخالف ہو اور عیب لگاؤ اس کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شرح قاضی کو لکھا کہ حکم کر ساتھ کتاب اللہ کے اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو حکم کر ساتھ سنت رسول اللہ کے اور اگر سنت میں بھی نہ ہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کر پس یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حکم کیا ہے ساتھ اجتہاد کے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ سلف نے جس رائے کی مذمت کی ہے وہ رائے وہ ہے کہ قرآن یا حدیث کے مخالف ہو۔ (فتح)

۶۷۶۴۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اے لوگو! عیب لگاؤ اور تہمت کرو اپنی رائے کو اپنے دین میں البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ابو جندل کے دن اور اگر میں حضرت ﷺ کے حکم کو رد کر سکتا تو رد کرتا اور نہیں رکھیں ہم نے اپنی تلواریں اپنے مونڈھوں پر کسی امر کی طرف جو ہم کو نہایت قبیح چیز میں ڈالے مگر کہ انہوں نے ہم کو نرم زمین میں اتارا یعنی ہم کو شدت سے کشادگی حاصل ہوئی سوائے اس امر کے کہا ابو داؤد نے اور میں جنگ صفین میں موجود تھا اور بری تھی لڑائی صفین کی کہا ابو عبد اللہ بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کو تہمت کرو یعنی جس میں نہ کتاب ہو نہ سنت اور نہیں لائق ہے اس کو کہ فتویٰ دے۔

۶۷۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْرَةَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ هَلْ شَهِدَتْ صِفِينَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ ح و حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتِّهَمُوا رَأْيَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ لَقَدْ رَأَيْتِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ اسْتَطِيعَ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا سُوفِنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا إِلَى أَمْرِ يُفْطِنُنَا إِلَّا أَسهَلَنَّا بِنَا إِلَى أَمْرِ نَعْرِفُهُ غَيْرَ هَذَا الْأَمْرِ قَالَ وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِينَ وَبَسْتُ صِفُونَ.

فائدہ: اور مراد سہل کی یہ ہے کہ جب واقعہ ہوتے تھے شدت میں کہ محتاج ہوں اس میں طرف قتال کی مغازی میں اور ثبوت اور مفتوح عمری میں تو قصد کرتے تھے اپنی تلواروں کی طرف اور ان کو اپنے مونڈھوں پر رکھتے یعنی لڑائی میں شدت سے کوشش کرتے سو جب ایسا کرتے تو فتح یاب ہوتے اور یہی مراد ہے اترنے سے نرم زمین میں پھر مستثنیٰ کیا اس نے اس لڑائی کو کہ صفین میں واقع ہوئی واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس میں دیر فتح یابی میں اور شدت معارضہ کی دونوں فریق کی جتوں سے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کی حجت یہ تھی کہ باغیوں سے لڑنا مشروع ہے یہاں تک کہ حق کی طرف پھریں اور معاویہ کا لشکر باغی ہے اور معاویہ اور اس کے ساتھیوں کی حجت یہ تھی کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے اور ان کے قاتل ہو بہو علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود ہیں پس بڑا ہوا یہ شبہ یہاں تک کہ سخت ہوئی لڑائی اور بہت ہوا قتال دونوں جانب سے یہاں تک کہ واقع ہوئی تحکیم سو ہوا جو ہوا اور یہ جو کہا اپنی رائے کو عیب لگاؤ یعنی نہ عمل کرو دین کے امر میں صرف رائے سے جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو اور یہ علی رضی اللہ عنہ کے قول کی مانند ہے کہ اگر دین رائے سے ہوتا تو موزے کے نیچے کی طرف اوٹی ہوتی ساتھ مسح کے اس کے اوپر کی طرف سے اور سہل رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سبب وہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے تو بہ مرتدوں کے بیان میں کہ شام والوں یعنی معاویہ کے لشکر نے معلوم کیا کہ عراق والے یعنی علی رضی اللہ عنہ کا لشکر ان پر غالب ہونا چاہتے ہیں اور اکثر اہل عراق قرآن کے حافظ تھے اور مبالغہ کرتے تھے دیندار ہونے میں اور اسی واسطے ہو گئے ان سے خارجی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے سو انکار کیا انہوں نے علی رضی اللہ عنہ اور اس کے تابعداروں پر منصفی کے قبول کرنے سے تو سہل رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ کی صلح سے سند لی کہ حضرت ﷺ نے قریش سے صلح قبول کی باوجود ظاہر ہونے اس بات کے کہ حضرت ﷺ ان پر غالب ہوں گے اور بعض اصحاب نے اول توقف کیا یہاں تک کہ پیچھے ان کو معلوم ہو گیا کہ ٹھیک بات وہ ہے جو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا اور کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ گویا کہ انہوں نے عیب لگایا تھا سہل رضی اللہ عنہ کو ساتھ قصور کرنے کے اس وقت لڑائی میں یعنی اس سے لڑائی نہیں ہو سکتی اس واسطے لڑائی سے بھاگتا ہے چاہتا ہے کہ صلح ہو جائے تو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلکہ تم اپنی رائے کو عیب لگاؤ کہ میں لڑائی میں قاصر نہیں جیسا کہ میں نے حدیبیہ کے دن لڑائی میں قصور نہ کیا وقت حاجت کے سو جیسا کہ میں نے توقف کیا صلح حدیبیہ کے دن اس سبب سے کہ میں حضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت نہ کروں تو ویسا ہی آج توقف کرتا ہوں بسبب مصلحت مسلمانوں کے اور اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی ہدایت آئی ہے اور حاصل یہ ہے کہ رائے کی طرف پھرنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وقت نہ موجود ہونے نص کے ہے اور اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے قول شافعی رحمہ اللہ کا کہ قیاس ضرورت کے وقت ہے اور باوجود اس کے پس نہیں ہے عمل کرنے والا اپنی رائے سے اعتماد پر کہ ٹھیک مراد حکم پر واقع ہوا ہے یا نہیں اور روایت کی بیہقی اور ابن عبدالبر نے بیچ بیان اہل علم کے حسن اور ابن سیرین اور شریح اور نخعی وغیرہ ایک جماعت تابعین سے مذمت رائے کی اور جامع ہے

ان سب کو یہ حدیث کہ نہیں ایماندار ہوگا کوئی یہاں تک کہ اس کی خواہش تابع ہو اس کی جو میں لایا ہوں اور روایت کی تہمتی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ بچتے رہنا اہل رائے سے اس واسطے کہ وہ سنتوں کے دشمن ہیں تھک گئے حدیثوں کو یاد کرنے سے سوانہوں نے اپنی رائے سے فتویٰ دیا اور یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہے اس میں کہ مراد ان کی مذمت اس شخص کی ہے جو فتویٰ دے رائے سے باوجود نص حدیث کے واسطے غفلت اس کے اس کی تمقیب سے پس کیوں نہ ملامت کیا جائے اور اولیٰ اس سے ساتھ ملامت کے وہ شخص ہے جو نص کو پہچانے اور عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ معارض ہو اس کو رائے سے اور تکلف کرے واسطے رد کرنے کے ساتھ تاویل کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ترجمہ میں ساتھ قول اس کے و تکلف القیاس اور کہا ابن عبدالبر نے بیچ بیان علم کے اس کے بعد کہ بیان کیا بہت آثار کو بیچ مذمت قیامت کے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ ان اثروں میں کون سی رائے کی مذمت مقصود ہے اور وہ کیا رائے ہے جس کی مذمت ان آثار میں وارد ہوئی ہے سوا یک گروہ نے کہا کہ وہ قول ہے اعتقاد میں ساتھ مخالفت سنتوں کے اس واسطے کہ انہوں نے استعمال کیا ہے اپنی رائے اور قیاس کو حدیثوں کے رد کرنے میں یہاں تک کہ طعن کیا ہے انہوں نے مشہور حدیثوں میں جو تواتر کو پہنچ چکی ہیں جیسے کہ شفاعت کی حدیث اور انکار کیا ہے انہوں نے کہ نکلے کوئی دوزخ سے اس کے بعد کہ اس میں داخل ہو اور انکار کیا ہے انہوں نے حوض اور میزان اور عذاب قبر وغیرہ سے اور سوائے اس کے کلام ان کی سے صفات اور علم اور نظر میں اور کہا اکثر اہل علم نے کہ رائے مذموم کہ نہیں جائز ہے نظر کرنا بیچ اس کے اور نہ مشغول ہونا ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ ہو مانند اس کی اقسام بدعت سے اور امام احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تو نہ دیکھے گا کسی کو جو رائے میں نظر کرتا ہو مگر کہ اس کے دل میں تباہی ہے اور کہا جمہور اہل علم نے کہ رائے مذموم آثار مذکورہ میں وہ قول ہے احکام میں ساتھ استحسان کے اور مشغول ہونا ساتھ اغلوطات کے اور رد کرنا فروع کا بعضوں کو بعضوں کی طرف بغیر اس کے کہ رد کیا جائے ان کو طرف اصول سنتوں کی اور جو مشغول ہو ساتھ بہتایت کے اس سے ان کے واقع ہونے سے پہلے اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس میں غرق ہونے سے بیکار چھوڑنا حدیثوں کا اور قوت دی ہے ابن عبدالبر نے اس دوسرے قول کو اور اس کے واسطے حجت پکڑی ہے پھر کہا کہ امت کے علماء سے ایسا کوئی نہیں کہ اس کے نزدیک حضرت ﷺ کی حدیث سے کوئی چیز ثابت ہو پھر اس کو رد کرے مگر ساتھ دعویٰ نسخ کے یا معارضہ اثر کے جو اس کے سوائے ہے یا اجماع کے یا عمل کے کہ واجب ہے اس کے اصل پر جس کا وہ تابع دار ہے یا ساتھ طعن کرنے کے اس کی سند میں اور اگر کوئی ایسا کرے بغیر اس عذر کے تو اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے چہ جائیکہ اس کو امام بنایا جائے اور اللہ نے ان کو اس سے پناہ میں رکھا اور سہل بن عبداللہ ستیری سے روایت ہے کہ جو علم میں کوئی نئی چیز نکالے اس سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا سواگر سنت کے موافق ہوئی تو نبھا ورنہ فلا۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ﴾.

جو حضرت ﷺ سے پوچھے جاتے تھے اس چیز میں جس میں آپ پر وحی نہ اتری ہوتی تو فرماتے کہ میں نہیں جانتا یا نہ جواب دیتے یہاں تک کہ آپ پر وحی اترتی اور نہ کہتے رائے اور قیاس سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ حکم کر لوگوں میں ساتھ اس چیز کے کہ تجھ کو اللہ نے دکھلایا۔

فائدہ: یعنی جب حضرت ﷺ پوچھے جاتے تھے اس چیز سے جس میں آپ کو وحی نہ ہوئی ہوتی تو ایسے وقت آپ کے دو حال تھے یا کہتے کہ میں نہیں جانتا اور یا چپ رہتے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو اس کا بیان آتا وحی سے اور مراد وحی سے عام تر ہے اس سے کہ قرآن سے ہو یا حدیث سے اور یہ جو کہا میں نہیں جانتا تو بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی اس واسطے کہ دونوں حدیثیں معلق اور موصول دوسری شق کی مثال ہیں اور جواب دیا ہے بعض متاخرین نے ساتھ اس کے کہ وہ بے پرواہ ہوا ہے ساتھ عدم جواز اس کے اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے لیکن نہیں ثابت ہوئی اس سے کوئی چیز اس کی شرط پر اگرچہ حجت پکڑنے کے لائق ہے اور قریب تر جو اس میں وارد ہوئی ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جو سورہ ص کی تفسیر میں گزری کہ جو کوئی جانتا ہو سو کہے اور جو نہ جانتا ہو تو کہے اللہ زیادہ تر دانا ہے لیکن یہ حدیث موقوف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے وہ چیز ہے جو آئی ہے حضرت ﷺ سے کہ حضرت ﷺ نے جواب دیا ساتھ لا علم اور لا ادری کے اور وارد ہوا ہے یہ جواب چند حدیثوں میں اور کہا کرمانی نے کہ رائے اور قیاس کے ایک معنی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ رائے فکر کرنا اور قیاس الحاق ہے اور بعضوں نے کہا کہ رائے عام تر ہے اس سے تا کہ داخل ہو اس میں استحسان اور ظاہر یہ ہے کہ مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی اخیر معنی ہیں اور دلالت کرتا ہے اس پر وہ لفظ جو وارد کیا ہے پہلے باب میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور کہا اوزاعی نے کہ علم وہ ہے جو حضرت ﷺ کے اصحاب سے آیا اور جو ان سے نہیں آیا وہ علم نہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ رہیں گے لوگ خیر سے جب کہ آئے ان کو علم حضرت ﷺ کے اصحاب سے اور ان کے اکابر سے اور جب ان کے چھوٹے لوگوں سے ان کو علم آئے اور ان کی خواہشیں متفرق ہو گئی ہوں تو ہلاک ہوں گے کہا ابو عبیدہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو علم کہ آئے اصحاب سے اور تابعین سے وہی ہے علم مورث اور جو ان سے پچھلوں نے نکالا ہے وہ مذموم ہے اور سلف فرق کرتے تھے علم اور رائے میں سوسنت کو علم کہتے تھے اور جو اس کے سوائے ہے اس کو رائے کہتے تھے اور حاصل یہ ہے کہ اگر رائے کے واسطے کتاب اور سنت سے سند ہو تو وہ محمود ہے اور اگر علم سے مجرد ہو تو وہ مذموم اور بد رائے ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مذکور کہ اس نے ذکر کیا ہے بعد گم ہونے محکم دلائل و براہین سے مؤین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علم کے کہ جاہل لوگ اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے مسئلہ بتلائیں گے اور یہ جو کہا کہ ساتھ قول اللہ کے ﴿بِمَا آرَاكَ اللَّهُ﴾ داؤدی سے منقول ہے کہ جس نے ساتھ بخاری رضی اللہ عنہ نے جہت پکڑی ہے اپنے دعویٰ پر نفی سے وہ حجت ہے اثبات میں یعنی بخاری رضی اللہ عنہ نے اس سے رائے کی نفی پر جہت پکڑی ہے اور حالانکہ وہ دلالت کرتا ہے اس کے ثابت کرنے پر اس واسطے کہ مراد ﴿بِمَا آرَاكَ اللَّهُ﴾ سے نہیں محصور ہے منصوص میں بلکہ اس میں اجازت ہے قول بالراۃ اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ بخاری رضی اللہ عنہ کی مراد مطلق نفی نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کیا کلام کو کئی چیزوں میں اور جواب دیا رائے سے کئی چیزوں میں اور ہر ایک کے واسطے باب باندھا ساتھ اس چیز کے کہ وارد کی اس میں اور اشارہ کیا طرف قول اپنے کے بعد دو بابوں کے باب من شبه اصلا معلوما باصل مبین اور ذکر کی اس میں یہ حدیث شاید اس کو رگ نے کھینچا ہو اور یہ حدیث کہ اللہ کا قرض لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا جو سمجھا ہے مہلب اور داؤدی نے پھر نقض کیا ابن بطلان نے اختلاف علماء کا اس میں کہ کیا جائز تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد کرنا اس چیز میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہ اترتی تیسری قسم اس چیز میں ہے جو قائم مقام وحی کی ہے مانند خواب وغیرہ کی اور کہا کہ نہیں نص ہے واسطے مالک رضی اللہ عنہ کے بیچ اس مسئلے کے اور قریب تر طرف صواب کی یہ ہے کہ جائز ہے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتہاد میں خطا بالکل نہیں ہوتی تھی اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے اور بہر حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سو واقعات بہت ہوئے اقوال پھیل گئے پس سلف احتراز کرتے تھے نئے کاموں سے پھر لوگ تین فرقے ہوئے سو تمسک کیا پہلے فرقے نے ساتھ امر کے اور عمل کیا ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمسکو بسنتی وسنة خلفاء الراشدین سونہ باہر نکلے اپنے فتوؤں میں اس سے اور جب پوچھے گئے ایسے مسئلے سے جس میں ان کے پاس کوئی سند نہ تھی تو بندر ہے جواب سے اور توقف کیا اور دوسرے فرقے نے قیاس کیا نہ واقع ہوئی چیز کو اس چیز پر جو واقع ہوئی اور کشادگی کی انہوں نے بیچ اس کے یہاں تک کہ پہلے فرقے نے ان پر انکار کیا اور تیسرے فرقے نے میانہ روی کی سو مقدم کیا انہوں نے آثار کو جب کہ انہوں نے ان کو پایا اور جب ان کو کوئی حدیث نہ ملی تو قیاس کیا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ فَسَكَتَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ .

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ سوال کیے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح سے تو چپ رہے یہاں تک کہ آیت اتری

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

۶۷۶۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ

۶۷۶۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو آئے

اور حالانکہ دونوں پیادہ پا تھے سو حضرت ﷺ میرے پاس آئے اس حال میں کہ میں بیہوش ہوا تھا سو حضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا بچا پانی مجھ پر ڈالا سو میں ہوش میں آیا سو میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے مال میں کس طرح حکم کروں کیا کروں سو حضرت ﷺ نے مجھ کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ مَرَّضْتُ فَجَاءَ نَبِيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِي وَقَدْ أَغْمَى عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ هُ عَلَيَّ فَأَفْقُتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَبَّمَا قَالَ سَفِيَانُ فَقُلْتُ أَيُّ رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي قَالَ فَمَا أَجَابَنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ.

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

سکھلانا حضرت ﷺ کا اپنی امت کو مردوں اور عورتوں سے اس چیز سے جو اللہ نے حضرت ﷺ کو سکھلائی نہ رائے سے نہ تمثیل سے۔

بَابُ تَعْلِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمْثِيلٍ.

فائدہ: کہا مہلب نے مراد اس کی یہ ہے کہ جب ممکن ہو عالم کو بیان کرنا نص کا تو نہ بیان کرے نظر اور قیاس کو اور مراد ساتھ تمثیل کے قیاس ہے اور وہ ثابت کرنا مثل حکم معلوم کا ہے دوسرے حکم میں واسطے مشترک ہونے دونوں کے حکم کے علت میں اور رائے عام تر ہے۔ (فتح)

۶۷۶۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ أَبِي

صَالِحٍ ذَكَوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ جَاءَتْ

أَمْرَأَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَأَمَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ

الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ

يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تَعْلَمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ

فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِي يَوْمٍ كَذَا وَكَذَا فِي

مَكَانٍ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمِعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ

۶۷۶۶۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت

حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! مرد آپ

کی حدیثوں کو لے گئے، ہمارے واسطے اپنی طرف سے کوئی

دن مقرر کیجیے جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور جو اللہ نے

آپ کو سکھلایا وہ ہم کو سکھلائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ

فلانے فلانے دن فلانی فلانی جگہ میں جمع ہونا سو وہ اس روز جمع

ہوئیں سو حضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور جو اللہ

نے آپ کو سکھلایا تھا سو ان کو سکھلایا پھر فرمایا کہ تم میں ایسی

کوئی عورت نہیں جو آگے بھیج چکی ہو تین لڑکے یعنی تین لڑکے

مر گئے ہوں مگر کہ وہ اس عورت اور دوزخ کے درمیان پردہ بن جائیں گے یعنی اس کو دوزخ سے بچائیں گے پھر ایک عورت نے کہا یا حضرت! اگر کسی کے دولہ کے مر گئے ہوں اس نے یہ دوبار کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اور دو بھی اور دو بھی اور دو بھی یعنی دو بھی اس کو دوزخ سے بچائیں گے۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ أَمْرًا تَقْدِمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةَ إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِثْلَهُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ اثْنَيْنِ قَالَ فَأَعَادَتَهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ.

فائدہ: مراد آپ کی حدیث کو لے گئے یعنی مرد ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں اور دین سیکھتے ہیں ہمارے واسطے بھی کچھ باری مقرر کیجیے اور جو ان کو سکھایا تھا یہ ہے کہ فرمایا اے گروہ عورتوں کے! خیرات کرو اس واسطے کہ میں نے دوزخ میں اکثر تمہیں کو دیکھا، الحدیث اور کہا کرمانی نے کہ موضع ترجمہ حدیث سے قول حضرت ﷺ کا ہے کہ وہ اس کے واسطے آگ سے پردہ ہو جائیں گے اس واسطے کہ یہ امر تو قیفی ہے نہیں معلوم ہوتا ہے مگر اللہ کی طرف سے، اس میں قیاس اور رائے کو دخل نہیں۔ (فتح)

باب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت سے ایک گروہ دین حق پر غالب رہے گا

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ يُقَاتِلُونَ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث مسلم کا ہے اس کے بعد یہ ہے کہ نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو ذلیل کرے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے اور وہ اسی حال میں ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لڑتے رہیں گے دین حق پر غالب ہو کے قیامت تک اور یہ جو کہا کہ وہ اہل علم ہیں تو یہ کلام بخاری رضی اللہ عنہما کا ہے اور ترمذی نے علی بن مدینی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ اہل حدیث ہیں اور ابو سعید رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ مراد آیت میں ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ یہی گروہ ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے۔ (فتح)

۶۷۶۷۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ دین حق پر غالب رہے گا یہاں تک کہ اہل اللہ کا حکم آئے اور وہ غالب ہوں گے یعنی اپنے مخالفوں پر۔

۶۷۶۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ.

فائدہ: اور معارض ہے اس کو ظاہر میں یہ حدیث کہ نہ قائم ہوگی قیامت مگر بدتر لوگوں پر اور تطبیق دی ہے درمیان

دونوں کے اس طور سے کہ بدتر لوگ جن پر قیامت قائم ہوگی وہ ایک خاص جگہ میں مثلاً مشرق کے ملک میں اور جو لوگ دین حق پر ہمیشہ غالب رہیں گے وہ دوسری جگہ میں ہوں گے یعنی بیت المقدس میں کوئی ان کو ذلیل نہ کر سکے گا اور میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ مراد ساتھ امر اللہ کے ہوا کا چلنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ ایک ہوا بھیجے گا سونہ چھوڑے گی وہ کسی مسلمان کو جس کے دل میں دانہ کے برابر ایمان ہوگا مگر کہ اس کی روح قبض کرے گی اور مراد ساتھ قیام ساعت کے مرنا ان کا ہے ساتھ ہوا کے اور جو لوگ بیت المقدس میں ہوں گے وہ دجال کے نکلنے کے وقت میں ہوں گے نہ وقت عین قائم ہونے قیامت کے اور یہی ہے معتمد، واللہ اعلم۔ (فتح)

۶۷۶۸۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس کے ساتھ اللہ نیکی چاہتا ہے تو اس کو دین میں سمجھ بوجھ دیتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے اور ہمیشہ اس امت کا امر مستقیم رہے گا یہاں تک کہ قائم ہو قیامت یا یوں فرمایا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے۔

۶۷۶۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقَهُهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللَّهُ وَلَنْ يَزَالَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ لیا جاتا ہے استقامت سے جو دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ منجملہ استقامت کے یہ ہے کہ ہو بوجھنا دین میں اس واسطے کہ وہی ہے اصل اور اس کے ساتھ حاصل ہوگا ربط اخباروں میں جو معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہیں اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی چارہ انفاق سے جس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے کہا نووی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں کہ اجماع حجت ہے پھر کہا جائز ہے کہ ہو گروہ مذکور جماعت متعددہ اقسام مومنوں سے بعض ان میں دلاور ہوں اور بعض لڑائی کا فن جاننے والے اور بعض فقیہ اور بعض محدث اور بعض مفسر اور بعض نیک بات بتلانے والے اور برے کام سے روکنے والے اور بعض زاہد اور بعض عابد اور نہیں لازم ہے کہ ایک شہر میں جمع ہوں بلکہ جائز ہے جمع ہونا ان کا زمین کے ایک کنارے میں اور جائز ہے جدا جدا ہونا ان کا زمین کے سب کناروں میں اور جائز ہے کہ جمع ہوں سب ایک شہر میں اور جائز ہے کہ شہر کے ایک حصے میں سارے جمع ہوں سوائے بعض کے اور جائز ہے خالی ہونا زمین ساری کا بعضوں سے اول پس اول یہاں تک کہ نہ باقی رہے مگر ایک فرقہ ایک شہر میں سو جب وہ گزر گئے تو اللہ کا حکم آئے گا اور نظیر اس کی یہ حدیث ہے کہ اللہ ہر سو سال کے سر پر بھیجے گا اس شخص کو جو اس کے دین کو تازہ کرے گا کہ یہ لازم نہیں کہ صرف ایک آدمی ہو

بلکہ جائز ہے کہ کئی قسم کے مومن ہوں جیسا کہ گروہ مذکور کی تفسیر میں بیان ہوا اور نہیں لازم ہے کہ سب حصلتیں ایک شخص میں جمع ہوں۔ (فتح)

بابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿ اَوْ يَلْبَسَكُمْ شِيْعًا ﴾

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے یا ٹھہرائے تم کو کئی فرقے۔

۶۷۶۹۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ پر یہ آیت اتری کہ تو کہہ کہ وہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے حضرت ﷺ نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں پھر جب یہ آیت اتری یا ٹھہرائے تم کو کئی فرقے یا چکھائے ایک کو لڑائی دوسرے کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں سہل اور آسان ہیں۔

۶۷۶۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ لَمَّا نَزَلَ عَلِيٌّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ ﴾ قَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ ﴿ أَوْ مِنْ نَحْتِ أَرْجُلِكُمْ ﴾ قَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿ اَوْ يَلْبَسَكُمْ شِيْعًا وَيُدْبِقَ بَعْضُكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ﴾ قَالَ هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْ أَيْسَرُ.

فائدہ: اور وجہ مناسبت اس کی ماقبل سے یہ ہے کہ غالب ہونا بعض امت کا اپنے دشمن پر سوائے بعض کے تقاضا کرتا ہے کہ ان کے درمیان اختلاف ہو یہاں تک کہ منفرد ہو ایک گروہ ان میں سات ساتھ وصف کے اس واسطے کہ غلبہ گروہ کا اگر کفار پر ہو تو ثابت ہو ادنیٰ اور اگر اس امت سے ایک فرقہ پر ہو تو وہ ظاہر تر ہے بیچ ثابت ہونے اختلاف کے پس ذکر کیا اس کے بعد اصل واقع ہونا اختلاف کا اور یہ کہ حضرت ﷺ ارادہ کرتے تھے کہ نہ واقع ہو سو اللہ نے آپ کو معلوم کروایا کہ اس کا واقع ہونا تقدیر میں لکھا گیا ہے اس کے دفع ہونے کی کوئی راہ نہیں کہا ابن بطال نے کہ اللہ نے قبول کی دعا اپنے پیغمبر ﷺ کی کہ آپ کی امت کو جڑ سے نہ اکھاڑے ساتھ عذاب کے اور یہ دعا قبول نہ کی کہ ان کو فرقے فرقے نہ ٹھہرائے اور ایک کی لڑائی دوسرے کو نہ چکھائے یعنی ساتھ لڑائی اور قتل کے اسی سبب سے اگرچہ یہ بھی اللہ کا عذاب ہے لیکن ہلکا ہے جڑ سے اکھاڑنے سے اور اس میں ایمان داروں کا کفارہ ہے۔ (فتح)

بابُ مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَعْلُومًا بِأَصْلِ مُبَيَّنِّ قَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ حُكْمَهُمَا لِيُفْهَمَ السَّائِلُ

جو تشبیہ دے اصل معلوم کو ساتھ اصل مبین کے جس کا حکم اللہ نے بیان کیا ہے تاکہ سمجھ لے سائل

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے یہ باب لیس برای ولا تمثیل یعنی جو وارد ہوا ہے اس سے تمثیل سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تشبیہ اصل کی ہے ساتھ اصل کے اور مشہہ پوشیدہ تر ہے مشہہ بہ سے اور فائدہ تشبیہ کا تقریب ہے واسطے

سمجھنے سائل کے اور روایت کی نسائی نے ساتھ اس لفظ کے جو تشبیہ دے اصل معلوم کو ساتھ اصل مبہم کے جس کا حکم اللہ نے بیان کیا ہے تا کہ سمجھ لے سائل اور یہ واضح تر ہے مراد میں اور کہا ابن بطلال نے کہ تشبیہ اور تمثیل قیاس ہے نزدیک عرب کے۔ (بخ)

۶۷۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں اور میں نے اس سے انکار کیا کہ میرا ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا ان کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا سرخ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ان میں کوئی سفید اور سیاہ رنگ ملا ہوا بھی ہے؟ اس نے کہا کہ ان میں سفید اور سیاہ رنگ ملا ہوا بھی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا سو تو دیکھتا ہے کہ یہ رنگ ان میں کہاں سے آیا؟ اس نے کہا یا حضرت! کوئی رگ ہے جس نے ان کو اس رنگ کی طرف کھینچا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اور شاید یہ بھی رگ ہے جس نے اس کو اس رنگ کی طرف کھینچا ہے اور نہ اجازت دی حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ دور ہونے کے اس سے کہ یہ لڑکا میرا نہیں۔

۶۷۷۰۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي وَوَلَدَتُ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقٍ قَالَ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ فإِنِّي تَرَى ذَلِكَ جَاءَ هَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ وَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْإِنْتِفَاءِ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے۔

۶۷۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی سو وہ مرگئی حج کرنے سے پہلے سو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں تو جائز ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا بتلا تو کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو اس کو ادا کرتی؟ اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا قرض ادا کر اس واسطے کہ اللہ لائق تر ہے ساتھ پورا کرنے نذر کے۔

۶۷۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَرَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكْسَيْتَ قَاضِيَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ اقْضُوا اللَّهُ الَّذِي لَهُ فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ.

فائدہ: اور حجت پکڑی ہے مزنی نے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے اس پر جو قیاس سے انکار کرتا ہے اور انکار قیاس کا ثابت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اصحاب میں سے اور عامر شعیب سے جو کوفہ کے فقہاء میں سے ہے اور محمد بن سیرین سے جو بصرے کے فقہاء میں سے ہے اور حجت وہ چیز ہے جس پر سب کا اتفاق ہے سو البتہ قیاس کیا ہے اصحاب نے اور جو ان کے بعد ہیں تابعین سے اور شہروں کے فقہاء سے اور کہا کرمانی نے کہ اس باب میں دلالت ہے اوپر صحیح ہونے قیاس کے اور یہ کہ وہ مذموم نہیں اور جو بخاری رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے باب باندھا ہے وہ مشعر ہے ساتھ مذمت قیاس کے اور کمرہ ہونے اس کے اور وجہ توفیق کی یہ ہے کہ قیاس دو قسم پر ہے ایک قسم صحیح ہے اور وہ جو مشتمل ہو شرائط پر اور ایک فاسد ہے اور وہ اس کے برخلاف ہے پس قیاس مذموم وہی ہے فاسد اور بہر حال جو صحیح ہے اس میں کوئی مذمت نہیں بلکہ وہ مامور بہ ہے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو قیاس کرے اس کے واسطے یہ شرط ہے کہ عالم ہو ساتھ احکام کے کتاب اللہ سے اور جانتا ہو اس کے نسخ کو اور منسوخ کو اور عام کو اور خاص کو اور استدلال کرے اس پر جو تاویل کا احتمال رکھے ساتھ سنت کے اور اجماع کے اور اگر نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جو قرآن میں ہے اور اگر قرآن میں نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جو حدیث میں ہو اور اگر حدیث میں بھی نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جس پر سلف کا اتفاق اور لوگوں کا اجماع ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ پہچانا گیا ہو کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے نہیں جائز ہے بات کرنا علم میں مگر ان وجوہوں سے اور نہیں جائز ہے کسی کو کہ قیاس کرے یہاں تک کہ عالم ہو ساتھ حدیثوں کے اور اقوال سلف کے اور اجماع لوگوں کے اور اختلاف علماء کے اور زبان عرب کے اور صحیح العقل ہوتا کہ مشتبہات میں فرق کرے اور نہ جلدی کرے اور سنے اپنے مخالف سے تاکہ متنبہ ہو غفلت پر اگر ہو اور نہایت کوشش کرے اور اپنے دل سے انصاف کرے تاکہ پہچانے کہ کہاں سے کہا ہے جو کہا اور اختلاف دو وجہ پر ہے جو مسئلہ منصوص ہو اس میں اختلاف جائز نہیں اور جس میں تاویل کا احتمال ہو یا قیاس سے پایا جاتا ہو تو اس پر کوئی تنگی نہیں اور جب قیاس کریں جن کو قیاس کرنا جائز ہے اور اختلاف کریں تو ہر ایک کو گنجائش ہے کہ اپنے مبلغ اجتہاد کے ساتھ قائم ہو اور نہیں گنجائش ہے اس کو کہ غیر کی پیروی کرے اور مذہب معتدل وہ ہے جو شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قیاس مشروع ہے وقت ضرورت کے نہ یہ کہ وہ اصل ہے براسہ۔ (فتح)

بَابُ مَا جَاءَ فِي اجْتِهَادِ الْقَضَاءِ بِمَا
 أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لِقَوْلِهِ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ
 بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾
 جو آیا ہے بیچ اجتہاد قضاء کے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری تو یہی ہیں ظالم لوگ۔

فائدہ: اور اجتہاد القضاء کے معنی ہیں اجتہاد کرنا حکم میں ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری یا معنی اس کے یہ ہیں اجتہاد کرنا حاکم کا حکم میں اور اجتہاد کے معنی ہیں خرچ کرنا کوشش کا اور اصطلاح میں خرچ کرنا وسعت کا ہے واسطے پہنچنے کے طرف معرفت حکم شرعی کے اور پہلے اس آیت کا یہ باب باندھا ہے اجر اس کا جو حکمت سے حکم کرے اور اس

میں اشارہ ہے اس طرف کہ موصوف ساتھ دونوں صفتوں کے نہیں ہے ایک برخلاف اس کے جو قائل ہے کہ ایک آیت نصاریٰ میں ہے اور دوسری مسلمانوں میں اور پہلی یہود کے واسطے ہے اور ظاہر تر عموم ہے اور اقتصار کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے دونوں آیتوں کی تلاوت پر اس واسطے کہ ممکن ہے کہ دونوں مسلمانوں کو شامل ہوں برخلاف پہلی آیت کے کہ وہ اس کے حق میں ہے جو حلال جانے حکم کرنے کو برخلاف اس چیز کے جو اللہ نے اتاری اور بہر حال دوسری دونوں آیتیں سو وہ عام تر ہیں اس سے۔ (بخ)

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت والے کی مدح کی جب اپنی حکمت سے حکم کرے اور اس کو سکھلائے اور نہ تکلف کرے اپنی طرف سے اور مشورہ کرنا خلیفوں کا اور سوال کرنا ان کا اہل علم سے۔

وَمَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَاحِبِ الْحِكْمَةِ حِينَ يَقْضِي بِهَا
وَيَعْلَمُهَا لَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهِ وَمَشَاوِرَةَ
الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالِهِمْ أَهْلَ الْعِلْمِ.

۶۷۷۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے حسد کرنا مگر دو چیزوں میں ایک وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے سو اس کو قدرت دی اس کے بجا خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے حکمت دی سو وہ اس کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کو سکھلاتا ہے۔

۶۷۷۲۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبْدِ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي
اِثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلِطَ عَلَيْهِ
هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرَ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً
فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيَعْلَمُهَا.

۶۷۷۳۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوال کیا عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کے املاص سے اور وہ عورت وہ ہے کہ اس کے پیٹ کو مارا جائے تو وہ کچا بچہ ڈالے یعنی کوئی اس کے پیٹ میں کچھ مارے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے سو کہا کہ تم میں کون ایسا ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں کوئی بات سنی ہو؟ میں نے کہا میں نے سنی ہے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اس میں بردہ لازم ہے غلام ہو یا لونڈی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ جدا ہونا یہاں سے یہاں تک کہ تو گواہ لائے اس میں

۶۷۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ
حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ
شُعْبَةَ قَالَ سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ
إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ هِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بطنُهَا
فَتَلْقَى جَنِينًا فَقَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا فَقُلْتُ أَنَا
فَقَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أُمَّةٌ
فَقَالَ لَا تَبْرُحْ حَتَّى تَجِئِنِي بِالْمَخْرُجِ

جو تو نے کہا سو میں نکلا تو میں نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما کو پایا تو میں اس کو لایا سو اس نے میرے ساتھ گواہی دی کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ لازم ہے اس میں ایک بردہ غلام ہو یا لوٹھی متابعت کی ہے ہشام کی ابو زناد نے اپنے باپ سے عروہ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے۔

فِيمَا قُلْتُ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهِ فَشَهِدَ مَعِيَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ عُرْوَةُ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةَ.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ نہیں جائز ہے قاضی کو حکم کرنا مگر بعد طلب کرنے حکم حادثے کے کتاب یا سنت پر اور اگر اس کو نہ پائے تو اجماع کی طرف رجوع کرے اور اگر اس کو بھی نہ پائے تو نظر کرے کہ کیا صحیح ہے حمل کرنا بعض احکام مقررہ پر واسطے علت کے کہ دونوں کے درمیان جامع ہو سو اگر یہ پائے تو لازم ہے اس کو قیاس کرنا مگر یہ کہ عارض ہو اس کو اور علت سو لازم ہے اس کو ترجیح اور اگر علت کو نہ پائے تو استدلال کرے شواہد اصول سے اور غلبے اشتباہ سے اور اگر اس کے واسطے کوئی چیز اس سے متوجہ نہ ہو تو رجوع کرے طرف حکم عقل کی اور یہ قول ابو بکر باقلانی کا ہے پھر اشارہ کیا طرف انکار کرنے کی اس کے اخیر کلام پر ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ نصوص نے سب حوادث کو احاطہ نہیں کیا سو ہم نے پہچانا کہ البتہ اللہ نے بیان کیا ہے حوادث کے حکم کو بغیر طریق نص کے اور یہ وہ قیاس ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَبْطِنُونَ مِنْهُمْ﴾ اس واسطے کہ استنباط وہ استخراج ہے اور وہ قیاس سے ہوتا ہے اس واسطے کہ نص ظاہر ہے پھر رد کیا قیاس کے منکروں پر اور الزام دیا ان کو ساتھ تاقض کے اس واسطے کہ ان کے اصل سے ہے کہ جب نص نہ پائی جائے تو اجماع کی طرف لائے سو لازم ہے ان کو کہ لائیں اجماع اس پر کہ قیاس پر عمل کرنا جائز نہیں اور ان کو اس کی طرف کوئی راہ نہیں سو ظاہر ہوا کہ قیاس سے تو اس وقت انکار کیا جاتا ہے جب کہ نص یا اجماع موجود ہوں نہ اس وقت جب کہ نص موجود ہو اور نہ اجماع اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

حضرت ﷺ کا قول کہ البتہ تم چلو گے اگلے لوگوں کی چالوں پر۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَسْبِعَنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ.

فائدہ: لفظ ترجمہ کا مطابق ہے دوسری حدیث کو۔

۶۷۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ میری امت چلے گی اگلی امتوں کی چال پر باشت باشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر تو کسی نے کہا یا حضرت! فارسیوں اور رومیوں

۶۷۷۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقَوْمُ السَّاعَةَ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي

کی طرح یعنی فارسیوں اور رومیوں کی چال پر چلیں گے؟
حضرت ﷺ نے فرمایا اور کون لوگ ہیں سوائے ان کے یعنی
یہی لوگ مراد ہیں انہیں کی چال پر چلیں گے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ اس وقت زمین کے سب بادشاہوں میں یہی بہت بڑے بادشاہ تھے اور انہیں کی رعیت
زیادہ تھی اور انہیں کے شہر وسیع تھے اور قرون جمع قرن کی اور قرن آدمیوں کی ایک امت کا نام ہے۔

۶۷۷۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم چلو گے اگلوں کی چالوں پر
باشت باشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہاں تک کہ اگر وہ سوسار
کی سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے
ہم نے کہا یا حضرت! کیا یہود اور نصاریٰ کی چال پر چلیں
گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی نہیں تو پھر کون
یہود اور نصاریٰ ہی مراد ہیں انہیں کی چال پر چلو گے۔

بِأَخَذِ الْقُرُونِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِيرٍ وَذِرَاعًا
بِذِرَاعٍ قَفِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَفَّارِسَ وَالرُّومِ
فَقَالَ وَمَنِ النَّاسِ إِلَّا أَوْلِيكَ.

۶۷۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ
حَدَّثَنَا أَبُو عَمَرَ الصَّنَعَانِيُّ مِنَ الْيَمَنِ عَنْ
زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي
سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعَنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا
جُحْرَ صَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ
الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ قَالَ فَمَنْ.

فائدہ: باشت اور ہاتھ اور طریق اور سوراخ میں گھسنا تمثیل ہے یعنی ان کی پیروی کریں گے ہر چیز میں جس سے
شرع نے منع کیا ہے کہا ابن بطلال نے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ میری امت بدعات اور محدثات کی پیروی کرے
گی اور ہوئے ہوں نفسانی کے پیچھے چلے گی جیسے کہ اگلی امتوں نے بدعات اور شرک کی پیروی کی اور البتہ
حضرت ﷺ نے اور بہت حدیثوں میں ڈرایا ہے کہ بدتر لوگ پیچھے رہ جائیں گے اور قیامت نہ قائم ہوگی مگر بدتر
لوگوں پر اور دین تو فقط خاص لوگوں کے پاس رہ جائے گا اور دوسری حدیث پہلی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے
کہ جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو اس وقت ملک کی بادشاہی صرف فارسیوں اور رومیوں میں منحصر تھی اور ان
کے سوائے جو اور لوگ تھے وہ سب ان کے ماتحت تھے بہ نسبت ان کی کچھ چیز نہ تھے اور احتمال ہے کہ ہوا اختلاف
جواب کا باعتبار مقام کے سو جس جگہ کہ فارس اور روم کہا وہاں کوئی ایسا قرینہ نہ تھا جو متعلق تھا ساتھ حکم کرنے کے
درمیان لوگوں کے اور سیاست رعیت کے اور جس جگہ یہود و نصاریٰ کہا وہاں کوئی ایسا قرینہ نہ تھا جو متعلق تھا ساتھ امور
دین کے اس کے اصول اور فروع میں، میں کہتا ہوں اور جس سے حضرت ﷺ نے ڈرایا تھا اور جیسا فرمایا تھا ویسا ہی
واقع ہوا کہ اس امت کے عوام خلقت میں شرک اور بدعت نہایت رائج ہو گئے قبر پرستی اور پیر پرستی اور بد اعتقادی علی
العموم ظاہر ہوئی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم ہو گئی بلکہ تعزیہ داروں اور پیر پرستوں نے ایسے بدعات نکالے ہیں کہ

یہود و نصاریٰ کو بھی نہیں سوچھے۔ (فتح)

گناہ اس شخص کا جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلائے یا بری راہ نکالے۔

بَابُ إِثْمٍ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ أَوْ سَنَّ سُنَّةَ سَيِّئَةٍ.

فائدہ: ترجمہ باب کے مطابق دو حدیثیں وارد ہوئی ہیں لیکن اس کی شرط پر نہیں ہیں سو کفایت کی اس نے ساتھ اس چیز کے جو دونوں کے معنی ادا کرے اور وہ آیت اور حدیث ہے اور بہر حال یہ جو کہا جو گمراہی کی طرف بلائے تو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خلق کو نیک کام کی طرف بلائے گا تو اس کو ثواب ملے گا برابر ان کے ثواب کے جو نیک کام میں اس کے تابع ہوں گے اور بتانے والے کا ثواب کرنے والوں کے ثواب کو نہ گھٹائے گا یعنی دونوں کو پورا ثواب ملے گا یہ نہ ہوگا کہ کچھ بتلانے والے کو ملے اور کچھ کرنے والوں کو اور جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلائے گا تو اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا اس کی پیروی کرنے والوں پر ہوگا گمراہ کرنے والے کا گناہ کرنے والوں کے گناہ کو نہیں گھٹائے گا یعنی دونوں کو برابر پورا گناہ ہوگا اور یہ جو کہا یا بری راہ نکالے تو اس کو بھی مسلم نے روایت کیا ہے جریر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اسلام میں اچھی راہ نکالے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کا ثواب بھی اس کو ملے گا بغیر اس بات کے کہ ان کا ثواب کچھ گھٹے یعنی دونوں کو جدا جدا پورا پورا ثواب ملے گا اور جو اسلام میں بری راہ نکالے گا تو اس کو اس کا گناہ ہوگا اور جو اس کے بعد اس بری پر چلیں گے ان کا گناہ بھی اس کی گردن پر ہوگا بغیر اس بات کے کہ کچھ ان کے گناہوں سے گھٹے یعنی سب کو جدا جدا پورا گناہ ہوگا۔ (فتح)

واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے اور ان کے گناہوں سے جن کو گمراہ کرتے ہیں بے علمی سے۔

لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يَضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ الْآيَةَ.

فائدہ: کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کو بھی اٹھائیں گے اور جن لوگوں نے ان کا کہا مانا ان کے گناہوں کو بھی اٹھائیں گے اور ان کا کہا ماننے والوں کے گناہوں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔

۶۷۷۶۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی جان نہیں جو ظلم سے قتل ہوئی مگر کہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے یعنی قاتیل پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے یعنی وہ بھی گناہ میں شریک ہوتا ہے اس واسطے کہ اس نے اول اول خون کرنے کی راہ نکالی۔

۶۷۷۶۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ نَسَبٍ تَقْتُلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا وَرَبَّنَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ

مَسَّنَ الْقَتْلَ أَوْلًا.

فائدہ: یعنی خون ریزی کی رسم اول اسی سے نکلی اس حدیث کی شرح قصاص میں گزری کہا مہلب نے یہ باب اور اس سے پہلا باب بیچ معنی تحذیر کے ہے گراہی سے اور بچنے کے بدعات سے اور نہی کے مومنوں کے راہ کی مخالفت کرنے سے اور وجہ تحذیر کی یہ ہے کہ جو بدعت نکالتا ہے وہ اس کو آسان جانتا ہے کہ اول اول ہلکی معلوم ہوتی ہے اور نہیں معلوم کرتا جو مرتب ہوتا ہے اس پر مفسدے سے اور وہ یہ ہے کہ جو اس کے بعد اس بدعت پر چلیں گے ان کا گناہ بھی اسی کی گردن پر پڑے گا اگرچہ اس نے خود اس پر عمل نہ کیا ہو بلکہ اس واسطے کہ وہ بدعت دراصل پہلے پہل اسی نے نکالی۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست موضوعات

کتاب الفتن

- 304..... بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً﴾ الآیہ یعنی بچو فتنے سے ❀
- 306..... بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ تم دیکھو گے میرے بعد وہ کام جو برے معلوم ہوں گے..... ❀
- فرمانا حضرت ﷺ کا میری امت کی ہلاکت فریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی جو بیوقوف ❀
- 310..... ہوں گے..... ❀
- 312..... فرمانا حضرت ﷺ کا کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہے..... ❀
- 313..... بیچ بیان ظاہر ہونے فتنوں کے..... ❀
- 318..... نہیں آئے گا کوئی زمانہ مگر کہ اس کے بعد بدتر ہوگا..... ❀
- 320..... فرمانا حضرت ﷺ کا جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم سے نہ ہوگا..... ❀
- 322..... فرمانا حضرت ﷺ کا تم میرے بعد کافر نہ ہونا کہ بعض بعضوں کی گردنیں ماریں..... ❀
- 325..... فتنہ فساد ہوگا جس میں بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے..... ❀
- 327..... جب ملیں دو مسلمان ساتھ تلوار اپنی کے..... ❀
- 329..... کس طرح ہے حکم قبل اجماع کے حالت اختلاف میں..... ❀
- 332..... جو برا جانتا ہے کہ بہت کرے فتنے اور ظالموں کی جماعت کو بڑھائے..... ❀
- 333..... جب رہ جائے کوڑ یعنی ناقص العقل اور نا فہم لوگوں میں..... ❀
- 335..... جنگل میں رہنا وقت فتنے کے..... ❀
- 339..... فتنہ مشرق یعنی پورب کی طرف سے ہوگا..... ❀
- 341..... بیان اس فتنے کا کہ دریا کی طرح موج مارے گا..... ❀
- 346..... باب بغیر ترجمہ کے..... ❀

- 351 جب اتارے اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب ❀
 قول حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے حق میں کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اس کے سبب سے مسلمانوں کے ❀
 دو گروہوں میں صلح ہوگی ❀
 352 ❀
 356 جب کسی قوم کے پاس کچھ کہے پھر نکلے تو اس کے برخلاف کہے یعنی یہ دعا بازی اور عہد شکنی ہے ... ❀
 قائم نہ ہوگی قیامت یہاں تک کہ رشک کیے جائیں اہل قبور یعنی لوگ زندگی سے تنگ آ کر آرزو ❀
 360 کریں گے کہ قبر والے ہم ہوتے ❀
 361 بدلنا زمانے کا یہاں تک کہ بت پرستی ہوگی ❀
 362 نکلنا آگ کا حجاز کی زمین سے ❀
 نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ❀
 370 ذکر دجال کا ❀
 376 داخل نہ ہو سکے کا دجال مدینہ منورہ میں ❀
 380 بیان یا جوج ماجوج کا جو اولادِ یافث سے ہیں ❀

کتاب الاحکام

- 385 فرمانبرداری کر دالہ کی اور اس کے رسول کی اور حاکموں کی ❀
 387 امیر اور سردار قریش سے ہوں گے ❀
 اجر اس کا جو حکم کرے ساتھ حکمت کے واسطے دلیل اس قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا ❀
 391 أَنْزَلَ اللَّهُ﴾ الخ ❀
 393 امام کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا جب تک کہ گناہ نہ ہو ❀
 396 جو اللہ سے سرداری نہ مانگے اللہ اس کی مدد کرتا ہے ❀
 397 جو سرداری مانگ کر لے تو اس پر سونپی جاتی ہے ❀
 397 جو مکروہ ہے حرص کرنا سرداری پر ❀
 399 جو کسی رعیت کا نگہبان کیا جائے اور وہ ان کی خیر خواہی نہ کرے ❀
 400 جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے گا اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا ❀
 401 حکم کرنا اور فتویٰ دینا راہ میں ❀
 402 حضرت ﷺ کا کوئی دربان نہ تھا ❀

- 404 حاکم حکم قتل کا دے جس پر قتل واجب ہو سوائے اجازت حاکم اعلیٰ کے
- 405 کیا حکم کرے حاکم یا فتویٰ دے غصے کی حالت میں
- جو دیکھتا ہے قاضی کو کہ حکم کرے لوگوں کے معاملہ میں اپنے علم سے جب کہ نہ ڈرے بدگمانی اور
- 408 تہمت سے
- 410 گواہی مہری خط پر جائز ہے یا نہیں؟
- 414 کب لائق ہوتا ہے مرد قاضی بننے کے اور حکم کرنے کے؟
- 417 روزی حاکم کی اور جو اس پر عامل ہوں
- 421 جو حکم اور لعان کرے مسجد میں
- 422 جو حکم کرے مسجد میں اور حد ماری جائے خارج مسجد کے
- 423 نصیحت کرنا امام کا مدعی اور مدعا علیہ کو
- سب کر اہلہ جنازہ در مسجد بر حاشیہ
- 424 گواہی جب کہ ہونزدیک حاکم کے، الخ
- 428 امر حاکم کا جبکہ بچنے دو امیروں کو کہ آپس میں موافقت کریں مخالفت نہ کریں کہ باعث فتنہ نہ ہو
- 429 قبول کرنا حاکم کا دعوت کو
- 430 عاملوں کے ہدیوں اور تحفوں کا بیان
- 431 آزاد غلاموں کو قاضی اور عامل بنانا
- 432 چوہدری بنانا ایک گروہ کا
- 433 تعریف کرنا بادشاہ کے منہ پر کچھ اور پیچھے کچھ مکروہ ہے
- 434 حکم کرنا غیر حاضر پر کہ یک طرفہ ڈگری جائز ہے یا نہ
- جو حاکم کہ ایک کا حق دوسرے کو دے دے تو وہ اس کو نہ لے اس لیے کہ حکم حاکم کا حرام کو حلال نہیں
- 435 کرتا اور نہ حلال کو حرام کرتا ہے
- 439 حکم کرنا کنویں کے بارے میں اور مثل اس کے
- 439 حکم کرنا تھوڑے اور بہت مال میں برابر ہے
- 440 بیچنا امام کا مال اور زمین لوگوں کا
- 441 جو نہ پرواہ کرے واسطے طعن اس شخص کے کہ نہ جانے امیروں میں

- 442..... ہمیشہ جھگڑنے والا لڑاکا
- 443..... حاکم اگر حکم کرے ظلم سے یا خلاف اہل علم کے تو وہ حکم مردود ہے
- 444..... امام صلح کروادے خود آ کر
- 445..... کاتب امین اور عاقل ہو
- 447..... لکھنا حاکم کا اپنے عاملوں کو اور قاضی کا امینوں کو
- 449..... کیا جائز ہے حاکم کو کہ بھیجے تنہا آدمی کو موقع پزیر دیکھنے کے واسطے
- 450..... جائز ہے ترجمہ کرنا کلام غیر حاکموں کے واسطے یا بالعکس اور کیا جائز ہے ایک ترجمان؟
- 452..... حساب کرنا امام کا اپنے عاملوں سے
- امام کا خاص رفیق اور مشورہ والا جس کو عرب دخیل کہتے ہیں جو امیر کے تنہائی کے مکان میں داخل ہو
- 453.....
- 455..... کس طرح بیعت کرے امام لوگوں سے
- 460..... جو دو بار بیعت کیا جائے
- 461..... گنواروں اور جنگیوں کی بیعت کا بیان اسلام اور جہاد پر
- 461..... چھوٹے لڑکے کا بیعت کرنا
- 462..... جو بیعت کر کے بیعت کو پھیرنا چاہے
- 463..... جو کسی مرد سے صرف دنیا کے واسطے بیعت کرے
- 464..... عورتوں کی بیعت کا بیان
- 466..... جو بیعت توڑے
- 467..... خلیفہ کا سفر کرنا بعد مرنے کے یا معین کرنا جماعت کا تاکہ اختیار کریں اپنے میں سے کسی کو
- 473..... نکالنا جھگڑنے والوں اور رشک کرنے والوں کا گھروں سے بعد معرفت کے
- 473..... کیا امام کو جائز ہے کہ منع کرے مجرم کو کلام وغیرہ سے

کتاب التمنی

- 475..... باب ہے بیان تمنا اور آرزو کرنے کے
- 475..... بیان تمنا اور آرزو شہادت میں
- 476..... آرزو کرنی خیر کی

- 476..... قول حضرت ﷺ کا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا
- 478..... قول حضرت ﷺ کا کاش کہ ایسا ہوتا اور ایسا ہوتا
- 478..... قرآن اور علم کی آرزو کرنا
- 479..... جو مکروہ ہے آرزو کرنا
- 481..... یہ کہنا کہ اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم راہ نہ پاتے دین کی
- 482..... جو جائز ہے لو سے یعنی کلمہ لو سے
- مکروہ ہے آرزو کرنا دشمن سے ملنے کی یعنی اس سے ملاقات کرنا

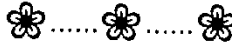
کتاب اخبار الاحاد

- 489..... بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خبر واحد ہیں
- 489..... جو چیز آئی ہے قبول کرنے خبر واحد سے
- 499..... بھیجنا حضرت ﷺ کا زبیر رضی اللہ عنہ کو تھا کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے
- 499..... ترجمہ ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ بے اجازت پیغمبر ﷺ کے گھروں میں نہ جاؤ
- 501..... حضرت ﷺ امیروں کو اور ایلیچوں کو متواتر بھیجتے تھے ایک کے بعد ایک
- 502..... وصیت کرنا حضرت ﷺ کا ایلیچوں کو
- 503..... خبر ایک عورت کی

کتاب الاعتصام

- 505..... پنجہ مارنا کتاب اور سنت کو یعنی عمل کرنا ان پر
- 507..... فرمانا آنحضرت ﷺ کا بعثت بجوامع الکلم یعنی بھیجا گیا میں جامع کلموں سے
- 508..... پیروی کرنی آنحضرت ﷺ کی سنتوں پر
- 520..... جو کچھ مکروہ ہے کثرت سوال سے
- 529..... پیروی کرنی حضرت ﷺ کے افعال کی
- 530..... مکروہ ہے تعق اور تنازع اور غلو دین میں بدعتوں سے
- 539..... گناہ اس کا جو بدعت نکالنے والے کو جگہ دے
- 540..... برائی والے اور تکلف قیاس کا بیان
- 540..... قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ اور نہ پیچھے پھر جس بات کی خبر نہیں تجھ کو

- 546..... پیغمبر صاحب اس سائل کو لا ادری فرماتے تھے جس کے سوال کے بارے میں وحی نہ آئی ہوتی ❀
- تعلیم آنحضرت ﷺ کی اپنی امت کے مرد اور عورتوں کو جو اللہ نے ان کو سکھایا رائے اور ❀
- 548..... تمثیل سے یعنی اپنی رائے نہ تھی..... ❀
- 549..... میری امت کا ایک گروہ جو حق پر ہوگا ہمیشہ غالب رہے گا وہ اہل علم ہیں ❀
- 551..... قول اللہ کا ﴿أَوْ يَلْبَسَكُمْ سِيقًا﴾ یا ٹھہراوے تم کو گروہ ❀
- 551..... من تھیہ اصلا یعنی جو تشبیہ دے اصل معلوم کو ساتھ اصل مبین کے جس کا حکم اللہ نے بیان کیا ❀
- اجتہاد و قضاء کے بیان میں ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ ❀
- 553..... فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ ❀
- 555..... فرمانا آنحضرت ﷺ کا البتہ تم چلو گے اگلوں کی چالوں پر ❀
- 557..... گناہ اس کا جو بلائے برے کاموں کے واسطے اور بری رسم نکالے ❀



فِيضُ الْبَابِ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ ابْنُ الْحَسَنِ سَيِّدِ الْكُوفِيِّ

وَأُرْوَاهُ تَرْجُمَهُ

فَتْحُ الْبَابِ

ابن حَجْرٍ الْعَسْقَلَانِيِّ

شَرْحٌ صَحِيحٌ بِجَمَائِ

جلد ۳۰

تقدیم

عَاطِقُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَمِيلِ السُّدَّادِيِّ

تصدیر

عَاطِقُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَمِيلِ الْخَطِيبِ

بِحَسَنِ اهْتِمَامِ

عَبْدِ اللطيفِ رَبَّانِيِّ

حَافِظُ بَيْتِ الْبَابِ مَجْهولِ مَنْشُوعِ

نِيوآرڈو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

مکتبہ صحبۃ الحدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جو ذکر کیا حضرت ﷺ نے اور رغبت دلائی اوپر اتفاق کرنے اہل علم کے اور جس پر اجماع کیا ہے مکے اور مدینے والوں نے اور جو ہے مدینے میں حضرت ﷺ اور مہاجرین اور انصار کے حاضر ہونے کی جگہ سے اور جو ہے وہاں حضرت ﷺ کی جائے نماز اور منبر اور قبر سے۔

بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَّشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اجماع وہ اتفاق ہے اہل حل اور عقد کا یعنی مجتہدین کا حضرت ﷺ کی امت سے کسی امر پر دینی امروں میں سے اور صرف مکے اور مدینے کے مجتہدوں کا اتفاق جمہور کے نزدیک اجماع نہیں جب تک کہ اور سب شہروں کے مجتہدین ان کے ساتھ شامل نہ ہوں اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ مدینے والوں کا اجماع حجت ہے اور عبارت بخاری رحمہ اللہ کی مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مکے اور مدینے والوں کا اجماع حجت ہے اور بخاری رحمہ اللہ کی ترجیح ہے نہ دعویٰ اجماع کا اور جب مالک رحمہ اللہ اور اس کے پیروکار صرف اہل مدینہ کے اجماع کو حجت جانتے ہیں تو جب اہل مکہ ان کے ساتھ موافق ہوں تو پھر وہ اس کے ساتھ بطریق اولیٰ قائل ہوں گے اور البتہ نقل کیا ہے ابن تیم نے سخون سے اعتبار اجماع اہل مکہ کا ساتھ اہل مدینہ کے یہاں تک کہ اگر سب اتفاق کریں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کسی چیز میں ان کے مخالف ہوں تو وہ اجماع نہیں گنا جاتا اور یہی معنی ہے اس پر کہ مدت مخالف کی اثر کرتی ہے بیچ ثابت ہونے اجماع کے یعنی اجماع ثابت نہیں ہوتا جب کہ کوئی مخالف ہو۔ (فتح)

۶۷۷۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کی تو اس دیہاتی کو مدینے میں بخار چڑھ گیا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میری بیعت توڑ دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت توڑ دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا

۶۷۷۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَمِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعَكَ بِالْمَدِينَةِ فَجَاءَ الْأَعْرَابِيَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

کہ میری بیعت توڑ دو حضرت ﷺ نے نہ مانا تو وہ مرتد ہو کر نکل گیا یعنی مدینے سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ تو جیسے بھیٹی ہے لوہار کی نکالتا ہے میل کچیل کو اور نکھارتا ہے سترے کو۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبِيثَاتِهَا وَيَنْصَعُ طَيْبَاتِهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آ خر ج میں گزر چکی ہے کہا ابن بطلان نے مہلب سے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ مدینہ افضل ہے سب شہروں سے یہ سب اس چیز کے کہ خاص کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ وہ میل کچیل کو نکال ڈالتا ہے اور مرتب کیا ہے اس پر اس بات کو کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ قول ابن عبد البر کے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اور فضیلت مدینے کے لیکن یہ وصف اس کے واسطے سب زمانوں میں عام نہیں ہے بلکہ وہ حضرت ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ نہیں نکلتا تھا مدینے سے واسطے منہ پھیرنے کے حضرت ﷺ کے ساتھ رہنے سے مگر وہ شخص جس میں خیر نہ ہو اور کہا عیاض نے ماخذ اس کے اور تائید کی اس کی ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو روایت کی مسلم نے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکال ڈالے گا مدینہ بد لوگوں کو جیسے نکالتی ہے بھیٹی میل چاندی کا کہا اور آگ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالتی ہے میل اور ردی کو اور البتہ نکلی مدینے سے حضرت ﷺ کے بعد ایک جماعت چند اصحاب سے اور مدینے کے سوا اور جگہ کو وطن ٹھہرایا اور مدینے سے باہر فوت ہوئے مانند ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ وغیرہم کے سو دلالت کی اس نے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے ساتھ قید مذکور کے پھر واقع ہوگا تمام اخراج ردی کا بیچ محاصرہ زمانہ دجال کے جب کہ وہ مدینے کا محاصرہ کرے گا جیسا کہ مفصل بیان اس کا فتن میں گزر چکا ہے سو نہ باقی رہے گا کوئی منافق مگر کہ اس کی طرف نکلے گا پس یہ دن ہے خلاص ہونے کا۔ (فتح)

۶۷۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پڑھاتا تھا سو جب ہوا وہ حج جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ خر کیا تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے پھرا اور مجھ سے ملا سو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے مجھ سے منیٰ میں کہا کاش تو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوتا ان کے

۶۷۷۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَقْرَبُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَلَمَّا

پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ فلانا کہتا ہے کہ اگر امیر المؤمنین مر گیا تو البتہ ہم فلانے کے ہاتھ پر بیعت کریں گے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں دوپہر کے بعد کھڑا ہوں گا یعنی خطبہ پڑھوں گا سو ڈراؤں گا ان لوگوں کو جو ارادہ کرتے ہیں کہ ان سے خلافت نصب کریں یعنی امر خلافت پر کود پڑتے ہیں بغیر عہد اور مشورے کے جیسے کہ واقع ہوئی بیعت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بغیر صلاح اور مشورے کے میں نے کہا کہ ایسا مت کرنا اس واسطے کہ موسم حج کا جمع کرتا ہے جاہل اور کمینے لوگوں کو تیری مجلس پر غالب ہوں گے یعنی ہجوم کر کے تیرے پاس جمع ہو جائیں گے سو میں ڈرتا ہوں کہ نہ اتاریں تیری بات کو اس کی وجہ پر یعنی اس کی مراد کو نہ سمجھیں سو اڑائے اس کو ہر اڑانے والا یعنی بغیر تامل اور ضبط کے سو توقف کیا یہاں تک کہ تو مدینے میں آئے جو ہجرت اور سنت کا گھر ہے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصحاب مہاجرین اور انصار میں پہنچے اور تیری بات کو یاد رکھیں اور اس کو اس کی وجہ پر اتاریں سو کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی کھڑا ہوں گا میں ساتھ اس کے اول مقام میں کہ کھڑا ہوں گا مدینے میں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو ہم مدینے میں آئے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اللہ نے محمد رضی اللہ عنہ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا سو رجم کی آیت قرآن میں تھی۔

كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِنِي لَوْ شَهِدْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتَاهُ رَجُلٌ قَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُولُ لَوْ مَاتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا فَقَالَ عُمَرُ لَأَقُومَنَّ الْعَيْشَةَ فَأُحْدِرَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَفْضُبُوهُمْ قُلْتُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رِعَاعَ النَّاسِ يَغْلِبُونَ عَلَى مَجْلِسِكَ فَأَخَافُ أَنْ لَا يُنْزِلُوهَا عَلَيَّ وَجْهَهَا فَيَطِيرُ بِهَا كُلُّ مُطِيرٍ فَأَمَهْلُ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ دَارَ الْهَجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلَصَ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَيَحْفَظُوا مَقَالَتَكَ وَيُنْزِلُوهَا عَلَيَّ وَجْهَهَا فَقَالَ وَاللَّهِ لَأَقُومَنَّ بِهِ فِي أَوَّلِ مَقَامِ أَقْوَمِهِ بِالْمَدِينَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ آيَةَ الرَّجْمِ.

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے اور البتہ داخل کیا ہے بہت لوگوں نے جو اہل مدینہ کے اجماع کو حجت جانتے ہیں اس مسئلے کو بیچ مسئلے اجماع اصحاب کے اور یہ اس جگہ ہے جس جگہ کہتا ہے اس واسطے کہ وہ قرآن کے اترنے اور نزول وحی کے وقت موجود تھے اور جو اس کی مشابہ ہے اور یہ دونوں مسئلے مختلف ہیں اور یہ قول کہ اجماع اصحاب کا حجت ہے قوی تر ہے اس قول سے کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت ہے اور راجح یہ ہے کہ اہل مدینہ جو اصحاب کے بعد ہیں جب کسی چیز پر اتفاق کریں تو اس کے ساتھ قائل ہونا قوی تر ہے قائل ہونے سے ساتھ غیر اس کے مگر یہ محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہ نص مرفوع کے مخالف ہو اور جو خاص ہے ساتھ اس باب کے قائل ہونا ہے ساتھ حجت ہونے قول اہل مدینے کے جب کہ اتفاق کریں اور بہر حال ثبوت فضل مدینہ کا اور اہل اس کے کا اور غالب جو ذکر کیا گیا ہے اس باب میں سو نہیں ہے قوی استدلال میں اس مطلوب پر۔ (فتح)

۶۷۷۹۔ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اور ان پر دو کپڑے تھے السی کے گیری سے رنگے ہوئے سو رنیہ ڈالا اور کہا تعجب ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ السی کے کپڑے میں ریئہ ڈالتا ہے البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان گر پڑتا تھا بیہوش ہو کر سو آنے والا آتا اور اپنا پاؤں میری گرن پر رکھتا اور اس کو گمان ہوتا کہ میں دیوانہ ہوں اور حالانکہ مجھ کو کچھ جنون نہ ہوتا نہ ہوتی مجھ کو مگر بھوک۔

۶۷۷۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَقَانِ مِنْ كَتَانٍ فَمَمَخَطٌ فَقَالَ بَخَ بَخَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَتَمَخَطُ فِي الْكَتَانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لِأَخِرُ فِيمَا بَيْنَ مَنبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًا عَلَيَّ فَيَجِيءُ الْجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَيَّ عُنُقِي وَيُرِي أُنَى مَجْنُونٍ وَمَا بِي مِنْ جُنُونٍ مَا بِي إِلَّا الْجُوعُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا اور وہی ہے مکان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جب صبر کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شدت پر جس کی طرف اشارہ کیا بہ سبب ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے طلب علم کے تو بدلہ دیا گیا ساتھ اس چیز کے تھا ہوا ساتھ اس کے کثرت محفوظ اور منقول سے احکام وغیرہ سے اور یہ ساتھ برکت صبر کرنے اس کے ہے مدینہ پر۔ (فتح)

۶۷۸۰۔ حضرت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا ہے؟ اس نے کہا ہاں اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرا رتبہ نہ ہوتا تو میں اس میں حاضر نہ ہوتا بہ سبب کم عمر ہونے کے سو تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اس علم کے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے سو آپ نے عید کی نماز

۶۷۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَشْهَدْتَ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَا لَتَنِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرٍ بِنِ الصَّلْتِ فَصَلَّى ثُمَّ

پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور نہ ذکر کیا اذان کو اور نہ تکبیر کو پھر حکم کیا ساتھ صدقہ کرنے کے سو عورتیں اپنے کان اور حلق کی طرف ہاتھ لے جانے لگیں پھر حکم کیا بلال رضی اللہ عنہما کو سو وہ عورتوں کے پاس آئے پھر حضرت ﷺ کی طرف پھرے۔

خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَمَرَ
بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَاءَ يُشِيرْنَ إِلَى أَذَانِهِنَّ
وَحُلُوفِهِنَّ فَأَمَرَ بِلَالًا فَاتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح عید کی نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ ذکر عید گاہ کا ہے جس جگہ کہا کہ حضرت ﷺ اس علم کے پاس تشریف لائے جو کثیر بن صلت رضی اللہ عنہما کے گھر کے پاس ہے اور گھر مذکور بنایا گیا تھا حضرت ﷺ کے عہد کے بعد اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معروف تھا ساتھ اس کے واسطے مشہور ہونے اس کے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ شاید ترجمہ کا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ اگر میرا رتبہ نہ ہوتا تو میں عید میں حاضر نہ ہوتا اس واسطے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اہل مدینہ کے بڑوں اور چھوٹوں اور عورتوں اور خادموں نے ضبط کیا ہے علم کو ساتھ معائنہ کے عمل کی جگہوں میں شارع ﷺ سے جو اللہ کی طرف سے بیان کرنے والے ہیں اور ان کے سوا اور لوگوں کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا من الصفر ما شہدته اشارہ ہے اس سے اس کی طرف کہ کم ہونا عمر کا جگہ گمان عدم وصول کی ہے طرف اس مقام کی کہ جس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا یہاں تک کہ آپ کا کلام سنا اور تمام جو بیان کیا اس قصے میں لیکن چونکہ وہ حضرت ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے اور ان کی خالہ حضرت ﷺ کی بیوی تھیں تو اس سبب سے رتبہ مذکور میں پہنچے اور اگر یہ نہ ہوتا تو نہ پہنچتے اور لے جاتی ہے اس سے نفی تعیم کی جس کا مہلب نے دعویٰ کیا ہے اور بر تقدیر تسلیم کے پس وہ خاص ہے ساتھ اس کے جو وہاں موجود تھا اور وہ اصحاب ہیں سو نہ شریک ہوگا ان کو اس میں جو ان کے بعد ہے ساتھ مجرد ہونے اس کے اہل مدینہ سے۔ (فتح)

۶۷۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مسجد قبا میں جایا کرتے تھے پیادہ اور سوار۔

۶۷۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ مَا شِئًا وَرَاكِبًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد اس حدیث سے حضرت ﷺ کو دیکھنا ہے پیادہ اور سوار بیچ قصد کرنے آپ کے طرف مسجد قبا کی اور یہ مشہد ہے حضرت ﷺ کے مشاہد سے اور نہیں یہ غیر مدینے میں۔ (فتح)

۶۷۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

۶۷۸۲۔ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو میری مصاحبوں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ دفنانا اور مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھر میں نہ دفنانا اس واسطے کہ میں برا جانتی ہوں کہ پاک اور بے عیب ٹھہرائی جاؤں۔

۶۷۸۳۔ اور حضرت ہشام سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں اپنے دونوں ساتھی کے ساتھ دفنایا جاؤں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں قسم ہے اللہ کی اور اصحاب میں سے جب کوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ لیا بھیجتا تھا تو کہتی تھیں قسم ہے اللہ کی نہیں اختیار کروں گی میں ساتھ ان کے کسی کو کبھی۔

فائدہ: یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں برا جانتی ہوں کہ پاک ٹھہرائی جاؤں یعنی کوئی میری تعریف کرے جو مجھ میں نہیں بلکہ ساتھ مجرد ہونے میرے کے مدفون نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے باقی بیویوں کے سو گمان کرے کہ میں خاص کی گئی ہوں ساتھ اس کے سوائے ان کے واسطے اس چیز کے کہ مجھ میں اور ان میں نہیں اور یہ نہایت تواضع ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور روایت کی ترمذی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لکھی ہوئی ہے توراہ میں صفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے اور اس کے بعض راویوں نے کہا کہ حجرے میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ دفن ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے پس ہوگی چوتھی قبر کہا ابن بطلان نے مہلب سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ برا جانا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہ دفن ہو ساتھ ان کے اس خوف سے کہ گمان کرے کوئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں سب اصحاب سے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور البتہ حجت پکڑی ہے ابو بکر ابہری مالکی نے ساتھ اس کے کہ مدینہ افضل ہے مکہ سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی مٹی سے پیدا ہوئے اور وہ افضل ہیں سب آدمیوں سے تو مدینے کی مٹی بھی سب مٹیوں سے افضل ہوگی اور یہ جو کہا کہ مدینہ کی مٹی افضل ہے تو اس میں کوئی نزاع نہیں اور نزاع تو اس میں ہے کہ کیا اس سے لازم آتا ہے کہ مدینہ کے سے افضل ہو اس واسطے کہ مجاور شے کا اگر ثابت ہوں اس کے واسطے تمام فضائل اس کے تو ہوگا یہ مجاور مانند اس کی سوا اس سے لازم آئے گا کہ جو مدینہ کے قرب و جوار کی زمین کے سے افضل ہو اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اتفاقاً اسی طرح جواب دیا ہے بعض متقدمین نے اور اس میں نظر ہے۔

أَسَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اذْفِنِي مَعَ صَوَاحِبِي وَلَا تَذْفِنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ لِأَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُرْشَى.

۶۷۸۲۔ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ أَنْذِنِي لِي أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبِي فَقَالَتْ إِنْى وَاللَّهِ قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أُرْسَلَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ لَا وَاللَّهِ لَا أُؤْتِرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا.

۶۷۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۶۷۸۴۔ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا

کا دستور تھا کہ عصر کی نماز پڑھتے سوہم ان گاؤں میں آتے جو مدینے کی اُچان میں ہیں اور حالانکہ آفتاب بلند ہوتا زیادہ کیا ہے لیٹ نے یونس سے اور عوالی مدینے سے چار میل یا تین میل دور ہیں۔

أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَأْتِي الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَزَادَ اللَّيْتُ عَنْ يُونُسَ وَبَعْدَ الْعَوَالِي أَرْبَعَةُ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةٌ.

فائدہ: شاید یہ شک ہے اس سے اس واسطے کہ وہ اس کے نزدیک ابو صالح سے ہے اور یہ بنا براس کی عادت کے ہے کہ وارد کرتا ہے اس کو شواہد اور تمتمات میں اور نہیں حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے اصول میں۔ (فتح) اس حدیث میں ذکر ہے اصحاب کے مشاہدہ۔

۶۷۸۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صاع بقدر ایک مد اور تہائی کے تھا تمہارے آج کے مد سے اور البتہ زیادہ کیا گیا اس میں عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں سنا ہے قاسم نے بعیہ سے۔

۶۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجَعْفِيدِ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدًّا وَثَلَاثًا بِمُدِّكُمْ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيدَ فِيهِ سَمِعَ الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْجَعْفِيدَ.

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ انداز صاع کی اس قیتل سے ہے کہ اجماع کا ہے اس پر اہل مکہ اور مدینہ نے بعد زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بدستور رہا اور جب بنو امیہ نے اس میں زیادتی کی تو نہ چھوڑا لوگوں نے اعتبار صاع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس چیز میں کہ وارد ہوئی ہے اس میں تقدیر ساتھ صاع کے صدقہ فطر وغیرہ سے بلکہ بدستور ہے اوپر اعتبار کرنے اس کے بیچ اس کے اگرچہ استعمال کیا انہوں نے صاع زائد کو اس چیز میں کہ تحقیق واقع ہوئی ہے اس میں تقدیر ساتھ صاع کے جیسے کہ تشبیہ کی ہے اس پر مالک نے اور رجوع کیا اس کی طرف ابو یوسف نے بیچ قسے مشہور کے۔ (فتح)

۶۷۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الہی! برکت دے مدینے کے لوگوں کو ان کے ماپ میں اور برکت دے ان کو ان کے صاع میں اور مد میں مراد

۶۷۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَكِيلِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ.

حضرت ﷺ کی اہل مدینہ ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ حضرت ﷺ نے جو مدینہ والوں کے واسطے دعا کی ان کے صاع اور مد میں تو اس دعا نے خاص کیا ہے ان کو برکت سے جس نے بے بس کیا اہل دنیا کو طرف قصد کرنے ان کے کی اس معیار میں کہ دعا کی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ برکت کے تاکہ ٹھہرائیں اس کو طریقہ کہ پیروی کریں اس کی اپنی معاش میں اور جو فرض کیا ہے اللہ نے اوپر ان کے۔ (فتح)

۶۷۸۷۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو صَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عَمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا وَإِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنِيًا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرَجِمَا قَرِيبًا مِنْ حَيْثُ تَوَضَّعَ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ.

۶۷۸۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی لوگ ایک مرد اور عورت کو حضرت ﷺ کے پاس لائے کہ دونوں نے زنا کیا تھا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ان کے سنگسار کرنے کا سو دونوں سنگسار کیے گئے قریب اس جگہ کے کہ جنازے رکھے جاتے ہیں مسجد کے پاس۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حمارین میں گزر چکی ہے۔

۶۷۸۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أَحَدٌ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَمٌ مَكَّةَ وَإِنِّي أَحْرَمٌ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَحَدٍ.

۶۷۸۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو اُحد کا پہاڑ نظر آیا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں الہی! بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا اور البتہ میں حرام کرتا ہوں جو مدینہ کی دونوں طرف پتھر ملی زمین کے درمیان ہے۔

فائدہ: یعنی جیسے مکے میں شکار کرنا اور درخت کاٹنا درست نہیں ایسے ہی مدینے میں بھی اور اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ (فتح) متابعت کی ہے اس کی سہل رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اُحد میں۔

۶۷۸۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ أَنَّهُ

۶۷۸۹۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے قبلے کی دیوار اور منبر کے درمیان بقدر گزرنے بکری کے جگہ تھی۔

كَانَ بَيْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ
وَبَيْنَ الْمَنْبَرِ مَمَرُ الشَّاقِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

۶۷۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے
درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے۔

۶۷۹۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ حَبِيبِ
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غَاصِمٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ
رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمَنْبَرِي عَلَى حَوْضِي.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضل مدینہ میں گزر چکی ہے اور بعض روایت میں حجرہ ہے اور بعض میں قبر سب کا مطلب
ایک ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رہتے تھے اور وہیں دفن ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر
کے درمیان چند گز کا فرق ہے یعنی اس قدر جگہ بہشت میں اٹھ جائے گی اور وہاں کی عبادت اور دعا نہایت مقبول ہے
اس کی برکت سے بہشت ملے گی۔ (فتح)

۶۷۹۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسابقت کی درمیان گھوڑوں کے سو چھوڑے
گئے وہ گھوڑے کہ انمار کیے گئے تھے ان میں سے اور ان کی
حد ہٹیا سے ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے کہ نہیں انمار
کیے گئے تھے ان کی حد ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک تھی
اور البتہ عبداللہ بھی گھر دوڑ کرنے والوں میں تھے۔

۶۷۹۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
جُوَيْرِيَةٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَابَقَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ
فَأُرْسِلَتِ النَّبِيُّ ضَمِرَتْ مِنْهَا وَأَمَدَهَا إِلَى
الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوُدَاعِ وَالَّتِي لَمْ تَضْمُرْ
أَمَدَهَا ثَنِيَّةِ الْوُدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ
وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بچ مقدار اس چیز کے کہ دیوار اور منبر کے درمیان
ہے سنت ہے پیروی کی گئی منبر کی جگہ میں تاکہ داخل ہو اس کی طرف اس جگہ سے اور جو مسافت کہ ہٹیا اور ثنیۃ کے
درمیان ہے گھر دوڑ کے واسطے سنت ہے پیروی کی گئی کہ جو گھوڑے کہ انمار کیے گئے ہوں ان کی مسابقت کے واسطے

۶۷۹۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

اس قدر میدان ہو۔ (فتح)
۶۷۹۲۔ حَدَّثَنَا قَتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ نَافِعٍ

عمر رضی اللہ عنہ سے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منبر پر۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا
عَيْسَى وَ ابْنُ إِدْرِيسَ وَ ابْنُ أَبِي غِيَاثٍ عَنْ
أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلِيَّ مَنبَرِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے حدیث سے اس قدر پر اس واسطے کہ اس جگہ صرف اسی کی حاجت ہے اور وہ ذکر منبر کا ہے اور یہ حدیث اشربہ میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ اتر احرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیز سے تھی۔ (فتح)
۶۷۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ
سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطَبَنَا عَلِيَّ مَنبَرِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۷۹۳۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منبر پر خطبہ پڑھتے تھے۔

فائدہ: کہا ابن بطلان نے مہلب سے کہ ان دونوں حدیثوں میں سنت ہے پیروی کی گئی ساتھ اس کے کہ خلیفہ خطبہ پڑھے منبر پر ہم امروں میں ان کو پوشیدہ نہ کرے تاکہ پینچہ وعظ لوگوں کے کانوں میں جب کہ ان پر بلند ہو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ منبر نبوی رضی اللہ عنہ اس زمانے تک باقی رہا اس میں کمی بیشی نہ ہوئی اور اس کے سوائے اور روایت میں آیا ہے کہ وہ اس کے بعد بھی اور زمانہ باقی رہا۔ (فتح)

۶۷۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ أَنَّ
هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ
قَالَتْ قَدْ كَانَ يُوَضَّعُ لِي وَلِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْمِرْكَنُ
فَنَشْرَعُ فِيهِ جَمِيعًا.

۶۷۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ میرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے یہ لگن رکھا جاتا تھا سو ہم اس میں نہانا شروع کرتے اکٹھے یعنی اس میں سے پانی لیتے بغیر کسی برتن کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے کہا ابن بطلان نے کہ اس حدیث میں سنت ہے پیروی کی گئی واسطے بیان مقدر اس چیز کے کہ کفایت کرتی ہے میاں بیوی کو پانی سے جب کہ دونوں نہائیں۔ (فتح)

۶۷۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ
حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَالَفَ

۶۷۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان برادری کروائی میرے

اس گھر میں جو مدینے میں ہے اور حضرت ﷺ نے ایک مہینہ قنوت پڑھی بددعا کرتے تھے بنی سلیم کی کئی قوموں پر۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْأَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِي دَارِي النَّبِيِّ بِالْمَدِينَةِ وَقَتَّ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ.

فائدہ: اختصار کیا ہے اس حدیث کو دو حدیثوں سے پہلی حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور فرق درمیان حلف اور اٹا کے اور دوسری حدیث کی شرح کتاب وتر میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے وقت کا اور سبب کا جس میں قنوت پڑھی۔ (فتح) برادری کروائی یعنی انصار اور مہاجرین کو آپس میں بھائی بنایا کہ ایک دوسرے کو بھائی جائیں۔

۶۷۹۶۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے سو کہا کہ میرے ساتھ میرے گھر میں چل سو میں تجھ کو پانی پلاؤں اس پیالے میں جس میں حضرت ﷺ نے پیا اور تو نماز پڑھے اس مسجد میں جس میں حضرت ﷺ نے نماز پڑھی سو میں ان کے ساتھ چلا تو انہوں نے مجھ کو ستو پلائے اور مجھ کو کھجور کھلائی اور میں نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی۔

۶۷۹۶۔ حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقَيْتَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِي أَنْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ فَاسْقِكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَصَلَّى فِي مَسْجِدٍ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ فَسَقَانِي سَوِيْقًا وَأَطْعَمَنِي تَمْرًا وَصَلَّيْتُ فِي مَسْجِدِهِ.

فائدہ: واقع ہوا ہے نزدیک عبدالرزاق کے بیان سبب آنے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے کا مدینے میں سو روایت کی ہے اس نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہ میرے باپ نے مجھ کو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ میں اس سے علم سیکھوں سو اس نے مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے میں نے اس کو خبر دی تو اس نے مجھ کو مرہبا کہا اور اس روایت کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کوئی قرض لے پھر قرض خواہ تقاضا کرے جب کہ وعدہ کا وقت آئے اور مدیوں اس کو ہدیہ دے تو یہ منجملہ بیاج کے ہے۔ (فتح)

۶۷۹۷۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے اور حالانکہ حضرت ﷺ عقیق میں تھے کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے میں اور کہہ عمرہ اور حج اور کہا ہارون نے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی نے کہ کہہ عمرہ داخل ہوا حج میں۔

۶۷۹۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَابِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَنْ صَلَّى

فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ
وَحَجَّةٌ وَقَالَ هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
عَلِيُّ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے نويس سال حضرت ﷺ حج کو چلے جب اس نالے میں پہنچے جس کا نام عقیق ہے تب یہ حدیث فرمائی یعنی حج اور عمرہ ساتھ ہی ایک احرام سے ادا کرو اس کو قرآن کہتے ہیں اور متع یہ کہ عمرہ کر کے احرام اُتار ڈالے پھر حج کے موسم میں دوسرا احرام باندھ کے حج ادا کرے جیسے مفصل بیان اس کا حج میں گزر چکا ہے۔

۶۷۹۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نجد والوں کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ قرن مقرر کی اور شام والوں کے واسطے جھہ مقرر کیا اور مدینے والوں کے واسطے ذوالحلیفہ مقرر کیا کہا کہ میں نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا اور مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یمن والوں کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ یلمم ہے اور ذکر کیا گیا عراق سو کہا کہ اس وقت عراق نہ تھا۔

۶۷۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
وَقَتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْنَا
لِلْأَهْلِ نَجْدٍ وَالْحُجَفَةَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَذَا
الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ سَمِعْتُ هَذَا
مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَّغَنِي أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَا أَهْلَ
الْيَمَنِ يَلْمَلُمُ وَذِكْرَ الْعِرَاقِ لَقَالَ لَمْ يَكُنْ
عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ.

فائدہ: یعنی اس وقت ملک عراق مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ تھا اس واسطے کہ اس وقت عراق کے سب شہر ایران کے بادشاہ کے قبضے میں تھے سو گویا کہ کہا کہ عراق کے لوگ اس وقت مسلمان نہ تھے تا کہ ان کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ مقرر کی جاتی اور وارد ہوتا ہے اس جواب پر ذکر اہل شام کا سو شاید مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نفی دونوں عراق کی ہے اور وہ کوفہ اور بصرہ ہیں اور ہر ایک دونوں میں سے ہو گیا مصر جامع بعد فتح کرنے مسلمانوں کے ایران کے شہروں کو۔ (فتح)

۶۷۹۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو خواب میں نظر آیا اور حالانکہ آپ اپنی تعریس کی جگہ میں تھے یعنی جس جگہ میں اخیر رات کو سوئے تھے سو آپ سے کہا گیا کہ بے شک آپ مبارک میدان میں ہیں۔

۶۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ
حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ
حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَرَى وَهُوَ
فِي مَعْرَسِهِ بَدَى الْحُلَيْفَةَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ
بِطَحَاءَ مَبَارَكَةٍ.

فائدہ: کہا ابن بطلال نے مہلب سے کہ غرض بخاری رضی اللہ عنہ کی اس باب سے اور اس کی حدیثوں سے فضیلت دینا ہے مدینے کو اس چیز سے کہ خاص کیا ہے اس کو اللہ نے ساتھ اس کے دین کی نشانیوں سے اور یہ کہ وہ گھر ہے وحی کا اور جگہ اترنے فرشتوں کی ساتھ ہدایت اور رحمت کے اور بزرگی دی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ رہنے رسول اپنے کے بیچ اس کے اور ٹھہرائی اس میں قبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور منبر آپ کا اور ان کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے اور فضل مدینے کا ثابت ہے نہیں محتاج ہے طرف قائم کرنے دلیل خاص کے اور پہلے گزر چکی ہیں حدیثیں بیچ فضیلت مدینے کے آخرج میں جن میں شفا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس جگہ مقدم ہونا ہے مدینے والوں کا علم میں اپنے غیر پر سوا اگر ہو مراد ساتھ اس کے مقدم کرنا ان کا بعض زمانوں میں اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں مقیم تھے اور وہ زمانہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہے پہلے اس سے کہ متفرق ہوں اصحاب شہروں میں سے سو نہیں ہے کوئی شک بیچ مقدم کرنے دونوں زمانوں کے ان کے غیر پر اور یہی مستفاد ہوتا ہے باب کی حدیثوں سے اور غیر ان کے سے اور اگر ہو مراد بدستور رہنا اس کا واسطے تمام ساکنوں اس کے ہر زمانے میں تو وہ محل نزاع کا ہے اور نہیں ہے کوئی راہ طرف تعیم اس قول کے اس واسطے کہ ائمہ مجتہدین کے زمانے کے بعد پچھلے زمانوں میں مدینے میں کوئی ایسا نہیں ہوا جو علم اور فضل میں اور شہروں کے لوگوں سے فائق ہو چہ جائیکہ مدینے کے تمام لوگ دوسروں پر مقدم ہوں بلکہ رہے مدینے میں اہل بدعت سے وہ لوگ جن کے بدنیت اور خبیث باطن ہونے میں کچھ شک نہیں ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾
 باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ تیرا کچھ اختیار نہیں

فائدہ: ذکر کی بخاری رضی اللہ عنہ نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیچ سب نزول اس کے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا تفسیر آل عمران میں اور پہلے گزر چکی ہے کچھ شرح اس کی اور نام ان لوگوں کا جن پر بددعا کی تھی اس واسطے کہ وہ ایمان نہ لائے تاکہ پکڑیں اس کو اور بھیجیں لعنت سے اور ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ نہیں لازم ہے تجھ پر ان کو ہدایت کرنا لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی اشارہ کرنا اس مسئلے کی طرف جس میں اختلاف مشہور ہے اصول فقہ میں اور وہ یہ ہے کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جائز تھا کہ احکام میں اجتہاد کریں یا نہیں اور اس کا بیان بسط سے پہلے گزر چکا ہے۔ (فتح)

۶۸۰۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا
 ۶۸۰۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے
 عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہتے تھے فجر کی نماز میں رکوع سے سراٹھا
 سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى
 کر کہا الہی! اے رب ہمارے! تیرے واسطے حمد ہے اخیر میں

پھر کہا الہی! لعنت کر فلانے کو اور فلانے کو سوا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں یا اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب کرے سو بے شک وہ ظالم ہیں۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الْأَخِيرَةِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا فَانزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو یہ جملہ حالیہ ہے یعنی فرمایا یہ وقت سر اٹھانے کے رکوع سے اور قال دوسرا احتمال ہے کہ ساتھ معنی قائم کے ہو اور احتمال ہے کہ زائد ہو اور اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ واقع ہوا ہے ابن حبان کی روایت میں ساتھ اس لفظ کے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا جب نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھایا تو کہا اللهم ارح اور اس سے لیا جاتا ہے کہ محل قنوت کا وقت اٹھانے سر کے ہے رکوع سے نہ رکوع سے پہلے اور قول حضرت ﷺ کا اللهم ربنا ولك الحمد معین کرنے والا ہے واسطے سر اٹھانے کے رکوع سے اس واسطے کہ یہ ذکر اعتدال کا ہے یعنی سیدھا ہونے کا رکوع سے اور قول اس کا فی الاخرہ یعنی دوسری رکعت میں صبح کی نماز سے جیسے کہ واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح ابن حبان کی روایت میں اور گمان کیا ہے کرمانی نے کہ قول اس کا فی الآخرة متعلق ہے ساتھ حمد کے اور وہ بقیہ ذکر کا ہے جو حضرت ﷺ نے اعتدال کی حالت میں فرمایا اور نہیں ہے جس طرح کہ گمان کیا اس نے۔ (فتح) باب قولہ تعالیٰ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾.

۶۸۰۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رات کو ان کے اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ کہا علی رضی اللہ عنہ نے سو میں نے کہا یا حضرت! ہماری جان اللہ کے قابو میں ہے سو جب اللہ ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اٹھتے ہیں سو حضرت ﷺ پھرے جب کہ علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ کہا اور اس کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضرت ﷺ سے سنا اور حالانکہ آپ پیٹھ دیے اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے

عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَتَابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَهُ وَفَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَنَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

تھے اور آدمی بڑا جھگڑالو ہے، کہا ابو عبد اللہ بخاری رضی اللہ عنہ نے کہ جو رات کو تیرے پاس آئے وہ طارق ہے اور کہا جاتا ہے کہ طارق ستارہ ہے اور ثاقب کے معنی ہیں چمکنے والا اور کہا جاتا ہے واسطے آگ جلانے والے کے کہ اپنی آگ کو روشن کر۔

وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تَصَلُّونَ فَقَالَ عَلِيُّ
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ
فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَمُوتَنَا بَعَثَنَا فَأَنْصَرَفَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهُ
ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعَهُ وَهُوَ
مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فِخْذَهُ وَهُوَ يَقُولُ ﴿وَكَانَ
الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ قَالَ أَبُو عَبْدِ
اللَّهِ يُقَالُ مَا أَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ
وَيُقَالُ ﴿الطَّارِقُ﴾ النُّجُومُ وَ﴿الثَّاقِبُ﴾
الْمُضْيِئُ يُقَالُ أَثَقِبُ نَارَكَ لِلْمَوْقِدِ.

فائدہ: اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ رکن اول کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے کہ جھگڑنا تین قسم پر ہے قبیح اور حسن اور احسن سو جو فرائض کے واسطے ہو وہ احسن ہے اور جو مستحبات کے واسطے ہو وہ حسن ہے اور جو اس کے سوا اور چیز کے واسطے ہو وہ قبیح ہے اور یا وہ تابع ہے واسطے طریق کے سو اس کے اعتبار سے کئی قسم پر ہے اور یہ ظاہر ہے اور لازم آتا ہے اول پر کہ مباح میں قبیح ہو اور فوت ہوا ہے اس سے تقسیم کرنا قبیح کا طرف اربع کے اور وہ وہ ہے جو حرام میں ہو اور اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ترک کیا علی رضی اللہ عنہ نے فعل اولیٰ کو اگر چہ تھی وہ چیز کہ حجت پکڑی ساتھ اس کے علی رضی اللہ عنہ نے باوجہ اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت پڑھی اور نہ لازم کیا ان کو باوجود اس کے قیام طرف نماز کی اور اگر علی رضی اللہ عنہ حکم بجالاتے اور نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تو اولیٰ ہوتا اور لیا جاتا ہے اس سے اشارہ طرف مراتب جدال کے سو اگر ہو اس چیز میں کہ نہیں کوئی چارہ اس کے واسطے اس سے تو متعین ہوتی ہے مدد کرنی حق کے ساتھ حق کے سو اگر مامور اس چیز سے تجاوز کرے تو ہوتا ہے منسوب طرف تقصیر کی اور اگر مباح میں ہو تو کفایت کی جائے اس میں ساتھ مجرد امر کے اور اشارہ کرنے کے طرف ترک اولیٰ کے اور اس حدیث میں ہے کہ آدمی پیدا ہوا ہے اوپر ٹالنے کے اپنی جان سے ساتھ قول کے اور فعل کے اور یہ کہ لائق ہے اس کے واسطے کہ اپنے نفس سے مجاہدہ کرے تاکہ نصیحت کو قبول کرے اگرچہ غیر واجب میں ہو اور یہ کہ نہ دفع کرے مگر ساتھ طریق معتدل کے بغیر افراط اور تفریط کے اور نقل کیا ہے ابن بطلال نے مہلب سے کہ نہیں لائق تھا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہ ٹالے جس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا یعنی تہجد کی نماز کی طرف بلکہ لازم تھا علی رضی اللہ عنہ پر پکڑنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو سو نہیں حجت ہے واسطے کسی کے بیچ ترک کرنے امور کے اور یہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم الحکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کا حکم بجانہ لائے اس واسطے کہ نہیں ہے قصے میں تصریح ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہے واسطے عذر بیان کرنے کے ترک قیام سے ساتھ غلبہ نیند کے اور نہیں منع ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس جواب کے بعد نماز پڑھ لی ہو اس واسطے کہ نہیں ہے حدیث میں جو اس کی نفی کرے کہا کرمانی نے کہ ترغیب دی ان کو حضرت ﷺ نے باعتبار کسب اور قدرت کا سہ کے اور جواب دیا علی رضی اللہ عنہ نے باعتبار قضا اور قدر کے اور مارا حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر واسطے تعجب کرنے کے علی رضی اللہ عنہ کی سرعت جواب سے اور احتمال ہے کہ ہو تسلیم واسطے اس چیز کے کہ حضرت ﷺ نے فرمائی اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جرہ نے کہ اس حدیث میں کئی فائدے ہیں مشروع ہونا تذکیر کا ہے واسطے غافل کے خاص کر جو قرابتی اور مصاحب ہو اس واسطے کہ غفلت آدمی کی پیدائشی چیز ہے سوا لائق ہے آدمی کے واسطے یہ کہ خبر گیری کرے اپنے نفس کی اور جس سے محبت رکھتا ہو ساتھ تذکیر خیر کے اور مدد کرنے کے اوپر اس کے اور یہ کہ جو اعتراض کہ اثر حکمت کے ساتھ ہو اس کا جواب اثر قدرت کے ساتھ مناسب نہیں اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے کہ جب کلام کرے ساتھ متعصی حکمت کے امر غیر واجب میں یہ کہ کفایت کرے اس شخص سے جس نے کلام کیا اس سے بیچ حجت پکڑنے اس کے ساتھ قدرت کے یعنی اس کو جائز ہے کہ اس پر سکوت کرے لیا جاتا ہے پہلا مسئلہ حضرت ﷺ کے ہاتھ مارنے سے اپنی ران پر اور دوسرا حضرت ﷺ کے نہ انکار کرنے سے یعنی حضرت ﷺ اس سے صریح انکار نہ کیا اور حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت نہ پڑھی ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ اس واسطے کہ حضرت ﷺ جانتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ نہیں جاہل ہیں اس بات سے کہ جواب ساتھ قدرت کے نہیں ہے حکمت سے بلکہ احتمال ہے کہ ان کے واسطے کوئی قدر ہو جو ان کو نماز سے مانع ہو سو علی رضی اللہ عنہ شرمائے اس کے ظاہر کرنے سے سو انہوں نے ارادہ کیا کہ دفع کریں شرمندگی کو اپنی جان سے اور اپنے گھر والوں سے سو حجت پکڑی انہوں نے ساتھ قدرت کے اور تائید کرتا ہے اس کی پھرنا حضرت ﷺ کا ان سے جلدی اور احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے کہ کہا استدعا کرنا جواب کا کہ اس سے فائدہ زیادہ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بات چیت کرنا آدمی کا اپنے نفس سے اس چیز میں کہ اس کے غیر سے متعلق ہو اور جائز ہے مارنا ہاتھ کا بعض اعضاء کو وقت تعجب اور افسوس کے اور مستفاد ہوتا ہے قصے سے کہ شان عبودیت سے ہے یہ کہ نہ طلب کیا جائے اس کے واسطے ساتھ متعصی شرع کے کوئی عذر مگر اعتراف ساتھ اتھیر کے اور شروع کرنا استغفار میں اور اس میں فضیلت ظاہر ہے واسطے علی رضی اللہ عنہ کے ان کی بہت تو اضع کی جہت سے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت کی باوجود اس کے کہ واجب کرتی ہے وہ نہایت عتاب کو نزدیک اس شخص کے جو ان کی قدر کو نہیں پہچانتا سو نہ التفات کیا واسطے اس کے بلکہ بیان کیا اس کو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے فائدہ دینیہ سے۔ (فتح)

۶۸۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم مسجد میں تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ چلو یہودیوں کی طرف سو ہم آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم مدرسے میں آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے سوان کو پکارا سو فرمایا کہ اے گروہ یہود کے اسلام لاؤ تا کہ تم دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے کہا اے ابو القاسم! البتہ تو نے اللہ کا حکم پہنچایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم اسلام قبول کرو تا کہ دین دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے کہا کہ اے ابو القاسم! البتہ تو نے اللہ کا حکم پہنچایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں بھی چاہتا ہوں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تیسری بار فرمایا سو فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس زمین سے یعنی وطن سے نکال دوں سو جو شخص کہ تم میں سے اپنا کچھ مال پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور نہیں تو جان لو کہ زمین تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

۶۸۰۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ حَرَجَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمَدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ أُرِيدُ اسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَتْهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اَعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاَعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ.

فائدہ: یہ جو کہا ذلک ارید یعنی میں چاہتا ہوں کہ تم اقرار کرو کہ میں نے اللہ کا حکم پہنچایا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اللہ کا حکم پہنچا دینے کا حکم تھا کہا مہلب نے اس کے بعد کہ تقریر کی کہ یہ حدیث متعلق ہے ساتھ رکن دوسرے کے ترجمہ سے وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اللہ کا حکم پہنچایا اور ان کو اسلام کی طرف بلایا کہ اس کے ساتھ بیچے ماریں تو انہوں نے کہا کہ آپ نے اللہ کا حکم پہنچایا اور نہ اعتقاد کیا واسطے فرماں برداری آپ کی کے سو مبالغہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تبلیغ میں اور مکر کیا اس کو اور یہ مجادلہ ہے ساتھ طریقہ بہتر کے اور وہ اس میں موافق ہے مجاہد کے قول کو کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری جو ان میں سے ایمان نہیں لایا تھا اور اس کے ساتھ عہد و پیمان تھا اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ منسوخ ہے تلوار کی آیت سے اٹھی اور روایت کی طبری نے ساتھ سند صحیح کے مجاہد رضی اللہ عنہ سے کہ اگر وہ بد کہیں تو تم نیک کہو مگر جو ان میں سے ظالم ہیں کہ ان سے بدلہ لو اور ایک روایت میں ہے مگر جو ظالم ہو اور لڑے اور جزیہ نہ دے اور روایت کی ساتھ سند حسن کے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہ مراد اس اہل حرب ہیں

جن سے عہد و پیمان نہیں کہ لڑے ساتھ ان کے تلوار سے اور روایت کی زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اہل کتاب میں سے منع کیا ان کے جھگڑنے سے اس چیز میں کہ بیان کرتے ہیں ان کو کتاب سے یعنی توراہ اور انجیل سے شاید کہ حق ہو اور تجھ کو معلوم نہ ہو اور نہیں لائق ہے کہ تو جھگڑے مگر اس سے جو اپنے دین پر رہے اور روایت کی قادیانہ سے کہ وہ منسوخ ہے ساتھ آیت براءت کے کہ لڑائی کی جائے ان سے یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یا جزیہ ادا کریں اور ترجیح دی ہے طبری نے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو جزیہ دینے سے باز رہے اور رد کیا ہے اس نے اس پر جو دعویٰ کرتا ہے نسخ کا اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے وہ مگر دلیل سے اور حاصل اس کی ترجیح کا یہ ہے کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ جھگڑنے کے اہل کتاب سے ساتھ بیان اور حجت کے ساتھ طریق انصاف کے اس سے جو معاند ہو ان سے سو مفہوم آیت کا جواز مجادلہ اس کا ہے ساتھ غیر اس طریق کے کہ بہتر ہے اور وہ مجادلہ ہے ساتھ تلوار کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِزُومِ الْجَمَاعَةِ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ.

اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور جو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ لزوم جماعت کے۔

فائدہ: بہر حال آیت سو نہیں واقع ہوئی تصریح ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی تشبیہ ساتھ اس کے اور راجح یہ ہے کہ وہ ہدایت ہے جو مدلول علیہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ یعنی مثل جعل قریب کے کہ خاص کیا ہم نے تم کو اس میں ساتھ ہدایت کے جیسے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو سیاق آیت کا اور واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح براءت اللہ کی حدیث میں جو سورہ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور وسط کے معنی ہیں عدل اور حاصل آیت کا احسان کرنا ہے ساتھ ہدایت اور عدالت کے اور بہر حال یہ جو کہا کہ جو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ لزوم جماعت کے سو مطابق ہونا اس کا باب کی حدیث سے پوشیدہ ہے اور شاید وہ صفت مذکورہ کی جہت سے ہے اور وہ عدالت ہے جب کہ وہ شامل تھی سب کو واسطے ظاہر خطاب کے تو اشارہ کیا اس کی طرف کہ وہ عام سے ہے کہ مراد ساتھ اس کے خاص ہے اس واسطے کہ اہل جہل عدول نہیں اور اسی طرح اہل بدعت بھی سو پہچانا گیا کہ مراد ساتھ وصف مذکور کے اہل سنت اور جماعت ہیں اور وہ اہل علم شرعی ہیں اور جو ان کے سوا ہے اگرچہ منسوب ہے طرف علم کے سو وہ نسبت اس کی صورتی ہے نہ حقیقی اور وارد ہوا ہے حکم ساتھ لزوم جماعت کے چند حدیثوں میں ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جو ترمذی نے حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے سو ذکر کی حدیث طویل اور اس میں ہے اور میں تم کو حکم کرتا ہوں پانچ چیزوں کا کہ حکم کیا ہے اللہ نے مجھ کو ساتھ ان کے سننا اور کہا ماننا اور جہاد اور ہجرت کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا اس

واسطے کہ جو جدا ہوا جماعت سے بقدر ایک بالشت کے تو اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اتارا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خطبے میں ہے جو انہوں نے جابیہ میں پڑھا تھا کہ لازم جانو اپنے اوپر جماعت کو اور بچو جدائی سے اس واسطے کہ ایک کے ساتھ شیطان ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے اور اس میں ہے کہ جو بہشت کا درمیان چاہے تو لازم پکڑے جماعت کو کہا ابن بطلال نے کہ مراد باب سے رغبت دلانا ہے اور پر اعتصام کے ساتھ جماعت کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور شرط قبول شہادت کی عدالت ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے ان کے واسطے یہ صفت ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے وسطا اور وسط کے معنی ہیں عدل اور مراد ساتھ جماعت کے اہل حل اور عقد ہیں ہر زمانے کے کہا کرمانی نے کہ حکم کیا ساتھ لازم پکڑنے جماعت کے تو اس کا مقصود یہ ہے کہ لازم ہے مکلف پر متابعت اس چیز کی کہ اجماع کیا ہے اس پر مجتہدوں نے اور وہی ہیں مراد ساتھ قول اس کے وہم اهل العلم اور جس آیت کے ساتھ بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ باندھا ہے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اہل اصول نے واسطے ہونے اجماع کے حجت اس واسطے کہ وہ عدول ہیں ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ معصوم ہیں خطا سے اس چیز میں جس پر انہوں نے اجماع کیا قول سے یا فعل سے۔ (فتح)

۶۸۰۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لایا جائے گا نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن سو اس سے کہا جائے گا کہ کیا تو نے اپنی امت کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ یعنی عذاب سے ڈرایا تھا تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ ہاں میں نے پیغام پہنچا دیا تھا اے میرے رب! پھر اس کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم کو پیغام پہنچا دیا تھا تو اس کی امت کے لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا کہ تیرے دعویٰ کا کون گواہ ہے؟ تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ محمد ﷺ اور اس کی امت میرے گواہی ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم کو اے مسلمانو! لایا جائے گا سو تم گواہی دو گے کہ بے شک نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو پیغام پہنچا دیا تھا پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل کہا وسط سے مراد عدل ہیں تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو اور

۶۸۰۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجَاءُ بَنُوْحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتَسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغْتُمْ فَيَقُولُونَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ فَيَقُولُ مَنْ شُهِدْتُكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَيَجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ قَالَ عَدْلًا ﴿لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِذَا. جعفر بن عون سے ہے، الخ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ شہادت نہیں خاص ہے ساتھ قوم نوح علیہ السلام کے بلکہ عام ہے سب امتوں کو۔

جب اجتہاد کرے عالم یا حاکم سو چوک جائے خلاف رسول اللہ ﷺ کے بغیر علم کے تو اس کا حکم مردود ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ کے کہ جو کوئی وہ کام کرے جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے یعنی جس دین کے کام میں حضرت ﷺ کا حکم نہ ہو وہ مردود ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

بَابُ إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوْ الْحَاكِمُ فَاخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُولِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

فائدہ: اور یہ ترجمہ پہلے بھی گزر چکا ہے کتاب الاحکام میں اور وہاں یہ ترجمہ معقول ہے واسطے مخالفت اجماع کے اور یہاں واسطے مخالفت رسول اللہ ﷺ کے اور یہ جو کہا سو چوک گیا یعنی اس نے جان بوجھ کر مخالفت نہ کی بلکہ چوک کے پیغمبر ﷺ کی مخالفت کی اور حدیث میں عمل عملاً الخ کی شرح کتاب الصلح میں گزر چکی ہے کہا ابن بطلان نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ غیر سنت کے جہالت سے یا غلطی سے تو واجب ہے اس پر رجوع کرنا طرف حکم سنت کے اور ترک کرنا اس چیز کا کہ اس کے مخالف ہو واسطے بجالانے حکم اللہ کے کہ اللہ نے پیغمبر ﷺ کی فرمانبرداری کو واجب کیا ہے اور یہ نفس اعتصام کا ہے ساتھ سنت کے اور قول اس کا ترجمہ میں اخطاء کے متعلق ہے ساتھ قول اس کے کہ اجتہاد اور تمام ہوتا ہے کلام اس جگہ میں اور یہ جو کہا کہ خلاف رسول یعنی سو کہا خلاف رسول کے

www.KitaboSunnat.com

اور حذف ہونا قال کا کلام میں بہت ہے۔ (فتح)

۶۸۰۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی عدی انصاری کے بھائی کو زکوٰۃ کا مال تحصیل کرنے کے واسطے خیبر پر عامل کر کے بھیجا سو وہ عمدہ کھجور لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح عمدہ ہوتی ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! البتہ ہم دو صاع ناقص کھجور دے کر ایک صاع عمدہ کھجور خریدتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو لیکن برابر لیا کرو یا اس ناقص کھجور کو بیچ ڈالا کرو اور

۶۸۰۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الْمَعْجِدِ بْنِ سَهْبِيلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ وَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ

اس کی قیمت کے ساتھ عمدہ کھجوریں خریدا کر یعنی ایک جنس میں زیادہ لینا درست نہیں اور اسی طرح تول میں بھی زیادہ لینا درست نہیں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُ تَمْرٍ خَيْرٌ
هَكَذَا قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا
لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
تَفْعَلُوا وَلَكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيَعُوا هَذَا
وَأَشْتَرُوا بِشَيْءٍ مِنْ هَذَا وَكَذَلِكَ الْمِيزَانُ.

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ کے واسطے اس جہت سے ہے کہ صحابی نے اجتہاد کیا اس میں جو کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو روک دیا اور منع کیا اس کو اس چیز سے کہ کی اور معذور کہا اس کو اس کے اجتہاد کے سبب سے۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ
أَوْ أَخْطَأَ
أَوْ أَخْطَأَ
چوک جائے

فائدہ: یہ اشار ہے طرف اس کی کہ نہیں لازم آتا رد کرنے اس کے حکم یا فتویٰ کے سے جب کہ اجتہاد کرے اور چوک جائے یہ کہ گنہگار ہو وہ بلکہ جب مقدور بھر کوشش کرے تو اس کو ثواب ملتا ہے سو اگر ٹھیک بات پا جائے تو اس کو دوہرا ثواب ہے لیکن اگر حکم کرے یا فتویٰ دے بغیر علم کے تو گنہگار ہوتا ہے کما تقدم کہا ابن منذر نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے حاکم کو وقت چوک جانے کے جب کہ ہو عالم ساتھ اجتہاد کے پھر اجتہاد کرے اور جب اجتہاد کا عالم نہ ہو تو اس کو ثواب نہیں ملتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ قاضی تین قسم کے ہیں اور اس میں ہے اور ایک قاضی وہ ہے جو حکم کرے ساتھ ناحق کے سو وہ آگ میں ہے اور ایک قاضی وہ ہے جو حکم کرے بے علمی سے سو وہ بھی آگ میں ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو اصحاب سنن نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ الفاظ مختلف کے اور تائید کرتی ہے باب کی حدیث کو وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے سلیمان علیہ السلام کے قصے میں بیچ حکم کرنے ان کے کہنے والوں میں اور کہا خطابی نے معالم السنن میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے مجتہد کو جب کہ جامع ہو واسطے آگہ اجتہاد کے سو وہی ہے جو معذور ہے چوک سے برخلاف اس کے جو تکلف کرے اجتہاد میں یعنی جو اپنے آپ کو مجتہد ٹھہرائے اور اجتہاد کے لائق نہ ہو سو اس پر خوف ہے پھر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے اجتہاد پر عالم کو اس واسطے کہ اجتہاد اس کا بیچ طلب حق کے عبادت ہے یہ اس وقت ہے جب کہ ٹھیک بات پا جائے اور بہر حال جب چوک جائے تو اس کو چوک پر ثواب نہیں ملتا بلکہ دور ہوتا ہے اس سے گناہ فقط اور شاید کہ خطابی کی رائے یہ ہے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک ثواب ملتا ہے تو یہ مجاز ہے وضع اثم سے۔ (فتح)

۶۸۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقَرَّبِيُّ
۶۸۰۵۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس

نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جب حاکم اور قاضی کسی مقدمے میں حکم کرنے کا ارادہ کرے سو مقدور بھر اس بات کی تحقیق میں محنت اور کوشش کرے پھر ٹھیک بات پا جائے تو اس کے واسطے دو ثواب ہیں یعنی ایک محنت کا اور دوسرا ٹھیک بات پا جانے کا جب حکم کا ارادہ کرے اور مقدور بھر کوشش کرے پھر اس میں چوک جائے یعنی حق بات اس کو معلوم نہ ہو سکے تو اس کو ایک ثواب ہے یعنی صرف محنت کرنے کا، الخ۔

الْمَكِّي حَدَّثَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ حَدَّثَنِي
يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ
عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا حَكَمَ
الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ
وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ قَالَ
فَحَدَّثْتُ بِهِذَا الْحَدِيثِ أَبَا بَكْرٍ بْنُ عَمْرٍو
بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَبْدُ
الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
بَكْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

فائدہ: یعنی جب حاکم اور قاضی مقدمہ فیصل کرنے میں خوب کوشش اور غور کرے اور قرآن اور حدیث سے اس کا حکم نکالے تو اس کو دو ثواب ہیں اور اگر چوک ہو تو ایک ثواب ہے کوشش کے بعد چوک پر پکڑ نہیں کہا قرطبی نے اسی طرح واقع ہوا ہے حدیث میں حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اور حالانکہ امر بالعکس ہے اس واسطے کہ اجتہاد مقدم ہے حکم سے اس لیے کہ نہیں جائز ہے حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اتفاقاً لیکن تقدیر یہ ہے کہ جب حکم کرنے کا ارادہ کرے تو اس وقت اجتہاد کرے اور احتمال ہے کہ ف تفسیر کے واسطے ہو یعنی فاجتہد میں نہ تعقیب کے واسطے اور قول اس کا فاصاب یعنی موافق پڑا اللہ تعالیٰ کے حکم کو جو نفس الامر میں ہے اور قول اس کا ثم انطأ یعنی اس نے گمان کیا کہ حق ایک جہت میں ہے اور حالانکہ نفس الامر میں اس کے برخلاف تھا اور البتہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف وقوع خطا کے سچ اجتہاد کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ البتہ تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں کوئی آدمی خوش تقریر ہوتا ہے اپنی دلیل سے بہ نسبت دوسرے کے اور کہا ابو بکر بن عربی نے کہ تعلق پکڑا ہے ساتھ اس حدیث کے جو کہتا ہے کہ حق ایک جہت میں ہے واسطے تصریح کرنے کے ساتھ اس کے کہ ایک غیر معین خطی ہے یعنی حدیث میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ دونوں میں سے ایک خطی ہے لیکن معین نہیں کیا کہ فلانا خطی ہے اور اس مسئلے میں بڑا اختلاف ہے اور

کہا مازری نے کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ہر ایک نے دونوں گروہوں میں سے جو قائل ہے کہ حق سچ دو طرف کے ہے اور جو قائل ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے لیکن پہلا مسئلہ سو اس واسطے کہ اگر ہر مجتہد مصیب ہوتا تو کوئی دونوں میں سے چوک کی طرف منسوب نہ کیا جاتا واسطے محال ہونے دو نظیروں کے ایک حالت میں اور بہر حال مصوبہ جو کہتے ہیں کہ ہر مجتہد مصیب ہے سو حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے ثواب ٹھہرایا ہے سو اگر مصیب نہ ہوتا تو نہ ثواب دیا جاتا اور یہ جو اس پر خطا کا اطلاق کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ یہ محمول ہے اس پر جو غافل ہوا نصوص سے یا اجتہاد کیا اس چیز میں کہ نہیں جائز ہے اجتہاد کرنا سچ اس کے قطعیات سے اس میں جو اجماع کے مخالف ہو سو اگر ایسا اتفاق پڑے اور اس میں چوک جائے تو منسوخ کیا جائے حکم اس کا اور فتویٰ اس کا اگر چہ اجتہاد کیا ہو بالا جماع اور وہی ہے جس پر صحیح ہے اطلاق خطا کا اور بہر حال جو اجتہاد کرے ایسے مقدمے میں جس میں نہ نص ہو اور نہ اجماع تو نہیں اطلاق کیا جاتا ہے اس پر خطا کا اور دراز کیا ہے مازری نے اس تقریر کو اور ختم کیا ہے اپنی کلام کو ساتھ اس کے کہ جو قائل ہے کہ حق سچ دو طرف کے دائرے یہ قول اکثر اہل تحقیق کا ہے فقہاء اور متکلمین سے اور وہ مروی ہے چاروں اماموں سے اگرچہ اس میں اختلاف حکایت کیا گیا ہے میں کہتا ہوں اور معروف شافعی رحمہ اللہ سے قول اول ہے اور کہا قرطبی نے منہم میں کہ حکم مذکور لائق ہے کہ خاص ہو ساتھ حاکم کے جو حکم کرنے والا ہو درمیان مدعی اور مدعا علیہ کے اس واسطے کہ اس جگہ حق نفس الامر میں معین ہے جھگڑا کرتے ہیں اس میں مدعی اور مدعا علیہ سو جب دونوں میں سے ایک کے واسطے اس کے ساتھ حکم کرے تو باطل ہو جاتا ہے حق دوسرے کا قطعاً اور دونوں میں سے ایک تو ضرور جھوٹا ہے اور حاکم کو اس پر اطلاع نہیں ہوتی سو اس صورت میں اختلاف نہیں کہ مصیب اس میں ایک ہی ہے اس واسطے کہ حق ایک طرف میں ہے اور لائق ہے کہ خاص ہو خلاف ساتھ اس کے کہ مصیب واحد ہے یا ہر مجتہد مصیب ہے ساتھ ان مسائل کے کہ نکالا جاتا ہے حق ان میں سے بطریق دلالت کے اور کہا ابن عربی نے کہ میرے نزدیک اس حدیث میں فائدہ زائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ثواب عمل قاصر کا عامل پر ایک ہے اور عمل متعدی کا ثواب دو گنا ہے اس واسطے کہ اجر دیا جا رہا ہے اس کوئی نفسہ اور منجر ہوتا ہے اس کے واسطے جو متعلق ہو اس کے غیر سے اس کی جنس سے اور جب قضا کرے ساتھ حق کے اور حق دار کو اس کا حق دے تو ثابت ہوتا ہے اس کے واسطے اجر اس کے اجتہاد کا اور جاری ہوتا ہے اس کے واسطے مثل اجر مستحق حق کے سو اگر ایک دونوں میں سے زیادہ خوش تقریر ہو بہ نسبت دوسرے آدمی کے سو قاضی اس کے واسطے حکم کرے اور نفس الامر میں حق اس کے غیر کے واسطے ہو تو اس کو فقط اجتہاد کا اجر ملتا ہے میں کہتا ہوں اور تمام اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ اگر حاکم اپنے اجتہاد سے حق غیر مستحق کو دے تو اس پر اس کو مواخذہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ حاکم نے جان بوجھ کر غیر کا حق اس کو نہیں دیا یعنی بلکہ چوک کی بلکہ گناہ محکوم لہ کا قاصر ہے اوپر اس کے اور نہیں ہے پوشیدہ کہ محل اس کا یہ ہے کہ

مقدور بھرا اجتہاد میں کوشش کرے اور حالانکہ وہ اس کے اہل سے ہو ورنہ لاحق ہوتا ہے اس کو گناہ اگر اس کے اہل سے نہ ہو۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ بیان کی میں نے یہ حدیث ابو بکر بن محمد سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یعنی مثل حدیث عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی اور قائل حدیث کا یزید بن عبد اللہ ہے جو اس حدیث کے راویوں سے ہے اور یہ جو کہا عن ابی سلمة عن النبی ﷺ تو مراد اس سے یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر نے مخالفت کی ہے اپنے باپ کی بیچ روایت کرنے اس کے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور مرسل کیا ہے حدیث کو جس کو اس نے موصول کیا ہے۔

بَابُ الْحُجَّةِ عَلَى مَنْ قَالَ إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغِيبُ بَعْضُهُمْ مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُورِ الْإِسْلَامِ.

حجت قائم کرنا اس پر جس نے کہا کہ حضرت ﷺ کے احکام ظاہر تھے اور جو غائب ہوتے تھے بعض حضرت ﷺ کے مشاہد سے اور امور اسلام سے۔

فائدہ: ظاہر تھے یعنی لوگوں کے واسطے نہیں چھپے رہتے تھے مگر نادر پر اور یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس بیان کے کہ بہت اکابر اصحاب نہ حاضر ہوتے تھے نزدیک بعض اس چیز کے کہ اس کو حضرت ﷺ فرماتے یا کرتے اعمال تکلیف سے سو بدستور رہتے اس چیز پر کہ ان کو اس پر اطلاع ہوتی یا منسوخ پر واسطے نہ خبر پانے کے اس کے ناخ پر اور یا اوپر براءت اصلی کے اور جب یہ مقرر ہوا تو قائم ہوئی حجت اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے بڑے صحابی کے عمل کو خاص کر جب کہ والی ہوا ہو حکم کا اوپر روایت غیر اس کے کے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ اس کے کہ اگر نہ ہوتا نزدیک اس کبیر صحابی کے جو قوی تر ہے اس روایت سے تو البتہ نہ مخالفت کرتا اس کی اور رد کرتا ہے اس کو یہ کہ اس اعتماد میں ترک کرنا محقق کا ہے واسطے گمانی چیز کے اور کہا ابن بطلان نے کہ ارادہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے رد کرنے کا رافضیوں اور خارجیوں پر جو گمان کرتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے احکام اور سنتیں آپ سے بطور تواتر کے منقول ہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے عمل کرنا ساتھ اس حکم کے جو تواتر کے ساتھ منقول نہ ہو یعنی خبر واحد کے ساتھ عمل کرنا جائز نہیں کہا اور قول ان کا مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہو چکی ہے کہ اصحاب ایک دوسرے سے احکام سیکھتے تھے اور رجوع کیا بعض نے اس چیز کی طرف کہ اس کے غیر نے روایت کی اور منعقد ہوا اجماع اوپر واجب ہونے عمل کے ساتھ خبر واحد کے میں نے کہا اور باب باندھا ہے بیہقی نے مدخل میں باب دلیل ہے اس پر کہ کبھی پوشیدہ رہتی ہے اس پر جو صحبت میں مقدم ہو وسیع علم والا ہو وہ چیز کہ جانتا ہے اس کو اس کا غیر پھر ذکر کی حدیث ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جدہ کے حق میں جو ان کو پہلے معلوم نہ تھی پھر معلوم ہوئی اور حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اجازت مانگنے میں اور وہ مذکور ہے اس باب میں اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس مرد کے حق میں جس نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا پھر اس کو طلاق

اور یہ موافق ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے جو پہلے گزرا کہ غافل کیا مجھ کو سودے نے بازار میں اور یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ اصحاب تجارت کیا کرتے تھے۔ (تح)

۶۸۰۶۔ حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو شاید ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو مشغول پایا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پلٹے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنی اس کو اجازت دو سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ان کے واسطے بلائے گئے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تھی کہ اس فعل پر جو تو نے کیا؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ اس کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس اس پر گواہ لانا ورنہ میں تجھ کو تکلیف دوں گا سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصاریوں کی ایک مجلس کی طرف چلے یعنی اور ان سے کہا کہ میری گواہی دو تو انہوں نے کہا کہ نہ گواہی دے گا مگر جو ہم سب میں زیادہ تر جھوٹا ہے سو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو انہوں نے کہا یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گواہی دی کہ البتہ ہم حکم کیے جاتے تھے اس کے ساتھ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پوشیدہ رہا مجھ سے یہ حکم حضرت رضی اللہ عنہم کے امر سے مشغول کر رکھا مجھ کو بازار کی خرید و فروخت نے۔

۶۸۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ تم گمان کرتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت رضی اللہ عنہم سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے یعنی شاید حضرت رضی اللہ عنہم کی طرف سے جھوٹی حدیثیں بیان کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہے جبکہ پھرنے کی یعنی قیامت میں ظاہر ہوگا کہ تم اس انکار میں حق پر ہو یا میں سچ کہتا ہوں اس کا سبب یہ ہے کہ میں محتاج مرد تھا ہر دم حضرت رضی اللہ عنہم کی خدمت بابرکت میں حاضر رہتا تھا اپنے پیٹ

۶۸۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى عَلَى عُمَرَ فَكَانَهُ وَجَدَهُ مَشْغُولًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ إِذْ نُوِّا لَهُ فَدَعَى لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤَمِّرُ بِهِذَا قَالَ فَأْتِنِي عَلَى هَذَا بَيِّنَةٍ أَوْ لَا لَعَلَّنَا بِكَ فَانْطَلَقَ إِلَيَّ مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصَاغِرُنَا فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ لَقَدْ كُنَّا نُؤَمِّرُ بِهِذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَائِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ.

۶۸۰۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ الْأَعْرَجِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ الْمُوعِدُ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مَسْكِينًا الزَّمَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلءِ بَطْنِي وَكَانَ

بھرنے کے واسطے اور مہاجرین بازار میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے اور انصاری لوگ اپنے مال کی خبر گیری میں مشغول رہتے تھے سو میں ایک دن حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا کپڑا پھیلائے رہے گا جب تک کہ میں اپنی بات کو تمام کر لوں پھر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لے تو نہ بھولے گا کچھ چیز جو مجھ سے سنی یعنی وہ میری سنی حدیث کو کبھی نہ بھولے گا سو میں نے اپنی اوپر کی چادر پھیلائی سو قسم ہے اس کی جس نے حضرت ﷺ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ میں کبھی کچھ چیز نہیں بھولا جس کو حضرت ﷺ سے سنا۔

الْمُهَاجِرُونَ يَسْغَلُهُمُ الصَّفَقُ بِالْأَسْوَاقِ
وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَسْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى
أُمُورِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَالَ مَنْ يَبْسُطُ
رِدَائَهُ حَتَّى أَقْصَى مَقَالَتِي ثُمَّ يَقْبِضُهُ فَلَنْ
يُنْسِي شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنِّي فَبَسَطْتُ بُرْدَةً
كَانَتْ عَلَيَّ فَوَالَّذِي بَعَنَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ
شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا سبب ہے کہ مہاجر اور انصار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے برابر حضرت ﷺ سے حدیثیں روایت نہیں کرتے اور یہ جو کہا کہ اپنے پیٹ بھرنے کے واسطے یعنی بہ سبب پیٹ پھرنے کے یعنی سبب اصلی جو تقاضا کرتا ہے واسطے بہت روایت کرنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حدیث کو حضرت ﷺ سے ہر وقت حضرت ﷺ کے ساتھ رہنا ہے تاکہ پائیں جو کھائیں اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ چیز نہ تھی جس میں تجارت کریں اور نہ زمین تھی کہ اس میں کھیتی کریں سو حضرت ﷺ سے کسی وقت جدا نہ ہوتے تھے کہ کہیں قوت ان سے فوت ہو سو حاصل ہوتا تھا اس ملازمت میں اقوال کے سننے اور افعال کے روایت کرنے سے جو نہ حاصل ہوتا تھا ان کے غیر کے واسطے جو ہر وقت حضرت ﷺ کے ساتھ نہ رہتا تھا اور مدد کی ان کے ہمیشہ یاد رکھنے پر حضرت ﷺ کی دعا نے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے بھائی انصاری اپنے کھیتی کے کام میں مشغول رہتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَأَى تَرَكَ النَّكْبِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُولِ.
جو دیکھتا ہے کہ ترک کرنا انکار کا حضرت ﷺ سے حجت
نہ حضرت ﷺ کے غیر سے

فائدہ: البتہ اتفاق ہے اس پر کہ مقرر رکھنا حضرت ﷺ کا اس چیز کو کہ آپ کے سامنے کی جائے یا کہی جائے اور خبر پائیں اس پر حضرت ﷺ بغیر انکار کے دلالت کرنے والا ہے اوپر جواز کے اس واسطے کہ عصمت دور کرتی ہے حضرت ﷺ سے جو متحمل ہو اس کے غیر کے حق میں اس چیز سے کہ مرتب ہوتی ہے انکار پر سو نہیں برقرار رکھتے باطل پر اور اسی واسطے کہا نہ غیر رسول سے اس واسطے کہ غیر حضرت ﷺ کا سکوت نہیں دلالت کرتا ہے جواز پر اور اشارہ کیا ہے ابن تیم نے اس کی طرف کہ ترجمہ متعلق ہے ساتھ اجماع سکوتی کے اور لوگ مختلف ہیں سو ایک گروہ نے کہا کہ

نہیں منسوب کیا جاتا طرف ساکت کے کوئی قول اس واسطے کہ بیچ مہلت نظر کے ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اگر مجتہد کوئی بات کہے اور پھیل جائے اور اس پر اطلاع پانے کے بعد کوئی اس کے مخالف نہ ہو تو وہ حجت ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں ہوتا ہے حجت یہاں تک کہ متعدد ہو قیل ساتھ اس کے اور محل خلاف کا وہ ہے کہ نص مقدم ہے اور حجت پکڑی ہے جس نے مطلق منع کیا ہے کہ اصحاب نے بہت اجتہادی مسائل میں اختلاف کیا ہے سوان میں سے بعض اپنے غیر پر انکار کرتا تھا جب کہ قول اس کے نزدیک ضعیف ہوتا اور ہوتی نزدیک اس کے وہ چیز جو اس سے قوی تر ہوں نص کتاب یا سنت سے اور بعض ان میں سے چپ رہتا تھا سو اس کا چپ رہنا جواز کی دلیل نہ ہوگا اس واسطے کہ جائز ہے کہ اس کے واسطے حکم ظاہر نہ ہو اوسو اس نے سکوت کیا واسطے جائز رکھنے اس بات کے کہ یہ قول صواب ہو اگرچہ اس کے واسطے اس کی وجہ ظاہر نہ ہوئی۔ (فتح)

۶۸۰۸۔ حضرت محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اللہ کی قسم کھاتا تھا کہ ابن صیاد دجال موجود ہے میں نے کہا کہ تو اللہ کی قسم کھاتا ہے کہا کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سنا کہ قسم کھاتے تھے اس پر نزدیک حضرت رضی اللہ عنہ کے سونہ انکار کیا اس سے حضرت رضی اللہ عنہ نے۔

۶۸۰۸۔ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَحْلِفُ بِاللَّهِ أَنَّ ابْنَ الصَّائِدِ الدَّجَالَ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللَّهِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُكْرِهْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: شاید جابر رضی اللہ عنہ نے جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس قسم کھاتے سنا اور حضرت رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار نہیں کیا تو سمجھی اس سے مطابقت لیکن باقی رہی یہ بات کہ شرط عمل کرنے کی ساتھ تقریر کے یہ ہے کہ نہ معارض ہو اس کو تصریح ساتھ خلاف اس کے سو جس نے حضرت رضی اللہ عنہ کے سامنے کچھ کہا یا کیا اور حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کو برقرار رکھا تو دلالت کی اس نے جواز پر پھر اگر حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے برخلاف کہا یا کیا تو دلالت کرے گا اوپر منسوخ ہونے اس تقریر کے مگر یہ کہ ثابت ہو دلیل خصوصیت کی کہا ابن بطلان نے اس کے بعد کہ مقرر رکھا جابر رضی اللہ عنہ کی دلیل کو سو اگر کہا جائے کہ پہلے گزر چکا ہے یعنی جناز میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت رضی اللہ عنہ سے کہا ابن صیاد کے قصے میں کہ مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر حقیقت میں یہی دجال ہے تو تو اس کو نہ مار سکے گا سو یہ صریح ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے امر میں تردد کیا یعنی پس نہ دلالت کرے گا چپ رہنا حضرت رضی اللہ عنہ کا اس کے انکار سے دقت حلف عمر رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ وہی دجال اکبر ہے اور جواب اس کے دو ہیں ایک یہ کہ تردد

حضرت رضی اللہ عنہم کو تھا پہلے اس سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کر دئے ساتھ اس کے کہ وہی ہے دجال پھر جب اللہ نے حضرت رضی اللہ عنہم کو معلوم کر دیا کہ دجال وہی ہے تو نہ انکار کیا حضرت رضی اللہ عنہم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسم پر دوسرا یہ کہ عرب کی عادت ہے کہ کلام کو شک کی جگہ نکالتے ہیں اگرچہ خیر میں شک نہ ہو پھر ذکر کیا جو وارد ہوا ہے غیر جابر رضی اللہ عنہ سے جو دلالت کرتا ہے کہ ابن صیاد وہی ہے دجال مانند اس حدیث کی جو عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں ابن صیاد سے ملا اور اس کے ساتھ ایک یہودی مرد تھا اس کی آنکھ پھول گئی اور وہ خارج تھی جیسے اونٹ کی آنکھ سو جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے کہا میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اے ابن صیاد! تیری آنکھ کب پھولی تھی؟ ابن صیاد نے کہا کہ میں نہیں جانتا کب پھولی تھی میں نے کہا تو جھوٹا ہے تو نہیں جانتا اور حالانکہ وہ تیرے سر میں ہے پھر اس نے اس پر مسح کیا اور تین بار آواز کی جیسے گدھا آواز کرتا ہے سو گمان کیا یہودی نے کہ میں نے اپنا ہاتھ اس کے سینے میں مارا اور میں نے اس سے کہا کہ دور ہو تیری قدر اس سے نہ بڑھے گی پھر میں نے اس کو حصہ رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا تو حصہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بیچ اس مرد سے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چرچا ہوتا ہے کہ دجال نکلے گا نزدیک غضب کے کہ غضبناک ہوگا پھر کہا ابن بطلان نے جس کا حاصل نہ تسلیم کرنا ہے جزم کو ساتھ اس کے کہ وہی ہے دجال پس عود کرے گا سوال اول جواب حلف عمر رضی اللہ عنہ کے سے پھر جابر رضی اللہ عنہ کے سے اس پر کہ وہی ہے دجال معبود لیکن بیچ قصہ حصہ رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دلیل ہے کہ مراد ان دونوں کی دجال اکبر ہے اور البتہ روایت کی ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ کہ موسیٰ بن عقبہ سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے قسم ہے اللہ کی میں نہیں شک کرتا کہ مسج دجال وہ ابن صیاد ہے اور واقع ہوا ہے ابن صیاد کے واسطے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے اور قصہ جو متعلق ہے ساتھ امر دجال کے سو روایت کی مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہ ابن صیاد مکے تک میرے ساتھ رہا سو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا ایذا پائی میں نے لوگوں سے وہ گمان کرتے ہیں کہ میں دجال ہوں کیا تو نے حضرت رضی اللہ عنہم سے نہیں سنا فرماتے تھے کہ دجال کی اولاد نہ ہوگی میں نے کہا کیوں نہیں اس نے کہا سو میری اولاد ہے کیا تو نے حضرت رضی اللہ عنہم سے نہیں سنا فرماتے تھے کہ دجال نہ مدینے میں داخل ہوگا نہ مکہ میں میں نے کہا کیوں نہیں کہا سو میں مدینے میں پیدا ہوا اور یہ میں نے کہا ارادہ کرتا ہوں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن صیاد نے کہا کہ بے شک میں دجال کو پہچانتا ہوں اور پہچانتا ہوں اس کے پیدا ہونے کی جگہ کو اور اب وہ کہاں ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو باقی دن کہا بیہوشی نے کہ نہیں بیچ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے زیادہ حضرت رضی اللہ عنہم کے سکوت سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسم پر سو احتمال ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہم اس کے امر میں متوقف ہوں پھر حضرت رضی اللہ عنہم کو اللہ کی طرف سے معلوم ہوا ہو کہ دجال ابن صیاد کا غیر ہے یعنی دجال اور ہے اور ابن صیاد اور بنا بر اس کے کہ تمیم داری کا قصہ اس کو تقاضا کرتا ہے اور ساتھ اسی کے تمسک کیا ہے جس نے جزم کیا ہے کہ دجال ابن صیاد کے سوائے ہے اور طریقہ اس کا صحیح ہے اور جو صفت کہ

ابن صیاد میں تھی وہ موافق پڑ گئی دجال کی صفت کو میں کہتا ہوں اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کے قصے کو روایت کیا ہے مسلم نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اور اس میں ہے کہ تمیم نے دجال کو سمندر کے ایک جزیرے میں لوہے کی زنجیروں میں بندھا ہوا دیکھا سو اس نے ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پوچھی کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہو کے بھیجے گئے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اس نے کہا کہ ان کے حق میں بہتر ہے کہ اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں اور عنقریب مجھ کو نکلنے کی اجازت ہوگی سو میں نکل کر زمین میں سیر کروں گا سو کوئی گاؤں نہ چھوڑوں گا مگر کہ اس میں اتروں گا سوائے مکے اور مدینے کے اور بیہتی کے ایک طریق میں ہے کہ وہ بڑا بوڑھا ہے کہا بیہتی نے اس حدیث میں ہے کہ دجال اکبر جو اخیر زمانے میں نکلے گا وہ ابن صیاد کے سوائے ہے اور ابن صیاد ایک دجال تھا ان دجالوں میں سے جن کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ قیامت سے پہلے جموٹے لوگ ہوں گے سو تم ان سے بچنا اور ان میں سے اکثر نکل چکے ہیں اور جو لوگ جزم کرتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے شاید ان کو تمیم داری رضی اللہ عنہ کا قصہ نہیں پہنچا نہیں تو ان کے درمیان تطبیق نہایت بعید ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور کہا علماء نے کہ قصہ ابن صیاد کا مشکل ہے اور اس کا حال مشتبہ ہے لیکن نہیں شک ہے اس میں کہ وہ ایک دجال ہے دجالوں میں سے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے حال میں کچھ وحی نہیں ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وحی ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ صفات دجال کے اور ابن صیاد میں قرآن مجملہ تھے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حال میں کسی چیز کے ساتھ یقین نہیں کیا بلکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تیرے واسطے اس کے قتل کرنے میں کچھ بہتری نہیں، الحدیث اور یہ جو ابن صیاد نے حجت پکڑی کہ میں مسلمان ہوں تو نہیں ہے اس میں دلالت اس کے دعویٰ پر کہ وہ دجال اکبر نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خبر دی ہے اس کی صفات سے وقت نکلنے اس کے اخیر زمانے میں اور بہر حال اسلام لانا اور حج کرنا اس کا سو نہیں تصریح ہے اس میں کہ وہ دجال نہیں احتمال ہے کہ ہو خاتمہ اس کا ساتھ بدی کے یعنی جو صفات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی بیان فرمائی ہیں وہ اس میں اس وقت پائی جائیں گی جب کہ وہ اخیر زمانے میں نکلے گا اگرچہ اس سے پہلے مسلمان ہو اور نماز روزہ وغیرہ کرتا ہو پس ابن صیاد کا مسلمان ہونا اور حج کرنا اس کے دجال ہونے کا منافی نہیں اس لیے کہ جائز ہے کہ حال میں مسلمان ہو اور اخیر زمانے میں مرتد ہو کے نکلے اور روایت کی ہے ابو نعیم اصہبانی نے تاریخ اصہبان میں جو دلالت کرتی ہے کہ ابن صیاد وہی ہے دجال اکبر جو اخیر زمانے میں نکلے گا اور البتہ روایت کی ہے ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند صحیح کے کہ ہم نے جنگ حرہ کے دن ابن صیاد کو گم کیا معلوم نہیں کہاں گیا اور حسان بن عبدالرحمن نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ہمارا لشکر اصہبان میں اترا تھا سو میں ایک دن یہودیوں کے لشکر کے پاس گیا وہ خوشی کرتے تھے اور دف بجاتے تھے سو میں نے اپنے ایک یار سے پوچھا جو ان میں سے تھا اس نے کہا کہ ہمارا بادشاہ جس کے ساتھ ہم عرب کی فتح چاہتے

تھے داخل ہوا صبح کو میں نے دیکھا تو اچانک وہ ابن صیاد تھا اور قریب تر تطبیق درمیان حدیث تمیم داری رضی اللہ عنہ کے اور ہونے ابن صیاد کے دجال یہ ہے کہ دجال بعینہ وہی ہے جس کو تمیم رضی اللہ عنہ نے لوہے کی زنجیروں میں بندھا ہوا دیکھا جزیرے میں اور ابن صیاد شیطان ہے کہ ظاہر ہوا تھا بیچ صورت دجال کے اس مدت میں یہاں تک کہ متوجہ ہوا طرف اصہبان کے سو پوشیدہ ہوا ساتھ ساتھی اپنے کے یہاں تک کہ آئے وہ مدت کہ مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے نکلنا اس کا بیچ اس کے اور واسطے شدت التباس امر کے بیچ اس کے بخاری رضی اللہ عنہ تریح کی راہ چلا ہے سو فقط اس نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی جو ابن صیاد کے قصے میں ہے عمر رضی اللہ عنہ سے اور نہیں روایت کی اس نے روایت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی جو تمیم رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور وہم کیا ہے بعض نے کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب فرد ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو ساتھ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور جابر رضی اللہ عنہ نے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تو ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن منبر پر فرمایا کہ جس حالت میں کہ چند آدمی دریا میں سوار تھے کہ ان کا کھانا تمام ہوا تو ان کو ایک جزیرہ نظر آیا سو نکلے حال دریافت کرنے کو تو ان سے جسامہ ملا سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ دجال ابن صیاد ہے میں نے کہا کہ وہ مر گیا تھا اس نے کہا کہ اگر چہ مر گیا ہو میں نے کہا وہ مسلمان ہو گیا تھا کہا اگر چہ مسلمان ہو گیا تھا میں نے کہا کہ وہ مدینے میں داخل ہوا تھا کہا اگر چہ مدینے میں داخل ہوا اور جابر رضی اللہ عنہ کی کلام میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس کا امر مشتبہ ہے اور جائز ہے کہ جو حال میں اس سے ظاہر ہوا نہ منافی ہو اس چیز کو کہ متوقع ہے اس سے بعد نکلنے اس کے اخیر زمانے میں اور البتہ روایت کی احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اگر میں دس بار قسم کھاؤں کہ ابن صیاد دجال ہے تو یہ بہتر ہے مجھ کو اس سے کہ ایک بار قسم کھاؤں کہ وہ دجال نہیں اور اس کی سند صحیح ہے، واللہ اعلم اور حدیث میں جائز ہونا قسم کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو گمان پر اور اس کی صورت اتفاقی یہ ہے کہ جو پائے اپنے باپ کے خط سے جس کو پہچانتا ہو کہ اس کے واسطے کسی شخص کے پاس مال ہے اور غالب ہو اس کے گمان پر صدق اس کا یہ کہ جائز ہے اس کے واسطے جب کہ مطالبہ کرے اور متوجہ ہو اس پر قسم یہ کہ قسم کھائے کہ وہ مستحق ہے اس کا اس سے قبض کرنے کا۔ (فتح)

بَابُ الْأَحْكَامِ الَّتِي تُعْرَفُ بِالذَّلَالِ
وَكَيْفَ مَعْنَى الذَّلَالَةِ وَتَفْسِيرُهَا

جو احکام کہ پہچانے جاتے ہیں دلائل سے اور کس طرح
ہیں معنی دلالت کے اور تفسیر اس کی

فائدہ: اور دلیل وہ چیز ہے جو راہ دکھلائے طرف مطلوب کی اور لازم آئے اس کے علم سے علم ساتھ وجود مدلول کے اور مراد ساتھ دلالت کے شرع کے عرف میں ارشاد ہے اس کی طرف کہ حکم شے خاص کا جس میں کوئی خاص نص وارد نہ ہوئی ہو داخل ہے تحت حکم دلیل دوسری کے بطریق عموم کے سو یہ ہیں معنی دلالت کے اور بہر حال تفسیر اس کی سو مراد ساتھ اس کے بیان کرنا اس کا ہے اور وہ تعلیم کرانا ہے مامور کو کیفیت اس کی کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اور اس کی

طرف اشارہ ہے باب کی دوسری حدیث میں اور مستفاد ہوتا ہے ترجمہ سے بیان رائے محمود کا اور وہ چیز وہ ہے کہ لی جائے اس چیز سے کہ ثابت ہو حضرت ﷺ کے اقوال سے اور افعال سے بطریق نص کے اور بطریق اشارے کے سو مندرج ہوگا اس میں استنباط اور خارج ہوگا محمود اور ظاہر محض کے۔ (فتح)

وَقَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمْرَ الْخَيْلِ وَغَيْرَهَا ثُمَّ سِئِلَ عَنِ الْحُمْرِ
فَدَلَّهْمُ عَلَى قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾.

اور البتہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ حکم گھوڑوں وغیرہ کے پھر پوچھے گئے گدھوں کے حکم سے سودالت کی ان کو اور پر اللہ کے قول کے سوجس نے ذرہ برابر بھلائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: یہ باب کی اول حدیث کی طرف اشارہ ہے اور اس کی مراد یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ آخر سورہ تک عام ہے عامل میں اور اس کے عمل میں اور یہ کہ حضرت ﷺ نے بیان کیا پالنا گھوڑوں کا اور احوال ان کے پالنے والے کا اور سوال کیے گئے گدھوں کے حکم سے تو اشارہ کیا اس کی طرف کہ حکم گدھوں کا اور حکم گھوڑوں وغیرہ کا داخل ہے عموم میں جو مستفاد ہے آیت سے۔ (فتح)

وَسِئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ
الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكَلَهُ وَلَا أَحْرَمَهُ وَأَكَلِ
عَلِيٌّ مَا تَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الضَّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِحَرَامٍ

اور سوال کیے گئے حضرت ﷺ سوسمار کے کھانے سے سو فرمایا کہ میں اس کو نہ کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں اور حضرت ﷺ کے دسترخوان پر سوسمار کھائی گئی سو استدلال کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے کہ وہ حرام نہیں۔

فائدہ: یہ باب کی تیسری حدیث کی طرف اشارہ ہے اور مراد اس کی بیان کرنا ہے حکم حضرت ﷺ کی تقریر کا اور یہ کہ وہ جواز کا فائدہ دیتا ہے یہاں تک کہ پایا جائے قرینہ جو اس کو غیر کی طرف پھیرے۔ (فتح)

٦٨٠٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ
لِثَلَاثَةِ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى
رَجُلٍ وَزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ
رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ مِنْ

٦٨٠٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے واسطے ہیں ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے واسطے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں سو جس کو ثواب ہے سو وہ مرد ہے جس نے گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر ان کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو وہ اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک کہ بچنے اور جتنی گھاس کہ چرے تو اس مرد کے

واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑوں کی رسی ٹوٹ گئی پھر وہ ایک بار یا دو بار زقند مار گئے تو اس مرد کے واسطے اُن کے ٹاپوں کی مٹی اور ان کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزرے سو اس میں سے پانی پیا اگرچہ مالک نے ان کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو بھی اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہیں اور جس مرد نے کہ گھوڑوں کو باندھا اس نیت سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور پیٹھوں میں ہے نہ بھولا یعنی ان کی زکوٰۃ ادا کی اور عاجزوں کو ان کی سواری سے نہ روکا تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے پردہ ہیں یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور جس مرد نے کہ گھوڑوں کو باندھا اترانے اور دکھلانے کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی کمک کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حکم سے سو فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں مگر یہ آیت جو تنہا اور جامع ہے سو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: یعنی گھوڑے پانچ تین طرح ہیں عمدہ قسم تو یہ ہے کہ جہاد کے واسطے پالے کہ اس کا ثواب بے شمار ہے دوسری قسم یہ کہ اپنی سواری اور سوداگری کے واسطے پالے تو اس میں دنیا کا فائدہ ہے دین کا نقصان نہیں تیسری قسم یہ کہ کافروں کی مدد کے واسطے پالے اور عمود کے واسطے تو یہ سراسر وبال و رعباب ہے اور ٹھکی ہے مہلب سے کہ اس حدیث میں حجت ہے بیچ ثابت کرنے قیاس کے و فیہ نظر، تقدم فی کتاب الجهاد عند شرحہ۔ (فتح)

۶۸۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے حیض کا حکم پوچھا کہ اس کے بعد کس طرح غسل کرے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لکڑا کپڑے

الْمَرْجِ أَوْ الرُّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طَبْلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرْفًا أَوْ شَرْفَيْنِ كَانَتْ آثَارَهَا وَأَرْوَانَهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغْيِبًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظَهْرِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً فَهِيَ عَلَيَّ ذَلِكَ وَزُرٌّ وَسَيْلٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمْرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَةَ الْجَامِعَةَ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

کا مشک آلودہ پھر اس سے وضو کر یعنی خون کی جگہ کو تلاش کر کے وہاں خوشبو لگا تا کہ خون کی بدبودن ہو پھر غسل کر اس نے کہا یا حضرت! میں اس سے کس طرح وضو کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ وضو کر اس نے کہا میں اس سے کس طرح وضو کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ وضو کر، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں حضرت ﷺ کی مراد پہچان گئی سو میں نے اس کو اپنی طرف کھینچا پھر میں نے اس کو غسل حیض کا طریقہ سکھلایا۔

و حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النَّمِيرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنُ شَيْبَةَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَأْخُذِينَ فِرْصَةَ مُمَسِّكَةً فَتَوْضِئِينَ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْضِئِي قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْضِئِينَ بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتَهَا.

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ عورت سائلہ حضرت ﷺ کی غرض کو نہ سمجھی اس واسطے کہ وہ نہ پہچانتی تھی کہ کپڑے کے ٹکڑے مشک آلودہ سے خون کی جگہوں کو تلاش کرنے کا نام وضو رکھا جاتا ہے جب کہ جوڑا گیا ہو ساتھ ذکر خون کے اور گندگی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس کو یہ اس واسطے کہ اس کے ذکر کرنے سے شرم آتی ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی غرض سمجھی سو بیان کی اس عورت کے واسطے وہ چیز جو اس پر پوشیدہ رہی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ مجمل موقوف ہے اوپر بیان اس کے قرآن سے اور مختلف ہیں افہام لوگوں کے اس کے سمجھنے میں اور اصول والوں نے مجمل کی یہ تعریف کی ہے کہ مجمل وہ ہے جس کی دلالت واضح نہ ہو اور واقع ہوتا ہے اجمال لفظ مفرد میں مانند قراء کی کہ وہ طہر اور حیض کا احتمال رکھتا ہے اور واقع ہوتا ہے اجمال مرکب میں بھی مانند قول اللہ تعالیٰ کے بیدہ عقدۃ النکاح کہ وہ احتمال رکھتا ہے خاوند کا اور ولی کا اور مانند اس کے ہے حدیث باب کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے بیان اس کا واسطے سائلہ کے ساتھ اس چیز کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اس سے سمجھا اور برقرار رکھی گئیں اوپر اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۶۸۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حفیدہ حارث کی بیٹی نے حضرت ﷺ کو گھسی اور پنیہ اور گویں تھفہ

۶۸۱۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

بھیجا سو حضرت ﷺ نے ان کو منگوا یا تو حضرت ﷺ کے دسترخوان پر کھائی گئیں اور حضرت ﷺ نے ان کو چھوڑا جیسے اس سے کراہت کرنے والے ہیں اور اگر حرام ہوتیں تو حضرت ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ان کے کھانے کا حکم کرتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حَفِيدِ بِنْتِ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهَدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضْبًا فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلْنَ عَلَى مَا نَدَبَهُ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُتَقَدِّرِ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أَكَلْنَ عَلَى مَا نَدَبَهُ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے۔

۶۸۱۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بھسن اور پیاز کھائے تو چاہیے کہ ہم سے یا فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے اور چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک طشت لایا گیا جس میں ساگ کی سبزی تھی تو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بو پائی اور ان سے پوچھا سو خبر دی گئی ساتھ اس کے جو اس میں تھا ساگوں سے سو فرمایا کہ قریب کرو طرف بعض اصحاب کی جو آپ کے ساتھ تھے یعنی ابو ایوب سو جب اس نے دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اس سے نہیں کھایا تو اس کے کھانے کو مکروہ جانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھا اس واسطے کہ میں سرگوشی کرتا ہوں جس سے تو سرگوشی نہیں کرتا اور روایت کی ابن عوف نے ابن وہب سے ہانڈی اس میں سبزی تھی اور نہیں ذکر کیا لیث اور ابو صفوان نے یونس سے قصہ ہانڈی کا سو میں نہیں جانتا کہ وہ زہری کے قول سے ہے یا حدیث میں۔

۶۸۱۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَجَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ ثَوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ وَإِنَّهُ أَتَى بَيْدَرَ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِي طَبَقًا فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بَقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ عَنْهَا فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبَقُولِ فَقَالَ قَرَّبُوهَا فَقَرَّبُوهَا إِلَيَّ بَعْضُ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَأَاهُ كَرِهَهُ أَكَلَهَا قَالَ كُلْ فَإِنِّي أَنَا جِئِي مَنْ لَا تَنَاجِيَّ وَقَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ بِقَدْرِ فِيهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكَرِ اللَّيْثُ وَأَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ قِصَّةَ الْقَدْرِ فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيثِ.

فائدہ: یہ جو کہا فلما راہ الخ تو اس میں حذف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ جب اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اس

کے کھانے سے باز رہے اور حکم کیا ساتھ قریب کرنے اس کے اس کی طرف تو اس نے اس کے کھانے کو مکروہ جانا اور شاید کہ ابو ایوب نے استدلال کیا تھا ساتھ عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ اوپر شروع ہونے متابعت حضرت ﷺ کی کے آپ کے سب افعال میں سو جب حضرت ﷺ ان سبزیوں کے کھانے سے باز رہے تو اس نے حضرت ﷺ کی پیروی کی تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے وجہ تخصیص کی بیان کی سو فرمایا کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں جس سے تو کانا پھوسی نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرے ساتھی کو ایذا ہو اور ایک روایت میں فرمایا کہ میں اللہ کے فرشتوں سے شرماتا ہوں اور حرام نہیں کہا ابن بطلال نے یہ جو فرمایا کہ اس کو بعض اصحاب کے نزدیک کرو تو یہ نص ہے اوپر جواز کھانے اس کے کے اور اسی طرح یہ قول حضرت ﷺ کا کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں، الخ میں کہتا ہوں اور کلمہ اس کا وہ ہے جو میں نے ذکر کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فرشتوں کو آدمیوں پر فضیلت ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ جس سے کانا پھوسی کرتے تھے مراد اس سے وہ ہے جو حضرت ﷺ پر وحی اتارتا تھا اور وہ اکثر اوقات میں جبریل علیہ السلام تھے اور اگر کوئی دلیل دلالت کرے کہ جبریل علیہ السلام افضل ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ جیسے صحابی سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہو وہ افضل اس شخص سے جو ابو ایوب سے افضل ہو خاص کر جب کہ پیغمبر ہو اور اگر بعض افراد کو بعض پر فضیلت دی جائے تو نہیں لازم آتی اس سے تفصیل تمام جنس کی تمام جنس پر۔ (فتح)

۶۸۱۳- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي وَعَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً آتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ أُجِدْكَ قَالَ إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ زَادَ لَنَا الْحَمِيدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ كَانَهَا تَعْنِي الْمَوْتُ.

۶۸۱۳- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے حضرت ﷺ سے کسی چیز میں بات کی سو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ حکم کیا تو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو یا حضرت! اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کس کے پاس آؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پاؤے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آنا، کہا ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ زیادہ کیا ہے ہمارے واسطے حمیدی نے ابراہیم سے کہ گویا کہ اس عورت کی مراد موت ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ استدلال کیا حضرت ﷺ نے ساتھ ظاہر قول عورت کے کہ اگر میں نہ پاؤں اس پر کہ اس کی مراد موت ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہ بات اس کے حال سے سمجھی گئی اگرچہ اس نے اس کو زبان سے نہ بولا میں کہتا ہوں اور اسی کی طرف واقع ہوا ہے اشارہ اس طریق میں جو مذکور

ہے اس جگہ جس میں ہے کہ گویا کہ مراد اس کی موت تھی لیکن یہ جو اس نے کہا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو یہ عام تر ہے نفی میں زندگی کی حالت اور موت کی حالت سے اور حضرت ﷺ نے جو اس کو فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا تو یہ مطابق ہے واسطے اس عموم کے اور یہ جو بعض نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں تو یہ صحیح ہے لیکن بطریق اشارت کے نہ تصریح کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو جزم کیا کہ حضرت ﷺ نے خلیفہ نہیں کیا تو یہ اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ اس میں کوئی نص صریح وارد نہیں ہوئی کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے رجمہ کے یہ ہے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور مناسبت پہلی حدیث کی یہ ہے کہ ابوالیوب رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا اس پر کہ لہسن کا کھانا مکروہ ہے ساتھ بازرہنے حضرت ﷺ کے اس کے کھانے سے عموم پیروی کی جہت سے اور یہ باب علم اس چیز کا ہے کہ پہچانی جائے استدلال سے نہ جو پہچانی جائے نص سے۔ (فتح)

نہ پوچھو اہل کتاب سے کچھ چیز

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے روایت کی احمد اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب بعض اہل کتاب سے پائی تو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائے اور اس کو حضرت ﷺ پر پڑھا تو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہارے پاس سفید اور صاف دین لایا ہوں نہ پوچھو ان سے کچھ چیز سو وہ خبر دیں تم کو ساتھ حق کے اور تم اس کو جھٹلاؤ یا خبر دیں تم کو ساتھ باطل کے اور تم اس کو سچا جانو یعنی دونوں صورتوں میں تمہارا نقصان ہے قسم ہے اللہ کی اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی سے کچھ چارہ نہ ہوتا اور اس کے راوی ثقہ ہیں مگر مجالد میں ضعف ہے اور استعمال کیا ہے اس کو ترجمہ میں واسطے وارد ہونے اس چیز کے کہ شاید ہے اس کی صحت کے واسطے صحیح حدیث سے اور روایت کی عبدالرزاق نے حورث رضی اللہ عنہ سے کہ کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہ سوال کرو اہل کتاب سے کہ تم کو راہ نہ بتلائیں گے اور حالانکہ وہ خود گمراہ ہوئے کہ تم حق کو جھٹلایا یا جھوٹ کو سچ جانو کہا ابن بطلان نے مہلب سے کہ یہ نبی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سچ سوال کرنے ان کے ہے اس چیز سے کہ اس میں نص نہیں اس واسطے کہ ہماری شرع بنفسہ کافی ہے سو جب نہ پائے کوئی نص تو نظر اور استدلال میں بے پرواہی ہے ان کے سوال سے اور نہیں داخل ہے نبی میں پوچھنا ان سے ان خبروں سے جو ہماری شرع کو سچا کرتی ہیں اور پہلی امتوں کی خبروں سے اور بہر حال یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿فَاسْئَلِ الَّذِينَ يَتَقَرُّوْنَ مِنَ الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِكَ﴾ تو مراد ان سے وہ لوگ ہیں جو ان میں سے ایمان لائے اور مع سوال کرنا ان سے ہے جو ایمان نہیں لائے ان میں سے اور احتمال ہے کہ ہو مراد خاص ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ توحید کے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری کے اور جو اس کے

مشابہ ہے اور نہی اس چیز سے جو سوائے اس کے ہے۔ (فتح)

حمید سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا قریش کی ایک جماعت سے مدینے میں اور ذکر کیا کعب احبار کو سو کہا کہ البتہ وہ زیادہ تر سچا تھا ان محدثین میں جو اہل کتاب سے حدیثیں بیان کرتے ہیں یعنی توراہ اور انجیل میں سے اور البتہ ہم باوجود اس کے اس پر جھوٹ کا امتحان کرتے تھے۔

وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا
مِنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِينَةِ وَذَكَرَ كَعْبَ
الْأَحْبَارِ فَقَالَ إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ
هَؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِينَ الَّذِينَ يُحَدِّثُونَ عَنْ
أَهْلِ الْكِتَابِ وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذَلِكَ لَنَبْلُو
عَلَيْهِ الْكُذِبَ.

فائدہ: معاویہ حدیث بیان کرتا تھا مدینے میں یعنی جب کہ اس نے اپنی خلافت میں حج کیا اور یہ جو کہا اہل کتاب سے یعنی اگلی قدیمی کتابوں سے سوشامل ہوگا توراہ اور انجیل کو اور صحیفوں کو اور یہ جو کہا کہ ہم اس پر جھوٹ کا امتحان کرتے ہیں یعنی اس کی بعض خبر واقع کے خلاف واقع ہوتی تھی اور کہا ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہ مراد معاویہ کی یہ ہے کہ کبھی وہ چوک جاتا تھا اس چیز میں کہ ہم کو خبر دیتا اور اس کی یہ مراد نہیں کہ وہ جھوٹا تھا اور بعض نے کہا کہ ضمیر لنبلو علیہ کتاب کی طرف راجع ہے نہ کعب کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے ان کی کتاب میں جھوٹ اس واسطے کہ انہوں نے اس کو بدل ڈالا اور اس میں تحریف کی اور کہا عیاض نے کہ صحیح ہے عود کرنا ضمیر کا طرف کتاب کی اور صحیح ہے عود اس کا طرف کعب کی اور اس کی حدیث پر جو بیان کرتا تھا اگرچہ نہ قصد کرتا تھا جھوٹ کا اور نہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا اس واسطے کہ نہیں شرط ہے کذب کے مسمی میں قصد کرنا بلکہ وہ خبر دینا ہے شے سے برخلاف اس چیز کے کہ اس پر ہے اور نہیں ہے اس میں کعب کی جرح ساتھ کذب کے اور مراد ساتھ محدثین کے وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے کعب کے برابر تھے اور اسلام لائے تھے اور اہل کتاب سے حدیث بیان کرتے تھے اور شاید کہ وہ کعب کے برابر تھے لیکن کعب کو ان سے زیادہ تر بصیرت تھی اور زیادہ تر پہچاننے والا تھا اس چیز کو کہ بیان کرتا اور کعب احبار یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہو گئے تھے اور بعض نے کہا کہ حضرت رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمان ہوئے تھے اور پہلی بات زیادہ مشہور ہے۔ (فتح)

۶۸۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ کے وقت یہود توراہ کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے واسطے عربی میں اس کا ترجمہ کرتے تھے

۶۸۱۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
عُثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کتاب والوں کو یعنی یہود اور نصاریٰ کو نہ سچا جانو نہ ان کو جھٹلاؤ اور کہو کہ ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے جو ہم پر اترا یعنی قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پر اترا۔

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيَفْسِرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكْذِبُوهُمْ ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ﴾ الْآيَةَ.

فائدہ: مراد ساتھ اہل کتاب کے یہود ہیں لیکن حکم عام ہے سوشال ہوگا نصاریٰ کو بھی اور یہ حدیث نہیں معارض ہے ترجمہ کی حدیث کو اس واسطے کہ وہ نبی ہے سوال کرنے سے اور یہ نبی ہے تصدیق اور تکذیب سے سو محمول ہے ثانی اس پر کہ جب کہ اہل کتاب مسلمانوں کو خبر دیں بغیر پوچھنے کے اور نبی تصدیق تکذیب کی توجیہ سورہ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (بخ)

۶۸۱۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تم کیوں پوچھتے ہو اہل کتاب سے کچھ چیز اور تمہاری کتاب یعنی قرآن جو تمہارے پیغمبر پر اترا تازہ تر ہے کہ ہاتھوں کے استعمال اور سالوں کی کثرت سے اس میں شبہ نے کچھ راہ نہیں پائی پڑھتے کہو تم اس کو خالص اس میں کچھ چیز اللہ کی کلام کے سوا نہیں ملی اور البتہ اللہ نے تم سے بیان کر دیا کہ یہود و نصاریٰ نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا اور متغیر کر دیا اور اپنے ہاتھ سے انہوں نے کتاب لکھی اور کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ لیں اس کے بدلے تھوڑی قیمت کیا نہیں منع کرتا تم کو ان کے سوال سے جو آیا تمہارے پاس علم سے قسم ہے اللہ کی ہم نے ان میں سے کسی مرد کو نہیں دیکھا کہ سوال کرے تم کو اس چیز سے جو تم پر اتری۔

۶۸۱۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمْ الَّذِي أُنزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ تَقْرَءُونَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبَّ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا كِتَابَ اللَّهِ وَغَيَّرُوهُ وَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ وَقَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أَلَا يَنْهَاكُمُ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ لَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنزِلَ عَلَيْكُمْ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے اور تمہارے پاس کتاب ہے جو تازہ اور نئی ہے سب کتابوں سے باعتبار اتارنے کے اللہ کی طرف سے اور یہ روایت تفسیر کرتی ہے اس حدیث کی اور اس حدیث کی شرح شہادات میں گزر چکی ہے۔ (بخ)

باب ہے بیچ مکروہ ہونے اختلاف کے

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخِلَافِ

فائدہ: اور بعض کے واسطے خلاف ہے یعنی احکام شرعیہ میں یا عام تر اس سے۔

۶۸۱۶۔ حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پڑھا کرو قرآن کو جب تک تمہارے دل زبان سے موافقت کریں اور جب تمہارے دل اور زبان میں اختلاف پڑے تو اس سے اٹھ کھڑے ہو، کہا ابو عبد اللہ بخاری رضی اللہ عنہ نے کہ عبدالرحمن نے سلام سے سنا ہے۔

۶۸۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجَلْبَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرُؤُوا الْقُرْآنَ مَا اتَّלَفْتُمْ قُلُوبَكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ سَلَامًا.

۶۸۱۷۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۶۸۱۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرُؤُوا الْقُرْآنَ مَا اتَّלَفْتُمْ عَلَيْهِ قُلُوبَكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَارُونَ الْأَعْوَرِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ عَنْ جُنْدَبِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۸۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موت کا وقت آیا یعنی قریب الموت ہوئے کہا اور گھر میں بہت مرد تھے جن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آؤ میں تم کو نوشہ لکھ دوں تاکہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر درد غالب ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے سو ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے اور گھروالوں میں اختلاف پڑا اور

۶۸۱۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جھگڑنے لگے سو ان میں بعض کہتے تھے کہ قریب لاد حضرت ﷺ تم کو نوشتہ لکھ دیں کہ اس کے بعد تم کبھی نہ بھگو اور ان میں سے بعض کہتا تھا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی کتاب ہم کو کافی ہے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کے پاس بہت شور وغل اور اختلاف کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ کہا عبید اللہ نے سوا بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ مصیبت ہے کل مصیبت وہ چیز کہ مانع ہوئی حضرت ﷺ کو کہ ان کے واسطے یہ نوشتہ لکھیں ان کے اختلاف اور شور وغل کے سبب سے۔

غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ فَحَسْبُنَا
كِتَابُ اللَّهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ
وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرَبُوا يَكْتُبُ
لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كِتَابًا لَنْ تَضَلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا
قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّفْظَ وَالْإِخْتِلَافَ
عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَوْمُوا
عَنِّي قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ
إِنَّ الرِّزْيَةَ كُلَّ الرِّزْيَةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ
لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ وَلَفْظِهِمْ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن اور حدیث میں اختلاف کرنا مکروہ ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے۔

باب ہے منع کرنا حضرت ﷺ کا تحریم سے ہے مگر جو پہچانی جائے اباحت اس کی اور اسی طرح امر حضرت ﷺ کا مانند قول حضرت ﷺ کے کی جب کہ اصحاب نے عمرہ کر کے احرام اتار ڈالا کہ عورتوں سے صحبت کرو کہا جابر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ﷺ نے ان پر صحبت کرنا واجب نہ کیا لیکن عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا۔

بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى التَّحْرِيمِ إِلَّا مَا تُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ
وَكَذَلِكَ أَمْرُهُ نَحْوَ قَوْلِهِ حِينَ أَحَلُّوا
أَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ جَابِرٌ وَلَمْ
يَعِزْمَ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ.

فائدہ: منع کرنا حضرت ﷺ کا تحریم سے یعنی نبی جو صادر ہے حضرت ﷺ سے محمول ہے تحریم پر اور وہ حقیقت ہے سچ اس کے یعنی نبی کے حقیقی معنی تحریم ہیں مگر جس کا مباح ہونا پہچانا جائے یعنی سیاق کی دلالت سے یا حال کے قرینے سے یا اس پر دلیل کے قائم ہونے سے اور اسی طرح امر حضرت ﷺ کا یعنی حرام ہے مخالفت اس کی واسطے واجب ہونے پر وی حضرت ﷺ کے جب تک کہ نہ قائم ہو دلیل اور پر ارادے ندب کے یا غیر اس کے مانند قول حضرت ﷺ کے کی یعنی حجۃ الوداع میں جب کہ ان کو حکم کیا سو انہوں نے فسخ کیا حج کو طرف عمرے کی اور عمرہ کر کے حلال ہوئے اور مراد ساتھ امر کے صیغہ افعل کا ہے اور نبی لا تفعل اور اختلاف ہے صحابی کے قول میں کہ حضرت ﷺ

نے ہم کو اس طرح حکم کیا یا اس سے منع کیا سو راجح نزدیک اکثر سلف کے یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں یہ نبی امر اور نبی میں داخل ہے اور تقسیم کیا ہے بعض اصولیوں نے امر کے صیغہ کو سترہ قسم پر اور نقل کیا ہے قاضی ابو بکر بن طیب نے مالک رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ سے کہ امر ان کے نزدیک ایجاب پر ہے یعنی وجوب کے واسطے ہے اور نبی تحریم کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اس کے خلاف پر اور کہا ابن بطلان نے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور کہا بہت شافعیہ وغیر ہم نے کہ امر وجوب کے واسطے ہے اور نبی کراہت کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل وجوب کی امر میں اور دلیل تحریم کی نبی میں اور بہت لوگوں نے اس میں توقف کیا ہے اور سب توقف کا یہ ہے کہ وارد ہوتا ہے صیغہ امر کا واسطے وجوب کے استحباب کے اور اباحت کے اور ارشاد وغیرہ کے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ جو کرے مامور بہ کو وہ مستحق ہوتا ہے تعریف کا اور جو اس کو نہ کرے مستحق ہوتا ہے وہ ذم کا اور اسی طرح بالعکس نبی میں اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ شامل ہے امر اور نبی کو اور جو اس میں وعید ہے وہ دلالت کرتی ہے اس کی تحریم پر فعل میں اور ترک میں اور یہ جو فرمایا کہ جماع کرو عورتوں سے تو یہ اجازت ہے ان کے واسطے عورتوں سے صحبت کرنے میں واسطے اشارہ کے طرف مبالغہ کرنے کی حلال کرنے میں اس واسطے کہ جماع فاسد کرتا ہے حج کو سوائے اور محرمات کے۔ (فتح)

اور کہا ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم کو منع ہوا جنازے کے ساتھ جانا اور ہم کو واجب نہ ہوا

وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةٍ نُهَيْتَا عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَلَمْ يَعْزَمْ عَلَيْنَا

فائدہ: اور فرق اس حدیث میں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مباح کرنا ہے بعد حرام کرنے کے پس نہ دلالت کرے گی وجوب پر واسطے قرینہ مذکور کے لیکن مراد جابر رضی اللہ عنہ کی تاکید کرنا ہے بیچ اس کے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں نہیں ہے بعد مباح کرنے کے سو ارادہ کیا ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ بیان کریں ان کے واسطے یہ کہ نہیں تصریح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے ساتھ تحریم کے اور صحابی اعراف ہے ساتھ مراد حدیث کے اپنے غیر کے۔ (فتح)

۶۸۱۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے صرف حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ نہ تھا کہا عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکے میں تشریف لائے سو جب ہم مکے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ہم عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں اور فرمایا کہ احرام اتار ڈالو اور عورتوں سے صحبت کرو کہا

۶۸۱۹۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ جَابِرٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ بْنِ سَانِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فِي أَنَا فِي مَعَهُ قَالَ أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

جابر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اصحاب پر واجب نہ کیا لیکن عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچی کہ ہم کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفہ کے دن کے درمیان صرف پانچ دن رہتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہم کو حکم کیا کہ ہم احرام اتار کر اپنی عورتوں سے صحبت کریں سو ہم عرفات میں آئیں ہماری شرم گاہوں سے مذی تپتی ہو کہا اور اشارہ کیا جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اور اس کو ہلایا یعنی ہاتھ کو ہلا کر ذکر کی صورت بتائی سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ البتہ تم نے جان لیا کہ میں تم سے زیادہ تر پرہیزگار ہوں اللہ کا اور تم میں زیادہ تر سچا اور نیک ہوں اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا جیسا تم نے احرام اتارا سو احرام اتار ڈالو سو اگر مجھ کو اپنا حال پہلے سے معلوم ہوتا جو پیچھے معلوم ہوا تو میں قربانی کو اپنے ساتھ نہ لاتا یعنی میں قربانی ساتھ لانے کے سبب سے ناچار ہو گیا ہوں اگر یہ حال جانتا تو مکے میں قربانی خریدتا سو ہم نے احرام اتارا اور ہم نے سنا اور فرمانبرداری کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واجب کر کے حکم نہ کیا یعنی عورتوں کے جماع میں اس واسطے کہ امر مذکور تو صرف اباحت کے واسطے تھا اسی واسطے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اصحاب نے کہا کہ کون سا حلال ہونا؟ فرمایا کہ بالکل حلال ہونا اور یہ جو کہا کہ پانچ راتیں یعنی ان میں سے پہلی رات یک شنبہ کی اور اخیر رات بیخ شنبہ کی اس واسطے کہ متوجہ ہونا ان کا کئے سے چار شنبے کی رات کو تھا اور بیخ شنبہ کی رات کو منی میں رہے اور بیخ شنبہ کے دن عرفات میں داخل ہوئے اور یہ جو کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ہلا یا تو کہا کہ رانی نے کہ یہ اشارہ ہے طرف کیفیت ٹپکنے کی اور احتمال ہے کہ ہوا اشارہ طرف محل ٹپکنے کی۔ (فتح)

۶۸۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
 ۶۸۲۰۔ حضرت عبداللہ مزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نماز پڑھا کرو مغرب کی نماز سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ
 عُمْرَةٌ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةِ مَضَتْ
 مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ أَحِلُّوا
 وَأَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ
 وَلَمْ يَعْزَمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحْلَهُنَّ لَهُمْ فَلَمَّا
 أَنَا نَقُولُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا
 خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ إِلَى نِسَائِنَا فَتَأْتِي
 عَرَفَةَ تَقَطَّرُ مَذَاكِبِرُنَا الْمَذَى قَالَ وَيَقُولُ
 جَابِرٌ بِيَدِهِ هَكَذَا وَحَرَكَهَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي
 اتَّفَقْتُمُ لِلَّهِ وَأَصَدَقْتُكُمْ وَأَبْرَأْتُكُمْ وَلَوْلَا
 هَذِي لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ فَحِلُّوا فَلَوْ
 اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا
 أَهْدَيْتُ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةً أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

پہلے اور تیسری بار میں فرمایا کہ جو چاہے واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ لوگ اس کو سنت ٹھہرائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور جگہ ترجمہ کی اس کے اخیر میں ہے کہ اس کے واسطے جو چاہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ امر و وجوب کے واسطے ہے اسی واسطے اس کے پیچھے وہ چیز لائے جو دلالت کرتی ہے اختیار دینے پر فعل اور ترک میں سو ہو گا یہ صاف واسطے حمل کرنے کے وجوب پر اور یہ جو کہا کہ اس کو سنت ٹھہرائیں یعنی طریق لازم جس کا ترک کرنا جائز نہ ہو یا سنت راجحہ کہ اس کا ترک کرنا مکروہ ہو اور نہیں مراد ہے جو وجوب کے مقابل ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَأْمُرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ ﴿وَشَاوِرُهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا کام مشورے سے ہے درمیان ان کے اور فرمایا کہ مشورہ کر ان سے کام میں۔

فائدہ: بہر حال آیت پہلی سورہ روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ نہیں مشورہ کیا کسی قوم نے کبھی مگر کہ اللہ نے ان کو ہدایت کی واسطے بہتر چیز کے اور دوسری آیت کی تفسیر میں بھی حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو ان کے مشورہ کی کچھ حاجت نہ تھی لیکن حضرت ﷺ نے ارادہ کیا کہ پچھلے لوگ اس میں آپ کی پیروی کریں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تلامذہ میں ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اپنے اصحاب سے مشورہ کرتا ہو زیادہ حضرت ﷺ سے اور مسور کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مشورہ دو وجہ کو ان لوگوں میں اور اس میں جواب ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا اور عمل کرنا حضرت ﷺ کا ساتھ اس چیز کے جو دونوں نے صلاح دی اور یہ صلح حدیبیہ کی طویل حدیث میں ہے۔ (فتح)

وَأَنَّ الْمَشَاوِرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّيِّبُ لِقَوْلِهِ ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾

اور یہ کہ مشورہ کرنا عزم اور بیان کرنے سے پہلے ہے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے سو جب تو قصد کرے تو اللہ پر توکل کر۔

فائدہ: اور وجہ دلالت کی وہ ہے جو عمرہ رضی اللہ عنہ کی قراءت میں وارد ہوئی ہے ت کے پیش سے یعنی جب میں تجھ کو اس کی طرف ہدایت کروں تو اس سے نہ پھر سو گویا کہ مشورہ تو مشروع ہے وقت عدم عزم کے اور یہ واضح ہے اور البتہ اختلاف ہے بیچ متعلق مشورہ کے سو بعض نے کہا کہ ہر چیز میں ہے جس میں نص نہ ہو اور بعض نے کہا کہ فقط دنیا کے کام میں اور کبھی بعض احکام میں بھی مشورہ کرتے تھے اور نقل کیا ہے سہیلی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مشورہ خاص ہے ساتھ

ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ میں بعض امر مراد ہے اور بہت شافیہ نے مشورہ کو خصائص سے شمار کیا ہے اور اختلاف ہے اس کے وجوب میں سونقل کیا ہے بیہقی نے استحباب نص سے اور یہی ہے راجح۔ (فتح)
 فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جب قصد کریں رسول اللہ ﷺ تو نہیں جائز ہے کسی
 لَمْ يَكُنْ لِيَشِرَ التَّقْدِمُ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ آدمی کو آگے بڑھنا اللہ اور اس کے رسول سے

فائدہ: یعنی جب حضرت ﷺ مشورے کے بعد کسی کام کے کرنے کا قصد کریں اس کام سے کہ واقع ہو اس پر مشورہ اور اس میں شروع کریں تو اس کے بعد کسی کو جائز نہیں ہوتا کہ صلاح دیں حضرت ﷺ کو برخلاف اس کے واسطے وارد ہونے نہی کے اللہ اور اس کے رسول کے آگے بڑھنے سے سورہ حجرات کی آیت میں اور ظاہر ہوا تطبیق دینے سے درمیان آیت مشورے کے اور درمیان آیت حجرات کے خاص کر عموم اس کے ساتھ مشورے کے سو جائز ہے آگے بڑھنا لیکن اجازت حضرت ﷺ کی سے جس جگہ مشورہ طلب کریں اور مشورے کے سوائے اور کسی صورت میں آگے بڑھنا جائز نہیں سوماح کیا ان کے واسطے جواب مشورہ طلب کرنے کا اور زجر کی ان کو ابتدا کرنے سے ساتھ مشورے وغیرہ کے اور داخل ہوتا ہے اس میں اعتراض کرنا اس پر جو دیکھیں بطریق اولیٰ اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب حضرت ﷺ کا امر ثابت ہو تو نہیں جائز ہوتا کسی کو یہ کہ اس کی مخالفت کرے اور نہ حیلہ کرے اس کی مخالفت میں بلکہ ٹھہرائے اس کو اصل کہ رد کرے اس چیز کی طرف جو اس کے مخالف ہونہ بالعکس جیسا کہ بعض مقلدین کرتے ہیں اور غافل ہیں اللہ کے اس قول سے ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ﴾ الآية۔

وَشَاوَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور مشورہ کیا حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب سے جنگ احد
 أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمَقَامِ وَالْخُرُوجِ کے دن مقام میں اور نکلنے میں تو انہوں نے حضرت ﷺ
 فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوجَ فَلَمَّا لَبَسَ لَأَمْتَهُ کو نکلنے کی رائے دی پھر جب حضرت ﷺ نے اپنی زرہ
 وَعَزَمَ قَالُوا أَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ إِلَيْهِمْ بَعْدَ پہنی اور عزم کیا تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! مدینے میں
 الْعَزْمِ وَقَالَ لَا يَنْبَغِي لِيَّيَّ يَلْبَسُ لَأَمْتَهُ ٹھہریے سونہ التفات کیا اس کی طرف عزم کے بعد اور کہا
 فَيَضَعُهَا حَتَّى يَحْكَمَ اللَّهُ؛ کہ نہیں لائق ہے کسی پیغمبر کو جو اپنی زرہ پہنے کہ پھر اس کو
 رکھے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرے۔

فائدہ: اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب مشرک لوگ جنگ احد کے دن حضرت ﷺ پر چڑھ آئے تو حضرت ﷺ نے مناسب جانا کہ مدینے میں رہیں اور ان سے مدینے میں لڑیں تو بعض لوگوں نے جو جنگ بدر میں موجود نہ تھے حضرت ﷺ سے کہا یا حضرت! ہمارے ساتھ ان کی طرف نکلیے کہ ہم ان سے احد میں لڑیں اور ہم امیدوار ہیں کہ فضیلت پائیں جو جنگ بدر والوں نے پائی سو ہمیشہ رہے یہ کہتے حضرت ﷺ سے یہاں تک کہ حضرت ﷺ زرہ پہنی

پھر جب حضرت ﷺ زرہ پہن چکے تو وہ اصحابِ پشیمان ہوئے اور بچھتائے اور عرض کیا کہ یا حضرت! مدینے میں قیام کیجیے آپ ہی کی رائے ٹھیک ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی پیغمبر کو لائق نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتار ڈالے یہاں تک کہ اللہ اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ کرے اور ہتھیار پہننے سے پہلے ان کے واسطے ذکر کیا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مضبوط زرہ میں ہوں سو میں نے اس کی تعبیر مدینے سے کی اور یہ سند حسن ہے۔ (فتح)

وَسَاوَرَ عَلِيًّا وَأَسَامَةَ فِيمَا رَمَى بِهِ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّامِينَ وَلَمْ يَلْتَمِسْ إِلَى تَنَازُعِهِمْ وَلَكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ.

اور مشورہ کیا حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور أسامہ رضی اللہ عنہ سے اس میں کہ عیب کیا اہل افک نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سو دونوں سے سنا یہاں تک کہ قرآن اترا سو کوڑے مارے حضرت ﷺ نے عیب کرنے والوں کو اور نہ التفات کیا ان کے تنازع کی طرف لیکن حکم کیا جو اللہ نے آپ کو حکم کیا۔

فائدہ: دونوں سے سنا یعنی دونوں کی کلام کو سنا اور نہ عمل کیا ساتھ تمام اس کلام کے یہاں تک کہ وحی اتری بہر حال علی رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ کو اشارہ کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیں سو کہا کہ اس کے سوائے اور عورتیں بہت ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عذر پہلے گزر چکا ہے اور بہر حال أسامہ رضی اللہ عنہ سو اس نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں جانا مگر نیک سو نہ عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی علی رضی اللہ عنہ نے جدا ہونے سے اور عمل کیا ساتھ قول ان کے اور لوٹدی سے پوچھیے سو حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا اور عمل کیا ساتھ قول أسامہ رضی اللہ عنہ کے نہ چھوڑنے میں لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی کہ اپنے ماں باپ کے گھر میں جائیں اور مراد تنازع سے مختلف ہونا دونوں کے قول کا ہے وقت پوچھنے اور مشورہ طلب کرنے کے ان سے اور جن کو حد ماری گئی وہ مسطح رضی اللہ عنہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حمنہ رضی اللہ عنہا ہیں اور قصہ افک کی شرح سورہ نوری تفسیر میں گزر چکی ہے۔

وَكَانَتِ الْاَيْمَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيرُونَ الْاِمْنَاءَ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْاُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَاخُذُوا بِاَسْهَلِهَا فَاِذَا وَضَعَ الْكِتَابُ اَوْ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ اِلَى غَيْرِهِ اِقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور تھے امام بعد حضرت ﷺ کے مشورہ لیتے امین اہل علم سے مباح کاموں میں تا کہ سہل اور آسان کام کو لیں پھر جب ظاہر ہو کتاب اور سنت تو نہ بڑھتے اس سے اس کے غیر کی طرف واسطے پیروی کرنے کے ساتھ حضرت ﷺ کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ نہ ہو ان میں نص ساتھ حکم معین کے اور ہوں اصل اباحت پر سو مراد اس کی وہ چیز ہے جو احتمال رکھے فعل اور ترک کا احتمال واحد اور بہر حال جس میں وجہ حکم کی پہچانی جائے تو نہیں اور قید کرنا ساتھ امینوں کے تو وہ

صفت موضح ہے اس واسطے کہ جو امین نہ ہو اس سے مشورہ نہیں طلب کیا جاتا اور اس کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جاتا اور یہ جو کہتا کہ آسان حکم کو لیں سو واسطے عموم امر کے ہے ساتھ لینے سہل اور آسان حکم کے اور واسطے نبی کے تشدید سے جو مسلمان کو مشقت میں ڈالے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا جاتا ہے حاکم ساتھ مشورے کے اس واسطے کہ مشورہ دینے والا خبردار کرتا ہے اس کو اس چیز پر جس سے وہ غافل ہو اور دلالت کرتا ہے اس کو اس چیز پر کہ نہ یاد ہو اس کو دلیل سے اس واسطے نہ تا کہ تقلید کرے مشورہ دینے والے کی اس چیز میں جو کہتا ہے اس واسطے کہ نہیں ٹھہرایا ہے اللہ نے یہ منصب واسطے کسی کے بعد رسول کے اور البتہ وارد ہوئیں بہت خبریں اماموں کے مشورہ طلب کرنے سے بعد حضرت ﷺ کے ان میں سے ہے مشورہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیچ لڑنے مرتدوں کے اور البتہ روایت کی ہے بیہقی نے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب قرآن اور حدیث میں حکم نہ پاتے تو علماء سے مشورہ کرتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور مشورہ کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے اصحاب سے بیچ جمع کرنے لوگوں کے ایک قرآن پر۔ (بخ)

اور مناسب دیکھا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لڑنا زکوٰۃ کے منع کرنے والوں سے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کس طرح لڑے گا لوگوں سے اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جب انہوں نے لا الہ الا اللہ کہا یعنی کلمہ توحید پڑھا تو انہوں نے اپنی جان مال مجھ سے بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا اس شخص سے جو فرق کرے درمیان اس چیز کے کہ حضرت ﷺ نے جمع کی پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی پیروی کی سو نہ التفات کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طرف مشورہ کی جب کہ ان کے پاس پیغمبر ﷺ کا حکم تھا ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا یعنی نماز کو فرض کیا اور زکوٰۃ کو فرض نہ کیا اور دین اور اس کے احکام کے بدل

وَرَأَى أَبُو بَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ الزَّكَاةَ
فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
عَصَمُوا مِنِّي دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا
بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ أَبُو
بَكْرٍ وَاللَّهِ لَا أَقَاتِلُنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا
جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ تَابَعَهُ بَعْدَ عُمَرَ فَلَمْ يَلْتَفِتْ أَبُو بَكْرٍ
إِلَى مَشُورَةٍ إِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
الَّذِينَ فَرَّقُوا بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ
وَأَزَادُوا تَبْدِيلَ الدِّينِ وَأَحْكَامِهِ وَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ

ڈالنے کا ارادہ کیا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنی مرتد ہو جائے تو اس کو مار ڈالو۔

دِينَهُ فَأَقْتُلُوهُ.

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے والے قاری لوگ تھے بوڑھے ہوں یا جوان اور تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت ٹھہرنے والے نزدیک کتاب اللہ کے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

وَكَانَ الْقَرَاءُ أَصْحَابَ مَشُورَةٍ عُمَرَ كَهَوْلًا كَانُوا أَوْ شَبَابًا وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

۶۸۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ کہا بہتان باندھنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور أسامہ رضی اللہ عنہ کو بلایا جب کہ وحی بند ہوئی ان سے پوچھنے کو اور حالانکہ دونوں سے مشورہ پوچھتے تھے اپنے اہل یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے چھوڑ دینے میں سو بہر حال أسامہ رضی اللہ عنہ سوا اشارہ کیا اس نے ساتھ اس کے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی سے جانتا تھا اور بہر حال علی رضی اللہ عنہ سوانہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی اور اس کے سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں اور بریرہ رضی اللہ عنہا لوٹتی سے پوچھیے وہ آپ کو سچ بتلا دے گی سو حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا اے بریرہ! تمہیں تو نے کبھی ایسی بات عائشہ رضی اللہ عنہا سے دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے؟ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کی پاک دامنی میں کبھی شک نہیں دیکھا ہاں اتنی بات البتہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کھم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے خمیر سے سو جاتی ہے سو بکری آکر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے گروہ مسلمانوں کے! کون ایسا ہے جو میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے اس مرد سے جس کی

۶۸۲۱۔ حَدَّثَنَا الْأَوْسِيُّ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي شَهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَاصٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا قَالَتْ وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حِينَ اسْتَلَبْتَ الْوَحْيَ يَسْأَلُهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي لِرَاقِ أَهْلِهِ لَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ بِالْيَدِ يَعْلَمُ مِنْ بَرَأئَةِ أَهْلِهِ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصَدَّقْ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيئُكَ قَالَتْ مَا رَأَيْتِ أَمْرًا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَتَقَامُ عَلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْدُرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَّغَنِي

ایذا میرے اہل بیت یعنی میرے گھر والی بیوی کو پہنچی سو اللہ کی قسم نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور ذکر کی پاک دامنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

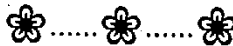
أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا لَذَكَرَ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ وَقَالَ أَبُو أَسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ.

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب المغازی میں گزر چکی ہے اور یہاں اس سے جگہ حاجت کی فقط ذکر کیا اور وہ مشورہ پوچھنا ہے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ سے اور اخیر میں اشارہ کیا کہ اس نے خود اس کو مختصر بیان کیا ہے۔ (فتح)

۶۸۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا سو اللہ کی حمد اور ثنا کی اور فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو ان لوگوں میں جنہوں نے میرے گھر والوں کو برا کہا نہیں جانی میں نے ان پر کبھی کچھ بدی اور عروہ سے روایت ہے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس حال سے خبر ہوئی تو کہا یا حضرت! کیا مجھ کو اجازت ہے کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں؟ حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اور ان کے ساتھ غلام بھیجا اور ایک انصاری مرد نے کہا الہی! تو پاک ہے ہم کو لائق نہیں کہ ایسی بات بولیں الہی! تو پاک ہے یہ بڑا طوفان ہے۔

۶۸۲۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَاءَ الْعَسَائِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا تَشِيرُونَ عَلَيَّ فِي قَوْمٍ يَسُبُّونَ أَهْلِي مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَمَّا أُخْبِرْتُ عَائِشَةَ بِالْأَمْرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَأْذُنُ لِي أَنْ أَنْطَلِقَ إِلَى أَهْلِي فَأَذِنَ لَهَا وَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ سُبْحَانَكَ ﴿مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو تو اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے مشورہ طلب کیا اس چیز میں کہ کریں ساتھ ان لوگوں کے جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت دی سو اشارہ کیا آپ کی طرف سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہ ہم حضرت ﷺ کے موافق ہیں اس چیز میں جو کہیں اور کریں اور جو حکم ہو بجا لائیں سو اصحاب کے درمیان جھگڑا واقع ہوا پھر جب حضرت ﷺ پر وحی اتری عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی میں تو حضرت ﷺ نے حد قذف قائم کی اس پر جس نے قذف کی اور یہ جو کہا علیہم یعنی اہل پر اور جمع باعتبار اہل کے ہے ہر قصہ صرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے تھا لیکن چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب سے ان کے باپ کی سب لازم آتی ہے اور وہ اہل میں معدود ہیں تو صحیح ہوا لانا لفظ جمع کا۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب التَّوْحِيدِ وَالرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ

کتاب ہے بیچ بیان توحید کے اور رد کرنے کے
جہمیہ وغیرہم پر

فائدہ: اور بعض روایتوں میں توحید کے لفظ اخیر میں واقع ہوئے ہے اور ظاہر اس کا اعتراض کیا گیا ہے اس واسطے کہ جہمیہ وغیرہ اہل بدعت نے توحید کو رد نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی تفسیر میں اور دلائل باب کے ظاہر ہیں اور مراد اس کے قول وغیرہم سے قدریہ اور خوارج ہیں اور ان کا بیان کتاب المقنن میں گزر چکا ہے اور اسی طرح رافضیوں کا بیان کتاب الاحکام میں ہو چکا ہے اور یہ چاروں فرقے بدعتیوں کے سرگروہ ہیں اور البتہ نام رکھا ہے اپنا معتزلوں نے اہل عدل اور توحید اور مراد ان کی ساتھ توحید کے وہ چیز ہے جو اعتقاد کیا ہے انہوں نے اللہ کی صفوں کی نفی کرنے سے اس واسطے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ صفات باری کا ثابت کرنا مستلزم ہے تشبیہ کو اور جو اللہ کے ساتھ خلق کو مشابہ کہے وہ مشرک ہے اور وہ لوگ نفی میں جہمیہ کے موافق ہیں اور بہر حال اہل سنت سو تفسیر کیا ہے انہوں نے توحید کو ساتھ نفی کرنے تشبیہ اور تعطیل کے اسی واسطے کہا جنید نے کہ توحید اکیلا کرنا قدیم کا ہے محدث سے اور کہا ابو القاسم تمہی نے بیچ کتاب الحج کے کہ توحید مصدر ہے وحد یوحدا اور وحدت اللہ کے معنی یہ ہیں کہ اعتقاد کیا میں نے اللہ کو ایک اکیلا تنہا اپنی ذات میں اور صفات میں نہیں کوئی نظیر اس کی اور نہ شبیہ اور بعض نے کہا کہ وحدتہ کے معنی ہیں کہ میں نے اس کو ایک جانا اور بعض نے کہا کہ میں نے اس سے کیفیت اور کیت کو سلب کیا سو وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں اور صفات میں نہیں ہے کوئی مشابہ اس کی ہیئت میں اور ملک میں اور تدبیر میں نہیں کوئی شریک اس کا اور نہیں کوئی رب سوائے اس کے اور نہیں کوئی خالق سوائے اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ بغل گیر ہے ترجمہ اس کو کہ اللہ جسم نہیں اس واسطے کہ جسم مرکب ہے کئی چیزوں مؤلفہ سے اور یہ رد کرتا ہے جہمیہ وغیرہ پر ان کے زعم میں کہ وہ جسم ہے اور شاید مراد اس کی یہ تھی کہ کہے شبہ اور بہر حال جہمیہ سو نہیں اختلاف کیا ہے کسی نے ان میں سے جنہوں نے ان کے مقالات میں تصنیف کی کہ وہ صفات کی نفی کرتے ہیں یہاں تک کہ منسوب ہیں طرف تعطیل کی اور ثابت ہوا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مبالغہ کیا ہے جم نے بیچ نفی تشبیہ کے یہاں تک کہ کہا کہ اللہ کچھ چیز نہیں اور کہا کرمانی نے کہ جہمیہ ایک فرقہ ہے بدعتیوں میں سے منسوب ہے طرف جم بن صفوان کی جو پیشوا ہے اس گروہ کا جو قائل ہیں کہ بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور وہ جبریہ ہیں اور قتل ہوا تھا ہشام بن عبد الملک کے زمانے میں اور

جہیہ کا مذہب صرف جبر کا ہی نہیں بلکہ وہ صفات باری کا بھی انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں اور یہ کہ وہ مخلوق ہے اور کہا استاذ ابو منصور عبدالقادر بن طاہر بغدادی نے کہ جہیہ جمہ بن صفوان کی پیروی کرنے والے ہیں جو قائل ہے ساتھ اجبار اور اضطرار کے طرف اعمال کی اور کہا کہ نہیں ہے فعل کسی کے واسطے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب کیا جاتا ہے فعل طرف بندے کے بطور مجاز کے بغیر اس کے کہ فاعل ہو یا کچھ اس سے ہو سکے اور گمان کیا ہے اس نے کہ علم اللہ کا حادث ہے اور باز رہا ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ کو وصف کرے ساتھ اس کے کہ وہ شے ہے یا زندہ ہے یا عالم ہے یا مرید ارادہ کرنے والا ہے اور کہا کہ میں نہیں وصف کرتا اللہ کو ساتھ اس صفت کے کہ جائز ہے اطلاق اس کا اس کے غیر پر اور میں اس کا وصف کرتا ہوں ساتھ اس کے کہ وہ خالق ہے اور زندہ کرنے والا ہے اور مارنے والا ہے اور موحد ہے ساتھ فتح مہملہ کے اس واسطے کہ یہ اوصاف خاص ہیں ساتھ اس کے اور گمان کیا ہے اس نے کہ اللہ کا کلام حادث ہے اور ابو معاذ الجعفی سے روایت ہے کہ جمہ دراصل کوفے کا رہنے والا تھا اور فصیح تھا اور اس کو علم نہ تھا اور نہ اس کو اہل علم سے صحبت تھی سو کسی نے اس سے کہا کہ اللہ کو بیان کر سو گھر میں داخل ہوا پھر چند ایام کے بعد نکلا سو کہا کہ اللہ یہ ہوا ہے ساتھ ہر چیز کے اور ہر چیز میں ہے اور نہیں خالی ہے اس سے کوئی چیز اور روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ کے طریق سے کہا کہ کلام جمہ کا صفت ہے بغیر معنی کے اور عمارت ہے بغیر بنیاد کے اور کسی نے اس کو کبھی اہل علم میں نہیں شمار کیا اور سوال کیا گیا اس مرد سے جو دخول سے پہلے طلاق دے کہا جمہ نے کہ اس کی عورت عدت بیٹھے اور وارد کیا ہے بہت آثار کو سلف سے جمہ کی تکفیر میں اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ قتل ہونا جمہ کا اٹھائیسویں سال میں تھا اور بکیر بن معروف کی روایت میں ہے کہ میں نے مسلم بن احمد کو دیکھا کہ اس نے جمہ کی گردن کاٹی سو جمہ کا منہ سیاہ ہو گیا اور کہا ابن حزم نے کتاب المسئل والنحل میں کہ جو فرقے کہ اسلام کے ساتھ قائل ہیں وہ پانچ ہیں اہل سنت پھر معتزلہ اور ان میں سے ہیں قدر یہ پھر مرجیہ اور ان میں سے ہیں جہمیہ اور کرامیہ پھر افضلیہ اور ان میں سے شیعہ پھر خوارج اور ان میں سے ہیں ازارقہ اور باضیہ پھر وہ بہت فرقے ہوئے ہیں سو اکثر اہل سنت کا اختلاف فروع میں ہے اور اعتقاد میں نہایت تھوڑا ہے اور بہر حال جو باقی ہیں سو ان کے مقالات میں وہ چیز ہے جو اہل سنت کے مخالف ہے بعید اور قریب سو قریب تر فرقہ مرجیہ کا وہ شخص ہے جس نے کہا کہ ایمان فقط تصدیق قلبی اور زبانی کا نام ہے اور عبادت انیمان سے نہیں اور بعید تر فرقہ جہمیہ ہیں جو قائل ہیں کہ ایمان عقد دل کا ہے فقط اگرچہ ظاہر کرے کفر کو اپنی زبان سے اور عبادت کرے بت کی بغیر تقیہ کے اور کرامیہ قائل ہیں کہ ایمان فقط زبانی اقرار کا نام ہے اگرچہ دل میں کافر ہو اور عمدہ کلام مرجیہ کا ایمان اور کفر میں ہے سو جو قائل ہے کہ عبادت ایمان میں سے ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور نہیں کافر ہوتا مسلمان گناہ کرنے سے اور نہیں قائل ہے کہ وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا تو وہ مرجیہ نہیں اگرچہ باقی باتوں میں ان کے موافق ہو

اور عمدہ کلام معتزلہ کا وعد اور وعید اور قدر میں ہے سو جو قائل ہے کہ قرآن مخلوق نہیں اور ثابت کرتا ہے تقدیر کو اور اللہ کے دیدار کو قیامت میں اور ثابت کرتا ہے اس کی صفات کو جو قرآن اور حدیث میں وارد ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والا اس کے ساتھ ایمان سے خارج نہیں ہوتا تو وہ معتزلہ میں سے نہیں اگرچہ اور باتوں میں ان کے موافق ہو اور جمہیہ اور معتزلوں نے تعطیل میں مبالغہ کیا ہے اور رافضیوں نے تشبیہ میں یہاں تک کہ انہوں نے اللہ کو خلق کے ساتھ تشبیہ دی ہے اللہ تعالیٰ پاک بلند ہے ان کے قول سے بہت بلند ہونا اور کہا جمہیہ نے کہ آدمی کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور کہا قدریہ نے کہ آدمی اپنے فعل کا آپ خالق ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

جو آیا ہے بیچ بلانے حضرت ﷺ کے اپنی امت کو اللہ کی توحید کی طرف بابرکت ہیں نام اس کے اور بلند ہے عظمت اس کی۔

فائدہ: مراد ساتھ توحید اللہ تعالیٰ کے گواہی دینی ہے اس کی کہ وہ اللہ ایک ہے اور یہی ہے وہ توحید جس کا نام بعض غالی صوفیوں نے توحید عامہ رکھا ہے اور دونوں گروہوں نے توحید کی تفسیر میں نئی بات نکالی ہے ایک تفسیر معتزلہ کی ہے کما تقدم دوسری توحید غالی صوفیوں کی ہے اس واسطے کہ جب ان کے بڑوں نے کلام کیا بیچ مسئلے محو اور فنا کے اور ان کی مراد اس سے مبالغہ کرنا تھا رضا اور تسلیم میں اور امر کی تفویض میں تو مبالغہ کیا بعض نے یہاں تک کہ مرجیہ کے مشابہ ہوئے بیچ نفی کرنے نسبت فعل کے طرف بندے کے اور اس نے نوبت پہنچائی طرف اس کی کہ بعض نے گنہگاروں کو معذور ٹھہرایا پھر بعض غالی یہاں تک بڑھے کہ انہوں نے کافروں کو بھی معذور ٹھہرایا پھر بعض غالی یہاں تک بڑھ گئے کہ انہوں نے گمان کیا کہ توحید کے معنی اعتقاد کرنا وحدۃ الوجود کا ہے یعنی خالق اور مخلوق کا وجود ایک ہے اور سب اللہ ہی اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی چیز عالم میں نہیں خالق ہو یا مخلوق اور بڑا ہوا یہ معاملہ یہاں تک کہ بہت اہل علم بدظن ہوئے صوفیوں کے اکابر سے اور اللہ کی پناہ ان کو اس سے اور میں نے شیخ طائفہ جنید کی کلام کو پہلے بیان کیا ہے اور وہ نہایت خوب اور مختصر ہے۔ (فتح)

۶۸۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ.

۶۸۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔

۶۸۲۴۔ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ

۶۸۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب

حضرت ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ البتہ تو اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود سو چاہیے کہ تو ان کو پہلے پہل بلائے اس طرف کہ اللہ کو ایک جانیں یعنی گواہی دیں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں سو جب اس کو پہچان لیں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر ہر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں سو جب وہ نماز پڑھنا قبول کریں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے ان کے مال میں کہ ان کے مالدار سے لی جائے اور ان کے محتاج کو پھیر کر دی جائے سو جب وہ اس کا اقرار کریں تو ان سے زکوٰۃ لینا اور بچنا لوگوں کے عمدہ مال سے یعنی زکوٰۃ میں جانور چن چن کر عمدہ قسم کے نہ لینا۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبُدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى نَحْوِ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ إِنَّكَ تَقْدُمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوحِدُوا اللَّهَ تَعَالَى فَإِذَا عَرَفُوا ذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا صَلَّوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُوْخَذُ مِنْ غَنِيَّتِهِمْ فَنَرُدُّ عَلَى فَقِيرِهِمْ فَإِذَا أَقْرَأُوا بِذَلِكَ فَحَذِّ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَامَةَ أَمْوَالِ النَّاسِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل ان کو اللہ کی عبادت کی طرف بلانا اور جب اللہ کو پہچانیں الخ اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے اس کا کہ اول واجب اللہ کی معرفت ہے یعنی اللہ کو پہچانا یہ قول امام الحرمین کا ہے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے لانا کسی چیز مامور کا بقصد بجالانے کے اور نہ بازر ہنا کسی منع کی ہوئی چیز سے مگر بعد پہچاننے آمر اور ناہی یعنی حکم کرنے والے اور منع کرنے والے کے اور اعتراض کیا گیا ہے اس پر ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتی ہے معرفت مگر ساتھ نظر اور استدلال کے اور وہ مقدمہ ہے واجب کا سو ہوگا واجب سوا اول واجب استدلال کرنا ہوگا اور یہی مذہب ہے ایک گروہ کا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نظر میں کئی اجزا ہوتے ہیں کہ بعض بعض پر مرتب ہوتے ہیں سو ہوگی اول واجب ایک جز نظر کی اور میں نے کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے جس نے منہ پھیرا ہے اصل اس مسئلے سے اور تمسک کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ اور ساتھ حدیث کے كُلُّ مَوْلُودٍ يُوْلَدُ عَلٰی الْفِطْرَةِ اس واسطے کہ ظاہر آیت اور حدیث کا یہ ہے کہ معرفت حاصل ہے ساتھ اصل فطرت کے اور اس سے خارج ہونا عارض ہوتا ہے شخص پر واسطے قول حضرت ﷺ کے سو اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں اور نصرانی

کرتے ہیں اور ابو جعفر سمنانی اس کے ساتھ قائل ہوا ہے اور وہ رئیس ہے اشاعرہ کا اور کہا اس نے کہ یہ مسئلہ معتزلوں کا ہے اشعری کی کتابوں میں باقی رہا اور تفریح کی اس پر کہ واجب ہے ہر ایک پر معرفت اللہ کی ساتھ دلیلوں کے جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور نہیں کفایت کرتی ہے اس میں تقلید یعنی دوسرے آدمی سے سن کر اس کی تقلید سے اللہ کے وجود کو ثابت کرنا اور اس کو وحدہ لا شریک جاننا کافی نہیں اور مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ خود دلیلوں سے اللہ کے وجود کو ثابت نہ کرے اور بعض نے کہا کہ دلائل میں نظر کرنا حرام ہے اور بعض نے کہا کہ موقوف ہے صحیح ہونا ایمان ہر ایک کے کا اور پر پچھاننے دلیلوں کے علم کلام سے یہ قول منسوب ہے طرف ابواسحاق اسفرائینی کی اور کہا غزالی نے کہ زیادتی کی ہے ایک گروہ نے سو انہوں نے کافر ٹھہرایا ہے عام مسلمانوں کو اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ جو نہ پہچانے عقائد شرعیہ کو ساتھ ادلہ کے جن کو انہوں نے تحریر کیا تو وہ کافر ہے سو انہوں نے اللہ کی فراخ رحمت کو تنگ کیا ہے اور ٹھہرایا ہے انہوں نے بہشت کو خاص ساتھ نہایت تھوڑے گروہ کے متکلمین سے اور ذکر کیا ہے مانند اس کی ابوالمظفر سماعی نے اور طول کیا ہے اس نے رد میں اس کے قائل پر اور نقل کیا ہے اکثر ائمہ فتویٰ سے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ تکلیف دی جائے عوام کو واسطے اعتقاد کرنے اصول کے سمیت ان کی دلیلوں کے اس واسطے کہ اس میں وہ مشقت ہے جو اشد ہے مشقت سے بچ سکیں فروع فقیہ کے اور کہا قرطبی نے منہم میں بیچ شرح حدیث ابغض الرجال الی اللہ الالذ الخصر کے کہ یہ شخص وہ ہے جو قصد کرتا ہے ساتھ جھگڑنے کے دغ کرنا حق کے کا اور رد کرنا اس کا ساتھ وجوہ فاسدہ کے اور شبہ وہم پیدا کرنے والے کے اور اشد اس سے جھگڑنا ہے دین کے اصول میں جیسا کہ واقع ہوتا ہے اکثر متکلمین کے واسطے جو منہ پھیرنے والے ہیں ان راہوں سے جن کی طرف کتاب اور سنت نے راہ دکھلائی ہے اور رجوع کرنے والے ہیں طرف طرق مبتدعہ کی اور قوانین جدمیہ کی اور امور ضاعیہ کی کہ مدار اکثر ان کے کی اوپر آراء سوفسطائی کے ہے یا مناقضات لفظی کے کہ پیدا ہوتا ہے اس کے سبب سے اس میں مشروع کرنے والے پر شبہ کہ اکثر اوقات عاجز ہوتا ہے اس کے حل کرنے سے اور پیدا ہوتے ہیں شکوک کہ جاتا رہتا ہے ساتھ ان کے ایمان اور ان میں خوب جواب دینے والا وہ ہے جو بہت جھگڑنے والا ہو سو بہت جاننے والے شبہ کے فساد کو نہیں قوی ہوتے اس کے حل کرنے پر اور بعض اس سے خلاصی پانے والے نہیں پاتے ہیں ان کے علم کی حقیقت کو پھر انہوں نے ارتکاب کیا ہے کئی قسم محال کا کہ نہیں راضی ہوتے اس سے بے وقوف اور لڑکے جب کہ انہوں نے بحث کی تحیر جو اہر اور الوان اور احوال سے سو شروع کیا انہوں نے اس چیز میں کہ بند ہے اس سے سلف صالح کیفیت تعلق صفات اللہ کے سے اور گننے ان کے سے اور متحد ہونے ان کے سے اپنے نفس میں اور کیا وہ ذات معین ہیں یا غیر اور کلام میں کہ کیا وہ متحد ہے یا منقسم اور کیا وہ منقسم ہے ساتھ وصف کے یا نوع کے اور کس طرح تعلق پکڑا ہے ازل میں ساتھ مامور کے باوجود ہونے ان کے حادث پھر جب مامور منعدم ہو جائے تو کیا باقی رہتا ہے تعلق اور کیا

امر زید کے واسطے ساتھ نماز کے مثلاً وہ نفس امر ہے واسطے عمرو کے اور ساتھ زکوٰۃ وغیرہ کے جو انہوں نے نیا نکالا ہے جس کے ساتھ شارع نے حکم نہیں کیا اور چپ رہے اس سے اصحاب اور جو ان کی راہ چلا بلکہ منع کیا انہوں نے بحث کرنے سے بچ اس کے واسطے جاننے ان کے کہ یہ بحث ہے اس چیز کی کیفیت سے جس کی کیفیت عقل سے معلوم نہیں ہوتی اس واسطے کہ عقل کی ایک حد ہے کہ وہاں کھڑی ہو جاتی ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور نہیں فرق ہے درمیان بحث کے ذات کی کیفیت سے اور صفات کی کیفیت سے اور جو توقف کرے اللہ میں تو چاہیے کہ جانے کہ جب وہ محروم ہے اپنے نفس کی کیفیت سے مع موجود ہونے اس کے کے اور کیفیت ادراک اس چیز کے سے جس کو ادراک کرتا ہے تو وہ اس کے سوائے اور چیز کے ادراک سے بطریق اولیٰ عاجز ہوگا اور عالم کے علم کی غایت یہ ہے کہ یقین کرے کہ ان مصنوعی چیزوں یعنی مخلوق کا کوئی خالق ہے پاک ہے مثل سے پاک ہے نظیر سے متصف ہے ساتھ صفات کمال کے پھر جب ثابت ہو اس سے نقل ساتھ کسی چیز اس کی اوصاف اور اسماء سے تو اس کو ہم قبول کریں گے اور اس پر اعتقاد کریں گے اور چپ رہیں گے اس سے جو سوائے اس کے ہے جیسا کہ وہ طریق ہے سلف کا اور جو اس کے سوائے ہے اس کا صاحب زلل سے نہیں بچتا اور قطع کیا ہے بعض اماموں نے کہ نہیں بحث کی اصحاب نے جو ہر میں اور نہ عرض میں اور جو اس کے متعلق ہے متکلمین کی بحثوں سے جو جس نے ان کے طریق سے منہ پھیرا وہ گمراہ ہوا اور علم کلام نے بہت لوگوں کو شک میں ڈالا ہے اور بعض کو الحاد کی طرف پہنچایا اور بعض عبادت سے رہ گئے اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے شارع ﷺ کے نصوص سے منہ پھیرا اور امور کے حقائق کو اس کے غیر سے طلب کیا اور نہیں ہے عقل کی قوت میں وہ چیز جو پائے اس کو جو نصوص شارع ﷺ میں ہے حکم سے کہ اختیار کیا ہے اس کو شارع نے اور متکلمین کے بہت اماموں نے اپنے طریق سے رجوع کیا یہاں تک کہ امام الحرمین سے آیا ہے کہ میں بڑے سمندر میں سوار ہوا اور غوطہ مارا میں نے ہر چیز میں جس سے اہل علم نے منع کیا بچ طلب کرنے حق کے واسطے بھاگنے کے تقلید سے اور اب میں نے رجوع کیا اور اعتقاد کیا ساتھ مذہب سلف کے اور کہا بعض نے کہ جو نہ پہچانے اللہ کو ساتھ ان طریقوں کے کہ مرتب کیا ہے انہوں نے اس کو تو نہیں صحیح ہے ایمان اس کا اور قائل اس کا کافر ہے اس واسطے کہ داخل ہوتے ہیں اس کی کلام کے عموم میں سلف صالح اصحاب اور تابعین سے اور اس کا فساد دین سے معلوم ہے ساتھ ہدایت کے اور بعض نے کہا کہ جو قائل ہے کہ طریق سلف کا اسلم ہے اور طریق خلف کا اعلم ہے تو یہ قول اس کا مستقیم نہیں اس واسطے کہ اس نے گمان کیا ہے کہ طریقہ سلف کا مجرد ایمان لانا ہے ساتھ الفاظ قرآن کے اور حدیث کے بغیر سمجھنے کے اس میں اور طریقہ خلف کا نکالنا معانی کا ہے نصوص سے جو مصروف ہیں اپنے حقائق سے ساتھ انواع مجاز کے سو جمع کیا ہے اس قائل نے درمیان جہل کے طریقہ سلف سے کا اور دعویٰ کے بچ طریقے خلف کے اور نہیں امر جس طرح گمان کیا اس نے بلکہ سلف بچ نہایت معرفت کے تھے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے

اور سچ نہایت تعظیم اس کی کے اور جھکنے کے واسطے امر اس کے اور ماننے کے واسطے مراد اس کی کے اور جو خلف کے طریقے پر چلے اس کو اعتماد نہیں کہ جو اس نے تاویل کی وہی مراد ہے اور نہیں ممکن ہے اس کو قطع کرنا ساتھ صحت تاویل اپنی کے اور بعض نے کہا کہ جو قائل ہے کہ مذہب خلف کا احکم ہے تو یہ نسبت رد کرنے کی ہے اس شخص پر جو نہیں ثابت کرتا پیغمبری کو سو جو چاہے کہ اس کو حق کی طرف بلائے وہ محتاج ہے اس کی طرف کہ اس پر دلائل کو قائم کرے یہاں تک کہ مسلمان ہو یا ہلاک ہو برخلاف ایمان دار کے کہ اس کو اصل ایمان لانے میں اس کی حاجت نہیں اور نہیں سبب اول کا مگر ظہرانا اصل کا عدم ایمان پس لازم آتا ہے واجب کرنا استدلال کا جو پہنچانے والا ہے طرف معرفت کے نہیں تو طریق سلف کا سہل ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے جس نے استدلال کو واجب کیا ہے ساتھ اتفاق کرنے علماء کے اوپر مذمت تقلید کے اور ذکر کیا آیتوں اور حدیثوں کو جو تقلید کی مذمت میں وارد ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تقلید مذموم یعنی بری تقلید پکڑنا ہے غیر کے قول کا بغیر حجت کے اور نہیں ہے اس قبیل سے حکم رسول کا اس واسطے کہ اللہ نے رسول کی تابعداری کو واجب کیا ہے ہر چیز میں کہ فرمائی اور نہیں عمل کرنا اس چیز میں کہ حکم کیا ساتھ اس کے رسول نے یا منع کیا اس سے داخل تحت تقلید مذموم کے یعنی حضرت ﷺ کے حکم کو ماننا تقلید مذموم میں بالاتفاق داخل نہیں اور بعض نے کہا کہ تقلید کے معنی ہیں ماننا غیر کے قول کو بغیر حجت کے اور جس پر قائم ہو حجت ساتھ ثبوت نبوت کے یہاں تک کہ اس کو اس کا یقین حاصل ہو گیا سو وہ جس چیز کو حضرت ﷺ سے سنے گا وہ چیز اس کے نزدیک قطعی سچ ہوگی سو جب اس نے اس کے ساتھ اعتقاد کیا تو وہ مقلد نہ ہوگا اس واسطے کہ اس نے غیر کے قول کو بغیر حجت کے نہیں لیا یعنی بلکہ قائم ہوئی اس پر حجت ساتھ ثبوت نبوت حضرت ﷺ کے اور یہ سند ہے سب سلف کی سچ لینے کے ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہوئی نزدیک ان کے آیات قرآن اور احادیث رسول سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اس باب کے سو وہ محکم کے ساتھ ایمان لائے اور متشابہ کو اللہ کے سپرد کیا اور بعض نے کہا کہ مطلوب ہر ایک سے تصدیق جزی ہے کہ نہ شک رہے باوجود اس کے ساتھ وجود اللہ کے اور ایمان کے ساتھ پیغمبروں اس کے کے اور ساتھ اس چیز کے کہ وہ لائے جس طرح کہ حاصل ہو اور جس طریق سے کہ اس کی طرف پہنچا جائے اگرچہ تقلید محض سے ہو جب کہ سلامت ہو پھسلنے سے کہا قرطبی نے کہ اسی پر ہیں امام فتویٰ دینے والے اور جو ان سے پہلے ہیں سلف سے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے اصل فطرت سے اور ساتھ اس چیز کے کہ متواتر ہے حضرت ﷺ سے پھر اصحاب سے کہ انہوں نے حکم کیا ساتھ اسلام ان لوگوں کے جو مسلمان ہوئے جاہل گنواروں سے ان لوگوں میں سے جو بت پرست تھے سو قبول کیا انہوں نے ان سے شہادتیں کے اقرار کو اور التزام احکام اسلام کو بغیر لازم کرنے کے ساتھ سیکھنے اولہ کے اگرچہ بہت ان میں سے اسلام لائے تھے واسطے وجود کسی دلیل کے لیکن بہت ان میں سے اسلام لائے تھے طوعاً بغیر تقدم استدلال کے بلکہ ساتھ مجرد اس بات کے کہ تھے نزدیک ان کے

اخبار اہل کتاب سے کہ عنقریب ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور مخالفوں پر غالب ہوگا سو جب ان کے واسطے محمد ﷺ میں
 علامتیں ظاہر ہوئیں تو انہوں نے اسلام کی طرف جلدی کی اور ہر بات میں حضرت ﷺ کی تصدیق کی نماز اور زکوٰۃ
 وغیرہ سے اور کہا ابوالمظفر بن سمانی نے کہ عقل نہیں واجب کرتی کسی چیز کو اور نہ حرام کرتی ہے کسی چیز کو اور نہیں حصہ
 اس کو کسی چیز میں اس سے اور اگر نہ وارد ہو شرع ساتھ حکم کے تو نہ واجب ہو کسی پر کچھ چیز واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ
 کے ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ یعنی ہم نہیں عذاب کرنے والے کسی کو یہاں تک کہ ہم پیغمبر بھیجیں اور
 واسطے دلیل اس آیت کے ﴿لَنَلَّا يَكُونَنَّ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ یعنی تاکہ نہ ہو واسطے لوگوں کے
 جہت اللہ پر بعد پیغمبروں کے اور سوائے اس کے آیتوں سے سو گمان کرے کہ پیغمبروں کی دعوت تو صرف فروعات
 کے بیان کرنے کے واسطے تھی تو اس کو لازم آتا ہے کہ کہے کہ اللہ کی طرف بلانے والی صرف عقل ہی ہے پیغمبر کی
 حاجت نہیں اور لازم آتا ہے اس کو کہ کہے کہ پیغمبر کا ہونا اور نہ ہونا بہ نسبت دعوت الی اللہ کے برابر ہے اور کافی ہے یہ
 گمراہی اور ہم نہیں انکار کرتے اس سے کہ عقل راہ دکھلاتی ہے طرف توحید کی لیکن ہم کو اس سے انکار ہے کہ عقل کسی
 چیز کے واجب کرنے میں مستقل ہو بغیر پیغمبر کے یہاں تک کہ نہ صحیح ہو اسلام مگر اس کے طریق سے باوجود قطع نظر کے
 سمعی دلائل سے یعنی قرآن اور حدیث سے اس واسطے کہ یہ خلاف ہے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر قرآن کی
 آیتیں اور احادیث صحیحہ جو متواتر ہیں اگرچہ معنی کے طریق سے ہو اور اگر ہوتا جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو البتہ باطل
 ہو جاتے وہ دلائل جو سمعی ہیں جن میں عقل کو مجال نہیں سب یا اکثر بلکہ واجب ہے ایمان ساتھ اس چیز کے کہ ثابت
 ہو سمعی دلائل سے سو اگر ان کو ہم سمجھ لیں تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے نہیں تو کفایت کریں گے ہم ساتھ اعتقاد حقیقت
 اس کی کے موافق مراد اللہ تعالیٰ کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اور بھی فائدے ہیں جب کافر کلمہ شہادت کے
 ساتھ اقرار کرے تو اس پر اسلام کا حکم جاری کیا جائے یعنی اس کو مسلمان کہا جائے اگرچہ اس وقت کسی حکم اسلام کو بجا
 نہ لایا ہو اس واسطے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانے کو لازم ہے تصدیق کرنا ساتھ اس چیز کے کہ دونوں
 سے ثابت ہو اور اس کا التزام کرنا سو حاصل ہوتا ہے یہ اس کے واسطے جو دونوں شہادتوں کی تصدیق کرے اور جو بعض
 بدعتوں سے بعض چیز کا انکار واقع ہوا ہے تو یہ نہیں قاصر ہے صحیح ہونے حکم ظاہری کے اس واسطے کہ اگر انکار
 تاویل کے ساتھ ہو تو ظاہر ہے اور اگر عناد سے ہو تو اسلام کے صحیح ہونے میں قاصر ہے سو جاری ہوں گے اس پر
 احکام مرتد وغیرہ کے اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اور واجب ہونا عمل کا ساتھ اس کے اور تعقب کیا گیا
 ہے اس کے ساتھ کہ معاذ رضی اللہ عنہ کی خبر کو قرینہ حاوی ہے کہ وہ نزول وحی کے زمانے میں ہے سو نہ برابر ہوگی ساتھ اور
 اخبار احاد کے اور اس میں ہے کہ جب کافر اسلام کے کسی رکن کو چھ جانے اور اس کے ساتھ اعتقاد کرے جیسے نماز کو
 مثلاً تو وہ اس کے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے اور مبالغہ کیا ہے جس نے کہا کہ جس چیز کے انکار سے مسلمان کافر ہو

جائے اس کے اعتقاد کرنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے اور پہلا قول راجح تر ہے اور جزم کیا ہے اس کے ساتھ جمہور نے اور یہ حکم اعتقاد میں ہے اور بہر حال فعل میں جیسے اگر نماز پڑھی تو نہیں حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اس کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ منع کے اس واسطے کہ فعل میں عموم نہیں پس داخل ہوتا ہے اس میں احتمال عبث اور استہزاء کا اور اس سے ثابت ہوا کہ واجب ہے لینا زکوٰۃ کا اس شخص سے جس پر واجب ہو اور جو اس سے باز رہے اس سے قہر اور جبر کے ساتھ زکوٰۃ لینا اگرچہ اس سے منکر نہ ہو اور اگر باوجود باز رہنے کے زکوٰۃ دینے سے شوکت والا ہو تو اس کے ساتھ لڑائی کی جائے زکوٰۃ کے نہ دینے پر اور نہیں تو اگر اس کی تعزیر ممکن ہو تو اس کو تعزیر دی جائے جو اس کے لائق ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے تعزیر بالمال میں حدیث بہز بن حکیم کی مرفوع کہ جو زکوٰۃ نہ دے تو ہم اس کو اس سے جہر الیں گے اور آدھا مال اس کا تاوان ہے اس پر اللہ کے تاوان سے، الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور جس نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس پر عمل نہیں کیا تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ جس حکم پر وہ دلالت کرتی ہے وہ منسوخ ہے اول یہ حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا تھا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جواب ضعیف ہے اس واسطے کہ تعزیر بالمال کا ابتدا میں ہونا معروف نہیں ہے تاکہ دعویٰ نسخ کا تمام ہو اور اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے نسخ مگر اس کی شرط سے جیسے معرفت تاریخ کی اور اس کی تاریخ معلوم نہیں اور اعتماد کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے بہز کے ضعیف ہونے پر یعنی یہ حدیث بہز کی ضعیف ہے اور یہ جواب اس کا خوب نہیں اس واسطے کہ وہ جمہور کے نزدیک ثقہ ہے مگر شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ثقہ نہیں سو جو شافعی رحمہ اللہ کا مقلد ہو اس کو یہ کافی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اتفاق کیا ہے سب شہروں کے علماء نے اوپر ترک کرنے عمل کے ساتھ اس کے سوا اس نے دلالت کی اس پر کہ اس کا کوئی معارض ہے جو اس سے راجح ہے اور جو اس کے ساتھ قائل ہے وہ نہایت قلیل ہے اور نیز باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو زکوٰۃ کو قبض کرے وہ امام ہے یا جو اس کے قائم مقام ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس کے بعد اس پر کہ جائز ہے باطنی مال والوں کے واسطے مباشرت اخراج کی یعنی جس کے پاس چاندی سونا ہو وہ خود زکوٰۃ ادا کرے جس کو چاہے دے امام کی طرف پہنچانا واجب نہیں اور قلیل ہے جو قائل ہے کہ واجب ہے دفع کرنا زکوٰۃ کا امام کی طرف اور یہ ایک روایت ہے مالک رحمہ اللہ سے اور قدیم قول میں شافعی رحمہ اللہ سے۔ (فتح)

۶۸۲۵۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے اللہ کا بندوں پر؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا یہ کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا

۶۸۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ هَلَالٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا

ہے حق بندوں کا اللہ پر؟ کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر
داتا ہے فرمایا یہ کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ قَالَ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا
أَتَدْرِي مَا حَقَّهُمْ عَلَيْهِ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا اس باب میں حضرت ﷺ کے اس
قول سے ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں کہ یہی مراد ہے ساتھ توحید کے کہا ابن تین نے کہ مراد قول
حضرت ﷺ کے سے حق العباد علی اللہ وہ حق ہے جو معلوم ہوا ہے شرع کی جہت سے نہ عقل کے واجب کرنے سے سو
مانند واجب کی ہے سچ تحقیق واقع ہونے اس کے یا وہ بطور مشاکلت کے ہے۔ (فتح)

۶۸۲۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
مرد نے ایک مرد کو سنا کہ سورہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتا ہے اس کو
پھر پڑھتا ہے سو جب اس نے صبح کی تو حضرت ﷺ کے
پاس آیا اور حضرت ﷺ سے یہ ذکر کیا اور گویا کہ وہ اس کو کم
گمان کرتا تھا یعنی صرف اس کا اسی چھوٹی سورت کو پڑھنا
سوائے اور قرآن کے کم جانتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ
قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بے شک
وہ سورت یعنی قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے زیادہ
کیا ہے اسماعیلی نے، الخ یعنی اس سند میں ابوسعید رضی اللہ عنہ اور
حضرت ﷺ کے درمیان قتادہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے۔

۶۸۲۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخَدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ
اللَّهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ وَكَانَ
الرَّجُلُ يَقَالُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ
فُلِكَ الْقُرْآنِ زَادَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةَ بْنُ النُّعْمَانِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ اس واسطے کہ اس میں
تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ اللہ ایک اکیلا ہے جیسا کہ اس کے بعد کی حدیث میں ہے۔ (فتح)

۶۸۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے ایک مرد کو ایک چھوٹے لشکر پر سردار بنا کر بھیجا سو وہ اپنے
ساتھیوں کے واسطے ان کی نماز میں قرآن پڑھتا تھا پھر قرأت

۶۸۲۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا
ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي هِلَالٍ
أَنَّ أَبَا الرَّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

کو سورہ قل هو اللہ احد کے ساتھ ختم کرتا تھا یعنی ان کی امامت کرتا تھا اور ہر رکعت میں دو سورتوں کو جوڑ کر پڑھتا تھا سو جب وہ سفر سے پھرے تو انہوں نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ وہ یہ کام کس واسطے کرتا ہے؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا اس واسطے کہ وہ اللہ کی صفت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو پڑھوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خبردار کر دو کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے۔

حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
وَكَانَتْ فِي حَجْرٍ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى
سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ
فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوا
ذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذَلِكَ فَسَأَلُوهُ
فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ
أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ اول سوائے اس کے کوئی اور سورہ پڑھتا تھا پھر اس کو پڑھتا تھا اور اسی طرح ہر رکعت میں کرتا تھا اور یہی ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ اپنی اخیر قراءت کو اس کے ساتھ ختم کرتا تھا سو خاص ہوگا یہ ساتھ اخیر رکعت کے اور پہلی توجیہ پر سولیا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے جمع کرنا دو سورتوں کا ایک رکعت میں اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کی صفت ہے تو کہا ابن تین نے کہ یہ اس نے اس واسطے کہا کہ اس میں اللہ کے نام اور اس کی صفات ہیں اور اس کے نام مشتق ہیں اس کی صفات سے اور کہا اس کے غیر نے کہ احتمال ہے کہ کہا ہو اس کو اس نے کسی سند سے کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا ہو ساتھ نص کے یا استنباط کے اور البتہ روایت کی بیہقی نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہود حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے واسطے اپنے رب کی تعریف کر جس کی تو بندگی کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے سورہ اخلاص اتاری سو فرمایا کہ یہ تعریف ہے میرے رب کی اور روایت کیا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور صحیح کہا ہے حاکم نے اور اس میں زیادہ ہے کہ کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی مگر کہ مر جائے گی اور نہیں کوئی چیز جو مر جائے مگر کہ وارث کی جاتی ہے یعنی اس کا کوئی وارث ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نہ مرتا ہے اور نہ کوئی اس کا وارث ہوتا ہے اور نہیں کوئی اس کے برابر نہ مشابہ اور نہیں مثل اس کی کوئی چیز اور باب کی حدیث میں حجت ہے اس کے واسطے جو ثابت رکھتا ہے کہ اللہ کے واسطے صفت ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور اکیلا اور تنہا ہوا ہے ابن حزم رضی اللہ عنہ سو کہا اس نے کہ یہ لفظ ہے کہ اصطلاح باندھی ہے اس پر اہل کلام نے معتزلہ سے اور نہیں ثابت ہوئی حضرت ﷺ سے اور

نہ کسی آپ کے صحابی سے اور اگر باب کی حدیث سے اعتراض کریں تو وہ ضعیف ہے اور بر تقدیر صحت اس کی کے سو قل هو اللہ احد صفت ہے رحمن کی جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے اور زیادہ کیا جائے گا اس پر برخلاف اس صفت کے کہ اس کو بولتے ہیں اس واسطے کہ وہ عرب کی لغت میں نہیں بولی جاتی مگر جو ہر یا عرض پر اور یہ حدیث بالاتفاق صحیح ہے اور نہیں التفات کیا جاتا طرف قول ابن حزم رحمہ اللہ کے اس کے ضعیف کہنے میں اور اس کا کلام اخیر بھی مردود ہے اس واسطے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اسمائے حسنی ثابت ہیں اللہ نے فرمایا ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ یعنی اللہ ہی کے واسطے ہیں سب نام نیک سو پکارو اس کو ساتھ ان کے اور کہا اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کہ ذکر کیا چند ناموں کو سورہ حشر کے اخیر میں لہ الاسماء الحسنیٰ اور جو نام اللہ کے کہ اس میں مذکور ہیں وہ عرب کی بولی میں صفات ہیں سو اس کے ناموں کے ثابت کرنے میں اس کی صفتوں کا ثابت کرنا ہے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا کہ وحی ہے مثلاً تو البتہ واجب ہوتا اقتضار کرنا اس چیز پر کہ خبر دی ذات کے وجود سے اور دوسری آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ وصف کرنا اس کا ساتھ صفت کمال کے مشروع ہوے اور البتہ تقسیم کیا ہے یہی نے اور اہل سنت کی ایک جماعت نے اللہ کے تمام ناموں کو جو قرآن اور صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں دو قسم پر ایک قسم دونوں سے صفتیں ذات کی ہیں اور وہ صفتیں وہ ہیں کہ مستحق ہے ان کا ازل میں اور دوسری قسم اس کے فعل کی صفتیں ہیں اور وہ وہ ہیں کہ مستحق ہے ان کا ابد میں نہ ازل میں اور نہیں جائز ہے وصف کرنا اس کو مگر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کتاب اور سنت صحیح ثابتہ یا اجماع کیا گیا ہے اوپر اس کے پھر بعض صفتیں ان میں سے وہ ہیں کہ قرین ہے ساتھ اس کے دلالت عقل کی مانند حیا اور قدرت اور علم اور ارادے اور سمع اور بصر اور کلام کی اس کی ذات کی صفتوں سے اور مانند خلق اور رزق اور زندہ کرنے اور مارنے اور عفوا اور عقوبت کی فعل کی صفتوں سے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ثابت ہوئے ہیں ساتھ نص کتاب اور سنت کے مانند ہاتھ اور منہ اور آنکھ کی ذات کی صفتوں اور مانند استواء اور نزول اور آنے کی اس کے فعل کی صفتوں سے سو جائز ہے ثابت کرنا ان صفتوں کا اس کے واسطے اس واسطے کہ ثابت ہوئی ہے خبر ساتھ ان کے ایسی وجہ سے کہ دور کرے اس سے تشبیہ کو سو جو اس کی ذات کی صفتیں ہیں وہ ہمیشہ ازل میں اس کی ذات میں موجود ہیں اور ابد میں بھی اس کی ذات میں موجود رہیں گی اور اس کے فعل کی صفتیں اس سے ثابت ہیں اور نہیں محتاج ہے اللہ پاک فعل میں طرف مباشرت کی کہ ہاتھوں سے کرنا پڑے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امر اس کا جب کہ کسی چیز کا ارادہ کرے یہ ہے کہ کہتا ہے اس کو ہو جا سو ہو جاتا ہے اور کہا قرطبی نے کہ شامل ہے قل هو اللہ دو اسموں پر جو بغیر گیر ہیں تمام اوصاف کمال کو اور وہ احد اور صد ہے اس واسطے کہ وہ دونوں دلالت کرتی ہیں اوپر تنہا ہونے ذات مقدس کے جو موصوف ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اس واسطے کہ واحد میں اصل عدد کا اثبات ہے

اور ماسوا کی نفی نہیں اور احد ثابت کرتا ہے اپنے مدلول کو اور تعرض کرتا ہے واسطے نفی ماسوائے کے اور استعمال کرتے ہیں اس کو نفی میں پس احد اللہ کے ناموں میں مشعر ہے ساتھ وجود اس کے جو خاص ہے اور میں اس کا کوئی شریک نہیں اور بہر حال صد سو وہ بغفل گیر ہے تمام اوصاف کمال کو اس واسطے کہ اس کے معنی ہیں وہ شخص کہ انتہا کو پہنچی ہے بادشاہی اس کی اس طرح سے کہ سب حاجتوں میں اس کی طرف رجوع کیا جائے اور نہیں تمام ہوتا ہے یہ ہیئت مگر اللہ کے واسطے اور یہ جو کہا اس واسطے کہ وہ رحمن کی صفت ہے تو احتمال ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ اس میں ذکر ہے رحمن کی صفت کا اور احتمال ہے کہ اس کی مراد اور کچھ ہو لیکن نہیں خاص ہے یہ ساتھ اس سورت کے لیکن تخصیص اس کی ساتھ اس کے شاید اس وجہ سے ہے کہ اس میں اللہ کی صفتوں کے سوائے اور کچھ نہیں سو خاص کی گئی وہ ساتھ اس کے سوائے غیر اس کے اور یہ جو کہا کہ اس کو خبر دو کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے تو کہا ابن دقیق العید نے احتمال ہے کہ ہو محبت رکھنا اس کا اس سورہ سے سبب محبت رکھنے اللہ کے کا اس سے اور احتمال ہے کہ ہو اس چیز کے واسطے جس پر اس کا کلام دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ محبت اس کی واسطے ذکر صفات رب کے دلالت کرتی ہے او پر صحیح ہونے اس کے اعتقاد کے اور کہا مارزی وغیرہ نے کہ محبت اللہ کے بندوں سے ارادہ کرنا اس کا ہے ان کے ثواب دینے کا اور بعض نے کہا کہ وہ نفس ثواب ہے اور کہا ابن تین نے کہ مخلوق کی اللہ سے محبت رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ ان کو نفع دے اور کہا قرطبی نے مفہم میں اللہ کا بندے سے محبت رکھنا قریب کرنا ہے اس کو اپنی طرف اور اس کا اکرام کرنا ہے اور نہیں ہے میل اور نہ غرض جیسے کہ بندے کی طرف سے ہے اور نہیں محبت بندے کی رب سے نفس ارادہ بلکہ وہ ایک چیز زائد ہے اس پر اور جب صحیح ہو فرق تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ محبوب ہے اپنے محبوبوں کا بنا بر حقیقت محبت کے اور کہا بیہقی نے کہ محبت اور بغض ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک صفات فعل سے ہے سو اس کی محبت کے معنی یہ ہیں کہ اس کا اکرام کرتا ہے جو اس سے محبت رکھے اور معنی اس کے بغض کے یہ ہیں کہ اس کی اہانت کرتا ہے۔ (فتح)

کہہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو جس کو پکارو گے بہتر ہوگا سو اس کے ہیں سب نام نیک یعنی یہ سب نام اللہ ہی کے ہیں جو کہہ کر پکارو بہتر ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿قُلْ اَدْعُوا اللَّهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْنَ فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾.

۶۸۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ وَأَبِي ظَبْيَانَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ.

۶۸۲۸- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ رحم کرے گا اللہ اس پر جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

فائدہ: یعنی ظالم پر جو لوگوں کو ناحق ستائے خواہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے اللہ کی رحمت نہ ہوگی اور اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزر چکی ہے۔

۶۸۲۹۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ اچانک آپ کی ایک بیٹی کا اپنی آپ کے پاس آیا آپ کو بلانے کو اس کے بیٹے کی طرف جو موت میں تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی نے آپ کو کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا مر رہا ہے آپ تشریف لائیں سو فرمایا کہ پھر جا اور اس کو خبر دے کہ بے شک اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو اس کو حکم کرنا کہ صبر کرے اور ثواب چاہے تو اس نے پھر اپنی کو بھیجا کہ وہ قسم دیتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس ضرور تشریف لائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے سولڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور اس کی جان حرکت کرتی تھی اور بے قرار تھی جیسے وہ محک میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! یہ کیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے بندوں کے دل میں ڈالا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ رحم کرتا ہے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر۔

۶۸۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عَثْمَانَ الْهَدَيْيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَسُولٌ إِحْدَى بَنَاتِهِ يَدْعُوهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَمَرَّهَا فَلْتَضِيرُ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَعَادَتِ الرَّسُولَ أَنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لِتَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عِبَادَةَ وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَقَعُّعُ كَأَنَّهَا فِي شَيْءٍ فَنَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا قَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنَ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی اس باب میں ثابت کرنا رحمت کا ہے اور وہ ذات کی صفات سے ہے سو رحمن وصف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی ذات کو موصوف کیا ہے اور وہ بغل گیر ہے رحمت کے معنی کو جیسے کہ بغل گیر ہے وصف اس کی ساتھ اس کے کہ وہ عالم ہے علم کے معنی کو اور سوائے اس کے اور مراد ساتھ رحمت اس کی کے اور ارادہ فائدہ پہنچانے کا ہے اس کو کہ اس کے علم میں پہلے لکھا گیا ہے کہ وہ اس کو فائدہ پہنچائے گا اور اس کے سب

نام رجوع کرتے ہیں ایک ذات کی طرف اگرچہ دلالت کرتا ہے ہر ایک ان میں سے ایک صفت پر اس کی صفات سے کہ خاص ہے اسم ساتھ دلالت کرنے کے اوپر اس کے اور بہر حال جو رحمت کہ اللہ نے بندوں کے دل میں ڈالی ہے تو وہ فعل کی صفات سے ہے بیان کیا اس کو ساتھ اس کے کہ اللہ نے اس کو اپنے بندوں کے دل میں پیدا کیا ہے اور وہ رقت اور نرمی کرنی ہے مرحوم پر اور اللہ تعالیٰ سبحانہ اس سے پاک ہے سو تاویل کی جائے گی اس کے ساتھ جو اس کے لائق ہے اور کہا ابن تین نے کہ رحمٰن اور رحیم مشتق ہیں رحمت سے اور بعض نے کہا کہ وہ رجوع کرتے ہیں طرف معنی ارادے کی سو اس کی رحمت ارادہ کرنا اس کا ہے کہ رحمت دے جس پر رحم کرے اور بعض نے کہا کہ دونوں اسم رجوع کرتے ہیں طرف عقاب اس شخص کی جو سزا کا مستحق ہو کہا خطابی نے کہ رحمٰن ماخوذ ہے رحمت سے معنی ہے مبالغہ پر اور اس کے معنی ہیں صاحب بڑی رحمت کا کہ نہیں ہے کوئی نظیر اس کی بیچ اس کے پس رحمٰن صاحب رحمت شاملہ کا ہے واسطے خلق کے اور رحیم فعیل ہے ساتھ معنی فاعل کے اور وہ خاص ہے ساتھ ایمانداروں کے اللہ نے فرمایا ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمٰن اور رحیم دونوں اسم رقیق ہیں ایک دوسرے سے زیادہ تر نرم ہے اور اسی طرح ہے مقاتل سے اور زیادہ کیا ہے کہ رحمٰن ساتھ معنی مترحم کے ہے اور رحیم ساتھ معنی رجوع کرنے والے کے ہے کہا خطابی نے کہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ رقت اللہ کی کسی صفت میں داخل ہو اور شاید کہ مراد ساتھ اس کے لطف اور مہربانی ہے اور اس کے معنی ہیں غموض یعنی چشم پوشی نہ پتلا دبلا ہونا جو جسموں کی صفتوں سے ہے، میں کہتا ہوں اور یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ثابت ہیں اور شاید رقیق کے بدلے رقیق ہے ساتھ فا کے اور قوت دی ہے اس کو یہی معنی نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مسلم نے روایت کی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کا پیدا کرنے والا ہے اور نرمی کو بہت پسند رکھتا ہے اور جو نرمی پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر نہیں دیتا پھر کہا رحمٰن خاص ہے تسمیہ میں عام ہے فعل میں اور رحیم عام ہے تسمیہ میں خاص ہے فعل میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ جو قسم کھائے ساتھ کسی نام کے اللہ کے ناموں سے مانند رحمٰن اور رحیم کے تو اس کی قسم منعقد ہو جاتی ہے وقد تقدم فی موضعہ اور اس پر کہ کافر جب اقرار کرے ساتھ وحدانیت رحمٰن کے مثلاً تو حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اس کے اور البتہ خاص کیا ہے اس سے حلیمی نے اس نام کو جس کے ساتھ اشتراک واقع ہو جیسا کہ طبعی علم والا کہے لا الہ الا المعی المصیت تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان یہاں تک کہ تصریح کرے ساتھ ایسے نام کی جس میں تاویل نہ ہو سکے اور اگر کہے جو منسوب ہے طرف تجسیم کی یہودیوں میں سے لا الہ الا الذی فی السماء تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان مگر یہ کہ عام لوگوں میں سے ہو تجسیم کے معنی کو نہ جانتا ہو سو کفایت کی جائے گی اس سے ساتھ اس کے جیسا کہ لوٹنی کے قصے میں ہے جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو مسلمان ہے اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ آسمان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دے کہ وہ

مسلمان ہے اور یہ صحیح مسلم میں ہے اور یہ کہ جو کہے لا الا الا الرحمن حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے مگر یہ کہ پہچانا جائے کہ وہ عناد سے کہتا ہے یا اللہ کے سوائے اور چیز کو رخصن کہتا ہے کہا حلیسی نے اور اگر یہودی کہے لا الہ الا اللہ تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان یہاں تک کہ اقرار کرے ساتھ اس کے کہ لیس کمثلہ شیء اور اگر کہے بت پرست لا الہ الا اللہ اور وہ گمان کرتا ہو کہ بت اس کو اللہ کی طرف قریب کرتا ہے تو نہیں ہوتا ہے وہ مسلمان یہاں تک کہ بیزار ہو بت پوجنے سے۔

تَقْبِيْهِ: ظاہر ہوتا ہے بخاری رضی اللہ عنہ کے تصرف سے کتاب التوحید میں کہ وہ بیان کرتا ہے حدیثوں کو جو وارد ہوئی ہیں صفات مقدسہ میں سو داخل کرتا ہے ان میں سے ہر حدیث ایک باب میں پھرتا سید کرتا ہے اس کی قرآن کی آیت سے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ اخبار احاد سے نکل کر حد تو اتر میں داخل ہو گئی ہیں بطریق تنزل اور تسلیم کے کہ اخبار احاد سے اعتقادات میں حجت پڑنا جائز نہیں اور یہ کہ جس نے اس سے انکار کیا اس نے قرآن اور سنت دونوں کی مخالفت کی اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے سچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے سلام بن ابی مطیع سے اور وہ بخاری رضی اللہ عنہ کا استاذ الاستاذ ہے کہ اس نے بدعتوں کو ذکر کیا سو کہا خرابی ان کو کس چیز سے انکار کرتے ہیں ان حدیثوں سے سو قسم ہے اللہ کی نہیں ہے حدیث میں کوئی چیز مگر قرآن میں ہے مثل اس کی یعنی سمع بصر نفس ہاتھ کلام استواء وغیرہ کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے اس ترجمے میں ساتھ اس آیت کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے سچ سبب نزول اس کے کی روایت کی ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پکارتے ہیں یا اللہ! یا رحمن! تو انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایک اللہ کے پکارنے کا حکم کرتا تھا اور حالانکہ خود اللہ کو پکارتا ہے سو یہ آیت اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کے بے شک میں ہی ہوں بہت
 روزی دینے والا زور آور مضبوط

فائدہ: بعض روایتوں میں ان اللہ الخ ہے موافق مشہور قراءت کے اور ثابت ہو چکی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قراءت موافق روایت باب کے کہا اہل تفسیر نے سچ موصوف ہونے اس کے ساتھ قوت کے معنی یہ ہیں کہ وہ قادر بڑی قدرت والا ہے ہر چیز پر۔

۶۸۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۶۸۳۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایذا سن کے اللہ سے زیادہ ترکوئی صبر کرنے والا اور غصے کو روکنے والا نہیں اس کے واسطے اولاد ٹھہراتے ہیں پھر بھی ان کافروں کو آرام میں رکھتا ہے اور

وَسَلَّمَ مَا أَحَدٌ أَبْصَرَ عَلَيَّ أَدَّى سَمِيعَهُ مِن
اللَّهِ يَدْعُونَ لَهُ الْوَالِدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ .
روزی دیتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ان کو روزی دیتا ہے کہا ابن بطلال نے کہ یہ باب شامل ہے اللہ کی دو صفتوں کو ایک صفت ذات کی ہے اور دوسری صفت فعل کی سورزق دینا فعل ہے اللہ تعالیٰ کے فعل سے سو وہ اس کے فعل کی صفتوں سے ہے اس واسطے کہ رازق چاہتا ہے کہ کوئی مرزوق ہو اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ تھا اور کوئی مرزوق نہ تھا اور جو چیز کہ پہلے نہ تھی پھر پیدا ہوئی تو وہ محدث ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ موصوف ہے ساتھ اس کے کہ وہ رازق ہے اور موصوف کیا اپنی ذات کو ساتھ اس کے خلق کے پیدا کرنے سے پہلے ان معنوں سے کہ وہ روزی دے گا جب کہ پیدا کرے گا مرزوق چیزوں کو اور قوت ذات کی صفتوں میں سے ہے اور قوت ساتھ معنی قدرت کے ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ازل سے قوت اور قدرت والا ہے اس کی قدرت ازل سے موجود اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے واجب کرتی ہے اس کے واسطے حکم قدرت والوں کا اور متین کے معنی ہیں قوی اور لغت میں اس کے معنی ہیں ثابت اور صحیح اور کہا بیہی نے کہ قوی پوری قدرت والے کو کہتے ہیں جس کی طرف کسی حال میں عجز منسوب نہ کیا جائے اور رجوع کرتے ہیں اس کے معنی طرف قدرت کی اور قادر وہ ہے جس کے واسطے قدرت شامل ہو اور قدرت اس کی ایک صفت ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور مقدر کہتے ہیں پوری قدرت والے کو جس پر کوئی چیز منع نہ ہو اور اس حدیث میں رو ہے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ وہ قادر ہے بنفسہ نہ ساتھ قدرت کے اس واسطے کہ قوت ساتھ معنی قدرت کے ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذُو الْقُوَّةِ﴾ اور گمان کیا ہے معتزلہ نے کہ مراد ساتھ قول اس کے ﴿ذُو الْقُوَّةِ﴾ شدید القوت ہے اور معنی اس کے موصوف ہونے میں ساتھ قوت کے یہ ہیں کہ وہ بڑی قدرت والا ہے سو جاری ہوا اپنے طریقے پر کہ قدرت صفت نفسی ہے برخلاف قول اہل سنت کے کہ وہ صفت قائم ہے ساتھ اس کے متعلق ہے ساتھ ہر مقدر کے اور اس کے غیر نے کہا کہ قدرت کا قدیم ہونا اور افاضہ رزق کا حادث ہونا دونوں آپس میں مخالف نہیں اس واسطے کہ حادث وہ تعلق ہے اور ہونا اللہ کا رازق مخلوق کا بعد وجود مخلوق کے نہیں مستلزم ہے تغیر کو سچ اس کے اس واسطے کہ تغیر تعلق میں ہے اس واسطے کہ اس کی قدرت نہ تھی متعلق ساتھ دینے رزق کے یعنی ازل میں بلکہ ساتھ ہونے اس کے کہ واقع ہوگی آئندہ میں پھر جب واقع ہوا دینا رزق کا تو تعلق پکڑا قدرت نے ساتھ اس کے بغیر اس کے کہ وہ صفت نفس الامر میں متغیر ہو اسی واسطے پیدا ہوا اختلاف کہ کیا قدرت ذات کی صفتوں سے ہے یا فعل کی صفتوں سے سو جس نے نظر کی اس کی طرف کہ اس کو قدرت ہے اوپر پیدا کرنے رزق کے تو اس نے کہا کہ وہ صفت ذات کی قدیم ہے اور جس نے تعلق قدرت کی طرف نظر کی اس نے کہا کہ وہ صفت فعل کی ہے اور نہیں ہے کوئی استحالہ سچ اس کے صفات فعلیہ اور اضافیہ میں برخلاف

صفات ذاتی کے اور حدیث میں اصبر اسم تفضیل ہے صبر سے اور اللہ کے نیک ناموں میں سے ہے صبور اور اس کے معنی ہیں وہ شخص جو نہ جلدی کرے نافرمانوں کی سزا میں اور وہ قریب ہے حلیم کے معنی سے اور حلیم بلیغ ہے سلامتی میں عقوبت سے اور مراد ساتھ ایذا کے ایذا اس کی پیغمبروں کی ہے اور نیک بندوں کی اس واسطے کہ مخلوق کی ایذا کا اللہ کے ساتھ متعلق ہونا محال ہے اس واسطے کہ وہ نقصان کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر نقصان سے اور نہیں تاخیر کرتا سزا کو جبراً بلکہ تفضل اور احسان سے اور رسولوں کو جھٹلانا بیچ نفی کرنے ان کے کے عورت اور اولاد کو اللہ سے ایذا دینا ہے ان کو مسنوب کی گئی یہ ایذا طرف اللہ کی واسطے مبالغہ کے بیچ انکار کرنے کے اوپر ان کے اور بڑا جاننے ان کے قول کے کہا ابن مسیر نے وجہ مطابقت آیت کی واسطے حدیث کے شامل ہونا اس کا ہے اوپر صفت رزق اور قوت کے جو دلالت کرنے والی ہے قدرت پر بہر حال رزق سو واضح ہے حضرت ﷺ کے قول سے کہ وہ ان کو روزی دیتا ہے اور بہر حال قوت سو حضرت کے اس قول سے ہے اصبر اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف قدرت کی ان کے ساتھ احسان کرنے پر باوجود بدی کرنے ان کے برخلاف مطیع آدمی کے کہ وہ نہیں قادر ہے احسان کرنے پر ساتھ بدی کرنے والے کے مگر جہت تکلف کرنے اس کے سے شرعاً اور سبب اس کا یہ ہے کہ خوف فوت کا باعث ہوتا ہے اس کو جلدی بدلہ لینے پر اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ قادر ہے اس پر کہ بدلہ لے حال میں اور مال میں نہیں عاجز کرتی ہے اس

کو کوئی چیز اور نہ اس سے فوت ہوتی ہے۔ (فتح)
 بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا﴾ وَ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ وَ ﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ﴾
 ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ﴾ وَ ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾
 قَالَ يَحْيَى الظَّاهِرُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا
 وَ الْبَاطِنُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ جانتا ہے غیب کو اور نہیں واقف کرتا اپنے غیب پر کسی کو اور اللہ ہی کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور اتارا اس کو اپنے علم سے اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہیں جنتی مگر اس کے علم سے اور اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا، کہا ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا یحییٰ نے کہ ظاہر ہے ہر چیز پر علم سے اور باطن ہے ہر چیز پر علم سے۔

فائدہ: پہلی دو آیتوں کا بیان تو پہلے ہو چکا ہے اور بہر حال تیسری آیت سو ظاہر دلیلوں سے ہے بیچ ثابت کرنے علم کے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور تحریف کی ہے اس کی معتزلی نے اپنے مذہب کی نصرت کے واسطے سو کہا کہ اتارا اس کو ملتبس اپنے علم خاص سے اور وہ تالیف کرنا اس کا ہے اوپر نظم اور اسلوب کے کہ عاجز ہے اس سے ہر بلیغ اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نظم عبارات کی نہیں ہے وہ نفس علم قدیم کا بلکہ وہ دلالت کرنے والی ہے اوپر اس کے اور نہیں ہے کوئی ضرورت طرف حمل کرنے کی غیر حقیقت پر جو اخبار ہے اللہ کے علم حقیقی سے اور وہ اللہ کی صفت ذاتی

ہے اور نیز معتزلی نے کہا کہ اتارا اس کو اپنے علم سے اور وہ عالم ہے سو تاویل کی اس نے علم کے ساتھ عالم کے واسطے بھاگنے کے اثبات علم سے اس کے واسطے یعنی وہ بھاگا ہے اس سے کہ اللہ کے واسطے علم ثابت نہ کرے باوجود اس کے کہ آیت اس کے ساتھ تصریح کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں گھیر سکتے اس کے علم میں سے کچھ مگر جو وہ چاہے اور پہلے گزر چکا ہے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے قصے میں کہ نہیں علم میرا اور تیرا اللہ کے علم کی نسبت اور بہر حال چوتھی آیت سو وہ پہلی آیت کی مثل ہے بیچ ثابت کرنے علم کے اور صریح تر ہے اور بہر حال پانچویں آیت سو کہا طبری نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سو بنا براس کے اس کی تقدیر یہ ہے کہ اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا کہا ابن بطلال نے کہ ان آیتوں میں ثابت کرنا ہے اللہ کے علم کا اور وہ اللہ کی ذات کی صفات سے ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ وہ عالم ہے بغیر علم کے پھر جب ثابت ہوا کہ اس کا علم قدیم ہے تو واجب ہوا تعلق اس کا ساتھ ہر معلوم کے حقیقۃً ان آیتوں کی دلالت سے اور ساتھ اس تقریر کے رد کیا جائے گا اوپر ان کے قدرت اور قوت اور حیات وغیرہ میں اور اس کے غیر نے کہا کہ ثابت ہوا کہ اللہ ارادہ کرنے والا ہے ساتھ دلیل تخصیص ممکنات کے ساتھ وجود اس چیز کے جو موجود ہے ممکنات سے بدلے اس کے عدم کے اور ساتھ عدم کرنے معدوم کے عوض اس کے وجود کے یا پھر ہوگا فعل اس کا اس کے واسطے ساتھ اس صفت کے کہ صحیح ہو اس سے تخصیص اور تقدیم اور تاخیر یا نہ اور برشق ثانی اگر ہو فاعل ان کے واسطے نہ ساتھ صفت مذکور کے تو لازم آئے گا صادر ہونا ممکنات کا اللہ سے یکبارگی بغیر تقدیم اور تاخیر اور تطویر کے اور البتہ لازم آئے گا قدیم ہونا ممکنات کا اس واسطے کہ تحلف کرنا مقتضی کا اپنے مقتضا ذاتی سے محال ہے سو اس سے لازم آئے گا کہ ممکن واجب ہو اور حادث قدیم ہو اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ وہ فاعل ہے اس صفت سے کہ صحیح ہے ساتھ اس کے تقدیم اور تاخیر پس یہ برہان ہے معقول کی اور بہر حال برہان منقول کی سو قرآن کی بہت آیتیں ہیں جیسے یہ قول اللہ کا ﴿إِنَّ رَبَّنَا لَمَعَ لَمَامًا يُبْدُ﴾ پھر فاعل مصنوعات کا خالق با اختیار ہوتا ہے متصف ساتھ علم اور قدرت کے اس واسطے کہ ارادہ اور وہ اختیار ہے مشروط ہے ساتھ علم بالمراد کے اور وجود مشروط کے بغیر شرط کے محال ہے اور اس واسطے کہ جو کسی چیز کا مختار ہو اگر وہ اس پر قادر نہ ہو تو دشوار ہوتا ہے اس پر صادر ہونا اس کی مراد کا اور جب معلوم ہوا مشاہدہ سے صادر ہونا مصنوعات کا فاعل مختار سے بغیر دشواری کے تو قطعاً معلوم ہو گیا کہ وہ قادر ہے اس کے پیدا کرنے پر و سیاقی مزید الکلام فی باب المشیئة اور کہا ابواسحاق اسفرائینی نے کہ معنی علیم کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے معلومات کو اور معنی خیر کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے جو ہوا پہلے اس سے کہ ہو اور معنی شہید کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے غائب کو جیسا کہ جانتا ہے حاضر کو اور معنی خصی کے یہ ہیں کہ نہیں باز رکھتی اس کو کثرت علم سے اور بیان کیا ہے بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَالْأَخْفَى﴾ کہا جانتا ہے جو چھپائے بندہ اپنے دل میں اور جو پوشیدہ ہے اس سے جس کو

آئندہ کرے گا اور یہ جو کہا ظاہر ہے ہر چیز پر ساتھ علم کے تو بعض نے کہا کہ معنی ظاہر باطن کے یہ ہیں کہ سب چیزوں کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور بعض نے کہا کہ ظاہر ہے دلائل سے اور باطن ہے اپنی ذات سے اور بعض نے کہا کہ ظاہر ہے ساتھ عقل کے باطن ہے ساتھ حسن کے اور بعض نے کہا کہ ظاہر کے معنی یہ ہیں کہ عالی ہے ہر چیز پر اور باطن وہ ہے جو ہر چیز کے باطن کو جانے اور شامل ہے قول اس کا کل شئیء اس کے علم کو جو ہوئی اور جو ہوگی بطور اجمال اور تفصیل کے اس واسطے کہ خالق سب مخلوقات کا باختیار متصف ہے ساتھ علم کے یعنی سب مخلوقات کو جانتا ہے اور ان پر قدرت رکھتا ہے اور بہر حال علم کا ہونا سواس واسطے ہے کہ اختیار مشروط ہے ساتھ علم کے اور نہیں پایا جاتا ہے مشروط بغیر شرط کے اور بہر حال ان پر قادر ہونا سواس واسطے کہ مختار شے کا اگر اس پر قادر نہ ہو تو البتہ دشوار ہوتی ہے مراد اس کی اور البتہ پائی گئی مخلوقات بغیر تعذر کے سو دلالت کی اس نے کہ وہ قادر ہے ان کے پیدا کرنے پر اور جب یہ مقرر ہو چکا تو نہ خاص کیا جائے گا علم اس کا بیچ تعلق ہونے اس کے ساتھ ایک معلوم کے سوائے دوسرے معلوم کے واسطے واجب ہونے قدم اس کے جو منافی ہے واسطے قبول تخصیص کے پس ثابت ہوا کہ وہ جانتا ہے کلیات کو اس واسطے کہ وہ معلومات ہیں اور جزئیات کو بھی اس واسطے کہ وہ بھی معلوم ہیں اور اس واسطے کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے پیدا کرنے جزئیات کے اور ارادہ کرنا کسی چیز معین کا بطور اثبات کے ہو یا نفی کے مشروط ہے ساتھ علم کے ساتھ اس مراد جزئی کے سو جانتا ہے مرئی چیزوں کو جو نظر آتی ہیں دیکھنے والوں کو اور دیکھنے ان کے کو ان کے واسطے ساتھ وجہ خاص کے اور اسی طرح تمام سنی گئی اور پائی گئی چیزوں کو واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے بداہت سے کہ اس کے واسطے کمال کا ہونا واجب ہے اور ضد ان صفتوں کی نقص ہے اور نقص اللہ پر محال ہے سبحانہ وتعالیٰ اور اس قدر کافی ہے دلائل عقلیہ سے اور گمراہ ہوا جس نے گمان کیا فلاسفہ سے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے جزئیات کو ساتھ وجہ کلی کے نہ بطور جزئی کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ امور فاسدہ کے ان میں سے ایک یہ ہے کہ پہنچاتا ہے محال کو اور وہ متغیر ہونا علم کا ہے اس واسطے کہ جزئیات زمانی ہیں متغیر ہوتی ہیں ساتھ متغیر ہونے زمانے اور احوال کے اور علم تابع ہے معلومات کی ثبات میں اور تغیر میں پس لازم آئے گا متغیر ہونا اس کے علم کا اور علم اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے سو ہوگی ذات اس کی محل واسطے حوادث کے اور یہ محال ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ تغیر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے احوال اضافیہ میں اور اس کی مثال مثل ایک مرد کے ہے جو ستون کے دائیں طرف کھڑا ہوا پھر اس کی بائیں طرف کھڑا ہوا پھر اس کے آگے کھڑا ہوا پھر اس کے پیچھے سو مرد ہی ہے جو متغیر ہوتا ہے اور وہ ستون بحال خود قائم ہے سو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے جس حال پر ہم کل تھے اور جس پر اب ہیں اور جس پر آئندہ دن کو ہوں گے اور نہیں ہے یہ خبر اس کے علم کے متغیر ہونے سے بلکہ تغیر جاری ہے ہمارے احوال پر اور اللہ تعالیٰ عالم ہے ہر حال میں ایک دستور پر اور بہر حال سمعی دلائل سو قرآن عظیم پر ہے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی ہم

نے مثل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ اور کہا ﴿لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ﴾ وَقَالَ تَعَالَى ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ﴾ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنَ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظِلْمِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ اور اسی نکتہ کے لیے وارد کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیچ چابیوں غیب کے پھر ذکر کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی مختصر اور قول اس کا اس میں کہ جو تجھ سے بیان کہ محمد ﷺ غیب کو جانتا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور حالانکہ فرمایا کہ نہیں جانتا غیب کی بات کو مگر اللہ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت ﷺ غیب کو جانتے ہیں جو کل ہوگا تو اس نے جھوٹ کہا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ یعنی نہیں جانتا کوئی جی کہ کل کو کیا کمائے گا اور ذکر کرنا اس آیت کا مناسب تر ہے اس باب میں اس واسطے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے موافق ہے لیکن بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اختیار کیا ہے اشارے کو صریح عبارت پر اور مغازی ابن اسحاق میں واقع ہوا ہے کہ حضرت ﷺ کی اونٹنی گم ہوئی تو زید بن لصیٹ نے کہا کہ گمان کرتا ہے محمد ﷺ کہ وہ پیغمبر ہے اور تم کو آسمان کی خبر دیتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد ایسا کہتا ہے اور تم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا مگر جو اللہ مجھ کو معلوم کروائے اور البتہ اللہ نے مجھ کو اس کا پتہ بتلایا ہے کہ وہ پہاڑ کے فلانے درے میں ہے سو اصحاب گئے اور اس کو لائے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں غیب کو نہیں جانتا مگر جو اللہ مجھ کو بتلا دے اور یہ مطابق ہے اللہ کے اس قول کے ﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ الْآيَةُ یعنی نہیں اطلاع دیتا اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو چاہے رسول سے اور اختلاف ہے کہ اس میں غیب سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ وہ اپنے عموم پر ہے یعنی ہر چھپی چیز اور بعض نے کہا کہ وہ چیز ہے جو خاص وحی کے ساتھ متعلق ہے اور بعض نے کہا کہ جو علم قیامت کے ساتھ متعلق ہے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہا رخصری نے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر باطل کرنے کرامت کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے غیب پر اطلاع دینا پیغمبروں کے ساتھ خاص کیا ہے جو مرتضیٰ ہوں اور کہا ابن نمیر نے کہ دعویٰ رخصری کا عام ہے اور اس کی دلیل خاص ہے سو دعویٰ اس کا منع کرنا سب کرامتوں کا ہے اور دلیل احتمال رکھتی ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے اس میں مگر نفی اطلاع کی غیب پر برخلاف تمام کرامتوں کے اور اس کا تمام یہ ہے کہ کہا جائے کہ مراد ساتھ اطلاع دینے کے غیب پر علم ہے اس چیز کا جو آئندہ واقع ہوگی پہلے اس سے کہ واقع ہو اس کی تفصیل پر سو نہ داخل ہوگا اس میں جو ظاہر ہوتا ہے ان کے واسطے غیبی چیزوں سے اور جو واقع ہوتا ہے ان کے واسطے خارق عادت سے جیسے پانی پر چلنا اور بعید مسافت کو تھوڑی مدت میں طے کرنا اور

مانند اس کے اور جزم کیا ہے استاد ابواسحاق نے کہ ولیوں کی کرامت پیغمبروں کے معجزے کے مشابہ نہیں ہوتی اور ابن فورک نے کہا کہ پیغمبروں کو حکم ہے معجزوں کے ظاہر کرنے کا اور ولی پر واجب ہے کہ کرامت کو چھپائے کسی کے آگے ظاہر نہ کرے اور پیغمبر کو معجزے کا یقین ہوتا ہے اور قطع برخلاف ولی کے کہ وہ نہیں ہے نذر استدرج سے اور اس آیت میں رد ہے نجومیوں پر اور ہر اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مطلع ہوتا ہے اس چیز پر جو آئندہ واقع ہوگی زندہ ہونے سے یا مرنے سے یا سوائے اس کے اس واسطے کہ وہ جھوٹا جانے والا ہے قرآن کو اور وہ بعید تر ہیں ارتضا سے باوجود اس کے کہ پیغمبری کی صفت بھی ان میں نہیں ہے۔ (فتح)

۶۸۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کیا کم کرتے ہیں پیٹ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا سوائے اللہ کے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے۔

۶۸۳۱۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي عَيْدٍ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ.

فائدہ: اختلاف ہے کہ کم و بیش ہونے سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے پیدائش سے اور جو زیادہ ہوتا ہے اس میں اور بعض نے کہا جو کم ہوتا ہے نو مہینوں سے حمل میں اور جو زیادہ ہوتا ہے نفاس میں ساٹھ روز تک اور بعض نے کہا جو کم ہوتا ہے ساتھ ظاہر ہونے حیض کے حمل میں ساتھ ناقص ہونے بچے کے اور جو زیادہ ہوتا ہے نو مہینوں سے بقدر اس کے کہ اس کو حیض ہو اور بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے حمل میں ساتھ بند ہونے حیض کے اور جو زیادہ ہوتا ہے ساتھ خون نفاس کے بعد وضع کے اور بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے اولاد سے پہلے اور جو زیادہ ہوتا ہے پیچھے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ استعارہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کے واسطے چابیوں کو واسطے پیروی کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ ناسخ ہے ساتھ اس کے قرآن کریم ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ﴾ اور تا کہ قریب ہو سمجھنا اس کا سامع پر اس واسطے کہ نہیں شمار کر سکتا ہے غیب کے امروں کو مگر جو ان کو جانتا ہو اور قریب تر چیز جس سے غیب پر اطلاع ہوتی ہے دروازے ہیں اور چابی آسان تر چیز ہے دروازہ کھولنے کے واسطے اور جب کہ آسان تر چیز کی جگہ پہچانی نہیں جاتی تو جو اس سے اوپر ہو وہ لائق تر ہے کہ نہ پہچانی جائے اور مراد ساتھ نفی علم کے حقیقی غیب سے

ہے یعنی حقیقی غیب کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اس واسطے کہ بعض غیب چیز کے واسطے اسباب ہیں کہ استدلال کیا جاتا ہے ان سے اور اس کے لیکن یہ غیب حقیقی نہیں سو چونکہ تمام چیز جو موجود میں ہے اس کے علم میں محصر ہے تو تشبیہ دی حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ اس چیز کے جو خزانے میں ہو پھر چابی کو اس کے واسطے استعارہ کیا اور وہ مثل اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی چیز مگر کہ ہمارے نزدیک اس کا خزانہ ہے اور یہ جو کہا کہ پانچ چابیاں ہیں تو پانچ کے ٹھہرانے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تمام عالم ان پانچ چیزوں میں بند ہے سو یہ جو کہا کہ جو پیٹ کم کرتے ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو زیادہ ہوتی ہے جان میں اور جو کم ہوتی ہے اور خاص کیا رحم کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ اکثر لوگ اس کو عادت سے پہچانتے ہیں اور باوجود اس کی نفی کے کہ کوئی اس کی حقیقت کو نہیں پہچانتا تو جو اس کے سوائے ہے وہ بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا اور یہ جو کہا کہ کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا تو یہ اشارہ ہے طرف امور عالم علوی کے اور خاص کیا مینہ کو باوجود اس کے کہ اس کے واسطے اسباب ہیں کہ کبھی استدلال کیا جاتا ہے ساتھ جاری ہونے عادت کے اوپر واقع ہونے اس کے لیکن وہ بغیر تحقیق کے ہے اور یہ جو کہا کہ کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا تو اس میں اشارہ ہے طرف امور عالم پستی کے باوجود اس کے کہ اکثر لوگوں کی عادت یہ ہے کہ اپنے شہر میں مرتے ہیں لیکن یہ ہفتیہ نہیں بلکہ اگر اپنے شہر میں مرتے تو بھی نہیں جانتا کہ کس جگہ میں دفن ہوگا اگرچہ وہاں اس کے بڑوں کا کوئی مقبرہ ہو بلکہ اگرچہ اس نے اپنے واسطے کوئی قبر تیار کر رکھی ہو اور یہ جو فرمایا کہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے تو اس میں اشارہ ہے طرف انواع زمانے کے اور جو اس میں ہے حوادث سے اور تعبیر کی لفظ کل سے اس واسطے کہ کل کا دن سب زمانوں میں قریب تر ہے اور جب نہیں جانتا کوئی کہ کل کیا ہوگا باوجود قریب ہونے اس کے اور باوجود ممکن ہونے امارت اور علامت کے تو جو زمانہ کہ اس کے بعد ہے اس کا حال بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے تو اس میں اشارہ ہے طرف علوم آخرت کی اس واسطے کہ قیامت کا دن اول ہے آخرت کا اور جب قریب تر چیز کے علم کی نفی کی تو جو اس کے بعد ہے وہ بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا سو جمع کیا اس آیت نے غیب کی سب قسموں کو اور دور کیا تمام فاسد دعویٰ کو اور البتہ بیان کیا ہے اللہ نے دوسری آیت میں کہ نہیں مطلع کرتا اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مگر جس پیغمبر سے راضی ہوا کہ اطلاع کسی چیز پر ان امروں سے نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ (فتح)

۶۸۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو تجھ سے

بیان کرے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو البتہ اس نے جھوٹ کہا اور حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ نہیں پاسکتی ہیں اس کو آنکھیں اور جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت ﷺ غیب

۶۸۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ
مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کو جانتے ہیں تو وہ جھوٹا ہے اور حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ کوئی نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ کے۔

وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَّبَ وَهُوَ يَقُولُ
 ﴿لَا تَدْرِكُهُ الْآبْصَارُ﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ
 يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَّبَ وَهُوَ يَقُولُ لَا
 يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ
 بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿السَّلَامُ
 الْمُؤْمِنِ﴾

باب ہے اللہ نے فرمایا کہ اللہ سلام اور مومن ہے

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ غرض اس کی اس باب سے ثابت کرنا ناموں کا ہے اللہ کے ناموں سے پھر ذکر کیا اس کے بعد جو وارد ہوا ہے ان کے معنوں میں اور اس میں نظر ہے ہم نے مانا لیکن وظیفہ شارح کا یہ ہے کہ بیان کرے وجہ تخصیص ان تین ناموں کی ساتھ ذکر کے سوائے غیر ان کے اور مفرد کرنا ان کا ترجمہ میں اور ممکن ہے کہ ارادہ کیا ہو ساتھ اس قدر کے سب تینوں آیتوں کو جو سورہ حشر کے اخیر میں مذکور ہیں اس واسطے کہ وہ ختم ہوئی ہیں ساتھ قول اس کے ﴿لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى﴾ اور سورہ اعراف میں فرمایا ﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا﴾ سو گویا کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے بعد ثابت کرنے حقیقت قدرت اور قوت اور علم کے اشارہ کیا اس طرف کہ صفات سمعیہ نہیں محصور ہیں عدد معین میں ساتھ دلیل آیت مذکور کے یا مراد اس کی اشارہ کرنا ہے طرف ان اسموں کی کہ نام رکھا جاتا ہے ساتھ ان کے اللہ تعالیٰ اور باوجود اس کے ان ناموں کا اطلاق مخلوق پر آتا ہے سو ثابت ہو چکا ہے قرآن اور حدیث میں کہ سلام اللہ کے ناموں میں سے ہے اور باوجود اس کے اطلاق کیا گیا ہے اس تحفے پر جو مسلمانوں کے درمیان جاری ہے یعنی السلام علیکم اور مومن اللہ کو بھی کہا جاتا ہے اور ایمان دار کو بھی مومن کہا جاتا ہے اور یہ دونوں نام اس آیت میں اکٹھے واقع ہوئے ہیں سو مناسب ہوا کہ دونوں کو ایک باب میں ذکر کرے اور کہا اہل علم نے کہ سلام کے معنی اللہ کے حق میں وہ ہے جو سلام رکھے مسلمانوں کو اپنے عذاب سے اور مومن کے بھی یہی معنی ہیں اور بعض نے کہا کہ سلام کے معنی ہیں جو سلامت ہو ہر نقص سے اور پاک ہو ہر آفت اور عیب سے پس یہ صفت سلبی ہے اور بعض نے کہا کہ سلام کرنے والا اپنے بندوں کو پس یہ صفت کلامی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ جو سلامت رکھے خلق کو اپنے ظلم سے اور بعض نے کہا کہ اسی کی طرف سے ہے سلامتی اس کے بندوں کے واسطے سو وہ صفت فعلی ہے اور بعض نے کہا مومن وہ ہے جو اپنے آپ کی تصدیق کرے اور اپنے دوستوں کو سچا کرے اور اس کی تصدیق جانا اس کا ہے کہ وہ سچا ہے اور وہ سچے ہیں اور بعض نے کہا کہ پیدا کرنے والا امن کا یا بخشنے والا امن کا اور بعض نے کہا کہ پیدا کرنے والا اطمینان کا دل میں اور ایک روایت میں مبہمن کا لفظ زیادہ ہے اور اس کے معنی ہیں جو نہ کم کرے مطیع کو اس کے ثواب سے کچھ اگرچہ بہت ہو اور نہ زیادہ کرے نافرمان کو عذاب اس پر جس کا وہ مستحق ہو۔ (فتح)

۶۸۳۳۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے تھے اللہ کو سلام یعنی التحیات میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ ہی ہے سلام یعنی اس طرح نہ کہا کرو بلکہ یوں کہا کرو کہ زبان کی سب عبادتیں اور بدن کی سب عبادتیں اور مال کی سب عبادتیں صرف اللہ ہی کے واسطے ہیں سلام تجھ کو اے پیغمبر اور اللہ کی رحمت اور برکت سلام ہے ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندہ ہے اللہ کا اور اس کا رسول ہے۔

۶۸۳۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقُولُ السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ وَلَكِنْ قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ بادشاہ ہے آدمیوں کا اس باب میں داخل ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حضرت ﷺ سے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ فِيهِ ابْنُ عَمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: کہا بیہوشی نے کہ ملک اور مالک وہ خاص ملک ہے اور اس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے حق میں جو قادر ہو پیدا کرنے پر اور وہ صفت ہے کہ وہ اس کا مستحق ہے اپنی ذات کے واسطے اور کہا راغب نے کہ ملک وہ متصف ہے ساتھ امر اور نبی کے اور یہ خاص کیا گیا ہے ساتھ بولنے والوں کے اسی واسطے کہا ملک الناس یعنی مالک ہے آدمیوں کا اور نہیں کہا گیا مالک چیزوں کا اور یہ جو کہا مالک یوم الدین تو اس کی تقدیر یہ ہے بادشاہ ہے قیامت کے دن میں اس واسطے کہ دوسری جگہ فرمایا لمن الملک الیوم اور احتمال ہے کہ خاص کیا ہو آدمیوں کو ساتھ ذکر کر کے ملک الناس میں اس واسطے کہ مخلوقات میں سے بعض چیزیں بڑھنے والی ہیں اور بعض جماد یعنی بے جان ہیں اور بڑھنے والی چیزیں بعض چپ رہنے والی ہیں اور بعض بولنے والی ہیں اور بولنے والی چیزوں میں بعض چیزیں کلام کرنے والی ہیں اور بعض نہیں سو عمدہ سب میں وہ چیزیں ہیں جو کلام کرنے والی ہیں یعنی آدمی اور جن اور فرشتے اور جو چیزیں ان کے سوا ہے جائز ہے داخل ہونا اس کا ان کے قبضے اور تصرف میں اور جب آیت میں مراد وہ چیزیں ہیں جو کلام کرنے والی ہیں تو جس کے وہ مالک ہیں وہ بھی اسی کے ملک میں ہے جو ان کا مالک ہے تو ہوگا یہ حکم میں اس چیز کے جیسے کہا بادشاہ ہے ہر چیز کا باوجود تنبیہ کرنے کے ساتھ ذکر اشرف کے۔ (فتح) اور مراد ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے وہ ہے جو آئندہ آئے۔

گی بیچ باب لما خلقت بیدی۔

۶۸۳۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ هُوَ ابْنُ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِمِيمِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ مِثْلَهُ.

۶۸۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قبضے میں کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ اور کہا شعیب اور زبیدی اور ابن مسافر اور اسحاق نے زہری سے ابوسلمہ سے یعنی اختلاف ہے ابن شہاب زہری پر اس کے شیخ نے سو کہا یونس نے کہ وہ سعید ہے اور باقی لوگوں نے کہا کہ وہ ابوسلمہ ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطلان نے قول اللہ تعالیٰ کا ملک الناس داخل ہے بیچ معنی التحيات اللہ کے یعنی ملک اللہ کا ہے اور گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ کہیں التحيات اللہ واسطے بجالانے حکم اپنے رب کے ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ﴾ اور اللہ نے جو اپنی ذات کو وصف کیا ساتھ ملک الناس کے تو اس میں دو وجہ سے احتمال ہے ایک یہ کہ ہوساتھ معنی قدرت کے سو ہوگی صفت ذات کی اور یہ کہ ہوساتھ معنی قہر کے اور پھیرنے کے اس سے جو ارادہ کرتے ہیں پس ہوگی صفت فعل کی اور حدیث میں ثابت کرتا ہے دائیں ہاتھ کا صفت اللہ تعالیٰ کی واسطے اس کی ذات کے صفتوں سے اور نہیں مراد ہے اس سے جارحہ برخلاف جسمیہ کے اور اس نے ترجمہ اور حدیث کے درمیان توفیق نہیں دی اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف جو اس کے استاد نعیم بن حماد نے کہا کہ کہا جاتا ہے جسمیہ سے کہ خبر دو ہم کو قول اللہ تعالیٰ کے سے بعد فنا ہونے خلقت کے کہ اللہ فرمائے گا کہ آج کس کی بادشاہی ہے؟ سو کوئی اس کو جواب نہ دے گا پھر خود ہی اس کا جواب دے گا ﴿لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ اور یہ بعد قطع ہونے اور موقوف ہونے اس کی خلق کی کلام کے ہے ان کی موت کے سبب سو کیا یہ مخلوق ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ اللہ پیدا کرتا ہے کلام کو پس سنا تا ہے جس کو چاہتا ہے ساتھ اس کے کہ جس وقت میں اللہ فرمائے گا آج کس کی بادشاہی ہے اس وقت مخلوق زندہ نہ ہوگی سو اپنے آپ کو آپ جواب دے گا سو فرمائے گا ﴿لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ یعنی کہے گا کہ آج بادشاہی اللہ ہی کی ہے جو ایک ہے اور بہت قاہر پس ثابت ہوا کہ وہ اس کے ساتھ کلام کرتا ہے اور اس کا کلام کرنا اس کی ذات کی صفت سے ہے سو وہ غیر مخلوق ہے اور ہشام ابن عبید رازی نے

کہا کہ نہیں شک کرتا کوئی کہ بے شک یہ کلام اللہ کا ہے اور نہیں وحی کرے گا طرف کسی کی اس واسطے کہ اس وقت کوئی روح باقی نہ رہے گی مگر کہ اس نے موت چکھی ہوگی اور اللہ ہی ہے کہنے والا اس بات کا اور وہی ہے جواب دینے والا اپنے آپ کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ ﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ﴾

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے اور وہ غالب ہے حکمت والا تیرا رب پاک ہے عزت والا اور اللہ کے واسطے ہے عزت اور اس کے پیغمبر کے۔

فائدہ: بہر حال پہلی آیت سو بہت سورتوں میں واقع ہوئی ہے اور بہر حال دوسری آیت سو اس میں منسوب کیا ہے عزت کو طرف ربوبیت کی اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ قہر اور غلبہ ہے اور احتمال ہے کہ اضافت اختصاص کے واسطے ہو گیا کہ کہا گیا کہ ذوالعزت یعنی عزت والا اور یہ کہ وہ ذات کی صفت ہے اور احتمال ہے کہ عزت سے مراد اس جگہ وہ عزت ہو جو کائن ہے درمیان خلق کے اور حالانکہ وہ مخلوق ہے سو ہوگی صفت فعل کی بنا بر اس کے رب ساتھ معنی خالق کے ہے اور تعریف عزت میں جنس کے واسطے ہے سو جب عزت سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوئی تو نہیں صحیح ہے کہ ہو کوئی عزت دیا گیا مگر ساتھ اس کے اور نہیں ہے عزت کسی کے واسطے مگر کہ وہی اس کا مالک ہے اور بہر حال تیسری آیت سو پہچانا جاتا ہے حکم اس کا دوسری سے اور وہ ساتھ معنی غلبے کے ہے اس واسطے کہ وہ اس کے جواب میں آئی ہے جس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہی ہے عزت والا اور جو اس کا مخالف ہے وہ ذلیل تر ہے سو رد کیا اس پر ساتھ اس کے کہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول کے واسطے ہے اور مسلمانوں کے واسطے۔ (فتح)

وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَصِفَاتِهِ

اور جو قسم کھاتا ہے اللہ کی عزت اور اس کی صفات سے

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ عزیز بغض گیر ہے عزت کو اور عزت احتمال ہے کہ ہو صفت ذات کی ساتھ معنی قدرت اور عظمت کے اور احتمال ہے کہ ہو صفت فعل کی ساتھ معنی قہر کے اپنی مخلوق پر یعنی اپنی مخلوق پر غالب ہے اور اسی واسطے صحیح ہے اضافت نام اس کے کی طرف اس کی اور ظاہر ہوگا فرق درمیان اس کے جو قسم کھائے ساتھ عزت اللہ کے جو اس کی ذات کی صفت ہے اور جو قسم کھائے ساتھ عزت اس کی کے جو اس کے فعل کی صفت ہے ساتھ اس کے کہ پہلے قسم میں حانث ہو جاتا ہے اور دوسری میں حانث نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ قسم کھانا منع ہے جیسا کہ منع کیا گیا ہے قسم کھانا ساتھ حق آسمان کے اور حق زید کے۔ میں کہتا ہوں اگر مطلق عزت کی قسم کھائے تو وہ منصرف ہوتی ہے طرف صفت ذات کی اور منعقد ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ ارادہ کرے خلاف اس کے کا ساتھ دلیل احادیث باب کے اور کہا راغب نے کہ عزیز وہ ہے جو قہر کرے اور نہ قہر کیا گیا اس واسطے کہ جو عزت کہ اللہ کے واسطے ہے وہی ہے دائم اور باقی اور وہی ہے عزت حقیقی جو مدوح ہے اور کبھی استعارہ کی جاتی ہے حمیت اور الفت کے واسطے سو موصوف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کافر اور فاسق

اور وہ صفت مذموم ہے اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ﴾ اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ارادہ کرے کہ باعزت ہو تو چاہیے کہ کمائے عزت کو اللہ سے اس واسطے کہ عزت اللہ ہی کے واسطے ہے اور نہیں حاصل ہوتی ہے مگر اللہ کی فرمانبرداری سے اور اسی واسطے ثابت کیا ہے اس کو اپنے رسول کے واسطے اور مسلمانوں کے واسطے اور کبھی وارد ہوتی ہے عزت ساتھ معنی صعوبت کے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ اور ساتھ معنی غلبے کے اور کہا بیہقی نے کہ عزت ساتھ معنی قوت کے ہے سوراجع ہے طرف معنی قدرت کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ باب کے ثابت کرنا عزت کا ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے تاکہ رد کرے اس پر جو کہتا ہے کہ وہ عزیز ہے بغیر عزت کے یہ قول معتزلہ کا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ جَهَنَّمُ قَطُّ وَعِزَّتِكَ فَأُدَّ: یہ حدیث پوری مع اپنی شرح کے تفسیر سورہ ق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے نقل کیا دوزخ سے کہ وہ اللہ کی عزت کی قسم کھائے گی اور حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا پس حاصل ہوگی مراد برابر ہے کہ ہیئت وہی ناطق ہو یا جو اس پر موکل ہیں وہ ناطق ہوں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقِي رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ اضْرَفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ ذَلِكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالِهِ

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک مرد باقی رہے گا جو سب دوزخیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا سو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میرا منہ آگ کی طرف سے پھیر دے قسم ہے تیری عزت کی کہ میں تجھ سے اس کے سوائے اور کچھ نہیں مانگتا، ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے واسطے ہے جو تو نے مانگا اور دس گنا اور بھی۔

فَأُدَّ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول اس کا ہے کہ اس نے کہا قسم ہے تیری عزت کی۔

وَقَالَ أَيُّوبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرِّكَتِكَ

اور کہا ایوب علیہ السلام نے اور مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ تیری برکت اور عنایت کی چیز سے مجھ کو بے پروا ہی نہیں

فَأُدَّ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور وجد دلالت کی ایمان والذکور میں گزری اور واقع

ہوا ہے حاکم کی روایت میں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو صحت دی تو اس پر سونے کی ٹڈیوں کا مینہ برسا۔

۶۸۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ کہتے تھے میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی نہیں لائق بندگی کے مگر تو جو کبھی نہیں مرے گا اور جن اور آدمی مرجائیں گے۔

۶۸۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجَنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ.

فائدہ: عائد موصول کے واسطے محذوف ہے پس حاصل ہوگا ارتباط اور یہ جو کہا کہ جن اور آدمی مرجائیں گے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فرشتے نہیں مریں گے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ وہ مفہوم لقب کا ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں اور نیز معارض ہے اس کو جو قوی تر ہے اس سے وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾۔

www.KitaboSunnat.com

۶۸۳۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ہمیشہ دوزخ میں کافروں کو ڈالا کریں گے اور کہا کرے گی کیا سمجھ اور بھی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم (بے مثل) اس میں رکھے گا تو وہ آپس میں سمٹ جائے گی پھر کہے گی بس بس مجھ کو تیری عزت اور کرم کی قسم ہے اور ہمیشہ رہے گی بہشت باقی یعنی اس میں بہت جگہ باقی رہے گی یہاں تک کہ اللہ اس کے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا سو جگہ دے گا ان کو باقی بہشت میں۔

۶۸۳۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقَى فِي النَّارِ حِ و قَالَ لِي حَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ مُعْتَمِرٍ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقَى فِيهَا ﴿وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعَالَمِينَ قَدَمَهُ فَيَنْزَوِي بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُولُ قَدْ قَدَّ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا تَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتَّى يُبْشِيَ اللَّهُ لَهَا خَلْقًا فَيَسْكِبُهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ ق کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے حلف کرنا

ساتھ کرم اللہ کے جیسا کہ جائز ہے حلف کرنا ساتھ عزت اللہ کے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ﴾
باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ وہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ساتھ حق کے

فائدہ: شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمے کے اس چیز کی طرف جو اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوئی ہے کہ معنی قول اس کے بالحق یعنی ساتھ کلمہ حق کے اور وہ قول اس کا ہے کن اور واقع ہوا ہے باب کی حدیث کے اول میں قولہ الحق سو شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مراد ساتھ قول کے کلمہ ہے اور وہ کن ہے واللہ اعلم اور کہا ابن تیم نے کہ اس کے معنی ہیں بہ سبب حق کے اور کہا ابن بطلال نے کہ مراد ساتھ حق کے اس جگہ ضد ہزل کے ہے اور مراد ساتھ حق کے اسمائے حسنیٰ ہیں موجود ثابت ہے جو نہ زائل ہونہ متغیر ہو اور جو اعتقاد کہ نفس الامر کے مطابق ہو اس کو بھی حق کہتے ہیں اور فعل پر بھی حق بولا جاتا ہے جو واقع کے مطابق ہو اور اطلاق کیا جاتا ہے اوپر واجب اور لازم اور ثابت اور جائز کے اور نقل کیا ہے بیہقی نے حلیمی سے کہ حق وہ ہے کہ نہ جائز ہو انکار اس کا اور لازم ہو اثبات اس کا اور اعتراف ساتھ اس کے اور وجود باری کا لائق تر ہے جس کے ساتھ اعتراف کرنا واجب ہے اور نہیں جائز ہے انکار اس کا اس واسطے کہ جتنی دلیلیں روشن کہ اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہیں کسی پر نہیں دلالت کرتیں۔

۶۸۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رات کو یہ دعا پڑھتے تھے الہی! تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی رب ہے آسمانوں اور زمین کا تھانے والا اور جو ان کے درمیان ہے تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی ہے آسمانوں اور زمین کا روشن کرنے والا تیرا قول سچ ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیرا ملنا سچ ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے الہی! میں تیرا تابع دار ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں سو بخش دے جو میں نے آگے کیا اور پیچھے کیا اور جس کو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا تو ہی ہے میرا اللہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے تیرے۔

۶۸۳۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو مِنَ اللَّيْلِ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْحِجَةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أُنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا

أَخْرَتْ وَأَسْرَرَتْ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا
إِلَهَ لِي غَيْرُكَ.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے یہ جو کہا کہ آسمانوں اور زمین کا یعنی پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور قول اس کا بالحق پیدا کیا ان کو ساتھ حق کے یعنی نہ بے فائدہ۔

حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بِهِذَا
سَفْيَانُ نَعَى فِي طَرَحِ بَيَانِ كَيْفَا أَوْ كَيْفَا: تَوْحَاتٍ هِيَ وَأُورِ تِيرِي بَات
وَقَالَ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ.
حق ہے۔

فائدہ: یعنی اشارہ کیا ہے اس طرف کہ ساقط ہوا ہے قبیصہ کی روایت سے قول اس کا انت الحق اس واسطے کہ اس کے اول میں ہے تو لک الحق اور ثابت ہوا ہے قول اس کا انت الحق ثابت بن محمد کی روایت میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَكَانَ اللَّهُ
سَمِيعًا بَصِيرًا﴾.
اللہ نے فرمایا کہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ غرض بخاری رضی اللہ عنہ کی اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو قائل ہے کہ معنی سمیع بصیر کے علم ہیں اور لازم آتا ہے اس پر یہ کہ برابر کرے اس کو ساتھ اندھے کے جو جانتا ہے کہ آسمان سبز ہے اور حالانکہ اس کو آسمان نظر نہیں آتا اور ساتھ بہرے کے جو جانتا ہے کہ آدمیوں میں آواز ہیں اور ان کو نہیں سنتا اور نہیں کوئی شک ہے کہ جو سنے اور دیکھے وہ زیادہ تر داخل ہونے والا ہے صفت کمال میں اس شخص سے جس میں صرف ایک وصف دونوں میں سے پائی جائے پس صحیح ہوا کہ قول اس کا سمیعاً بصیراً فائدہ دیتا ہے قدر زائد کا اوپر علم ہونے اس کے اور قول اس کا سمیعاً بصیراً بغل گیر ہے اس کو کہ وہ سنتا ہے کان سے اور دیکھتا ہے آنکھ سے جیسا کہ بغل گیر ہے ہونا اس کا علم اس کو کہ وہ عالم ہے علم سے اور نہیں ہے کوئی فرق درمیان ثابت کرنے کے کہ وہ سمیع بصیر ہے اور درمیان اس کے کہ وہ سمع بصر یعنی کان آنکھ والا ہے اور یہ قول ہے سب اہل سنت کا اور حجت پکڑی ہے معتزلی نے ساتھ اس کے کہ سنتا پیدا ہوتا ہے پہنچنے ہوا کے سے جو مسموع ہے طرف پٹھے کی جو بچھا ہوا ہے بچ جز سورخ کان کے اور اللہ پاک ہے جارحہ سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ عادت ہے کہ جاری کی ہے اللہ نے اس کے حق میں جو زندہ ہو سو پیدا کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ وقت پہنچنے ہوا کے طرف محل مذکور کی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سنتا ہے مسموعات کو بغیر وسائط کے اور اسی طرح دیکھتا ہے چیزوں کو بغیر سامنے ہونے کے اور خارج ہونے شعاع کے پس ذات باری تعالیٰ کی باوجود ہونے اس کے زندہ موجود نہیں مشابہ ہے مخلوق کے ذات کو پس اسی طرح اس کی ذات کی صفات بھی صفات کے مشابہ نہیں و سیاتی مزید ذلک اور کہا تبتلی نے اسماء اور صفات میں کہ سمیع وہ ہے جس کے واسطے سمع ہو کہ پائے ساتھ اس کے مسموعات کو اور بصیر وہ ہے کہ اس کے واسطے بصر ہو کہ پائے اس کے ساتھ مریات کو اور ہر ایک

دونوں میں سے اللہ کے حق میں صفت قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور باب کی آیت اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے رد اس شخص پر جس نے گمان کیا کہ وہ سمیع بصیر ہے ساتھ معنی علیم کے پھر روایت کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت کی ابو داؤد نے کہ حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا عَلِيمًا﴾ اور اپنی دو انگلیوں کو آنکھ اور کان پر رکھا کہا بیہوشی نے کہ مراد ساتھ اس کے اشارہ کرنا ہے طرف تحقیق اثبات سمیع اور بصیر کے واسطے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیان کرنے محل ان کے آدمی سے کہ اللہ کے واسطے سمیع اور بصیر ہے یہ کہ مراد ساتھ اس کے علم ہے اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو اشارہ کرتے طرف دل کی اس واسطے کہ وہ محل ہے علم کا اور نہیں ہے مراد ساتھ اس کے جارحہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے مخلوق کی مشابہت سے پھر ذکر کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے واسطے شاہد عقبہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ بے شک اللہ کا نام نہیں اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورت کی طرف نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دل کی طرف دیکھتا ہے۔ (فتح)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ سب تعریف اللہ کو کہ ادراک کیا ہے اس کی سمیع نے آوازوں کو سو اللہ نے حضرت ﷺ پر یہ آیت اتاری البتہ اللہ نے سن لی ہے بات اس عورت کی جو اپنے خاوند کے واسطے تجھ سے جھگڑتی ہے۔

وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ تَمِيمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا﴾.

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ معنی وسع کے ہیں ادراک کیا اس واسطے کہ جو چیز کہ کشادگی کے ساتھ موصوف کی جائے وہ تنگی کے ساتھ بھی موصوف ہوتی ہے اور یہ اجسام کی صفات سے ہے پس واجب ہے پھیرنا اس کے قول کا ظاہر سے اور حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ اللہ کے واسطے سمیع ہے اور ابو عبیدہ بن معن سے روایت ہے کہ میں نہیں سنتا کلام خولہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض کلام اس کا مجھ سے پوشیدہ رہتا تھا اور وہ اپنے خاوند کی شکایت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اس نے میری جوانی کھالی اور میں نے اس کے واسطے اولاد جنی یہاں تک کہ جب میں بوڑھی ہوئی تو اس نے مجھ سے ظہار کیا یعنی مجھ کو ماں کہا یعنی اس نے شکوہ کیا کہ گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے سو ہمیشہ رہی وہ شکوہ کرتی یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیتیں لائے ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا﴾ الآية اور یہ صحیح تر روایت ہے کہ وارد ہوئی ہے اس قصے میں۔ (فتح)

۶۸۳۸- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو جب ہم کسی اونچی

۶۸۳۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عَثْمَانَ

جگہ پر چڑھتے تھے تو پکار پکار کے اللہ اکبر کہتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانوں پر اس واسطے کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم تو سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو اور میں اپنے جی میں کہتا ہوں لا حول ولا قوۃ الا باللہ سو فرمایا کہ اے عبد اللہ بن قیس! (یہ ابو موسیٰ کا نام ہے) کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ وہ ایک خزانہ ہے بہشت کے خزانوں سے یا فرمایا کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو یعنی ساتھ باقی حدیث کے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ لَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ ارْبُعُوا عَلَيَّ أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا قَرِيبًا ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَقَالَ لِي يَا عَبْدَ اللَّهِ بَنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ بِهِ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر روایت یوں آتی کہ تم بہرے اور اندھے کو نہیں پکارتے ہو تو ظاہر ہوتی مناسبت میں لیکن چونکہ غائب اندھے کی مانند ہے نہ دیکھنے میں تو اس کے لازم کی نفی کی تاکہ ہو مبلغ اور شامل تر اور زیادہ کیا قریب کو اس واسطے کہ بعید اگرچہ ان لوگوں میں سے ہے جو سنتے دیکھتے ہیں لیکن وہ دور ہونے کے سبب سے دیکھ سکتے نہیں اور نہیں ہے مراد قریب ہونا مسافت کا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے حلول سے یعنی مخلوق کے اندر داخل ہونے سے کما لا یستلھی اور مناسبت غائب کی ظاہر ہے بہ سبب نہی کرنے کے آواز کے بلند کرنے سے کہا ابن بطلال نے کہ اس حدیث میں نفی آفت کی ہے جو مانع ہے سح سے اور نفی آفت کی ہے جو مانع ہے دیکھنے سے اور ثابت کرنا اس کا کہ وہ سبب بصیر قریب ہے مستلزم ہے اس کو کہ ان صفتوں کی ضد اس پر صحیح نہ ہو۔ (فتح)

۶۸۳۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا حضرت! مجھ کو وہ دعا سکھائیے جس کے ساتھ میں نماز میں دعا کیا کروں یعنی التحيات کے اخیر میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہہ اللهم سے اخیر تک یعنی الہی! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور کوئی گناہوں کو نہیں بخشا سوائے تیرے سوتو بخش دے مجھ کو اپنے پاس کی مغفرت سے البتہ تو ہی بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان۔

۶۸۳۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ابن بطلال نے اس طرف کہ مناسبت حدیث

کی ترجمہ سے یہ ہے کہ دعا کرنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھلایا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ اس کی دعا کو سننے والا ہے اور اس کو اس پر بدلہ دینے والا ہے اور کہا بعض نے کہ حدیث ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے اس میں ذکر سستی دیکھنے کا لیکن ذکر کیا دونوں کے لازم کو اس جہت سے کہ فائدہ دعا کا قبول کرنا دعا کا ہے سو اگر اللہ کی سح چھپی بات سے متعلق نہ ہوتی جیسے کہ کھلی بات سے متعلق ہے تو البتہ نہ حاصل ہوتا فائدہ دعا کا یا مقید کیا جاتا اس کو ساتھ اس کے جو پکار کر دعا مانگے۔ (فتح)

۶۸۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام نے مجھ کو پکارا کہا کہ بے شک اللہ نے تیری قوم کی بات سنی اور جو انہوں نے تجھ کو جواب دیا۔

۶۸۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَتْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَادَانِي قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ البتہ اللہ نے تیری قوم کی بات سنی اور جو انہوں نے تجھ کو جواب دیا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ رد کیا انہوں نے اس چیز کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی طرف بلایا توحید سے یعنی اس کو قبول نہ کیا اور کہا کرمانی نے کہ مقصود ان حدیثوں سے ثابت کرنا صفات سح اور بصر کا ہے اور یہ دونوں صفات اس کی قدیمی ہیں اس کی ذات کی صفات سے اور وقت پیدا ہونے مسوع اور دیکھی گئی چیز کے واقع ہوتا ہے تعلق اور معتزلوں نے کہا کہ اللہ سح ہے سنا ہے ہر مسوع کو اور بصیر ہے دیکھتا ہے ہر بصر کو سو انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ دونوں صفتیں حادث ہیں اور ظاہر آیتوں اور حدیثوں کا ان پر رد کرتا ہے۔ (فتح)

اللہ نے فرمایا کہ وہ اللہ قادر ہے

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ﴾

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ قدرت ذات کی صفت ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا۔

۶۸۴۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو استخارہ سکھلاتے تھے ہر کام میں جیسے ان کو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے فرماتے تھے کہ جب کوئی کسی کام کا قصد کرے تو دو رکعت نفل نماز پڑھے سوائے فرض کے پھر یہ دعا پڑھے اللھم سے آخر تک یعنی الہی! میں تجھ سے

۶۸۴۱۔ حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

خیریت مانگتا ہوں تیرے علم کے وسیلے سے اور تجھ سے قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت کے وسیلے سے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل سے سو بے شک تو قادر ہے مجھ کو قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو سب چھپی چیزوں کا دانا ہے الہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام پھر خاص اس کا نام لے جو ہو بہتر ہے میرے واسطے میری دنیا اور عاقبت میں یا یوں فرمایا کہ میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں تو اس کو میرے واسطے مقدر کر اور اس کو میرے واسطے آسان کر دے پھر مجھ کو اس میں برکت دے الہی! اور اگر تو جانتا ہو کہ یہ کام میرے حق میں بد ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو اس سے ہٹا دے اور مقرر کر دے میرے واسطے بہتر کام کو جہاں کہیں کہ ہو پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے۔

السَّلْمِيُّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ الْإِسْتِحَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَحِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هَذَا الْأَمْرَ ثُمَّ تَسْمِيهِ بَعَيْنِهِ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ قَالَ أَوْ فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَأَقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ اللَّهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَأَقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِنِي بِهِ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ میں تجھ سے قدرت مانگتا ہوں یعنی میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ تو مجھ کو قدرت دے مطلوب پر اور یہ جو کہا کہ مجھ کو اس سے راضی کر یعنی سو میں نہ پچھتاؤں اس کے طلب کرنے پر اور نہ اس کے واقع ہونے پر اس واسطے کہ میں اس کے انجام کار کو نہیں جانتا اگرچہ اب میں اس کے طلب کرنے کے وقت اس سے راضی ہوں اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ دعا مذکور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہے اور احتمال ہے کہ ہو ترتیب اس میں بہ نسبت اذکار نماز کے اور اس کی دعاؤں کے سو کہے بعد فراغ کے سلام سے۔

باب ہے بیچ بیان مقلب القلوب کے یعنی دلوں کا پھیرنے والا اور اللہ نے فرمایا اور ہم پھیرتے ہیں ان کے دل اور آنکھ کو۔

بَابُ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى
﴿وَنَقَلْبُ افْتَدَتْهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ﴾

فائدہ: کہا راغب نے کہ قلب کرنا چیز کا تغیر کرنا اس کا ہے ایک حال سے طرف دوسرے حال کے اور بدلنا اللہ کا دلوں اور آنکھوں کو پھیرنا ان کا ہے ایک رائے سے طرف دوسری رائے کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعراض کی مانند ارادے وغیرہ کے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے ہیں اور وہ صفات فعلیہ سے ہیں اور مرجع ان کا قدرت کی طرف ہے۔

۶۸۴۲۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ابْنِ الْمُبَرَّكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلَّبِ الْقُلُوبِ.

۶۸۴۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اکثر حضرت ﷺ قسم کھایا کرتے تھے قسم ہے دلوں کے پھیرنے والے کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان والنذور میں گزر چکی ہے اور اسی طرح آیت ان دونوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعراض دل کے ارادے وغیرہ سے واقع ہوتا ہے اللہ کے پیدا کرنے سے اور اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس نام کے کہ ثابت ہو خیر میں گرچہ نہ متواتر ہو اور معنی نقاب افندہم کے یہ ہیں کہ ہم ان کو پھیرتے ہیں جدھر چاہتے ہیں اور کہا معتزلی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان پر مہر کرتے ہیں سو نہیں ایمان لاتے اور طبع ان کے نزدیک ترک ہے سو معنی یہ ہیں کہ ہم ان کو چھوڑتے ہیں اور جو انہوں نے اپنے واسطے اختیار کیا اور نہیں ہیں یہ معنی تقلیب کے لغت عرب میں اور اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ مدح کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس صفت کے ساتھ اکیلا ہے اور نہیں ہے کوئی شریک اس کا بیچ اس کے پس نہیں صحیح ہوگی تفسیر طبع کی ساتھ ترک کے اور طبع اہل سنت کے نزدیک پیدا کرنا کفر کا ہے کافر کے دل میں اور بدستور رہنا اس کا اوپر اس کے یہاں تک کہ مر جائے سو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اللہ تصرف کرتا ہے بندوں کے دل میں جس طرح چاہتا ہے نہیں منع ہے اس پر کوئی چیز اس سے اور نہیں فوت ہوتا ہے اس سے ارادہ اور یہ جو حضرت ﷺ نے دعا کی اے مقلب القلوب! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ یہ سب بندوں کو شامل ہے یہاں تک کہ پیغمبروں کو بھی اور دفع کیا ہے اس وہم کو کہ پیغمبر لوگ اس سے مخصوص ہیں اور خاص کیا اپنے نفس پاک کو واسطے اعلان کرنے کے کہ جب حضرت ﷺ کا نفس پاک اللہ کی طرف پناہ پکڑنے کا محتاج ہے تو حضرت ﷺ کا غیر بطریق اولیٰ محتاج ہوگا۔ (فتح)

بَابُ إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ أَسْمَاءٍ إِلَّا وَاحِدًا قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ الْعَظْمَةُ
﴿الْبَرُّ﴾ اللَّطِيفُ.

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ذوالجلال کے معنی ہیں عظمت والا یعنی جلال کے معنی عظمت کے ہیں اور بر کے معنی ہیں لطیف باریک بین۔

۶۸۴۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
۶۸۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو جو ان کو یاد کر لے یا اعتقاد سے شمار کر رکھے یا ان کے معنی جانے اور اس پر عمل کرے وہ بہشت میں داخل ہوگا اھصیناہ کے معنی ہیں ہم نے ان کو یاد رکھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴿أَحْصِينَاهُ﴾ حَفِظْنَاهُ.

فائدہ: کہا اصیلی نے کہ احصا کے معنی ہیں ان پر عمل کرنا نہ شمار کرنا اور یاد کرنا ان کا اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے یہ کبھی کافر اور منافق کے واسطے کہا ابن بطال نے کہ احصا واقع ہوتا ہے ساتھ قول کے اور واقع ہوتا ہے ساتھ عمل کے سو جو عمل کے ساتھ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے بعض نام وہ ہیں کہ خاص ہوتا ہے ساتھ ان کے اور وہ مانند احد اور متعال اور قدیر کے ہیں اور جو ان کی مانند ہے پس واجب ہے اقرار ساتھ ان کے اور جھٹکنا نزدیک ان کے اور اس کے بعض نام وہ ہیں کہ مستحب ہے پیروی کرنی ان کے معانی میں مانند رحیم اور کریم اور غفور کے اور جو مانند ان کے ہے پس مستحب ہے بندے کے واسطے کہ ان کے معنوں سے آراستہ ہوتا کہ ادا کرے حق عمل کرنے کا ساتھ ان کے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگا احصا عملی اور بہر حال احصا قولی سو حاصل ہوتا ہے ان کے جمع کرنے اور یاد کرنے سے اور سوال کرنے سے ساتھ ان کے اگرچہ شریک ہو ایماندار کو غیر اس کا عدد اور حفظ میں اس واسطے کہ ممتاز ہوتا ہے اس سے ایمان دار ساتھ ایمان کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور کہا ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے جو ذکر کیا نعیم بن حماد نے کہ جمیہ نے کہا کہ اللہ کے نام مخلوق ہیں اس واسطے کہ اسم غیر مسکونی کا ہے اور دعویٰ کیا ہے انہوں نے کہ اللہ تھا اور ان ناموں کا وجود نہ تھا پھر ان کو پیدا کیا پھر ان کے ساتھ نام رکھا گیا تو ہم ان کو کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور کہا ﴿ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ﴾ سو اللہ نے خبر دی کہ وہ معبود ہے اور اس کی کلام نے دلالت کیا اس کے اسم پر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کی ساتھ اس کے اپنے نفس پر سو جو گمان کرے کہ اللہ کا نام مخلوق ہے تو اس نے گمان کیا کہ بے شک اللہ نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو یہ کہ تسبیح کہے مخلوق چیز کو۔

سوال کرنا اللہ کے ناموں سے اور پناہ مانگنا

ان کے ساتھ

بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى

وَالِاسْتِعَاذَةَ بِهَا

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مقصود ساتھ اس ترجمہ کے صحیح کرنا قول کا ہے ساتھ اس کے کہ اسم وہی ہے مسمی اسی واسطے صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ اسم کے جیسے کہ صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ ذات کے اور بہر حال شبہ قدریہ کا کہ وارد کیا ہے اس کو انہوں نے اور پر متحد ہونے ناموں کے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اسم بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مسمی ہوتا ہے اور بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ اس کے تسمیہ ہوتا ہے اور یہی مراد ہے ساتھ حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کے اور ذکر کیس باب

میں نو حدیثیں سب کی سب بیچ برکت طلب کرنے کے ہیں ساتھ نام اللہ کے اور سوال کرنے کے ساتھ اس کے اور پناہ مانگنے کے۔ (فتح)

۶۸۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بستر پر آئے تو چاہیے کہ اس کو اپنے کپڑے کے کنارے سے جھاڑے تین بار اور چاہیے کہ کہے اے میرے رب میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو رکھا اور تیری ہی مدد سے اس کو اٹھاؤں گا سو اگر تو میرے نفس کو بند رکھے یعنی مار ڈالے تو اس کو بخش دے اور اگر تو اس کو چھوڑے تو اس کو نگاہ رکھ ساتھ اس چیز کے کہ تو اپنے نیک بندوں کو نگاہ رکھتا ہے متابعت کی ہے اس کی بچی نے الخ یعنی مراد ساتھ وارد کرنے ان تعلیقات کے بیان کرنا اختلاف کا ہے سعید مقبری پر کہ کیا روایت کی ہے اس نے یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ اپنے باپ کے۔

۶۸۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ فِرَاشَهُ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَفِيَّةِ ثَوْبِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أُمْسَكْتَ نَفْسِي فَأَغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَأَحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ تَابِعَهُ يَحْيَى وَبِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَى زُهَيْرٌ وَأَبُو ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ منسوب کیا وضع کو طرف اسم کی اور رفع کی طرف ذات کی سودالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ اسم کے ذات ہے اور ساتھ ذات کے مد و طلب کی جاتی ہے پہلو رکھنے اور اٹھانے میں نہ لفظ سے۔ (فتح)

۶۸۴۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رَبِيعٍ عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُوِيَ إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوتُ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

۶۸۴۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو فرماتے کہ الہی! میں تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام پر مردوں گا اور جب صبح کو جاگتے تو یہ فرماتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا بعد ہمارے مرنے کے اور اسی کی طرف ہے جی کر اٹھنا یعنی

أَحْيَانًا بَعْدَ مَا أَمَاتْنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔
قیامت میں۔

فائدہ: نشور کے معنی ہیں زندہ ہونا بعد موت کے اور اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ الہی! تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام سے مروں گا۔

۶۸۴۶۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحَرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِاسْمِكَ نَمُوتُ وَنَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔
حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب رات کو سونے کے واسطے لیٹتے تو کہتے میں تیرے نام سے مرتا ہوں یعنی سوتا ہوں اور جاگتا ہوں پھر جب جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا ہمارے مرنے کے بعد اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے۔

فائدہ: نیند کو موت اس واسطے فرمایا کہ جیسے موت سے عقل اور حواس نہیں رہتے ویسے ہی نیند میں بھی نہیں رہتے پھر اس کے بعد قیامت کا جی اٹھنا حضرت ﷺ نے اس واسطے ذکر کیا کہ جاگنا قیامت کی زندگی کی مثال ہے یعنی جیسے نیند کے بعد جاگتے ہیں اسی طرح موت کے بعد قیامت میں زندہ ہوں گے۔

۶۸۴۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ فَقَالَ بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُفَدَّرَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ سے رزقتا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الہی! بچائے رکھ ہم کو شیطان سے اور بچا شیطان سے ہماری اولاد کو سوا البتہ اگر میاں بیوی کے درمیان اس صحبت میں کوئی لڑکا قسمت میں ہو گا تو اس کو شیطان ہرگز ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

۶۸۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ حَدَّثَنَا لُصَيْبٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ

۶۸۴۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا میں نے کہا کہ میں اپنے کتے سکھائے ہوئے شکار پر چھوڑتا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا

کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری کتے کو شکار پر چھوڑے اور اللہ کا نام لے سو وہ شکار کو پکڑ رکھیں تو کھا اور جب توبے پر کے تیر کو مرے پھر وہ تیر شکار کو چیر پھاڑ ڈالے تو کھا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أُرْسِلُ كِلَابِي الْمُعَلَّمَةَ قَالَ إِذَا أُرْسَلَتْ كِلَابُكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَأَمْسَكَنَّ فَكُلَّ وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَحَزَقَ فَكُلَّ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ذبائح میں گزر چکی ہے۔

۶۸۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! البتہ یہاں چند قومیں ہیں کہ ان کے کفر کا زمانہ قریب ہے یعنی تازہ مسلمان ہوئے ہیں ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیتے ہیں یا نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کا نام لے لیا کرو اور کھایا کرو۔

۶۸۴۹۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا هُنَا أَقْوَامًا حَدِيثُ عَهْدِهِمْ بِبَشْرِكَ يَا تَوْنًا يُلْحَمَانِ لَا نَدْرِي يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوا انْتُمْ اسْمَ اللَّهِ وَكُلُوا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالذَّرَاوَرْدِيُّ وَأَسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ.

فائدہ: یعنی اہل اسلام پر نیک گمان کرنا چاہیے وہ لوگ ذبح کے وقت اللہ کے نام کو ترک نہ کرتے ہوں گے تم اپنا شیر رفع کرنے کے واسطے اللہ کا نام لے لیا کرو اور یہ مطلب نہیں کہ اگرچہ انہوں نے ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا ہو تو بھی تمہارے بسم اللہ کہنے سے پاک ہو جائے گا اس واسطے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اور یہ حدیث ذبائح میں بھی گزر چکی ہے۔

۶۸۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قربانی کی دو مینڈوں سے بسم اللہ اور اللہ اکبر کہتے تھے۔

۶۸۵۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح قربانی میں گزر چکی ہے۔

۶۸۵۱۔ حضرت جناب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قربانی کے دن حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھا حضرت ﷺ

۶۸۵۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبٍ أَنَّهُ

نے اول نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ جو نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے نماز سے پہلے قربانی ذبح نہ کی ہو تو چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام سے۔

شَهِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی قربانیوں میں گزر چکی ہے۔

۶۸۵۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم نہ کھایا کرو اپنے باپوں کی اور جو قسم کھانا چاہے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے۔

۶۸۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والندور میں گزر چکی ہے کہا نعیم بن حماد نے جہمیہ کے رد میں کہ دلالت کی ان حدیثوں نے جو وارد ہیں بیچ پناہ مانگنے کے اللہ کے ناموں سے اور اس کے کلمات سے اور بیچ سوال کرنے کے ساتھ ان کے مثل احادیث باب کے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ کے نام سے میں تجھ پر منتر پڑھتا ہوں اور باب میں عبادہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ہے نزدیک نسائی وغیرہ کے اس پر کہ قرآن مخلوق نہیں ہے اس واسطے کہ اگر قرآن مخلوق ہوتا تو نہ پناہ مانگی جاتی ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں پناہ مانگی جاتی ساتھ مخلوق کے اللہ نے فرمایا کہ پناہ مانگ اللہ کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو پناہ مانگے تو اللہ کی پناہ مانگ اور کہا امام احمد رضی اللہ عنہ نے کتاب السنہ میں کہ کہا جہمیہ نے کہ جو کہے کہ اللہ ہمیشہ موصوف ہے اپنے ناموں اور اپنی صفات سے وہ نصاریٰ کے قول کے ساتھ قائل ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ادوں کو ملایا ہے اور جواب یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ بے شک اللہ ایک ہے اپنے اسموں اور صفتوں سے سو ہم نہیں موصوف کرتے مگر ایک کو اس کی صفتوں سے اللہ نے فرمایا ﴿ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا﴾ سو موصوف کیا اس کو اللہ نے ساتھ ایک ہونے کے باوجود اس کے کہ اس کے واسطے زبان تھی اور دو آنکھیں اور دو کان تھے اور سمع اور بصر اور نہیں خارج ہوا باوجود اس کے ایک ہونے سے اور واسطے اللہ کے ہے مثل بلند۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذَكَّرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوتِ

جو ذکر کیا جاتا ہے بیچ ذات اور نعوت اور اللہ کے

وَأَسْمَاءِ اللَّهِ

ناموں سے

فائدہ: یعنی جو ذکر کیا جاتا ہے اللہ کی ذات اور اس کی نعوتوں میں کہ ان کا اللہ پر اطلاق کرنا جائز ہے جیسے کہ اس کے اسموں کا اطلاق کرنا اس پر جائز ہے یا نہیں اس واسطے کہ کوئی نص اس میں وارد نہیں ہوئی بہر حال ذات سو کہا عیاض

نے کہ ذات شے کی نفس اس کا ہے اور حقیقت اس کی اور استعمال کیا ہے اہل کلام نے ذات کو ساتھ الف لام کے اور غلط کیا ہے اس کو اکثر نحویوں نے اور استعمال کرنا بخاری رضی اللہ عنہ کا اس کو دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے نفس شے کا ہے اور طریقہ متکلمین کے اللہ تعالیٰ کے حق میں سو فرقی کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے درمیان نعوت اور ذات کے اور کہا ابن برہان نے کہ اطلاق کرنا متکلمین کا ذات کو اللہ کے حق میں ان کی بے علمی سے ہے اس واسطے کہ ذات مَوْنُث ہے ذوقی اور نہیں صحیح ہے الحاق کرنا تائے تانیث کا ساتھ اللہ کے اسی واسطے منع ہے کہ اللہ کو علامہ کہا جائے اگرچہ وہ سب عالموں سے عالم تر ہے اور یہ جو انہوں نے کہا صفات ذاتیہ تو یہ بھی ان کے بے علمی کے سبب سے ہے اس واسطے کہ نسبت طرف ذات کی دو کے ہے نعت کے معنی ہیں وصف اور نعوت اس کی جمع ہے اور کہا ابن بطلان نے کہ اللہ کے نام تین قسم پر ہیں ایک قسم اس کی ذات کی طرف راجع ہے اور ایک قسم اس کی صفت کی طرف راجع ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے مانند حمی کے اور تیسری قسم اس کے فعل کی طرف راجع ہے مانند خالق کے کہ پیدا کرنا اس کا فعل ہے اور ان کے ثابت کرنے کا طریق سماع ہے یعنی وہ نقل سے ثابت ہوتی ہیں نہ عقل سے اور صفات ذات اور صفات فعل سے درمیان فرق یہ ہے کہ ذات کی صفتیں اس کے ساتھ قائم ہوں اور فعل کی صفتیں اس کے واسطے ثابت ہیں ساتھ قدرت کے اور وجود مفعول کے اس کے ارادے سے بزرگ اور بلند ہے۔

وَقَالَ حَبِيبٌ وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ
ذَكَرَ الْذَاتَ بِاسْمِهِ تَعَالَى

یعنی کہا حبیب رضی اللہ عنہ اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہے سو
ذکر کیا ذات کو اس کے اسم کے ساتھ

فائدہ: یعنی ذکر کیا ذات کو اس حال میں کہ متلبس ہے ساتھ اسم اللہ کے یا ذکر کیا حقیقت اللہ کو ساتھ لفظ ذات کے کہا یہ کرمانی نے، میں کہتا ہوں اور ظاہر یہ کہ اس کی مراد یہ ہے کہ اس نے ذات کو اللہ کے اسم کی طرف مضاف کیا ہے اور حضرت مُحَمَّدٌ ﷺ نے اس کو سنا سو اس پر انکار نہ کیا سو ہوگا جائز کہا کرمانی نے کہ یہ جو کہا ذات الالہ تو نہیں ہے اس میں دلالت ترجمہ پر اس واسطے کہ نہیں ہے مراد اس کے ساتھ ذات کی حقیقت جو بخاری رضی اللہ عنہ کی مراد ہے اور اس کی مراد تو یہ ہے کہ یہ اللہ کی فرمانبرداری میں ہے یا اس کی راہ میں اور کبھی جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ غرض اس کی جواز اطلاق ذات کا ہے فی الجملہ اور یہ اعتراض قوی تر ہے جواب سے پس جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے جواز اطلاق لفظ ذات کا ہے نہ ساتھ ان معنوں کے کہ نکالا ہے ان کو متکلمین نے لیکن نہیں ہے وہ مردود اور جب پہچانا گیا کہ مراد ساتھ اس کے نفس ہے واسطے ثابت ہونے نفس کے کتاب مجید میں تو اسی نکتہ کے واسطے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد نفس کا باب باندھا ہے اور آئے گا باب الوجہ میں کہ وارد ہوا ہے وہ ساتھ معنی رضا کے کہا ابن دقیق العید نے عقیدے میں کہ تو صفات مشککہ میں کہہ وہ حق ہیں اور سچ مچ ہیں بنا بران معنوں کے کہ اللہ کی مراد ہیں اور جو ان میں تاویل کرے تو ہم دیکھیں گے کہ اگر اس کی تاویل عرب کی زبان کے متعسلی کے موافق ہوگی تو ہم

اس پر انکار نہیں کریں گے اور اگر اس کی تاویل بعید ہوگی تو ہم اس میں توقف کریں گے اور رجوع کریں گے ہم طرف تصدیق کے باوجود منہرہ جاننے اس کے یعنی ہم اس پر ایمان لائیں گے باوجود پاک جاننے اس کے اور جس کے معنی ظاہر ہوں مفہوم ہوں عرب کے خطاب سے تو ہم اس کو اس پر محمول کریں گے واسطے قول اس کے ﴿عَلِيَّ مَا فَوَّطْتُ فِيَّ جَنبَ اللَّهِ﴾ اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے عرب کی استعمال میں حق اللہ کا ہے سو نہ توقف کیا جائے گا بیچ حمل کرنے اس کے اور اس طرح ہے قول اس کا کہ آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تصرف میں ہے اور جس میں اس کو واقع کرے اور اسی طرح ہے قول اللہ تعالیٰ ﴿فَاتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ﴾ کہ اس کے معنی ہیں کہ اللہ نے ان کی بنیاد کو خراب کیا اور قیاس کر باقی کو اور اس کے اور یہ تفصیل خوب ہے کم لوگ اس پر خبردار ہوتے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ اتفاق کیا ہے محققین نے اس پر کہ اللہ کی حقیقت مخالف ہے تمام حقیقتوں کو اور بعض اہل کلام کا یہ مذہب ہے کہ اللہ کی ذات سب ذاتوں کے مساوی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جدا اور ممتاز ہوتی ہے ان سے ساتھ ان صفوں کے جو خاص ہیں ساتھ اس کے مانند واجب الوجود اور قدرت تامہ اور علم تام کے اور تعجب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو چیزیں کہ تمام حقیقت میں باہم مساوی ہوں واجب ہے کہ صحیح ہو ہر ایک پر ان سے جو صحیح ہو دوسرے پر سوا لازم آئے گا دعویٰ مساوات سے محال اور ساتھ اس کے کہ اصل اس چیز کا کہ ذکر کی انہوں نے قیاس غائب کا ہے حاضر پر اور یہ ہے اصل خطبہ اور صواب بند رہنا اور چپ رہنا ہے ایسے قصوں سے اور سب کو اللہ کی تفویض اور سپرد کرنا کرنا کہ اس کے معنوں کو وہی جانتا ہے اور ہم ایمان لائے ساتھ پھر اس چیز کے کہ واجب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر ثابت کرنا اس کا اس کے واسطے یا پاک جاننا اس کا اس سے بطور اجمال کے۔ (فتح)

۶۸۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سَفْيَانَ
بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ النَّقْفِيُّ حَلِيفُ لَبْنِي
زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ مِنْهُمْ حَبِيبُ
الْأَنْصَارِيِّ فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَّاضِ
أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا حِينَ
اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا

۶۸۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ نے دس آدمیوں کو بھیجا ایک ان میں سے حنیب
انصاری رضی اللہ عنہ تھے سو خبر دی مجھ کو عبید اللہ بن عیاض رضی اللہ عنہ نے کہ
حارث کی بیٹی نے اس کو خبر دی کہ جب کفار مکہ اس کے
مارنے کے واسطے جمع ہوئے تو اس نے زیر ناف کے بال لینے
کے واسطے مجھ سے استراہ لیا سو جب اس کو حرم مکے سے لے کر
نکلے تا کہ اس کو قتل کریں تو کہا حنیب رضی اللہ عنہ نے یہ شعر مجھ کو کچھ
پرواہ نہیں جب کہ میں اسلام کی حالت میں مارا جاؤں جس
پہلو پر ہو اللہ کے واسطے ہے مارا جانا میرا اور یہ اللہ کی راہ میں

ہے اور اگر اللہ چاہے تو برکت دے گا کلڑے ٹکرے ہوئے
عضو کے جوڑوں پر سوتل کیا اس کو حارث کے بیٹے نے تو
حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو ان کی خبر دی جس دن وہ
شہید ہوئے۔

فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ قَالَ
خُبَيْبُ الْأَنْصَارِيُّ وَلَسْتُ أَبَالِي حِينَ أَقْتُلُ
مُسْلِمًا عَلَىٰ أُمَّي شَيْئًا كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَاءُ يُبَارِكْ عَلَيَّ
أَوْصَالَي سَلْبِي مُمْزَعٌ فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ
فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَصْحَابَهُ خَبْرَهُمْ يَوْمَ أُصَيْبُوا.

باب ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اور ڈراتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ
اپنے نفس سے اور اللہ کے قول میں کہ تو جانتا ہے جو میرے
نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَيَحْذِرُكُمْ اللَّهُ
نَفْسَهُ﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿تَعَلَّمْ مَا فِي
نَفْسِي وَلَا أَعْلَمْ مَا فِي نَفْسِكَ﴾

فائدہ: کہا راغب نے کہ نفس سے مراد اس کی ذات ہے اور یہ اگرچہ مغایرت کو چاہتا ہے اس واسطے کہ وہ مضاف اور
مضاف الیہ ہے لیکن نہیں ہے کوئی چیز باعتبار معنی کے سوائے ایک اللہ کے جو پاک اور بلند ہے دو ہونے سے ہر وجہ سے
اور قرآن اور حدیثوں میں نفس کا اطلاق اللہ پر بہت آیا ہے اور یہ جو کہا تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے الخ یعنی تو
جانتا ہے جو میں اپنے جی میں چھپاتا ہوں اور میں نہیں جانتا جو تو مجھ سے چھپاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ
ہیں کہ میں تیری ذات کو نہیں جانتا یا میں تیرے غیب کو نہیں جانتا یا میں نہیں جانتا تیرے ارادے اور تیرے معلوم کو۔ (فتح)
۶۸۵۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ
حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أُغْيِرُ مِنَ اللَّهِ مِنْ أَجَلٍ
ذَلِكَ حَرَمَ الْفَوَاحِشِ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ
الْمَذْحُ مِنَ اللَّهِ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں اور حدیثوں میں ثابت کرنا نفس کا ہے واسطے اللہ کے اور نفس کے کئی معنی
ہیں اور مراد ساتھ نفس اللہ کے اس کی ذات ہے اور نہیں ہے کوئی امر زیادہ اوپر اس کے پس واجب ہے کہ وہی ہو اور
یہ جو کہا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی غیرت والا نہیں تو اس کے معنی کسوف میں گزر چکے ہیں اور بعض نے کہا کہ غیرت اللہ
کی برا جانتا بے حیائی کے کام کا ہے یعنی نہ راضی ہونا اس کا ساتھ اس کے نہ تقدیر اور بعضوں نے کہا کہ غضب لازم

ہے غیرت کو اور لازم غضب کا ارادہ پہنچانے عقوبت کا ہے اور اس حدیث کے اس طریق میں اگرچہ نفس نہیں واقع ہوا لیکن اس کے دوسرے طریق میں نفس آچکا ہے و لذلک مدح نفسہ سو بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں نفس کا لفظ آچکا ہے اور کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں نفس واقع نہیں ہوا اور یہ کرمانی کی غفلت ہے۔ (فتح)

۶۸۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں لکھ رکھا اور حالانکہ وہ لکھتا ہے اپنے نفس پر اور وہ مکتوب رکھا گیا ہے اس کے پاس عرش پر کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غضب سے۔

۶۸۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضَعُ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي.

فائدہ: یعنی غم سے اللہ کی رحمت زیادہ ہے اسی واسطے کافروں اور گنہگاروں کو جلدی نہیں پکڑتا اور عذاب میں جلدی نہیں کرتا کہا ابن بطال نے کہ عند لفت میں مکان کے واسطے ہے اور اللہ پاک ہے حلول سے جگہوں میں اس واسطے کہ حلول عرض ہے کہ فنا ہوتا ہے اور وہ حادث ہے اور حادث نہیں لائق ہے ساتھ اللہ کے بنا بر اس کے پس معنی اس کے یہ ہیں کہ اس کے علم میں پہلے گزر چکا ہے کہ جو اس کی فرمانبرداری کرے اس کو ثواب دے گا اور جو گناہ کرے اس کو عذاب کرے گا اور کہا ابن تین نے کہ معنی عند کے اس حدیث میں جاننا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مکتوب رکھا گیا ہے عرش پر اور بہر حال لکھنا اللہ کا سو اس واسطے نہیں کرتا اس کو بھول نہ جائے کہ وہ اس سے پاک ہے نہیں پوشیدہ ہے اس سے کوئی چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں لکھا ہے اس کو بہ سبب فرشتوں کے جو موکل ہیں ساتھ مکلفوں کے۔ (فتح)

۶۸۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جیسا کہ گمان میرے ساتھ رکھے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جس وقت کہ مجھ کو یاد کرتا ہے سو اگر مجھ کو اپنے جی میں یاد کرے تو میں اس کو اپنی جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجھ کو جماعت میں یاد کرے تو میں اس کو یاد کرتا ہوں اس جماعت میں جو ان سے بہتر ہے اور اگر مجھ

۶۸۵۶۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ

وَأَنْ تَقْرَبَ إِلَيَّ بِسَبْرِ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا
وَأَنْ تَقْرَبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَأْعًا
وَأَنْ أَتَانِي يَمْسِي أَتَيْتُهُ هَرُوْلَةً.

سے نزدیکی چاہے ایک بالشت بھر تو میں اس کا قرب ہاتھ بھر
چاہوں گا اور اگر میرا قرب ہاتھ بھر چاہے تو میں اس سے دو
ہاتھ کے برابر قرب چاہوں گا اور جو میرے پاس قدم قدم چلتا
آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑتا آؤں گا۔

فائدہ: میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں یعنی قادر ہوں اس پر کہ معاملہ کروں ساتھ اس کے جو اس نے
گمان کیا کہ میں معاملہ کرنے والا ہوں ساتھ اس کے اور کہا کہ مانی نے کہ سیاق میں اشارہ ہے اس طرف کہ امید کی
جانب کو خوف کی جانب پر ترجیح ہے اور یہ حدیث اہل تحقیق کے نزدیک مقید ہے ساتھ اس کے جو مرنے کے قریب ہو
اور تائید کرتی ہے یہ حدیث کہ نہ مرے کوئی تم میں سے مگر اس حال میں کہ اللہ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو اور بہر حال
اس سے پہلے سوا دل میں کئی قول ہیں تیسرا اعتدال ہے کہا ابن ابی جرہ نے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ علم ہے اور کہا
قرطبی نے کہ مراد گمان قبول کرنے کا ہے وقت دعا کے اور گمان کرے قبول کا وقت تو بہ کے اور گمان کرے بخشش کا
وقت استغفار کے اور گمان کرے بدلے کا وقت فعل عبادت کے اس کی شرطوں سے واسطے تمسک کرنے کے اس کے
بچے وعدے سے اور تائید کرتی ہے حدیث دوسری کہ تم اللہ سے دعا کرو اور حالانکہ تم یقین کرنے والے ہو ساتھ قبول
ہونے کے اور اسی واسطے لائق ہے آدمی کو یہ کہ کوشش کرے بچ قائم ہونے کے اس چیز پر کہ وہ اس پر یقین کرنے والا
ہو ساتھ اس کے کہ اللہ اس کو قبول کرے گا اور اس کو بخشے گا اس واسطے کہ اس نے اس کا وعدہ کیا ہے اور وہ وعدہ
خلاف نہیں کرتا سوا اگر اعتقاد کرے یا گمان کرے کہ اللہ اس کو قبول نہیں کرے گا تو یہ ناامید ہونا ہے اللہ کی رحمت سے
اور یہ کبیرے گناہوں میں سے ہے اور جو اس پر مر جائے سپرد کیا جاتا ہے طرف اس چیز کی جو اس کا گمان ہو اور
بہر حال گمان مغفرت کا باوجود اصرار کے گناہوں پر تو یہ محض جہل اور مغرور ہونا ہے اور وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف
مذہب مرجیہ کے اور یہ جو کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوں یعنی اپنے علم سے اور یہ معیت خاص ہے اس معیت سے جو
اللہ کے اس قول میں ہے ﴿مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ﴾ اور کہا ابن ابی جرہ نے کہ اس کے معنی یہ
ہیں کہ میں اس کے ساتھ ہوں موافق اس کے کہ قصد کیا میرے ذکر کرنے سے پھر کہا احتمال ہے کہ یہ ذکر فقط زبان
سے ہو یا فقط دل سے یا دونوں سے یا ساتھ بجالانے حکم کے اور باز رہنے کے منع چیز سے اور ذکر دو قسم پر ہے ایک
مقطوع ہے اس کے صاحب کے واسطے ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو یہ خیر اور دوسرا خطر پر ہے اور یہ جو کہا
کہ اگر مجھ کو اپنے جی میں ذکر کرے تو میں بھی اس کو اپنے جی میں ذکر کرتا ہوں یعنی اگر ذکر کرے مجھ کو ساتھ تنزیہ اور
پاکی بولنے کے پوشیدہ تو میں یاد کرتا ہوں اس کو ساتھ رحمت اور ثواب کے پوشیدہ اور یا اس کے یہ معنی ہیں کہ یاد کرو
مجھ کو ساتھ تعظیم کے یاد کروں گا میں تم کو ساتھ انعام کے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ یعنی اللہ کا ذکر اکبر

ہے سب عبادتوں سے کہا اہل علم نے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ذکر خفی یعنی پوشیدہ ذکر کرنا افضل ہے پکار کر ذکر کرنے سے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ اگر یاد کرے مجھ کو اپنے جی میں تو یاد کرتا ہوں میں اس کو ساتھ ثواب کے کہ میں کسی کو اس پر اطلاع نہیں کرتا اور اگر مجھ کو پکار کر یاد کرے تو میں یاد کرتا ہوں اس کو ساتھ ثواب کے کہ اطلاع کرتا ہوں اس پر بلکہ رتبے والی جماعت کو اور کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث نص ہے اس میں کہ فرشتے افضل ہیں آدمیوں سے اور یہ مذہب جمہور اہل علم کا ہے اور اس پر شاہد ہیں قرآن سے مثل ﴿الَّا اَنْ تَكُوْنَا مَلَکَیْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنْ الْخَالِدِیْنَ﴾ اور خالد افضل ہے فانی سے سو فرشتے افضل ہیں آدمیوں سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معروف جمہور اہل سنت سے یہ ہے کہ نیک آدمی افضل ہیں باقی جنسوں سے اور جو فرشتوں کو آدمیوں سے افضل کہتے ہیں وہ فلاسفہ اور معتزلہ ہیں اور کم لوگ اہل سنت سے بعض صوفی اور بعض اہل ظاہر سے سو کہا انہوں نے کہ حقیقت فرشتے کی افضل ہے آدمی کی حقیقت سے اس واسطے کہ فرشتے نوری ہیں لطیف ہیں باوجود فراخ ہونے علم اور قوت کے اور یہ نہیں مستلزم ہے کہ ہر فرد کو ہر فرد پر فضیلت ہو جائز ہے کہ بعض آدمیوں میں وہ چیز ہو جو اس میں ہے اور زیادتی اور بعض نے خاص کیا ہے خلاف کو ساتھ نیک بندوں کے اور فرشتوں کے اور بعضوں نے خاص کیا ہے اس کو ساتھ پیغمبروں کے پھر بعضوں نے ان میں سے تفضیل دی ہے فرشتوں کو غیر پیغمبروں پر اور بعضوں نے ان کو پیغمبروں پر فضیلت دی ہے سوائے حضرت ﷺ کے اور جو پیغمبروں کو فرشتوں سے افضل کہتے ہیں ان کے دلائل میں سے یہ آیتیں ہیں کہ اللہ نے فرشتوں کو حکم کیا کہ آدم ﷺ کو سجدہ کریں واسطے تعظیم کے یہاں تک کہ شیطان نے کہا ﴿هَذَا الَّذِیْ كَرَّمْت عَلَیَّ﴾ اور اللہ نے فرمایا کہ اس کے واسطے جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا کہ اس میں اشارہ ہے طرف عنایت کی اور نہیں ثابت ہوا فرشتوں کے واسطے اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے جن لیا آدم ﷺ کو اور نوح ﷺ اور ابراہیم ﷺ کی آل کو اور عمران ﷺ کی آل کو جہان والوں پر اور اس کے سوائے اور بہت دلیلیں ہیں اور دوسروں کی دلیل باب کی حدیث ہے اور اس میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ میں اس کو یاد کرتا ہوں اس جماعت میں جو ان سے بہتر ہیں اور جواب دیا ہے بعض اہل سنت نے کہ حدیث مذکور نہیں ہے نص اور نہ صریح مراد میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد جماعت بہتر سے پیغمبر اور شہید لوگ ہوں اس واسطے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں پس نہیں بند ہے یہ فرشتوں میں اور ایک جواب اور ہے اور یہ قوی تر ہے پہلے سے کہ خیریت تو حاصل ہوئی ہے ساتھ ذکر اور جماعت دونوں کے اکٹھی سو جس جانب میں کہ رب العزت ہے وہ بہتر ہے اس جانب سے جس میں وہ نہیں بغیر شک کے پس خیریت حاصل ہوئی ہے بہ نسبت مجموع کے اوپر مجموع کے اور معتزلہ کی دلیل یہ ہے کہ فرشتوں کو ذکر میں مقدم کیا ہے اس آیت میں ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلَائِکَتِهِ وَرُسُلِهِ﴾ اور اس کے سوائے اور آیتوں میں بھی اور جواب یہ ہے کہ مجرد تقدیم ذکر میں نہیں مستلزم ہے تفضیل کو بلکہ اس کے واسطے اور اسباب ہیں مانند مقدم کرنے کے

زمانے میں سچ مثل قول اللہ کے ﴿مِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ﴾ سو مقدم کیا اللہ نے نوح علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام پر واسطے مقدم ہونے زمانے نوح علیہ السلام کے باوجود اس کے کہ ابراہیم علیہ السلام افضل ہیں اور دلیل معتزلہ کی یہ آیت ہے ﴿لَنْ يَسْتَكْبِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ﴾ یعنی نہیں عار کرتا مسیح یہ کہ ہو بندہ اللہ کا اور نہ فرشتے مقرب یعنی بیان کی گئی ہے یہ آیت واسطے رد کرنے کے نصاریٰ پر واسطے غلو ان کے مسیح میں سوان کو کہا گیا کہ نہیں انکار کرتا ہے مسیح عبودیت سے اور نہ وہ جو اعلیٰ قدر ہیں اس سے یعنی فرشتے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں تمام ہے دلالت اس کی مطلوب پر مگر جب کہ تسلیم کیا جائے کہ آیت فقط نصاریٰ کے رد کے واسطے بیان کی گئی ہے اور جو اس کا مدعی ہے وہ محتاج ہے اس طرف کہ ثابت کرے کہ نصاریٰ اس بات کا اعتقاد کرتے ہیں کہ فرشتوں کو مسیح پر فضیلت ہے اور حالانکہ وہ اس کے معقد نہیں بلکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہے پس نہ صحیح ہوگا استدلال اور بایں وجہ کہ جن صفتوں کے واسطے مسیح کو پوجتے ہیں یعنی دنیا کا ترک کرنا اور غیب کی چیزوں پر اطلاع پانا اور مردوں کا جلانا اللہ کے حکم سے وہ صفتیں فرشتوں میں بھی موجود ہیں سو اگر یہ صفات موجب عبادت ہیں تو فرشتوں کی عبادت کے واسطے بطریق اولیٰ موجب ہوں گے اور وہ باوجود اس کے اللہ کی عبادت سے عار نہیں کرتے سو اس ترقی سے افضلیت کا ثابت ہونا لازم نہیں آتا اور بایں وجہ کہ آیت کا سیاق مبالغہ کے واسطے ہے نہ واسطے ترقی کے یعنی نہیں کہا اللہ نے یہ اس واسطے کہ فرشتوں کا مقام بلند ہے عیسیٰ علیہ السلام کے مقام سے بلکہ واسطے رد کرنے کے ان لوگوں پر جو دعویٰ کرتے ہیں کہ فرشتے اللہ ہیں سو رد کیا ان پر جیسا رد کیا نصاریٰ پر جو دعویٰ کرتے ہیں تثلیث کا یعنی نہیں مستحق ہے کہ تکبر کرے اللہ پر جو اس کے ساتھ موصوف ہو جس کو تم اے نصاریٰ اللہ ٹھہراتے ہو واسطے اعتقاد کرنے تمہارے کے اس میں کمال کو اور نہ فرشتے کہ تمہارے سوائے اور لوگوں نے ان کو اللہ ٹھہرایا ہے واسطے اعتقاد کرنے ان کے کے ان میں کمال کو۔ (نخ)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾

۶۸۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ

۶۸۵۷۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہہ کہ اللہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب کو تمہارے اوپر سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کی پھر کہا یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں اللہ نے کہا یا ٹھہرائے تم کو کئی درختے کر کے حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ یہ آسان تر ہے۔

أَرْجُلِكُمْ» فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ قَالَ «أَوْ يَلْبِسُكُمْ
شَيْعًا» فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَذَا أَيْسَرُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ انعام کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے قول اس کا ہے کہ میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہا ابن بطال نے کہ اس آیت اور حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ بے شک اللہ کے لیے چہرہ ہے اور وہ اس کی ذات کی صفت سے ہے اور نہیں ہے جارحہ اور نہ مخلوق کے مونہوں کی طرف جن کو ہم دیکھتے ہیں جیسا ہم کہتے ہیں کہ وہ عالم ہے اور ہم نہیں کہتے کہ وہ ان عالموں کی طرح ہے جن کو ہم دیکھتے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ دلالت کی آیت نے کہ مراد ساتھ ترجمہ کے ذات مقدس ہے اور اگر ہوتی صفت اس کی فعل کی صفتوں سے تو البتہ شامل ہوتا اس کو ہلاک ہونا جیسا کہ اس کے سوائے اور صفتوں کو شامل ہے اور یہ محال ہے اور کہا راغب نے کہ اصل وجہ جارحہ معروف ہے اور اکثر اوقات بولا گیا ہے وجہ ذات پر مانند قول اللہ تعالیٰ کے «وَيَقْفِي وَجْهَ رَبِّكَ ذُؤَالِ الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ» اور بعضوں نے کہا کہ لفظ وجہ صلہ ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اللہ اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ وجہ کے قصد ہے یعنی باقی رہے گی وہ چیز جس میں اللہ کی رضا مندی مقصود ہو اور کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ وجہ کے آیت اور حدیث میں ذات ہے باوجود یا لفظ زائد ہے یا منہ ہے نہ مخلوق کے منہ کی طرح اس واسطے کہ اس کو عضو معروف پر حمل کرنا محال ہے پس متعین ہے تاویل یا تفویض۔ (فتح) باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں اور تا کہ تو پرورش کیا جائے میری آنکھ پر اور اس قول میں کہ جاری ہو ہمارے سامنے یعنی ہمارے علم سے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى «وَلْيُصْنَعْ عَلَيَّ
عَيْنِي» تَعْلِيٌّ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ
«تَجَرِي بِأَعْيُنِنَا».

۶۸۵۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس دجال کا ذکر ہوا سو فرمایا کہ بے شک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں ہے بیشک اللہ کا نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور بے شک مسیح دجال دائیں آنکھ کا کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا گور۔

۶۸۵۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
ذُكِرَ الدَّجَالُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ إِنَّ
اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى عَيْنِهِ وَإِنَّ
الْمَسِيحَ الدَّجَالَ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَانَ
عَيْنُهُ عِنَبَةً طَافِيَةً.

۶۸۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس نے اپنی امت کو ڈرایا ہے کانے بڑے جھوٹے سے یعنی دجال سے (خبردار ہو) بے شک دجال کا نا ہوگا اور بے شک تمہارا رب کا نا نہیں اس کی دونو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے کافر۔

۶۸۵۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أُنذِرَ قَوْمَهُ الْأَعْوَرَ الْكُذَّابَ إِنَّهُ أَعْوَرٌ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح فتن میں گزر چکی ہے اور مراد ان سے یہ قول ہے کہ بے شک اللہ کا نا نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا کہا راغب نے کہ عین جارحہ ہے اور جو کسی چیز پر محافظ ہو اس کو کہا جاتا ہے کہ اس کے واسطے آنکھ ہے اور اسی قبیل سے ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ فلانا میری آنکھ میں ہے یعنی میں اس کو نگاہ رکھتا ہوں اور اسی قبیل سے ہے یہ قول اللہ کا ﴿وَأَضَعُ الْفُلُوكَ بَاعَيْنَا﴾ یعنی ہم تجھ کو دیکھتے ہیں اور نگاہ رکھتے ہیں اور مثل اس کی ہے ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا﴾ اور یہ جو کہا ﴿وَلَتُصَنَعَنَّ عَلَيَّ عَيْنِي﴾ یعنی میری نگہبانی سے اور عین کے اور معنی بھی آتے ہیں کہا ابن بطلال نے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے ان لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ سبحانہ کے واسطے جسم ثابت کرتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ جو کہا کہ اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ اللہ کی آنکھ باقی آنکھوں کی طرح ہے اور تعجب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اللہ کے واسطے جسم کا ہونا محال ہے اس واسطے کہ جسم حادث ہے اور اللہ قدیم ہے سو دلالت کی اس نے کہ مراد نفی نقص کی ہے اس سے اور کہا بیہمتی نے کہ بعض نے کہا کہ آنکھ صفت ذات کی ہے اور بعض نے کہا کہ مراد آنکھ سے دیکھنا ہے بنا براس کے پس معنی ﴿وَلَتُصَنَعَنَّ عَلَيَّ عَيْنِي﴾ کے یہ ہیں کہ ہمارے سامنے اور رو برد اور پہلا مذہب سلف کا ہے اور اشارہ کیا ہے اپنے ہاتھ سے تو اس میں اشارہ ہے طرف رد کی اس پر جو کہتا ہے کہ اس کے معنی ہیں قدرت اور کہا ابن منیر نے کہ وجہ استدلال کی اوپر ثابت کرنے آنکھ کے واسطے اللہ کے دجال کی حدیث کی حدیث سے حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ بے شک اللہ کا نا نہیں اس جہت سے ہے کہ عرف میں کا نا اس کو کہا جاتا ہے جس کی آنکھ نہ ہو اور کانے کی ضد آنکھ کا ثابت ہوتا ہے سو جب دور کیا گیا یہ نقص تو لازم آیا ثابت ہونا کمال کا ساتھ ضد اپنی کے اور وہ آنکھ کا ہونا ہے اور یہ بطور تمثیل سے ہے اور قریب کرنے کے واسطے فہم کے نہ ساتھ معنی ثابت کرنے جارحہ کے اور اہل کلام کے واسطے ان صفتوں یعنی ہاتھ آنکھ منہ میں تین قول ہیں ایک یہ کہ ہوصفات ذات کی ہیں ثابت کیا ہے اس کو سمع نے اور نہیں راہ پاتی ہے اس کی طرف عقل دوسرا یہ کہ آنکھ سے مراد صفت دیکھنے کی ہے اور ہاتھ سے صفت قدرت کی ہے اور منہ سے مراد صفت وجود کی ہے تیسرا قول جاری کرنا اور گزارنا ان کا ہے یعنی ایمان لانا ساتھ ان کے جس طرح

کہ وارد ہوئیں اور ان کے معنی کو اللہ کی طرف سپرد کرنا یعنی ان کے معنی کو اللہ ہی جانتا ہے اور کہا شیخ شہاب الدین سہروردی نے کہ خبر وی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں اور ثابت ہوا ہے اس کے رسول سے استوا اور نزول اور نفس اور ہاتھ اور آنکھ سونہ تصرف کیا جائے ان میں ساتھ تشبیہ کے اور نہ تعطیل کے یعنی ان میں کسی قسم کی تاویل نہ کی جائے بلکہ تفویض کی جائے اس واسطے کہ اگر اللہ اور اس کا رسول خبر نہ دیتا تو نہیں جرات تھی عقل کو کہ اس کے گرد پھرے اور کہا طیبی نے کہ یہی ہے مذہب معتمد اور یہی قول ہے سلف صالحین یعنی اصحاب اور تابعین کا اور بعض نے کہا کہ اتفاق ہے اصحاب کا اور تابعین کا کہ واجب ہے ایمان لانا ساتھ ان کے اس وجہ پر کہ ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان سے اور واجب ہے دور رکھنا اس کا مخلوق کی مشابہت سے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ یعنی کہا جائے کہ ہم ایمان لائے ساتھ ان صفات کے اس وجہ پر کہ اللہ کی مراد ہے اور مخلوق میں سے کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور اس حدیث کے ایک معنی میرے دل میں گزرے ہیں کہ ان میں ثابت کرنا تزییہ کا ہے اور جڑ سے اکھاڑنا مادے تشبیہ کا اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا آنکھ کی طرف اشارہ کرنا بہ نسبت آنکھ دجال کے ہے کہ وہ اس کی طرح ثابت تھی پھر عارض ہوا اس پر کانا ہونا واسطے زیادتی جھوٹ اس کے کی خدائی کے دعویٰ میں اور وہ یہ ہے کہ اس کی آنکھ اس میری آنکھ کی طرح درست تھی پھر اس کی دائیں آنکھ جاتی رہی اور وہ کانا ہو گیا اور اس کانے ہونے کے نقص کو اپنے نفس سے دور نہ کر سکا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ ﴿هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾
باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے اللہ کسے پیدا کرنے والا نکال کر کھڑا کرنے والا صورت بنانے والا

فائدہ: خالق کے معنی ہیں پیدا کرنے والا بغیر مثال کے اور بعض نے کہا کہ باری پیدا کرنے والا ہے جو پاک ہے تفاوت سے اور تافر ہے جو ظل انداز ہیں نظام میں اور مصور پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی صورتوں کو اور ترتیب دینے والا ہے ان کو موافق متعینی حکمت کے پاس اللہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا یعنی اس کا موجد ہے اصل سے اور بغیر اصل کے اور اس کا باری ہے موافق متعینی حکمت کے بغیر تفاوت اور اختلال کے اور صورت بنانے والا ہے اس کا اس صورت میں کہ مرتب ہوں اس پر خواص اس کے اور تمام ہو ساتھ ان کے کمال اس کا اور یہ تینوں اس کے فعل کی صفت ہیں لیکن اگر خالق سے مراد مقدر ہو تو ذات کی صفت ہوگی اس واسطے کہ مرجع تقدیر کا طرف ارادے کی ہے بنا بر اس کے پس تقدیر واقع ہوگی اول پھر پیدا کرنا او پر وجہ مقدر کے پھر واقع ہوگی تصویر ساتھ برابر کرنے کے تیسرے درجے میں اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے چیزوں کے مادے ہوں اس واسطے کہ اس نے پیدا کیا پانی اور مٹی اور آگ اور ہوا کو نہ کسی چیز سے پھر ان سے مختلف جسموں کو پیدا کیا پھر تیار کیا چیزوں کو اپنی مراد پر مشابہت اور مخالفت سے اور صورت وہ ہے جس کے ساتھ چیز اپنے غیر سے جدا ہو جیسے صورت آدمی اور گھوڑے کی۔ (فتح)

۶۸۶۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جنگ بنی مصطلق کے بیان میں کہ انہوں نے قیدی یعنی لونڈی غلام بندی میں پکڑے سولگوں نے چاہا کہ لونڈیوں سے صحبت کریں اور نہ حاملہ ہوں تو انہوں نے حضرت ﷺ سے عزل یعنی انزال کے وقت عورت کی شرم گاہ سے ذکر نکال کر باہر انزال کرنے کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کیا کرو اس واسطے کہ بے شک اللہ نے البتہ لکھ رکھا ہے یعنی لوح محفوظ میں جس کو وہ قیامت تک پیدا کرنے والا ہے اور دوسری روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کوئی جان پیدا یعنی مقدر کی گئی مگر کہ اللہ اس کا پیدا کرنے والا ہے۔

۶۸۶۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوسَى هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ أَنَّهُمْ أَصَابُوا سَبَايَا فَأَرَادُوا أَنْ يَسْتَمْتِعُوا بِهِنَّ وَلَا يَحْمِلْنَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَرَعَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ إِلَّا اللَّهُ خَالِقُهَا.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد خالق سے اس باب میں مبدع پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی ذاتوں کو اور یہ وہ معنی ہیں جن میں کوئی اللہ کا شریک نہیں اور انزل سے اللہ نے اپنا نام خالق رکھا ہے ان معنوں سے کہ وہ آئندہ پیدا کرے گا اس واسطے کہ خلق کا قدیم ہونا محال ہے اور حدیث میں جو، الا وہی مخلوقہ تو اس کے معنی یہ ہیں جس کا پیدا ہونا مقدر کیا گیا ہے یا اللہ کے نزدیک اس کا پیدا ہونا معلوم ہے ضروری ہے ظاہر کرنا اس کا طرف وجود کی، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَمَّا خَلَقْتُ بِيَدِي﴾

اللہ نے فرمایا ابلیس سے کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا سجدہ کرنے سے اس کے واسطے جو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا یعنی آدم ﷺ کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس آیت میں ثابت کرتا ہے دونوں ہاتھوں کا اللہ کے واسطے اور وہ دونوں اس کی ذات کی صفات میں سے ہیں اور نہیں ہیں جارحہ برخلاف فرقہ مشبہ کے مشبہ سے اور جہمیہ کے معطلہ سے اور جو گمان کرے کہ مراد ساتھ دونوں ہاتھوں کے قدرت ہے تو اس کے رد میں کافی ہے یہ کہ ان کا اجماع ہے اس پر کہ اللہ کی قدرت ایک ہے ان لوگوں کے قول میں جو اس کے وجود کو ثابت کرتے ہیں اور نہیں قدرت اس کے واسطے نفی کرنے والوں کے قول میں اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ قادر ہے لذاتہ اور آیت مذکورہ دلالت کرتی ہے کہ مراد دونوں

ہاتھوں سے قدرت نہیں اس واسطے کہ اس میں ہے جو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اور اس میں اشارہ ہے طرف ان معنوں کی کہ واجب کرتے ہیں سجدے کو سواگر ہاتھ ساتھ معنی قدرت کے ہوتا تو آدم ﷺ اور شیطان کے درمیان کچھ فرق نہ ہوتا واسطے شریک ہونے دونوں کے اس چیز میں کہ پیدا کیا گیا ہر ایک دونوں میں سے ساتھ اس کے اور وہ اللہ کی قدرت ہے اور البتہ شیطان یوں کہتا کہ آدم ﷺ کو مجھ پر کیا فضیلت ہے اور حالانکہ تو نے مجھ کو اپنی قدرت سے پیدا کیا جیسے کہ تو نے آدم ﷺ کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور جب اس نے کہا کہ تو نے مجھ کو آگے سے پیدا کیا اور آدم ﷺ کو مٹی سے پیدا کیا تو اس نے دلالت کی اوپر خاص ہونے آدم ﷺ کے ساتھ اس کے کہ اللہ نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اور نہیں جائز ہے کہ مراد دو ہاتھوں سے دو نعمتیں ہوں اس واسطے کہ پیدا کرنا مخلوق کا ساتھ مخلوق کے محال ہے اور اگر ان کو اللہ کی ذات کی صفت ٹھہرایا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جارح ہوں کہا ابن تین نے کہ یہ جو فرمایا کہ اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے تو یہ رد کرتا ہے تاویل ہاتھ کو ساتھ قدرت کے اور کہا ابن نورک نے بعض نے کہا کہ مراد اس سے ذات ہے اور نہیں ہے یہ مستقیم ﴿مِمَّا عَمِلَتْ آيَدُنَا﴾ میں برخلاف قول اس کے ﴿لَمَّا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ اس واسطے کہ وہ بیان کی ہے واسطے رد کے شیطان پر سواگر حمل کیا جائے ذات پر تو صحیح ہوگا رد۔ (فتح)

۶۸۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمع کیے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن اس کے واسطے یعنی قیامت کے واسطے یا جو اس کے بعد ذکر کیا جاتا ہے یعنی سو غمناک ہوں گے حشر کی مصیبت سے تو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تاکہ ہم اس مکان سے راحت پائیں تو خوب بات ہو سو آدم ﷺ کے پاس آئیں گے سو یوں کہیں گے کہ اے آدم! کیا تو لوگوں کو نہیں دیکھتا کس حال میں ہیں اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تجھ کو ہر چیز کے نام سکھلائے ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تاکہ ہم کو راحت دے اس مکان کی تکلیف سے تو آدم ﷺ کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں سو یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم نوح ﷺ کے پس جاؤ کہ وہ پہلا رسول

۶۸۶۱۔ حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَمَا تَرَى النَّاسَ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدَيْهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَهَا وَلَكِنْ ائْتُوا نَوْحًا فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ نَوْحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ

ہے کہ اللہ نے اس کو پیغمبر کر کے زمین والوں کی طرف بھیجا سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا دوست ہے سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان کے واسطے اپنے خطاؤں کو جو اس سے ہوئیں لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے جس کو اللہ نے توراہ دی اور جس سے بلا واسطہ کلام کیا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو موسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان کے واسطے اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور اس کی کلام سے پیدا ہوا یعنی صرف لفظ کن سے پیدا ہوا کوئی اس کا باپ نہیں اور اس کی روح ہے سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد ﷺ کے پاس جو اللہ کا خاص بندہ ہے اس کے اگلی پچھلی بھول چوک سب معاف ہو گئی سو وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے سو میں چلوں گا اور اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر حکم ہو گا کہ اے محمد! سر اٹھالے کہہ سنا جائے گا مانگ تجھ کو دیا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھائے گا پھر میں سفارش کروں تو میرے واسطے ایک انداز اور مقدر

الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنْ اتُّوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذَكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِي أَصَابَهَا وَلَكِنْ اتُّوا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللَّهُ التَّوْرَةَ وَكَلَّمَهُ تَكَلِيمًا فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذَكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنْ اتُّوا عِيسَى عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوحَهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنْ اتُّوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدْعُونِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُونِي ثُمَّ يُقَالُ لِي أَرْفَعْ مُحَمَّدٌ وَقُلْ يُسْمَعُ وَرَسُولٌ تَعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدِ عِلْمِيئِهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُونِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُونِي ثُمَّ يُقَالُ أَرْفَعْ مُحَمَّدٌ وَقُلْ يُسْمَعُ وَرَسُولٌ تَعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدِ عِلْمِيئِهَا رَبِّي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُونِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُونِي ثُمَّ يُقَالُ أَرْفَعْ مُحَمَّدٌ قُلْ يُسْمَعُ

ٹھہرائی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ میں گر پڑوں گا سو اللہ تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر حکم ہوگا کہ اے محمد! سر اٹھالے اور کہہ سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھائے گا پھر میں سفارش کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی تو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا تو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا چاہے گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد! سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھائے گا پھر میں سفارش کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو میں کہوں گا اے میرے رب! اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر وہی شخص جس کو قرآن نے بند کیا یعنی جس کی مغفرت کا قرآن میں حکم نہیں اور واجب ہے اس پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا یعنی مشرکین اور کافر حضرت ﷺ نے فرمایا نکالا جائے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ایک جو کے برابر نیکی ہو پھر نکالا جائے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ایک گندم کے دانے کے برابر نیکی ہو پھر نکالا جائے گا دوزخ سے ہو شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا

وَسَلُّ تَعَطُّهُ وَاشْفَعُ تَشْفَعُ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدِ عَلَمِنِيهَا ثُمَّ اَشْفَعُ فَيُحَدُّ لِي حَدًّا فَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَرْجِعُ فَاَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجِبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بَرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً.

اور اس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر نیکی ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقائق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے قول اہل موقف کا ہے آدم علیہ السلام کے واسطے کہ

اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

۶۸۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۶۸۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

نہیں کرتا اس کا ہاتھ شب و روز بہانے والا ہے یعنی ہر دم فیض

هُوَيْرَةٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کا ریلا جاری ہے اور فرمایا بھلا دیکھو تو کہ جو کہ اللہ نے خرچ کیا

وَسَلَّمَ قَالَ يَدُ اللَّهِ مَلَأَى لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ

جب سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا سوائے خرچ نے تو اس کے

سَحَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ

ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اس وقت سے

مُنذُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَمْ

جاری ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا یعنی ازل سے اور اللہ کے

يَغِيضُ مَا فِي يَدِهِ وَقَالَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے کسی کو جھکاتا ہے اور کسی کو اٹھاتا ہے۔

وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْمِيزَانَ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

فائدہ: اور مناسبت ذکر عرش کی اس جگہ یہ ہے کہ جب زمین آسمان کا پیدا کرنا ذکر کیا تو اس سے سامع کو خواہش

ہوئی اس کی کہ اس سے پہلے کیا تھا سو ذکر کیا زمین و آسمان کے ذکر کرنے سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا اور یہ جو

فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں ہے میزان کہا خطابی نے کہ یہ مثال ہے اور مراد قسمت ہے درمیان خلق کے اور بعض نے کہا

کہ میزان کے معنی یہ ہیں کہ اس نے انداز مقرر کیا ہے ہر چیز کا اور اس کا وقت مقرر کیا ہے اور اس کی حد معین کی ہے

سو نہیں ہے کوئی مالک نفع اور ضرر کا مگر اس سے اور ساتھ اس کے اور کہا طیبی نے کہ جائز ہے کہ ہو ملاء ولا یغیضہا

وسعا خبریں مترادف یہ اللہ کے واسطے کہ وہ مبتدا ہے اور جائز ہے کہ تینوں اوصاف ہوں ملائی کے واسطے اور جائز

ہے کہ ارایتہ از سر نو کلام ہو اس میں معنی ترقی کے ہیں گویا کہ جب کہا گیا کہ پر ہے تو اس سے وہم ہوا کہ اس کا

نقصان جائز ہے سو دور کیا اس وہم کو اپنے اس قول سے کہ اس کو کچھ چیز کم نہیں کرتی اور کبھی چیز پر ہوتی ہے اور جاری

نہیں ہوتی سو کہا گیا سحاء واسطے اشارہ کرنے کے طرف فیض کی اور اس کے ساتھ ذکر کیا دن رات کو تاکہ دلالت

کرے بیٹھگی پر پھر ذکر کیا کہ یہ بصیرت والے پر پوشیدہ نہیں اور جملہ اس کلام کا دلالت کرتا ہے اوپر زیادتی غنا کے اور

کمال سعت کے اور نہایت جود کے اور کشادہ عطا کے۔ (تح)

۶۸۹۳۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى

۶۸۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

قَالَ حَدَّثَنِي عَمِي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ

نے فرمایا کہ اللہ قبض کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور

عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

لیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا کہ میں

عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

۶۸۹۴۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى

۶۸۹۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نے فرمایا کہ اللہ قبض کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور

عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

لیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا کہ میں

عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

۶۸۹۵۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى

۶۸۹۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نے فرمایا کہ اللہ قبض کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور

عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

لیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا کہ میں

عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

ہوں بادشاہ یعنی کہاں ہیں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں ظلم کرنے والے کہاں ہیں منکبیر؟ اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سنا میں نے سالم سے اس نے کہا سنا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ساتھ اس کے اور روایت کیا ہے اس کو سعید نے مالک سے اور کہا ابوالیمان نے خبر دی ہم کو شعیب نے زہری سے کہا خبر دی مجھ کو ابوسلمہ نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَرْضَ وَتَكُونُ السَّمَوَاتُ بِمِثْلِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ رَوَاهُ سَعِيدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ.

فائدہ: اور ثابت ہوا ہے نزدیک مسلم کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ انصاف کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے اللہ کی دائیں طرف اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں کہا بیہقی نے کہ آیا ہے بعض روایتوں میں اطلاق لفظ شمال کا اللہ کے ہاتھ پر بطور مقابلے کے جو معروف ہے ہمارے حق میں اور اکثر روایتوں میں واقع ہوا ہے پرہیز کرنا اطلاق کرنے کے سے اللہ پر یہاں تک کہ کہا کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں تاکہ نہ وہم کیا جائے نقص کا اس کی صفت میں پاک اور بلند ہے اس واسطے کہ بایاں ہاتھ ہمارے حق میں ضعیف تر ہے دائیں سے اور بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ صفت ید کی جارحہ نہیں اور جس جگہ کتاب اور سنت میں اس کا ذکر آیا ہے تو مراد تعلق اس کا ہے ساتھ کائن کے جو مذکور ہے ساتھ اس کے مانند لپٹنے اور پکڑنے اور قبض کرنے اور کشادہ کرنے اور قبول اور انفاق وغیرہ کی جیسے کہ تعلق صفت کا ہے ساتھ مقتضاء اپنے کے بغیر چھونے کے اور نہیں ہے اس میں تشبیہ کسی حال میں اور اور لوگوں نے اس کی تاویل کی ہے ساتھ اس کے جو اس کے لائق ہے۔ (فتح)

۶۸۶۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو اس نے کہا اے محمد! بے شک اللہ روک رکھے گا آسمان کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور سب خلق کو ایک انگلی پر پھر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے

۶۸۶۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ يَهُودِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يُمَسِّكُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضِينَ

جو ہنسنے کے وقت ظاہر ہوتے ہیں پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی جیسا حق جاننے اس کے کا ہے کہا یحییٰ نے یعنی اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے تعجب سے اور اس کی تصدیق کے واسطے۔

عَلَىٰ إِصْبَعِ وَالْجَبَالِ عَلَىٰ إِصْبَعِ وَالشَّجَرِ
عَلَىٰ إِصْبَعِ وَالْخَلَائِقِ عَلَىٰ إِصْبَعِ ثُمَّ
يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّىٰ بَدَتْ نَوَاجِذُهُ
ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ قَالَ
يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ وَزَادَ فِيهِ فَضِيلٌ بَنْ
عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا لَهُ.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ مراد انگلیوں سے اس حدیث میں جارحہ نہیں بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ صفت ہے اللہ کی ذات کی صفات سے بغیر کیفیت اور تحدید کے اور ابن فورک سے روایت ہے جائز ہے کہ انگلی ایک مخلوق ہو کہ اللہ اس کو پیدا کرے گا سوا اٹھائے گا اللہ اس پر جو اٹھاتی ہے انگلی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے قدرت ہو کہا ابن بطلان نے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ اس نے ذکر کیا مخلوقات کو اور خبر دی اللہ کی قدرت سے تمام پر سو تبسم فرمایا حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کے واسطے اور تعجب کرنے کے اس سے کہ وہ اس کو اللہ کی قدرت میں بھاری جانتا ہے اور یہ کہ یہ اللہ کی قدرت کے آگے کچھ بڑی بات نہیں اسی واسطے حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ یعنی نہیں قدر اس کی اللہ کی قدرت میں اس چیز پر کہ پیدا کرتا ہے اس حد پر کہ پہنچتا ہے اس کی طرف وہم اور احاطہ کرتا ہے اس کو حصر اس واسطے کہ اللہ قادر ہے کہ روک رکھے اپنی مخلوقات کو بغیر کسی چیز کے جیسے کہ آج ہے اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روکے ہے آسمانوں اور زمین کو یہ کہ اپنی جگہ سے دور ہوں اور اٹھایا آسمان کو بغیر ستون کے اور کہا خطاب نے کہ نہیں واقع ہوا ہے ذکر انگلی کا قرآن اور نہ حدیث قطعی میں جس کا ثبوت قطعی ہو اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ ہاتھ نہیں جارحہ یعنی کاسب تا کہ وہم کیا جائے اس کے ثبوت سے ثبوت انگلیوں کا بلکہ وہ توقیف ہے کہ اطلاق کیا ہے اس کو شارح نے سو نہ اس کی کیفیت بیان کی جائے اور نہ تشبیہ دی جائے اور شاید کہ انگلی کا ذکر یہودیوں نے اس میں ملا دیا ہے اس واسطے کہ یہود مشبہ ہیں اور اس چیز میں کہ دعویٰ کرتے ہیں توراہ سے الفاظ میں کہ داخل ہوتے ہیں تشبیہ کے باب میں اور نہیں داخل ہیں مسلمانوں کے مذہب میں اور حضرت ﷺ کا اس کے قول سے ہنسنا احتمال ہے کہ رضا مندی کے واسطے ہو اور احتمال ہے کہ انکار کے واسطے ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ اس کی تصدیق کے واسطے ہنسے تو یہ اس کا گمان ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ یہ جو کہا کہ اللہ روک

رکھے گا آسمانوں کو اخیر حدیث تک تو یہ سب قول یہودی کا ہے اور وہ اعتقاد کرتے ہیں کہ اللہ کا جسم ہے اور یہ کہ اللہ ایک شخص ہے ہاتھ پاؤں وغیرہ والا جیسا کہ غالیوں کا مشبہ سے اعتقاد ہے اور حضرت ﷺ کا ہنسنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہودی کی بے علمی سے تھا اس واسطے حضرت ﷺ نے اس وقت یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ یعنی پہچانا انہوں نے اللہ کو جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے اور جس نے اس میں تصدیق کی لفظ زیادہ کی ہے سو وہ کچھ چیز نہیں کہ وہ راوی کے قول سے ہے اور وہ باطل ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ محال کی تصدیق نہیں کرتے اور یہ اوصاف اللہ کے حق میں محال ہیں اس واسطے کہ اگر اللہ کے ہاتھ پاؤں ہوتے تو ہماری طرح ہوتا اور محتاج اور حادث ہوتا وغیرہ جو ہمارے حق میں واجب ہے اس کے حق میں واجب ہوتا اور اگر اس طرح ہوتا تو اس کا الہ ہونا محال ہوتا اور اگر ایسے اوصاف والا الہ ہو سکتا تو دجال بھی الہ ہو سکتا اور یہ محال ہے پھر اگر ہم مان لیں کہ حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کی تو تصدیق اس کی معنی میں نہ ہوگی بلکہ لفظ میں جس کو نقل کیا اس نے اپنی کتاب سے اپنے پیغمبر سے اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کا ظاہر مراد نہیں اور جس کی طرف اس نے اخیر میل کی ہے یہ اولیٰ ہے اس چیز سے کہ پہلے بیان کی اس واسطے کہ اس میں طعن ہے معتمد راویوں پر اور رد کرنا ہے صحیح حدیثوں کا اور اگر ہوتا امر بخلاف اس چیز کے کہ سمجھی راوی نے تو البتہ لازم آتی اس سے تقریر حضرت ﷺ کی باطل پر اور سکتا ہونا حضرت ﷺ کا انکار سے اور اللہ کی پناہ اس سے اور سخت انکار کیا ہے ابن خزیمہ نے اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ کا ہنسنا بطور انکار کے تھا۔ (تح)

۶۸۶۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا اے ابوالقاسم! (یہ حضرت ﷺ کی کنیت مبارک ہے) بے شک اللہ پاک رو کے رکھے گا آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درخت اور گارے کو ایک انگلی پر اور سب مخلوقات کو ایک انگلی پر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ میں ہوں بادشاہ سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہنسنے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور نہیں جانی انہوں نے قدر اللہ کی جیسا کہ اس کے جاننے کا حق ہے۔

۶۸۶۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللَّهَ يُمَسِّكُ السَّمَوَاتِ عَلَى إصْبَعٍ وَالْأَرْضِضِينَ عَلَى إصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالشَّرَى عَلَى إصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ قَرَأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ

www.KitaboSunnat.com

حَقَّ قَدْرُهُ ﴿

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت کرنے والا کوئی شخص نہیں

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ

۶۸۶۶۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے مار ڈالوں نہ مارنے والا اس کی چوڑائی سے یعنی بلکہ اس کی تیزی سے تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہے اور اللہ کی غیرت کے سبب سے اللہ نے بے حیائی کے سب کام حرام کیے جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو عذر بہت پسند آتا ہو اور اسی سبب سے اللہ نے پیغمبروں کو بھیجا جو ڈرانے والے اور بشارت دینے والے ہیں اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی سبب سے اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے اور کہا عبید اللہ نے یعنی اس نے لا احدٌ کے بدلے لا شخص کہا ہے۔

۶۸۶۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّبُذَكِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَادِ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَصَرَبْتُهُ بِالسِّيفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ قَبْلَ بَلَّغِ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللَّهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللَّهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُدْرُ مِنَ اللَّهِ وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِينَ وَالْمُنذِرِينَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحَةُ مِنَ اللَّهِ وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَعَدَّ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَقَالَ عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا شَخْصٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ.

فائدہ: کہا ابن دقین العید نے کہ جو لوگ اللہ کو پاک جانتے ہیں یا ساکت ہیں تاویل سے یا تاویل کرنے والے ہیں اور تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ مراد ساتھ غیرت کے منع کرنا چیز سے اور حمایت اور یہ غیرت کو لازم ہے سو یہ اطلاق بطور مجاز کے ہے مانند ملازمہ وغیرہ کے جو عرب کی زبان میں شائع ہے اور کہا عیاض نے کہ معنی یہ ہیں کہ بھیجا اللہ نے رسولوں کو واسطے اعذار اور انذار خلق کے پہلے پکڑنے ان کے ساتھ عقوبت کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے تاکہ آدمیوں کے واسطے پیغمبروں کے بعد کوئی حجت نہیں اور یہ جو کہا کہ اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے یعنی اس کے واسطے جس نے اس کی فرمانبرداری کی کہا ابن بطلال نے کہ مراد مدح سے مدح اس کے بندوں کی ہے ساتھ فرمانبرداری اس کی کے اور پاک کرنے اس کے اس چیز سے کہ اس کے لائق نہیں اور شاکر نے اس کے

ساتھ نعمتوں اس کی کے تاکہ ان کو اس کا بدلہ دے اور کہا قرطبی نے کہ ذکر کرنا مدح کا ساتھ غیرت کے اور عذر کے واسطے تنبیہ کرنے سعد رضی اللہ عنہ کے ہے اس پر کہ وہ اپنی غیرت کے ساتھ عمل نہ کرے اور نہ جلدی کرے بلکہ آہستگی اور نرمی کرے اور تحقیق کرے یہاں تک کہ حاصل ہو اور پر وجہ صواب کے سو پہنچے کمال مدح اور ثنا اور ثواب کو واسطے اختیار کرنے اس کے حق کو اور قمع کرنے اپنے نفس کے اور غلبہ اس کے وقت جوش مارنے اس کے اور یہ مانند اس حدیث کے ہے کہ بڑا پہلوان وہ ہے کہ جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے اور کہا عیاض نے کہ یہ جو کہا اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ نے اس کا وعدہ کیا اور اس میں رغبت دلائی تو بہت ہو سوال اس کے واسطے اور طلب طرف اس کی اور ثنا اور پر اس کے اور نہیں حجت پکڑی جاتی ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے آدمی کو اپنی تعریف کا حاصل کرنا اس واسطے کہ وہ منع ہے لیکن اگر دل میں اس کی محبت رکھے تو منع نہیں جب کہ اس سے کوئی چارہ نہ ہو سو اللہ تعالیٰ مستحق ہے کمال مدح کے واسطے اور آدمی کو نقص لازم ہے اور اگر وہ کسی جہت سے مدح کا مستحق ہو لیکن مدح اس کے دل کو فاسد کر دیتی ہے اور اس کو اپنے جی میں بڑا بنا دیتی ہے یہاں تک کہ اپنے غیر کو حقیر جانتا ہے اور اسی واسطے آیا ہے کہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو اور یہ حدیث صحیح ہے کہا ابن بطلال نے اجماع ہے امت کا اس پر کہ نہیں جائز ہے کہ وصف کیا جائے اللہ کو ساتھ شخص کے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوئی ہے توقیف ساتھ اس کے اور البتہ منع کیا ہے اس سے مجسمہ نے باوجود اس کے کہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جسم ہے نہ مانند جسموں کے کہا اور حدیث کے الفاظ میں اختلاف ہے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ میں تو صرف لاحد کے لفظ واقع ہوئے ہیں اس میں کچھ اختلاف نہیں پس ظاہر ہوا کہ شخص کی لفظ ایک جگہ میں آئی ہے سو شاید راویوں کے تصرف سے ہے علاوہ ازیں یہ اس مستثنیٰ کے باب سے ہے جو غیر جنس سے ہو مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنُّ﴾ اور حالانکہ ظن علم کی قسم سے نہیں اور یہی ہے معتمد اور کہا ابن فورک نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کے منع ہے اطلاق شخص کا اللہ پر کئی امروں کے واسطے اول یہ کہ نہیں ثابت ہوئی یہ لفظ مع کے طریق سے دوم یہ کہ اجماع ہے اس کے منع ہونے پر سوم یہ کہ اس کے معنی ہیں جسم مؤلف مرکب اور معنی غیرت کے زجر اور تحریم ہیں پس معنی یہ ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ بڑا زجر کرنے والا ہے تحریم سے اور میں اس سے زیادہ زجر کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر زجر کرنے والا ہے اور طعن کیا ہے خطاب نے سند میں ساتھ متفرد ہونے عبید اللہ کے ساتھ اس لفظ کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے صحیح مسلم وغیرہ کتابوں کی طرف رجوع نہیں کیا جن میں یہ لفظ واقع ہوا ہے غیر روایت عبید اللہ کی سے اور یہ رد کرتا ہے صحیح روایتوں کا اور طعن کرنا حدیث کے اماموں میں جو ضابط ہیں باوجود ممکن ہونے تاویل اس روایت کے جو انہوں نے روایت کی اسی واسطے کہ مانی نے کہا کہ نہیں ہے کوئی حاجت ثقہ راویوں کو خطا کار ٹھہرانے کی بلکہ حکم اس کا حکم باقی متشابہات کا ہے یا تفویض یا تاویل اور کہا قرطبی

نے کہ اصل وضع شخص کی جسم آدمی کے واسطے ہے اور یہ معنی اللہ کے حق میں محال ہیں پس واجب ہے تاویل اس کی سو بعض نے کہا اس کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بلند اور بعض نے کہا کہ نہیں کوئی شے اور یہ تاویل خوب تر ہے پہلے سے اور واضح تر اس سے لا موجود یا لا احد ہے اور یہ تاویل نہایت خوب تر ہے اور حالانکہ ثابت ہو چکا ہے یہ لفظ دوسری روایت میں اور شاید کہ لفظ شخص کا بولا گیا ہے واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ ثابت کرنے ایمان اس شخص کے کہ دشوار ہے اس کے سمجھنے پر وہ موجود کہ نہ مشابہ ہو کسی چیز کو موجود ذات سے تاکہ نہ نوبت پہنچائے یہ طرف نفی اور تعطیل کی۔ (فتح)

تنبیہ: نہیں تصریح کی بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اطلاق کرنے لفظ شخص کے اللہ پر بلکہ وارد کیا ہے اس کو بطور احتمال کے اور البتہ جزم کیا ہے آئندہ باب میں ساتھ نام رکھنے اس کے شے واسطے ظاہر ہونے اس کے اس چیز میں کہ ذکر کیا اس کو دو آیتوں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿قُلْ أَيْ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةَ قَلْبِ اللَّهِ﴾ فَسَمَى اللَّهُ تَعَالَى نَفْسَهُ شَيْئًا.

کہہ کون سی چیز بڑی ہے گواہی میں کہہ اللہ سو اللہ نے اپنا نام شے رکھا

فائدہ: اور توجیہ ترجمہ کی یہ ہے کہ جب آئی کا لفظ استفہام کے واسطے ہو تو ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ نام رکھا گیا ہو ساتھ نام اس چیز کے کہ مضاف ہو اس کی طرف بنا بر اس کے پس صحیح ہوگا کہ اللہ کا نام شے رکھا جائے اور ہوگا کلمہ جلالت کا یعنی اللہ خبر مبتدا محذوف کی یعنی یہ شے وہ اللہ ہے اور جائز ہے کہ مبتدا ہو اس کی خبر محذوف ہو یعنی اللہ اکبر شہادۃ۔

وَسَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ شَيْئًا وَهُوَ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ

یعنی اور نام رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا شے اور حالانکہ وہ صفت ہے اللہ کی صفتوں سے

فائدہ: یعنی سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں **مِنْ أَمْعَكِ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ**۔

وَقَالَ ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ اور کہا کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات **فائدہ:** استدلال کرنا ساتھ اس آیت کے مبنی ہے اس پر کہ استثناء اس میں متصل ہے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ میں داخل ہو اور یہی ہے راجح اور اس پر کہ لفظ شے کا اللہ پر بولا جاتا ہے اور یہ بھی راجح ہے اور مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ تعبیر کی گئی ہے جملے سے ساتھ مشہور تر جزء کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد وجہ سے وہ چیز کہ اللہ کے واسطے عمل کی جائے اور بعض نے کہا کہ استثناء منقطع ہے یعنی لیکن اللہ وہ نہیں ہلاک ہوگا اور شے مساوی ہے موجود کی عرف میں لغت میں اور بہر حال قول ان کا لیس ہشیء تو یہ بطور مبالغہ کے ہے ذم میں اسی واسطے موصوف کیا ہے اس کو ساتھ صفت معدوم کے اور کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں اور اثروں میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ اطلاق کرنا شے کا اللہ پر جائز نہیں اور رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ معدوم شے ہے اور اتفاق

ہے سب عقلا کا کہ لفظ شے کا تقاضا کرتا ہے موجود کے ثابت کرنے کو اور لفظ لاشے کا تقاضا کرتا ہے موجود کی نفی کو مگر یہ قول ان کا لیس بیس اذم میں کہ یہ بطور مجاز کے ہے۔ (فتح)

۶۸۶۷۔ حضرت سہیل بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد سے فرمایا کہ کیا تجھ کو قرآن سے کچھ چیز یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں فلائی فلائی سورت کہ اس نے نام لیا۔

۶۸۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا لِسُورٍ سَمَّاهَا.
بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾
﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾

اور اس کا عرش پانی پر تھا اور وہ رب ہے بڑے عرش کا

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے دو آیتوں کے دو ٹکڑوں کو ذکر کیا ہے اور باریک بینی کی ہے اس نے دوسری آیت کے ذکر کرنے میں بعد پہلی کے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو وہم کرتا ہے قول اس کے سے جو حدیث میں ہے کہ اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ عرش ازل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور اسی طرح جس نے گمان کیا ہے فلاسفہ سے کہ عرش ہی ہے خالق یعنی پیدا کرنے والا اور صانع اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تھا پہلے اس سے کہ کچھ چیز پیدا کرے سو پہلے پہل قلم کو پیدا کیا اور یہ اولیت محمول ہے اور پیدا کرنے آسمانوں اور زمین کے اور جو ان کے بیچ میں ہے سو بخاری رحمہ اللہ اس کے بعد اللہ کا یہ قول لایا ﴿رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ تو اشارہ کیا اس طرف کہ عرش مرئوب ہے اور جو مرئوب ہو وہ مخلوق ہے اور ختم کیا باب کو ساتھ اس حدیث کے جس میں ہے سوا چانک میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہیں اس واسطے کہ اس میں ثابت کرنا ہے عرش کے پایوں کا اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ عرش جسم مرکب ہے اس کے واسطے ابغاض اور اجزاء ہیں اور جسم مؤلف محدث اور مخلوق ہے اور کہا بتبہتی نے کہ اتفاق ہے اہل تفسیر کا اس پر کہ عرش تخت ہے اور جسم ہے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے اور فرشتوں کو حکم کیا اس کے اٹھانے کا اور اس کی تعظیم کرنے کا ساتھ طواف کرنے کے گرد اس کے جیسا کہ اللہ نے زمین میں خانہ کعبہ بنایا ہے اور آدمیوں کو حکم کیا کہ اس کا طواف کریں اور نماز میں اس کی طرف منہ کریں اور آیتوں میں جن کو ذکر کیا اور حدیثوں اور آثار میں دلالت ہے اوپر صحیح ہونے ان کے مذہب کے۔ (فتح)

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ «اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ»
إِرْتَفَعَ «فَسَوَّاهُنَّ» خَلَقَهُنَّ وَقَالَ
اور کہا ابو العالیہ نے استویٰ الی السماء کے معنی ہیں بلند ہوا اور فسواھن کا معنی ہے پیدا کیا ان کو اور کہا مجاہد نے

مُجَاهِدٌ ﴿اِسْتَوَى﴾ عَلَا عَلَى الْعَرْشِ . استوی علی العرش کے معنی ہیں بلند ہوا عرش پر۔

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے استواء مذکور میں اس جگہ کہ استوی کے کیا معنی ہیں سو کہا معتزلہ نے کہ اس کے معنی ہیں استیلا ساتھ قہر اور غلبے کے اور کہا جسمیہ نے کہ اس کے معنی ہیں استقرار یعنی قرار پکڑا عرش پر اور کہا بعض اہل سنت نے کہ اس کے معنی ہیں ارتفع اور کہا بعض نے علا اور کہا بعض نے کہ اس کے معنی ہیں ملک اور قدرت اور بعض نے کہا معنی استوی کے ہیں فارغ ہوا اور تمام کیا یعنی تمام کیا خلق کو اور بعض نے کہا کہ علی ساتھ معنی الی کے ہے یعنی انتہا ہوا طرف عرش کے یعنی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ عرش کے اس واسطے کہ پیدا کیا خلق کو آگے پیچھے کہا ابن بطلان نے بہر حال قول معتزلہ کا سوا باطل ہے اس واسطے کہ اللہ ازل سے ہے قاہر غالب اور قول اس کا ثم استوی تقاضا کرتا ہے کہ شروع ہوئی یہ وصف بعد اس کے کہ نہ تھی اور ان کی تاویل سے لازم آتا ہے کہ وہ اس میں غلبہ کیا گیا تھا یعنی کوئی اور اس پر غالب تھا پھر قہر کے ساتھ غالب ہوا اس پر جو اس پر غالب تھا اور یہ منشی ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اور بہر حال مجسمہ کا قول سو وہ بھی فاسد ہے اس واسطے کہ استقرار جسم کی صفات سے ہے اور لازم آتا ہے اس سے حلول اور تناہی اور یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے اور لائق ہے ساتھ مخلوقات کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَعَكَ عَلٰى الْفُلْكِ﴾ اور بہر حال تفسیر استوی کی ساتھ علا کے سو وہ صحیح ہے اور وہی ہے مذہب حق اور قول اہل سنت کا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کی ہے ساتھ بلند ہونے کے ﴿سُبْحٰنَهُ وَ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ اور یہ صفت ہے اس کی ذات کی صفات سے اور روایت کی ابو القاسم لاکائی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا استوی نہیں ہے مجہول اور اس کی کیفیت عقل میں نہیں آتی اور اس کے ساتھ اقرار کرنا ایمان ہے اور اس سے انکار کرنا کفر ہے اور ربیعہ بن عبد الرحمن سے کہ وہ پوچھا گیا کس طرح ہے استوی علی العرش تو اس نے کہا کہ استوا معلوم ہے اور کیفیت معلوم نہیں اور اللہ پر ہے پیغمبر کا بھیجنا اور پیغمبر پر ہے پہنچا دینا اور لازم ہے ہم پر مان لینا اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند جید کے اوزامی سے کہ ہم کہتے تھے اور حالانہ تابعین بہت تھے کہ بے شک اللہ عرش پر ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے سنت اس کی صفات سے اور روایت کی ثعالبی نے اوزامی سے کہ وہ پوچھے گئے اللہ کے اس قول سے ثم استوی علی العرش سو اس نے کہا کہ وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ اس نے اپنے آپ کو موصوف کیا یعنی اس میں تاویل نہ کی جائے اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند جید کے عبد اللہ بن وہب سے کہ ہم مالک کے پاس تھے تو ایک مرد اندر آیا سو اس نے کہا اے ابو عبد الرحمن! علی العرش استوی کہ کس طرح ہے استوی؟ سو مالک نے اپنا سر نیچے ڈالا سو اس کو پسینہ آیا پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ الرحمن علی العرش استوی یعنی اللہ اسی طرح ہے جس طرح کہ اس نے اپنے آپ کو وصف کیا اور نہ کہا جائے کیف اور کیف اس سے مرفوع ہے یعنی اس کی کیفیت معلوم نہیں اور میں معلوم کرتا ہوں کہ تو بدعتی ہے اور اسی

طرح نقل کیا ہے اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے لیکن اس میں ہے کہ اقرار اس کے ساتھ واجب ہے اور سوال کرنا اس سے بدعت ہے اور روایت کی بیہقی نے کہ سفیان ثوری اور شعبہ اور حماد بن زید اور حماد بن سلمہ اور شریک اور ابو عوانہ نہ اللہ کو محمد و کرتے تھے اور نہ اس کو کسی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور روایت کرتے تھے ان حدیثوں کو یعنی جس طرح کہ وارد ہوئیں اور نہ کہتے تھے کس طرح کہا ابوداؤد نے اور یہی ہے قول ہمارا کہا بیہقی نے اور اسی پر گزر چکے ہیں ہمارے بڑے اور باسند بیان کیا ہے لا لکائی نے محمد بن حسن شیبانی سے کہا کہ اتفاق کیا ہے سب فقہاء نے مشرق سے مغرب تک اس پر کہ ایمان لانا ساتھ قرآن کے اور ان حدیثوں کے کہ روایت کیا ہے ان کو ثقات نے حضرت ﷺ سے سچ صفت رب کے واجب ہے بغیر تشبیہ اور تفسیر کے اور جو تفسیر کرے کسی چیز کو اس سے اور قائل ہو ساتھ قول جہم کے تو وہ نکلا اس چیز سے جس پر حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب تھے اور الگ ہوا جماعت سے اس واسطے کہ اس نے وصف کیا رب کو ساتھ صفت لاشی کے اور روایت کی اس نے ولید بن مسلم کے طریق سے کہ سوال کیا میں نے اوزاعی اور ثوری اور مالک اور لیث کو ان حدیثوں سے جن میں اللہ کی صفت ہے تو انہوں نے کہا کہ ان کو بدستور رہنے دو جس طرح کہ وارد ہوئیں بغیر کیف کے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ اللہ کے واسطے نام اور صفات ہیں اور جو مخالفت کرے بعد ثبوت حجت کے تو اس نے کفر کیا اور بہر حال قائم ہونے حجت سے پہلے تو وہ معذور ہے ساتھ جہل کے اس واسطے کہ اس کا علم نہیں پایا جاتا عقل سے اور نہ دیکھنے سے اور نہ فکر سے سو ہم ان صفتوں کو اللہ کے واسطے ثابت کرتے ہیں اور اس سے تشبیہ کی نفی کرتے ہیں یعنی اللہ کسی چیز کی مانند نہیں ہے جس طرح کہ اللہ نے اپنی ذات سے آپ نفی کی سو فرمایا لیس کلمہ شفاء اور باسند بیان کیا ہے بیہقی نے ابو بکر ضعی کے طریق سے کہا کہ مذہب اہل سنت کا سچ الرحمن علی العرش استوی کے بلا کیف ہے اور آثار سلف سے اس میں بہت ہیں اور کہا ترمذی نے جامع میں کہ البتہ ثابت ہو چکی ہیں یہ روایتیں سو ہم ان کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور نہیں کرتے ہم وہم اور نہ کہا جائے کیف اسی طرح آیا ہے مالک اور ابن عیینہ اور ابن مبارک سے کہ انہوں نے ان حدیثوں کو اپنے ظاہر پر گزارا اور یہی قول ہے اہل علم کا اہل سنت و جماعت سے اور بہر حال جمیہ سو انہوں نے اس سے انکار کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ یہ تشبیہ ہے اور کہا اسحاق بن راہویہ نے کہ تشبیہ تو اس وقت ہوتی ہے جب کہ کہا جائے کہ ہاتھ مانند ہاتھ کے ہے اور کان مانند کان کی اور کہا ابن عبد البر نے کہ اہل سنت کا اجماع ہے اوپر اقرار کرنے کے ساتھ اور صفتوں کے جو وارد ہوئی ہیں کتاب اور سنت میں اور انہوں نے اس میں سے کسی چیز کی کیفیت بیان نہیں کی اور بہر حال جمیہ اور معتزلہ اور خوارج سو انہوں نے کہا کہ جو اقرار کرے ساتھ ان کے وہ مشبہ ہے اور جو لوگ کہ ان کے ساتھ اقرار کرتے ہیں انہوں نے ان کا نام معطلہ رکھا ہے اور کہا امام الحرمین نے رسالہ نظامیہ میں کہ علماء کو ان صفتوں کے ظواہر میں اختلاف ہے سو بعض نے ان کی تاویل کی ہے اور مذہب ائمہ سلف کا تاویل سے باز رہنا ہے اور جاری کرنا

ان کا ظاہر پر اور سپرد کرنا ان کے معنوں کو اللہ کی طرف اور ہم پیروی کرتے ہیں سلف امت کے عقیدے کی واسطے دلیل قاطع کے کہ اجماع امت کا حجت ہے اور اگر ان ظاہر حدیثوں کی تاویل ضروری ہوتی تو فروع شریعت سے زیادہ اس کا اہتمام کرتے اور جب گزر چکا عصر اصحاب اور تابعین کا اور انہوں نے ان حدیثوں میں تاویل نہ کی سو اسی طریقے کی پیروی کی جائے گی اور پہلے گزر چکا ہے اہل عصر ثالث یعنی تبع تابعین سے اور وہ فقہا ہیں شہروں کے مانند ثوری اور مالک اور اوزاعی کے اور جوان کے ہم زمانہ ہیں اور اسی طرح جن لوگوں نے ان سے علم سیکھا سو کس طرح نہ اعتماد کیا جائے ساتھ اس چیز کے جس پر قرون ثلاثہ کے علماء کا اتفاق ہے اور حالانکہ وہ بہتر ہیں سب زمانوں کے لوگوں سے ساتھ گواہی صاحب شریعت کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «الْمَجِيدُ» الْكَرِيمُ
وَالْوَدُودُ الْحَبِيبُ
یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مجید کے معنی ہیں کریم اور
ودود کے معنی ہیں حبیب یعنی اس آیت میں ذوالعرش
المجید وهو الغفور الودود۔

فائدہ: اور مجد کے معنی ہیں فراخی کرم اور جلالت میں اور وصف کیا قرآن کو ساتھ مجید کے اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے مکارم دنیاوی اور اخروی کو کہا ابن منیر نے کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے جو چیز کہ اس باب میں ذکر کی ہے وہ سب شامل ہے اوپر ذکر عرش کے مگر اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ اس نے تنبیہ کی ہے ساتھ اس کے ایک لطفہ پر وہ یہ کہ مجید آیت میں اوپر کسر کے نہیں ہے صفت عرش کے تاکہ خیال کیا جائے کہ وہ قدیم ہے بلکہ وہ صفت اللہ کی ہے ساتھ دلیل قراءت رفع کے اور بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد جو مجید ذکر کیا ہے تو یہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ وہ بخاری رضی اللہ عنہ کے نزدیک صفت اللہ کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ «حَمِيدٌ مَجِيدٌ» كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِّنْ
مَّاجِدٍ مَّحْمُودٌ مِّنْ حَمْدٍ.
کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں حمید مجید کہ ان
کے معنی ہیں محمود ماجد یعنی تو ہے سب خوبیوں سے سراہا
گیا بڑائی والا پس حمید ساتھ معنی مفعول کے ہے اور مجید
ساتھ معنی فاعل کے اور مجید فعیل ہے ماجد سے اور حمید
ساتھ معنی محمود کے ہے حمد سے۔

۶۸۶۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں
حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ اچانک بنی تمیم کی ایک قوم
حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبول
کرو بشارت کو اے بنی تمیم! تو انہوں نے کہا کہ آپ نے ہم کو

۶۸۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو
حَمْرَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ
عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرَزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ
حُصَيْنٍ قَالَ إِنِّي عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ
 اِقْبَلُوا الْبُشْرَىٰ يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا بَشَرْتَنَا
 فَأَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ
 اِقْبَلُوا الْبُشْرَىٰ يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلُهَا
 بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَبَلْنَا جَنَّتَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي
 الدِّينِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ مَا
 كَانَ قَالَ كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ
 وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ
 كُلِّ شَيْءٍ ثُمَّ أَنَابَنِي رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ
 أَدْرِكَ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا
 فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُونَهَا وَآيَمُ اللَّهِ
 لَوَدِدْتُ أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقْمُرْ.

بشارت دی سو کچھ مال بھی دو پھر یمن کے کچھ لوگ
 حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول
 کرو بشارت کو اے یمن والو! جب کہ بنی تمیم نے اس کو قبول
 نہیں کیا انہوں نے کہا کہ البتہ ہم نے بشارت قبول کی اور ہم
 آپ کے پاس حاضر ہوئے تاکہ دین کو سمجھیں اور آپ سے
 پوچھیں کہ اس عالم سے پہلے کیا تھا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ
 اللہ ہی تھا اور اس کے سوائے کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی
 پر تھا پھر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر چیز کو
 لکھا پھر میرے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ اے عمران!
 اپنی اونٹنی کو پاسو البتہ وہ چلی گئی سو میں چلا اس کی تلاش کو تو
 اچانک سراب یعنی خیالی پانی اس سے دور منقطع ہوتا ہے یعنی
 دور نظر آئی اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے چاہا کہ وہ جاتی رہتی
 اور میں کھڑا نہ ہوتا یعنی حضرت ﷺ کے پاس سے۔

فائدہ: اور مراد بشارت سے یہ ہے کہ جو مسلمان ہو اس نے نجات پائی دوزخ میں ہمیشہ رہنے سے پھر اس کو عمل
 کے موافق بدلہ ملے گا مگر یہ کہ اللہ اس سے معاف کرے کہا کرمانی نے کہ بشارت دی ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ
 اس چیز کے کہ تقاضا کرے بہشت میں داخل ہونے کو اس واسطے کہ تعریف کی ان کے واسطے اصول عقائد کی جو مبدا
 اور معاد ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعریف اس جگہ واقع ہوئی تھی اہل یمن کے
 واسطے نہ بنی تمیم کے واسطے اور یہ جو کہا کہ آپ نے ہم کو بشارت دی تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مسلمان تھے اور
 سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے دنیا کا مال چاہا اور حضرت ﷺ ان کی بے علمی سے غصے ہوئے کہ انہوں نے
 معلق کیا اپنی امیدوں کو ساتھ دنیا فانی کے اور مقدم کیا اس کو دین کی سمجھ بوجھ پر کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے
 ثواب آخرت باقی کا اور کہا کرمانی نے کہ قول ان کا بشرتنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ انہوں نے کچھ بشارت کو قبول
 کیا لیکن اس کے ساتھ دنیا کا مال بھی طلب کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفی کی ان سے قبول مطلوب کی نہ مطلق
 قبول کی اور غضبناک ہوئے اس واسطے کہ انہوں نے کلمہ توحید اور مبدا اور معاد کے حقیقت اور ان کی واجب کرنے
 والی چیزوں سے سوال نہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ہر چیز سے پہلے تھا اور اس کے معنی ہیں کہ اللہ تھا اور اس
 کے ساتھ کچھ چیز نہ تھی اور یہ صریح تر ہے رد میں اس شخص پر جو ثابت کرتا ہے حوادث کو کہ نہیں ہے کوئی اول واسطے ان

کے اور مراد پہلے کان سے ازلیت اور قدم ہے اور دوسرے کان سے حدوث بعد عدم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جہان دنیا حادث ہے یعنی پہلے نہ تھا پھر پیدا ہوا اس واسطے کہ قول اس کا اور اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی ظاہر ہے اس میں اس واسطے کہ ہر چیز جو اللہ کے سوا ہے موجود ہوئی اس کے بعد کہ موجود نہ تھی اور یہ جو کہا کہ تیری اونٹنی جاتی رہی تو ایک طریق میں اس روایت کے اول میں ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا یعنی مسجد میں اور میں نے اپنی اونٹنی دروازے پر باندھی یعنی اس کا زانوری سے باندھا اور یہ جو کہا کہ البتہ میں نے دوست رکھا کہ اونٹنی جاتی رہتی تو یہ افسوس اور پر مجموع جانے اور نہ کھڑے ہونے اس کے ہے نہ ایک پر اس واسطے کہ اس کا جانا تو اس کے چھوٹ جانے سے معلوم ہو چکا تھا اور مراد بالکل جاتے رہنا اس کا ہے۔ (فتح)

۶۸۶۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ يَمِينَ اللَّهِ مَلَأَى لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةُ سَحَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مِنْذُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِي يَمِينِهِ وَعَرَشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْفَيْضُ أَوْ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ.

۶۸۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا دائیا ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا ہاتھ اس کا شب و روز اٹھیلنے والا ہے یعنی ہر دم فیض اس کا جاری ہے بھلا دیکھو تو کہ جو کہ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اتنے خرچ نے تو اس کے دائیں ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور اللہ کا عرش پانی پر تھا اور اللہ کے دوسرے ہاتھ میں فیض ہے یاف رہا روک ہے کسی کو اٹھاتا ہے کسی کو جھکتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مراد پانی سے سمندر کا پانی نہیں بلکہ وہ پانی ہے جو عرش کے نیچے ہے اور احتمال ہے کہ اس کے اٹھانے والوں کے پاؤں دریا میں ہوں جیسا کہ بعض آثار میں آیا ہے روایت کی بیہمی نے سدی کے طریق سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ کہا کہ جس نہر پر کہ ساتویں زمینیں ہیں وہ نہایت خلق کی ہے اس کے کناروں پر چار فرشتے ہیں ہر ایک کے واسطے ان میں چار چار منہ ہیں ایک منہ آدمی کا دوسرا شیر کا تیسرا تیل کا چوتھا نسر کا سو وہ اس پر کھڑے ہیں انہوں نے زمینوں اور آسمانوں کو گھیرا ہوا ہے ان کے سر کرسی کے نیچے ہیں اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں ہے کہ نہیں سات آسمان ساتھ کرسی کے مگر مانند حلقے کی کہ بیابان میں ہو اور نہیں کرسی ساتھ عرش کے مگر مثل حلقے کی کہ بیابان میں ہو۔ (فتح)

۶۸۷۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ قَالَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ

۶۸۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آ کر شکایت کی یعنی اپنی عورت کی تو حضرت ﷺ نے فرمانا شروع کیا کہ اللہ سے ڈر اور اپنی

عورت کو اپنے پاس رہنے دے اور اگر حضرت ﷺ کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے یعنی ﴿وَتُخْفِي مَا فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ اور کہا زینب رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی اور بیویوں پر فخر کرتی تھیں کہتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کر دیا اور نکاح کر دیا میرا اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے اور ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت ﴿وَتُخْفِي مَا فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ زینب رضی اللہ عنہا اور زید رضی اللہ عنہ کی شان میں اتری۔

حَارِثَةَ يَشْكُرُ لَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقِ اللَّهَ وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَ أَنَسٌ لَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا لَكُنْتُمْ هَذِهِ قَالَ فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ زَوْجَكُنْ أَهَالِيكُنْ وَزَوْجِي اللَّهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ وَعَنْ ثَابِتٍ ﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

فائدہ: زینب رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں حضرت ﷺ نے ان کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا لیکن دونوں میں موافقت نہ ہوئی اکثر لڑائی ہوتی تو زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے پاس آ کر شکایت کی تو کہا کہ میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے پاس رہنے دے اپنی بیوی کو اور ڈر اللہ سے تو حضرت ﷺ کے دل میں آیا اگر زید رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیا تو میں اس سے نکاح کر لوں گا تو اس پر یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرا حق حضرت ﷺ پر سب بیویوں سے زیادہ ہے نکاح کر دیا میرا اللہ نے آپ سے عرش کے اوپر سے اور جبریل علیہ السلام وکیل تھے اور میں آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں آپ کی عورتوں میں سے کوئی بیوی مجھ سے زیادہ تر قریب نہیں۔ (فتح)

۶۸۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ اتری آیت حجاب کی زینب رضی اللہ عنہا کے حق میں حضرت ﷺ نے اس دن لوگوں کو ان کے ویسے میں روٹی اور گوشت کھلایا اور زینب رضی اللہ عنہا فخر کرتی تھیں حضرت ﷺ کی اور بیویوں پر اور کہتی تھیں کہ نکاح کر دیا میرا اللہ نے آسمان میں۔

۶۸۷۱۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّ اللَّهَ انْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ.

فائدہ: قول اس کا آسمان میں اس کا ظاہر مراد نہیں اس واسطے کہ اللہ مبرہ ہے حلول کرنے سے مکان میں لیکن چونکہ

بلندی کی جہت اشرف ہے اپنے غیر سے تو منسوب کیا اس کو اس کی طرف واسطے اشارہ کرنے کے طرف بلند ہونے ذات اور صفات کے اور یہی جواب ہے ان لفظوں میں جو فوقیت میں وارد ہوئے ہیں کہا راغب نے کہ فوق استعمال کیا جاتا ہے مکان میں اور زمان میں اور جسم میں اور..... اور مرتبے میں اور قبر میں اول کی مثال یہ ہے ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ دوسری کی مثال یہ ہے ﴿إِذْ جَاءَ وَكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ تیسری کی مثال یہ ہے ﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ﴾ چوتھے کی مثال یہ ہے ﴿بِعَوْضَةٍ فَمَا فَوْقَهَا﴾ چھوٹے اور بڑے ہونے میں علیٰ ہذا القیاس۔

۶۸۷۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو عرش پر اپنے پاس لکھ رکھا کہ بے شک میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے۔

۶۸۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا قَضَىٰ الخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي.

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ کتاب کے..... ہے جو مقدر کی یعنی مقدر کیا اس کو جیسے ﴿كَتَبَ اللَّهُ لِأَعْلِينَ أَنَا وَرُسُلِي﴾ اور یہ جو کہا عرش سے اوپر تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کا علم اللہ کے نزدیک ہے سو اس کو نہ بھولتا ہے نہ بدلتا ہے جیسے اللہ نے فرمایا ﴿فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى﴾ اور یا کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں ذکر ہے اقسام خلق کا اور ان کا کاموں کا اور ان کی اہل کا اور ان کی روزی کا اور ان کے حالات کا تو ہوں گے معنی اس کے قول کے سو وہ اس کے پاس عرش پر ہے یعنی ذکر اس کا اور علم اس کا اور یہ سب جائز ہے تخریج میں اس پر کہ عرش خلق مخلوق ہے اس کو فرشتے اٹھاتے ہیں سو نہیں ہے محال یہ کہ ہاتھ لگائیں عرش کو جب کہ اس کو اٹھائیں اگرچہ ہو حامل عرش کا اور حامل اس کے حاملوں کا اللہ اور نہیں ہے قول ہمارا کہ اللہ عرش پر ہے یعنی اس کے ساتھ چھوا ہوا ہے یا قرار گیر ہے اس میں یا جگہ پکڑنے والا کسی جہت میں اس کی جہات سے بلکہ وہ خبر ہے کہ آئی ہے توقیف ساتھ اس کے اور نبی کی ہم نے اس سے کیفیت کی اس واسطے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں کہا ابن ابی جرہ نے کہ یہ جو کہا کہ وہ کتاب اس کے پاس عرش پر ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ حکمت نے چاہا کہ ہو عرش حامل واسطے اس چیز کے کہ چاہی اللہ نے اثر حکمت اللہ اور اس کی قدرت کی سے اور پوشیدہ غیب اس کی سے تا کہ مجرد ہو وہ اللہ ساتھ اس کے طریق علم اور احاطہ کے سے سو ہوگی یہ بڑی دلیل اوپر اکیلے ہونے اس کے ساتھ علم غیب کے اور کبھی ہوتی ہے یہ تفسیر واسطے اس کے قول کے ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ یعنی جس کو چاہا اپنی قدرت سے اور وہ کتاب اس کی ہے جس کو عرش پر رکھا۔ (فتح)

۶۸۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سچے دل سے اللہ کو اور اس کے پیغمبر کو مانا اور نماز کو ٹھیک ادا کیا اور رمضان کا روزہ رکھا تو وعدے کی راہ سے ضرور ہو گیا اللہ پر اس کا بہشت میں لے جانا خواہ اس نے اپنا وطن اللہ کی راہ میں جہاد کے واسطے چھوڑا ہو یا اسی زمین میں ٹھہرا رہا جس میں پیدا ہوا اصحاب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم لوگوں کو اس کی خوشخبری سنائیں کہ بہشت جہاد اور ہجرت پر موقوف نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں سو بلند درجے ہیں کہ اللہ نے مجاہدین کے واسطے مقرر کیے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں سو جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو کہ فردوس سب بیشتوں کے درمیان میں ہے اور سب سے اونچی ہے اور اس کے اوپر اللہ کا عرش ہے اور اسی سے بہشت کی سب نہریں نکلتی ہیں۔

۶۸۷۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي هَلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَسْبِي النَّاسَ بِذَلِكَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُّوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ.

فائدہ: یعنی ہر چند بہشت جہاد پر موقوف نہیں اصل نجات کے واسطے ایمان اور نماز روزہ کفایت کرتا ہے لیکن تم ہمت کو پست نہ کرو کہ صرف نجات پر قناعت کرو بلکہ ہمت بلند رکھو جہاد کرو تا کہ فردوس پاؤ جس کے آگے سب بیشتیں پست ہیں اور اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا اللہ پر حق ہے تو یہ مانند اس آیت کی ہے ﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ اور اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ اللہ پر لازم ہے اس واسطے کہ نہ کوئی اس کے واسطے حکم کرنے والا ہے نہ منع کرنے والا جو واجب کرے اس پر وہ چیز کہ لازم ہو اس کو مطالبہ ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی ہیں پورا کرنا اس چیز کا کہ وعدہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے ثواب سے اور اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا اور یہ جو کہا کہ بہشت میں سو درجے ہیں تو اس میں زیادتی کی نفی نہیں یعنی اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سو سے زیادہ نہیں اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی جو ترمذی نے روایت کی ہے کہ قرآن والے سے کہا جائے گا کہ پڑھ قرآن کو کھول کھول کر صاف جیسے تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا اس واسطے کہ تیری جگہ اخیر آیت کے پاس ہوگی جو تو پڑھے گا اور قرآن کی آیتوں کا عدد چھ ہزار اور دو سو سے زیادہ ہے اور اس حدیث میں یہ بیان

نہیں ہوا کہ زمین آسمان کے درمیان کتنا فرق ہے سوترندی کی روایت میں ہے کہ سو برس کی راہ ہے اور طبرانی میں ہے کہ پانچ سو برس کی راہ ہے اور ابن خزیمہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہلے آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان بھی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ موٹائی ہر آسمان کی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان بھی پانچ سو برس کی راہ ہے اور کرسی اور پانی کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے اور عرش پانی سے اوپر ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ عرش سے اوپر ہے اور نہیں پوشیدہ اس پر کوئی چیز تمہارے عملوں میں سے اور ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ ساتویں آسمان کے اوپر دریا ہے جو پانچ سو برس کی راہ چوڑا ہے پھر اس سے اوپر آٹھ اوجال ہیں کہ ان کے کھر اور گھٹنوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اس سے اوپر عرش ہے اس کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے اوپر ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زمین سے آسمان تک اکہتر یا بہتر سال کی راہ ہے سو دونوں عدد کے اختلاف میں تطبیق یہ ہے کہ پانچ سو برس کی روایت محمول ہے آہستہ چلنے والے پر جیسا پیادے کا چلنا اور اکہتر برس کی روایت محمول ہے جلدی چلنے والے پر جیسا دوڑنے والا اور اگر ستر کی روایت پر زیادتی کے ساتھ تحدید نہ ہوتی تو ہم ستر برس کی روایت کو مبالغہ پر محمول کرتے۔ (فتح)

۶۸۷۴۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور حضرت ﷺ بیٹھے تھے سو جب سورج غروب ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟ یعنی بعد غروب ہونے کے سو میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ جاتا ہے اجازت مانگتا ہے سجدے کی تو اس کو سجدہ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اور گویا کہ اس کو کہا گیا کہ تو پلٹ جا جدھر سے آیا ہے تو نکلے گا مغرب کی طرف سے پھر پڑھی یہ آیت یہ اس کی قرار گاہ ہے عبد اللہ کی قراءت میں، یعنی اور مشہور قراءت یہ ہے لمستقر لها۔

۶۸۷۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ ذَلِكَ مُسْتَقَرًّا لَهَا فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ عرش مخلوق ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے واسطے اوپر اور نیچا ہے اور یہ دونوں مخلوق کی صفات میں سے ہیں اور مغرب

سے سورج چڑھنے کا بیان کتاب الرقاق میں گزر چکا ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ جو کہا کہ سورج اجازت مانگتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اس میں زندگی پیدا کرتا ہے پس پیدا کرتا ہے کلام کرنے کو نزدیک اس کے اس واسطے کہ اللہ قادر ہے اور پر زندہ کرنے جماد اور مردوں کے اور بعض نے کہا احتمال ہے کہ اجازت مانگنے کی نسبت سورج کی طرف مجازی ہو اور مراد اس سے وہ فرشتے ہوں جو اس کے ساتھ موکل ہیں۔ (فتح)

۶۸۷۵۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہلا بھیجا کہ میں قرآن کو جمع کروں سو میں نے قرآن کو تلاش کیا یعنی لوگوں سے یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کی اخیر آیت ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پائی کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ آیت یہ ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ سورہ براءۃ کے اخیر تک۔

۶۸۷۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ فَتَبِعْتُ الْقُرْآنَ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُرَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ حَتَّى خَاتِمَةَ بَرَاءَةَ.

فائدہ: اس آیت کا اخیر یہ ہے ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ یعنی وہ رب ہے بڑے عرش کا اور یہی مراد ہے اس جگہ اس حدیث سے اس واسطے کہ اس میں ثابت کیا ہے عرش کے واسطے رب ہے پس وہ مربوب ہے اور ہر مربوب مخلوق ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن کبیر نے کہا حدیث سنائی ہمیں لیٹ نے یونس سے اسی اسناد کے ساتھ اور کہا ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ بِهَذَا وَقَالَ مَعَ أَبِي خُرَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ.

۶۸۷۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کمال سختی کے وقت کہتے تھے کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے جو جانے والا اور علم والا ہے کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے وہ رب ہے بڑے عرش کا نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے وہ رب ہے آسمانوں اور

۶۸۷۶۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عِنْدَ الْكُرْبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيمُ الْحَلِيمُ لَا

زمین کا اور رب ہے عرش کریم کا۔

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ
الْعَرْشِ الْكَرِيمِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے۔

۶۸۷۷۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک لوگ صور کی آواز سے
قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے سوا چانک میں موسیٰ علیہ السلام کو
اس طرح نہ دیکھوں گا کہ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ
پکڑے ہیں اور دوسری روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ
پہلے پہل میں ہوش میں آؤں گا سوا چانک دیکھوں گا کہ
موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے ہیں۔

۶۸۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِذَا
أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ
وَقَالَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَكُونَنَّ أَوَّلَ مَنْ
بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا عرش سرخ یا قوت

اللہ نے فرمایا کہ چڑھتے ہیں فرشتے اور روح اس کی
طرف اور فرمایا کہ اسی کی طرف چڑھتے ہیں کلمے پاک،
اور کہا ابو جمرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو
حضرت ﷺ کی پیغمبری کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے بھائی
سے کہا کہ معلوم کر آ میرے واسطے علم اس مرد کا جو گمان
کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، اور کہا
مجاہد نے کہ عمل صالح بلند کرتے ہیں نیک باتوں کو کہا
جاتا ہے ذی المعارج یعنی فرشتے اللہ کی طرف چڑھتے
ہیں۔

سے ہے۔
بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ
وَالرُّوحُ إِلَيْهِ﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿إِلَيْهِ
يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ وَقَالَ أَبُو جَمْرَةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَخِيهِ
اعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ
أَنَّهُ يَأْتِيهِ الْخَبْرُ مِنَ السَّمَاءِ وَقَالَ
مُجَاهِدٌ ﴿الْعَمَلُ الصَّالِحُ﴾ يَرْفَعُ الْكَلِمَةَ
الطَّيِّبَةَ فَقَالَ ﴿ذِي الْمَعَارِجِ﴾
الْمَلَائِكَةُ تَعْرُجُ إِلَى اللَّهِ.

فائدہ: بہر حال پہلی آیت سوا اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ آئی ہے اس کی تفسیر میں اخیر کلام میں یعنی فرشتے اس کی طرف چڑھتے ہیں اور ذی المعارج اللہ کی نعت ہے وصف کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اپنے نفس کو اس واسطے کہ فرشتے اس کی طرف چڑھتے ہیں اور روایت کی بیہمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں کہ پاک کلموں سے مراد ذکر اللہ کا ہے اور نیک عمل سے مراد فرائض کا ادا کرنا ہے سو جو اللہ کو یاد کرے اور اس کے فرائض کو ادا نہ کرے تو اس کا کلام رد کیا جاتا ہے اور بہر حال دوسری آیت سوا اشارہ کیا طرف تفسیر مجاہد کی اس کے واسطے پہلے اثر میں اور کہا فرائض نے کہ یہ جو کہا کہ نیک عمل بلند کرتا ہے نیک بات کو یعنی قبول ہوتی ہے نیک بات جب کہ وہ ساتھ اس کے نیک عمل اور بہر حال تعلق ابو جمرہ کی سو یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے قول ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ہے اپنے بھائی کے واسطے کہ میرے واسطے معلوم کر آء علم اس مرد کا جو گمان کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے کہا بیہمی نے کہ مراد نیک بات کے چڑھنے سے قبول ہونا اس کا ہے اور چڑھنا فرشتوں کا اپنی جگہوں کی طرف ہے آسمانوں میں اور یہ جو کہا طرف اللہ کی تو یہ محمول ہے تفویض پر یعنی اس کے معنی کو اللہ ہی جانتا ہے ہم اس کے ساتھ ایمان لائے جیسا کہ سلف سے گزر چکا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رضی اللہ عنہ کی اس باب میں رد کرنا ہے جمہیہ مجسمہ پر کہ وہ ان ظواہر سے تعلق پکڑتے ہیں اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ اللہ جسم نہیں پس نہ محتاج ہوگا طرف مکان کی کہ اس میں قرار پکڑے اس واسطے کہ اللہ موجود تھا اور مکان کوئی نہ تھا اور اضافت معارج کی اس کی طرف اضافت تشریف ہے اور یہ جو کہا کہ اس کی طرف چڑھتے ہیں تو اس کے معنی ہیں بلند ہونا اس کا باوجود پاک ہونے اس کے مکان سے۔ (فتح)

۶۸۷۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَابُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ فَيَقُولُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يَصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يَصَلُّونَ.

۶۸۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہیں فرشتے ہر ایک رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو اللہ ان سے پوچھتا ہے اور حالانکہ وہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ہم نے ان کو نماز پڑھتے۔

فائدہ: اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں جو رات کو تمہارے درمیان رہے اور البتہ تمسک

کیا ہے ساتھ ظاہر احادیث باب کے اس نے جو گمان کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بلندی کی جہت میں ہے اور میں نے بیان کر دیا ہے پہلے باب میں کہ اللہ کے حق میں بلند ہونے کے کیا معنی ہیں۔ (فتح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو صدقہ دے گا کھجور کے برابر حلال روزی سے اور نہیں چڑھتا اللہ کی طرف سوائے حلال کے یعنی نہیں قبول کرتا سوائے حلال کے سو بے شک اللہ اس کو قبول فرماتا ہے اپنے دائیں ہاتھ سے پھر اس کو پالتا ہے دینے والے کے واسطے جیسے کوئی تم میں سے اپنے چھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ اس چیز کو بڑھاتا ہے کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ورقاء نے الخ یعنی ورقا کی روایت سلیمان کی روایت کے موافق ہے مگر ان کے شیخ کے شیخ میں۔

وَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ إِلَّا الطَّيِّبُ فَإِنَّ اللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يُرْتَبِهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرْتَبِي أَحَدَكُمْ فَلَوْهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْحَبْلِ وَرَوَاهُ وَرَقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ إِلَّا الطَّيِّبُ.

فائدہ: کہا خطاب نے کہ ذکر دائیں ہاتھ کا جو اس حدیث میں آیا ہے تو اس کے معنی ہیں اچھی طرح قبول کرنا اس واسطے کہ اہل ادب کی عادت جاری ہے کہ دائیا ہاتھ کمین چیزوں کو نہیں لگاتے بلکہ قدر والی چیزوں کو دائیا ہاتھ لگاتے ہیں اور اللہ کا بایاں ہاتھ نہیں اس واسطے کہ وہ محل نقص کا ہے ضعف میں بلکہ وارد ہوا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں اور نہیں ہے مراد اس سے جارحہ بلکہ وہ توفیق ہے سو ہم اس کو مطلق چھوڑتے ہیں جس طرح وارد ہوا اور اس کی کیفیت بیان نہیں کرتے اور یہ مذہب ہے اہل سنت اور جماعت کا۔ (فتح)

۶۸۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ رنج اور کمال سختی کے وقت ان کلموں سے دعا کرتے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے جو بڑائی والا صاحب حلم ہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے جو بڑے عرش کا مالک ہے نہیں کوئی لائق پوجنے کے سوائے اللہ کے جو آسمانوں کا رب ہے اور عزت والے عرش کا رب ہے۔

۶۸۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهِمْ عِنْدَ الْكُرْبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ.

۶۸۸۰- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ أَوْ أَبِي نَعْمٍ شَكَ قَبِيصَةُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَهَبِيَةٍ فَلَاقَسَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ.

وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَهَبِيَةٍ فَبَيْنَ تَرْتِيهَا فَلَاقَسَهَا بَيْنَ الْأَفْرَعِ بْنِ حَابِسِ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عَيْسَةَ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عَلَانَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِفِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ فَتَغَيَّطَتْ قَرَيْشُ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا يُعْطِيهِ صَنَادِيدُ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدْعُنَا قَالَ إِنَّمَا آتَاهُمُ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِيُ الْجَبِينِ كَثُ اللَّحِيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُهُ فَيَأْمِنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْتُونِي فَسَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ أَرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَمَنْعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وَلِيَ قَالَ

۶۸۸۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کچھ سنا بھیجا گیا حضرت ﷺ اس کو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کو یمن سے کچھ کچا سونا (مٹی ملا ہوا) بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا ایک اقرع بن حابس دوسرا عیینہ تیسرا علقمہ چوتھا زید خیل تو مہاجرین اور انصار ناراض ہوئے سو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ اہل نجد کے رئیسوں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں ان سے لگاؤ کرتا ہوں پس سامنے آیا ایک مرد گہری آنکھوں والا اونچی پیشانی والا گھنی داڑھی والا اونچے رخساروں والا سرمند اسوا اس نے کہا اے محمد! اللہ سے ڈرو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون اللہ کی فرمانبرداری کرے گا جب کہ میں اس کی نافرمانی کروں گا سو اللہ مجھ کو زمین والوں پر امین جانتا ہے اور تم مجھ کو امین نہیں جانتے تو قوم میں سے ایک مرد نے اس کے قتل کی اجازت حضرت ﷺ سے مانگی میں گمان کرتا ہوں اس کو خالد رضی اللہ عنہ تھا حضرت ﷺ نے اس کو قتل کرنے سے منع کیا پھر جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اس کی اصل اور نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن کو پڑھیں گے کہ ان کے حلقوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کی تاثیر نہ ہوگی زبان

سے پڑھیں گے اس پر عمل نہ کریں گے وہ لوگ نکل جائیں گے دین اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے مسلمانوں کو قتل کریں گے بت پرستوں کو چھوڑیں گے اگر میں نے ان کو پایا تو البتہ ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ صُنْطِيءٍ هَذَا قَوْمًا يَقْرُؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مَرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْتَانِ لِيَنْ أَدْرَكْتَهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں گزر چکی ہے اور اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ تم مجھ کو امین نہیں جانتے اور حالانکہ میں امین ہوں اس کا جو آسمان میں ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت اس کی ترجمہ سے اور باب کی حدیث میں اگرچہ اس کا ذکر نہیں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں لفظ ترجمہ کے موافق ہے اور بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ باب میں وہ حدیث داخل کرتا ہے جس کے بعض طریقوں میں وہ لفظ ہو جو باب کے موافق ہو اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور مراد اس کی رغبت دلانا ہے بہت یادداشت رکھنے کے۔ (فتح)

۶۸۸۱۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا اس آیت کے معنی سے اور سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرار گاہ اس کی عرش کے نیچے ہے۔

۶۸۸۱۔ حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾ قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

فائدہ: کہا ابن منیر نے اس باب کی سب حدیثیں ترجمہ کے مطابق ہیں مگر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ نہیں ہے اس میں مگر رب العرش اور مطابقت اس کی اور اللہ دانا تر ہے اس جہت سے کہ اس نے تمبیہ کی اوپر باطل ہونے قول اس شخص کے جو ثابت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے جہت کو اللہ کے اس قول کی دلیل سے ذی المعارج سو اس نے سمجھا کہ علو فوقی منسوب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سو بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ جس جہت پر صادق آتا ہے کہ وہ آسمان ہے اور جس جہت پر صادق آتا ہے کہ وہ عرش ہے ہر ایک دن دونوں میں سے مخلوق مر بوب ہے اور ہر مخلوق محدث ہے اور اللہ اس سے پہلے تھا پھر یہ مکانات پیدا ہوئے اور قدیم ہونا اللہ کا محال جانتا ہے وصف کرنے اس کے کو ساتھ جگہ پکڑنے کے سچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ﴾

اور بہت منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی طبری اور ترمذی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ادنیٰ بہشتی وہ ہوگا جو اپنے مالک کی طرف ہزار برس دیکھا کرے گا اور افضل بہشتیوں میں وہ ہوگا جس کو ہر روز دو بار اللہ تبارک و تعالیٰ کا دیدار ہوگا پھر یہ آیت پڑھی کہا سفید اور صفائی سے یعنی ناضرہ سے مراد یہ ہے کہ سفید اور صاف ہوں گے اور روایت کی طبری نے اسرائیل سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ادنیٰ بہشتی وہ ہوگا جو دیکھے گا اپنے باغوں کو اور اپنی بیویوں کو اور اپنے خادموں کو اور نعمتوں کو اور تختوں کو ہزار برس کی راہ اور بڑا افضل بہشتی اللہ کے نزدیک وہ ہوگا جس کو صبح و شام اللہ پاک کا دیدار ہوگا اور روایت کی عبد بن حمید نے عکرمہ سے کہ دیکھو اللہ نے اپنے بندے کو کیا نور دیا ہے اس کی آنکھ میں اللہ کے دیدار کرنے سے اور اگر تمام خلقت کا نور بندے کی آنکھوں میں ڈالا جائے پھر سورج کے آگے سے ایک پردہ اٹھایا جائے اور حالانکہ سورج کے آگے ستر پردے ہیں تو اس کو نہ دیکھ سکے اور سورج کا نور کرسی کے نور کی ستر جز سے ایک جز ہے اور نور کرسی کا عرش کے نور کے ستر جز سے ایک جز ہے اور عرش کا نور پردہ جلال کے نور کے ستر جز سے ایک جز ہے اور ثابت ہو چکا ہے آیت اور صحیح حدیثوں سے کہ قیامت میں مسلمانوں کو اللہ کا دیدار ہوگا اور مبالغہ کیا ہے ابن عبد البر نے بیچ رد کرنے اس چیز کے کہ آئی ہے مجاہد سے کہ مراد آیت میں ثواب کو دیکھنا ہے نہ اللہ کو اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض معتزلہ نے اور نیز تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے فان لم تکن تراہ فانہ یراک کہ اس میں اشارہ ہے طرف نئی روایت کی اور جواب یہ ہے کہ منافی اس میں دنیا میں اللہ کو دیکھنا ہے اس واسطے کہ عبادت خاص ہے ساتھ دنیا کے سوا اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے تو بعید نہیں اور گمان کیا ہے ایک جماعت نے متکلمین میں سے کہ حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ کافر لوگ قیامت میں اللہ کو دیکھیں گے عام ہونے لقا اور خطاب کے سبب سے اور بعض نے حجت پکڑی ہے اس پر ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ کافر دوزخ میں گر پڑیں گے اور باقی رہیں گے مسلمان اور ان میں منافق بھی ہوں گے پھر ہر آدمی کو اس کی روشنی دی جائے گی پھر منافقوں کی روشنی بجھ جائے گی اور جواب دیا ہے انہوں نے اللہ کے قول سے ﴿إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَّحْجُوبُونَ﴾ کہ یہ بعد دخول بہشت کے ہے اور یہ حجت پکڑنا ان کا مردود ہے اس واسطے کہ اس آیت کے بعد یہ ہے ﴿لَعَنَ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَعْنًا غَاسِقًا إِذْ وَقَعُوا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَسَوْفَ يُعْمَرُ بِهِ قُلُوبُ الْبَاطِلِينَ﴾ یعنی پھر وہ دوزخ میں داخل ہوں گے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ حجاب اس سے پہلے واقع ہوا ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ حجاب واقع ہوا ہے وقت بجھ جانے نور کے اور یہ جو آیا ہے کہ اللہ ظہور کرے گا مسلمانوں کے واسطے اور جو ان میں مخلوط ہوں گے منافقوں سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب کو اللہ کا دیدار ہوگا

اس واسطے کہ اللہ ان کو جانتا ہے سو انعام کرے گا مسلمانوں پر ساتھ دیدار کے سوائے منافقوں کے جیسا کہ منع کرے گا ان کو سجدہ کرنے سے اور علم اللہ کے نزدیک ہے اور ثابت ہوتا ہے دیدار الہی کا آخرت میں نظر کے طریق سے کہ جو چیز کہ موجود ہے اس کا دیکھنا ممکن ہے اور یہ بطور متزل کے ہے ورنہ خالق کی صفیت مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں اور دلائل سماعی ثابت کرنے والے ہیں اللہ کے دیدار کو آخرت میں مسلمانوں کے واسطے سوائے اور لوگوں کے یعنی قیامت میں اللہ کا دیدار فقط مسلمانوں کو ہوگا ان کے سوائے اور لوگوں کو نہیں ہوگا لیکن دنیا میں اللہ کا دیدار کسی کو نہیں ہوگا لیکن اختلاف ہے ہمارے حضرت ﷺ کے حق میں کہ آپ نے اللہ کو دنیا میں دیکھا ہے یا نہیں اور علماء نے دنیا اور آخرت میں فرق یہ بیان کیا ہے کہ اہل دنیا کی آنکھیں فانی اور ان کی آنکھیں آخرت میں باقی ہیں اور یہ فرق کھرا ہے لیکن منع کرتا اس کی تخصیص کو ساتھ اس کے کہ ثابت ہوا ہے واقع ہونا اس کا اس کے واسطے اور جمہور معتزلہ نے اللہ کے دیدار سے قیامت میں انکار کیا ہے اس سند سے کہ شرط مرئی کی یہ ہے کہ ہو جہت میں اور اللہ پاک ہے جہت سے اور اتفاق ہے ان کا اس پر کہ وہ بندوں کو دیکھتا ہے بغیر جہت کے اور جو اللہ کا دیدار ثابت کرتے ہیں ان کو اختلاف ہے کہ دیدار کے کیا معنی ہیں سو بعض نے کہا کہ حاصل ہوتا ہے دیکھنے والے کے واسطے علم ساتھ اللہ کے آنکھ کے دیکھنے سے جیسا کہ اور مریات میں ہے اور وہ موافق قول حضرت ﷺ کے ہے باب کی حدیثوں میں جیسے تم چاند کو دیکھتے ہو لیکن وہ پاک ہے جہت اور کیفیت سے اور یہ امر زائد ہے علم پر اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ دیدار کے علم ہے اور بعض نے کہا کہ دیدار اللہ کا ایک قسم ہے کشف کی لیکن وہ اتم اور واضح تر ہے علم سے اور یہ قریب تر ہے طرف صواب کی پہلے معنی سے اس واسطے کہ نہیں اختصاص ہے اس وقت واسطے بعض کے سوائے بعض کے اس واسطے کہ نہیں متفاوت ہوتا ہے اور کہا ابن بطلال نے کہ مذہب اہل سنت اور جمہور امت کا یہ ہے کہ آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے اور منع کیا ہے خوارج اور معتزلہ اور بعض مرجیہ نے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ دیدار واجب کرتا ہے اس کو کہ مرئی محدث ہو اور حال ہو مکان میں اور جو تمسک کیا ہے انہوں نے فاسد ہے واسطے قائم ہونے ادلہ کے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور روایت اپنے تعلق میں ساتھ مرئی کے بجائے علم کے ہے بیچ تعلق پکڑنے اس کے ساتھ معلوم کے حدوث کو واجب نہیں کرتا تو اسی طرح مرئی کا حال ہے کہا اور تعلق پکڑا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ اور ساتھ قول اس کے موسیٰ ﷺ کے واسطے ﴿لَنْ تَرَانِي﴾ اور جواب اول سے یہ ہے کہ نہیں باقی ہیں اس کو آنکھیں دنیا میں تاکہ دونوں دلیلوں میں تطبیق ہو اور ساتھ اس کے کہ نفی ادراک کی نہیں مستلزم ہے رویت کی نفی کو اس واسطے کہ ممکن ہے دیکھنا چیز کا بغیر احاطہ کرنے کے ساتھ حقیقت اس کی کے اور دوسری آیت میں بھی مراد نفی سے دنیا ہے اور اس واسطے کہ نفی شے کی اس کے محال ہونے کو تقاضا نہیں کرتی باوجود اس چیز کے کہ آئی ہے احادیث ثابتہ سے موافق آیت کے اور البتہ قبول کیا ہے ان کو مسلمانوں نے اصحاب اور تابعین

کے زمانے سے یہاں تک کہ اللہ کے دیدار کا منکر پیدا ہوا اور اس نے سلف کی مخالفت کی۔ (فتح)

۶۸۸۲۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ بے شک تم قیامت کے دن دیکھو گے اپنے رب کو جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو ہجوم نہ کیے جاؤ گے اس کے دیکھنے میں یعنی خلقت کے ہجوم سے اس کے دیدار میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہونماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو۔

۶۸۸۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهَشِيمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلِبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوا.

۶۸۸۳۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم دیکھو گے اپنے رب کو ظاہر اپنی دونوں آنکھوں سے۔

۶۸۸۳۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا غَاصِمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ أَبِي حَزِيمٍ حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَزِيمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ عِيَانًا.

۶۸۸۴۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کو ہم پر نکلے سو فرمایا کہ بے شک تم قیامت میں دیکھو گے اپنے رب کو جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو ہجوم نہ کیے جاؤ گے اس کے دیکھنے میں۔

۶۸۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجَعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَزِيمٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ حَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرُونَ هَذَا لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ.

۶۸۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے رب کو قیامت میں دیکھیں گے؟ تو

۶۸۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو شک پڑتا ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں؟ اصحاب نے کہا کہ نہیں یا حضرت! فرمایا بھلا تم کو تردد اور اختلاف اور ہجوم ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ اس کے آگے بدلی نہ ہو اور آسمان صاف ہو؟ اصحاب نے کہا نہیں یا حضرت! فرمایا سو بے شک تم اللہ کو بھی اسی طرح دیکھو گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا تو فرمائے گا کہ جو کسی چیز کی بندگی کر رہا ہو تو چاہیے کہ اس کا ساتھ دے یعنی اپنے معبود کے ساتھ دوزخ میں جائے سو جو شخص کہ آفتاب کو پوجتا ہوگا وہ آفتاب کے ساتھ جائے گا اور جو چاند کو پوجتا ہوگا وہ چاند کے ساتھ جائے گا اور جو بتوں اور دیوبھوت کو پوجتا ہوگا وہ ان کے ساتھ جائے گا اور یہ امت محمدی ﷺ باقی رہ جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے یا یوں فرمایا پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہوگا سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے کہ ہم اس مکان میں منتظر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہو سو جب کہ ظاہر ہوگا ہم اپنے رب کو پہچان لیں گے پھر حق تعالیٰ اس صفت میں ظاہر ہوگا جو ان کے اعتقاد کے موافق ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے تو وہ اس کے ساتھ ہوں گے اور دوزخ کے پشت پر پل صراط رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے عبور کریں گے اور پیغمبروں کے سوائے اس دن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبروں کا قول اس نے یہ ہوگا الہی! پناہ پناہ اور دوزخ میں آکرڑے ہیں جیسے سعدان کا کاٹنے سعدان ایک درخت کا نام ہے اس کے کاٹنے سرج کج ہوتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے سعدان کے

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَصَارُونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَهَلْ تَصَارُونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسُ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيَّتِ الطَّوَاغِيَّتِ وَتَبْقَى هَذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا شَافِعُوهَا أَوْ مُنَافِقُوهَا شَكَ إِبْرَاهِيمَ فَيَأْتِيهِمُ اللَّهُ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَنَا رَبُّنَا عَرَفْنَا فَيَأْتِيهِمُ اللَّهُ فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُونَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرِي جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ مَنْ يُعْجِزُهَا وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عَظَمِهَا

کانٹے دیکھے ہیں؟ اصحاب نے کہا ہاں یا حضرت!
 حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کے آنکڑے بھی سعدان
 کے کانٹوں کی طرح ہیں مگر یہ کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ
 کتنے کتنے بڑے ہیں وہ لوگوں کو دوزخ کے اندر پہل صراط
 سے کھینچ لیں گے ان کے بد اعمال کے سبب سے سوان میں
 سے بعض آدمی ایماندار ہوگا اپنے عمل کے سبب سے باقی رہے
 گا یعنی بچ رہے گا یا بعض آدمی اپنے عمل سے ہلاک ہو جائے
 گا یہ شک ہے راوی کو اور بعض آدمی آدھ موایا بدلا دیا گیا یا
 مانند اس کے پھر اللہ پاک ظاہر ہوگا یہاں کہ جب اللہ تعالیٰ
 بندوں کے فیصلے سے فراغت پائے گا اور چاہے گا کہ نکالے
 دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو کہ چاہے تو
 فرشتوں کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے اس کو نکالیں جس نے
 اللہ کے ساتھ کچھ شرک نہ کیا ہو جس پر اللہ نے رحمت کا ارادہ
 کیا ہو جو گواہی دیتا ہو اللہ کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں
 سوائے اللہ کے تو فرشتے ان کو دوزخ میں پہچان لیں گے ان
 کے سجدے کے نشان سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر
 سجدے کے نشان کو اللہ نے دوزخ پر سجدے کے مکان کا جلانا
 حرام کیا ہے سو وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے جلد بھنے
 ہوئے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا تو اس کے نیچے وہ
 جم اٹھیں گے جیسے کہ سیلاب کے کوڑے میں خود رو دانہ جم اٹھتا
 ہے پھر حق تعالیٰ بندوں کا فیصلہ کر چکے گا اور ایک مرد باقی رہ
 جائے گا اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا اور وہ دوزخیوں میں
 سے سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا تو وہ کہے گا اے
 میرے رب! تو میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کہ اس
 کی بد بونے مجھ کو تنگ کر دیا اور اس کی لاث نے مجھ کو جلا ڈالا

إِلَّا اللَّهُ تَخَطَّفَ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ
 الْمُؤَبَّقُ بَقِيَّ بِعَمَلِهِ أَوْ الْمُؤْتَقُ بِعَمَلِهِ
 وَمِنْهُمْ الْمُخْرَجُ أَوْ الْمُجَارِي أَوْ نَحْوَهُ
 ثُمَّ يَتَجَلَّى حَتَّى إِذَا فَرَّغَ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ
 بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ
 أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ
 يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ
 شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَشْهَدُ
 أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي النَّارِ بِأَثَرِ
 السُّجُودِ تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ
 السُّجُودِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ
 السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ قَدْ امْتَحَشُوا
 فَيَصُبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ تَحْتَهُ
 كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حِمِيلِ السَّيْلِ ثُمَّ
 يَفْرُغُ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى
 رَجُلٌ مِنْهُمْ مُقْبِلٌ بَوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ
 آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةِ يَقُولُ أَيْ
 رَبِّ أَصْرَفَ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ
 قَسَبَنِي رِيحَهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَوَاهَا فَيَدْعُو
 اللَّهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوهُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ هَلْ
 عَسَيْتَ إِنْ أُعْطَيْتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِي
 غَيْرَهُ يَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ
 وَيُعْطِي رَبُّهُ مِنْ عَهْدِهِ وَمَوَائِقِ مَا شَاءَ
 فَيَصْرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ
 عَلَى الْجَنَّةِ وَرَأَاهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ

سو وہ اللہ سے دعا کیا کرے گا جہاں تک کہ اللہ اس کا دعا کرنا چاہے گا پھر حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں یہ تیرا سوال پورا کر دوں تو اس کے بعد تو کچھ اور بھی سوال کرے گا تو وہ شخص کہے گا کہ میں اس کے سوائے کچھ نہ مانگوں گا تیری عزت کی قسم ہے سو نہ مانگنے میں اپنے رب سے قول و قرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا پھر اللہ اس کے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا پھر جب وہ بہشت کی طرف منہ کرے گا اور اس کو دیکھے گا تو چپ رہے گا جتنا اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! مجھ کو آگے بڑھا دے بہشت کے دروازے تک تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا تو قول و قرار نہیں کر چکا ہے کہ پہلے سوال کے سوا جو میں نے تجھ کو دیا کبھی کچھ نہ مانگے گا تیرا برا ہواے آدمی تو کیا ہی دعا باز ہے پھر کہے گا اے میرے رب! اللہ سے دعا مانگے گا یہاں تک کہ اللہ فرمائے گا کہ اگر میں تیرا یہ مطلب پورا کر دوں تو اس کے سوائے اور بھی کچھ مانگے گا تو وہ کہے گا کہ تیری عزت کی قسم ہے کہ میں تجھ سے اس کے سوائے کچھ نہ مانگوں گا تو اپنے رب سے نہ مانگنے میں قول و قرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا تو اللہ اس کو بہشت کے دروازے تک آگے بڑھا دے گا سو جب وہ بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوگا تو تمام بہشت اس پر ظاہر ہو جائے گی سو اس کو نظر آئے گا جو کچھ اس میں ہے نعمت اور خوشی سے سوچ رہے گا جتنا کہ اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! اب مجھ کو بہشت میں داخل کر تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو قول و قرار نہیں کر چکا ہے کہ اب تو نہ مانگے گا سوائے اس کے جو میں نے تجھ کو دیا تیرا برا ہواے آدمی تو کیا ہی دعا باز ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق

يَسْكُتُ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ قَدِمْنِي إِلَىٰ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عَهْدَكَ وَمَوَائِقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطَيْتَ أَبَدًا وَيَلْكُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَعْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ وَيَدْعُو اللَّهَ حَتَّى يَقُولَ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطَيْتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطَى مَا شَاءَ مِنْ عَهْدِهِ وَمَوَائِقَ فَيَقْدُمُهُ إِلَىٰ بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ إِلَىٰ بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَىٰ مَا فِيهَا مِنَ الْحَبْرَةِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عَهْدَكَ وَمَوَائِقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطَيْتَ فَيَقُولُ وَيَلْكُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَعْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ لَا أَكُونَنَّ أَشْقَىٰ خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو حَتَّى يَضْحَكَ اللَّهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ قَالَ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللَّهُ لَهُ تَمَنَّهُ فَسَأَلَ رَبَّهُ وَتَمَنَّى حَتَّىٰ إِنَّ اللَّهَ لَيَذْكُرُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا حَتَّىٰ انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ وَابْنُ سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّىٰ إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ

وَتَعَالَى قَالَ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَعَشْرَةَ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَعَشْرَةَ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ.

میں بد بخت بے نصیب نہیں ہوتا چاہتا سو ہمیشہ دعا کرے گا یہاں تک کہ اللہ اس پر راضی ہو جائے گا سو جب کہ اللہ راضی ہوگا تو فرمائے گا کہ جا بہشت میں سو جب وہ بہشت میں جائے گا تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کسی چیز کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب سے اور تمنا ظاہر کرے گا یہاں تک اس پر کرم ہوگا کہ حق تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا تو فرمائے گا کہ فلاںی چیز اور فلاںی چیز مانگ یہاں تک کہ جب اس کی سب ہوس اور خواہشیں ہو چکیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ تیرے سوال پورے ہوئے اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی۔

کہا عطاء نے اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نہ رد کرتے تھے ان پر ان کی حدیث سے کچھ چیز یہاں تک کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اتنا اور بھی تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے ساتھ دس گنا اور بھی اے ابو ہریرہ! یعنی دونا نہیں بلکہ دس گنا ہے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں یاد رکھا میں نے مگر قول حضرت ﷺ کا کہ اس کے ساتھ اتنا اور بھی کہا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں نے یاد رکھا ہے حضرت ﷺ سے قول آپ کا کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اس کے ساتھ دس گنا اور بھی کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو یہ مرد سب بہشتیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور تضامون کے معنی ہیں کہ نہ جمع ہوں گے تم اس کے دیدار کے واسطے ایک جہت میں اور جسم ہو بعض تمہارا بعض کے ساتھ اور ساتھ تخفیف کے نسیم سے ہے یعنی نہ ظلم ہوگا تم پر اس کے دیدار میں کہ بعض کو دیدار ہو اور بعض کو نہ ہو اللہ بلند ہے جہت سے اور تشبیہ ساتھ دیکھنے چاند کے واسطے دیکھنے کے ہے سوائے تشبیہ مرنی کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے۔ (فتح)

۶۸۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم

نے کہا یا حضرت! کیا ہم کو قیامت میں اللہ کا دیدار ہوگا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو شک ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جب کہ روشن ہو اور آسمان صاف ہو؟ ہم نے کہا نہیں فرمایا سو بے شک تم کو اس دن اللہ کے دیکھنے میں کچھ ہجوم اور اختلاف نہ ہوگا مگر جیسا تم کو سورج کے دیکھنے میں شک اور ہجوم ہوتا ہے پھر فرمایا کہ کوئی پکارنے والا یعنی فرشتہ پکارے گا کہ چاہیے کہ ہر قوم اپنے معبود کی طرف جائے تو سولی والے یعنی نصاریٰ اپنی سولی کے ساتھ جائیں گے اور بت پرست لوگ اپنے بتوں کے ساتھ جائیں گے اور اسی طرح ہر معبود والے اپنے معبود کے ساتھ جائیں گے یہاں تک کہ باقی رہ جائیں گے اللہ کو ماننے والے لوگ نیک اور گنہگار اور باقی ماندہ اہل کتاب سے پھر دوزخ کو لایا جائے گا نمود ہوگی جیسے خیالی پانی ہے سو یہودیوں سے کہا جائے گا کہ تم کس کو پوجتے تھے وہ کہیں گے عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو نہ اللہ کی بیوی ہے نہ اولاد سواب تم کیا چاہتے ہو وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو پانی پلائے تو کہا جائے گا کہ پیسو وہ دوزخ میں گر پڑیں گے پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسیح کو پوجتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے تو کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو نہ اللہ کی بیوی ہے نہ اولاد سوام کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں تو ہم کو پانی پلائے تو کہا جائے گا کہ پیسو وہ بھی دوزخ میں گر پڑیں گے یہاں تک کہ باقی رہ جائے گا جو اللہ کو ماننے والا ہوگا نیک اور گنہگار تو ان سے کہا جائے گا کہ کس چیز نے تم کو بھلا یا ہے جانے سے حالانکہ سب لوگ چلے گئے تو وہ کہیں گے کہ جدا ہوئے ہم ان

الَّتِي بَنَ سَعِيدٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تَضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تَضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تَضَارُونَ فِي رُؤْيَيْهِمَا ثُمَّ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ لِيَذْهَبَ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيبِ مَعَ صَلْبِهِمْ وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَغَيْرَاتٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ فَيَقَالُ لِلْيَهُودِ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ عَزِيرَ ابْنِ اللَّهِ فَيَقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ لِمَا تَرِيدُونَ قَالُوا نَرِيدُ أَنْ تَسْقِينَا فَيَقَالُ اشْرَبُوا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارَى مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ فَيَقُولُونَ كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ فَيَقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ لِمَا تَرِيدُونَ فَيَقُولُونَ نَرِيدُ أَنْ تَسْقِينَا فَيَقَالُ اشْرَبُوا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ

سے دنیا میں اور حالانکہ ہم بہ نسبت آج کے اس کی طرف زیادہ تر محتاج تھے معاش وغیرہ میں یعنی باوجود زیادہ حاجت کے ہم ان سے دنیا میں الگ رہے تو آج ہم ان کے ساتھ کیوں جائیں باوجود اس کے کہ آج ہم کو ان کی حاجت نہیں ہے اور ہم نے سنا پکارنے والے کو کہ پکارتا ہے کہ چاہیے کہ ملے ہر قوم اپنے معبود سے اور ہم اپنے رب کے منتظر ہیں سو اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہوگا غیر اس صورت میں جس میں انہوں نے اول بار اللہ کو دیکھا سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں سو وہ کہیں گے کہ تو ہمارا رب ہے اور نہ کلام کریں گے اس سے مگر پیغمبر لوگ سو اللہ فرمائے گا کہ کیا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی ہے جس کو تم پہچانتے ہو؟ سو مسلمان کہیں گے کہ وہ نشانی پنڈلی ہے سو اللہ اپنی پنڈلی کھولے گا تو اس کو ہر ایماندار سجدہ کرے گا اور باقی رہ جائے گا جو سجدہ کرتا ہو اللہ کو دکھلانے اور سنانے کے واسطے سو وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اس کی پیٹھ کی ہڈی لپٹ کر ایک طبق ہو جائے گی یعنی اس کی پیٹھ کی ہڈی سچ کی طرح سیدھی اور سخت ہو جائے گی سجدہ کے واسطے نہ جھک سکے گا پھر پل صراط کو لایا جائے گا اور دوزخ کی پشت پر رکھا جائے گا ہم نے کہا یا حضرت! اور کیا ہے پل صراط؟ فرمایا جگہ گرنے کی اور جگہ بھسلنے کی اس پر آنکڑے ہیں یعنی سیخیں کج سروالی اور کانٹے چوڑے مثل خشک کی اور خشک ایک درخت کا نام ہے کہ اس کے کانٹے سر کج ہوتے ہیں نجد میں ہوتا ہے اس کو سعدان کہا جاتا ہے سو گزرے گا اس پر ایمان دار آنکھ کے جھپکنے کی طرح اور بجلی کی طرح اور تیز قدم گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح سو بعض نجات پانے والا سلامت ہوگا اور بعض نجات پانے والا مجروح اور زخمی ہوگا

فَيَقَالُ لَهُمْ مَا يَخْبِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ فَيَقُولُونَ فَارْقَنَاهُمْ وَنَحْنُ أُخْرَجُ مِنَّا إِلَيْهِ الْيَوْمَ وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْحَقِّ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ وَإِنَّمَا نَسْتَبْرُ رَبَّنَا قَالَ فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَلَا يَكَلُمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ فَيَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهُ فَيَقُولُونَ السَّاقِ فَيُكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلَّهِ رِيَاءً وَسَمِعَةَ فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدُ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا ثُمَّ يُؤْتَى بِالْجَسْرِ فَيَجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرِي جَهَنَّمَ فَلَنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْجَسْرُ قَالَ مَذْحِجَةٌ مَرَلَةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيفٌ وَكَلَالِيبٌ وَحَسَكَةٌ مُفْلَطْحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عَقِيفَاءُ تَكُونُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالظَّرْفِ وَكَالتَّرْبِقِ وَكَالتَّرْبِيعِ وَكَالْجَاوِيدِ الْغَيْلِ وَالرِّكَابِ لَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْدُوشٌ وَمَكْدُوشٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا أُنْتَمُ بِأَشَدِّ لِي مُنَاشِدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِي إِخْوَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا وَيَصُومُونَ

اور بعض بعض پر سوار کیا گیا دوزخ کی آگ میں یہاں تک کہ گزرے گا ان کا پچھلا کھینچا جائے گا کھینچنا سونہیں تم سخت تر میرے واسطے مطالبہ کرنے میں بیچ حق کے کہ ثابت ہوا اور ظاہر ہو چکا ہو واسطے تمہارے مسلمانوں سے اس دن بیچ طلب اور سوال کرنے اور جھگڑنے کے اللہ تعالیٰ سے یعنی جو حق تمہارا کہ مجھ پر ظاہر ہو تم اس میں کس طرح اس کے مطالبہ میں کوشش اور مبالغہ کرتے ہو مومن لوگ اپنے بھائیوں کے دوزخ سے نکالنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس سے بھی زیادہ مطالبہ اور کوشش کرنے میں مبالغہ کریں گے اور سفارش کر کے ان کو بخشوا دیں گے سو جب نہ وہ دیکھیں گے کہ انہوں نے نجات پائی اپنے بھائیوں میں تو کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ عمل کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو دوزخ سے نکالو اور اللہ تبارک کرے گا ان کی صورتوں کو آگ پر اور بعض آدمی اپنے دونوں قدم تک آگ میں ڈوبا ہوگا اور بعض آدمی پنڈلی تک سو وہ نکالیں گے جس کو پہنچائیں گے پھر اللہ سے عرض کریں گے تو اللہ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو آگ سے نکالو سو وہ نکالیں گے جس کو پہنچائیں گے پھر اللہ سے عرض کریں گے تو اللہ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں ذرہ کے برابر ایمان پاؤ اس کو دوزخ سے نکالو سو وہ نکالیں گے جس کو پہنچائیں گے اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ اگر تم مجھ کو سچا نہ جانو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو کہ بے شک اللہ نہیں ظلم کرتا ذرہ برابر اور اگر نیکی ہوگی تو اس کو دونا کرے گا پھر

مَعَنَا وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى
 اذْهَبُوا لِمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ
 مِنْ اِيْمَانٍ فَاُخْرِجُوهُ وَيُحَرِّمُ اللَّهُ صُورَهُمْ
 عَلٰى النَّارِ فَيَاتُونَ نَهْمًا وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي
 النَّارِ اِلٰى اِلٰى قَدَمِهِ وَاِلٰى اَنْصَافِ سَاقِيهِ
 فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ
 اذْهَبُوا لِمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ
 دِينَارٍ فَاُخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ
 يَعُودُونَ فَيَقُولُ اذْهَبُوا لِمَنْ وَجَدْتُمْ فِي
 قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاُخْرِجُوهُ
 فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ اِنْ
 لَمْ تُصَدِّقُوْنِي فَاَقْرَبُوْا ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ
 مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا ﴾
 فَيَسْفَعُ النَّبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُونَ
 فَيَقُولُ الْجَبَّارُ بَقِيَّتْ شَفَاعَتِي فَيَقْبِضُ
 قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ اَقْوَامًا قَدْ
 اَمْتَحَشُوا فَيَلْقَوْنَ فِي نَهْرٍ بِالْفَاوَاهِ الْجَنَّةِ
 يُقَالُ لَهُ مَاءٌ الْحَيَاةِ فَيَنْبَتُونَ فِي حَافَتِيهِ
 كَمَا نَبَتُ الْجَبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّبِيْلِ قَدْ
 رَاَيْتُمُوْهَا اِلٰى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَاِلٰى
 جَانِبِ الشَّجَرَةِ فَمَا كَانَ اِلٰى الشَّمْسِ
 مِنْهَا كَانَ اُخْضَرَ وَمَا كَانَ مِنْهَا اِلٰى الظِّلِّ
 كَانَ اَبْيَضَ فَيُخْرِجُونَ كَانَهُمُ اللُّوْلُوُ
 فَيَجْعَلُ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمَ فَيَدْخُلُونَ
 الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عَتَقَاءُ

الرَّحْمَنِ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بَغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ
وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوهُ لِيُقَالَ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ
وَمِثْلَهُ مَعَهُ.

شفاعت کریں گے پیغمبر لوگ اور فرشتے اور ایماندار تو اللہ فرمائے گا کہ میری شفاعت باقی رہی سو اللہ تعالیٰ جل و علا دوزخ میں سے ایک مٹھی بھرے گا اور نکالے گا بہت قوموں کو کہ جلع بھنے ہوں گے سو ڈالے جائیں گے آپ حیات کی نہر میں جو بہشت کے اول شروع میں ہے سو وہ جم انھیں گے اس کے دونوں کناروں میں جیسے کہ سیلاب کے کوڑے میں دانہ جم اٹھتا ہے البتہ تم نے اس کو دیکھا ہے پتھر کی جانب میں اور درخت کی جانب میں سواں میں سے جس پر سورج کی دھوپ پڑتی ہو وہ سبز ہوتا ہے اور جو سائے میں ہو وہ سفید ہوتا ہے سو وہ نکلیں گے جیسے موتی سواں کی گردنوں میں مہر کی جائے گی اور بہشت میں داخل ہوں گے سو بہشتی کہیں گے کہ یہ لوگ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں اللہ نے ان کو بہشت میں داخل کیا بغیر عمل کیے اور بغیر نیکی کیے کہ آگے کی سواں سے کہا جائے گا کہ تمہارے واسطے ہے جو تم نے دیکھا اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ ان پر اس صورت میں ظاہر ہوگا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مجسمہ نے سواںہوں نے اللہ کے واسطے صورت ثابت کی ہے اور نہیں ہے ان کے واسطے حجت بیچ اس کے اس لیے کہ احتمال ہے کہ صورت ساتھ معنی علامت کے ہو کہ دلیل ٹھہرایا ہے اس کو ان کے واسطے اپنی معرفت پر اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ صورت کے صفت ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے صورت اعتقاد کی ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم اللہ کو دیکھیں گے تو پہچان لیں گے تو کہا ابن بطلان نے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف فرشتہ بھیجے گا تا کہ ان کا امتحان کرے کیا اعتقاد ہے ان کا اللہ کی صفات میں جس کی مثل کوئی چیز نہیں سو جب وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو رد کریں گے اس پر قول اس کے کو اس واسطے کہ اس میں مخلوق کی صفت دیکھیں گے اور جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے یعنی جب ظاہر ہوگا ہمارے واسطے اس بادشاہی میں کہ اس کے غیر کے واسطے نہیں اور عظمت کے کہ نہیں مشابہ ہے کسی چیز کو اس کی مخلوقات سے تو اس وقت کہیں گے تو ہے ہمارا رب اور یہ جو کہا کہ وہ کہیں گے وہ نشانی پنڈلی ہے تو یہ احتمال ہے کہ معلوم کروایا ہو ان کو اللہ نے پیغمبروں کی زبان پر کہ اللہ نے ان کے واسطے نشانی ٹھہرائی ہے پنڈلی کہ اس کو ظاہر کرے گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد کشف ساق سے شدت امر کا کھولتا ہے یعنی اپنی قدرت ظاہر کرے گا جس سے

شدت اور سختی ظاہر ہوگی اور کہا مہلب نے کہ کھولنا پنڈلی کا مسلمانوں کے واسطے رحمت ہے اللہ کافروں کے واسطے سختی ہے اور یہ جو کہا کہ اس کی پیٹھ پلٹ کر ایک طبق ہو جائے گی تو تمسک کیا ہے بعض اشاعرہ نے کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے اور کہا فقہاء نے کہ تکلیف مالا یطاق جائز نہیں اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ اور جواب دیا ہے انہوں نے سجدے سے ساتھ اس کے کہ وہ نیکی کے واسطے اس کی طرف بلائے جائیں گے تاکہ ان کا نفاق ظاہر ہو اور ذلیل ہوں اور کہا ابن خورک نے کہ مراد کشف ساق سے وہ مسلمانوں کے واسطے تازہ مہربانی ہوگی اور نئے نئے فوائد حاصل ہوں گے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد ساق سے قیامت کا دن ہے اور بعض نے کہا کہ مراد کشف ساق سے دور ہونا غم اور ہول کا ہے جس نے ان کو متغیر کیا یہاں تک کہ اپنی شرم گاہ سے غافل ہوئے اور یہ جو کہا کہ باقی ماندہ اہل کتاب تو مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اللہ کو ایک جانتے تھے اس کے ساتھ شریک نہ کرتے تھے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ میری شفاعت باقی رہی سو نکالے گا آگ سے اس کو جس نے کبھی نیکی نہیں کی اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض نے کہ جائز ہے نکالنا کافروں کا آگ سے اور یہ مردود کیا گیا ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ زیادتی ضعیف ہے اس واسطے کہ یہ متصل نہیں دوم یہ کہ نفی اس چیز کی کی گئی ہے جو دونوں شہادت کے اقرار پر زیادہ ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر باقی حدیثیں اور وجہ اول غلط ہے اس واسطے کہ یہ روایت متصل ہے یہ جو کہا کہ ہم زیادہ محتاج تھے تو اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ

آج ہم اللہ کی طرف زیادہ تر محتاج ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ حِجَّاجُ بْنُ مِهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَنَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعْبَسُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُهْمُوا بِذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا لِيرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَأَسْكَنَكَ جَنَّةً وَأَسَجَدَ لَكَ مَلَائِكَتُهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ لِتَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا قَالَ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ وَيَذْكُرُ حَظِيئَتَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روکے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن یہاں تک کہ غمناک ہوں گے اس حشر کی مصیبت سے سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس سو ہم کو اس مکان سے راحت دے تو خوب بات ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ تم آدم ہو سب آدمیوں کے باپ اللہ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تجھ کو اپنی بہشت میں جگہ دی اور اپنے فرشتوں سے تم کو سجدہ کروایا اور تم کو ہر چیز کا نام سکھلایا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تاکہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں فرمایا سو یاد کریں گے اپنی

اس خطا کو جو ان سے ہوئی درخت کے پھل کھانے سے اور حالانکہ اس سے منع کیے گئے تھے لیکن تم جاؤ نوح ﷺ کے پاس کہ وہ پہلا رسول ہے کہ اللہ نے اس کو زمین والوں کی طرف بھیجا سو وہ نوح ﷺ کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنی اس خطا کو جو ان سے ہوئی سوال کرنے کو اپنے رب سے بغیر علم کے لیکن تم جاؤ ابراہیم ﷺ کے پاس جو اللہ کا دوست ہے فرمایا سو وہ لوگ ابراہیم ﷺ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان تین باتوں کو جو جھوٹ بولیں لیکن تم جاؤ موسیٰ ﷺ کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اللہ نے اس کو توراہ دی اور اس سے بلا واسطہ کلام کیا اور اس کو سرگوشی کے واسطے قریب کیا فرمایا سو وہ لوگ موسیٰ ﷺ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنی اس خطا کو جو ان سے ہوئی قتل کرنے ان کے سے ایک جان کو لیکن تم جاؤ عیسیٰ ﷺ کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے اور اس کی روح ہے اور اس کا کلمہ ہے فرمایا سو وہ لوگ عیسیٰ ﷺ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد ﷺ کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اللہ نے اس کے اگلی پچھلی بھول چوک معاف کر دی فرمایا سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں سو مجھ کو اس کی اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر اللہ فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھالے کہہ سنا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جائے گا

الَّتِي أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نَهَىٰ عَنْهَا وَلَكِنْ اتُّوَا نُوحًا أَوَّلَ نَبِيِّ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَىٰ أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ حَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ سُؤَالَ رَبِّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَكِنْ اتُّوَا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ قَالَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلَكِنْ اتُّوَا مُوسَىٰ عَبْدًا آتَاهُ اللَّهُ التَّوْرَةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسَىٰ فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ حَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلَكِنْ اتُّوَا عِيسَىٰ عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَرُوحَ اللَّهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ فَيَأْتُونَ عِيسَىٰ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنْ اتُّوَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونَ فَيَسْتَأْذِنُ عَلَىٰ رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي فَيَقُولُ أَرْفَعُ مُحَمَّدٌ وَقُلْ يُسْمَعُ وَاشْفَعُ تَشْفَعُ وَسَلْ تُعْطَىٰ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَتِي عَلَىٰ رَبِّي بِسَأْءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحْدُ لِي حَدًّا فَأُخْرَجُ فَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قِتَادَةَ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا يَقُولُ فَأُخْرَجُ فَأُخْرَجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوذُ الثَّانِيَةَ فَاسْتَأْذِنُ

حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں اپنا سرائھاؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں وہاں سے نکل کر انہیں بہشت میں داخل کروں گا کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے اور نیز میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا سو میں ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا تو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر فرمائے گا اے محمد! اپنا سرائھا اور کہہ سنا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جائے گا تو میں اپنا سرائھاؤں گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلا دے گا پھر شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں نکلوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کروں گا کہا قتادہ نے اور میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا اور ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا تیسری بار سو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں سو مجھ کو اس کی اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر فرمائے گا کہ اے محمد! اپنا سرائھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوگی اور مانگ دیا جائے گا تو میں اپنا سرائھاؤں گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر

عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤَدِّن لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتَهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي ثُمَّ يَقُولُ أَرْفَعُ مُحَمَّدًا وَقُلْ يُسْمَعُ وَاشْفَعُ وَاشْفَعُ تَشْفَعُ وَاسْأَلْ تَعْطَى قَالَ فَارْفَعُ رَأْسِي فَأُنَبِّئُ عَلَى رَبِّي بِنِسَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيُحَدِّثُ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فَأَخْرُجُ فَأَخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوذُ النَّالِيَةَ فَاسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤَدِّن لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتَهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي ثُمَّ يَقُولُ أَرْفَعُ مُحَمَّدًا وَقُلْ يُسْمَعُ وَاشْفَعُ تَشْفَعُ وَاسْأَلْ تَعْطَى قَالَ فَارْفَعُ رَأْسِي فَأُنَبِّئُ عَلَى رَبِّي بِنِسَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيُحَدِّثُ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ فَأَخْرُجُ فَأَخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتَّى مَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَوْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ آيَةَ ﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ قَالَ وَهَذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي وَعَدَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں نکلوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کروں گا، کہا قنادہ رضی اللہ عنہ نے اور میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا اور ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا دوزخ میں مگر وہی شخص جس کو قرآن نے بند کیا یعنی واجب ہو اس پر ہمیشہ رہنا دوزخ میں پھر یہ آیت پڑھی کہ عنقریب کھڑا کرے گا تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں اور یہی ہے مقام محمود جس کا تمہارے پیغمبر سے وعدہ کیا گیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پوری کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں یہ جو کہا کہ اس کے گھر میں تو اس سے مکان کا وہم پیدا ہوتا ہے اور اللہ پاک ہے مکان سے اور اس کے معنی تو فقط یہ ہیں کہ اپنے اس گھر میں جس کو اس نے اپنے دوستوں کے واسطے بنایا ہے اور وہ بہشت ہے دار السلام۔ (فتح)

۶۸۸۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انصار کو بلا بھیجا سوان کو ایک خیمے میں جمع کیا سو فرمایا کہ صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول کو ملو سو بے شک میں حوض کوثر پر ہوں گا یعنی قیامت کے دن۔

۶۸۸۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي عَمِّي حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْسِلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمْ اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کی حکومت ہوگی اور اس کے اخیر میں ہے کہ اصحاب نے کہا کہ کیوں نہیں یا حضرت! ہم راضی ہوئے اور اس حدیث کی شرح غزوہ حنین میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے ملو اور مراد اللہ کے ملنے سے موت ہے اور دن قیامت کا۔ (فتح)

۶۸۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اٹھتے تھے تو یہ دعا

۶۸۸۸۔ حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ أَبِي جَرِيحٍ عَنْ سُلَيْمَانَ

پڑھتے تھے کہ الہی! اے ہمارے رب! تجھ کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کا رب اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کی روشنی اور رونق تو سچ سچ ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیرا ملنا حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے الہی! میں تیرا تابعدار ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں کہ تو فیصل کرے سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا اور اس گناہ کو بخش جس کو تو مجھ سے زیادہ تر واقف ہے کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے تیرے اور طاؤس نے قیام کے بدلے قیام کہا ہے اور کہا مجاہد نے کہ قیوم کے معنی ہیں قائم ہر چیز پر یعنی کارساز ہر چیز کا اپنی خلق سے تدبیر کرتا ہے اس کی جو چاہتا ہے اور پڑھا ہے عمرو نے قیام اور قیوم اور قیام دونوں مدح ہیں یعنی اس واسطے کہ وہ مبالغہ کے صیغے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ تیرا ملنا حق ہے۔ (فتح)

۶۸۸۹۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اللہ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور نہ کوئی حجاب ہوگا۔

الْأَحْوَالِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قِيمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ قِيَامٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ «الْقِيَوْمُ» الْقَائِمُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَأَ عَمْرُ الْقِيَامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ.

۶۸۸۹۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيَكَلِمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ معنی حجاب اٹھانے کے یہ ہیں کہ دور کی جائے گی آفت مسلمانوں کی آنکھوں سے جو ان کو دیکھنے سے منع ہے سو وہ اس کو دیکھیں گے واسطے اٹھانے حجاب کے ان سے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول میں کفار کے حق میں ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ﴾ اور کہا حافظ صلاح الدین نے کہ مراد ساتھ حجاب کے نفی اس چیز کی ہے جو دیکھنے سے مانع ہو جیسے کہ نفی کی عدم اجابت دعا مظلوم کی پھر استعارہ کیا واسطے رد کے سو ہوگی نفی اس کی دلیل اور ثبوت اجابت کے اور تعبیر ساتھ نفی حجاب کے المانع ہے تعبیر کرنے سے ساتھ عدم قبول کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ حجاب کے استعارہ ہو محسوس کا واسطے معقول کے اس واسطے کہ حجاب حسی ہے اور منع عقلی ہے اور منع عقلی اور البتہ وارد ہوا ہے ذکر حجاب کا چند حدیثوں میں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ دور ہے اس چیز سے جو اس کے واسطے حجاب ہو اس واسطے کہ حجاب تو مقدر محسوس چیز کو احاطہ کرتا ہے لیکن مراد ساتھ حجاب اس کے منع کرنا ہے خلق کی آنکھوں کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے جب چاہے جس طرح چاہے اور جب چاہے گا تو یہ حجاب ان سے اٹھا دے گا اور تائید کرتا ہے اس کی جو دوسری حدیث میں ہے کہ آدمیوں اور اللہ کے دیدار کے درمیان کوئی چیز نہ ہوگی سوائے چادر کبریائی کے جو اللہ کی وجہ پر ہے اس واسطے کہ اس کا ظاہر قطعاً مراد نہیں پس وہ استعارہ ہے جزا اور کبھی بعض حدیثوں میں حجاب حسی مراد ہوتا ہے لیکن وہ بہ نسبت مخلوق کے ہے اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

۶۸۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ لِلصَّمَدِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّاتٍ مِنْ فِضَّةٍ آيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ آيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَيَّ رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكِبَرِ عَلَيَّ وَجْهَهُ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ.

۶۸۹۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو بہشتیں چاندی کی ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشتیں سونے کی ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب سونے کی ہیں اور مسلمانوں کے درمیان اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان یعنی مسلمانوں کو اپنے رب کے دیکھنے سے کوئی چیز مانع نہ ہوگی سوائے جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک ہے عدن کے بہشت میں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ سونے کی دو بہشتیں مقرر ہیں کے واسطے ہیں اور چاندی کی بہشتیں اصحابِ یمن کے واسطے ہیں کہا طبری نے کہ اختلاف ہے اللہ کے اس قول میں ﴿وَمَنْ ذُوْنَهُمَا جَنَّاتٍ﴾ سو بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں درجے میں اور بعض نے کہا اس کے معنی ہیں فضیلت میں اور یہ جو کہا جنتان تو یہ تفسیر ہے اللہ کے قول مذکور کی اور یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ہا جنتان اور یہ جو کہا اس کے برتن الخ تو یہ مبتدا ہے اور من فضہ اس کی خبر ہے اور یہ جو کہا کہ ان کے اور اللہ کے دیکھنے کے درمیان جلال کی چادر ہوگی تو کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے سو بعض

اس کو تفویض کرتے ہیں اور بعض اس کی تاویل کرتے ہیں کہ مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور چادر ایک صفت ہے ذات کی صفتوں سے جو لازم ہے اور پاک کرنے والی ہے اس کو اس چیز سے کہ مشابہ ہو مخلوق کو پھر اشکال کیا ہے اس نے جس کا حاصل یہ ہے کہ چادر جلال کی مانع ہے رویت سے سو گویا کہ کلام میں حذف ہے بعد قول اس کے الارداء الکبریاء سو وہ احسان کرے گا ان پر ساتھ اٹھانے اس چادر کے سو حاصل ہوگی ان کے واسطے نظر اس کی طرف سو گویا کہ مراد یہ ہے کہ جب مسلمان بہشت میں اپنا ٹھکانہ پکڑیں گے اگر ان کو ذی الجلال کی ہیبت نہ ہو تو ان کے درمیان اور اللہ کے دیکھنے کے درمیان کوئی چیز مانع نہ ہو پھر جب اللہ ان کا اکرام چاہے گا تو ان پر فضل کرے گا ساتھ اس کے کہ ان کو اپنے دیکھنے کی قوت دے گا پھر پایا میں نے صہیب کی حدیث میں کہ مراد ساتھ چادر کے حجاب ہے کہ اس میں ہے پھر اللہ ان کے واسطے حجاب کھولے گا بعد داخل ہونے کے بہشت میں سو ان کو کوئی چیز ایسی محبوب تر نہیں ملی شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف تاویل اس کی اور کہا قرطبی نے کہ رداء استعارہ ہے عظمت سے اور نہیں مراد ہے کپڑا محسوس اور معنی حدیث باب کے یہ ہیں کہ اللہ کی عزت اور بے پرواہی کا مقتضا یہ ہے کہ اس کو کوئی نہ دیکھے لیکن رحمت اس کی مسلمانوں کے واسطے تقاضا کرتی ہے کہ ان کو اپنی ذات دکھلائے واسطے کامل کرنے نعمت کے سو جب دور ہوگا مانع تو کرے گا ان سے خلاف مقتضی کبریائی کے سو گویا کہ اٹھایا ان سے حجاب جو ان کو مانع تھا اور یہ جو کہا کہ عدن کے بہشت میں تو کہا ابن بطال نے کہ نہیں تعلق ہے مجسمہ کے واسطے بیچ ثابت کرنے مکان کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ محال ہے یہ کہ ہو اللہ سبحانہ جسم یا جگہ پکڑنے والا کسی مکان میں سو ہوگی تاویل چادر کی آفت جو موجود ہے ان کی آنکھوں کے واسطے جو مانع ہے ان کو اللہ کے دیکھنے سے اور اس کا دور کرنا فعل ہے اس کے افعال سے کرے گا اس کو اس جگہ میں کہ وہ اللہ کو دیکھیں گے سو نہ دیکھیں گے اس کو جب تک یہ مانع موجود ہوگا سو جب دیکھنے کا فعل کرے گا تو یہ مانع دور ہو جائے گا اور نام رکھا اس کا چادر کہ وہ منع میں بجائے چادر کے ہے جو حاجب ہوتی ہے منہ کو اس کے دیکھتے سے سو اس کو بطور مجاز کے چادر کہا اور قول حضرت ﷺ کا عدن کے بہشت میں راجع ہے طرف قوم کے یعنی اور وہ بہشت میں ہوں گے اللہ کی طرف راجع نہیں اس واسطے کہ اللہ کو مکان حاوی نہیں ہو سکتے۔ (فتح)

۶۸۹۱۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چھین لے گا مال کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر ملے گا وہ قیامت میں اللہ سے اور اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا پھر حضرت ﷺ نے اپنی اس بات کا ٹھکانہ قرآن شریف سے پڑھ کر بتلایا یعنی جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت

۶۸۹۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنٍ وَجَامِعُ بْنُ أَبِي زَائِدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ بِبَيْمِنٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ

میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات نہ کرے گا اور رحمت سے ان کی طرف نہ دیکھے گا۔

عَبْدَانُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَاقِهِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿إِنَّ الدِّينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ﴾ الْآيَةَ.

فائدہ: اور غرض اس آیت سے اس جگہ یہ قول اللہ کا ہے کہ اللہ ان کی طرف نہ دیکھے گا اور لی جاتی ہے اس سے تفسیر قول اس کے کی ملے گا اللہ سے اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ غضب سبب ہے واسطے منع کلام اور دیکھنے کے اور رضامندی سبب ہے ان کے وجود کا۔ (فتح)

۶۸۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ نہ قیامت میں بولے گا نہ ان کو دیکھے گا (اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا) ایک تو وہ مرد جس نے قسم کھائی اپنے اسباب پر البتہ دیا گیا بدلے اس کے اکثر اس چیز سے کہ دیا گیا یعنی مجھ کو اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا اور حالانکہ وہ جھوٹا ہو دوسرا وہ مرد جس نے عصر کے بعد ایک چیز پر جھوٹی قسم کھائی تاکہ کسی مسلمان کا مال اس کے ساتھ لے تیسرا وہ مرد جس نے حاجت سے زیادہ پانی مسافر سے روکا سو اللہ کہے گا کہ آج میں تجھ سے اپنا فضل روکوں گا جیسے تو نے منع کیا تھا زیادہ پانی سے جو تیرے دونوں ہاتھوں نے نہیں کمایا تھا۔

۶۸۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُولُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گزر چکی ہے۔

۶۸۹۳۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا ہے جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے آسمان اور زمین بنائے تھے برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں سو

۶۸۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ

ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے بیچ میں ہے یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے اس کا کوئی نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے ذوالحجہ؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! پھر فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے سوائے اس کا کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے اس کا کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے یہ قربانی کا دن؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال کہا محمد نے اور میں گمان کرتا ہوں کہا اور تمہاری آبرو میں تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں اور تم اپنے رب سے ملو گے سو تم سے تمہارے عمل پوچھے گا خبردار ہو سو میرے بعد پھر کر گمراہ نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردن مارے خبردار ہو اور جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو شاید کہ بعض پہنچایا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو بعض سننے والے سے سو محمد راوی جب اس کو ذکر کرتا تھا تو کہتا تھا حضرت ﷺ نے سچ فرمایا پھر فرمایا خبردار ہو میں نے پیغام پہنچا دیا میں نے پیغام پہنچا دیا۔

وَالْأَرْضَ السَّنَةَ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبٌ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنْنَا أَنَّهُ يُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلَى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنْنَا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلَدَةُ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنْنَا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَإِنَّ دِمَانَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَخِيبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضٌ مَنْ يَبْلُغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ مَنْ سَمِعَهُ فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ تم اپنے رب سے ملو گے۔ (فتح)

جو آیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ اللہ کی رحمت
قریب ہے مسلمانوں سے

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ
رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ رحمت تقسیم کی گئی ہے طرف صفت ذات کی اور طرف صفت فعل کی یعنی رحمت دوسم پر ہے ایک صفت ذات کی ہے اور ایک صفت فعل کی اور احتمال ہے کہ مراد یہاں صفت ذات کی ہو سو ہوں گے معنی اس کے ارادہ فرمانبرداروں کے ثواب دینے کا اور احتمال ہے کہ صفت فعل کی ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ فضل اللہ کا ساتھ ہانکنے اور اتارنے میں کے قریب ہے نیکو کاروں سے سو یہ بھی ان کے واسطے رحمت ہوگی اس واسطے کہ میں بھی اس کی قدرت اور اس کے ارادے سے ہے اور کہا بیہمی نے کتاب الاسماء میں کہ جو اسم کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تدبیر ثابت کرتے ہیں سوائے غیر اس کے ان میں سے ہے رحمن اور رحیم اور کہا خطابی نے کہ معنی رحمن کے ہیں صاحب رحمت شامل کا جو وسیع ہے تمام خلق کو ان کی روزی میں اور ان کے اسباب معاش اور مصالح میں اور رحیم خاص ہے ساتھ ایمان داروں کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾۔

۶۸۹۳۔ حضرت أسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی کسی بیٹی کا بیٹا مرتا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو بلا بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کو کہلا بھیجا کہ بے شک اللہ ہی کا مال تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر اس نے حضرت ﷺ کو قسم دے کر کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیں سو حضرت ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور میں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابی ذر رضی اللہ عنہ اور عبادہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت ﷺ کے ساتھ اٹھے سو جب ہم داخل ہوئے تو لوگوں نے لڑکا حضرت ﷺ کو دیا اور اس کی جان حرکت کرتی تھی اور بے قرار تھی اس کے سینے میں میں اس کو گمان کرتا ہوں کہ کہا جیسے مشک سو حضرت ﷺ روئے یعنی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے سو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ رحم کرتا ہے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر۔

۶۸۹۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ لَبْعِضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا فَأَرْسَلَ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَكُلُّهُ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهُ وَمَعَادُ بْنُ جَبَلٍ وَأَبِيُّ بِنُ كَعْبٍ وَعِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقْلُقُ لِي فِي صَدْرِهِ حَسِبْتُهُ قَالَ كَانَتْهَا شَنَّةٌ فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ أَتَبْكِي فَقَالَ إِنَّمَا يَرَحْمُ اللَّهُ مِنَ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ.

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ اللہ رحم کرتا ہے اس واسطے کہ اس میں ثابت کرنا صفت رحمت کا

ہے اللہ کے واسطے اور یہی مقصود ہے ترجمہ سے۔

۶۸۹۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ اور بہشت نے اپنے رب کے پاس جھگڑا کیا تو بہشت نے کہا اے میرے رب کیا حال ہے اس کا یعنی میرا کہ غریب اور مسکین اور عاجز لوگوں کے سوائے مجھ میں کوئی داخل نہ ہوگا اور دوزخ نے کہا یعنی مجھ میں گردن کش اور مغرور لوگ داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور آگ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تجھ سے عذاب کروں گا جس کو چاہوں گا اور تم دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے بھرنی ہے فرمایا سو بہر حال بہشت سو بے شک اللہ نہ ظلم کرے گا اپنی خلق سے کسی کو اور بے شک وہ پیدا کرے گا دوزخ کے واسطے جس کو چاہے گا سو وہ اس میں ڈالے جائیں گے اس میں تو کہے گی کچھ اور بھی ہے تین بار یہ کہے گی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا قدم رکھے گا سو بھر جائے گی اور آپس میں سٹ جائے گی اور کہے گی بس بس بس۔

۶۸۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ إِلَيَّ رَبِّمَا فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَا رَبِّ مَا لَهَا لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا ضَعْفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَقَالَتِ النَّارُ يَعْنِي أُورَثُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي وَقَالَ لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِي أُصِيبُ بِكَ مَنْ أَشَاءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمْ مِلاؤها قَالَ فَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَإِنَّهُ يُنْشِئُ لِلنَّارِ مَنْ يَشَاءُ فَيَلْقَوْنَ فِيهَا ق ﴿تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾ ثَلَاثًا حَتَّى يَضَعَ فِيهَا قَدَمَهُ فَنَمْتَلِي وَيُرْدُّ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ وَتَقُولُ قَطُّ قَطُّ قَطُّ.

فائدہ: اس روایت میں دوزخ کا قول مذکور نہیں لیکن دوسری روایت میں ہے کہ مجھ میں مغرور لوگ داخل ہوں گے اور مشہور اس جگہ میں یہ ہے کہ اللہ بہشت کے واسطے اور خلق کو پیدا کرے گا اور دوزخ میں اپنا قدم رکھے گا اور اس کے سوائے کسی حدیث میں نہیں ہے کہ اللہ دوزخ کے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا اور مراد قدم سے کیا ہے اس کا بیان سورہ ق کی تفسیر میں گزر چکا ہے اور مہلب سے ہے کہ اس زیادتی میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے ان کے قول میں کہ اللہ کے واسطے جائز ہے یہ کہ عذاب کرے جس کو نہ تکلیف دی ہو دنیا میں ساتھ عبادت کے اس واسطے کہ ہر چیز اس کی ملک ہے سو اگر ان کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں اور اہل سنت نے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تمسک کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَيَفْعَلُ مَا يَشَاءُ﴾ اور سوائے اس کے اور یہ ان کے نزدیک جائز ہے اور وقوع میں نظر ہے نہیں ہے حدیث میں حجت واسطے اختلاف ہونے کے اس کے لفظ میں اور اس واسطے کہ

وہ قابل تاویل کے ہے اور جزم کیا ہے ابن قیمؒ نے کہ یہ غلط ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ مقلوب ہے اور کہا بلطین نے کہ حمل کرنا اس کا پتھروں پر قریب تر ہے اس سے کہ اس کو جاندار چیز پر حمل کیا جائے کہ اس کو عذاب ہو بغیر گناہ کے اور ممکن ہے کہ جاندار ہوں لیکن ان کو عذاب نہ ہو اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ پیدا کرنے کے ابتدا داخل کرنے کفار کا ہو آگ میں اور یہ جو ذکر بہشت کے ساتھ فرمایا کہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ عذاب کرے گا جس کو چاہے گا اور وہ ظالم نہیں جیسا کہ فرمایا کہ میں عذاب کروں گا تجھ سے جس کو چاہوں گا اور احتمال ہے کہ بہشت اور دوزخ کے جھگڑے کی طرف راجع ہو اس واسطے کہ جو اللہ نے ہر ایک کے واسطے دونوں میں ٹھہرایا ہے وہ عین عدل اور حکمت ہے اور بسبب مستحق ہونے ہر ایک کے ہے ان میں سے بغیر اس کے کہ کسی پر ظلم کرے اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف اس آیت کی ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا﴾ سوتجیر کی نہ ضائع کرنے اجر کے ساتھ نہ ظلم کرنے کے اور مراد یہ ہے کہ داخل ہو گا نیک آدمی بہشت میں جو وعدہ کیے گئے ہیں پر ہیزگار اس کی رحمت سے اور اللہ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور فرمایا کہ اللہ کی رحمت قریب ہے نیکو کاروں سے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ اور علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر کشادہ ہونے بہشت اور دوزخ کے ساتھ اس طور کے کہ سائلے گی سب خلق کو آدمؑ سے قیامت تک اور اس کو زیادتی کی حاجت رہے گی۔ (فتح)

۶۸۹۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَصِيبَنَّ أَقْوَامًا سَفَعُ مِنَ النَّارِ بِذُنُوبٍ أَصَابُوهَا عُقُوبَةٌ ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ يُقَالُ لَهُمُ الْجَهَّمِيُّونَ وَقَالَ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۸۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ البتہ چند لوگوں کو دوزخ کے جلانے کا اثر لگ جائے گا یعنی ان کے بدن میں کچھ سیاہ داغ رہے گا گناہوں کے سبب سے جو انہوں نے کیے یہ عذاب ہوگا بدکاری کا بدلہ پھر اللہ تعالیٰ ان کو بہشت میں داخل کرے گا اپنی رحمت سے سو ان کا لقب جہنمی ہوگا اور کہا ہمام نے یعنی جو عنعنہ کہ ہشام کے طریق میں ہے وہ محمول ہے سماع پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا﴾.

۶۸۹۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ روکتا ہے آسمانوں اور زمین کو یہ کہ زائل ہوں اپنی جگہ سے۔

۶۸۹۷۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ یہود کا

ایک عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے محمد! اللہ رکھے گا آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمین کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں اور نہروں کو ایک انگلی پر اور سب مخلوق کو ایک انگلی پر پھر کہے گا اپنے ہاتھ سے کہ میں بادشاہ ہوں سو حضرت ﷺ ہنسے پھر فرمایا کہ انہوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی جیسا کہ اس کے جاننے کا حق ہے۔

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يَصْعُقُ السَّمَاءَ عَلَى إِصْبَعِ وَالْأَرْضَ عَلَى إِصْبَعِ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعِ وَالشَّجَرَ وَالْأَنْهَارَ عَلَى إِصْبَعِ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ بِيَدِهِ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾.

فائدہ: اور اس حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں ان اللہ یمسک یعنی اللہ روکے گا اور یہی مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں وہ چیز ہے جو ترجمہ کے مطابق ہے۔ (فتح)

جو آیا ہے بچ پیدا کرنے آسمانوں اور زمین وغیرہ مخلوقات کے اور وہ فعل ہے رب کا اور حکم اس کا پس سب اپنی صفتوں سے اور اپنے فعل اور امر سے اور اپنی کلام سے وہ خالق اور تصویر کھینچنے والا ہے اور نہیں ہے مخلوق اور جو چیز کہ پیدا ہو اس کے فعل سے اور امر یعنی کلمہ کن سے اور اس کے پیدا کرنے اور بنانے سے تو وہ مفعول مخلوق ہے یعنی پیدا کی گئی بنائی گئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَلْقِ وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَأَمْرُهُ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهِ وَفِعْلُهُ وَأَمْرُهُ وَكَلَامِهِ وَهُوَ الْخَالِقُ الْمَكُونُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَمَا كَانَ يَفْعَلُهُ وَأَمْرُهُ وَتَخْلِيقُهُ وَتَكْوِينُهُ فَهُوَ مَفْعُولٌ مَخْلُوقٌ مُكُونٌ.

فائدہ: اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ کن ہے اور امر کا اطلاق کئی معنوں پر آتا ہے ایک صیغہ فعل پر اور ایک صفت اور شان پر اور مراد اس جگہ پہلے معنی ہیں اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ مامور بہ ہے اور بیان کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اپنی مراد کو اپنی کتاب خلق افعال العباد میں سو کہا اس نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے فاعل اور فعل اور مفعول میں سو کہا قدریہ نے کہ سب فعل بندے کی طرف سے ہیں اور کہا جبریہ نے کہ بندوں کے سب فعل اللہ کی طرف سے ہیں اور کہا جمہیہ نے کہ فعل اور مفعول ایک ہے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ کن مخلوق ہے اور کہا سلف نے کہ پیدا کرنا اللہ کا فعل ہے اور ہمارے فعل مخلوق ہیں سو فعل اللہ کا اللہ کی صفت ہے اور مفعول اور چیز ہے جو اس کے سوا ہے مخلوقات سے

اور مسئلہ تکوین کا مشہور ہے متکلمین میں اور اصل یہ ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ صفت فعل کی قدیم ہے یا حادث سوا یک جماعت سلف نے کہا کہ وہ قدیم ہے ان میں سے ہیں ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور لوگوں نے کہا کہ حادث ہے یہ اشعری کا قول ہے تاکہ نہ لازم آئے ہونا مخلوق کا قدیم اور جواب دیا ہے اول قول والوں نے کہ پیدا کرنے کی صفت ازل میں پائی گئی اور اس وقت کوئی چیز مخلوق نہ تھی یعنی پس مخلوق کا قدیم ہونا لازم نہیں آتا اور تصرف بخاری رضی اللہ عنہ کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اس میں پہلے قول والوں کے موافق ہے یعنی جو قائل ہیں کہ صفت فعل کی قدیم ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے وہ سلامت رہتا ہے واقع ہونے سے حادث کے مسئلے میں جن کا کوئی اول نہیں اور کہا ابن بطلان نے کہ غرض اس کی یہ ہے کہ آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے سب مخلوق ہے واسطے قائم ہونے دلائل حدوث کے اوپر ان کے اور واسطے قائم ہونے دلیل کے کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں۔ (فتح)

۶۸۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات کاٹی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے تاکہ میں دیکھوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رات کو کس طرح تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ایک گھڑی بات چیت کی پھر لیٹے سو جب رات کی پچھلی تہائی یا کچھ رات باقی رہی تو اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر کی اور یہ آیت پڑھی کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اولی الالباب تک پھر کھڑے ہوئے سو وضو کیا اور مسواک کی پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز کی اذان دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں یعنی فجر کی سنتیں پڑھیں پھر باہر تشریف لائے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

۶۸۹۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَثُّ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا لِأَنْظَرَ كَيْفَ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿لِأُولَى الْأَلْبَابِ﴾ ثُمَّ قَامَ فَنَوَّضًا وَاسْتَنَّنَ ثُمَّ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٍ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ.

البتہ سبقت کی ہمارے کلمے نے اپنے
پیغمبروں کے واسطے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ﴾

۶۸۹۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنے عرش پر اپنے پاس لکھ رکھا کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے۔

۶۸۹۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف ترجیح اس قول کے کہ رحمت ذات کی صفات سے ہے اس واسطے کہ کلمہ ذات کی صفات سے ہے اور غفلت کی اس نے جس نے کہا کہ دلالت کرتا ہے وصف کرنا رحمت کا ساتھ سبقت کرنے کے اس پر کہ وہ صفت فعل کی ہے اور پہلے گزر چکا ہے اسی حدیث کی شرح میں کہ مراد رحمت سے ثواب کے پہنچانے کا ارادہ ہے اور مراد غضب سے ارادہ عذاب پہنچانے کا ہے پس سبقت اس وقت درمیان متعلق ارادے کے ہے پس نہیں ہے کوئی اشکال۔ (فتح)

۶۹۰۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ سچے ہیں تصدیق کیے گئے کہ بے شک ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن یا چالیس رات جمع رہتا ہے پھر چالیس دن خون کی پھسکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی ہو جاتا ہے پھر اللہ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم ہوتا ہے سو اس کی روزی لکھتا ہے یعنی محتاج ہوگا یا مالدار اور اس کے عمل لکھتا ہے کہ کیا کیا کرے گا اور اس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا زندہ رہے گا اور یہ لکھتا ہے کہ نیک بخت بہشتی ہوگا یا بد بخت دوزخی پھر اس میں روح پھونکتا ہے اور البتہ تم لوگوں میں سے کوئی بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے پھر دوزخ میں جاتا ہے اور بے شک تم لوگوں سے کوئی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس

۶۹۰۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهَبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ أَنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يَبْعَثُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُؤَذِّنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ وَشَقِيئًا أَمْ سَعِيدًا ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ

حَتَّىٰ مَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ
فَيَسْقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلُ أَهْلِ
الْحِجَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

کے اور دوزخ کے درمیان سوائے ایک ہاتھ بھر کے کچھ فرق
نہیں رہتا پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ
بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر بہشت میں جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر
غالب ہو جاتا ہے اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ اس حدیث میں رد ہے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے
کہ اللہ ازل سے متکلم ہے اپنی تمام کلام سے اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے کہ ان باتوں کا حکم اللہ کی طرف سے
پیدا کرنے کے وقت ہوتا ہے اور رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو اہل طاعت کو عذاب کرے اس واسطے کہ
نہیں ہے حکیم کی صفت سے کہ اپنے علم کو بدلے اور البتہ وہ ازل میں معلوم کر چکا ہے جس کو عذاب کرے گا اور جس کو
رحم کرے گا اور یہ دونوں قول اہل سنت کے ہیں اور جواب پہلے سے کہ حکم کرنے والا تو فقط فرشتہ ہے اور محمول ہے اس
پر کہ اس نے ان باتوں کو لوح محفوظ سے لیا اور دوسرے سے یہ کہ مراد یہ ہے کہ اگر ازل میں یہ مقدر ہو تو البتہ واقع
ہوگا پس نہیں لازم آتا جو اس نے کہا۔ (فتح)

۶۹۰۱۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَىٰ حَدَّثَنَا عُمَرُ
بْنُ ذَرٍّ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا جَبْرِيْلُ مَا
يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا فَنَزَلَتْ
﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا
وَمَا خَلْفُنَا﴾ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ قَالَ كَانَ هَذَا
الْجَوَابَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۹۰۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا اے جبریل! کیا چیز منع کرتی ہے تجھ کو
کہ تو ہم سے ملاقات کیا کرے زیادہ اس سے کہ تو ہم سے
ملاقات کیا کرتا ہے؟ تو یہ آیت اتری کہ ہم نہیں اترتے مگر
اپنے رب کے حکم سے اس کے واسطے ہے جو ہمارے آگے
ہے اور جو پیچھے ہے اور نہیں تیرا رب بھولنے والا کہا کہ یہ
جواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور امر سے مراد اجازت ہے یعنی نہیں اترتے ہم مگر اللہ کی اجازت سے
یا ساتھ امر وحی کے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم نہیں اترتے مگر اللہ کی اجازت سے۔

۶۹۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ
الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ أُمْسِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْبٍ بِالْمَدِينَةِ

۶۹۰۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں
حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ چلتا تھا مدینے کی ایک کھیتی میں اور
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھڑی پر تکیہ کیے تھے سو یہود کی ایک قوم پر
گزرے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ اس سے

روح کی حقیقت پوچھو اور بعض نے کہا نہ پوچھو تو انہوں نے حضرت ﷺ سے روح کی حقیقت پوچھی تو حضرت ﷺ چھڑی پر تکیہ کر کے کھڑے ہوئے اور میں حضرت ﷺ کے پیچھے تھا تو میں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ کو وحی ہوتی ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا وہ تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی کہہ روح اللہ کا حکم ہے اور نہیں دیا گیا تم کو مگر تھوڑا علم تو بعض کے بعض سے کہا کہ البتہ ہم نے تم سے کہا تھا کہ اس سے نہ پوچھو۔

وَهُوَ مُتَكِيٌّ عَلَى عَسِيبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَسَأَلُوهُ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَسِيبِ وَأَنَا خَلْفُهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوحِي إِلَيْهِ فَقَالَ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْأَلُوهُ.

فائدہ: اور عرض اس سے یہ قول ہے کہ کہہ روح میرے رب کا حکم ہے۔

۶۹۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ضامن ہو گیا ہے اللہ اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت نے اور آیات اور احادیث کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن ہوا ہے کہ یا اس کو بہشت میں داخل کرے یا اس کو اس کے وطن میں ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ پھیر لائے گا۔

۶۹۰۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكْفَلُ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ بَأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكِنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.

فائدہ: یعنی خالص نیت والے غازی کا اللہ ضامن ہے اگر شہید ہو گیا تو بہشت میں گیا اور اگر زندہ رہا تو ثواب یا مال غنیمت کا لے کر اپنے گھر میں آیا دنوں صورتوں میں اس کا بھلا ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اس کی آیات اور حدیثوں کی تصدیق نے۔

۶۹۰۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ مرد برادری کی حمیت کے واسطے لڑتا ہے اور بہادری کے واسطے لڑتا ہے اور دکھلانے کے واسطے لڑتا ہے سو ان میں سے اللہ کی راہ کا غازی کون ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اس واسطے لڑے

۶۹۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حِمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَأَيُّ

ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِنُكُونِ
كَلِمَةَ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

کہ اللہ کا بول بالا ہو وہ اللہ کی راہ کا غازی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور مراد اس جگہ اللہ کے کلمے سے کلمہ توحید کا ہے یعنی کلمہ توحید کا اور یہی مراد ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ کلمہ کے قبضہ اور مراد اس جگہ حکم اس کا اور شرع اس کی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾
اللہ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قول ہمارا واسطے کسی چیز کے جب کہ ہم اس کا ارادہ کریں یہ ہے کہ ہم اس کو کہتے ہیں ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے۔

فائدہ: کہا ابن ابی حاتم نے اس کتاب میں جو جہمیہ کے رد میں ہے کہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا کہ دلالت کرتی ہے حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی کہ پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا سو کہا لکھ الہدیت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بولا قلم ساتھ کلام اس کے واسطے قول اس کے ﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا إِذَا أَرَدْنَا أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ کہا سو کلام اللہ کا سابق ہے اس کی اول خلق پر یعنی قلم پر سو اس کا کلام مخلوق نہیں اور بویطی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سب مخلوق کو اپنے قول کن سے پیدا کیا سو اگر کن مخلوق ہوتا تو لازم آتا پیدا کرنا مخلوق کا مخلوق سے اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ (فتح)

٦٩٠٥ - حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبْدِ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ
مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ ظَاهِرِينَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى
يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ.

٦٩٠٥ - حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت سے لوگوں پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ ان کو اللہ کا حکم آئے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اور جو اس کے بعد ہے یہ ہے یہاں تک کہ ان کو اللہ کا حکم آئے اور اس حدیث کی شرح اعتصام میں گزر چکی ہے کہا ابن بطلان نے کہ مراد امر اللہ سے اس حدیث میں قیامت ہے اور صواب حکم اللہ کا ہے ساتھ قائم ہونے قیامت کے سورج جو ع کرے گا طرف حکم اور قضا اس کی کے۔ (فتح)

٦٩٠٦ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ
بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ

٦٩٠٦ - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمیشہ میری امت سے

بُنْ هَانِيءٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرٍ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هَذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ.

ایک گروہ قائم رہے گا ساتھ حکم اللہ کے نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو جھٹلائے اور نہ جو ان کا مخالف ہو یہاں تک کہ اللہ کا امر آئے اور وہ اسی پر ہوں گے تو مالک نے کہا کہ میں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ وہ شام کے ملک میں ہیں تو کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ مالک گمان کرتا ہے کہ اس نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ شام کے ملک میں ہیں۔

فائدہ: اور اس میں روایت مالک کی ہے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کو اس سے معاذ رضی اللہ عنہ نے۔

۶۹۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سو فرمایا کہ اگر تو مجھ سے اس چھڑی کا ٹکڑا مانگے تو اتنا بھی تجھ کو نہ دوں گا اور اللہ کے حکم کو جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے تو اس سے آگے ہرگز نہ بڑھ سکے گا یعنی اللہ تجھ کو ہلاک کرے گا اور دونوں جہان میں فضیحت کرے گا اور اگر تو اسلام سے پھر اتو البتہ اللہ تیری کو نچیں کاٹے گا۔

۶۹۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُسَيْلَمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أُعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللَّهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح معاذی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے اور تو اللہ کے امر سے جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے ہرگز آگے نہ بڑھ سکے گا یعنی جو مقدر کیا ہے تیرے حق میں بدبختی یا نیک بختی سے۔ (فتح)

۶۹۰۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چلا جاتا تھا مدینے کی بعض کھیتی یا ویران زمین میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی چھڑی پر تکیہ کرتے تھے جو آپ کے ساتھ تھی سو ہم چند یہودیوں پر گزرے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو اور بعض نے کہا کہ نہ پوچھو کہیں ایسا نہ ہو اس میں وہ چیز لائے جو تم کو ناگوار معلوم ہو تو

۶۹۰۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ حَرْثِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيْبٍ مَعَهُ فَمَرَرْنَا عَلَى نَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ

فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ أَنْ يَجِيءَ فِيهِ
بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ
فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ
مَا الرُّوحُ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقَالَ
﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ
أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾
قَالَ الْأَعْمَشُ هَكَذَا فِي قِرَائَتِنَا.

بعض نے کہ کہ البتہ ہم اس سے پوچھیں گے تو ان میں سے
ایک مرد حضرت ﷺ کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے کہا اے
ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ تو حضرت ﷺ اس سے چپ
رہے سو میں نے معلوم کیا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے سو کہا یعنی یہ
آیت پڑھی اور تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی تو کہہ
روح میرے رب کا حکم ہے اور نہیں دیے گئے تم مگر تھوڑا علم کہا
اعمش نے اسی طرح ہے ہماری قراءت میں یعنی اوتوا الخ۔

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: یہ جو کہا کہ روح میرے رب کا حکم ہے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جس نے گمان کیا کہ روح قدیم ہے
اس گمان سے کہ مراد ساتھ امر کے اس جگہ وہ امر ہے جو اللہ کے اس قول میں ہے ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ اور یہ
فاسد ہے اس واسطے کہ امر قرآن پاک میں کئی معنوں کے واسطے وارد ہوا ہے ظاہر ہوتی ہے مراد ہر ایک کی سیاق کلام
سے اور انشاء اللہ آئندہ آئے گا کہ مراد ساتھ امر کے اس آیت میں طلب ہے جو ایک قسم ہے کلام کی اور بہر حال ابن
مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں جو امر وارد ہوا ہے تو مراد اس سے مامور ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے خلق اور مراد اس سے
مخلوق ہوتی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے حدیث کے بعض طریقوں میں سو سدی کی تفسیر میں ابن
عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾ کہ خلق ہے اللہ کی مخلوق سے نہیں
وہ کوئی چیز اللہ کے امر سے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا مراد ہے اس روح سے جس کی انہوں نے حقیقت پوچھی تھی
کیا وہ روح ہے جس کے ساتھ زندگی قائم ہوتی ہے یعنی آدمی کی جان یا وہ روح مراد ہے جو مذکور ہے اللہ پاک کے
اس قول میں ﴿يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا﴾ سو بعض نے کہا کہ مراد آدمی کی جان ہے اور بعض نے کہا کہ
مراد وہ روح ہے جو اللہ کے قول مذکور میں ہے اور قرآن میں روح کا اطلاق وحی پر بھی آیا ہے اور نہیں واقع ہوا
قرآن میں کہ آدمی کی جان کا نام روح رکھا گیا ہو بلکہ قرآن مجید میں اس کا نام نفس رکھا گیا ہے اور دلالت کرتا ہے
روح کے مخلوق ہونے پر عموم قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ﴾ اور ارواح مربوب
ہیں یعنی پروردہ پرورش یافتہ ہیں اور ہر چیز پروردہ رب العالمین کی مخلوق ہے اور اللہ نے زکریا علیہ السلام سے فرمایا ﴿وَقَدْ
خَلَقْنَاكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكْ شَيْئًا﴾ اور یہ خطاب بدن اور روح دونوں کے واسطے ہے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ
خَلَقْنَاكُمْ﴾ برابر ہے کہ ہم قائل ہوں ساتھ اس کے کہ قول اللہ کا ﴿خَلَقْنَاكُمْ﴾ روح اور بدن دونوں کو شامل ہے
یافظہ روح کو اور صحیح حدیثوں میں ہے یہ حدیث ہے ﴿كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرَهُ﴾ اور اتفاق ہے اس پر کہ

فرشتے مخلوق ہیں اور وہ روح ہیں اور کہا ابن بطلال نے کہ غرض اس کی رد کرنا ہے معتزلوں پر ان کے گمان میں کہ امر اللہ کا مخلوق ہے سو ظاہر ہوا کہ امر وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے واسطے شے کے کن سو وہ ہو جاتی ہے اس کے امر سے اور یہ کہ امر اس کا اور قول اس کا ساتھ ایک معنی کے ہے اور یہ کہ وہ کہتا ہے کن ھینقہ اور یہ کہ امر خلق کا غیر ہے۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہہ اگر ہو دریا سیاہی میرے رب کی باتوں کے لکھنے کے واسطے تو البتہ خرچ ہو جائے دریا پہلے اس سے کہ تمام ہوں میرے رب کی باتیں اگرچہ لائیں ہم مانند اس کی دریا بطور مدد کے اور قول اللہ کے کہ اگر زمین کے سب درخت قلم ہو جائیں اور دریا کے ساتھ سات دریا سیاہی ہو جائیں تو اللہ کی باتیں تمام نہ ہوں بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک تمہارا رب وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پھر بلند ہوا عرش پر اس قول تک بابرکت ہے اللہ رب جہانوں کا اور سحر کے معنی ہیں فرماں بردار کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَنَفَذْنَا رَبِّي نَفَذَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتِ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا﴾ ﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفَذْتُ كَلِمَاتِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ وَقَوْلُهُ ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ إِلَّا لَهَ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ سَخَّرَ ذَلَّلَ.

فائدہ: آئی ہے سب نزول اس کے وہ چیز جو روایت کی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ قصے سوال یہود کے روح سے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں دیے گئے تم مگر تھوڑا علم تو انہوں نے کہا کہ کس طرح ہو سکتی ہے یہ بات اور حالانکہ ہم کو توراہ ملی ہے تو اس وقت یہ آیت اتری اور بعض نے کہا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے کہ اگر مخلوق ہوتا تو البتہ تمام ہو جاتا مانند تمام ہونے مخلوقات کی۔ (فتح)

۶۹۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ضامن ہو گیا اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت نے اور اس کے کلمات کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن ہو گیا ہے کہ یا اس کو بہشت میں داخل کرے گا یا اس کو

۶۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكْفَلُ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ

وَتَصَدِّقُ كَلِمَتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يُرَدَّهُ إِلَى مَسْكِنِهِ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.

اس کے وطن میں ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ پھیر لائے گا۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اس کے کلمات کی تصدیق نے اور احتمال ہے کہ مراد کلمات سے وہ حکم ہوں جو وارد ہوئے ہیں ساتھ جہاد کے اور جو وعدہ کیا گیا ہے اس پر ثواب کا اور احتمال ہے کہ مراد اس سے کلمہ شہادت کے الفاظ ہوں اور یہ کہ تصدیق ان کی ثابت کرتی ہے اس کے نفس میں اس کی عداوت کو جو اس کو جھٹلا دے اور حریص کو اس کے قتل پر اور غرض آیت سے قول اس کا ہے ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾۔ (فتح)

بَابُ فِي الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ
باب ہے بیچ مشیت اور ارادے کے

فائدہ: مشیت اکثر کے نزدیک مانند ارادے کے ہے برابر اور بعض نے کہا کہ مشیت پیدا کرنا چیز کا ہے اور پہنچانا اس کا سوا اللہ کی طرف سے پیدا کرنا اور آدمیوں کی طرف سے پہنچا اور عرف میں ارادے کی جگہ مستعمل ہوتی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ﴾ ﴿وَمَا تَشَاءُ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِيْشَاءَ إِنْ بِنِي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے اور نہیں چاہو گے تم مگر جب کہ اللہ چاہے اور نہ کہہ کسی چیز کے واسطے کہ میں اس کو کروں گا کل مگر یہ کہ چاہے اللہ۔

فائدہ: کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مشیت اللہ کا ارادہ ہے اور اللہ نے اپنی مخلوق کو بتلا دیا ہے کہ مشیت اسی کے واسطے ہے سوائے ان کے سونہیں ہے واسطے خلق کے کوئی مشیت مگر یہ کہ اللہ چاہے پھر چالیس سے زیادہ آیتیں بیان کیں جن میں مشیت کا ذکر آیا ہے سوائے ان آیتوں کے جو ترجمہ میں ہیں اور یہ جو اللہ نے سورہ انعام میں کفار کے قول کی حکایت کی ﴿سَيَقُولُ الَّذِي أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاءَنَا﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے معتزلہ نے اور کہا کہ اس میں رد ہے اہل سنت پر اور جواب یہ ہے کہ اہل سنت نے تمسک کیا ہے ساتھ اصل کے کہ قائم ہوئی ہیں اس پر دلیل اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے ہر مخلوق کا اور محال ہے کہ مخلوق کسی چیز کو پیدا کرے اور ارادہ شرط ہے پیدا کرنے میں اور محال ہے وجود مشروط کا بغیر شرط کے سو جب عناد کیا مشرکوں نے معقول کو اور جھٹلایا منقول کو جس کو پیغمبر لائے تو تمسک کیا انہوں نے ساتھ مشیت کے اور تقدیر سابق کے اور یہ حجت ان کی مردود ہے اس واسطے کہ نہیں باطل ہوتی ہے شریعت تقدیر سے اور جاری ہونا احکام کا بندوں پر ان کے کسب کے سبب سے ہے سو جس کی تقدیر میں گناہ لکھا گیا ہے تو یہ علامت ہوگی اس پر کہ اس کی تقدیر میں عذاب لکھا گیا ہے مگر یہ کہ اللہ چاہے گا تو اس کو بخش دے گا بغیر مشرکوں سے اور جس کی تقدیر میں طاعت لکھی گئی تو یہ علامت ہے اس کی کہ اس کے حق میں ثواب لکھا

گیا ہے اور حرف مسئلے کا یہ ہے کہ معتزلہ نے قیاس کیا ہے خالق کو مخلوق پر اس واسطے کہ اگر مخلوق اپنی فرماں بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم شمار کیا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ حقیقت میں اس کا مالک نہیں اور اگر خالق اپنے فرماں بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں شمار کیا جاتا اس واسطے کہ وہ سب کا مالک ہے اور اسی کا ہے سب اختیار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے جو کرتا ہے اور کہا راغب نے کہ اتفاق ہے سب لوگوں کا اس پر کہ ہر کام میں انشاء اللہ کہا جائے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ سب کام اللہ کی مشیت اور چاہنے پر موقوف ہیں اور بندوں کے سب کام اللہ کی مشیت کے ساتھ متعلق ہیں اور معتزلوں اور اہل سنت کے درمیان نزاع یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ارادہ علم کے تابع ہے اور ان کے نزدیک امر کے تابع ہے اور دلالت کرتا ہے واسطے اہل سنت کے قول اللہ تعالیٰ ﴿يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ لَهُمْ حِطًّا فِي الْآخِرَةِ﴾ کہا ابن بطلال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا مشیت اور ارادے کا ہے اور دونوں کے ایک معنی ہیں اور اس کا ارادہ صفت ہے اس کی ذات کی صفات سے اور گمان کیا ہے معتزلہ نے کہ وہ اس کے فعل کی صفت ہے اور یہ قول ان کا فاسد ہے اس واسطے کہ اگر ارادہ اس کا محدث یعنی پیچھے پیدا ہوا تو نہیں خالی ہے اس سے کہ پیدا کرے اس کو اپنے نفس میں یا غیر کے نفس میں یا دونوں میں سے کسی چیز میں نہ پیدا کرے اور دوسری اور تیسری شق محال ہے اس واسطے کہ نہیں وہ محل واسطے حوادث کے اور دوسری شق بھی باطل ہے اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ ہو غیر ارادہ کرنے والا واسطے حوادث کے اور باطل ہو اللہ کا صاحب ارادہ ہونا اس واسطے کہ مرید وہ ہے جس سے ارادہ صادر ہو اور وہ غیر ہے جیسا کہ باطل ہے کہ ہو عالم جب کہ پیدا کرے علم کو اپنے غیر میں اور حقیقت مرید کی یہ ہے کہ ہو ارادہ اس سے بغیر غیر اس کے اور چوتھی شق بھی باطل ہے اس واسطے کہ معتزلہ ہے کہ حوادث بنفسہا قائم ہوں اور جب یہ قسمیں فاسد ہوئیں تو صحیح ہوا کہ وہ مرید ہے یعنی ارادہ کرنے والا ہے ساتھ ارادہ قدیمی کے کہ وہ صفت قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور ہوگا تعلق اس کا ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہے ہونا اس کا مراد اور یہ مسئلہ مبنی ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے بندوں کے کام کا اور یہ کہ وہ نہیں کرتے مگر جو وہ چاہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا تَشَاءُ وَاَنْتَ الْاَنَّ يَشَاءُ اللّٰهُ﴾ اور اس کے سوائے اور بھی بہت آیتیں ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتُلُوْا﴾ پھر اس کی تائید کی اپنے اس قول سے لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے سو دلالت کی اس نے کہ اللہ نے ان کی لڑائی کو کیا جو ان سے واقع ہوئی اس واسطے کہ وہ اس کے واسطے ارادہ کرنے والا ہے اور جب کہ وہی ہے فاعل ان کی لڑائی کا تو وہی ارادہ کرنے والا ہے ان کی مشیت کا اور فاعل پس ثابت ہوا ان آیتوں سے کہ بندوں کا کسب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہے اور اگر اس کے وقوع کا ارادہ نہ کرے تو نہیں واقع ہوتا اور معتزلہ کہتے ہیں کہ مصلحت کی رعایت اللہ پر واجب ہے اور جواب یہ ہے کہ ظاہر اس آیت کا کہ تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے یہ ہے کہ وہ دیتا ہے ملک جس کو

چاہتا ہے برابر ہے کہ وہ بادشاہی کے لائق ہو یا نہ ہو دیتا ہے بادشاہی کافر کو مانند نمرود اور فرعون وغیرہ کی اور دیتا ہے بادشاہی ایمان دار کو مانند یوسف علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے۔ (فتح)

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ

بے شک تو نہیں ہدایت کرتا جس کو چاہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے

فائدہ: اس کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد ساتھ مہتدین کے وہ لوگ ہیں جو خاص کیے گئے ہیں ساتھ اس کے ازل میں اور کہا سعید نے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں اتری۔

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

یعنی ارادہ کرتا ہے اللہ تمہاری آسانی کا اور نہیں ارادہ کرتا تمہاری تنگی کا

فائدہ: تمسک کیا ہے ساتھ اس آیت کے معزلوں نے اپنے قول کے واسطے سو انہوں نے کہا کہ اللہ گناہ کا ارادہ نہیں کرتا جو بندوں سے واقع ہوتے ہیں اور جواب یہ ہے کہ معنی ارادے کے آسانی کا اختیار دینا ہے درمیان روزے کے سفر میں اور ساتھ بیماری کے اور درمیان انظار کے اس کی شرط سے اور ارادہ تنگی کا جو منی ہے لازم کرنا ہے روزے کا سفر میں تمام حالات میں پس یہ الزام ہے جو نہیں واقع ہوتا اس واسطے کہ وہ اس کو نہیں چاہتا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی حکمت بیچ تاخیر کرنے اس کے حدیث مذکور سے اور فصل کرنے کے درمیان آیتوں مشیت اور ارادے کے اور ارادے کا ذکر قرآن میں بہت جگہ آیا ہے اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر کہ نہیں واقع ہوتا مگر جو ارادہ کرے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور یہ کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے تمام مخلوقات کے اگرچہ نہیں ہے امر ساتھ ان کے اور کہا معزلوں نے کہ اللہ تعالیٰ بدی کا ارادہ نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر اس کا ارادہ کرتا تو اس کو طلب کرتا اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ امر نفیس ارادے کا ہے اور اہل سنت کو انہوں نے الزام دیا ہے ساتھ اس کے کہ قائل ہوں کہ بے حیائی کے کام اللہ کے ارادے سے ہیں اور حالانکہ لائق ہے کہ اللہ اس سے پاک ہو اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ قاور ہے ہر چیز پر تا کہ اس کو عذاب کرے اور واسطے ثابت ہونے اس بات کے کہ اس نے پیدا کیا ہے ووزخ کو اور پیدا کیا ہے اس کے واسطے دوزخیوں کو اور پیدا کیا بہشت کو اور پیدا کیا اس کے واسطے بہشتیوں کو اور الزام دیا ہے اہل سنت نے معزلہ کو ساتھ اس کے کہ انہوں نے ٹھہرایا ہے یہ کہ واقع ہوتی ہے اس کے ملک میں وہ چیز جو ارادہ نہیں کرتا۔ (فتح) اور بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں سترہ حدیثوں کو بیان کیا ہے سب میں ذکر مشیت کا ہے اور سب متفرق جگہوں میں گزر چکی ہیں۔

۶۹۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ۶۹۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ جب تم اللہ سے دعا کرو تو پکا قصد کر کے دعا مانگا کرو اور نہ کہا کرے کوئی تمہارا کہ الہی! اگر تو چاہے تو مجھ کو دے اس واسطے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں جو دعا نہ قبول ہونے دے۔

فائدہ: یعنی دعا کے مانگنے میں تردد نہ کیا کرو اور بعض نے کہا کہ عزم کے معنی ہیں جزم کرنا ساتھ اس کے بغیر ضعف کے طلب میں اور بعض نے کہا کہ وہ نیک گمان ہے ساتھ اللہ کے قبول کرنے میں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ تعین میں صورت استغنا کی ہے مطلوب سے اور مطلوب منہ سے۔ (فتح)

۶۹۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک رات ان کے اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے یعنی ان کے گھر میں تشریف لے گئے تو ان سے فرمایا کہ کیا تم تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا یا حضرت! ہماری جان اللہ کے ہاتھ میں ہے سو جب ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو اٹھتے ہیں تو حضرت ﷺ پھرے جب میں نے آپ سے یہ کہا اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ پیٹھ دینے والے تھے اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ آدمی بڑا جھگڑالو ہے ہر چیز سے۔

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتُمْ اللَّهَ فَأَعِزُّوْا فِي الدُّعَاءِ وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّ اللَّهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ.

۶۹۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تَصَلُّونَ قَالَ عَلِيُّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أُنْفُسَنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثْنَا فَانصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قُلْتُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا لَمْ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فِخْذَهُ وَيَقُولُ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گزر چکی ہے اور جگہ دلالت کی اس سے یہ قول علی رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ہماری جان اللہ کے ہاتھ میں ہے جب چاہتا ہے ہم کو اٹھاتا ہے اور حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا۔ (فتح)

۶۹۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نے فرمایا مومن کی مثال مثل سبز کھیتی کی ہے اس کا پتہ ہلتا ہے جس طرح سے اس کو ہوا آتی ہے اس کو جھکاتی ہے اور جب ہوا بند ہوتی ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے اور اسی طرح ایماندار جھکایا اور ہلایا جاتا ہے بلا اور مصیبت سے اور کافر کی مثال مانند صنوبر کے ہے کہ سخت اور سیدھا رہتا ہے ہوا سے نہیں جھکتا یہاں تک کہ اللہ اس کو جڑ سے اکھاڑے جب کہ چاہے۔

فَلْيَحْ حَدَّثَنَا هَلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ يَفِيءُ وَرَقَةٌ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ تَكْفِيئُهَا فَإِذَا سَكَتَتْ اعْتَدَلَتْ وَكَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكْفَأُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرزَّةِ صَمَاءٌ مُعْتَدِلَةٌ حَتَّى يَقْصِمَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے حضرت ﷺ کا اخیر قول ہے کہ اللہ اس کو جڑ سے اکھاڑے جب چاہے یعنی اس وقت میں جو اس کے ارادے میں پہلے گزر چکا ہے کہ اس کو اکھاڑے۔ (فتح)

۶۹۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ آپ منبر پر کھڑے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر اور مدت تمہاری اسے مسلمانوں اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہی جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی اور تمہاری زندگی بہ نسبت ان کے کم ہے تو رات والوں کو توراہ دی گئی سو انہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا آدھے دن تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے اس پر عمل کیا عصر کی نماز تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی پھر تم اے مسلمانو! قرآن دیے گئے سو تم نے اس کے عمل کیا سورج ڈوبنے تک سو تم دو دو قیراط دیے گئے تو توراہ والے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ان کا عمل کم ہے اور مزدوری زیادہ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا تمہاری مزدوری سے کچھ کم دیا کہیں

۶۹۱۳۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِي مَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُعْطِيَ أَهْلَ التَّوْرَةِ التَّوْرَةَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأَعْطُوا قِيرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيَ أَهْلَ الْإِنجِيلِ الْإِنجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوا فَأَعْطُوا قِيرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيَتْمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غُرُوبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِيَتْمُ قِيرَاطِينَ قِيرَاطِينَ قَالَ أَهْلُ التَّوْرَةِ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَقَلُّ

گے کہ جو ٹھہر چکا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ تعالیٰ فرمائے گا سو یہ یعنی دگنی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

عَمَلًا وَأَكْثَرَ أَجْرًا قَالَ هَلْ ظَلَمْتُمْ مِّنْ أَجْرِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ قَالُوا لَا فَقَالَ فذلِكَ فَضْلِي أَوْتِيهِ مَن أَسَاءَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے بیان یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں اور قول اس کا ذلک اشارہ ہے طرف تمام ثواب کے نہ طرف اس قدر کے کہ عمل کے مقابل ہے جیسا گمان ہے معتزلوں کا۔ (فتح)

۶۹۱۴۔ حضرت عبادہ بنی اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی ایک جماعت میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے بیعت کرتا ہوں اس پر کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نہ چوری کرو اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو اور نہ باندھ لاؤ بہتان اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے یعنی ناحق اپنی عقل سے بنا کر اور میری نافرمانی نہ کرو نیک کام میں سو جس نے تم میں سے اپنا عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو اس میں سے کسی چیز کو چنچا اور اس کے بدلے دنیا میں پکڑا گیا یعنی دنیا میں اس پر حد قائم ہوئی تو وہ اس کے واسطے کفارہ اور گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اور جس کا اللہ نے دنیا میں پردہ ڈھا کا تو وہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو اس کو بخش دے گا۔

۶۹۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْمُسَدِّي حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ فَقَالَ أَبَايَعُكُمْ عَلِيٌّ أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبَهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَاخْذْ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَطَهْوَرٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَذلِكَ إِلَيَّ اللَّهُ إِنْ شَاءَ عَذَبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ.

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو بخش دے گا۔ (فتح)

۶۹۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر کی ساٹھ عورتیں تھیں سو اس نے کہا کہ میں آج کی رات اپنی عورتوں پر گھوموں گا یعنی سب سے صحبت کروں گا سو ہر عورت حاملہ ہوگی اور ایک ایک سوار کو جنے گی

۶۹۱۵۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَهُ سِتُونَ امْرَأَةً فَقَالَ لَا لَطُوفَ اللَّيْلَةَ

جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا سو اس نے اپنی سب عورتوں سے صحبت کی سوان میں سے کوئی نہ جنی مگر ایک عورت آدھا لڑکا جنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو ان میں سے ہر عورت حاملہ ہوتی اور ایک ایک سوار جنتی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا اور غرض اس سے یہ قول ہے اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا۔

۶۹۱۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ حضرت ﷺ ایک گنوار کی بیمار پرسی کو گئے سو فرمایا کہ تجھ پر کچھ حرج نہیں یہ بخار گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اگر اللہ نے چاہا یعنی بیماری سے مسلمان کے گناہ دور ہو جاتے ہیں کچھ حرج کی بات نہیں کہا گنوار نے کہ یہ گناہوں سے پاک کرنے والی نہیں بلکہ وہ بخار ہے جوش مارتا بڑے بوڑھے پر جس کو قبروں میں پہچانے والا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی تیرا عقیدہ ہے تو اب اسی طرح ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے پاک کرنے والی ہے اگر اللہ نے چاہا۔

۶۹۱۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کہ صبح کی نماز سے سو گئے کہ بے شک اللہ نے بند کر رکھا تمہاری جانوں کو جب چاہا اور چھوڑ دیا جب چاہا سو انہوں نے اپنی حاجتوں سے فراغت کی اور وضو کیا (یا امر ہے اصحاب کو) یہاں تک کہ سورج نکلا اور سفید ہوا پھر حضرت ﷺ نے اٹھ کر نماز پڑھی۔

عَلَى نِسَائِي فَبَتَّحِمَلْنَ كُلَّ امْرَأَةٍ وَتَلِدُنَّ
فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَطَافَ عَلَى
نِسَائِهِ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً وَلَدَتْ
شَقَّ غَلَامٍ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ سُلَيْمَانُ اسْتَشَنِي لَحَمَلَتْ
كُلَّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ.

۶۹۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الرَّوَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّادُ عَنْ
عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ
عَلَيْكَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ قَالَ
الْأَعْرَابِيُّ طَهُورٌ بَلْ هِيَ حُمَى تَفُورُ عَلَى
شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذَا.

۶۹۱۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ
عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ
أَبِيهِ حِينَ نَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ
أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا حِينَ شَاءَ
فَقَضُوا حَوَائِجَهُمْ وَتَوَضَّؤُوا إِلَى أَنْ
طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ فَقَامَ فَصَلَّى.

فائدہ: یہ حدیث نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے اور چھوڑ دیا جب چاہا۔

۶۹۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی میں لڑائی ہوئی مسلمان نے کہا قسم ہے اس کی جس نے محمد ﷺ کو سارے جہان سے چن لیا ایک قسم میں جو اس نے کہائی یعنی محمد ﷺ سب جہان سے بہتر ہیں اور کہا یہودی نے قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان سے چن لیا یعنی موسیٰ علیہ السلام سب سے بہتر ہیں تو مسلمان نے یہودی کو اس وقت ہاتھ اٹھا کر طمانچہ مارا تو یہودی فریاد لے کر حضرت ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو اپنے اور مسلمان کے واقعہ سے خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو سوالہتہ لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پر دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ کیا وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے سو مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں تھے جو کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے۔

۶۹۱۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالْأَعْرَجِ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فِي قَسْمٍ يُقْسِمُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُودِيُّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَخَيَّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَلْبِي أَوْ كَانَ مِمَّنْ اسْتَشْنَى اللَّهُ.

فائدہ: مستثنیٰ کیا یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ﴾۔

۶۹۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال مدینے میں آئے گا تو فرشتوں کو پائے گا کہ اس کی چوکیداری کرتے ہیں سو اس کے نزدیک نہ آئے گا اور

۶۹۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي عِيسَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

انشاء اللہ وہاں وبا بھی نہ آئے گی۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ
يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَالُ وَلَا
الطَّاعُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ انشاء اللہ وہاں وبا بھی نہ آئے گی۔

۶۹۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کی ایک خاص دعا ہے اور میں ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں اپنی دعا چھپا رکھوں گا اپنی امت کی شفاعت کے واسطے قیامت کے دن۔

۶۹۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ
فَأُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي
شَفَاعَةً لِمَتِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۹۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا سو میں نے اس سے پانی کھینچا جتنا اللہ نے چاہا پھر اس کو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لیا سو اس نے ایک یادو ڈول نکالے اور اس کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی اور اللہ اس کو بخش دے گا پھر ڈول کو عمر رضی اللہ عنہ نے لیا پھر وہ ڈول چرس ہو گیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو اپنی سے آسودہ کر کے ان کی نشست گاہ پر بٹھلایا۔

۶۹۲۱۔ حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ
جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتَنِي عَلَى
قَلْبٍ فَزَعْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَنْزِعَ ثُمَّ
أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَزَعَّ ذُنُوبًا أَوْ
ذُنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَعْفِرُ لَهُ ثُمَّ
أَخَذَهَا عَمْرٌ فَاسْتَحَالَتْ غَرَبًا فَلَمْ أَرَ
عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّةَ حَتَّى ضَرَبَ
النَّاسُ حَوْلَهُ بَعْطَنٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے پانی کھینچا جتنا اللہ نے چاہا۔

۶۹۲۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا

۶۹۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو

کا دستور تھا کہ جب کوئی سائل حضرت ﷺ کے پاس آتا اور اکثر اوقات راوی نے یوں کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو فرماتے سفارش کرو اجر پائے گا اور حکم کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہے۔

أَسَمَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَاهُ السَّائِلُ وَرُبَّمَا قَالَ جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوا فَلْتَوْجَرُوا وَيَقْضِي اللَّهُ عَلَيَّ لِسَانِ رَسُولِهِ مَا شَاءَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حکم کرتا ہے اللہ تعالیٰ پیغمبر ﷺ کی زبان پر جو چاہے یعنی ظاہر کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر ساتھ وحی کے یا البہام کے جو مقدر کیا اپنے علم میں کہ وہ واقع ہوگا۔ (فتح)

۶۹۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہ کہے کہ الہی! مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے الہی! مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے الہی! مجھ کو روزی دے اگر تو چاہے اور کئی نیت کر کے دعا مانگے یعنی دعا میں مطلب حاصل ہونے کا یقین رکھے اس واسطے کہ وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اس پر جبر کرنے والا کوئی نہیں۔

۶۹۲۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِي إِنْ شِئْتَ وَلْيَعِزِّمْ مَسْأَلَتَهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ لَا مَكْرَهُ لَهُ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے الہی! مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے۔ (فتح)

۶۹۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اور حر بن قیس موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں جھگڑے کہ کیا وہ خضر علیہ السلام ہے تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ دونوں پر گزرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو بلایا اور کہا کہ میں نے اور میرے اس ساتھی نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں جھگڑا کیا جس کے ملنے کے واسطے موسیٰ علیہ السلام نے راہ پوچھی تھی کیا تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے اس کا حال ذکر کرتے ہوں؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے حضرت ﷺ سے سنا اس کا حال ذکر کرتے تھے فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک مرد آیا تو

۶۹۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُنْتَبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنِ الْفَزَارِيِّ فِي صَاحِبِ مُوسَى أَهْوَى خَضِرَ فَمَرَّ بِهِمَا أَبِي بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لِقَائِهِ هَلْ

اس نے کہا کہ کیا تو کسی کو جانتا ہے جو تجھ سے زیادہ تر عالم ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں سو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر علیہ السلام ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ملنے کے واسطے راہ پوچھی سو اللہ نے اس کے واسطے مچھلی نشانی ٹھہرائی اور اس سے کہا گیا کہ جب تو مچھلی کو گم کرے تو پھر آنا سو بے شک تو اس سے ملے گا سو موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے قدم کی پیروی کرتے تھے دریا میں تو موسیٰ علیہ السلام کے خادم نے ان سے کہا بھلا یہ تو بتلائیے کہ جب ہم پتھر کے پاس تھے تو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر اُلٹے قدموں پر پلٹے سو دونوں نے خضر علیہ السلام کو پایا سو تھا دونوں کے حال سے سو جو اللہ نے بیان کیا اپنی کتاب میں۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعِمَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا مُوسَى فِي مَلَأٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ فَقَالَ مُوسَى لَا فَأَوْجِئِي إِلَى مُوسَى بَلِي عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لِقَائِهِ فَجَعَلَ اللَّهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوسَى يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتَى مُوسَى لِمُوسَى «أَرَأَيْتَ إِذْ أَوْينَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ» قَالَ مُوسَى «ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا» فَوَجَدَا خَضِرًا وَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللَّهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح علم میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے قول اس کا ہے بیچ اس کے موسیٰ علیہ السلام کے قول کی حکایت سے کہ تو مجھ کو اگر اللہ نے چاہا تو صبر کرنے والا پائے گا اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس قول میں غالباً حصول مطلب کی امید ہوتی ہے اور کبھی مطلوب حاصل نہیں بھی ہوتا جب کہ اللہ کی تقدیر میں اس کا وقوع نہیں ہوتا۔ (فتح)

۶۹۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم اتریں گے کل اگر اللہ نے چاہا بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہاں کفار قریش وغیرہ نے آپس میں قسم کھائی تھی کفر پر یعنی اس مکان میں جس کا نام مصب ہے۔

۶۹۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ غَدَاً إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِخَيْفٍ

بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ
يُرِيدُ الْمُحَصَّبَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم کل اتریں گے اگر اللہ نے چاہا۔

۶۹۲۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کا محاصرہ کیا اور اس کو فتح نہ کیا سو فرمایا کہ ہم پلٹنے والے ہیں انشاء اللہ تو مسلمانوں نے کہا کہ ہم پلٹ جائیں گے اور حالانکہ طائف فتح نہیں ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کو لڑائی پر چلو تو صبح کو لڑائی پر گئے تو ان کو زخم پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہم کل کو پلٹنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا تو گویا کہ یہ بات لوگوں کو خوش لگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنے۔

۶۹۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَاصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الطَّائِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا
فَقَالَ إِنَّا قَائِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ
الْمُسْلِمُونَ نَقُفْ وَلَمْ يَفْتَحْ قَالَ فَاغْدُوا
عَلَى الْقِتَالِ لَفَعْدُوا فَأَصَابَتْهُمْ جَرَاخَاتُ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَائِلُونَ
غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَكَانَ ذَلِكَ أَعْجَبَهُمْ
فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس کے لانے سے یہاں یہ قول ہے کہ ہم کل پلٹنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا۔

باب ہے اس آیت کے بیان میں اور نہیں فائدہ دیتی سفارش نزدیک اس کے مگر جس کو اجازت دے یہاں تک کہ جب دور کی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دل سے تو پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا کہتے ہیں کہ حق کہا اور وہ بہت بڑا بلند ہے اور نہیں کہا کہ کیا پیدا کیا تمہارے رب نے یعنی بدلے اس قول کے کہ تمہارے رب نے کیا کہا اور اللہ نے فرمایا کہ کون ہے کہ اس کے پاس سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا قدیم ہے اس کی ذات کے واسطے قائم ہے ساتھ صفوں اس کی کے ازل سے موجود ہے ساتھ اس کے اور اس کا کلام نہیں مشابہ ہے

مخلوق کی کلام کو برخلاف معتزلوں کے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کا کلام نہیں اور وہ کلام نہیں کرتا اور کہا بعض معتزلہ نے کہ مراد اس سے فعل اور تکوین ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ کلام نہیں ہوتا مگر اعضاء اور زبان سے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے سو رد کیا ان پر بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حدیث باب کے اور آیت کے اور اس میں ہے کہ جب ان سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو اپنے اوپر والوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا سو اس نے دلالت کی اس پر کہ انہوں نے کچھ کلام سنا جس کے معنی ان کی سمجھ میں نہ آئے یہ سب گھبراہٹ کے سو انہوں نے کہا کہ کیا کہا اور نہیں کہا فرشتوں نے کہ کیا پیدا کیا اور اسی طرح اوپر والے فرشتوں نے بھی ان کو جواب دیا ساتھ اس کے کہ اللہ نے حق کہا اور حق ایک صفت ہے ذات کی کہ نہیں جائز ہے اس پر غیر اس کا اس واسطے کہ نہیں اس کی کلام پر باطل سو اگر کوئی چیز مخلوق ہوتی یا فعل ہوتا تو البتہ فرشتے کہتے پیدا کیا ہے خلق کو آدمی کو یا اس کے غیر کو سو جب وصف کیا انہوں نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کلام تو نہیں جائز ہے کہ ہو قول ساتھ معنی تکوین کے اور یہ اول جگہ ہے جس میں بخاری رحمہ اللہ نے کلام کی مسئلے میں کلام کیا ہے اور اس مسئلے کا دامن دراز ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیہی نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کلام اللہ ایک صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے اور اس کی ذاتی صفتوں سے کوئی چیز مخلوق نہیں اور نہ کوئی چیز محدث ہے اور نہ حادث اللہ نے کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قول ہمارا کسی چیز کے واسطے جب کہ ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں تو یہ کہہتے ہیں اس کو ہو جا سو ہو جاتی ہے سو اگر قرآن مخلوق ہوتا تو مخلوق ہوتا ساتھ کن کے اور محال ہے کہ ہو قول اللہ کا واسطے کسی چیز کے قول اس واسطے کہ وہ واجب کرتا ہے دوسرے قول اور تیسرے قول کو پس لازم آئے گا تسلسل اور وہ فاسد ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿الْوَحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ﴾ اللہ نے قرآن کو سکھلایا اور آدمی کو بنایا سو خاص کیا اللہ نے قرآن کو ساتھ تعلیم کے اس واسطے کہ وہ اس کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے اور خاص کیا آدمی کو ساتھ پیدا کرنے کے اس واسطے کہ وہ اس کی مخلوق ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو البتہ یوں کہا جاتا خلق القرآن والانسان یعنی پیدا کیا قرآن کو اور آدمی کو اور اللہ نے فرمایا ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا﴾ اور نہیں جائز ہے کہ ہو کلام منکلم کا قائم ساتھ غیر اس کے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا كَانَ لَبِشْرِ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا﴾ الایہ سو اگر نہ پایا جاتا کلام اللہ کا مگر مخلوق بیچ چیز مخلوق کے تو نہ ہوتے واسطے اشتراط وجہ کے جو مذکور ہیں آیت میں کوئی معنی واسطے برابر ہونے تمام خلق کے بیچ سننے کلام کے غیر اللہ سے سو باطل ہو قول جمیہ کا کہ وہ مخلوق ہے غیر اللہ میں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اللہ نے درخت میں کلام پیدا کیا تھا جس سے موسیٰ علیہ السلام نے کلام کیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ جو اللہ کا کلام کسی فرشتے یا پیغمبر سے سنے وہ افضل ہو موسیٰ علیہ السلام سے کلام کے سننے میں اور لازم آتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام جو موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا ﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي﴾ اس درخت کا کلام ہو اور البتہ اللہ نے مشرکوں پر انکار کیا ان کے اس قول میں ﴿إِنْ هَذَا إِلَّا

قَوْلِ الْبَشَرِ ﴿ اور کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے مل میں کہ اہل اسلام کا اجماع ہے اس پر کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور اس پر کہ اللہ کا کلام ہے اور اسی طرح توراہ انجیل وغیرہ صحیفے اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ کا کلام صفت فعل کی ہے مخلوق ہے اور اللہ نے درخت میں ایسا کلام پیدا کیا جس نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ قائم ہوئے ہیں دلائل قاطعہ اس پر کہ نہیں مشابہ ہے اللہ کو کوئی چیز کسی وجہ سے سو جب کلام ہمارا مخلوق ہے تو واجب ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ اصوات اور حروف قرآن کے قدیمی ہیں اس کی ذات کو لازم ہیں اور آگے پیچھے نہیں بلکہ وہ قائم ہیں ساتھ ذات اس کی کے اس حال میں کہ مقترن ہیں اور آگے پیچھے ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مخلوق کے حق میں ہے بخلاف خالق کے اور بعضوں نے کہا کہ اصوات اور حروف قرآن کے پڑھنے والوں سے مسوع ہیں اور ذکر کیا ہے فخر رازی رحمہ اللہ نے مطالب عالیہ میں کہ جو قائل ہے اس کا کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے ساتھ کلام کے کہ قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور مشیت اس کی کے اور اس کے اختیار کے تو یہ قول صحیح تر ہے باعتبار عقل کے اور نقل کے اور منقول جمہور سلف سے یہ ہے کہ اس میں بحث نہ کی جائے اور نہ تعقیر صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ مخلوق نہیں اور جو اس کے سوائے ہے اس سے چپ رہے اور یہ جو کہا کہ کون ہے شفاعت کرے نزدیک اس کے مگر اس کی اجازت سے تو میں گمان کرتا ہوں کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس طرف کہ ضمیر ہم کی اللہ کے قول قلوبہم میں فرشتوں کی طرف راجع ہے اور یہ کہ فاعل شفاعت کا بیچ قول اللہ کے ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ﴾ وہ فرشتے ہیں ساتھ دلیل قول اللہ کے بعد وصف فرشتوں کے ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ﴾۔

اور کہا مسروق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے کچھ چیز سنتے ہیں یعنی اس کے معنی نہیں سمجھتے سو جب ان کے دل میں سے ڈر دور ہوتا ہے اور آواز تھم جاتی ہے تو پہچان لیتے ہیں کہ وہ حق ہے اور پکارتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا کہتے ہیں کہ حق ہے۔

وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ إِذَا تَكَلَّمَ اللَّهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاوَاتِ شَيْئًا فَإِذَا فَرَّغَ عَنْ قُلُوبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا ﴿مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ﴾

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے آواز سنتے ہیں جیسے کہ آواز زنجیر کی پتھر پر آتی ہے سو فرشتے بیہوش ہو جاتے ہیں سو ہمیشہ بیہوش رہتے ہیں یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں تو ان کے دل سے ڈر دور ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا؟ جبریل علیہ السلام کہتے ہیں کہ حق کہا سو پکارتے ہیں کہ حق حق۔

فائدہ: یعنی زنجیر کو پتھر پر مارا جائے تو اس سے سخت آواز نکلتی ہے اسی طرح اللہ کی کلام کی آواز ہوتی ہے جب کہ آسمانوں میں کچھ حکم کرتا ہے۔ (فتح)

وَيُذَكِّرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَحْشُرُ اللَّهُ الْعِبَادَ فَيَنَادِيهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعْدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قُرْبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ جمع کرے گا اللہ لوگوں کو قیامت کے دن سو پکارے گا ان کو ایسی آواز سے کہ سنے گا اس کو دور والا جیسے سنے گا اس کو پاس والا کہ میں ہوں بادشاہ میں ہوں بدلہ دینے والا۔

فائدہ: حمل کیا ہے اس کو بعض نے اوپر مجاز حذف کے یعنی حکم کرتا ہے اس کو جو پکارے اور یہ بعید ہے نزدیک اس کے جو اللہ کے واسطے آواز کو ثابت کرتا ہے اس واسطے کہ مخلوق میں ایسا کسی کا کلام نہیں جو دور اور نزدیک سے برابر سنا جائے اور اس واسطے کہ فرشتے جب اس کو سنیں گے تو بیہوش ہو جائیں گے اور بندے آپس میں ایک دوسرے کی کلام سننے سے بیہوش نہیں ہوتے بنا بر اس کے سوا اس کی آواز صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے نہیں مشابہ ہے آواز اس کی مخلوق کی آواز کو اس واسطے کہ اس کی صفتوں میں کوئی چیز مخلوق کی صفتوں سے مشابہ نہیں اور کہا تہمتی نے کہ کلام وہ چیز ہے کہ بولے ساتھ اس کے متکلم اور وہ مشتق ہے اس کے نفس میں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ میں نے اپنے دل میں ایک کلام تیار کیا سو اس کا نام کلام رکھا کلام کرنے سے پہلے سو اگر متکلم صاحب مخارج ہو تو سنا جاتا ہے کلام اس کا حروف اور اصوات سے اور اگر متکلم صاحب مخارج نہ ہو تو وہ اس کے برخلاف ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب مخارج نہیں تو اس کا کلام حروف اور اصوات سے نہ ہوگا اور جب سامع اس کو سمجھے گا تو اس کو حروف اور اصوات سے پڑھے گا اور جو اس کی نفی کرتا ہے وہ قیاس کرتا ہے اس کو اوپر آواز مخلوق کے کہ وہ صاحب مخارج ہیں اور جواب یہ ہے کہ آواز کبھی ہوتی ہے بغیر مخارج کے ہم نے مانا لیکن یہ قیاس ممنوع ہے اور خالق کی صفت کا مخلوق کی صفت پر قیاس نہیں ہو سکتا اور جب ثابت ہوئی آواز ان صحیح حدیثوں سے تو واجب ہوا ایمان لانا ساتھ اس کے پھر یا تفویض ہے یا تاویل اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور دیان کے معنی ہیں حساب کرنے والا بدلہ دینے والا جو نہیں ضائع کرتا عمل کسی عمل کرنے والا کا اور کہا کرمانی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بادشاہ مگر میں اور نہیں کوئی جزا دینے والا مگر میں اور اس میں اشارہ ہے طرف صفت علم کی اور حیات اور اردہ اور قدرت وغیرہ صفات کی جن پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔ (فتح)

۶۹۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۹۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کسی امر کا حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں جھکنے والے اس کے قول کے واسطے

جیسے وہ آواز زنجیر کی ہے پتھر پر کہا علی رضی اللہ عنہ نے اور اس کے غیر نے کہ پہنچتا ہے یہ قول طرف فرشتوں کی پھر جب دور ہوتا ہے ڈران کے دل سے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا؟ کہتے ہیں کہ حق کہا اور وہ بہت بڑا بلند ہے کہا علی رضی اللہ عنہ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے ارح یعنی ابن عیینہ کبھی سند کو معصن بیان کرتا تھا اور کبھی ساتھ تحدیث اور سماع کی تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے زیادہ تحقیق کے واسطے پوچھا اس نے کہا ہاں میں نے سفیان سے کہا کہ ایک آدمی نے عمرو سے روایت کی اس نے عکرمہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اس نے پڑھا ہے فرغ یعنی ساتھ راء مہملہ اور غین معجمہ کے سفیان نے کہا کہ اسی طرح پڑھا ہے عمرو نے سو میں نہیں جانتا کہ اس نے اس کو عکرمہ سے سنا ہے یا اس کو اپنی طرف سے پڑھا ہے اس واسطے کہ وہ اس کی قراءت ہے کہا سفیان نے اور یہی ہے قراءت ہماری۔

قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ
ضَرَبَتْ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ
كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانَ قَالَ عَلِيُّ وَقَالَ
غَيْرُهُ صَفْوَانَ يَنْفِذُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا فُرِغَ
عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا
الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ قَالَ عَلِيُّ
وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو
سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيُّ
قُلْتُ لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ
سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ
إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْ عَمْرُو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ يَزْعُمُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُرِغَ قَالَ سُفْيَانُ
هَكَذَا قَرَأَ عَمْرُو فَلَا أُدْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ
لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَأَتُنَا.

فائدہ: فرشتے اپنے پر مارتے ہیں یعنی اللہ کے ڈر سے کانپتے ہیں اور بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ آواز ایسی ہوتی ہے جیسے آواز زنجیر کی پتھر پر سو نہیں اترتا کسی آسمان پر مگر کہ آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں پھر جب ان کے دل سے ڈر دور ہوتا ہے آخر آیت تک پھر کہتا ہے کہ اس سال اس طرح ہوگا تو اس کو سن آتے ہیں اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام وحی کے ساتھ اترتا ہے تو آسمان والے گھبرا جاتے ہیں اس کے اترنے سے اور سنتے ہیں آواز وحی کی جیسے بہت سخت آواز ہوتی ہے لوہے کی پتھر پر تو کہتے ہیں اے جبریل! تجھ کو کیا حکم ہوا؟ الحدیث اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنوں کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر ان کا ٹھکانا تھا آسمان کا حکم سننے کے واسطے سو جب وحی اترتی تھی تو فرشتے آواز سنتے تھے جیسے لوہے کی آواز کہ پتھر پر ڈالا جائے سو جب فرشتے اس کو سنتے تھے تو سجدے میں گر پڑتے تھے پس نہ سراٹھاتے تھے یہاں تک کہ حکم اترتا پھر جب حکم اترتا تو کہتے تمہارے رب نے کیا کہا؟ سو اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو آسمان میں ہوگی تو کہتے کہ اللہ نے حق کہا اور اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو زمین میں ہوگی مینہ برسنے سے یا کسی کے مرنے سے تو اس میں کلام کرتے اور شیطان سن

آتے پھر آ کر کاہنوں کو بتلاتے کہ اس سال ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا سو یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ دنیا میں واقع ہوا ہے برخلاف قول اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ یہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور وہ مخالف ہے حدیث نبوی ﷺ کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا شفاعت کا ہے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور شفاعت کئی قسم پر ہے ثابت کیا ہے اس کو اہل سنت نے ایک قسم خلاص ہونا ہے موقف کے ہول سے اور یہ خاص ہے ساتھ محمد ﷺ کے اور نہیں منکر ہے اس سے کوئی فرقہ امت میں سے اور ایک قسم شفاعت ان لوگوں میں ہے جو داخل ہوں گے مہشت میں بغیر حساب کے اور خاص کیا ہے معتزلہ نے اس کو ساتھ اس شخص کے جس پر کسی بندے کا حق نہ ہو اور ایک قسم شفاعت درجے بلند کرنے کے واسطے ہے اور نہیں خلاف ہے اس کے واقع ہونے میں اور ایک قسم شفاعت کرنا ہے واسطے گنہگار مسلمانوں کے جو اپنے گناہوں کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوئے تھے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور ثابت ہوئی ہے وہ بہت حدیثوں سے اور اتفاق کیا ہے اہل سنت نے اس کے قبول کرنے پر۔ (فتح)

۶۹۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کسی چیز کی اجازت نہیں دی جو پیغمبر ﷺ کو اجازت دی خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی یعنی پکار کے یعنی پیغمبر ﷺ کا قرآن پڑھنا آواز سے اللہ کو بہت پسند ہے۔

۶۹۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أِذْنُ اللَّهِ لِشَيْءٍ مَا أِذْنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعْنَى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ يُرِيدُ أَنْ يَجْهَرَ بِهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد خوش آوازی سے قرآن کو پڑھے اللہ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔

۶۹۲۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرمائے گا اے آدم! تو وہ کہے گا الہی! میں حاضر ہوں خدمت میں اور حاضر ہوں سو پکارے گا آواز سے کہ اللہ تجھ کو حکم کرتا ہے کہ تو اپنی اولاد میں سے ایک گروہ دوزخ سے نکال۔

۶۹۲۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ يَا آدَمُ لَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ لَيَنَادِي بِصَوْتٍ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعَثًا إِلَى النَّارِ.

فائدہ: اور استدلال کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے ساتھ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اس پر کہ

اللہ کلام کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور یہ کہ آواز بندوں کی مولف ہے حرف حرف سے اس میں تطریب ہے اور ترجیح اور وہ حدیث یہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت بیان کی سوا چانک قراءت آپ کی حرف حرف تھی اور اختلاف کیا ہے اہل کلام نے کہ اللہ کا کلام حرف اور آواز سے ہے یا نہیں سو کہا معتزلہ نے کہ کلام نہیں ہوتا ہے مگر حرف اور آواز سے اور کلام جو منسوب ہے اللہ کی طرف وہ قائم ہے ساتھ درخت کے اور کہا اشاعرہ نے کہ اللہ کا کلام نہیں ہے حرف اور نہ آواز اور ثابت کیا ہے انہوں نے اللہ کے واسطے کلام نفسی کو اور حقیقت اس کی ایک معنی ہیں جو قائم ہیں ساتھ نفس کے اگرچہ مختلف ہوئی ہے اس سے عبارت مانند عربی اور عجمی کی اور اختلاف اس کا نہیں دلالت کرتا ہے اور پر مختلف ہونے مبرعہ کے یعنی جس چیز سے تعبیر کی گئی اور کلام نفسی یہی ہے مبرعہ اور ثابت کیا ہے حنا بلہ نے کہ بے شک اللہ کلام کرنے والا ہے ساتھ حرف اور صوت کے بہر حال حروف سو واسطے تصریح کے ساتھ اس کے ظاہر قرآن میں اور بہر حال آواز سو جس نے منع کیا ہے اس نے کہا کہ آواز وہ ہے جو منقطع اور مسوع ہے حلق سے اور جواب دیا ہے جس نے اس کو ثابت کیا ہے کہ آواز موصوف ساتھ اس کے وہ آدمیوں کی آواز ہے مانند سننے اور دیکھنے کے اور اللہ کی صفات آدمیوں کی صفات کی طرح نہیں سونہ لازم آئے گا اعتراض مذکور باوجود اعتقاد تنزیہ کے اور نہ تشبیہ دینے کے اور یہ کہ جائز ہے کہ ہو آواز بغیر حلق کے پس نہ لازم آئے گی تشبیہ اور امام احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے کلام کیا آواز سے اور جاری کی جائیں یہ حدیثیں اپنے ظاہر پر جس طرح کہ آئی ہیں یعنی ان میں تاویل نہ کی جائے بلکہ ان کے معنی کو اللہ کے سپرد کیا جائے۔ (فتح)

۶۹۳۰۔ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غُرْتُ
عَلَى امْرَأَةٍ مَا غُرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَلَقَدْ
أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ.

۶۹۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو کسی عورت پر رشک نہیں آیا جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آیا اور البتہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ اس کو بشارت دیں ایک گھر کی بہشت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ جَبْرِيلَ وَنَدَاءِ
اللَّهِ الْمَلَائِكَةَ.

کلام کرنا اللہ کا جبریل علیہ السلام سے اور پکارنا اللہ کا فرشتوں کو۔

فائدہ: اس باب میں تین حدیثیں ذکر کیں پہلی حدیث میں پکارنا اللہ کا ہے جبریل علیہ السلام کو اور دوسری حدیث میں سوال کرنا اللہ کا ہے فرشتوں سے برعکس اس کے کہ ترجمہ میں واقع ہوا ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کہ اللہ جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو پکارتا

ہے کہ میں فلا نے آدمی سے محبت رکھتا ہوں سو تو بھی اس سے محبت رکھ۔ (بخ)

اور کہا معمر نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں یعنی تجھ پر قرآن
ڈالا جاتا ہے اور تلقاہ کے معنی ہیں کہ تو اس کو لینا ہے ان سے
اور مثل اس کی ہے یہ قول اللہ کا کہ سیکھے آدم ﷺ نے اپنے
رب سے کئی کلمے یعنی لیا ان کو اس سے۔

۶۹۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو پکارتا ہے جبریل کو اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ نے فلا نے کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ سو جبریل علیہ السلام اس سے محبت رکھتا ہے پھر وہ جبریل علیہ السلام آسمان والوں میں پکار دیتا ہے یعنی فرشتوں میں کہ بے شک اللہ نے فلا نے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی قبولیت زمین میں اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے لوگ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔

۶۹۳۱۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فَلَانًا فَاحْبِبْهُ فَيَحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي جِبْرِيلُ فِي السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فَلَانًا فَاحْبِبُوهُ فَيَحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ لِي أَهْلِ الْأَرْضِ.

فائدہ: ماضی کے صیغے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ محبت سابق ہے نہ پراپ کہا شیخ ابو محمد بن ابی جرہ نے کہ کثر احسان سے محبت کے ساتھ تعبیر کی تو اس میں تائیس ہے واسطے بندوں کے اور داخل کرنا خوشی کا ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ جب بندہ سنے گا کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے تو اس کو بڑی خوشی حاصل ہوگی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پھر اس کے واسطے حاصل ہوتا ہے جس کی طبع میں فتوت اور مروت ہو اور جس کی طبع میں رعونت ہو اور اس پر شہوت غالب ہو تو نہیں رد کرتی ہے اس کو مگر زجر اور ضرب اور اس میں جبریل علیہ السلام کو مقدم کیا تو یہ واسطے ظاہر کرنے بلند مرتبے اس کے ہے نزدیک اللہ کے اور فرشتوں پر اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے رغبت دلانا اوپر ادا کرنے تمام اعمال نیکی کے جو ان میں فرض ہیں اور جو سنتیں اور نیز اس سے لیا جاتا ہے بہت ڈرانا گناہوں سے اور بدعتوں سے اس واسطے کہ ان میں گمان ہے اللہ کے غضب کا اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

۶۹۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

۶۹۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہیں

فرشتے رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ان کو نماز پڑھتے۔

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَآتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور ہر اداس سے یہ قول ہے کہ اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے یعنی فرشتوں سے زیادہ تر جانتا ہے۔

۶۹۳۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشارت دی کہ جو مرے گا تیری امت میں سے اس حالت میں کہ شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو تو وہ بہشت میں داخل ہو گا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا کہ اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے تو بھی بہشت میں داخل ہو گا حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے۔

۶۹۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلِ عَنِ الْمَعْرُورِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَيُبَشِّرُنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى.

فائدہ: مراد یہ ہے کہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ تو محمد ﷺ کو بشارت دے کہ جو اس امت سے مرے گا اس حالت میں کہ نہ شریک کرتا ہو اللہ کا کسی چیز کو تو وہ بہشت میں داخل ہو گا تو جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو بشارت دی ساتھ اس کے کہ اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ﴾
اتارا اس کو یعنی قرآن مجید کو اپنے علم سے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں

فائدہ: کہا طبری نے اس کی تفسیر میں کہ اتارا اس کو طرف تیری اپنے علم سے کہ تو بہتر ہے اس کی خلقت سے کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ اتارنے کے یہ ہے کہ بندوں کو فرضوں کے معانی سمجھائے جو قرآن میں ہیں اور نہیں اتارنا اس کا مثل اتارنے جسموں کی جو مخلوق ہیں اس واسطے کہ قرآن نہ مخلوق ہے نہ جسم اور کلام ثانی پر اتفاق ہے اہل سنت کا سلف اور خلف سے اور پہلے اور طریقے اہل تاویل کے ہے اور منقول سلف سے اتفاق ہے ان کا اس پر کہ اللہ کا

کلام مخلوق نہیں جبریل علیہ السلام نے اس کو اللہ سے لیا اور اس کو محمد ﷺ کی طرف پہنچایا اور حضرت ﷺ نے اس کو اپنی امت کی طرف پہنچایا۔ (بخ)

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ یعنی اترتا ہے امر درمیان ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ

۶۹۳۳۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے فلا نے جب تو اپنے بستر پر آئے اور کہے کہ الہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور منہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی تیرے شوق سے اور تیرے خوف سے تجھ سے نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے نہ بچاؤ کا مکان ہے مگر تیری ہی طرف الہی! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے پیغمبر پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا سو اگر تو اسی رات مر گیا تو اسلام پر مرا اور اگر تو صبح کو زندہ رہا تو تو نے ثواب پایا۔

۶۹۳۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ إِذَا أُوتِيَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللَّهُمَّ أَسَلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَاللَّحَاتُ ظَهَرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ إِنْ مِتُّ فِي لَيْلَتِكَ مِتُّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَتُ أَجْرًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعاؤں میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری۔

۶۹۳۵۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا جنگ خندق کے دن فرمایا الہی! اے اتارنے والے کتاب کے! اور جلد حساب کرنے والے! بھگا دے کفار کے گروہوں کو اور ان کو ٹھکست دے۔

۶۹۳۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ اللَّهُمَّ مَنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ أَهْرَمُ الْأَحْزَابِ وَرَزَلُوا بِهِمْ زَادَ

اور زیادہ کیا ہے حمیدی نے یعنی تصریح کی ہے حمیدی کی روایت میں ساتھ سماع سفیان اور اسماعیل اور عبداللہ کے

برخلاف روایت تہیہ کے کہ اس میں تیوں کی روایت معنعن ہے۔

الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ الہی! اے اتارنے والے کتاب کے!۔ (بخ)

۶۹۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکار کر پڑھ اپنی نماز کو اور نہ آہستہ پڑھ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اتاری گئی یہ آیت اور حضرت عائشہ کے میں چھپے تھے سو جب اپنی آواز کو بلند کرتے تھے تو مشرکین سنتے تھے پس برا کہتے تھے قرآن کو اور جس نے اس کو اتارا اور جو لے کر آیا اللہ نے فرمایا کہ اپنی نماز کو پکار نہ پڑھ تاکہ مشرکین نہ سنیں اور نہ آہستہ پڑھ اپنے اصحاب سے سو تو ان کو نہ سنا سکے اور تلاش کر درمیان اس کے راہ پکار کر پڑھ اور ان کو سنانا کہ وہ تجھ سے قرآن سیکھیں۔

۶۹۳۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾ قَالَ أَنْزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾ ﴿لَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ﴾ حَتَّى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ ﴿وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ أَسْمِعُهُمْ وَلَا تَجْهَرُ حَتَّى يَأْخُذُوا عَنكَ الْقُرْآنَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ اتاری گئی یہ آیت۔

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں ارادہ کرتے ہیں کہ بدل ڈالیں اللہ کی کلام کو

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ

فائدہ: اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ کلام اللہ کا نہیں خاص ہے ساتھ قرآن کے اس واسطے کہ وہ نہیں ہے ایک قسم اور کلام اللہ کا اگرچہ غیر مخلوق ہے یعنی پیدا نہیں کیا گیا اور وہ صفت قائم ہے ساتھ اس کے سو وہ اس کو ڈالتا ہے جس بندے پر چاہتا ہے موافق ان کی حاجت کے احکام شرعیہ میں اور جو سوائے ان کے ہیں ان کی بہتریوں سے اور حدیثیں باب کی مانند مصرح کی ہیں ساتھ اس مراد کے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی اس باب سے یہ ہے کہ

کلام اللہ کی صفت ہے قائم ہے ساتھ اس کے اور وہ ازل سے ہے کلام کرنے والا اور ہمیشہ۔ (خ)
 ﴿إِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ﴾ حَقٌّ ﴿وَمَا هُوَ﴾
 یعنی آیت ﴿إِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلُ﴾ میں
 فصل کے معنی ہیں حق اور ہزل کے معنی ہیں کھیل

فائدہ: اور مراد حق سے شے ثابت ہے جو نہ دور ہو اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت اس آیت کی اس آیت سے جو ترجمہ میں ہے۔

۶۹۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے زمانے کو برا کہتا ہے اور میں زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں ہے امر پلٹتا ہوں رات اور دن کو۔

۶۹۳۷۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلِبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

فائدہ: مجھ کو ایذا دیتا ہے یعنی منسوب کرتا ہے میری طرف جو میرے لائق نہیں اور غرض اس سے اس جگہ ثابت کرنا اسناد قول کا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف۔

۶۹۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ روزہ میرے ہی واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا چھوڑتا ہے آدمی اپنی شہوت کو اور اپنے کھانے پینے کو میرے سبب سے اور روزہ ڈھال ہے اور روزے دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور ایک خوشی اللہ سے ملنے کے وقت یعنی قیامت میں اور روزے دار کے منہ کی بوا اللہ کے نزدیک زیادہ خوشبودار ہے مٹھک کی خوشبو سے۔

۶۹۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أُجْزِي بِهِ يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَأَكَلَهُ وَشَرِبَهُ مِنْ أَجْلِي وَالصَّوْمُ جَنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يَفْطُرُ وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَلَخُلُوفٌ فِيهِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ.

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

۶۹۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایوب علیہ السلام ننگے نہاتے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈا گر پڑا تو حضرت ایوب علیہ السلام لب

۶۹۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

بھر بھر کے اپنے کپڑے میں رکھنے لگے تو ان کے رب نے انہیں پکارا کہ اے ایوب! کیا میں نے تجھ کو مالدار اور اس سونے سے جو تو دیکھتا ہے بے پرواہ نہیں کر دیا حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب! لیکن تیری برکت کی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اللہ نے ایوب علیہ السلام کو پکارا الخ۔ ۶۹۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اترتا ہے ہمارا رب ہر رات کو پہلے آسمان تک جب کہ پھولی تہائی رات کی باقی رہتی ہے سو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے کہ مجھ سے سوال کرے تاکہ میں اس کو دوں کون ہے کہ مجھ سے گناہ بخشوائے میں اس کے گناہ بخشوں۔

وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوبُ يُفْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَخْنِي فِي نَوْبِهِ فَنَادَى رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَعْنَيْتَكَ عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى يَا رَبِّ وَلَكِنْ لَا غِنَى لِي عَنْ بَرِّكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اللہ نے ایوب علیہ السلام کو پکارا الخ۔ ۶۹۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اترتا ہے ہمارا رب ہر رات کو پہلے آسمان تک جب کہ پھولی تہائی رات کی باقی رہتی ہے سو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے کہ مجھ سے سوال کرے تاکہ میں اس کو دوں کون ہے کہ مجھ سے گناہ بخشوائے میں اس کے گناہ بخشوں۔

فائدہ: اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے الخ اور یہ ظاہر ہے مراد میں برابر ہے کہ پکارنے والا فرشتہ ہو اللہ کے حکم سے یا نہ اس واسطے کہ مراد ثابت کرنا نسبت قول کا ہے اس کی طرف اور وہ حاصل ہے ہر حالت میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ فرشتے کو حکم کرتا ہے وہ پکارتا ہے اور تاویل کی ابن حزم نے ساتھ اس کے کہ مراد نزول سے فعل ہے کہ کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان میں مانند فتح کی واسطے قبول کے اور یہ کہ البتہ اس گھڑی میں گمان ہے دعا کے قبول ہونے کا اور دلیل ہے اس پر کہ وہ صفت ہے فعل کی تعلیق اس کی ہے ساتھ وقت محدود کے اور جو ہمیشہ ہو وہ کسی زمانے کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا پس صحیح ہوا کہ وہ فعل حادث ہے اور اشارہ کیا ہے ابو اسماعیل ہروی نے طرف ان حدیثوں کی کہ صفات میں وارد ہوئی ہیں کہ وہ سب تقریب کے قبیل سے ہیں نہ تمثیل اور تشبیہ کے قبیل سے اور عرب کی بولی میں گنجائش ہے کہتے ہیں کہ یہ امر میں ہے مانند آفتاب کے اور یہ سخاوت کرنے والا ہے مانند ہوا کے اور حق ہے مانند دن کی اور نہیں مراد ہوتی ہے ان کی تحقیق کرنا تشبیہ کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ان کی تحقیق کرنا اثبات اور تقریب کا ہے لوگوں کی سمجھ پر یعنی مراد اس سے لوگوں کے فہم کی طرف قریب کرنا ہوتا ہے تاکہ سمجھ جائیں سو البتہ معلوم ہے کہ جس نے سمجھا کہ پانی بیدتر ہے سب چیزوں سے اس نے تشبیہ دی

ہے اس کو ساتھ پتھر کے اور البتہ فرماتا ہے اللہ فی موج کالجبال سومراد اس سے عظیم ہونا اور بلند ہونا ہے نہ تشبیہ حقیقت میں اور عرب تشبیہ دیتے ہیں صورت کو ساتھ آفتاب کے اور چاند کے اور جھوٹی دھمکیوں کو ساتھ ہوا کے اور ان میں سے کسی چیز کو جھوٹ نہیں کہا جاتا اور نہیں واجب کرتی ہیں وہ حقیقت کو اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

۶۹۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں قیامت میں آگے ہوں گے یعنی بہشت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔

۶۹۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ الْأَخْرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۹۴۲۔ اور اسی سند کے ساتھ ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے! مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا۔

۶۹۴۲۔ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ اللَّهُ تَفَقَّ أَنْفِقَ عَلَيْكَ.

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے نسبت کرنا اس قول کا ہے طرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اور وہ قول اس کا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! خرچ کیا کرتو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا اور یہ حدیث قدسی ہے۔ (فتح)

۶۹۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سو کہا کہ یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئی ہیں کھانے کا برتن لے کر یا فرمایا برتن یا شربت لے کر سو ان کو ان کے رب کی طرف سے سلام کرو اور ان کو بشارت دو ایک موتی کے گھر کی بہشت میں جس میں نہ شور ہے نہ رنج۔

۶۹۴۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهَا هَذِهِ خَدِيجَةُ أُنْتُكَ بِنَاءٍ فِيهِ طَعَامٌ أَوْ إِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَأَقْرِئْهَا مِنْ رَبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اس کو اس کے رب کی طرف سے سلام کہو اس واسطے کہ وہ ساتھ معنی سلام کرنے کے ہے اور اس کے۔

۶۹۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے تیار کر رکھا ہے اپنے نیک بندوں کے واسطے جو نہ کبھی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل میں خیال گزرا۔

۶۹۴۴۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ أَعَدَدْتُ

لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا
أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ.

فائدہ: یعنی بہشت میں نیکوں کے واسطے ایسی عمدہ نعمتیں ہیں کہ ان کی مانند دنیا میں کوئی چیز نہیں جس کی مثال دی جائے اور یہ حدیث قدسی ہے اور اضافت عبادی میں تشریف کے واسطے ہے۔

۶۹۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے الہی! تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کی روشنی ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا تھانے والا ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے رب آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان والوں کا توجیح ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا ملنا حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور پیغمبر حق ہیں اور قیامت حق ہے الہی! میں تیرا تابعدار ہوا اور میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا تو میرا اللہ ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

۶۹۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي سَلِيمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قِيمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسَلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أُنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ تیرا قول حق ہے اور مراد ساتھ حق کے لازم اور ثابت ہے۔ (فتح)

۶۹۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب کہ ان کے حق میں تہمت کرنے والوں نے کہا جو کہا سو اللہ نے ان کو پاک کیا ان کی تہمت سے اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور

۶۹۴۶۔ حَدَّثَنَا حَبَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النَّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ

لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاک
دامن قرآن میں اتارے گا جو پڑھا جائے اور البتہ میری قدر
اپنے دل میں حقیر تر تھی اس سے کہ کلام کرے اللہ تعالیٰ
میرے حق میں قرآن میں لیکن مجھ کو یہ امید تھی کہ رسول
اللہ ﷺ خواب دیکھیں گے جس سے اللہ میری پاکی بیان
کرے گا اور اللہ نے یہ آیتیں اتاری کہ جو لوگ طوفان لائے
دس آیتیں۔

الْمُسِيبِ وَعَلَقَمَةَ بِنَ وَقَاصِ وَعَبِيدَ اللَّهِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا
أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللَّهُ مِمَّا قَالُوا
وَكُلُّ حَدِيثِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ الَّذِي
حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَلِكِنِّي وَاللَّهِ مَا
كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ يُنْزِلُ لِي بِرَأْيِي وَحَيَا
يُنَلِّي وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحَقَرَ مِنْ أَنْ
يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُنَلِّي وَلِكِنِّي كُنْتُ
أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئَنِي اللَّهُ بِهَا
فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا
بِالْإِفْكِ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ نور میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ قسم ہے
اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ میری پاکی میں قرآن اتارے گا اور مناسبت اس کی ترجمہ سے ظاہر ہے عائشہ رضی اللہ عنہا
کے اس قول سے کہ اللہ کلام کرے۔ (فتح)

۶۹۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ فرماتا
ہے کہ جب میرا بندہ بدی کا قصد کرے تو اس کو اس پر مت
لکھو یہاں تک کہ اس کو کرے سو اگر اس نے اس بد کام کو کیا
تو ایک بدی لکھو سو اگر اس نے اس کو میرے واسطے چھوڑا تو
اس کے واسطے ایک نیکی لکھو اور جب وہ نیکی کا قصد کرے اور
اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی لکھو اور اگر اس نے نیک کام کیا
تو اس کے واسطے دس نیکیاں لکھو سات سو تک۔

۶۹۴۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
الْمُعِيزَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ
عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ
إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا
تَكْتُبُهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا
فَاكْتُبُهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِي
فَاكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ
حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ

عَمَلَهَا فَاتُكَبَّرُهَا لَهُ بِعَشْرِ امْتَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور یہ بھی حدیث قدسی سے ہے اور مناسبت اس کی ترجمہ سے اس قول میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے اور یہ جو کہا سوا اس پر بدی کونہ لکھو یہاں تک کہ اس کو کرے تو اس حدیث کے مفہوم سے استدلال کیا گیا ہے کہ گناہ کے فعل پر قصد کرنے سے بدی نہیں لکھی جاتی یہاں تک کہ بد کام وقوع میں آئے اگرچہ شروع سے ہو۔ (فتح)

۶۹۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے خلق کو پیدا کیا پھر جب خلق کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو آدمیوں کی قرابت یعنی رشتہ داری کھڑی ہوئی اللہ نے فرمایا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے پناہ چاہے اللہ نے فرمایا ہاں کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے اس نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب! اللہ نے فرمایا سو یہ تیرے واسطے ہے، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کے حق میں فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور برادری سے توڑو۔

۶۹۴۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَّرِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ فَقَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مِنْ وَصْلِكَ وَأَقْطَعَ مِنْ قَطْعِكَ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَذَلِكَ لَكَ لَمْ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ﴿لَقَدْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقْطَعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾.

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ رحم جو جوڑا توڑا جاتا ہے وہ ایک معنی ہیں معانی سے نہیں حاصل ہوتا ہے اس سے کلام کرنا اور مراد بیان کرنا اس کی شان کی تعظیم کا ہے اور فضیلت اس کی جو اس کو جوڑے اور گناہ اس کا جو اس کو توڑے سو عرب کی عادت کے موافق اس میں استعارہ استعمال کیا گیا ہے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اور مجسم ہونا معانی کا قدرت میں محال نہیں اور غرض اس سے اللہ کا قول ہے کہ کیا تو راضی نہیں الخ۔ (فتح)

۶۹۴۹۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں برسائے گئے سو فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعض مجھ سے کافر ہوئے اور بعض میرے ساتھ ایمان لایا۔

۶۹۴۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُهَيْبَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مِطْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ اللَّهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي كَافِرٌ بِي

وَمُؤْمِنٍ بِي.

فائدہ: میں برسائے گئے یعنی واقع ہوا میں حضرت ﷺ کی دعا سے یا منسوب ہوا آپ کی طرف اس واسطے کہ جو آپ کے سوائے ہے وہ آپ کے تابع ہیں۔

۶۹۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ جب میرا بندہ میرا ملنا چاہے تو میں بھی اس کو ملنا چاہتا ہوں اور جب وہ میرا ملنا برا جانے تو میں بھی اس کا ملنا برا جانتا ہوں۔

۶۹۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي لِقَائِي أَحَبَّتْ لِقَائَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهَتْ لِقَائَهُ.

فائدہ: کہا ابن عبدالبر نے اس کے بعد کہ وارد کیا حدیثوں کو جو وارد ہیں بیچ خاص کرنے اس کے ساتھ وقت وفات نبوی کے کہ یہ آثار دلالت کرتے ہیں کہ یہ حال وقت حاضر ہونے موت کے ہے اور دیکھنے اس چیز کے جو وہاں ہے اور اس وقت تو بہ نہیں ہوتی اگر اس سے پہلے تو بہ نہ کی ہو۔ (فتح)

۶۹۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں۔

۶۹۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي.

۶۹۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہا ایک مرد نے جس نے کبھی کوئی نیک کام نہ کیا تھا یعنی اپنے گھر والوں سے کہ جب وہ شخص مر جائے تو اس کو جلا ڈالنا پھر اس کی آدھی راکھ خشکی میں بکھیر دینا اور آدھی دریا میں سو قسم اللہ کی اگر اللہ نے اس کو تنگ کیا اور عذاب مقدر کیا تو البتہ اس کو ایسا عذاب کرے گا کہ تمام عالم میں کسی پر ویسا عذاب نہ کرے گا سو اللہ نے دریا سے حکم کیا سو جتنی خاک اس میں تھی اس نے جمع کر دی اور اللہ نے خشکی کو حکم کیا اس نے

۶۹۵۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَبُّ جُلُّ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مَاتَ فَحَرَّقُوهُ وَادْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ لَيَعَذِّبُنَّهُ عَذَابًا لَا يَعْذِبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَأَمَرَ اللَّهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ

بھی جو اس میں تھی جمع کر دی پھر اللہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو یہ کام کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا اے رب! تیرے خوف سے اور تو زیادہ تر جانتا ہے سو اللہ نے اس کو بخش دیا۔

۶۹۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے نے کوئی گناہ کیا تو اس نے کہا اے میرے رب! میں نے گناہ کیا سو اس کو بخش دے تو اس کے رب نے کہا کہ کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر ٹھہرا جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا اور اس نے کہا اے میرے رب! میں نے گناہ کیا اس کو بخش دے تو اللہ نے فرمایا کہ کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے یعنی عذاب کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر ٹھہرا جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا پھر کہا کہ اے میرے رب! میں نے اور گناہ کیا تو مجھ کو بخش دے تو اللہ نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر عذاب کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین بار۔

فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ.

۶۹۵۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَذْنَبُ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ أَصَبْتُ فَأَغْفِرْ لِي فَقَالَ رَبُّهُ أَعْلِمَ عَبْدِي أَنْ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا أَوْ أَذْنَبُ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ آخَرَ فَأَغْفِرْهُ فَقَالَ أَعْلِمَ عَبْدِي أَنْ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَذْنَبُ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَصَابَ ذَنْبًا قَالَ قَالَ رَبِّ أَصَبْتُ أَوْ قَالَ أَذْنَبْتُ آخَرَ فَأَغْفِرْهُ لِي فَقَالَ أَعْلِمَ عَبْدِي أَنْ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ پھر پھر گناہ کرنے والا اللہ کی مشیت میں ہے اگر اللہ چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور چاہے گا تو اس کو بخش دے گا غالب کر کے اس کی نیکی کو جو اس نے کی اور وہ اعتقاد کرنا اس کا ہے کہ اس کا ایسا رب ہے جو عذاب کرتا ہے اور بخشتا ہے دلالت کرتا ہے اس پر یہ قول اللہ کا ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَلِهَا﴾ اور نہیں ہے کوئی نیکی بہت بڑی توحید سے اور اگر کہا جائے کہ استغفار کرنا اپنے رب سے توبہ ہے ہم کہتے ہیں کہ نہیں

استغفار اکثر طلب کرتے مغفرت کے سے اور کبھی طلب کرتا ہے اس کو اصرار کرنے والا اور تائب اور نہیں ہے حدیث میں کہ وہ تائب ہے اس چیز سے جس کی مغفرت کا سوال کیا اس واسطے کہ حد تو بہ کی رجوع کرنا ہے گناہ سے اور نیت کرنا کہ اس کو پھر نہ کروں گا اور اس سے الگ ہو جانا اور مجرد استغفار سے یہ نہیں سمجھا جاتا اور بعض نے کہا کہ توبہ کی تین شرطیں ہیں اس حال میں کہ الگ ہو جانا گناہ سے اور نادم ہونا اور پچھتانا اور نیت کرنا کہ پھر نہ کروں گا اور بعض نے کہا کہ کفایت کرتا ہے توبہ میں پچھتانا کہ وہ باقی دونوں شرطوں کو بھی مستلزم ہے پھر حدیث میں آیا ہے کہ نادم ہونا توبہ ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور کہا قرطبی نے کہ دلالت کرتی ہے یہ حدیث اوپر عظیم ہونے فائدے استغفار کے اور اوپر عظیم ہونے فضل اللہ کے اور فراخ ہونے اس کی رحمت کے اور اس کے علم اور کرم کے لیکن مراد اس سے وہ استغفار ہے جس کے معنی دل میں ثابت ہوں مقارن واسطے زبان کے تاکہ کھل جائے ساتھ اس کے گرہ اصرار کی اور حاصل ہو ساتھ اس کے نادم ہونا پس یہ ترجمہ ہے واسطے توبہ کے اور جو زبان سے استغفار کرے اور اس کا دل گناہ پر مصر ہو تو اس کا استغفار استغفار کا محتاج ہے اور کہا قرطبی نے کہ گناہ کی طرف عود کرنا اگرچہ زیادہ تر قبیح ہے ابتدا کرنے سے لیکن توبہ بہتر ہے ابتدا توبہ کرنے سے اس واسطے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اس کے ملازمت طلب کی کریم سے اور الحاح کرنا اس کے سوال میں اور اقرار کرنا کہ اس کے سوائے کوئی گناہ کو نہیں بخشا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی ہزار بار بلکہ اس سے بھی زیادہ گناہ کرے اور ہر بار توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے اور اگر سب گناہوں سے ایک بار توبہ کرے تو بھی اس کی توبہ صحیح ہو جاتی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تو کر جو تیرا جی چاہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تک کہ تو گناہ کرے گا اور توبہ کرے میں تجھ کو بخشوں گا اور اکثر لوگوں کے نزدیک استغفار اور توبہ کے ایک معنی ہیں۔ (فتح)

۶۹۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْعَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا فِيمَنْ سَلَفَ أَوْ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ كَلِمَةً يَعْنِي أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا وَوَلَدًا فَلَمَّا حَضَرَتِ الْوَفَاةَ قَالَ لِبَنِيهِ أَيُّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرُ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَنِرْ أَوْ لَمْ يَبْتَنِرْ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا وَإِنْ يَقْدِرِ اللَّهُ

۶۹۵۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کو ذکر کیا جو اگلے یا فرمایا جو تم سے اگلی امتوں میں تھا اس نے ایک بات کہی یعنی اللہ نے اس کو مال اور اولاد دی سو جب اس کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو اپنی اولاد سے کہا کہ میں تمہارے واسطے کیسا باپ تھا؟ انہوں نے کہا کہ بہتر باپ کہا سو اس نے اللہ کے نزدیک کوئی نیکی جمع نہ کی اور اگر اللہ نے اس کو تنگ کیا تو اس کو عذاب کرے گا سو دیکھو جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلاؤ لانا یہاں تک کہ جب میں کوٹلا ہو جاؤں تو مجھ کو گھسانا پھر جب سخت آندھی کا دن ہو

تو میری راکھ کو اس میں اڑا دینا حضرت ﷺ نے فرمایا سو اس نے ان سے قول و اقرار لیا اور قسم ہے میرے رب کی سو انہوں نے کیا جو اس نے کہا پھر انہوں نے اس کو سخت آندھی کے دن اڑایا تو اللہ نے فرمایا کہ ہو جا سو اچانک وہ مرد کھڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندے! کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس پر کہ کیا تو نے جو کیا؟ اس نے کہا کہ تیرا خوف سو جو اللہ نے اس کی تلافی کی وہ رحمت ہے اور دوسری بار فرمایا سو نہ تلافی کی اس کی اللہ نے مگر اپنی رحمت سے سو میں نے حدیث بیان کی ساتھ اس کے ابو عثمان کو اور کہا کہ میں نے اس کو سلمان سے سنا لیکن اس نے اس میں اتنا زیادہ کیا کہ مجھ کو دریا میں اڑا دینا یا جیسے حدیث بیان کی۔

یعنی کہا تھا وہ شیئہ نے کہ لم پہنتر کے معنی ہیں نہ ذخیرہ کی۔

کلام کرنا اللہ تعالیٰ کا پیغمبروں وغیرہم سے
قیامت کے دن

۶۹۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میری شفاعت قبول ہوگی سو میں کہوں گا اے میرے رب! داخل کر بہشت میں جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو سو وہ بہشت میں داخل کیے جائیں گے پھر میں کہوں گا داخل کر بہشت میں جس کے دل میں کچھ بھی ایمان ہو کہا انس رضی اللہ عنہ

عَلَيْهِ يُعَذِّبُهُ فَأَنْظُرُوا إِذَا مَتْ فَأَحْرِقُونِي
حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحَمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ
الْإِسْكَندَرِيَّةَ فَإِذَا كَانَ يَوْمَ رِيحٍ عَاصِفٍ
فَأَذْرُونِي فِيهَا فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ مَوَائِقَهُمْ عَلَى ذَلِكَ
وَرَبِّي فَفَعَلُوا ثُمَّ أَدْرَوَهُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ
فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنْ فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ
قَائِمٌ قَالَ اللَّهُ أَمَى عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى
أَنْ تَعْلَتَ مَا تَعْلَتَ قَالَ مَخَافَتِكَ أَوْ فَرَقُ
مِنْكَ قَالَ لَمَّا تَلَفَاهُ أَنْ رَحِمَهُ عِنْدَهَا
وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى لَمَّا تَلَفَاهُ غَيْرَهَا
فَعَدْتُ بِهِ أَبَا عَثْمَانَ فَقَالَ سَمِعْتُ هَذَا
مِنْ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيهِ أَذْرُونِي فِي
الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ.

حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَنِرْ
وَقَالَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَنِرْ
فَسَرَّةً قَنَادَةً لَمْ يَدْعُرْ

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ

۶۹۵۵۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا
أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ
عِيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُفِعْتُ
فَقُلْتُ يَا رَبِّ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي

نے سوچے میں دیکھتا ہوں حضرت ﷺ کی انگلیوں کی طرف
یعنی قول حضرت ﷺ کا ادنیٰ شے۔

قَلْبِهِ خَرَدَلَةٌ فَيَدْخُلُونَ نَمًّا أَقُولُ أَدْخِلِ
الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْءٍ فَقَالَ
أَنْسُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یعنی شاید حضرت ﷺ اپنی انگلیوں کو جوڑ کر ان سے اشارہ کرتے تھے اس حدیث میں کلام کرنا پیغمبروں کا
ہے رب سے اور نہیں ہے اس میں کلام کرنا رب کا پیغمبروں سے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ
کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ لفظ بھی آچکا ہے جیسے کہ ابو نعیم نے مستخرج میں روایت کی ہے کہ
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے کہا جائے گا کہ تیرے واسطے ہے جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہو اور تیرے
واسطے ہے جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اور تیرے واسطے ہے جس کے دل میں کچھ ایمان ہو
پس یہ کلام کرنا اللہ کا ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلے حضرت ﷺ سوال کریں
گے پھر دوسری بار آپ کو یہ حکم ہوگا پس ایک روایت میں سوال کو ذکر کیا اور دوسری روایت میں اجابت کا ذکر کیا اور
اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔ (فتح)

۶۹۵۶۔ حضرت سعید بن ہلال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم
بصرے کے چند آدمی جمع ہوئے سو ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی
طرف گئے اور ہم ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے گئے تاکہ
ہمارے واسطے ان سے شفاعت کی حدیث پوچھے سو اچانک ہم
نے دیکھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے محل میں تھے سو پایا ہم نے
ان کو چاشت کی نماز پڑھتے پھر ہم نے اندر جانے کی اجازت
مانگی انہوں نے ہم کو اجازت دی اور وہ اپنے بستر پر بیٹھے تھے
تو ہم نے ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہ پوچھو ان سے کوئی پہلے
شفاعت کی حدیث سے یعنی پہلے پہل ان سے شفاعت کی
حدیث کا سوال کرنا تو اس نے کہا اے ابو حمزہ! (یہ انس رضی اللہ عنہ
کی کنیت ہے) یہ تیرے بھائی بصرے والوں سے آئے ہیں
تجھ سے شفاعت کی حدیث پوچھنے کو تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
حدیث بیان کی ہم سے محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب قیامت کا

۶۹۵۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبُدُ بْنُ هَلَالٍ
الْعَنْزِيُّ قَالَ اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ
فَلَدَّهَبْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا
بِنَابِتِ الْبَنَابِيِّ إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ لَنَا عَنْ حَدِيثِ
الْشَّفَاعَةِ فَإِذَا هُوَ فِي قَصْرِهِ فَوَافَقْنَاهُ
يُصَلِّي الصُّلْحَى فَاِسْتَأْذَنَّا فَأِذِنَ لَنَا وَهُوَ
قَاعِدٌ عَلَى فِرَاشِهِ فَقُلْنَا لِنَابِتٍ لَا تَسْأَلُهُ
عَنْ شَيْءٍ أَوْلَّ مِنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ
يَا أَبَا حَمْزَةَ هُوَ لَاءِ إِخْوَانِكَ مِنْ أَهْلِ
الْبَصْرَةِ جَاءُ وَكَ يَسْأَلُونَكَ عَنْ حَدِيثِ
الْشَّفَاعَةِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَا جِ

دن ہوگا تو آدمی آپس میں ملیں گے یعنی خلقت کا بڑا ہجوم ہوگا اور حشر کی مصیبت سے غمناک ہوں گے سو وہ لوگ آدم ﷺ کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تو آدم ﷺ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ ابراہیم ﷺ کے پاس جو اللہ کا دوست ہے سو وہ لوگ ابراہیم ﷺ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ موسیٰ ﷺ کے پاس اس واسطے کہ اس نے اللہ سے بلا واسطہ کلام کیا سو وہ لوگ موسیٰ ﷺ کے پاس آئیں گے سو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ عیسیٰ ﷺ کے پاس کہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلام ہے سو وہ لوگ عیسیٰ ﷺ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد ﷺ کے پاس سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا کہ ہاں میں اس مقام کے لائق ہوں سو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو مجھ کو اجازت ملے گی اور میرا رب مجھ کو وہ تعریفیں الہام کرے گا جس سے میں اس کی تعریف کروں گا وہ تعریفیں اب مجھ کو یاد نہیں سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے اور میں سجدے میں گر پڑوں گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد! اپنا سراٹھا لے اور کہہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت کو بخش میری امت کو بخش دے تو حکم ہوگا کہ چل اور نکال دوزخ سے جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہو سو میں جاؤں گا سو کروں گا یعنی ان کو نکالوں گا پھر پلٹ آؤں گا تو میں اللہ کی تعریف کروں گا ان تعریفوں سے پھر اس کے

النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ فَيَاتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ اشفع لنا إلى ربك فيقول لست لها ولكن عليكم بابراهيم فإنه خليل الرحمن فيأتون إبراهيم فيقول لست لها ولكن عليكم بموسى فإنه كلم الله فيأتون موسى فيقول لست لها ولكن عليكم ببيسى فإنه روح الله وكلمته فيأتون عيسى فيقول لست لها ولكن عليكم بمحمد صلى الله عليه وسلم فيأتوني فأقول أنا لها فاستأذن على ربي فيؤذن لي ويلهمني محامد أحمده بها لا تحضرني الآن فأحمده بتلك المحامد وأخبر له ساجدا فيقول يا محمد أرفع رأسك وقل يسمع لك وسل تعط واشفع تشفع فأقول يا رب أمتي أمتي فيقول انطلق فأخرج منها من كان في قلبه مثقال شعيرة من إيمان فأنطلق فافعل ثم أعود فأحمده بتلك المحامد ثم أخبر له ساجدا فيقال يا محمد أرفع رأسك وقل يسمع لك وسل تعط واشفع تشفع فأقول يا رب أمتي أمتي فيقول انطلق فأخرج منها من كان في قلبه مثقال ذرة أو خردلة من إيمان فأخرجه فأنطلق فافعل ثم أعود فأحمده بتلك المحامد ثم أخبر له ساجدا فيقول يا محمد أرفع

واسطے سجدے میں گر پڑوں گا تو حکم ہو گا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت کو بخش دے میری امت کو بخش دے تو حکم ہو گا کہ چل سو نکال دوزخ سے جس کے دل میں ذرہ بھریا رائی کے برابر ایمان ہو سو میں چلوں گا اور کروں گا پھر پلٹ آؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے پھر میں اس کے واسطے سجدے میں گر پڑوں گا تو حکم ہو گا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے کہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! میری امت کو بخش دے میری امت کو بخش دے سو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ چل اور نکال دوزخ سے جس کے دل میں ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو سو اس کو نکال دوزخ سے دوزخ سے دوزخ سے سو میں چلوں گا اور کروں گا سو جب ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے تو میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ اگر ہم گزریں حسن رضی اللہ عنہ پر اور وہ ابو حنیفہ کی جگہ میں چھپا ہے سو ہم اس سے حدیث بیان کریں جو انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کی تو خوب ہو سو ہم اس کے پاس آئے اور ہم نے اس کو سلام کیا اس نے ہم کو اجازت دی تو ہم نے اس سے کہا اے ابوسعید! ہم تیرے پاس آئے ہیں تیرے بھائی انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے سو ہم نے نہیں دیکھا مثل اس کے جو اس نے ہم سے شفاعت کی حدیث بیان کی اس نے کہا بیان کرو سو ہم نے اس سے حدیث بیان کی سو ہم اس جگہ تک پہنچے یعنی ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ رائی کے برابر سو کہا کہ بیان کرو ہم نے کہا کہ اس نے

رَأْسِكَ وَقُلْ يُسْمَعُ لَكَ وَسَلْ تَعْطَ وَاشْفَعْ
تُشْفَعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقُولُ
انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَذْنَى أَذْنَى
أَذْنَى مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ
فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَانْطَلِقْ فَاَفْعَلْ فَلَمَّا
خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا
لَوْ مَرَرْنَا بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَاتِرٌ فِي مَنْزِلِ
أَبِي خَلِيفَةَ فَحَدَّثْنَا بِمَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ
مَالِكٍ فَاتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا
لَهُ يَا أَبَا سَعِيدٍ جَنَّاتِكَ مِنْ عِنْدِ أَخِيكَ أَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي
الشَّفَاعَةِ فَقَالَ هِيَ فَحَدَّثْنَا بِالحَدِيثِ
فَانْتَهَى إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ هِيَ فَقُلْنَا
لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلَى هَذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِي
وَهُوَ جَمِيعٌ مِنْ عَشْرِينَ سَنَةً فَلَا أَذْرِي
أَنَسِي أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَكَلَّمُوا قُلْنَا يَا أَبَا سَعِيدٍ
فَحَدَّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْإِنْسَانُ
عَجُولًا مَا ذَكَرْتَهُ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ
أَحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِي كَمَا حَدَّثَكُمْ بِهِ قَالَ ثُمَّ
أَعُوذُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ
أَخْرَجَهُ لَمْ يَسْأَلْهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ
رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعُ لَكَ وَسَلْ تَعْطَ وَاشْفَعْ
تُشْفَعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَلَدَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَقُولُ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي
وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي لِأَخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ

قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

ہمارے واسطے اس پر کچھ زیادہ نہیں کیا یعنی اس نے اس سے زیادہ حدیث بیان نہیں کیا تو حسن بنی اللہ نے کہا کہ البتہ حدیث بیان کی اس نے مجھ سے اور وہ باعث و ہوش تھا مدت میں برس سے سو میں نہیں جانتا کہ بھول گیا یا مکروہ جانا کہ تم صرف کلمہ کہنے پر بھروسہ نہ کر بیٹھنا تو ہم نے کہا اے ابوسعید! ہم سے حدیث بیان کر کہا اس نے اور پیدا کیا گیا ہے آدمی جلد باز نہیں ذکر کیا میں نے اس کو مگر اور حالانکہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ تم سے حدیث بیان کروں حدیث بیان کی اس نے مجھ سے جیسے حدیث بیان کی تم سے پھر کہا حضرت ﷺ نے پھر میں چوتھی بار پلٹ آؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے پھر سجدہ میں گر پڑوں گا تو حکم ہو گا اے محمد! اپنا سراٹھالے اور کہہ سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا اے رب! مجھ کو اجازت ہو اس شخص کے حق میں جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت اور جلال اور بڑائی اور عظمت کی قسم البتہ میں نکالوں گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔

فائدہ: اس حدیث میں مقدم کرنا اس مرد کا ہے جو عالم کے خاصوں میں سے ہوتا کہ اس سے سوال کرے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بنانا محل کا اس کو جس کی اولاد بہت ہو اور یہ جو کہا کہ اس وقت باعث تھا یعنی اس وقت بڑھاپے میں داخل نہیں ہوا تھا کہ وہ جگہ گمان متفرق ہونے ذہن کے کی ہے اور حدوث اختلال حفظ کی اور کہا داؤدی نے کہ یہ جو اس حدیث میں ہے امتی امتی تو یہ محفوظ نہیں اس واسطے کہ سب خلقت جمع ہوگی سفارش کروائیں گے اور اگر مراد خاص یہی امت ہوتی تو اپنے پیغمبر کے سوا اور پیغمبروں کے پاس جاتے سو دلالت کی اس نے کہ مراد سب خلقت ہے اور جب کہ ہوئی سفارش ان کی واسطے بیچ فصل قضا کے تو پھر کیا وجہ ہے اپنی امت کی خاص کرنے کی اور میں نے اس اشکال کا جواب کتاب الرقاق میں دیا ہے جس جگہ اس حدیث کی شرح کی اور جواب دیا ہے اس سے قاضی نے ساتھ اس کے کہ معنی کلام کے یہ ہیں کہ مجھ کو اجازت ملے گی اس شفاعت کی کہ وعدہ کیا گیا ہے اس کا بیچ فصل قضا کے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ مجھ کو الہام کرے گا تو یہ از سر نو اور کلام ہے اور بیان ہے واسطے دوسری شفاعت

کے جو اپنی امت کے ساتھ خاص ہے اور سیاق میں اختصار ہے۔ (فتح)

۶۹۵۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشتیوں میں سے جو سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا اور دوزخیوں میں سے جو سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا وہ ایسا مرد ہے جو دوزخ سے نکلے گا گھٹنوں کے بل گھٹتا یعنی جیسے چھوٹا لڑکا چلتا ہے تو اس کا اللہ اس سے کہے گا کہ بہشت میں داخل ہو تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! بہشت بالکل بھری ہے یعنی اس میں کہیں جگہ نہیں سوا اللہ پاک اس سے یہ تین بار کہے گا ہر بار وہ اللہ تعالیٰ کو یہی جواب دے گا کہ بہشت بھری ہے سوا اللہ فرمائے گا البتہ تیرے واسطے تو دنیا کے برابر جگہ ہے اور دس گنا دنیا کے۔

۶۹۵۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اس سے قیامت میں اللہ کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا یعنی سامنے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کلام کرے گا پھر بندہ دائیں طرف نظر کرے سونہ دیکھے گا مگر جو اعمال کہ آگے کر چکا پھر اپنی بائیں طرف نظر کرے گا تو نہ دیکھے گا مگر جو اعمال کہ کر چکا پھر اپنے آگے نظر کرے گا تو کچھ نہ دیکھے گا سوائے دوزخ کے کہ اس کے منہ کے سامنے ہے سولوگو! بچو دوزخ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی کہا اعمش نے اور حدیث بیان کی مجھ سے عمرو نے خیمہ سے مثل اس کی اور زیادہ کیا اس میں اتنا اگرچہ نیک بات کے سبب سے تھی۔

۶۹۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا فَيَقُولُ لَهُ رَبُّهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ رَبِّ الْجَنَّةِ مَلَأَى فَيَقُولُ لَهُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكُلُّ ذَلِكَ يُعِيدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ مَلَأَى فَيَقُولُ إِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مَرَّاتٍ.

۶۹۵۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے۔

۶۹۵۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی

۶۹۵۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور پانی اور کچھڑ کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہنستے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے واسطے تعجب کے اور اس کے قول کی تصدیق کے حضرت ﷺ نے فرمایا اور نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو جیسا اس کے پہچاننے کا حق ہے اور ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹے جائیں گے اس کے ہاتھ میں اور وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے کہ شریک بناتے ہیں۔

جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَعَلَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالْقَرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَهْزُهُنَّ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا لِقَوْلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾

إِلَى قَوْلِهِ ﴿يُسْرِكُونَ﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزری اور پہلے گزر چکا ہے کہ خطابی نے اس سے انکار کیا ہے اور کبھی اس کی تاویل کی ہے سو کہا اس نے کہ ہنسنا محمول ہے اوپر مجاز اور تمثیل کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی قدرت اس کے لپینے پر اور سہولت امر کی اس کے جمع کرنے میں بجائے اس شخص کے ہے جو کوئی چیز اپنی ہتھیلی میں جمع کرے اور اس کو ہلکا جانے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ یہودیوں نے اسلام میں ملا دیا ہے اور حضرت ﷺ کا ہنسنا تو صرف تعجب اور انکار کے واسطے تھا، والعلم عند اللہ۔ (فتح)

۶۹۶۰۔ حضرت صفوان سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کس طرح سنا تو نے حضرت ﷺ سے فرماتے تھے سرگوشی میں یعنی جو اللہ بندے سے کان میں بات کرے گا فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے رب سے قریب ہوگا یہاں تک کہ اللہ اپنا پردہ اس پر رکھے گا تو فرمائے گا کہ کیا تو نے ایسا ایسا عمل کیا تھا؟ تو بندہ کہے گا ہاں اور اللہ فرمائے گا کہ تو نے فلا فلا عمل کیا تھا تو بندہ کہے گا ہاں یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائے گا پھر اللہ فرمائے گا

۶۹۶۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَرَّرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى قَالَ يَذْنُو أَحَدَكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَضَعَ كَفَّهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ أَعْمَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ وَيَقُولُ عَمِلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقْرُرُهُ ثُمَّ يَقُولُ إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي

الدُّنْيَا وَأَنَا أَعْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ وَقَالَ آدَمُ
 حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ
 عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ.

کہ میں نے تیرے گناہ دنیا میں چھپائے اور میں آج بھی ان کو بخشا ہوں۔

کہا آدم نے یعنی قتادہ کی تحدیث صفوان سے ثابت ہے جو پہلے طریق میں عن کے ساتھ ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد یہ کہ بندے کو اپنی رحمت سے قریب کرے گا اور مراد کف سے پردہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی رحمت تامہ اس کو گھیر لے گی۔ (فتح)

فائدہ: نہیں ہے باب کی حدیثوں میں کلام کرنا اللہ کا پیغمبروں سے مگر انس ونبی کی حدیث میں اور باقی باب کی سب حدیثوں میں کلام کرنا اللہ کا ہے پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں سے اور جب ثابت ہوا کہ اللہ پیغمبروں کے سوا اور لوگوں سے کلام کرے گا پس واقع ہونا اس کا ساتھ پیغمبروں کے بطریق اولیٰ ہوگا اور پہلے گزر چکی ہے پہلی حدیث میں وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے اور بہر حال حدیث ثانی پس خاص ہے ساتھ رکن ثانی کے ترجمہ سے اور وہ قول اس کا ہے وغیرہم اور بہر حال جو حدیثیں کہ باقی ہیں سو وہ شامل ہیں پیغمبروں کو اور جو ان کے سوائے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ «وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا»
 اور کلام کیا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا

فائدہ: کہا اماموں نے کہ یہ آیت قوی تر ہے اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے معتزلوں کے رد میں کہا نحاس نے اجماع ہے نحو یوں کا اس پر کہ جب تاکید کیا جائے فعل ساتھ مصدر کے سو نہیں ہوتا ہے مجاز سو جب کہا تکلیما تو واجب ہے کہ ہو کلام حقیقی جو سمجھی جاتی ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ وہ کلام ہے حقیقت پر لیکن محل خلاف کا یہ ہے کہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ھقیقۃ اللہ سے سنا تھا یا درخت سے سو تاکید نے اٹھایا ہے مجاز کو ہونے اس کے سے غیر کلام یعنی تاکید سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ وہ کلام ہے اور بہر حال جس کے ساتھ کلام کیا سو اس سے آیت ساکت ہے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ضروری ہے رعایت اس کی جس سے کلام کیا گیا سو تاکید واسطے اٹھانے مجرد کے ہے نسبت سے اس واسطے کہ نسبت کیا گیا ہے اس میں کلام کو اللہ کی طرف سو وہ ہے کلام کرنے والا ھقیقۃ اور تاکید کرتا ہے اس کی قول اس کا سورہ اعراف میں «إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي» اور اجماع ہے سلف خلف کا اہل سنت وغیرہم سے اس پر کہ کلم اس جگہ کلام ہے اور بعض اہل تفسیر سے منقول ہے کہ وہ کلم سے ہے ساتھ معنی جرح کے اور یہ مردود ہے ساتھ اجماع کے کہا ابن تین نے کہ اختلاف کیا ہے اہل کلام نے بچ سننے کلام اللہ کے سو کہا اشعری نے کہ کلام اللہ کا قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے سنا جاتا ہے وقت تلاوت کرنے ہر تلاوت کرنے والے کے اور قراءت ہر قاری کے اور کہا باقلانی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تلاوت سنی جاتی ہے نہ وہ چیز تلاوت کی جاتی ہے اور اول توحید میں گزر چکا ہے کہ سلم بن احوز نے جہم بن صفوان کو قتل کیا اس واسطے کہ اس نے

انکار کیا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیا۔ (بخ)

۶۹۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے آدم! تو وہی ہے کہ تو نے اپنی اولاد کو بہشت سے نکالا؟ کہا آدم علیہ السلام نے تو وہی موسیٰ ہے کہ تجھ کو اللہ نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا کیوں تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اور الزام دیتا ہے اس کام پر جو میری تقدیر میں لکھا گیا تھا میرے پیدا ہونے سے پہلے تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر اور لا جواب ہوئے موسیٰ علیہ السلام۔

۶۹۶۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عَقِيلُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِخْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَاتِهِ وَكَلَامِهِ ثُمَّ تَلَوْنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَرٍ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت علیؑ کا ہے کہ تو وہی موسیٰ ہے کہ تجھ کو اللہ نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا۔

۶۹۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جمع کیے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو خوب بات ہو سو وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ تم سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے تم کو سجدہ کروایا اور تم کو ہر چیز کا نام سکھلایا سو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو آدم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی۔

۶۹۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا لَفَرِحْنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا لَيَأْتُونَ آدَمَ لَيَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ الْمَلَائِكَةُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا لَيَقُولُ لَهُمْ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ.

فائدہ: اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس کہ اللہ نے اس سے بلا واسطہ کلام کیا اور یہ لفظ توحید اور تفسیر میں گزر چکا ہے اور یہی موافق ہے واسطے ترجمے کے اور اشارہ کیا ہے بخاریؒ نے اس کی

طرف موافق اپنی عادت کے۔ (فتح)

۶۹۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جس رات حضرت ﷺ کو معراج ہوئی کعبے کی مسجد سے حضرت ﷺ کے پاس تین شخص آئے پہلے اس سے کہ آپ کو وحی ہو اور حضرت ﷺ کعبے کی مسجد میں لیٹے تھے تو ان میں سے اول نے کہا کہ وہ ان میں سے کون ہے سو کہا کہ جو ان کے درمیان ہے اور وہ ان میں بہتر ہے تو پچھلے نے کہا کہ ان میں سے بہتر کو لو سو تھا قصہ جو واقع ہوا اس رات میں وہ چیز جو ذکر کی گئی اس جگہ سونہ دیکھا ان کو حضرت ﷺ نے اس کے بعد یعنی ایک رات یا زیادہ کوئی سال یہاں تک کہ وہ اور رات کو حضرت ﷺ کے پاس آئے خواب میں آپ کی آنکھیں سوئی تھیں اور دل جاگتا تھا اور اسی طرح ہے حال سب پیغمبروں کا کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگتا ہے سو انہوں نے حضرت ﷺ سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ آپ کو اٹھایا سو انہوں نے آپ کو زمزم کے کنویں کے پاس رکھا سو ان میں جبریل علیہ السلام آپ کا متولی ہوا سو اس نے حضرت ﷺ کا پیٹ چیرا پانے کے نیچے سے سر سینے تک یہاں تک کہ آپ کے سینے اور پیٹ کو خالی کیا پھر اس کو زمزم کے پانی سے اپنے ہاتھ کے ساتھ دھویا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پیٹ کو پاک صاف کیا پھر ایک سونے کا ٹشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک لگن تھا ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا سو بھرا اس سے جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کے سینے کو اور آپ کے حلق کی رگوں کو پھر اس کو سیا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو پہلے آسمان کی طرف لے کر چڑھا سو آسمان کے ایک دروازے کو دستک دی تو آسمان والوں نے پکارا کہ کون ہے؟ کہا کہ میں جبریل ہوں

۶۹۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لَيْلَةَ أُسْرِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوْحَىٰ إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوْلَهُمْ أَيْهَمُ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ آخِرُهُمْ خُدُوا خَيْرُهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّىٰ أَتَوْهُ لَيْلَةَ أُخْرَىٰ فِيمَا يَرَىٰ قَلْبُهُ وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَلَمْ يُكَلِّمُوهُ حَتَّىٰ احْتَمَلُوهُ فَوَضَعُوهُ عِنْدَ بَنِي زَمْرَمَ فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيلُ فَشَقَّ جِبْرِيلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلَىٰ لَتِيئِهِ حَتَّىٰ فَرَّغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوَّفَهُ فَعَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْرَمَ بِيَدِهِ حَتَّىٰ انْفَىٰ جَوْفَهُ ثُمَّ أَتَىٰ بَطْسَةَ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ تَوْرٌ مِنْ ذَهَبٍ مَحْشُورًا إِيْمَانًا وَحِكْمَةً فَحَشَا بِهِ صَدْرَهُ وَكَأَدَيْدَهُ بَعْنَىٰ عُرُوقِ حَلْقِهِ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَىٰ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَصْرَبَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِهَا فَتَادَاهُ أَهْلُ السَّمَاءِ مِنْ هَذَا فَقَالَ جِبْرِيلُ قَالُوا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بَعَثَ قَالَ نَعَمْ قَالُوا فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا

پھر انہوں نے کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں کہا اور پیغمبر کر کے بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا خوشحال اور خوب ہے آیا اور اہل میں آیا خوش وقت ہوتے تھے ساتھ آپ کے آسمان والے نہیں جانتے آسمان والے جو ارادہ کرتا ہے اللہ زمین میں یہاں تک کہ ان کو معلوم کروائے یعنی جبریل علیہ السلام یا کسی اور کے واسطے سے سو حضرت ﷺ نے پہلے آسمان میں آدم علیہ السلام کو پایا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ تیرا باپ ہے سو اس کو سلام کر حضرت ﷺ نے اس کو سلام کیا آدم علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو سلام کا جواب دیا اور کہا کہ میرا بیٹا خوب ہے آیا اور اہل میں آیا سو تو اچھا بیٹا ہے سو اچانک حضرت ﷺ نے آسمان میں دو نہریں جاری دیکھیں تو پوچھا کہ اے جبریل! یہ دونوں کون سی نہریں ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ نیل اور فرات ہے ان کی اصل ہے پھر لے کر حضرت ﷺ کو آسمان میں سو اچانک حضرت ﷺ نے ایک اور نہر دیکھی اس پر ایک محل تھا موتی اور زبرجد کا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ مارا یعنی نہر میں سو اچانک دیکھا کہ اس کی مٹی مشک اذخر ہے سو پوچھا کہ کیا ہے یہ اے جبریل! کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے تیرے واسطے چھپا رکھا ہے پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو دوسرے آسمان کی طرف لے چڑھے تو اس سے فرشتوں نے کہا جیسا پہلے آسمان والوں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ کہا میں جبریل ہوں کہا اور تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ کہا اور پیغمبر کیا گیا ہے جبریل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا خوب ہی آیا اور اہل میں آیا پھر حضرت جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے اور کہا

فَسْتَبْشِرْ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيدُ اللَّهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى يُعْلِمَهُمْ فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ هَذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ وَقَالَ مَرَحِبًا وَأَهْلًا يَا بَنِي نِعَمِ الْإِبْنِ أَنْتَ إِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهْرَيْنِ يَطْرِدَانِ فَقَالَ مَا هَذَانِ النَّهْرَانِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا النَّيْلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا تَمَّ مَضَى بِهِ فِي السَّمَاءِ إِذَا هُوَ بِنَهْرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لَوْلُوٍ وَذَبْرَجِدٍ فَضْرَبَ يَدَهُ إِذَا هُوَ مَسْكٌ أَذْفَرُ قَالَ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُولَى مِنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قَالُوا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالُوا مَرَحِبًا بِهِ وَأَهْلًا ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّلَاثِيَةِ وَقَالُوا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةِ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ كُلِّ سَمَاءٍ

انہوں نے اس سے جیسا پہلے اور دوسرے آسمان والوں نے کہا پھر وہ حضرت ﷺ کو چوتھے آسمان کی طرف لے کر چڑھے سو انہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو پانچویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو چھٹے آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو ساتویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر آسمان میں پیغمبر تھے حضرت ﷺ نے ان کا نام لیا تو میں نے یاد رکھا ان میں سے اور لیس علیہ السلام کو دوسرے آسمان میں اور ہارون علیہ السلام کو چوتھے میں اور پانچویں میں مجھ کو اس کا نام یاد نہیں رہا اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے میں اور موسیٰ علیہ السلام کو ساتویں میں بہ سبب فضیلت کلام کرنے اللہ کے ان سے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے رب مجھ کو گمان نہ تھا کہ کوئی مجھ سے بلند رتبہ ہوگا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو اس سے اوپر لے کر چڑھے جو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں یہاں تک کہ سدرہ یعنی پرے سرے کی پیری کا درخت آیا اور قریب ہوا اللہ رب العزت اور لٹک آیا سورہ گیا فرق دو کمان کے برابر یا اس سے بھی نزدیک سو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو حکم کیا اس چیز میں کہ آپ کو وحی ہوئی پچاس نمازوں کی تیری امت پر ہر دن میں پھر حضرت ﷺ اترے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو روکا سو کہا اے محمد! تیرے رب نے تجھ کو کیا حکم کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حکم کیا مجھ کو پچاس نمازوں کا ہر دن اور رات میں کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ تیری امت سے یہ نہیں ہو سکے گا یعنی

فِيهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ
إِدْرِيسَ فِي الثَّانِيَةِ وَهَارُونَ فِي الرَّابِعَةِ
وَأَخَرَ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظْ اسْمَهُ
وَأِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ وَمُوسَىٰ فِي
السَّابِعَةِ بِتَفْصِيلِ كَلَامِ اللَّهِ فَقَالَ مُوسَىٰ
رَبِّ لِمَ أَظُنُّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ ثُمَّ عَلَا بِهِ
فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ حَتَّىٰ جَاءَهُ
سِدْرَةٌ الْمُنْتَهَىٰ وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ
فَتَدَلَّنِي حَتَّىٰ كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ
فَأَوْحَىٰ اللَّهُ فِيمَا أَوْحَىٰ إِلَيْهِ خَمْسِينَ
صَلَاةً عَلَىٰ أُمَّتِكَ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَمْ يَهْبَطْ
حَتَّىٰ بَلَغَ مُوسَىٰ فَاحْتَبَسَهُ مُوسَىٰ فَقَالَ يَا
مُحَمَّدُ مَاذَا عَهَدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَهْدَ إِلَيَّ
خَمْسِينَ صَلَاةً كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ إِنَّ
أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ
عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالتَفَّتِ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَىٰ جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ
يَسْتَشِيرُهُ فِي ذَلِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ
نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهِ إِلَىٰ الْجَبَّارِ فَقَالَ
وَهُوَ مَكَانَهُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لَا
تَسْتَطِيعُ هَذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ
ثُمَّ رَجَعَ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَاحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ
يُرِدُّهُ مُوسَىٰ إِلَىٰ رَبِّهِ حَتَّىٰ صَارَتْ إِلَيَّ
خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوسَىٰ عِنْدَ
الْخَمْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ وَاللَّهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ

بِنِي إِسْرَائِيلَ قَوْمِي عَلَىٰ أَدْنَىٰ مِنْ هَذَا
 فَضَعُفُوا فَرَكُوهُ فَأَمَّتْكَ أضعف أجسادا
 وَقُلُوبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ
 فَلْيَخَفْ عَنْكَ رَبُّكَ كُلَّ ذَلِكَ يَلْفِظُ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَىٰ جِبْرِيلَ
 يُشِيرُ عَلَيْهِ وَلَا يَكْرَهُ ذَلِكَ جِبْرِيلُ فَرَفَعَهُ
 عِنْدَ الْخَامِسَةِ فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِي
 ضَعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ
 وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفَّفْ عَنَّا فَقَالَ
 الْجَبَّارُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَيْتَكَ وَسَعَدَيْكَ قَالَ
 إِنَّهُ لَا يَبْدُلُ الْقَوْلَ لَدَيَّ كَمَا فَرَضْتَهُ
 عَلَيْكَ فِي أُمَّ الْكِتَابِ قَالَ فَكُلُّ حَسَنَةٍ
 بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا فَبِي خَمْسُونَ فِي أُمَّ
 الْكِتَابِ وَهِيَ خَمْسُ عَلَيْكَ فَارْجِعْ إِلَيَّ
 مُوسَىٰ فَقَالَ كَيْفَ فَعَلْتُ فَقَالَ خَفَّفْ عَنَّا
 أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا قَالَ
 مُوسَىٰ قَدْ وَاللَّهِ رَاوَدْتُ بِنِي إِسْرَائِيلَ
 عَلَىٰ أَدْنَىٰ مِنْ ذَلِكَ فَرَكُوهُ أَرْجِعْ إِلَيَّ
 رَبُّكَ فَلْيَخَفْ عَنْكَ أَيضًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُوسَىٰ قَدْ وَاللَّهِ
 اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ قَالَ
 فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللَّهِ قَالَ وَاسْتَيْقِظْ وَهُوَ فِي
 مَسْجِدِ الْحَرَامِ.

تیری امت سے ہر روز پچاس نمازیں نہ ہو سکیں گی سو پلٹ جا
 چاہیے کہ تیرا رب تجھ سے اور ان سے تخفیف کرے تو
 حضرت ﷺ نے مڑ کر جبریل علیہ السلام کو دیکھا جیسے اس سے
 مشورہ لیتے تھے سچ اس کے تو جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو
 مشورہ دیا کہ ہاں اگر تو چاہتا ہے تو جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ
 کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے کر چڑھے کہا اور وہ اس کا مکان
 ہے اے میرے رب! ہم سے تخفیف کر کہ میری امت سے یہ
 نہیں ہو سکے گا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کے اوپر سے دس
 وقت کی نماز اتار ڈالی پھر حضرت ﷺ موسیٰ علیہ السلام سے پاس
 پھر آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو رد کا سو ہمیشہ رہے موسیٰ علیہ السلام
 حضرت ﷺ کو پھیرتے اپنے رب کی طرف یہاں تک کہ
 پانچ نمازیں ہوئیں پھر روکا حضرت ﷺ کو موسیٰ علیہ السلام نے
 پانچ کے وقت سو کہا اے محمد! البتہ میں نے گفتگو کی اپنی قوم ہی
 اسرائیل سے اس سے کم تر چیز پر سو عاجز ہوئے اور اس کو چھوڑ
 دیا سو تیری امت ضعیف تر ہے جسم میں اور بدن میں اور دل
 میں اور آنکھوں میں اور کانوں میں یعنی بنی اسرائیل سے سو
 پلٹ جا سو چاہیے کہ تیرا رب تجھ سے تخفیف کرے ہر بار
 حضرت ﷺ جبریل علیہ السلام کی طرف مڑ کر دیکھتے تھے تاکہ
 حضرت ﷺ کو مشورہ دیں اور نہ مکروہ جانتے تھے اس کو
 جبریل علیہ السلام تو جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو پانچوں بار
 اٹھایا سو کہا اے میرے رب! میری امت کے جسم اور بدن اور دل
 اور کان ضعیف ہیں سو ہم سے تخفیف کر تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 اے محمد! کہا کہ حاضر ہوں تیری خدمت میں فرمایا کہ میری
 بات نہیں بدلتی جیسے فرض کی میں نے تجھ پر ام الکتاب میں سو
 ہر نیکی دس گنا ہے سو وہ پچاس ہیں ام الکتاب میں اور وہ پانچ

نمازیں ہیں تجھ پر سو حضرت ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرے سو کہا کہ تو نے کس طرح کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پر آسانی کی ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں عطا کیں کہا موسیٰ علیہ السلام نے قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے کہا سنا بنی اسرائیل کو اس سے کم تر چیز پر سو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو چاہیے کہ تجھ سے تخفیف کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! قسم ہے اللہ کی میں اپنے رب سے شرمنا گیا اس کی طرف پھر پھر جانے سے کہا جبریل علیہ السلام نے سوا تر ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے سو حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تین شخص حضرت ﷺ کے پاس آئے یعنی ایک جبریل علیہ السلام تھے اور ایک میکائیل علیہ السلام اور ایک اور فرشتہ تھا اور یہ جو کہا کہ وحی ہونے سے پہلے تو انکار کیا ہے اس سے علماء نے اور کہا کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی سو کس طرح ہوگی وحی ہونے سے پہلے اور اس کا جواب آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور جس وقت حضرت ﷺ کے پاس فرشتے آئے اس وقت حضرت ﷺ حزہ بنی النضر اور جعفر بنی النضر کے ساتھ سوئے تھے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ اور رات کو آئے تو یہ محمول ہے اس پر کہ فرشتوں کا دوسری بار آنا تھا بعد وحی آنے اور پیغمبر ہونے آپ کے اور اسی وقت واقع ہوئی اسراء اور معراج اور جب دونوں بار آنے کے درمیان کئی سال کا فرق ہے تو ساتھ اس کے دور ہوگا اشکال اور حاصل ہوگی تطبیق کہ معراج بیداری میں تھی پیغمبر ہونے سے بعد اور یہ جو آسمان والوں نے کہا کہ کیا پیغمبر بنا کر بھیجا گیا اور جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں تو یہ قوی تر دلیل ہے کہ معراج پیغمبر ہونے سے بعد ہوئی اور یہ جو کہا کہ پھر جبریل علیہ السلام مجھ کو آسمان پر لے کر چڑھا سو اگر یہ معراج کئی بار ہوئی ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر ایک ہی بار ہوئی ہے تو سیاق میں حذف ہے یعنی پھر حضرت ﷺ کو براق پر سوار کر کے بیت المقدس میں لے گیا پھر وہاں سے آسمان پر اور یہی توجیہ ہے ہر بات کی جو اس روایت میں محذوف ہے اور دوسری روایتوں میں مذکور ہے اور یہ جو کہا کہ اللہ کی کلام کرنے کی فضیلت کے سبب سے تو یہی ہے مراد ترجمہ سے اور مطابق واسطے قول اللہ کے کہ میں نے تجھ کو برگزیدہ کیا لوگوں پر اپنی رسالت اور کلام سے اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے اس قول سے سمجھا کہ اس سے کوئی بلند تر رتبہ نہ ہوگا سو جب اللہ نے حضرت ﷺ کو فضیلت دی ساتھ عطا کرنے مقام محمود وغیرہ کے تو حضرت ﷺ کا رتبہ موسیٰ علیہ السلام سے بلند ہوا کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں جو لنک آنے کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے تو یہ مخالف ہے واسطے عام سلف

اور علماء اور اہل تفسیر کے جو ان سے متقدم ہیں اور جو ان سے متاخر ہیں اور اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ مراد یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام سے قریب ہوئے اور تدلی کے معنی ہیں کہ پس قریب ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اور بعض نے کہا کہ وہ مقدم مؤخر ہے یعنی لنگ آیا پس قریب ہوا اس واسطے کہ تدلی بہ سبب قریب ہونے کے ہے دوسرا قول یہ ہے کہ لنگ آیا آپ کے واسطے جبریل علیہ السلام بعد بلند ہونے کے یہاں تک کہ اس کو اترتے دیکھا جیسا اس کو چڑھتے دیکھا اور یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اللہ نے اس کو قدرت دی اس کی کہ ہوا میں لنگ پڑے بغیر اعتماد کرنے کے کسی چیز پر اور بغیر پکڑنے کے کسی چیز کو تیسرا قول یہ کہ قریب ہوا جبریل علیہ السلام پس لنگ آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسطے سجدہ کرنے اپنے رب کے بطور شکر کے اس چیز پر جو اللہ نے آپ کو عطا کی اور یہ جو کہا کہ جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رب کی طرف لے کر چڑھا اور وہ مکان ہے اس کا تو مراد اس سے مکان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اپنے پہلے مقام میں جس میں اترنے سے پہلے کھڑے ہوئے تھے اور قرطبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ قریب ہوا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا حکم اور امر قریب ہوا اور اصل تدلی کے معنی ہیں اترنا طرف کسی چیز کے تاکہ اس سے قریب ہو اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اتر آیا رُفرف واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے قریب ہوئے اور پہلے گزر چکی ہے سورہ نجم کی تفسیر میں وہ چیز جو وارد ہوئی ہے اس میں کہ مراد ساتھ قول اس کے سے آہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھسو سو پر تھے اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ قول اللہ کا ﴿فَاَوْحِيْ اِلَيْ عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی﴾ اور مقول ہے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہ ضمیر عبدہ میں جبریل علیہ السلام کے واسطے ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو حکم بھیجا اور فرما سے ہے کہ تقدیر یہ ہے کہ وحی کی جبریل علیہ السلام نے اللہ کے بندے کی طرف کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو وحی کی یعنی حکم پہنچایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم پہنچایا اور دور کیا ہے علماء نے اس اشکال کو سو کہا عیاض نے شفا میں کہ نسبت قرب کی طرف اللہ کے یا اللہ سے نہیں مراد ہے اس سے قریب ہونا مکان کا اور نہ قریب ہونا زمانے کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے واسطے ظاہر کرنے بلندی رتبے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بہ نسبت اللہ کے تائیں ہے اپنے پیغمبروں کے واسطے اور اکرام ہے اس کے واسطے اور یہی مراد ہے نزول اور قریب ہونے سے جو حدیثوں میں آیا ہے اور بعض نے کہا کہ دُنُو مجاز ہے قرب معنوی سے واسطے ظاہر کرنے بلندی رتبے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رب اپنے کے اور مراد تدلی سے طلب کرنا زیادہ قرب کا ہے اور قاب قوسین بہ نسبت رب کے مراد ہے لطف محل اور واضح کرنے معرفت کے سے اور بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے سوال کا قبول کرنا ہے اور درجے کا بلند کرنا اور یہ جو کہا کہ اگر تو چاہے تو یہ قوی کرتا ہے اس کو جو میں نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ پچاس نمازوں کا حکم بطور وجوب کے نہ تھا اور یہ جو کہا کہ اس سے کم تر چیز پر تو ایک روایت میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئی تھیں تو انہوں

نے ان کو قائم نہ کیا اور یہ جو کہا کہ جسم میں تو جسم عام تر ہے بدن سے اس واسطے کہ بدن سوائے سر اور ہاتھ پاؤں کے ہے اور یہ جو اس روایت میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ پھر جا بعد فرمانے اللہ کے حضرت ﷺ سے کہ میری بات نہیں بدلتی تو یہ لفظ ثابت نہیں واسطے مخالف ہونے اس کے اور روایتوں کو اور نہیں جائز تھا واسطے موسیٰ علیہ السلام کے کہ حضرت ﷺ کو حکم کریں ساتھ پھر جانے کے اس کے بعد کہ اللہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میری بات نہیں بدلتی اور تمسک کیا ہے اس قول سے جو نسخ کا منکر ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نسخ بیان کرنا انتہا حکم کا ہے سو نہیں لازم آتا ہے اس سے بدلنا قول کا اور یہ جو اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے تو کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ سوئے ہوں حضرت ﷺ اس کے بعد کہ آسمان سے اترے اس واسطے کہ معراج تمام رات نہیں ہوتی رہتی تھی بلکہ رات کے کچھ حصے میں ہوئی تھی پھر حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ مسجد حرام تھی اور احتمال ہے کہ استیظا کے معنی یہ ہوں کہ ہوش میں آئے اس چیز سے کہ اس میں تھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ آسمانوں کے حالات اور فرشتوں کے مشاہدے سے محمور تھے اور اس میں مستغرق تھے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ البتہ حضرت ﷺ نے اللہ کی بڑی نشانیاں دیکھیں سو نہ پھرے حضرت ﷺ اپنی بشریت کے حال کی طرف مگر اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے اور یہ جو حدیث کے اول میں ہے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا تو مراد حضرت ﷺ کی اول قصے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے سونے کے شروع میں تھے سو فرشتہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے آپ کو جگایا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ سونے اور جاگنے کے درمیان تھے کہ آپ کے پاس فرشتہ آیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ آپ کا سونا پکا نہیں تھا نیم خواب تھے اور یہ سب مٹی ہے اس پر کہ یہ سب قصہ ایک ہے لیکن اگر تعدد پر حمل کیا جائے کہ معراج ایک بار خواب میں ہوئی اور ایک بار بیداری میں تو اس تاویل کی حاجت نہیں رہتی اور دفع ہوتا ہے سب اشکال اور بعض نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیے گئے موسیٰ علیہ السلام ساتھ اس کے سوائے اور پیغمبروں کے جن سے معراج میں ملاقات ہوئی تو یہ اس واسطے ہے کہ اترنے کے وقت پہلے انہیں سے حضرت ﷺ کی ملاقات ہوئی تھی اور یا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت زیادہ ہے اور امتوں سے اور یا اس واسطے کہ اس کی کتاب بڑی ہے سب کتابوں سے جو قرآن سے پہلے اتریں تشریح اور احکام میں اور یا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت تکلیف دی گئی تھی نمازوں سے جو ان پر دشوار ہوئیں تو موسیٰ علیہ السلام اس سے ڈرے کہ محمد ﷺ کی امت پر بھی دشوار نہ ہوں۔

کلام کرنا اللہ تعالیٰ کا بہشتیوں سے یعنی بعد داخل ہونے

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

ان کے بہشت میں

۶۹۶۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۶۹۶۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ فرمائے گا بہشتیوں سے اے بہشتیو! تو وہ کہیں گے اے رب ہم حاضر ہیں خدمت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے پھر اللہ فرمائے گا کیا تم راضی ہو؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم کیوں نہ راضی ہوں اے رب! اور تو نے ہم کو اتنا کچھ دیا ہے کہ کسی کو نہیں دیا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بھلا ہم تم کو اس سے بھی کوئی چیز عمدہ دیں؟ تو وہ کہیں گے کہ اے رب! بہشت سے زیادہ کون سی عمدہ چیز ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میں نے اتاری تم پر رضا مندی اپنی سوا اس کے بعد اب میں کبھی تم پر غصہ نہ کروں گا۔

ابْنُ وَهَبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أُعْطِينَا مَا لَمْ نَعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ إِلَّا أُعْطِيَكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُ أَحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا مندی بہشت کی سب نعمتوں سے عمدہ ہے جو بہشت کے بعد ملے گی اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ رضا مندی اللہ کی افضل ہے اس کی ملاقات سے اور جواب یہ ہے کہ مراد حاصل ہونا سب اقسام رضا مندی کا ہے اور اللہ کی ملاقات بھی مجملہ اس کے ہے سو نہیں ہے کوئی اشکال اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جبرہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نسبت کرنا جگہ کا اس کے رہنے والے کی طرف اگرچہ دراصل وہ جگہ اس کی نہ ہو اس واسطے کہ بہشت اللہ کی ملک ہے اور اس کو بہشتیوں کی طرف منسوب کیا اپنے قول سے یا اہل الجنتہ اور حکمت بیچ ذکر کرنے دوام رضا کے بعد قرار پلانے کے یہ ہے کہ اگر خبر دیتا ساتھ اس کے پہلے استقرار سے تو یہ علم یقین کے باب سے ہوتا سو خبر دی بعد استقرار کے تاکہ ہو یقین یقین کے باب سے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول میں ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں لائق ہے کہ خطاب کیا جائے کوئی ساتھ کسی چیز کے یہاں تک کہ ہونزدیک اس کے جو استدلال کرے ساتھ اس کے اوپر اس کے اگرچہ بعض پر ہو اور اسی طرح لائق ہے واسطے مرد کے یہ کہ نہ لے امروں سے مگر جس قدر اٹھا سکے اور اس میں ادب ہے سوال میں واسطے قول بہشتیوں کے کہ بہشت سے کون سی چیز عمدہ ہے اس واسطے کہ ان کو معلوم نہ تھا کہ کوئی چیز افضل ہے اس چیز سے جس میں وہ ہیں سو انہوں نے استفہام کیا اس چیز سے کہ ان کو معلوم نہ تھی اور اس حدیث میں ہے کہ سب خیر اور افضل اور رشک سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی رضا مندی میں ہے اور جو چیز کہ اس کے

سوائے ہے اگرچہ اس کی تسمیہ مختلف ہیں سو وہ اس کے اثر سے ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ ہر بہشتی اپنے حال کے ساتھ راضی ہوگا اگرچہ ان کے درجے مختلف ہوں گے اس واسطے کہ سب بہشتیوں نے ایک لفظ سے جواب دیا اور وہ قول ان کا ہے کہ تو نے ہم کو وہ چیز دی ہے کہ کسی کو نہیں دی۔ (بخ)

۶۹۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حدیث بیان کرتے تھے اور آپ کے پاس ایک گنوار مرد تھا کہ ایک بہشتی مرد نے اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگی سو اللہ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو حاصل نہیں جو تیرا جی چاہتا ہے اس نے کہا کہ کیوں نہیں سب کچھ موجود ہے لیکن مجھ کو کھیتی کرنا بہت اچھا لگتا ہے پھر اس نے جلدی کی اور بیج بویا سو اس کے اگنے اور زور پکڑنے اور کٹنے اور پہاڑوں کے برابر ڈھیر لگ جاتے تھے پلک مارنے سے بھی جلدی یعنی ابھی پلک بھی نہ چھپکی تھی کہ یہ سب کام ہو گئے پھر اللہ فرمائے گا اس کو اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو اس گنوار نے کہا یا حضرت! نہ پائیں گے آپ اس کو مگر قریشی یعنی یہ مرد تو قریشی ہو گا یا انصاری اس واسطے کہ وہی ہیں کھیتی والے اور ہم تو کھیتی کرنے والے نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔

۶۹۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هَلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ أَوْلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلَى وَلَكِنِّي أَحِبُّ أَنْ أُزْرَعَ فَاسْرَعَ وَبَدَرَ فَيَبَادِرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتَوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِينُهُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى ذُوْنَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَجِدْ هَذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اے آدمی! تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو اس پر اشکال وارد ہوتا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنَّ لَكَ أَنْ لَا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى﴾ اور جواب یہ ہے کہ پیٹ بھرنے کی نفی نہیں واجب کرتی بھوک کو اس واسطے کہ ان کے درمیان ایک واسطہ ہے اور وہ کفایت ہے اور بہشتیوں کا کھانا چین اور طلب لذت کے لیے ہے نہ بھوک سے اور اختلاف ہے اس میں کہ بہشت میں پیٹ بھرے گا یا نہیں اور ٹھیک بات یہ ہے کہ اس میں پیٹ نہیں بھرے گا اس واسطے کہ اگر اس میں پیٹ بھر جائے تو ہمیشہ لذت دار چیزوں کا کھانا منع ہو اور اس کے بعد کوئی چیز نہ کھا سکیں۔ (بخ)

بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ بِالْأَمْرِ وَذِكْرِ الْعِبَادِ
ذکر کرنا اللہ کا ساتھ امر کے اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا

بالذَّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرَّسَالَةِ وَالْإِبْلَاحِ
لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾
کے اور تضرع کے اور رسالت اور بلاغ کے واسطے دلیل
قول اللہ تعالیٰ کے یاد کرو مجھ کو میں یاد کروں گا تم کو۔

فائدہ: کہا بخاری رضی اللہ عنہ نے سچ کتاب خلق افعال العباد کے کہ بیان کیا ساتھ اس آیت کے ذکر کرنا بندے کا اللہ کو
اور ہے اور ذکر کرنا اللہ کا بندے کو اور ہے اس واسطے کہ بندے کا ذکر دعا کرنا اور گڑگڑانا اور تعریف کرنا ہے اور اللہ کا
ذکر قبول کرنا ہے بندے کی دعا کو پھر ذکر کی یہ حدیث کہ جس کو مشغول کر رکھا میرے ذکر نے میرے سوال سے تو میں
دوں گا اس کو افضل اس چیز سے کہ سوال کرنے والوں کو دوں گا کہا ابن بطلال نے کہ معنی باب ذکر اللہ بالامر کے ہیں
ذکر کرنا اللہ کا اپنے بندوں کو ساتھ اس طرح کے کہ حکم کیا ان کو اپنی طاعت کا اور ذکر کرنا بندوں کا اپنے رب کو یہ ہے
کہ اس سے دعا کریں اور اس کی طرف گڑگڑائیں اور اس کے پیغام کو خلقت کی طرف پہنچائیں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ اس کی فرمانبرداری میں ہو تو اللہ اس کو اپنی
رحمت سے یاد کرتا ہے اور اگر اللہ کو یاد کرے اور گناہ پر ہو تو اللہ اس کو لعنت سے یاد کرتا ہے کہا اور معنی یہ ہیں کہ یاد
کرو مجھ کو طاعت سے یاد کروں گا میں تم کو مدد سے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ بندگی
کے میں یاد کروں گا تم کو ساتھ مغفرت کے یا معنی یہ ہیں کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ توحید کے یاد کروں گا میں تم کو ساتھ
ثواب کے یا مجھ سے دعا مانگو میں اس کو قبول کروں گا اور بہر حال قول اس کا اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا کے الخ
تو یہ سب واضح ہے پیغمبروں کے حق میں اور شریک ہیں ان کو دعا اور عاجزی کرنے میں باقی بندے اور افضل ذکر وہ
ہے جودل اور زبان دونوں سے ہو پھر وہ افضل ہے جودل سے ہو پھر جو زبان سے ہو۔ (فتح)

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا
قَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي
وَتَذَكِيرِي بآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ
تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَائِكُمْ
ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ
اقضُوا إِلَيَّ وَلَا تَنْظُرُونَ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ
فَمَا سَأَلْتِكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنَّ أَجْرِي إِلَّا
عَلَى اللَّهِ وَآمَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ
الْمُسْلِمِينَ﴾ غُمَّةٌ هُمْ وَضِيقٌ.

اور پڑھ ان پر حال نوح علیہ السلام کا جب اس نے اپنی قوم
سے کہا اے قوم! اگر بھاری ہوا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا اور
سمجھانا اللہ کی باتوں سے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا سو تم
مل کر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریک پھر نہ
رہے تمہارا کام تم پر پوشیدہ پھر کرو میری طرف اور مجھ کو
فرصت نہ دو اللہ کے قول مسلمین تک اور غمہ کے معنی ہیں
غم اور تنگی۔

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کہ اللہ نے ذکر کیا ہے نوح علیہ السلام کو ساتھ

اس چیز کے کہ پہنچائی اس نے اس کے امر سے اور ذکر کیا اپنے رب کی آیتوں کو اور اسی طرح فرض کیا ہے ہر پیغمبر پر پہنچانا اس کی کتاب اور شریعت کا اور کہا کرمانی نے کہ جب نوح علیہ السلام نے اللہ کی آیتیں اپنی امت کو پہنچائیں تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کو اپنی امت کی طرف پہنچانے کا حکم ہے اور غمہ کے معنی ہیں جو چیز کہ ظاہر نہ ہو یعنی

www.KitaboSunnat.com

پھر تم کو کچھ شبہ نہ رہے۔ (فتح)
 قَالَ مُجَاهِدٌ أَقْضُوا إِلَيَّ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ
 اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ثُمَّ أَقْضُوا
 إِلَيَّ وَلَا تَنْظُرُونَ﴾ یعنی پھر پہنچاؤ مجھ کو جو تمہارے دل
 میں ہے۔

فائدہ: اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں پھر کرو جو تمہارے واسطے ظاہر ہو اور بعض نے کہا کہ کرو جو چاہو قول وغیرہ سے اور کہا جاتا ہے کہ افرق کے معنی ہیں اتض یعنی ظاہر کر امر کو اور جدا کر اس کو ساتھ اس طرح کے کہ اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے کہ اگر کوئی آدمی حضرت ﷺ کے پاس آئے پھر حضرت ﷺ کا کلام سنے اور جو آپ پر اتار گیا تو وہ پناہ میں ہے جب تک کہ اتار ہے اور اللہ کا کلام سنتا رہے اور یہاں تک کہ اپنے امن کی جگہ میں پہنچے جس جگہ آیا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ﴾ إِنْسَانٌ يَأْتِيهِ فَيَسْمَعُ مَا يَقُولُ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ فَهُوَ آمِنٌ حَتَّى يَأْتِيَهُ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ وَحَتَّى يَبْلُغَ مَأْمَنَهُ حَيْثُ جَاءَهُ.

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ ذکر کرنا اس آیت کا اس سبب سے ہے کہ اللہ نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو ساتھ پناہ دینے اس شخص کے جو ذکر کو سنے جب تک کہ اس کو سنتا رہے پھر اگر ایمان لائے تو بہتر ہوں نہیں تو اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دیا جائے یہاں تک کہ اللہ اس کے حق میں حکم کرے جو چاہے۔ (فتح)

اور مراد نبی عظیم سے جو سورہ عم میں واقع ہوا ہے قرآن

النبأ العظيم القرآن

ہے یعنی جب پوچھیں تو ان کو قرآن پہنچا دے

اور صواب کے معنی حق ہیں یعنی کہا حق دنیا میں اور عمل کیا

﴿صَوَابًا﴾ حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمَلٌ بِهِ

اس کے ساتھ

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ مراد یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَا مَنُ أَدْنَىٰ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ یعنی دنیا میں حق کہا اور اس کے ساتھ عمل کیا سو وہی ہے جس کو اجازت ہوگی کلام کرنے کی آگے اللہ کے ساتھ شفاعت کے جس

کے واسطے شفاعت کا حکم ہوگا اور وجہ مناسبت اس کی یہ ہے کہ تفسیر کرنا صوابا کی ساتھ قول حق اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے دنیا میں مثلاً ہے اللہ کے ذکر کو زبان سے ہو یا دل سے یا دونوں اکٹھے پس مناسب ہوگا اس کے اس قول کو ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا اور تضرع کے اور اس باب میں کوئی حدیث مرفوعہ نہیں بیان کی اور شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے اس جگہ بیاض چھوڑا ہوگا ناخ نے اس کو مٹا دیا اور لائق ساتھ اس باب کے حدیث قدسی ہے کہ جو مجھ کو اپنے جی میں یاد کرے میں اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور جو ذکر کرے مجھ کو جماعت میں آدمیوں سے ساتھ دعا اور عاجزی کے تو میں اس کو فرشتوں کی جماعت میں ذکر کرتا ہوں ساتھ رحمت اور مغفرت کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾
باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ نہ ٹھہراؤ اللہ کے واسطے کوئی شریک اور ٹھہراتے ہو تم اللہ کا شریک یہ رب ہے سارے جہان کا۔

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ غرض بخاری رضی اللہ عنہ کی ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ سب افعال اللہ کی طرف منسوب ہیں برابر ہے کہ مخلوق سے ہوں نیک ہوں یا بد پس سب افعال اللہ کی پیدائش ہیں اور بندوں کا سبب ہے اور نہیں منسوب کی جاتی ہے کوئی چیز خلق سے طرف غیر اللہ کی تاکہ ہو وہ شریک اور ثانی اور مساوی اس کے واسطے بچ نسبت کرنے فعل کے اس کی طرف اور البتہ تشبیہ کی ہے اللہ نے بندوں کو اس پر ساتھ آیتوں مذکورہ وغیرہ کے جو تصریح کرنے والی ہیں ساتھ نفی شریک کے اور معبودوں کے جو اللہ کے سوائے پکارے جاتے ہیں پس یہ آیتیں بغل گیر ہیں رد کو اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ بندہ اپنے کاموں کو آپ پیدا کرتا ہے اور ان میں سے بعض وہ آیتیں ہیں کہ ڈرایا ہے اس کے ساتھ ایمانداروں کو یا ثنا کی اوپر ان کے اور بعض وہ ہیں کہ جھڑکا ساتھ اس کے کافروں کو اور حدیث باب کی ظاہر ہے بچ اس کے اور کہا کرمانی نے کہ ترجمہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مقصود ثابت کرنا نفی شریک کا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے لیکن نہیں ہے مقصود اس جگہ یہ بلکہ مراد بیان ہونا افعال بندوں کا ہے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے یعنی بندوں کے افعال کا خالق اور پیدا کرنے والا اللہ ہے اس واسطے کہ اگر بندے اپنے افعال کے آپ خالق اور پیدا کرنے والے ہوتے تو پیدا کرنے میں اللہ کے شریک ہوتے اسی واسطے عطف کیا مذکور کو اوپر اس کے اور بغل گیر ہے یہ رد کو جہمیہ پر اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور معتزلہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ بندے کے کاموں میں اللہ کی قدرت کو کچھ دخل نہیں اور مذہب حق یہ ہے کہ نہ جبر ہے نہ قدر ہے بلکہ امر بین میں ہے اور اگر کہا جائے کہ نہیں خالی ہے یہ کہ فعل بندے کی قدرت سے ہے یا نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے واسطے درمیان نفی اور اثبات کے بنا بر شق اول کے ثابت ہوگا قدر جس کے معتزلہ قائل ہیں ورنہ ثابت ہوگا جبر اور وہ قول جہمیہ کا ہے تو جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ بلکہ بندے کے واسطے قدرت ہے کہ فرق کیا جاتا ہے اس کے ساتھ درمیان اترنے والے کے منارے سے اور گرنے والے کے اس سے لیکن

اس کی قدرت کے واسطے تاثیر نہیں ہے بلکہ اس کا یہ فعل اللہ کی قدرت سے واقع ہونے والا ہے سو تاثیر قدرت اس کی بیچ اس کے بعد قدرت بندے کے ہے اور اس کے اور اسی کا نام رکھا گیا ہے کسب اور بندے کی قدرت کی حاصل تعریف یہ ہے کہ وہ ایک صفت ہے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر فعل اور ترک عادت میں اور واقع ہوتی ہے موافق ارادے کے اور البتہ طول کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس مسئلے کی تقریر میں اور مدولی ہے اس نے ساتھ آیتوں اور حدیثوں اور آثار کے جو وارد ہیں سلف سے بیچ اس کے اور غرض اس کی اس جگہ رد کرنا ہے اس شخص پر جو فرق کرتا ہے درمیان تلاوت اور تملو کے اسی واسطے اس کے بعد وہ باب لایا ہے جو اس کے ساتھ متعلق ہے مثل اس باب کی لا تحرک بہ لسانک اور باب واسر و اقولکم او اجہروا بہ اور سوائے اس کے اور یہ مسئلہ مشہور ہے ساتھ مسئلے لفظ کے اور سخت انکار کیا ہے امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے تابعداروں نے اس پر جو کہتا ہے لفظی بالقرآن مخلوق یعنی بولنا میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہے اور کہا بیہقی نے کہ مذہب سلف اور خلف کا اہل حدیث اور اہل سنت سے یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے اور بہر حال تلاوت سو اس میں ان کے دو قول ہیں بعض نے فرق کیا ہے درمیان تلاوت اور تملو کے اور بعض نے پسند کیا ہے اس کو کہ اس میں کلام اور بحث نہ کی جائے اور اصل بخاری رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ رد کرے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ بندوں کے اصوات یعنی بندوں کی آواز مخلوق نہیں سو ثابت کیا ہے آیتوں اور حدیثوں سے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور حاصل یہ ہے کہ اہل کلام کے اس میں پانچ قول ہیں اول معتزلوں کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہے دوسرا کلابیہ کا قول ہے کہ وہ قدیم ہے قائم ہے ساتھ ذات رب کے نہیں ہے حروف اور نہ اصوات اور موجود لوگوں کے درمیان جو ہے وہ اس کی مراد ہے نہ عین اس کا تیسرا قول سالمیہ کا ہے کہ وہ حروف اور اصوات ہیں قدیم الذات ہیں اور وہ عین ہے ان حروف کا جو مکتوب ہیں اور آوازوں کا جو مسوع ہیں چوتھا قول کرامیہ کا ہے کہ وہ محدث ہے نہ مخلوق پانچواں قول یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے غیر مخلوق اور اللہ ازل سے کلام کرنے والا ہے جب چاہے نص کی ہے اس پر امام احمد رحمہ اللہ نے اور ان کے اصحاب دد فرتے ہیں بعض نے کہا کہ وہ لازم ہے اس کی ذات کو اور حروف اور اصوات آپس میں قرین ہیں نہ آگے پیچھے اور سنا تا ہے کلام اپنا جس کو چاہتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ کلام کرنے والا ہے جو چاہے جب چاہے اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا جب کہ اس سے کلام کیا اور اس سے پہلے اس کو نہیں پکارا تھا اور جس پر قول اشعریہ کا قرار پایا ہے یہ ہے کہ قرآن کلام اللہ کا ہے غیر مخلوق لکھا ہے کاغذوں میں محفوظ ہے سینوں میں پڑھا گیا ہے ساتھ زبانوں کے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ قرآن کو دشمن کی زمین کی طرف نہ لے جاؤ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن پا جائے تو مراد اس سے وہ قرآن ہے جو کاغذوں میں ہے نہ جو سینوں میں ہے اور اجماع ہے سلف کا کہ جو چیز کہ دو جلدوں کے درمیان ہے وہ قرآن ہے اور بعض نے کہا کہ قرآن بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مقرو ہوتا ہے اور وہ اس کی قدیمی صفت ہے اور کبھی بولا جاتا ہے اور مراد اس سے

قرأت ہوتی ہے اور وہ الفاظ ہیں جو دلالت کرنے والے ہیں اور اس کے اور اسی سبب سے واقع ہوا ہے اختلاف اور بہر حال یہ قول ان کا کہ اللہ پاک ہے حروف اور اصوات سے تو مراد ان کی کلام نفسی ہے جو قائم ہے ساتھ ذات مقدس کے سو وہ اس کی قدیمی صفتوں سے ہے اور چونکہ اس مسئلے میں بہت اختلاف اور سخت التباس ہے اسی واسطے منع کیا ہے سلف نے اس میں بحث کرنے سے اور کفایت کی انہوں نے ساتھ اس اعتقاد کے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں یعنی آدمی کو چاہیے کہ صرف اتنا اعتقاد رکھے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور اس سے زیادہ نہ بولے اور یہ سالم تر ہے سب اقوال سے واللہ المستعان۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾
اور اللہ نے فرمایا اور جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور معبود کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں کما تقدم فی تفسیر سورة الفرقان کہ اس میں ہے اس کے قول کے بعد کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے اور حضرت ﷺ کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتری کہ جو اللہ کے ساتھ اور معبود نہیں پکارتے اور شاید کہ بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تفسیر جعل کی جو پہلی دونوں آیتوں میں مذکور ہے اور یہ کہ مراد دعا ہے ساتھ معنی پکارنے کے یا ساتھ معنی عبادت کے یا ساتھ معنی اعتقاد کے۔ (فتح)

﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكَتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ بَلِ اللَّهُ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾
اور البتہ حکم ہوا ہے تجھ کو اے محمد! اور تجھ سے اگلوں کو کہ اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو تیرا عمل باطل ہو جائے گا اور البتہ تو ہوگا خسارہ پارنے والوں سے بلکہ فقط اللہ ہی کو پوج اور ہو شکر گزاروں سے۔

فائدہ: اور غرض اس سے تشدید وعید کی ہے اس شخص پر جو اللہ کا شریک کرے اور یہ کہ شرک سے سب دینوں میں ڈرایا گیا ہے اور یہ کہ آدمی کے واسطے عمل ہے جس پر اس کو ثواب ملتا ہے جب کہ شرک سے بچے اور باطل ہو جاتا ہے ثواب اس کا جب کہ شرک کرے۔ (فتح)

﴿وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ﴾ وَ ﴿مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ فَذَلِكَ إِيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُونَ غَيْرَهُ وَمَا

اور کہا عکرمہ نے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان میں ساتھ اللہ کے مگر اور حالانکہ وہ مشرک ہے کہا عکرمہ نے کہ پوچھتا ہے ان سے کہ کس نے پیدا کیا ہے ان کو اور کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے سو یہ ایمان

ان کا اور حالانکہ اس کے غیر کو پوجتے ہیں اور جو ذکر کیا گیا ہے سچ پیدا کرنے افعال بندوں کے اور ان کے کسب کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے اور پیدا کیا ہے ہر چیز کو اور اندازہ کیا ہے اس کو اندازہ کرنا۔

فائدہ: وجہ دلالت کی عموم قول اس کے کا ہے پیدا کیا ہر چیز کو اور کسب بھی چیز ہے سو وہ بھی اللہ کا مخلوق ہوگا۔ اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں اترتے فرشتے مگر ساتھ حق کے یعنی ساتھ رسالت اور عذاب کے، یعنی تا کہ پوچھے بچوں کو یعنی پہنچانے والوں کو پیغمبروں سے یعنی اس سے کہ ان کی امتوں نے ان کو کیا جواب دیا، اور البتہ ہم قرآن کے گناہ رکھنے والے ہیں یعنی اپنے نزدیک اور جو لایا ساتھ صدق کے یعنی قرآن کے اور سچا جانا اس کو یعنی ایماندار کہے گا قیامت کے دن یہ قرآن ہے جو تو نے مجھ کو دیا میں نے عمل کیا اس کے ساتھ جو اس میں ہے۔

ذُكِرَ فِي خَلْقِ أَعْمَالِ الْعِبَادِ وَأَكْسَابِهِمْ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَرَهُ تَقْدِيرًا﴾.

فَأَنَّ: وَجْهَ دِلَالَتِ كِي عَمُومِ قَوْلِ اس كِ كَا هَيَّ پيدا كيا هر چيز كو اور كسب بهي چيز هَيَّ سو وه بهي الله كا مخلوق هوگا۔ اور كها مجاهد نے اس آيت كي تفسير ميں اور نهيں اترتے فرشتے مگر ساتھ حق كے يعني ساتھ رسالت اور عذاب كے، يعني تا كه پوچھے بچوں كو يعني پہنچانے والوں كو پيغمبروں سے يعني اس سے كه ان كي امتوں نے ان كو كيا جواب ديا، اور البته هم قرآن كے گناہ ركھنے والے هيں يعني اپنے نزديك اور جو لايلا ساتھ صدق كے يعني قرآن كے اور سچا جانا اس كو يعني ايماندار كهے گا قيامت كے دن يه قرآن هے جو تو نے مجھ كو ديا ميں نے عمل كيا اس كے ساتھ جو اس ميں هے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد صدق سے اس آیت میں لا الہ الا اللہ ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد صدق لانے والے سے محمد ﷺ ہیں اور مراد تصدیق کرنے والے سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور کہا طبری نے کہ اولیٰ یہ ہے کہ مراد ساتھ صدق لانے والے کے ہر شخص ہے جو بلائے طرف توحید کی اور ایمان لانے کی ساتھ پیغمبر اس کے کی اور جو وہ لائے اور تصدیق کرنے والے سے مراد ایمان دار ہیں۔ (فتح)

۶۹۶۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا کہ بے شک یہ بڑا گناہ ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے تو ڈرے کہ تیرے ساتھ کھائے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے۔

۶۹۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتَ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قُلْتَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ

تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتَ نَعَمْ أَيْ قَالَ
نَعَمْ أَنْ تَرَائِي بِحَلِيلَةِ جَارِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اشارہ کرنے ہے اس طرف کہ جو گمان کرے کہ وہ اپنے فعل کو آپ پیدا کرتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور حالانکہ وارد ہو چکی ہے اس میں وعید شدید سواں کا اعتقاد حرام ہوگا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے لیکن تم نے گمان کیا کہ بے شک اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو۔

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ غرض بخاری رضی اللہ عنہ کی اس باب میں ثابت کرنا صحیح کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور میں کہتا ہوں کہ غرض اس کی اس باب میں ثابت کرنا اس چیز کا ہے جو اس کا مذہب ہے کہ اللہ کلام کرتا ہے جب چاہتا ہے اور یہ حدیث مثال ہے اتارنے آیت کے کی بعد آیت کے بہ سبب اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے زمین میں اور جس کا یہ مذہب ہے کہ کلام صفت ہے قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ اتارنا بحسب واقعات کے لوح محفوظ سے ہے یا دنیا کے آسمان سے جیسا کہ وارد ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اترا سب قرآن ایک بار پہلے آسمان کی طرف سو رکھا گیا بیت العزت میں پھر اتارا گیا زمین کی طرف متفرق طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے۔ (فتح)

٦٩٦٧- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ النَّبِيِّ تَفَفِّيَّانَ وَقُرَيْشِيٌّ أَوْ قُرَشِيَّانِ وَتَفَفِّيٌّ كَثِيرَةٌ سَخِمُ بَطُونُهُمْ قَلِيلَةٌ فِقَهُ قُلُوبُهُمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرُونَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ قَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَانزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَمَا كُنْتُمْ

٦٩٦٤- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے پاس کعبے کے دو مرد ثقفی اور ایک مرد قریشی یا دو قریشی اور ایک ثقفی بہت موٹے پیٹ والے کم سمجھ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ سنتا ہے اگر ہم پکار کے بات کریں اور نہیں سنتا اگر ہم چپکے سے بات کریں اور تیسرے نے کہا کہ اگر ہمارے پکار کے بات کرنے کے وقت سنتا ہے تو ہمارے چپکے سے بات کہنے کے وقت بھی سنتا ہے تو اللہ نے یہ آیت اتاری اور تم پردہ نہیں کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے آخر آیت تک۔

تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا
أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ) الْآيَةَ.
بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي
شَأْنٍ﴾

فائدہ: اس کا بیان تفسیر میں گزر چکا ہے۔

﴿مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ
مُحَدَّثٍ﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَعَلَّ اللَّهُ يُحَدِّثُ
بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ وَأَنَّ حَدِيثَهُ لَا يُشْبِهُ
حَدِيثَ الْمَخْلُوقِينَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَيْسَ
كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾.

ہر دن اللہ ایک حالت میں ہے یعنی ثواب دینے میں یا
عذاب دینے یا جلانے میں یا مارنے میں

اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی ذکر ان کے رب کی طرف
سے نیا اور اللہ نے فرمایا کہ شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا
امر پیدا کرے اور یہ کہ پیدا کرنا اس کا مخلوق کے پیدا
کرنے کے مشابہ نہیں واسطے دلیل اس قول اللہ کے نہیں
مانند اس کے کوئی چیز اور وہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ فرق ہے درمیان وصف کرنے کلام اللہ کے ساتھ
اس کے کہ وہ مخلوق ہے اور درمیان وصف کرنے اس کے ساتھ اس کے کہ وہ محدث ہے اور یہ قول بعض معتزلہ اور اہل
ظاہر کا ہے اور یہ خطا ہے اس واسطے کہ جو ذکر کہ موصوف ہے آیت میں ساتھ احداث کے نہیں ہے وہ نفس کلام اس کا
واسطے قائم ہونے دلیل کے اوپر اس کے کہ محدث اور منشاء اور مخلوق اور مخترع سب الفاظ ہم معنی ہیں یعنی ان سب
کے ایک معنی ہیں اور جب نہیں جائز ہے وصف کرنا کلام اس کے کہ جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے ساتھ اس کے
کہ وہ مخلوق ہے تو اسی طرح نہیں جائز ہوگا وصف کرنا اس کا ساتھ اس کے کہ وہ محدث ہے اور جب اس طرح ہوا تو
مراد ساتھ ذکر کے آیت میں وہ رسول ہے یعنی کوئی نیا رسول ان کے پاس نہیں آیا اور احتمال ہے کہ مراد ذکر سے اس
جگہ رسول کا وعظ ہو جو کافروں کو کرتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ مرجع احداث کا آیت میں اتیان کی طرف ہے یعنی
آنے کی طرف نہ ذکر قدیم کی طرف اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن تھوڑا تھوڑا ہو کے اترا سو اس کا نزول وقت
بوقت نیا ہوتا تھا جیسا کہ عالم جانتا ہے جو جاہل نہیں جانتا پھر جب جاہل اس کو جانتا ہے تو نیا پیدا ہوتا ہے نزدیک اس
کے علم اور نہیں ہوتا ہے احداث اس کا وقت سیکھنے کے عین معلوم کا میں کہتا ہوں اور احتمال اخیر قریب تر ہے طرف مراد
بخاری رحمہ اللہ کی واسطے اس چیز کے کہ میں نے پہلے بیان کی کہ بنا ان ترجموں کے نزدیک اس کے اوپر ثابت کرنے
اس بات کے ہے کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں اور مراد اس کی اس جگہ حدیث بہ نسبت اتارنے قرآن کے ہے اور
ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن منیر وغیرہ نے اور کہا کرمانی نے کہ اللہ کی صفات سلبیہ ہیں اور وجودیہ اور اضافیہ پس
سلبیہ تزیہات ہیں اور وجودیہ قدیمہ ہیں اور اضافیہ خلق اور رزق ہیں اور وہ حادثہ ہیں اور نہیں لازم آتا ہے ان کے

حدوث سے تغیر اللہ کی ذات میں اور نہ اس کی صفات وجودیہ میں جیسا کہ تعلق علم اور قدرت کا ساتھ معلومات اور مقدرات کے حادث ہے اور اسی طرح تمام صفات فعلیہ اور جب مقرر ہو چکا تو اتارنا قرآن کا حادث ہے اور منزل یعنی قرآن قدیم ہے اور تعلق قدرت کا حادث ہے اور نفس قدرت کا قدیم ہے سو مذکور یعنی قرآن قدیم ہے اور ذکر حادث ہے اور جو ابن بطلال نے کہا اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بخاری رضی اللہ عنہ کا یہ مقصود نہیں اور نہ وہ راضی ہے اس سے جو اس کی طرف منسوب کیا گیا اس واسطے کہ مخلوق اور محدث کے درمیان کچھ فرق نہیں نہ عقل کی رو سے نہ نقل کی رو سے نہ عرف کی رو سے اور نقل کیا ہے ہروی نے ابن راہویہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ مَنْ رَئَيْهِمْ مُحَدَّثٌ﴾ کہا کہ قدیم ہے رب العزت کی طرف سے نیا اتار گیا ہے طرف زمین کی سو یہ ہے پیشوا بخاری رضی اللہ عنہ کا بیچ اس کے اور کہا بخاری رضی اللہ عنہ نے حرکات ان کی اور اصوات ان کی اور کسب ان کا اور لکھنا ان کا مخلوق ہے اور بہر حال قرآن جو پڑھا گیا ہے بیان کیا گیا ہے ثابت کیا گیا ہے کاغذوں میں جو لکھا گیا ہے اور یاد رکھا گیا ہے دلوں میں سو وہ اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور کہا ابن راہویہ نے بہر حال برتن یعنی سیاہی اور کاغذ اور مانند ان کی سو وہ مخلوق ہیں اور تو لکھتا ہے اللہ کو اور اللہ ہی ہے فی ذاتہ پیدا کرنے والا اور تیرا لکھنا تیرا فعل ہے اور وہ مخلوق ہے اس واسطے کہ ہر چیز اللہ کے سوائے اس کے پیدا کرنے سے ہے۔ (فتح)

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اپنے امر سے جو چاہتا ہے اور اس چیز سے کہ نئی پیدا کی یہ ہے کہ نہ کلام کر و نماز میں۔

يَشَاءُ وَإِنْ مِمَّا أَحَدَتْ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ.

فائدہ: عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں سلام کیا کرتے تھے اور اپنی حاجت کا حکم کرتے تھے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز میں تھے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ حدیث فرمائی۔ (فتح)

۶۹۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنِ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ أَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللَّهِ تَقَرُّوْا وَنَهْ مَحْضًا لَمْ يَشِبْ.

۶۹۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تم کیوں پوچھتے ہو اہل کتاب کو ان کی کتاب سے اور تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے یعنی قرآن کہ اس کے نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئیں تم اس کو پڑھتے ہو اس حال میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز مخلوط نہیں ہوئی۔

۶۹۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے! کیوں پوچھتے ہو تم اہل کتاب سے کچھ چیز اور حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے تمہارے پیغمبر پر اتاری اس کے نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو اللہ کی طرف سے اتریں اس حال میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز نہیں ملی اور البتہ اللہ نے تم سے بیان کر دیا کہ اہل کتاب نے بدل ڈالا ہے اللہ کی کتابوں کو اور متغیر کر دیا سوانہوں نے اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں اور کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہیں تاکہ لیں اس کے بدلے قیمت تھوڑی کیا نہیں منع کرتا تم کو جو آیا تم کو علم سے ان کے سوال سے اور قسم ہے اللہ کی کہ ہم نے کوئی مردان میں سے نہیں دیکھا جو تم سے پوچھتا ہو اس چیز سے جو تم پر اتاری گئی یعنی قرآن۔

۶۹۶۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمْ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُتُ الْأَخْبَارَ بِاللَّهِ مَحْضًا لَمْ يُشَبَّ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ اللَّهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوا مِنْ كُتُبِ اللَّهِ وَغَيَّرُوا فَكُتِبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكُتُبَ قَالُوا هُوَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِذَلِكَ ثَمَنًا قَلِيلًا أَوْ لَا يَنْهَاهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلِهِمْ فَلَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ.

فائدہ: یعنی نہ پوچھتے وہ تم سے کچھ چیز باوجود اس کے کہ وہ جانتے ہیں کہ تمہاری کتاب میں تحریف نہیں پھر تم ان سے کیوں پوچھتے ہو اور حالانکہ تم نے جان لیا کہ ان کی کتاب تحریف کی گئی ہے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا تو یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے ﴿قَوْلِ لِلَّذِينَ يَكْتُوبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ﴾ اس روایت میں احداث الاخبار ہے اور یہی ہے موافق ترجمہ کے اور بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کا اترنا اللہ کی طرف سے حادث ہے اگرچہ باعتبار ذات کے قدیم ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَا تَحْرُوكَ بِهِ لِسَانِكَ﴾ وَقَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ ہلا اپنی زبان کو ساتھ تکرار کرنے قرآن کے یعنی آخر آیت تک، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جب کہ آپ پر وحی اتاری گئی۔

فائدہ: بیان کیا ہے اس کو باب کی حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے بہ سبب یاد کرنے قرآن کے پھر جب یہ آیت اتری تو سننے لگے پھر جب فرشتہ چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسے اس کو فرشتے سے سنتے یعنی اس میں سے کوئی چیز نہ بھولتے۔

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

یعنی کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ نے

فرمایا کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک کہ مجھ کو یاد کرتا رہے اور میرے ذکر سے اس کی دونوں لہیں ہلتی رہیں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا مَعَ عَبْدِي حَيْثَمَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَاتِهِ.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میں ساتھ اس کے ہوں ساتھ حفظ اور نگہبانی کے نہ یہ کہ اس کی ذات بندے کی ذات کے ساتھ ہے اور کہا کرمانی نے کہ مراد معیت رحمت کی ہے اور یہ جو کہا ہُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ تو مراد اس سے معیت علم کی ہے پس یہ خاص تر ہے آیت کی معیت سے۔ (فتح)

۶۹۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَوْسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَا تُحْرِكُ بِهِ لِسَانَكَ﴾ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً وَكَانَ يُحْرِكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ لَأَنَا أُحْرِكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْرِكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أُحْرِكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحْرِكُهُمَا فَحَرَكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَا تُحْرِكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ جَمَعَهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرُؤُهُ ﴿لِذَا قَرَأَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ فَاسْتَمِعَ لَهُ وَأَنْصَتَ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَاهُ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتَمَعَ لِذَا انْطَلَقَ جَبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أقرَأَهُ.

۶۹۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں نہ ہلا اپنی زبان کو کہا کہ حضرت ﷺ قرآن کے اتارنے سے تکلیف پاتے تھے یعنی آپ کو سخت محنت کرنی پڑتی تھی اپنی دونوں لب ہلاتے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا (یہ سعید کا قول ہے) کہ میں اپنی دونوں لب تیرے واسطے ہلاتا ہوں جیسا کہ حضرت ﷺ ان کو ہلاتے تھے تو سعید نے کہا کہ میں ان کو ہلاتا ہوں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کو ہلاتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نہ ہلا اپنی زبان کو ساتھ تکرار قرآن کے تاکہ تو اس کو جلدی یاد کر لیے بے شک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا یعنی جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور آسان کرنا پڑھنے اس کے کا یعنی پھر تو اس کو پڑھے پھر جب ہمارا فرشتہ اس کو پڑھنے لگے تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یعنی اس کو سن اور چپ رہ پھر ہمارا ذمہ ہے پڑھنا تیرا اس کو پھر اس کے بعد حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب جبریل علیہ السلام آپ پر قرآن لاتے تو حضرت ﷺ چپ ہو کر سنا کرتے تھے پھر جب جبریل علیہ السلام چلے جاتے تو حضرت ﷺ قرآن کو پڑھتے جیسا جبریل علیہ السلام آپ کو پڑھاتے تھے یعنی اس میں سے کچھ نہ بھولنے۔

فائدہ: جس وقت جبریل علیہ السلام قرآن لاتے اور حضرت ﷺ کو سکھاتے تو حضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ ساتھ

پڑھتے جاتے تاکہ خوب یاد ہو جائے اور اس کے بعد کوئی لفظ اس میں سے نہ بھولے تو جب تک پہلا لفظ پڑھتے رہتے اگلا لفظ سننے میں نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت پڑھنے کی حاجت نہیں صرف سننا چاہیے پھر دل میں یاد رکھوانا پھر زبان سے پڑھوانا لوگوں کے پاس ہمارے ذمہ ہے اور یہ حدیث واضح تر دلیلوں سے ہے اس پر کہ بولا جاتا ہے قرآن اور مراد اس سے قراءت ہوتی ہے اس واسطے کہ مراد قرآن سے دونوں آیتوں میں قراءت ہے یعنی پڑھنا نہ نفس قرآن کا اور کہا ابن بطلال نے کہ غرض اس کی اس باب میں یہ ہے کہ زبان اور لبوں کا ہلانا ساتھ قراءت قرآن کے ایک عمل ہے اس کے واسطے جس پر اس کو اجر ملتا ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم اس کو پڑھنے لگیں تو اس میں اضافت فعل کی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کا فاعل وہ ہے جو حکم کرے اس کو اس کے فعل کا اس واسطے کہ اللہ کی کلام کو حضرت ﷺ پر پڑھنے والا جبریل علیہ السلام ہے تو اس میں بیان ہے ہر چیز کا کہ مشکل ہو ہر فعل سے جو منسوب ہو اللہ کی طرف کہ لائق ہے ساتھ اس کے فعل اس کا آنے اور اترنے سے اور مانند اس کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ان دونوں حدیثوں سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قراءت قاری کی قدیم ہے سو بیان کیا کہ حرکت کرنا قاری کی زبان کا ساتھ قرآن کے قاری کے فعل سے ہے برخلاف مقروء کہ وہ کلام اللہ کا ہے قدیم جیسے کہ حرکت زبان اللہ کے ذکر کرنے والے کی عادت ہے اس کے فعل سے اور ذکر کیا گیا ہے اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے قدیم ہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ ان بابوں کے جو اس کے بعد آتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾
باب ہے قول اللہ کا اور اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ جانتا ہے سینوں کے راز کیا نہیں جانتا جس نے پیدا کیا اور ہی ہے باریک بین خبردار۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس آیت کے اس طرف کہ قول عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ قرآن کے یا غیر اس کے سو اگر ہو ساتھ قرآن کے تو قرآن کلام اللہ کا ہے اور وہ اس کی ذات کی صفت ہے سو نہیں ہے وہ مخلوق واسطے قائم ہونے دلیل قاطع کے ساتھ اس کے اور اگر اس کے غیر کے ساتھ ہو تو وہ مخلوق ہے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ اس کے اس قول کے بعد ﴿إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ کہا ابن بطلال نے کہ مراد اس کے اس باب کے ساتھ ثابت کرنا علم کا ہے اللہ کے واسطے اور یہ اس کی صفت ذاتی ہے واسطے برابر ہونے اس کے علم کے ساتھ چھپی بات کے اور ظاہر کے اور کہا ابن منیر نے کہ گمان کیا ہے شارع نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ ترجمہ سے ثابت کرنا علم کا ہے اور حالانکہ نہیں ہے جس طرح کہ گمان کیا اس نے نہیں تو مقصود نکلے نکلے ہو جائے گا جس پر ترجمہ شامل ہے اس واسطے کہ نہیں ہے مناسبت درمیان علم کے اور اس حدیث کے ﴿مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا﴾ اور سوائے اس کے کچھ نہیں مقصود بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ کرنا ہے طرف ایک نکتہ کی جو تھا سبب محنت اس کی کا ساتھ مسئلے

لفظ کے سوا اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ ترجمہ کے اس طرف کہ تلاوت خلق کی متصف ہے ساتھ ظاہر اور پوشیدہ ہونے کے اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ ہو مخلوق اور البتہ کہا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس کے بعد کہ بیاں کیں چند حدیثیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں سو بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلقت کی آوازیں اور ان کی قراءت اور ان کا پڑھانا اور ان کی زبانیں جدا جدا ہیں بعض احسن اور زینت دار اور شیریں تر اور بلند تر اور صاف تر اور خوش آواز اور اعلیٰ اور انخفض اور اغض اور اشع اور اجر اور اٹھلی اور اقصر اور امد ہیں بعض سے۔ (فتح)

یعنی -تخافون﴾ یعنی -تخافون کے معنی ہیں آپس میں کان میں بات کرتے ہیں۔

۶۹۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اپنی نماز کو پکار کر پڑھ اور نہ آہستہ پڑھ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں چھپے تھے سو جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو اپنی آواز کو قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو برا کہتے اور اس کو جس نے اس کو اتار یعنی اللہ تعالیٰ کو اور جو اس کو لایا سو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی قراءت کو سو مشرکین اس کو سنیں اور قرآن مجید کو برا کہیں اور نہ چھپا اس کو اپنے اصحاب سے سو ان کو نہ سنائے اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔

۶۹۷۱۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ عَنْ هُشَيْمِ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ﴾ أُمِّي يَقْرَأُ نَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾.

۶۹۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت دعا میں اتری اور نہ پکار اپنی نماز کو اور نہ پوشیدہ کر۔

۶۹۷۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾ فِي الدُّعَاءِ. فَأَنَّكَ: ان دونوں کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے۔

۶۹۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خوش آوازی سے قرآن کو نہ پڑھے اور زیادہ کیا ہے اس کے غیر نے کہ جو قرآن کو پکار کے نہ پڑھے۔

باب ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ایک وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے اور ایک وہ مرد ہے جو کہتا ہے کہ اگر مجھ کو بھی یہی قرآن آتا جیسے اس کو آتا ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے سو بیان کیا کہ قیام اس کا ساتھ کتاب کے وہ فعل اس کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اس کی نشانیوں سے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا اور مختلف ہونا زبانوں اور رنگوں کا اور فرمایا کہ کرو نیکی تاکہ تم خلاصی پاؤ۔

فائدہ: بہر حال پہلی آیت سومر اس سے مختلف ہونا زبانوں کا ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہیں سب کلام پر پس داخل ہوگی اس میں قراءت اور بہر حال دوسری آیت سے عموماً فعل خیر کا قرآن کے پڑھنے کو اور ذکر اور دعا وغیرہ کو شامل ہے سو دلالت کی اس نے کہ قراءت فعل قاری کا ہے۔ (فتح)

۶۹۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں حسد کرنا لائق نہیں مگر دو چیزوں میں ایک تو مرد جس کو اللہ نے قرآن دیا سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجھ کو بھی قرآن آتا جیسے اس کو آتا ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے دوسرا مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے سو وہ اس کو بجا خرچ کیا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا جیسا اس کے پاس ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔

۶۹۷۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ وَزَادَ غَيْرُهُ يَجْهَرُ بِهِ.

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُولُ لَوْ أُوتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ فَبَيِّنَنَّ أَنَّ قِيَامَهُ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهُ وَقَالَ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاخْتِلَافِ السِّنِّكُمْ وَالْوَالِدَاتِ﴾ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَأَفْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾.

۶۹۷۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوا إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ فَهُوَ يَقُولُ لَوْ أُوتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُبْفِقُهُ فِي حَقِّهِ فَيَقُولُ لَوْ أُوتِيْتُ مِثْلَ

مَا أَوْتِي عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ.

۶۹۷۵۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں زیادہ ہے کہ میں نے سفیان سے کئی بار سنا نہیں سنا میں نے اس سے ذکر خبر کا یعنی اس نے خبرنا نہیں کہا بلکہ عن کے ساتھ روایت کی ہے اور وہ صحیح ہے اس کی حدیث سے۔

۶۹۷۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَنْفِقُهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ سَمِعْتُ سُفْيَانَ مِرَارًا لَمْ أَسْمَعْهُ يَذْكُرُ الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِيحِ حَدِيثِهِ.

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ پہلے باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ قراءت فعل قاری کا ہے اور یہ کہ اس کا نام تفسی رکھا جاتا ہے اور یہ حق ہے بطور اعتقاد کرنے کے نہ اطلاق کرنے کے واسطے ڈرنے کے ایہام سے اور واسطے بھاگنے کے بدعت سے ساتھ مخالف کرنے سلف کے اطلاق میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے بخاری رحمہ اللہ سے کہ اس نے کہا کہ جس نے مجھ سے نقل کیا ہے کہ میں نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق یعنی میرا لفظ یہ ساتھ قرآن کے مخلوق ہے تو ہو جھوٹا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور تصریح کی ہے اس ترجمہ میں جس کی طرف پہلے باب میں اشارہ کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾
باب ہے قول اللہ تعالیٰ کا کہ اے رسول! پہنچا دے جو تیری طرف اتارا گیا اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اس کی پیغمبری نہ پہنچائی۔

فائدہ: ظاہر اس کا اتحاد شرط اور جزا کا ہے اس واسطے کہ ان تفعل کے معنی ہیں کہ اگر تو نے نہ پہنچایا لیکن مراد جزا سے اس کا لازم ہے اور اختلاف ہے کہ اس امر سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پہنچا دے جیسا اتارا گیا یہ عاکشہ بن ابی سہام نے سمجھا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پہنچائے اس کو ظاہر اور نہ ڈر کسی سے اس واسطے کہ اللہ تجھ کو پہنچا دے گا اور لوگوں سے اور ثانی قول خاص تر ہے اول سے لیکن اول قول اکثر کا ہے واسطے ظاہر ہونے عموم کے اللہ کے قول میں ما انزل اور امر وجوب کے واسطے ہے پس واجب ہے حضرت ﷺ پر پہنچانا ہر چیز کا جو اتاری گئی طرف آپ کی، واللہ اعلم اور حجت پکڑی ہے امام احمد رحمہ اللہ نے ساتھ اس آیت کہ اس پر کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوا کسی چیز میں قرآن سے اور حدیثوں سے کہ قرآن مخلوق ہے اور نہ وہ چیز جو دلالت کرے کہ قرآن مخلوق ہے

پھر نقل کیا حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہ اگر ہوتا حق جو جعد کہتا ہے تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہنچاتے۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ مِنَ اللَّهِ الرَّسَالَةَ وَعَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْبَلَاغَ وَعَالَيْنَا التَّسْلِيمُ.
اور کہا زہری رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ کی طرف سے ہے پیغمبر کا
بھیجنا اور اس کے رسول پر ہے پہنچا دینا پیغمبری کا اور ہم
پر ہے مان لینا اس کا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کسی نے زہری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کیا معنی ہیں لیسَ مِنَّا
مَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ تو اس نے اس کے جواب میں کہا وقال ليعلم ان قد ابلاغوا رسالات ربهم وقال ابلاغكم
رسالات ربي اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تا کہ جانے کہ انہوں نے اللہ کا حکم پہنچایا اور فرمایا کہ میں تم کو پہنچاتا ہوں حکم
اپنے رب کا۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا
رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ﴾ وَقَالَ تَعَالَى
﴿أَبْلَغْكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي﴾.
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تا کہ وہ جان لے کہ تحقیق انہوں نے
پہنچا دیا ہے اپنے رب کے پیغامات کو، اور اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: میں پہنچاتا ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغامات۔

فائدہ: کہا بخاری رضی اللہ عنہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سوا اللہ نے نام رکھا تبلیغ رسالت کا اور اس کے ترک کرنے
کا فعل اور نہیں ممکن ہے یہ کہ کوئی کہے کہ رسول نے نہیں کیا جو حکم کیے گئے ساتھ اس کے پہنچا دینے رسالت کے سے
یعنی سوجب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچایا تو البتہ کیا آپ نے جو آپ کو حکم ہوا اور تلاوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ما انزل الیہ کو تبلیغ
ہے اور وہ فعل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور نیز بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کتاب میں کہا کہ اللہ نے فرمایا اقبوا الصلوٰۃ کہ نماز
طاعت ہے اور اس کا حکم کرنا اللہ کی طرف سے قرآن ہے اور وہ مکتوب ہے کافی دن میں محفوظ ہے سینوں میں پڑھا
گیا ہے زبانوں سے سو قراءت اور حفظ اور کتاب مخلوق ہے اور مقرر اور محفوظ اور مکتوب مخلوق نہیں اور دلیل اس پر یہ
ہے کہ تو لکھتا ہے اللہ کو اور اس کو یاد کرتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے سو تیرا دعا کرنا اور یاد کرنا اور لکھنا اور تیرا فعل
مخلوق ہے اور اللہ مخلوق نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَسَيَرَى
اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾.
اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پیچھے رہا یعنی پیچھے رہنے کے حال کی حدیث کے
بیان میں کہ عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارے عملوں
کو دیکھے گا اور ایماندار۔

فائدہ: اور مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ اللہ نے اس کا نام عمل رکھا۔
وَقَالَتْ عَائِشَةُ إِذَا أَعْجَبَكَ حَسَنُ عَمَلٍ

امریءَ فَقُلْ ﴿اعْمَلُوا فَمِنْ سَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾ وَلَا يَسْتَخْفِنُكَ أَحَدٌ۔

لگے تو کہہ عمل کرو کہ عنقریب دیکھے گا تمہارے عملوں کو اللہ اور اس کا رسول اور ایمان دار اور نہ خفیف جانے تجھ کو کوئی یعنی نہ مغرور ہو کسی کے عمل سے سو اس کے ساتھ نیک گمان کرے مگر یہ کہ تو اس کو دیکھے کہ شریعت کی حدود پر کھڑا ہے۔

فائدہ: جب تجھ کو کسی کا عمل خوش لگے الخ یعنی جب تو کسی کے نیک عمل کو دیکھے تو اس آدمی پر نیک گمان نہ کر بلکہ اس کے عمل کو اللہ کے سپرد کر شاید باطن میں اس کے مخالف ہو اور مراد عمل سے حسن عمل میں قراءت اور نماز وغیرہ ہے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا نام عمل رکھا اور یہی ہے وجہ مطابقت کی ترجمہ سے۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿ذَلِكَ الْكِتَابُ﴾ هَذَا الْقُرْآنُ ﴿هُدًى لِلْمُتَّقِينَ﴾ بَيَانٌ وَدَلَالَةٌ كَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ذَلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ﴾ هَذَا حُكْمُ اللَّهِ ﴿لَا رَيْبَ﴾ لَا شَكَّ ﴿تِلْكَ آيَاتُ﴾ يَعْنِي هَذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ ﴿حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِّ وَجَعَلْنَاهُمْ﴾ يَعْنِي بِكُمْ۔

کہا معمر نے کہ یہ کتاب یعنی یہ قرآن ہدایت ہے واسطے پرہیزگاروں کے یعنی بیان اور دلالت ہے مانند قول اس کے کی ذلک حکم اللہ یہ حکم اللہ کا ہے لا ریب فیہ یعنی نہیں کوئی شک بیچ اس کے کہ یہ اللہ کی آیتیں ہیں یعنی یہ قرآن کی نشانیاں ہیں اور مثل اس کی ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ جب تم ہو کشتی میں اور چلیں ساتھ ان کے یعنی ساتھ تمہارے۔

فائدہ: مراد اس کی یہ ہے کہ یہ نظیر ہے استعمال کرنے ذلک کی بیچ جگہ ہذا کے یعنی جب اس آیت میں مخاطب کی ضمیر کی جگہ غائب کی ضمیر کا استعمال کرنا جائز ہے ویسا ہی ذلک الکتاب میں جائز ہے استعمال کرنا ضمیر بعید کا بجائے ضمیر قریب کے اور جب جائز ہے استعمال کرنا اس چیز کا کہ غائب کے واسطے ہو واسطے حاضر کے تو اسی طرح جائز ہے استعمال کرنا اس چیز کا کہ بعید کے واسطے ہو واسطے قریب کے اور مناسبت اس آیت کی واسطے اس چیز کے کہ پہلی گزری اس جہت سے ہے کہ ہدایت ایک قسم ہے تبلیغ سے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَهٖ حَرَامًا إِلَىٰ قَوْمِهِ وَقَالَ اتُّؤْمِنُونِي أُبَلِّغُ رِسَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ماموں کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور کہا کہ کیا تم مجھ کو پناہ دیتے ہو کہ میں تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤں سو وہ ان سے حدیث بیان کرنے لگا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جہاد میں گزر چکی ہے جس کی ابتدا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر سواروں کو بنی عامر کی طرف بھیجا۔

۶۹۷۶۔ حضرت مغیرہ بن یوسفؓ سے روایت ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے ہم کو خیر دی ہمارے اللہ کی پیغمبری سے کہ جو ہم میں سے شہید ہو وہ بہشت میں جائے گا۔

۶۹۷۶۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ الرَّقِيِّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَزْنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ الْمَغِيرَةُ أَخْبَرَنَا نَيْبًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُولِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ.

۶۹۷۷۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جو تم سے بیان کرے کہ حضرت ﷺ نے کچھ چیز وحی سے چھپائی تو اس کو سچا نہ جان اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول! پہنچا دے جو تیری طرف اتارا گیا تیرے رب کی طرف سے آخر آیت تک۔

۶۹۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقُهُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾.

فائدہ: اور جو چیز کہ حضرت ﷺ پر اتاری گئی تو اس کے واسطے بہ نسبت حضرت ﷺ کے دو طرفیں ہیں ایک طرف لینے کی ہے جبریلؑ سے اور ایک طرف ادا کی ہے طرف امت کی اور اس کا نام ہے تبلیغ اور یہی ہے مقصود اس جگہ۔ (فتح)

۶۹۷۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ کون سا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کے واسطے شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ پھر کون

۶۹۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شَرْحِبِيلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ

سا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ تیرے ساتھ کھائے اس نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے سو اللہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہیں قتل کرتے اس جان کو کہ حرام کی اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں زنا کرتے اور جو یہ کام کرے اور وہ گناہ کو ملے گا۔

اللَّهُ قَالَ أَنْ تَدْعُوا لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَمَى قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَكَذَلِكَ مَخَافَةٌ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَمَى قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَهَا ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ﴾ الْآيَةَ.

فائدہ: اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ تبلیغ دو قسم ہے ایک اصل ہے اور وہ یہ ہے کہ پہنچائے اس کو بعینہ اور وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کی تلاوت عبادت سے اور وہ قرآن ہے دوسری یہ کہ پہنچائے جو استنباط کیا گیا ہو اصول اس چیز کے سے کہ مستقدم ہے اتارنا اس کا سوا تری آپ پر وہ چیز جو موافق ہو اس چیز کو کہ استنباط کی یا ساتھ نص اس کی کے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اس کی موافقت پر ساتھ طریق اولی کے مانند اس آیت کے کہ وہ شامل ہے اوپر و عمید شدید کے مشرک کے حق میں اور یہ مطابقت ہے واسطے نص کے اور اس کے حق میں جو قتل کرے کسی جان کو ناحق اور یہ مطابقت ہے واسطے حدیث کے بطریق اولی اس واسطے کہ قتل کرنا ناحق اگرچہ بڑا گناہ ہے لیکن قتل کرنا اولاد کا سخت ترفیح ہے قتل کرنے اس شخص کے سے جس کی اولاد نہ ہو اور اسی طرح قول ہے زانیوں میں اس واسطے کہ زنا کرنا ہمسائیہ کی عورت سے زیادہ ترفیح ہے مطلق زنا سے اور احتمال ہے کہ ہو اتارنا اس آیت کا سابق اوپر خبر دینے حضرت ﷺ کے ساتھ اس چیز کے کہ خبر دی ساتھ اس کے لیکن نہیں سنا اس کو صحابی نے مگر اس کے بعد اور احتمال ہے کہ تینوں گناہ کا بڑا ہونا سابق اترا ہو لیکن خاص ہوئی یہ آیت ساتھ مجموع تینوں کے ایک سابق میں باوجود اختصار کرنے کے اوپر ان کے سو ہوگی مراد تصدیق کے موافقت اختصار میں اوپر ان کے بنا بر اس کے سو مطابق حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے، واللہ اعلم اور استدلال کیا ہے ابوالمظفر سمعانی نے باب کی آیتوں اور حدیثوں سے اوپر فاسد ہونے طریقے متکلمین کے کہ انہوں نے تقسیم کیا ہے اشبا کو طرف جسم کی اور جوہر کی اور عرض کی اور کہا کہ جسم وہ ہے جو جمع ہو افتراق سے یعنی متفرق ہونے سے اور جوہر وہ ہے جو عرض کا حامل ہو اور عرض وہ ہے جو اپنی ذات کے ساتھ قائم نہ ہو سکے اور انہوں نے روح کو عرض ٹھہرایا ہے اور رد کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو اور وارد ہوئی ہیں بیچ پیدا کرنے روح کے جسم سے پہلے اور پیدا کرنے عقل کے پہلے خلق سے اور اعتماد کیا ہے انہوں نے اپنے حدس اور ذہن پر اور جس پر جس کی طرف ان کی فیاں پہنچائے پھر پیش کرتے ہیں اس پر نصوص کو سو جو اس

کے موافق ہو اس کو قبول کرتے ہیں اور جو اس کے مخالف ہو اس کو رد کرتے ہیں پھر بیان کیا ان آیتوں کو اور جو ان کے مثل ہوں جن میں تبلیغ کا حکم ہے اور جس چیز کے پہنچانے کا حضرت ﷺ کو حکم ہوا اس میں سے ہے توحید بلکہ وہ اصل وہ چیز ہے جس کا حضرت ﷺ کو حکم ہوا سو نہیں چھوڑی حضرت ﷺ نے کوئی چیز دین کے کاموں سے اس کے اصول سے اور اس کے قواعد اور شرائع سے مگر کہ اس کو پہنچایا پھر نہ چھوڑی کوئی چیز مگر استدلال کرنا ساتھ اس چیز کے کہ تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے جو ہر اور عرض سے اور نہیں پایا گیا حضرت ﷺ سے اور نہ کسی آپ کے صحابی سے اس علم کلام سے ایک حرف یا اس سے زیادہ سو معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ ان کا مذہب حضرت ﷺ کے اور آپ کے اصحاب کے مذہب کے برخلاف ہے اور ان کا طریقہ ان کے طریقے کے غیر ہے اور متکلمین کا طریقہ محدث اور مخترع ہے نہ اس پر حضرت ﷺ تھے اور نہ آپ کے اصحاب اور لازم آتا ہے اس طریقے پر چلنے سے محمود کرنا سلف پر ساتھ طعن اور قدح کے اور منسوب کرنا ان کو طرف قلعیت معرفت اور اشتباہ طریق کے فالخذر فالخذر فالخذر یعنی پس ڈر مشغول ہونے سے ساتھ علم کلام کے اور ان کے مقالات کے اس واسطے کہ وہ مرئع تہافت والا ہے بہت تناقض والا ہے اور کوئی ایسا کلام نہیں جو ان کے کسی فرقہ سے سنے مگر کہ تو پائے گا ان کے خصوم کے واسطے اس پر کلام اور اشکال جو اس کے ہم وزن ہے یا اس کے قریب ہے سو ہر ایک ہر ایک کا مقابل ہے اور بعض ساتھ بعض کے معارض ہے اور کافی ہے تجھ کو ان کے طریقے کے قباحت سے یہ کہ لازم آتا ہے ان کے طریقے سے کہ اگر ہم چلیں اس پر جو انہوں نے کہا اور لازم کریں لوگوں پر جو انہوں نے ذکر کیا تو اس سے سب عوام لوگوں کا کافر ہونا لازم آتا ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا مگر محض اتباع کو اور اگر ان کو یہ طریقہ سکھلایا جائے تو اکثر اس کو نہ سمجھیں چہ جائیکہ کوئی ان میں سے صاحب نظر ہو جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غایب توحید ان کے کی التزام اس چیز کا ہے کہ پایا انہوں نے اس پر اپنے اماموں کو بیچ عقائد دین کے اور پکڑنا اس کو دانتوں سے اور ہیبتگی کرنا اور وظیفوں عبادت کے یعنی نماز روزے وغیرہ کے اور لازم پکڑنا ذکروں کا ساتھ قلوب سلیمہ کے جو پاک ہیں شک اور شبہ سے سو تو ان کو دیکھے کہ وہ نہیں پھرتے اپنے اعتقاد سے اگر چہ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں سو مبارک ہوں ان کو یہ یقین اور مبارک ہوں ان کو یہ سلامتی اور جب یہ کافر ہوئے اور حالانکہ یہ سواد اعظم اور جمہور امت ہیں تو نہیں ہے یہ مگر اسلام کے فرش کا پیٹ ڈالنا

اور دین کے مناروں کا ڈھا دینا، واللہ المستعان۔ (فتح)

باب ہے اللہ کا قول کہ لاؤ توراہ تو اس کو پڑھو اگر

ہو تم سچے

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿قُلْ فَاتَوَّأُ
بِالتَّوْرَةِ فَاتَلَوْهَا إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

فائدہ: مراد ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ بیان کرے کہ مراد ساتھ تلاوت کے قراءت ہے اور البتہ تفسیر کی گئی ہے تلاوت ساتھ عمل کے اور عمل فعل ہے عامل کا اور کہا بیچ کتاب خلق افعال العباد کے کہ ذکر کیا حضرت ﷺ نے کہ بعض

بعض سے زیادہ ہے قراءت میں اور بعض ناقص ہے سولوگ کم و بیش ہیں تلاوت میں ساتھ کثرت اور قلت کے بہر حال تلو اور وہ قرآن ہے سونہیں ہے اس میں کمی بیشی اور کہا جاتا ہے کہ فلانا خوش قرآن ہے اور ناخوش قرآن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب طرف بندوں کے قراءت ہے نہ قرآن اس واسطے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور قراءت بندے کا فعل ہے اور نہیں پوشیدہ ہے یہ مگر اس پر جس کو توفیق خداوندی عطا نہیں ہوئی۔ (فتح)

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ توراہ والوں کو توراہ دی گئی سوانہوں نے اس پر عمل کیا اور انجیل والوں کو انجیل دی گئی سوانہوں نے بھی اس کے ساتھ عمل کیا اور تم کو اے مسلمانوں! قرآن عطا ہوا سو تم نے اس کے ساتھ عمل کیا۔

وَقَالَ أَبُو رَزِينٍ «يَتْلُوَنَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ»
يَتَّبِعُوَنَهُ وَيَعْمَلُوْنَ بِهٖ حَقَّ عَمَلِهٖ

اور کہا ابو رزین نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں «يَتْلُوَنَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ» کہ اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ عمل کرتے ہیں حق عمل اس کے کا۔

کہا ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ بتلی کے معنی ہیں پڑھا جاتا ہے اور حسن التلاوة کے معنی ہیں کہ قرآن کو عمدہ پڑھتا ہے لایسہ کے معنی ہیں نہیں پاتا اس کا مزہ اور نفع مگر جو ایمان لائے ساتھ قرآن کے اور نہیں اٹھاتا اس کو ساتھ حق اس کے کے مگر یقین لانے والا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے مثل ان کی جو اٹھائے گئے توراہ پھر انہوں نے اس کو نہ اٹھایا گدھے کی مثل ہے جو کتابیں اٹھائے بری ہے مثال ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ نہیں راہ دکھاتا ظالموں کی قوم کو۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يُقَالُ «يُتْلَى» يُقْرَأُ حَسَنُ التِّلَاوَةِ حَسَنُ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ «لَا يَمَسُّهُ» لَا يَجِدُ طَعْمَهُ وَنَفْعَهُ إِلَّا مَنْ آمَنَ بِالْقُرْآنِ وَلَا يَحْمِلُهُ بِحَقِّهِ إِلَّا الْمُؤَقِنُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى «مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَا مَثَلُ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ»

فائدہ: اور حاصل اس تفسیر کا یہ ہے کہ معنی لایس قرآن کے یہ ہیں کہ نہیں پاتا اس کا مزہ اور نفع مگر جو ایمان لایا ساتھ اس کے اور یقین کیا اس نے کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہے سو وہی ہے پاک کیا گیا کفر سے اور نہیں اٹھاتا اس کو اس کے حق سے مگر جو پاک ہو جہل اور شک سے نہ غافل اس سے جو عمل نہیں کرتا سو ہوگا مانند گدھے کی جو اٹھاتا ہے جو نہیں جانتا۔ (فتح) اور تلاوت عرف شرع سے خاص ہے ساتھ پیروی کرنے ان کتابوں کے جو اتاری گئی ہیں کبھی ساتھ

تلاوت کے اور کبھی ساتھ بجالانے اس چیز کے جو اس میں ہے امر اور نبی سے اور عام تر ہے قراءت سے۔ (بخ)
 وَسَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الْإِسْلَامَ وَالْإِيمَانَ وَالصَّلَاةَ عَمَلًا
 اور نام رکھا ہے حضرت ﷺ نے اسلام اور ایمان اور
 نماز کا عمل

فائدہ: بہر حال نام رکھنا حضرت ﷺ کا اسلام کا عمل سوا استنباط کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کی حدیث سے کہ اس نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اسلام اور ایمان کیا چیز ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے فرشتوں اور رسولوں اور اس کی کتابوں کے اور اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس کی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے اور بہر حال ایمان کو عمل کہنا سو حدیث معلق میں ہے اور نماز کو عمل کہنا آئندہ باب میں ہے۔ (بخ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال! بتلا دے مجھ کو بڑے فائدے کا امید والا عمل جو تو نے اسلام میں اپنے نزدیک کیا ہے یعنی تیرے نزدیک سب عملوں سے زیادہ تر نفع کی امید کس عمل پر ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوئی عمل نہیں کیا اپنے نزدیک اس سے زیادہ تر فائدہ کی امید کا کہ میں نے کبھی پورا وضو نہیں کیا مگر کہ میں نے اس وضو سے ضروری نماز پڑھی۔

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَلَالٍ أَخْبَرَنِي بَارِجِي عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجِي عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ إِلَّا صَلَّيْتُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ نماز میں قراءت پڑھنا ضروری ہے۔

وَسُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجُّ مَبْرُورٌ
 اور پوچھے گئے حضرت ﷺ کہ کون سا عمل افضل ہے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو سچے دل سے ماننا پھر جہاد پھر حج مقبول۔

فائدہ: روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب علق افعال العباد کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ افضل عمل اللہ کے نزدیک ایمان ہے جس میں کوئی شک نہ ہو اور یہ صریح تر ہے اس کی مراد میں لیکن نہیں ہے اس کی شرط پر اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

پوچھے گئے حضرت ﷺ کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنا کہا سو حضرت ﷺ نے ایمان اور تصدیق اور جہاد کا نام عمل رکھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ کے ذکر کو بھی عمل کہا۔ (فتح)

۶۹۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہاری زندگی کا زمانہ بہ نسبت اگلی امتوں کے زندگی کے زمانے کے اتنا ہے جتنا زمانہ عصر کی نماز سے شام تک ہے توراہ والوں کو توراہ دی گئی سو انہوں نے اس پر عمل کیا دو پہر تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط دی گئی پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا عصر کی نماز پڑھنے تک پھر وہ بھی عاجز ہوئے سو ان کو بھی ایک ایک قیراط دی گئی پھر تم کو اے مسلمانوں قرآن دیا گیا سو تم نے اس کے ساتھ عمل کیا سورج ڈوبنے تک سو تم کو دو دو قیراط دیے گئے تو اہل کتاب کہیں گے کہ یہ لوگ کام میں ہم سے کم ہیں اور مزدوری میں زیادہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم پر کچھ ظلم ہوا تمہاری مزدوری جو ٹھہر چکی ہے اس سے تم کو کچھ کم ملا؟ کہیں گے کہ جو ٹھہر چکا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ فرمائے گا سو وہ یعنی دونی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

۶۹۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدَ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَّمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أَوْتِيَ أَهْلَ التَّوْرَةِ التَّوْرَةَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأَعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أَوْتِيَ أَهْلَ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى صَلَبَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأَعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أَوْتِيَهُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَعْطَيْتُمْ قِيرَاطِينَ قِيرَاطِينَ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ هَؤُلَاءِ أَقَلُّ مِنَّا عَمَلًا وَآكْثَرُ أَجْرًا قَالَ اللَّهُ هَلْ ظَلَمْتُمْكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِي أَوْتِيَهُ مَنْ أَشَاءَ .

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی اس باب کے یہ ہیں کہ جو عمل کہ آدمی کرتا ہے اس کے فعل پر اس کو ثواب ہوگا اور اس کے ترک پر اس کو عذاب ہوگا اور نہیں ہے مقصود بخاری رضی اللہ عنہ کا بیان کرنا اس چیز کا جو عید کے متعلق ہے بلکہ اس کی غرض وہ ہے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا اس سے پہلے باب میں۔ (فتح)

بابٌ وَسَمِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ عَمَلًا وَقَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

باب ہے اور حضرت ﷺ نے نماز کا نام عمل رکھا اور فرمایا کہ نہیں صحیح ہے نماز اس کی جو سورہ الحمد نہ پڑھے۔

۶۹۸۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ سب عملوں سے کون سا عمل افضل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

۶۹۸۰۔ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيدِ ح وَحَدَّثَنِي عَبَادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَسَدِيُّ أَخْبَرَنَا عَبَادُ بْنُ الْعَوَامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعِزَّازِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لَوْ قَتَبَهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث میں حضرت ﷺ نے نماز کا نام عمل رکھا۔

باب ہے بیچ بیان اس قول اللہ کے کہ بے شک آدمی پیدا کیا گیا ہے جی کا کچا جب اس کو برائی لگے تو گھٹا بڑا اور جب لگے اس کو بھلائی تو اس کو روکتا ہے اور ہلو عا کے معنی ہیں بے صبر۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا﴾ ﴿هَلُوعًا﴾ ضَجُورًا.

۶۹۸۱۔ حضرت عمرو بن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس مال آیا سو حضرت ﷺ نے ایک قوم کو دیا اور دوسرے لوگوں کو نہ دیا سو حضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ جن کو مال نہیں دیا وہ رنجیدہ ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں دیتا ہوں ایک مرد کو اور نہیں دیتا دوسرے مرد کو سو جس کو میں نہیں دیتا وہ میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے اس سے جس کو میں دیتا ہوں لیکن میں چند قوموں کو دیتا ہوں اس واسطے کہ میں ان کے دلوں میں بے صبری اور حرص دیکھتا ہوں اور بعض قوموں کو اس پر چھوڑتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بے پرواہی اور خیر ڈالی ہے اور ان میں سے عمرو بن تغلب بھی ہے کہا عمرو نے میں نہیں جانتا کہ میرے واسطے

۶۹۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَارِثٍ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالٌ فَأَعْطَى قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِينَ فَبَلَغَهُ أَنَّهُمْ عَتَبُوا فَقَالَ إِنِّي أُعْطِيَ الرَّجُلَ وَأَدَّعُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدَّعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِيَ أُعْطِيَ أَقْوَامًا لِمَا فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكُلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ فَقَالَ عَمْرُو مَا أَحَبُّ أَنْ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمْرُ النَّعْمِ . حضرت ﷺ کی اس بات کے بدلے سرخ اونٹ ہوں۔

فائدہ: یعنی میرے دینے کو محبت اور نہ دینے کو رنج کا سبب نہ سمجھو بلکہ معاملہ بالعکس ہے کہ بے صبر لالچی لوگوں کو دیتا ہوں اور قناعت والوں کو قناعت پر چھوڑتا ہوں اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں ان کے دلوں میں بے صبری اور حرص دیکھتا ہوں اور کہا ابن بطلال نے کہ مراد اس کی اس باب میں ثابت کرنا اس کا ہے کہ اللہ نے آدمی کو پیدا کیا ساتھ اخلاق کے اس کے بے صبری اور حرص سے اور دینے اور نہ دینے سے اور اول اس کا کافی ہے مراد میں اس واسطے کہ مقصود بخاری رضی اللہ عنہم کا یہ ہے کہ صفات مذکورہ کو آدمی میں اللہ نے پیدا کیا ہے نہ یہ کہ آدمی ان کو اپنے افعال سے پیدا کرتا ہے اور اس میں ہے کہ رزق دنیا میں نہیں ہے بقدر درجے مرزوق کے آخرت میں اور بہر حال دنیا میں تو واقع ہوتا ہے دینا اور نہ دینا بحسب سیاست دنیاوی کے سو حضرت ﷺ جس کے دل میں بے صبری اور حرص دیکھتے اس کو دیتے اور جس کے صبر پر اعتماد ہوتا اور اس کو ثواب آخرت پر قناعت ہوتی تو اس کو نہ دیتے اور اس حدیث میں ہے کہ پیدا کیا گیا ہے آدمی اوپر حسب لینے کے اور بغض دینے کے اور جلدی کرنے کے طرف انکار اس کے کی پہلے فکر کرنے سے اس کی عافیت میں مگر جس کو اللہ چاہے اور اس میں ہے کہ نہ دینا کبھی ممنوع کے واسطے بہتر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ کہ اور بیکلمہ میں بدلیت کے واسطے ہے اس واسطے کہ صفت مذکورہ دلالت کرتی ہے اوپر قوی ہونے ایمان اس کے جو پہنچانے والا ہے اس کو بہشت میں اور ثواب آخرت کا بہتر ہے اور باقی رہنے والا اور اس میں الفت طلب کرنا ہے اس شخص سے جس سے بے صبری کا خوف ہو یا امید ہو کہ دینے کے سبب اپنے متبوع کا کہا مانے گا اور عذر کرنا اس کی طرف جو بدگمان ہو اور حالانکہ امر برعکس اس کے ہو۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَرِوَايَتِهِ عَنْ رَبِّهِ

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ معنی اس باب کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب سے سنت روایت کی ہے جیسا کہ قرآن کو روایت کیا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد اس کی صحیح کرنا اپنے مذہب کا ہے جیسے کہ گزر چکی ہے تنبیہ اوپر اس کے بیچ تفسیر مراد کے ساتھ کلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے۔ (فتح)

۶۹۸۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

روایت کرتے ہیں اپنے رب سے کہ جو مجھ سے بالشت بھر قریب ہو تو اس کے پاس ہاتھ بھر قریب ہوتا ہوں اور جو ہاتھ بھر مجھ سے قریب ہو تو میں اس سے دو ہاتھ بھر قریب ہوتا ہوں اور

۶۹۸۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ

حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْهَرَوِيُّ

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُودُهُ عَنْ

رَبِّهِ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شَبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَإِذَا آتَانِي مَشْيًا آتَيْتُهُ هَرُونَ.

جو میری طرف چلتا آئے تو میں اس کی طرف دوڑتا آؤں گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اللہ کا بندے کی طرف چلنا اور دوڑنا محال ہے اللہ کے حق میں اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے قطع مسافت کو بلکہ مراد اس سے مجاز ہے سو قریب ہونا بندے کا اللہ سے ساتھ بندگی اس کی ہے اور ادا کرنے فریض اور نوافل کے اور قریب ہونا اللہ کا بندے سے یہ ہے کہ اس پر رحمت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے چلنے اور دوڑنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو اس کی بندگی پر ثواب دیتا ہے یعنی میرا ثواب اس کی طرف جلدی آتا ہے اور نقل ہے طبری سے کہ یہ مثال ہے کم بندگی کی ساتھ بالشت کے اور ثواب کی ساتھ ہاتھ کے سوٹھہرایا اس کو دلیل اوپر مبلغ کرامت اپنی کے اس کے واسطے جو اس کی بندگی پر مقیم ہو کہ اس کے عمل کا ثواب دونا ہے اور کہا ابن تین نے کہ مراد قریب ہونے سے قریب ہونا رتبے کا ہے اور بہت کرنا کرامت اور دوڑنا مراد ہے سرعت رحمت اس کی سے اس کی طرف اور راضی ہونا اللہ کا بندے سے اور دونا ثواب دینا اور صاحب مشارق نے کہا کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ اس حدیث میں آئی ہے جلدی قبول ہونا بندے کی توبہ کا ہے نزدیک اللہ کے یا آسان کرنا اس پر اپنی بندگی کا اور تمام ہدایت اس کی اور توفیق دینی اس کو اور کہا راغب نے کہ قریب ہونا بندے کا اللہ سے خاص کرنا ہے ساتھ بہت صفات کے کہ صحیح ہے کہ وصف کیا جائے ساتھ اس کے اللہ اگرچہ نہ ہوں اس حد پر کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ مانند حکمت اور علم اور حلم اور رحمت وغیرہ کے اور یہ رتبہ حاصل ہوتا ہے ساتھ دور کرنے معنوی گندگیوں کے جہل اور طیش اور غصے وغیرہ سے بقدر طاقت بندے کے اور یہ قرب روحانی ہے نہ بدنی اور یہی مراد ہے اس حدیث میں کہ جب بندہ مجھ سے ایک بالشت بھر نزدیک ہو تو میں ہاتھ بھر نزدیک ہوتا ہوں اور کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کا عمل قبول ہو جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ توفیق دی جاتی ہے اس عمل کو کہ اس کو اللہ سے قریب کرے اور کہا کرمانی نے کہ جب کہ قائم ہو چکی ہیں دلیلیں اوپر محال ہونے ان چیزوں کے اللہ کے حق میں تو واجب ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ جو قریب ہو مجھ سے ساتھ قلیل بندگی سے تو بدلا دیتا ہوں اس کو ساتھ بہت ثواب کے اور جس قدر بندگی زیادہ ہو اس قدر ثواب بھی زیادہ دیتا ہوں اور اگر ہو قریب ہونا اس کا مجھ سے ساتھ بندگی کے دوسرے طریق سے تو ہوتا ہے آنا میرا ساتھ ثواب کے جلدی کے طریق سے اور حاصل یہ ہے کہ ثواب راجح ہے عمل پر ساتھ طریق کیف اور کم کے اور لفظ قرب کا مجاز ہے یا استعارہ۔ (فتح)

۶۹۸۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَىٰ عَنِ

۶۹۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہت وقت

السَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ذکر کیا حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ

مجھ سے بالشت بھر نزدیک ہو تو میں اس سے ہاتھ بھر نزدیک ہوتا ہوں اور جب مجھ سے ہاتھ بھر قریب ہو تو میں اس سے دو ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں اور کہا معتمر نے الخ یعنی مراد ساتھ اس تعلیق کے بیان کرنا تصریح کا ہے ساتھ روایت کرنے کے بیچ اس کے اپنے رب سے۔

قَالَ رَبِّمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي بِشِرًّا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوْعًا وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُويهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو مجھ سے ملے گا تمام زمین کے برابر گناہ لے کر بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں ان کو اس کے واسطے مغفرت ٹھہراؤں گا۔

۶۹۸۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُويهِ عَنْ رَبِّكُمْ قَالَ لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ وَلَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ.

۶۹۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے رب سے روایت کی یعنی یہ حدیث قدسی ہے کہ ہر عمل کے واسطے کفارہ ہے اور روزہ تو میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور البتہ روزے دار کی منہ کی بوزیادہ تر خوشبو دار ہے اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

۶۹۸۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح وَ قَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرُويهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ.

۶۹۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز میں کہ روایت کرتے ہیں اپنے رب سے کہا کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہے کہ میں بہتر ہوں حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے بیٹے سے اور اس کو اس کے باپ کی طرف منسوب کیا۔

۶۹۸۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا شَيْبَانَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ الْمَزْنِيِّ قَالَ

۶۹۸۶۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر سوار تھے سورہ فتح پڑھتے تھے یا کہا کہ سورہ فتح سے پڑھتے تھے کہا سو

حضرت ﷺ نے اس میں ترجیح کی یعنی اول پست آواز سے اس کو پڑھا پھر بلند آواز سے کہا کہ پھر پڑھا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکایت کرتا تھا ابن مغفل رضی اللہ عنہ کی قراءت کی اور کہا کہ اگر یہ ڈرنہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو البتہ میں ترجیح سے پڑھتا جیسے ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے ترجیح کی حکایت کرتا تھا حضرت ﷺ سے تو میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کس طرح تھی ترجیح اس کی کہا ا ا ا ا تین بار الف کو دراز کرتے تھے۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ
مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قَالَ فَرَجَعَ فِيهَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ
مُعَاوِيَةَ يَحْكِي قِرَاءَةَ ابْنِ مَغْفَلٍ وَقَالَ لَوْلَا
أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ لَوَجَعْتُ كَمَا
رَجَعَ ابْنُ مَغْفَلٍ يَحْكِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ كَيْفَ كَانَ
تَرْجِيئُهُ قَالَ آ آ آ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

فائدہ: یہ ایک مثال ہے حضرت ﷺ کی قراءت کی اور مراد یہ ہے کہ الفاظ اور حروف کو تین تین بار دراز کر کے پڑھتے۔

فائدہ: ترجیح کی یعنی پھیری آواز حلق میں اور پکار کر پڑھا مکرر بعد آہستہ پڑھنے کے اور کہا ابن بطلان نے کہ اس حدیث میں جائز ہونا قراءت کا ہے ساتھ ترجیح کے اور خوش آوازی کے جو لذت دار ہو دلوں میں ساتھ خوب آواز کے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہ اگر اس کا نہ ہوتا الخ اشارت ہے طرف اس کی کہ ترجیح کے ساتھ قرآن پڑھنا جمع کرتا ہے لوگوں کے نفسوں کو طرف سننے اس کے کی یہاں کہ اس کے سننے سے دلوں کو صبر نہیں آتا یعنی اگر ترجیح اور خوش آوازی سے قرآن پڑھا جائے تو لوگوں کے نفسوں کو اس کے سننے کی کمال خواہش ہوتی ہے آدی کا جی بغیر اس کے سننے کے نہیں رہ سکتا اور بیچ قول اس کے ساتھ مدہمزہ کے دلالت ہے اس پر کہ حضرت ﷺ اپنی قراءت میں مد اور وقف کی رعایت کرتے تھے اور کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ ہو حکایت آواز حضرت ﷺ کے وقت ہلنے اونٹنی کے اس واسطے کہ جو بلند آواز سے پڑھتا ہو اس کی آواز سواری کے ہلنے کے وقت پست اور قطع ہو جاتی ہے اور کہا ابن بطلان نے کہ وجہ داخل ہونے حدیث ابن مغفل رضی اللہ عنہ کے کی اس باب میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے قرآن کو بھی اللہ سے روایت کیا ہے اور کہا کرمانی نے کہ روایت رب سے عام تر ہے اس سے کہ قرآن ہو یا غیر اس کا بلا واسطہ ہو یا بلا واسطہ اگرچہ متبادر وہ چیز ہے جو بلا واسطہ کے ہو۔ (فتح)

جائز ہے تفسیر کرنا توراہ وغیرہ اللہ کی کتابوں کا عربی

زبان وغیرہ میں

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَةِ
وَعِبرِهَا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عبرانی وغیرہ میں اور ہر ایک کے واسطے وجہ ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کتاب مثلا عربی میں ہے جائز ہے تعبیر کرنا اس سے اور تفسیر کرنا عبرانی میں اور بالعکس اور کیا مقید ہے یہ ساتھ اس شخص کے جو

اس زبان کو نہ سمجھے یا نہیں اول قول اکثر کا ہے۔

لَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَاتُوا بِالَّتُورَةِ
فَاتَلَوْهَا إِنَّ كَتْمَ صَادِقِينَ﴾

یعنی واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ لاؤ توراہ اور اس کو پڑھو اگر ہو تم سچے

فائدہ: اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ توراہ عبرانی زبان میں ہے اور البتہ حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ عرب پر پڑھی جائے اور عرب کے لوگ عبرانی کو نہیں جانتے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ اس کو عربی میں تفسیر کرنا جائز ہے۔ (فتح) ابوسفیان نے کہا کہ ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا پھر حضرت ﷺ کو خط منگوا یا اور اس کو پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے کا ہرقل کی طرف اور اے کتاب والو! آ جاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهُ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلٍ ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ الْآيَةَ.

فائدہ: یہ ایک ٹکرا ہے حدیث دراز کا جو بدء الوہی میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ہرقل کی طرف عربی زبان میں خط لکھا اور ہرقل کی زبان رومی تھی سو اس میں اشعار ہے کہ حضرت ﷺ نے اعتماد کیا بیچ پہنچانے اس چیز کے کہ خط میں تھی اس شخص کو جو اس کا ترجمہ رومی زبان میں کرے تاکہ ہرقل اس کو سمجھے اور مترجم مذکورہ وہ ترجمان ہے یعنی جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں بیان کرے۔ (فتح)

۶۹۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب یعنی یہودی توراہ کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کی عربی میں تفسیر کرتے تھے اہل اسلام کے واسطے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اور نہ جھوٹا جانو ان کو اور کہو ہم نے مانا اللہ کو اور اس کو جو ہم پر اترا یعنی قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پر اترا۔

۶۹۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيَقْسِرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تَكْذِبُواهُمْ وَقُولُوا ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ﴾ الْآيَةَ.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس نے کہا کہ جائز ہے پڑھنا قرآن کا فارسی میں اور تائید کی ہے اس کی ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں کے اقوال کو قرآن کی زبان میں حکایت کیا اور وہ خاص عربی ہے اور وہ پیغمبر عربی نہ تھے ان کی زبان اور تھی اللہ نے ان کے قول کا مطلب قرآن میں نقل کیا اور تائید کی ہے ساتھ اس آیت کے ﴿لَا نُذِرُكُمْ بِهِ وَ مَن بَلَغَ﴾ اور ڈرانا تو صرف اس چیز سے ہوتا ہے جس کو وہ سمجھیں اپنی زبان سے سو قراءت ہر زبان والوں کی اپنی زبان میں ہے تاکہ واقع ہو انذار ساتھ اس کے اور جس نے منع کیا ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ انبیاء علیہم السلام نہیں بولے مگر ساتھ اس چیز کے جو اللہ نے ان سے قرآن میں حکایت کی ہم نے مانا لیکن جائز ہے کہ حکایت کرے اللہ تعالیٰ ان کے قول کو عربی زبان میں پھر عبادت ٹھہرائے ہمارے واسطے تلاوت اس کی اس چیز پر کہ اتاری پھر نقل کیا اختلاف کو بیچ جائز ہونے نماز اس شخص کے جو نماز میں فارسی زبان میں قرآن کو پڑھے اور جس نے جائز رکھا ہے اس کو وقت عاجز ہونے کے بغیر ممکن ہونے کے اور عام کیا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے تفصیل ہے سو اگر قاری عربی زبان میں تلاوت کرنے پر قادر ہو تو نہیں جائز ہے عدول کرنا اس سے اور نہیں کفایت کرتی ہے نماز اس کی اور اگر عاجز ہو عربی زبان میں تلاوت نہ کر سکتا ہو اور نماز سے باہر ہو تو نہیں منع ہے اس کو قراءت کرنا اپنی زبان میں اس واسطے کہ وہ معذور ہے اور اس کو حاجت ہے اس چیز کے یاد کرنے کی کہ واجب ہے اس پر فعل اس کا یا ترک اس کا اور اگر نماز کے اندر ہو تو حضرت علیہ السلام نے اس کا بدلہ ٹھہرایا ہے اور وہ ذکر ہے اور ہر کلمہ ذکر کا کہ نہ عاجز ہو اس کے بولنے سے جو عربی نہیں سو وہ اس کو کہے اور اس کو مکرر پڑھے تو کفایت کرتا ہے اس چیز سے کہ واجب ہے اس پر قراءت اس کی نماز میں یہاں تک کہ سیکھے بنا بر اس کے پس جو سلام میں داخل ہو یا داخل ہونے کا ارادہ کرے اور اس پر قرآن کو پڑھا جائے اور وہ اس کو نہ سمجھے تو نہیں ہے کچھ مضائقہ کہ قرآن کو اس کی زبان میں پڑھا جائے واسطے معلوم کروانے اس کے احکام کے اور تاکہ قائم ہو اس پر حجت اور بہر حال استدلال کرنا واسطے اس مسئلے کے اس حدیث سے اور وہ قول حضرت علیہ السلام کا ہے کہ جب اہل کتاب تم سے بیان کریں سو اگر چہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ ان کی زبان سے ہے سو احتمال ہے کہ عرب کی زبان میں ہو سو نہ ہوگی نص دلالت میں پھر مراد ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے اس باب میں نہیں ہے وہ جو مشغول ہو ساتھ اس کے ابن بطلان اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے یہ ہے جو بیعتی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر اہل کتاب سچ بولیں اس چیز میں کہ تفسیر کریں اپنی کتاب سے عربی میں تو ہوگا یہ اس چیز سے کہ اتاری گئی او پر ان کے بطور تعبیر کے اس چیز سے کہ اتری اور کلام اللہ کا ایک ہی نہیں مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلافات لغات کے سو جس زبان سر پڑھا جائے سو وہ اللہ کا کلام ہے پھر باسناد بیان کیا مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لَا نُذِرُكُمْ بِهِ وَ مَن بَلَغَ﴾ یعنی اور جو اسلام لائے عجم وغیرہم سے کہا بیعتی نے اور کبھی نہیں پہچانتا عربی کو سو جب پہنچیں اس کو معنی اس کے اس کی زبان میں

تو وہ اس کے واسطے نذیر ہے۔ (فتح)

۶۹۸۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد اور عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے کہ البتہ انہوں نے زنا کیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا کہ تم دونوں کے ساتھ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم دونوں زانی کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو ذلیل کرتے ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاؤ توراہ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو سو یہودی آئے سو انہوں نے ایک مرد سے کہا جس سے راضی تھے اے کانے پڑھ! سو اس نے پڑھا یہاں تک کہ ایک جگہ میں پہنچا تو اس نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا ہاتھ اٹھا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو اچانک رجم کی آیت تھی چمکتی تھی تو اس نے کہا کہ اے محمد! دونوں زانی کے درمیان رجم ہے یعنی سنگسار کرنا لیکن ہم اس کو اپنے درمیان چھپاتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو دونوں سنگسار کیے گئے تو میں نے مرد کو دیکھا کہ عورت کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

فائدہ: تو انہوں نے ایک مرد سے کہا جس کو پسند کرتے تھے یعنی یہ چھپائے گا اور ہم اس کو چھپاتے ہیں یعنی رجم کی آیت کو اور اس حدیث کی شرح حدود میں گزر چکی ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ توراہ وغیرہ کتب الہی کو عربی وغیرہ زبان میں تفسیر کرنا جائز ہے۔

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بیان میں کہ قرآن کا خوب واقف پاک مکرم لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ جو دت تلاوت کی ہے ساتھ حسن حفظ کے یعنی نہایت ضبط ہو کہ بلا تکلف اور بغیر ذکر کے پڑھتا جائے اور مراد سفر سے وہ فرشتے ہیں جو نقل کرتے ہیں لوح محفوظ سے اور کرام یعنی اللہ کے نزدیک مکرم ہیں اور برہ یعنی گناہوں سے پاک اور کہا ہر وہی نے کہ مراد ساتھ مہارت قرآن کے جو دت حفظ کی ہے اور جو دت تلاوت کی بغیر تردد کے بچ اس کے یعنی اس واسطے کہ اللہ نے اس کو اس پر آسان کیا ہے جیسا کہ اس کو فرشتوں

پر آسان کیا ہے سو ہوگا مثل ان کے حفظ اور درجے میں۔

یعنی اور قرآن کو خوش آوازی سے پڑھو

وَرَتَّبُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ

فائدہ: اور مقصود بخاری رحمہ اللہ کا ثابت کرنا اس کا ہے کہ تلاوت بندے کا فعل ہے داخل ہوتا ہے اس میں آراستہ کرنا اور خوش آوازی سے پڑھنا اور اس میں راگ کرنا اور کبھی اس کی ضد واقع ہوتی ہے اور یہ سب دال ہے مراد پر اور کہا ابن میر نے کہ گمان کیا ہے ابن بطل نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی جواز قراءت قرآن کا ساتھ خوش آوازی کے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ غرض اس کی اشارہ کرنا ہے اس چیز کی طرف کہ پہلے گزری دصف کرنے سے ساتھ تحسین کے اور ترجیح کے اور پست کرنے آواز کے اور بلند کرنے کے اور مقارنت احوال بشریہ کے مانند قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں قرآن پڑھا کرتا تھے اور حالانکہ مجھ کو حیض ہوتا سو یہ ثابت کرتا ہے اس کو کہ تلاوت فعل قاری کا ہے اور متصف ہوتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ موصوف ہوتے ہیں ساتھ اس کے افعال اور متعلق ہوتی ہے ساتھ ظروف زمانیہ و مکانیہ کے انتہی اور کہا بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ خلق کی آواز اور قراءت مختلف ہے بعض احسن ہیں بعض سے اور زیادہ تر زینت دار اور شیریں تر اور صاف تر اور بامہارت اور دراز تر ہیں اور سوائے اس کے۔ (فتح)

۶۹۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ نے کسی چیز کے واسطے اجازت نہیں دی جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی خوش آوازی سے پکار کے قرآن پڑھنے کی۔

۶۹۸۹۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أَدَنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَدَنَ لِنَبِيِّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ.

۶۹۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ بہتان باندھنے والوں نے اس کے حق میں کہا جو کہا اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا حدیث کا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں اپنے بستر پر لیٹ گئی اور میں اس وقت جانتی تھی کہ بے شک میں پاک دامن ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ مجھ کو پاک کرے گا لیکن مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاکی قرآن میں بیان کرے گا اور میرے حال میں قرآن اتارے گا جو قیامت

۶۹۹۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلُّ حَدِيثِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ فَاصْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي

تک پڑھا جائے گا اور البتہ میرا حال اپنے دل میں حقیر تر تھا اس سے کہ اللہ میرے حق میں قرآن میں کلام کرے اور اللہ تعالیٰ نے یہ دس آیتیں اتاریں کہ جو لوگ یہ طوفان لائے آخر آیت تک، الآیۃ۔

وَأَنَا حِينِيذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ يُبْرِئُنِي وَلِيَكُنِّي وَاللَّهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ يُنَزِّلُ فِي شَأْنِي وَحَيًّا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَمَا أَحَقَّرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِي بَأْمُرٍ يُتْلَى وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا.

فائدہ: کہا بخاری رحمہ اللہ نے سچ کتاب خلق افعال العباد کے سو بیان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انذار اللہ کی طرف سے ہے اور لوگ اس کو پڑھتے ہیں۔ (فتح)

۶۹۹۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا عشاء کی نماز میں سورہ والذین والزیتون پڑھتے تھے سو نہیں سنا میں نے کسی کو کہ زیادہ تر خوش آواز یا خوش قراءت ہو حضرت ﷺ سے۔

۶۹۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ قَابِتٍ أَرَاهُ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ ﴿وَالذِّينَ وَالزَّيْتُونَ﴾ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور مراد اس کی اس جگہ بیان کرنا اختلاف آوازوں کا ہے ساتھ قراءت کے خوش الحانی کی جہت سے۔ (فتح)

۶۹۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے میں چھپے تھے اور قرآن کو بلند آواز سے پڑھتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو برا کہتے اور اس کو جو اس کو لایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا کہ نہ پکار کے پڑھ اپنی نماز کو اور نہ چپکے پڑھے۔

۶۹۹۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ إِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ بیان کرنا اختلاف آوازوں کا ہے ساتھ

پکارنے کے اور آہستہ پڑھنے کے۔

۶۹۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو بکریوں اور جنگل کو دوست رکھتا ہے سو جب تو اپنے بکریوں یا جنگل میں ہوا کرے تو نماز کے واسطے اذان دیا کر اور اپنی آواز کو اذان کے ساتھ بلند کیا کر اس واسطے کہ جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک جو جن اور آدمی اور کوئی چیز سنے وہ اذان دینے والے کے واسطے قیامت کے دن گواہی دے گا۔

۶۹۹۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَادْنُ لِلصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالْبَدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جَنُّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ بیان اختلاف آواز کا ہے ساتھ بلند کرنے اور پست کرنے کے۔ (فتح)

۶۹۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ قرآن کو پڑھا کرتے تھے اور حضرت ﷺ کا سر میری گود میں ہوتا میرے حوض کی حالت میں۔

۶۹۹۴۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَثُورٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ.

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے بیان مراد کا ابن منیر کی کلام سے اور اس سے ظاہر ہوتی ہے وجہ مناسبت ذکر کرنے اس کے کی اس باب میں۔ (فتح)

قول اللہ تعالیٰ کا پڑھو جو آسان ہو قرآن سے

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَاقْرُؤُوا مَا تَيْسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾

فائدہ: اور مراد ساتھ قراءت کے نماز اس واسطے کہ قراءت کا بعض رکن ہے۔

۶۹۹۵۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان پڑھتے سنا حضرت ﷺ کی زندگی

۶۹۹۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي

میں تو میں نے اس کی قراءت کی طرف کان لگایا تو اچانک میں نے سنا کہ وہ بہت حرفوں پر پڑھتا ہے جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائے یعنی اور طرح پڑھتا تھا اور مجھ کو اور طرح یاد تھا سو میں قریب تھا کہ میں نماز میں جھبھوں تو میں نے زور سے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے اپنی چادر اس کے گلے میں ڈالی تو میں نے کہا کہ کس نے تجھ کو یہ سورت پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ تو اس نے کہا کہ مجھ کو حضرت ﷺ نے پڑھائی ہے تو میں نے کہا کہ تو جھوٹا ہے حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی برخلاف اس کے کہ تو نے پڑھی سو میں اس کو کھینچ کر حضرت ﷺ کے پاس لایا سو میں نے کہا کہ میں نے اس کو سنا سورہ فرقان پڑھتے بہت حرفوں پر کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے حضرت ﷺ نے فرمایا پڑھ اے ہشام! تو اس نے وہی قراءت پڑھی جو میں نے سنی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتری پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھ اے عمر! میں نے وہ قراءت پڑھی جو حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا اسی طرح اتری بے شک یہ قرآن اتارا گیا ہے عرب کی سات بولیوں پر سو اس میں سے پڑھو جو تم کو آسان اور سہل معلوم ہو۔

عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِي حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَائَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يَقْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ أَقْرَأْنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَاَنْطَلَقْتُ بِهِ أَقْوَدُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تَقْرَأْنِيهَا فَقَالَ أَرْسِلْهُ أَقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ النَّبِيُّ أَقْرَأْنِي فَقَالَ كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَأُوا مَا تيسَّرَ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل القرآن میں گزر چکی ہے اور ما تیسر منہ میں ضمیر قرآن کے واسطے ہے اور مراد ساتھ آسان ہونے کے حدیث میں اور ہے اور آیت میں اور ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ آسان ہونے کے آیت

میں بہ نسبت قلت اور کثرت کے ہے یعنی کم ہو یا زیادہ اور مراد ساتھ آسان ہونے کے حدیث میں بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ پڑھنے والے کو یاد ہو قرآن سے یعنی جو یاد ہو سو پڑھو سو اول باعتبار کمیت کے ہے یعنی جتنا پڑھنے اور دوسرا باعتبار کیفیت کے ہے یعنی جس طرح سے پڑھے اور مناسبت اس ترجمہ کی اور اس کی حدیثوں کی ساتھ پہلے بابوں کے فرق ہونے کی جہت سے ہے کیفیت میں اور اس جہت سے کہ قراءت کو قاری کی طرف منسوب کیا ہے۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور البتہ آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے سمجھنے کے سو کیا کوئی ہے نصیحت قبول کرنے والا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کو وہی کام آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا اور میرے معنی ہیں سامان کیا گیا اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں یسرنا القرآن بلسانک یعنی آسان کیا ہم نے اس کی قراءت کو تجھ پر۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَيْسِرٌ لِمَا خَلَقَ لَهُ يُقَالُ مَيْسِرٌ مُهَيِّأً وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ هَوَّنَا قِرَاءَتَهُ عَلَيْكَ وَقَالَ مَطَرُ الْوَرَّاقِ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ﴾ قَالَ هَلْ مِنْ طَالِبٍ عِلْمٍ فَيَعَانُ عَلَيْهِ.

فائدہ: مراد ساتھ ذکر کرنے اذکار اور نصیحت قبول کرنی ہے اور بعض نے کہا کہ حفظ اور کہا ابن بطلال نے کہ تیسیر قرآن کی سہل کرنا اس کا ہے قاری کی زبان پر تا کہ اس کے پڑھنے کی طرف جلدی کرے سو اکثر اوقات اس کی زبان میں سبقت کرتی ہے سو ایک کلمے کو حذف کرتا ہے واسطے حرص کرنے کے مابعد پر اور بیچ داخل ہونے اس کے مراد میں نظر ہے۔ (فتح)

۶۹۹۶۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کس چیز میں عمل کرتے ہیں عمل کرنے والے یہی عمل کرنے کا کیا فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہوگا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے پیدا کیا گیا۔

۶۹۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ يَزِيدُ حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِيمَا يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ قَالَ كُلُّ مَيْسِرٍ لِمَا خَلَقَ لَهُ.

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے کہا کرمانی نے کہ حاصل کلام کا یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تقدیر میں سب کچھ لکھا گیا ہے تو تقدیر کے سامنے عمل کرنا بے فائدہ ہے ہم مشقت عمل میں کیوں کریں اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ جس چیز کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اس کا کرنا اس کو آسان معلوم ہوگا اور جب آسان ہوا تو پھر مشقت نہیں اور کہا خطابی نے کہ انہوں نے چاہا کہ عمل چھوڑ دینے کے واسطے تقدیر کو جمت ٹھہرائیں تو

حضرت ﷺ نے ان کو خبر دی کہ اس جگہ دو امر ہیں ایک دوسرے سے باطل نہیں ہوتا ایک باطن ہے اور وہ وہ چیز ہے کہ جس کو حکم ربوبیت نے چاہا اور ایک ظاہر ہے اور وہ طریق لازم ہے عبودیت کو اور وہ نشانی اور علامت ہے عاقبت کی سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ دنیا میں عمل کرنے کا اثر آخرت میں ظاہر ہوگا اور یہ کہ ظاہر کو باطن کے واسطے ترک نہ کیا جائے میں کہتا ہوں اور مناسبت اس باب کی پہلے بابوں سے مشترک ہونے کی جہت سے ہے لفظ تیسیر میں اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں بیچ باب کلام اللہ مع اهل الجنة کے کہ اللہ نے بہشتیوں سے کہا کہ کیا تم راضی ہوئے اور فرمایا کیا نہ دوں تم کو افضل چیز اور فرمایا کہ میں نے تم پر اپنی رضا مندی اتاری تو یہ سب دلالت کرتا ہے کہ اللہ نے ان سے کلام کیا اور کلام اس کا قدیم اور ازلی ہے آسان کیا گیا عرب کی زبان میں اور اس کی کیفیت میں نظر کرنا منع ہے اور نہیں قائل ہوئے ہم ساتھ حلول کے محدث میں اور وہ حروف ہیں اور نہ یہ کہ وہ اس پر دلالت کرتا ہے اور نہیں ہے موجود بلکہ ایمان لانا ساتھ اس کے کہ وہ اتارا گیا ہے حق ہے آسان کیا گیا ہے ساتھ زبان عرب کے۔ (فتح)

۶۹۹۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک جنازے میں تھے سو حضرت ﷺ نے ایک لکڑی لی تو اس سے زمین کھودنے لگے سو فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں مگر کہ اس کا مکان دوزخ یا بہشت سے لکھ دیا گیا ہے اصحاب نے کہا کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ سو ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے سو بہر حال جس نے دیا اور تقویٰ کیا، الایۃ۔

۶۹۹۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ سَمِعًا سَعْدَ بْنَ عَبِيدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُوْدًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا أَلَا تَنْكِلُ قَالَ أَعْمَلُوا فَكُلُّ مَيْسَرٍ ﴿فَأَمَّا مَنْ أُعْطِيَ وَاتَّقَى﴾ الْآيَةَ.

قول اللہ تعالیٰ کا بلکہ وہ قرآن ہے بڑی شان والا لکھا گیا ہے لوح محفوظ میں تختی میں جس کی نگہبانی کی گئی

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ﴾

فائدہ: کہا بخاری رضی اللہ عنہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس کے بعد کہ ذکر کیا اس آیت کو اور جو اس کے بعد ہے کہ البتہ ذکر کیا ہے اللہ نے کہ قرآن یاد کیا جاتا ہے اور لکھا جاتا ہے اور قرآن جو دلوں میں محفوظ ہے کاغذوں میں لکھا گیا ہے زبانوں سے پڑھا گیا ہے کلام اللہ کا ہے نہیں ہے پیدا کیا گیا اور بہر حال سیاہی اور ورق اور جلد سو وہ مخلوق ہے۔ (فتح)

اللہ نے فرمایا اور قسم ہے کہ وہ طور کی اور کتاب لکھی گئی کی کہا قنَادہ نے مسطور کے معنی ہیں لکھی گئی اور یسطرون کے معنی ہیں لکھتے ہیں یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وَالْقَلَمَ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ اور ام الكتاب کے معنی ہیں بیچ جملے کتاب کے اور اس کی اصل کے معنی یہ تمام ام الكتاب میں ہے نسخ اور منسوخ اور جو لکھا جاتا ہے اور جو بدلا جاتا ہے اور ما یلفظ کے معنی ہیں کہ نہیں کلام کرتا ہے کچھ مگر کہ اس کو اس پر لکھتا ہے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لکھتا ہے نیکی اور بدی یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ اور سحر فون کے معنی ہیں دور کرتے ہیں اور کوئی ایسا نہیں کہ دور کرے کوئی لفظ کتاب کا اللہ کی کتاب میں سے لیکن وہ اس کی تحریف کرتے ہیں اس کی تاویل کرتے ہیں برخلاف اس کے معنی کے۔

﴿وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مُّسَطُّورٍ﴾ قَالَ قَنَادَةُ مَكْتُوبٌ ﴿يَسْطُرُونَ﴾ يَخْطُونَ ﴿فِي أَمِّ الْكِتَابِ﴾ جُمْلَةُ الْكِتَابِ وَأَصْلُهُ ﴿مَا يَلْفِظُ﴾ مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَكْتُبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ ﴿يُحَرِّفُونَ﴾ يُزِيلُونَ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُزِيلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَكِنَّهُمْ يُحَرِّفُونَهُ يَتَأَوَّلُونَهُ عَلَى غَيْرِ تَأْوِيلِهِ دِرَاسَتُهُمْ تَلَاوتُهُمْ.

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ یہ ایک قول ہے دو قول میں سے اس کی تفسیر میں اور یہ مختار ہے بخاری کا اور البتہ تفسیر کیا ہے ہمارے بہت اصحاب نے ساتھ اس کے کہ یہود اور نصاریٰ نے توراہ اور انجیل کو بدل ڈالا بنا بر اس کے پس انہوں نے جائز رکھا ہے توراہ اور انجیل کے درقوں کا ذلیل کرنا اور یہ صریح ہے اس میں کہ تو اس کا لیس احدا الخ بخاری رضی اللہ عنہ کا کلام ہے اور احتمال ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام کا بقیہ ہو اس آیت کی تفسیر میں اور کہا بعض متاخرین شارحین نے کہ اختلاف ہے اس مسئلے میں کئی قول پر ایک یہ کہ توراہ انجیل سب محرف ہے اور سب بدلے گئے ہیں اور یہ مقتضی اس قول کا ہے جو محکی ہے کہ جائز ہے ذلیل کرنا ان کے درقوں کا اور یہ زیادتی ہے اور لائق ہے حمل کرنا اطلاق کا اکثر پر یعنی اکثر توراہ اور انجیل تحریف کی گئی ہے ورنہ یہ مکابرہ ہے اور آیتیں اور حدیثیں بہت ہیں اس میں کہ باقی ہیں ان میں بہت چیزیں جو بدل اور محرف نہیں ہوئیں ان میں ایک یہ قول اللہ کا ہے ﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ﴾ اور ان میں سے ہے آیت رجم کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ کا ﴿قُلْ فَاتُوا بِالْتَّوْرَةِ فَاتَلَوْهَا إِنَّ كُتُبَهُمْ صَادِقِينَ﴾ دوسرا قول یہ ہے کہ بدلنا ان میں واقع ہوا ہے لیکن اکثر میں اور اس کے دلائل بہت ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ واقع ہوا ہے بدلنا تھوڑی آیتوں

میں اور ان میں سے اور کثر آیتیں اپنے حال پر ہیں بدستور ہیں اور تائید کی ہے اس کی ابن تیمیہ نے بیچ کتاب الرد الصحيح علی من بدل دین المسيح چوتھا قول یہ ہے کہ تبدیل اور تغیر تو معانی میں واقع ہوئی ہے نہ لفظوں میں اور یہی ہے مذکور اس جگہ اور تحریف معنوی سے انکار نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ان کے نزدیک بہت ہے اور اختلاف تو فقط تحریف لفظی میں ہے اور البتہ توراہ اور انجیل میں ایسی چیزیں بھی موجود ہیں کہ نہیں جائز ہے ہونا ان کا ساتھ ان لفظوں کے اللہ کے نزدیک جیسا کہ توراہ کے اول فصل میں ہے کہ لوط علیہ السلام کی دونوں بیٹیوں نے اپنے باپ لوط کو شراب پلائی تو لوط نے ان سے زنا کیا سو وہ دونوں اپنے باپ لوط سے حاملہ ہوئیں اور اسی قسم کی اور بھی بہت چیزیں ان میں موجود ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں توراہ کا ایک ورق دیکھا تو حضرت ﷺ غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو کچھ مجال نہ تھی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ کراہت تنزیہ کے واسطے ہے نہ واسطے تحریم کے اور اولیٰ اس مسئلے میں فرق کرنا ہے کہ جو ایمان میں پکا نہ ہو اس کو توراہ اور انجیل پر نظر کرنا جائز نہیں اور جو ایمان میں پکا ہو اس کو ان میں دیکھنا جائز ہے خاص کر وقت حاجت کے طرف رد کرنے مخالف پر اور قدیم زمانے سے علماء اسلام یہودیوں کے الزام دینے کے واسطے توراہ سے نقل کرتے آئے ہیں اور اگر ان کا یہ اعتقاد نہ ہوتا کہ توراہ اور انجیل کا دیکھنا اور مطالعہ کرنا جائز ہے تو اس کو نہ کرتے اور مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ تحریف کرتے ہیں مراد کو ساتھ کسی تاویل کے جیسے مثلاً کلمہ عبرانی میں ہو دو معنوں کا احتمال رکھتا ہو قریب کا اور بعید کا اور مراد قریب معنی ہوں تو وہ حمل کرتے ہیں اس کو بعید پر۔ (فتح)

﴿وَأَعِيَةٌ﴾ حَافِظَةٌ ﴿وَوَعِيَهَا﴾ تَحْفَظُهَا
 ﴿وَأَوْحَىٰ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنَ لِأُنذِرْكُمْ
 بِهِ﴾ يَعْنِي أَهْلَ مَكَّةَ ﴿وَمَنْ بَلَغَ﴾ هَذَا
 الْقُرْآنَ فَهُوَ لَهُ نَذِيرٌ
 یعنی دراستھم کے معنی ہیں ان کی تلاوت اللہ کے اس قول میں ﴿وَأَنَّ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ﴾ اور تعیہا کے معنی ہیں یاد رکھیں اور تعیہا کے معنی ہیں یاد رکھیں اس کو اور بھیجا گیا طرف میری یہ قرآن تاکہ تم کو اس سے ڈراؤں یعنی اہل مکہ کو اور جس کو یہ قرآن پہنچے تو وہ اس کے واسطے نذیر ہے۔

فائدہ: اور روایت کی ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد کے جہمیہ پر کہ اصحاب جہم پر اس آیت سے زیادہ تر سخت کوئی چیز نہیں اس واسطے کہ جس کو یہ قرآن پہنچا تو گویا کہ اس نے اس کو اللہ سے سنا۔

۶۹۹۸۔ و قَالَ لِي خَلِيفَةُ بَنِي خَيْطٍ حَدَّثَنَا
 ۶۹۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنے پاس لکھ رکھا کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غضب سے اور وہ لکھا ہوا

ہے اللہ کے پاس عرش پر۔

وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخُلُقَ كَتَبَ
كِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ أَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِي
غَضَبِي فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزری اور غرض اس سے اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ لوح محفوظ عرش پر ہے۔

۶۹۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نے ایک
نوشتہ لکھا خلق کے پیدا کرنے سے پہلے کہ البتہ میری رحمت
آگے بڑھ گئی میرے غصے سے سو وہ لکھا گیا ہے نزدیک اس
کے عرش پر۔

۶۹۹۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ
سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَبَا
رَافِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ
أَنْ يَخْلُقَ الْخُلُقَ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ
غَضَبِي فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ.
بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ
وَمَا تَعْمَلُونَ﴾.

اور اللہ نے پیدا کیا ہے تم کو اور جو تم عمل کرتے ہو

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ غرض بخاری رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس ترجمہ کے ثابت کرنا اس کا ہے کہ بندوں کے افعال اور
اقوال اللہ کے مخلوق ہیں یعنی ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور فرق کیا درمیان امر کے ساتھ قول اس کے کن اور درمیان
خلق کے ساتھ قول اللہ کے ﴿الْشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ﴾ سو ٹھہرایا امر کو غیر پیدا کرنے کا اور
تسخیر ان کی جو دلالت کرتی ہے ان کے پیدا کرنے پر وہ تو اس کے امر سے ہے پھر بیان کیا کہ بولنا آدمی کا ساتھ
ایمان کے عمل ہے اس کے عملوں سے جیسا کہ ذکر کیا عبدالقیس کے قصے میں کہ انہوں نے وہ عمل پوچھا جو ان کو
بہشت میں داخل کرے سو ان کو حکم کیا ساتھ ایمان کے اور تفسیر کیا اس کو ساتھ شہادت کے اور جو مذکور ہے ساتھ اس
کے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ ہی نے تم کو سوار کیا رد ہے قدریہ پر جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنے
افعال کے خالق ہیں۔ (فتح)

بے شک ہم نے پیدا کیا ہے ہر چیز کو اندازے سے

وَقَوْلِهِ ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ تقدیر یہ ہے کہ پیدا کیا ہم نے ہر چیز کو اندازے سے سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہو اللہ
پیدا کرنے والا ہر چیز کا جیسے کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے دوسری آیت میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو

اور جو تم عمل کرتے ہو تو یہ ظاہر ہے بیچ نسبت عمل کے طرف بندے کے سو مشکل ہوگا اول پر یعنی دوسری آیت سے معلوم ہوا ہے کہ ہر چیز کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور جواب دیا ہے کہ عمل اس جگہ ساتھ معنی پیدا کرنے کے نہیں بلکہ وہ کسب ہے جو بندے کی طرف منسوب ہوتا ہے جس جگہ کہ ثابت کیا ہے اس کے واسطے اس میں فعل اور منسوب ہوتا ہے طرف اللہ کی اس اعتبار سے کہ اس کا وجود سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی قدرت کی تاثیر سے ہے اور اس کے واسطے دو جہتیں ہیں ایک جہت قدر کی نفی کرنی ہے اور ایک جہت جبر کی نفی کرنی ہے سو اس کی نسبت اللہ کی طرف حقیقی ہے اور بندے کی طرف باعتبار عادت کے ہے اور وہ ایک صفت ہے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر امر اور نہی اور فعل اور ترک سو جو نسبت کیا جاتا ہے افعال عباد سے طرف اللہ تعالیٰ کی وہ باعتبار تاثیر قدرت اس کی کے ہے اور اس کو خلق یعنی پیدا کرنا کہا جاتا ہے اور جو بندے کی طرف منسوب ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی تقدیر سے حاصل ہوتا ہے اور اس کو کسب کہا جاتا ہے اور واقع ہوتی ہے اس پر مدح اور مذمت جیسے کہ بد صورت مذمت کیا جاتا ہے اور خوب صورت مدح کیا جاتا ہے اور بہر حال ثواب اور عقاب سو وہ علامت ہے اور بندہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ملک سے کرتا ہے اللہ بیچ اس کے جو چاہتا ہے اور کہا معتزلہ نے کہ مراد ماتعملوں سے بت ہیں جو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو یعنی اللہ نے پیدا کیا تم کو اور بتوں کو اور اتفاق ہے سب عقلاء کا اس پر کہ افعال بندوں کے نہیں متعلق ہوتے ہیں جو ہر اور جسم سے سو نہیں کہا جاتا کہ میں نے عمل کیا پہاڑ کو یا درخت کو سو جب کہا جائے کہ اس کا عمل مجھ کو خوش لگا تو اس کے معنی ہیں حدث اور یہ نہیں صحیح ہے مگر جب کہ مصدر یہ ہو اور یہ قول اہل سنت کا ہے اور نہیں صحیح ہے قول معتزلہ کا کہ وہ موصولہ ہے اور کہا بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں اللہ نے فرمایا ﴿ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ یعنی اللہ یہ تمہارا رب ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا سو داخل ہوئیں اس میں اعیان اور افعال خیر سے اور بدی سے اور اللہ نے فرمایا ﴿اجْعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلْقًا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهُ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ سو اللہ تعالیٰ نے نفی کی یعنی اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں اور نفی کی کہ اس کے سوائے کوئی چیز مخلوق نہ ہو سو اگر بندوں کے افعال اور کام اللہ کی پیدائش نہ ہوتے تو اللہ بعض چیزوں کا خالق ہوتا نہ خالق ہر چیز کا اور یہ برخلاف آیت کے ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ افعال اکثر ہیں اعیان سے سو اگر اللہ تعالیٰ اعیان کا خالق ہوتا اور آدمی افعال کے خالق ہوتے تو بندوں کی مخلوقات اللہ کی مخلوقات سے زیادہ ہوتی اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے عملوں کو اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ نے بدی کو پیدا نہیں کیا اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ مراد ان کی ساتھ اس کے دور کرنا اور پاک کرنا اللہ کا ہے بدی کے پیدا کرنے سے اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو پیدا کیا اور وہ سب کا سب شر ہے اور اللہ نے فرمایا ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ سو اللہ نے ثابت کیا کہ اس نے بدی کو پیدا کیا ہے اور کہا فخر رازی نے تفسیر کبیر میں

وعمَلون اے عملکم اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں واسطے اللہ کے اور کسب کیے گئے ہیں واسطے بندوں کے کہ ثابت کیا ان کے واسطے عمل سوا بطل کیا اس آیت سے مذہب جبریہ اور قدریہ کا اور البتہ ترجیح دی ہے بعض علماء نے اس کے مصدر یہ ہونے کو اس واسطے کہ نہیں پوجتے تھے وہ بتوں کو مگر اپنے عمل کے واسطے نہ واسطے ذات اور جسم بت کے نہیں تو بتوں کو عمل سے پہلے پوجتے تو گویا کہ انہوں نے عمل کو پوجا سوا انکار کیا ان پر منجوت چیز کے پوجنے سے جو عمل مخلوق سے جدا نہیں ہوتے اور کہا شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہ ہم نہیں مانتے کہ ماموصولہ ہے لیکن نہیں حجت ہے اس میں معتزلوں کے واسطے اس واسطے کہ کہ جو اللہ نے فرمایا ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ﴾ یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا تو داخل ہے اس میں ذات ان کی اور صفیت ان کی بنا بر اس کے جب تقدیر یہ ہوئی کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو اور پیدا کیا اس چیز کو جو تم عمل کرتے ہو اور اگر مراد پیدا کرنا بتوں کا ہے پہلے کھودنے سے تو لازم آئے گا کہ معمول مخلوق نہ ہو اور یہ باطل ہے پس ثابت ہوا کہ مراد پیدا کرنا ان کا ہے شکل بنانے سے پہلے اور پیچھے اور یہ کہ اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے تصویر سے پس ثابت ہوا کہ اس نے پیدا کیا ہے اس چیز کو کہ پیدا ہوا ان کے فعل سے سو آیت میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے بندوں کے افعال کو جو قائم ہیں ساتھ ان کے اور جو پیدا ہوں گے فعل سے اور کہا تیمی نے کہ اللہ نے فرمایا ﴿خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ سو اللہ نے اپنی مدح کی ساتھ اس کے کہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ساتھ اس کے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے سو جس طرح کہ اس کے علم سے کوئی چیز نہیں نکلتی اسی طرح اس کے پیدا کرنے سے کوئی چیز نہیں نکلتی اور اللہ نے فرمایا ﴿وَأَسْرُوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ سو خبر وی اللہ نے کہ اللہ ہی نے ان کی بات پیدا کی ظاہر ہو یا چھپی اس واسطے کہ وہ سب کو جانتا ہے پس ثابت ہوا کہ بندوں کے سب افعال اور اقوال نیک اور بد اللہ کے پیدا کرنے سے ہیں۔ (فتح)

فصل: حجت پکڑی ہے بعض بدعتیوں نے ساتھ قول اللہ کے خالق کل شیء اس پر کہ قرآن مخلوق ہے اس واسطے کہ وہ بھی شے ہے اور جواب اس کا یہ ہے قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ اس کی صفت ہے سو جس طرح کہ نہیں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سچ کل شیء اتقا قابس اسی طرح اس کی صفات بھی اس کے عموم میں داخل نہیں اور اس کی نظیر قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَيَحْذَرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾ ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ سو جس طرح کہ نہیں داخل ہوتا ہے نفس اللہ کا اس عموم میں پس اسی طرح نہیں داخل ہوتا ہے قرآن۔ (فتح)

وَيَقَالُ لِلْمُصَوِّرِينَ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ
یعنی اور کہا جائے گا تصویر بنانے والوں سے کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا یعنی اللہ فرمائے گا یا فرشتہ اس کے حکم سے اور یہ لفظ حدیث کا ہے جو موصول ہے باب میں

وَيَقَالُ لَهُمْ سَوْطَاهِرُ بَخْرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعْمَ مَرَجٌ ضَمِيرٌ كَا-

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر بلند ہو اعرش پر یہاں تک کہ فرمایا کہ خبردار ہو اسی کے واسطے ہے خلق اور امر بابرکت ہے اللہ صاحب سارے جہان کا۔

﴿إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَيْثُهَا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾

فائدہ: اور مراد اس آیت سے یہاں یہی قول ہے الا لہ الخلق پس صحیح ہوگا ساتھ اس کے قول اللہ تعالیٰ کا خالق کل شیء اسی واسطے اس کے بعد ابن عیینہ کے قول کو لایا۔

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ بیان کیا ہے اللہ نے یعنی جدا کیا ہے خلق کو امر سے واسطے قول اس کے کہ خبردار ہو اسی کے واسطے ہے خلق اور امر۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَّ اللَّهُ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾

فائدہ: روایت کی ابن ابی حاتم نے ابن عیینہ سے کہ مراد خلق سے اس آیت میں مخلوقات ہیں اور مراد امر سے کلام ہے اور کسی نے ابن عیینہ سے پوچھا کہ قرآن مخلوق ہے یعنی پیدا کیا گیا ہے تو اس نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے الا لہ الخلق والامر کیا نہیں دیکھا تو نے کس طرح فرق کیا ہے اللہ نے درمیان خلق اور امر کے پس امر اس کا کلام ہے سو اگر اس کا کلام مخلوق ہوتا تو اس میں فرق نہ کرتا کہا بخاری رضی اللہ عنہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے پیدا کیا اللہ نے خلق کو اپنے امر سے واسطے دلیل اس آیت کے اللہ الامر من قبل ومن بعد اور واسطے اللہ کے قول انما قولنا لشيء اذا اردناه ان نقول له کن فيكون اور متواتر ثابت ہو چکی ہیں حدیثیں حضرت ﷺ سے کہ قرآن کلام اللہ کا ہے اور اللہ کا امر اس کی مخلوقات سے پہلے ہے اور نہیں ذکر کیا گیا کسی ایک سے مہاجرین اور انصار سے اور تابعین سے خلاف اس کا اور انہیں لوگوں نے ادا کیا ہے ہماری طرف قرآن اور سنت کو قرن بعد قرن کے اور نہ تھا درمیان کسی کے اہل علم میں سے بیچ اس کے خلاف مالک اور ثوری وغیرہ فقہاء شہروں کے زمانے تک اور اسی پر گزرے ہیں جن کو ہم نے پایا علماء حرمین اور عراق اور شام اور مصر اور خراسان سے اور بعض نے کہا کہ لفظ امر وارد ہوتا ہے واسطے معنوں کے ایک طلب ہے اور ایک حکم اور ایک حال اور شان اور ایک مامور اور کہا راغب نے لفظ امر کا عام ہے واسطے سب افعال اور اقوال کے اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا والیہ یرج الامر کلہ اور معروف آیت کی تفسیر میں وہ چیز ہے جو منقول ہے ابن عیینہ سے اور بنا بر تفسیر راغب کہے ہوگا عطف خاص کا عام پر اور بعض مفسروں نے کہا کہ مراد خلق سے دنیا ہے اور جو کچھ کہ اس

میں ہے اور مرد اس امر سے آخرت ہے اور جو اس میں ہے۔ (فتح)

اور نام رکھا حضرت ﷺ نے ایمان کا عمل یعنی جیسا کہ کتاب الایمان میں گزر چکا ہے اور کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ پوچھے گئے کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ماننا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ نے فرمایا بدلہ اس چیز کا کہ عمل کرتے تھے (یعنی ایمان اور نماز وغیرہ عبادتوں سے) سو نام رکھا ایمان کا عمل کہ اس کو عملوں کے جملے میں داخل کیا اور کہا عبد القیس کے ایلچیوں نے کہ ہم کو چند احکام دین کے بتلائیے کہ اگر ہم ان کے ساتھ عمل کریں تو بہشت میں داخل ہو جائیں سو حکم کیا ان کو ایمان لانے کا ساتھ اللہ کے اور شہادت کے اور قائم کرنے نماز کے اور دینے زکوٰۃ کے سو ان سب کو عمل ٹھہرایا۔

وَسَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْإِيمَانَ عَمَلًا قَالَ أَبُو ذَرٍّ وَأَبُو هُرَيْرَةَ
سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ
الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَجِهَادٌ
فِي سَبِيلِهِ وَقَالَ ﴿جَزَاءُ بِمَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ﴾ وَقَالَ وَفَدَّ عَبْدُ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْنَا بِجُمْلَةٍ مِّنَ
الْأَمْرِ إِنِ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ
فَأَمَرَهُمُ بِالْإِيْمَانِ وَالشَّهَادَةِ وَإِقَامِ
الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ فَجَعَلَ ذَلِكَ كَلِمَةً
عَمَلًا.

۷۰۰۰۔ حضرت زہد سے روایت ہے کہ اس جرم کے قوم اور اشعری لوگوں کے درمیان دوستی اور برداری تھی سو ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو ان کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا اور آپ کے پاس ایک مرد تھا بنی تمیم میں سے جیسے ہو آزاد شدہ غلاموں سے تھا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کی طرف بلایا تو اس نے کہا میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا تو میں نے اس کو مکروہ جانا تو میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا سو البتہ میں تجھ کو حدیث بیان کرتا ہوں اس حکم سے کہ ہم چند اشعری لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ سے سواری مانگنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں ہے پھر حضرت ﷺ

۷۰۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي
قَلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ
كَانَ بَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جُرْمٍ وَبَيْنَ
الْأَشْعَرِيِّينَ وَذُو إِخَاءٍ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي
مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ الطَّعَامَ فِيهِ
لَحْمٌ دَجَاجٌ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ اللَّهُ
كَانَهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ إِلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي
رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَدَرْتُهُ فَحَلَفْتُ لَا آكُلُهُ
فَقَالَ هَلُمَّ فَلَا حَذِيكَ عَنْ ذَلِكَ إِنِّي آتَيْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيَّنْتُ لِي
الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ قَالَ وَاللَّهِ لَا

کے پاس سواری کے اونٹ آئے سو ہمارا حال پوچھا سو فرمایا کہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟ سو حضرت ﷺ نے حکم کیا ہمارے واسطے ساتھ پانچ اونٹ بلند کوہان والوں کے پھر ہم چلے ہم نے کہا کہ ہم نے کیا کیا حضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے اور آپ کے پاس سواری بھی نہ تھی پھر حضرت ﷺ نے ہم کو سواری دی ہم نے حضرت ﷺ کو اپنی قسم سے غافل پایا قسم ہے اللہ کی ہم کبھی مراد نہیں پائیں گے سو ہم حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو ہم نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ نے قسم کھائی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی قسم ہے اللہ کی میں نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے خلاف کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ لاتا ہوں اس کو جو اس سے بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں۔

أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ فَأَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّونَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غَرِّ الدَّرِي ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلْنَا تَفَلُّنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ وَاللَّهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ فَقَالَ لَسْتُ أَنَا أَحْمِلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينِ قَارِي غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا آتَيْتَ الدِّيُّ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَتَحَلَّلْتَهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے نسبت کرنا سواری کا ہے طرف اللہ کی اللہ نے تم کو سواری دی اگرچہ ہاتھ سے حضرت ﷺ نے دی تھی پس وہ مانند قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى﴾۔ (فتح)

۷۰۰۱۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میرے پاس ایک ٹھلیا ہے کہ میں اس میں چھو ہارے بھگوتا ہوں پھر اس کو شیریں پیتا ہوں اگر میں اس سے زیادہ پی کر لوگوں کے ساتھ بیٹھوں تو ڈرتا ہوں کہ رسوا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اور حضرت ﷺ کے درمیان مشرکین مضر ہیں یعنی جو ہم کو حضرت ﷺ کے پاس آنے سے مانع ہوتے ہیں اور ہم نہیں پہنچتے آپ کے پاس مگر ادب کے مہینوں میں سو ہم کو دین کے چند احکام

۷۰۰۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ الضَّبْعِيُّ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَدِيمٌ وَفَدَّ عَبْدُ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ مُضَرٍّ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرٍ حُرْمٍ لَمْ نَرْنَا بِجَمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمَلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُو إِلَيْهَا مَنْ وَرَأْنَا قَالَ أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعِ

فرمایے کہ اگر ہم ان پر عمل کریں تو بہشت میں جائیں اور اپنے پچھلوں کو ان کی طرف بلائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے میں تم کو حکم کرتا ہوں اللہ پر ایمان لانے کا اور کیا تم جانتے ہو کیا چیز ہے ایمان لانا ساتھ اللہ کے گواہی دینا اس کی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا دینا اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے دو اور منع کرتا ہوں تم کو چار چیزوں سے نہ بیوکدوم میں اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن میں اور روغنی رال والے برتنوں سے اور سبز گھڑے سے۔

وَأَنَّهَا كُمْ عَنْ أَرْبَعٍ أَمْرُكُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَهَلْ تَذَرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَتَعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمْسَ وَأَنَّهَا كُمْ عَنْ أَرْبَعٍ لَا تَشْرَبُوا فِي الذُّبَابِ وَالنَّقِيرِ وَالظَّرُوفِ الْمُرْقَتَةِ وَالْحَنْتَمَةِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاثر بہ میں گزری اور یہ اشکال جو وارد ہوتا ہے کہ ایمان کو بدنی عملوں کے ساتھ تفسیر کیوں کیا باوجود اس کے کہ اس کے بعض طریقوں میں روزے اور حج کا بھی ذکر آچکا ہے۔ (فتح)

۷۰۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا۔

۷۰۰۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ.

۷۰۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں کو عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا۔

۷۰۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ.

۷۰۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس

۷۰۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ سَمِعَ أَبَا

سے کون بڑا ظالم ہے جو قصد کرے کہ بنائے تصویر کو میری طرح تو چاہیے کہ ایک ذرہ بنا لیں یا ایک دانہ پیدا کریں یا ایک جو بنا لیں۔

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ بِخَلْقِ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً.

فائدہ: منسوب کیا گیا ہے پیدا کرنا طرف ان کی بطور استہزاء کے یا تشبیہ کے صورت میں فقط اور یہ کہ جو کہا تو چاہیے کہ ایک ذرہ بنا دیں یا ایک جو تو یہ امر ہے ساتھ معنی تعمیر کے اور وہ بطور ترقی کرنے کے ہے حقارت میں یا خنزل کے الزام میں اور مراد ساتھ ذرہ کے اگر چیونٹی ہے تو وہ عذاب کرنا ان کا ہے اور عاجز کرنا ان کا ساتھ پیدا کرنے حیوان کے کبھی اور ساتھ پیدا کرنے بے جان کے کبھی اور اگر ساتھ معنی غبار کے ہے تو وہ عاجز کرنا ان کا ہے ساتھ پیدا کرنے اس چیز کے کہ اس کے واسطے جرم محسوس نہیں کبھی اور ساتھ اس کے کہ اس کے واسطے جرم ہے کبھی اور کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نسبت کی پیدا کرنے کی طرف ان کی واسطے تقریب اور تکلیف کے یعنی اللہ نے ان کو لا جواب کیا ساتھ اس کے کہ جب تم نے تصویر بنانے میں اللہ کی مخلوقات کی مشابہت کی تو اس کو زندہ کرو جیسا کہ اس نے زندہ کیا اور جو ظاہر ہوتا ہے..... کہ مناسبت ذکر حدیث مصورین کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ جو گمان کرے کہ وہ اپنے فعل کو آپ پیدا کرتا ہے اگر اس کا دعویٰ صحیح ہوتا تو البتہ نہ واقع ہوتا انکار ان تصویروں کے بنانے والوں پر اور جب کہ ہوا حکم ان کا ساتھ پھونکنے روح کے اس چیز میں جو انہوں نے تصویر بنائی اور نسبت کرنا ان کی طرف پیدا کرنے کو بطور استہزاء کے تو دلالت کی اس نے اوپر فاسد ہونے قول اس شخص کے جو اپنے فعل کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے بطور استقلال کے والعلم عند اللہ کہا کرمانی نے کہ شاید عرض بخاری رحمہ اللہ کی سچ کثیر اس نوع کے باب وغیرہ میں بیان جواز اس چیز کا ہے جو اس سے منقول ہے کہ اس نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق یعنی بولنا میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہے اگر صحیح ہو یہ قول اس سے میں کہتا ہوں البتہ اس سے صحیح ہو چکا ہے کہ وہ بیزار ہوا اس اطلاق سے سو اس نے کہا کہ جو مجھ سے نقل کرے میں نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق تو وہ جھوٹا ہے میں نے تو صرف یہ

www.KitaboSunnat.com

کہا ہے کہ بندوں کے افعال اور کام مخلوق ہیں۔ (فتح)

بَابُ قِرْآةِ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَأَصْوَاتِهِمْ
وَقَلَاوَتِهِمْ لَا تَجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ.

قراءت فاجر اور منافق کی اور ان کی آواز اور تلاوت ان کی گلوں سے نہیں اترتی

فائدہ: اور مراد فاجر سے منافق ہے اس واسطے کہ وہ حدیث میں مومن کے مقابلے میں واقع ہوا ہے اور احتمال ہے کہ تنویج کے واسطے ہو اور فاجر عام تر ہے منافق سے پس ہوگا یہ عطف خاص کا عام پر۔

۷۰۰۵۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ
۷۰۰۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نے فرمایا کہ اس ایمان دار کی مثال جو قرآن پڑھا کرتا ہے ترنج یعنی سنگترے کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی ہے اور اس کا مزہ بھی اچھا ہے اور اس ایمان دار کی مثال جو قرآن نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس فاجر کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے ہے نیاز بو کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی اور اس کا مزہ کڑوا اور اس فاجر کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا اندر رائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ بھی کڑوا ہے۔

حَدَّثَنَا قَنَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَأَلَّا تُرْجَبُ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ كَأَلَّتَمْرَةَ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحِظَلَّةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا.

فائدہ: اور مطابقت اس کی ترجمہ کے واسطے ظاہر ہے اور مناسبت اس کی پہلے بابوں سے اس جہت سے ہے کہ تلاوت متفاوت ہے ساتھ تفاوت تالی کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ عمل اس کا ہے اور کہا ابن بطلان نے کہ باب کے معنی یہ ہیں کہ قراءت فاجر اور منافق کی نہیں بلند ہوتی ہے طرف اللہ کی اور نہیں پاک ہوتی ہے نزدیک اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پاک ہوتی ہے نزدیک اللہ کے جس سے اس کی رضا مندی مقصود ہو اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ ریحانہ کے جب کہ نہ نفع اٹھایا اس نے ساتھ برکت قرآن کے اور نہ مراد کو پہنچا ساتھ شیرینی اجر اس کے سونہ تجاوز کیا ہونے آواز کی جگہ سے اور وہ حلق ہے اور نہ پھٹی دل کو اور یہ وہی لوگ ہیں جو نکل جائیں گے دین سے۔ (فتح)

۷۰۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت ﷺ سے کاہنوں کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کچھ چیز نہیں یعنی کاہن جھوٹے اور بے حقیقت ہیں تو لوگوں نے کہا یا حضرت! کاہن لوگ کبھی ہم کو کسی چیز کی خبر دیتے ہیں تو ہم اس کو سچ پاتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سچ بات کو جن فرشتوں سے لے بھاگتا ہے سو اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے جیسے آواز مرغ کی تو وہ اس میں سوزیادہ جھوٹ ملاتے ہیں۔

۷۰۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَأَلَ أَنَسُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَاهِنِ فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَسُوا بِشَيْءٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ

مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقْرَأُهَا فِي
أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْفَرَةِ الذَّجَاجَةِ فَيَخْلُطُونَ فِيهِ
أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ.

فائدہ: کہا ابن بطلان نے کہ مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے واسطے مشابہت کا ہن کے ہے ساتھ منافق کے اس واسطے کہ نہیں نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے کا ہن واسطے غلبے جھوٹ کے اوپر اس کے اور واسطے فساد و حال اس کے جیسا کہ منافق نہیں نفع اٹھاتا ہے ساتھ قراءت اپنی کے واسطے فاسد ہونے عقیدے اس کے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ بولنا منافق کا ساتھ قرآن کے اس کی مثل ہے اور بولتا ہے ساتھ اس کے ایماندار سو مختلف ہوتی ہے تلاوت دونوں کی اور تلو ایک چیز ہے سو اگر ہوتا تلو عین تلاوت کا تو نہ واقع ہوتی اس میں مخالفت اور اسی طرح ہے حال کا ہن کا بیچ بولنے اس کے ساتھ کلمے کے وحی سے کہ خبر دیتا ہے اس کو ساتھ اس کے جن جو لے بھاگتا ہے فرشتے سے اور بولنا جن کا ساتھ اس بات کے مخالف ہے واسطے تلفظ فرشتے کے پس جدا جدا ہو گئے۔ (فتح)

۷۰۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ
بْنُ مَيْمُونٍ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ
يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبُدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قَبْلِ
الْمَشْرِقِ وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ
تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ
السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى
يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ قَبْلَ مَا سَيَمَاهُمْ
قَالَ سَيَمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ أَوْ قَالَ التَّسْيِدُ.

۷۰۰۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت عائشہ نے فرمایا کہ نکلیں گے کچھ لوگ مشرق کی طرف
سے قرآن کو پڑھیں گے وہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا
وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار
سے پھر نہ پھریں گے اس میں یہاں تک کہ پھرے تیر اپنے
اوپر کی طرف یعنی جدہر سے آیا کسی نے پوچھا کہ ان کی
علامت کیا ہے؟ فرمایا ان کی علامت سرمندا ہونا ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ جس کا سرمندا ہو وہ خارجی ہو اور حالانکہ یہ بالاتفاق باطل ہے اور جواب یہ ہے کہ سلف اپنے سرمند اتے تھے مگر حج کے وقت یا حاجت کے وقت اور خارجیوں نے اس کو عادت ٹھہرائی تھی تو یہ ان کی علامت ہو گئی تھی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے سرمندا سر اور داڑھی اور تمام بالوں کا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے زیادتی ہو قتل میں اور مبالغہ کرنا بیچ مخالفت امر دین کے میں کہتا ہوں کہ اول احتمال باطل ہے اس واسطے کہ خارجیوں سے سرمندا نا واقع نہیں ہوا اور دوسرا

احتمال بھی ٹھیک نہیں اس واسطے کہ اگرچہ محتمل ہے لیکن حدیث کے بعض طریقوں میں صریح آچکا ہے کہ مراد سر کا منڈانا ہے اور نہیں ہیں مراد اس میں وہ لوگ جن کو علی رضی اللہ عنہ نے نہروان میں جلا دیا تھا بلکہ وہ لوگ زندیق تھے جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کہ تو ہمارا رب ہے اور نامہی وہ لوگ ہیں جو معاویہ کے ساتھ جنگ صفین میں تھے ان کا اعتقاد یہ تھا کہ علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو پہچانتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان سے قصاص نہیں لیتے اور خارجیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کافر تھے اور وہ بحق مارے گئے اور وہ لوگ ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ واقع ہوئی منصفی درمیان علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے صفین میں پھر وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی باغی ہوئے اور ان کو کافر کہنے لگے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ
الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾
اور رکھیں گے ہم ترازو عدل کے واسطے حساب کے دن
قیامت کے

فائدہ: اور اختلاف ہے اس میں کہ یہاں میزان کو جمع کے لفظ سے کیوں ذکر کیا سو بعض نے کہا کہ مرادی ہے کہ ہر شخص کے واسطے ایک ترازو ہے اور ہر عمل کے واسطے ایک ترازو ہے تو یہ جمع ھقیقۃً ہوگی یا نہیں ہے اس جگہ مگر ایک ترازو اور جمع باعتبار تعدد اعمال اور اشخاص کے ہے اور ترجیح اس قول کو ہے کہ ترازو ایک ہے اور نہیں مشکل ہے یہ ساتھ کثرت اس شخص کے جس کا عمل تولا جائے اس واسطے کہ قیامت کا حال دنیا کے حال کی مانند نہیں ہے اور قسط کے معنی ہیں عدل وہ لغت ہے موازن کی کی اگرچہ مفرد ہے اس واسطے کہ وہ مصدر ہے اور معنی یہ ہیں کہ رکھیں گے ہم ترازو جو عدل والی ہے۔ (فتح)

وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوزَنُونَ
یعنی اور آدمیوں کے عمل اور باتیں تولی جائیں گی
فائدہ: اور اس کا ظاہر تعیم ہے لیکن خاص کیے گئے ہیں اس سے دو گروہ سو کافروں میں سے تو وہ ہے جس کا کوئی گناہ نہیں سوائے کفر کے اور نہیں کی اس نے کوئی نیکی کہ وہ واقع ہوگا دوزخ میں بغیر حساب کے اور بغیر تولنے اعمال کے اور ایمانداروں میں سے وہ شخص ہے جس کے واسطے کوئی گناہ نہیں اور اس کے واسطے نیکیاں ہیں بہت زیادہ اور محض ایمان کے پس یہ داخل ہوگا بہشت میں بغیر حساب کے جیسا کہ ستر ہزار کے قصے میں ہے کہ وہ بغیر حساب کے بہشت میں جائیں گے اور جس کو اللہ چاہے گا ان کے ساتھ لاحق کرے گا اور وہ لوگ وہی ہیں جو گزریں گے پل صراط پر بجلی چمکنے والی کی طرف اور ہوا کی طرح اور تیز گھوڑوں کی طرح اور جوان کے سوا ہیں کافروں اور مسلمانوں میں سے ان کا حساب ہوگا اور ان کے عمل تولے جائیں گے اور اللہ نے فرمایا ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ﴾ تو یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ کافروں کا حساب ہو گا اور ان کے اعمال تولے جائیں گے اور نقل کیا ہے قرطبی نے بعض علماء سے کہ کافر کے واسطے ثواب نہیں اور اس کا

عمل مقابل ہے عذاب کے سوا اس کے واسطے کوئی نیکی نہیں کہ تولی جائے بیچ ترازو قیامت کے اور جس کے واسطے کوئی نیکی نہ ہو وہ آگ میں ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے ﴿فَلَا نُفِیْهِمْ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَزَنًا﴾ اور تعجب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مجاز ہے اس کے قدر کی حقارت سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا عمل نہ تو لا جائے اور حکایت کی ہے قرطبی نے بیچ صفت وزن کرنے عمل کافر کے دو وجہیں ایک یہ کہ اس کا کفر ایک پلے میں رکھا جائے گا اور اس کے واسطے کوئی نیکی نہ ہوگی جو دوسرے پلے میں رکھی جائے سوا اونچا ہو گا خالی پلہ اور یہ ظاہر ہے آیت کا اس واسطے کہ وصف کیا ہے میزان کو ساتھ ہلکے ہونے کے نہ موزون کو دوسری وجہ یہ ہے کہ کبھی واقع ہوتا ہے اس سے آزاد کرنا اور بھلائی کرنا اور برادری سے سلوک کرنا اور تمام قسم خیر مالی کے اس قسم سے کہ اگر اس کو مسلمان کرتا تو اس کے واسطے نیکیاں ہوتیں سو جس کے واسطے نیکیاں ہوں گے جمع کی جائیں گے اور رکھی جائیں گے لیکن جب کفر ان کا مقابلہ کرے گا تو راجح ہوگا میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ جزادی جائے اس کو بدلے ان کے اس چیز سے کہ واقع ہو اس سے ظلم بندوں کے سے مثلاً سوا اگر برابر ہو گئیں تو عذاب کیا جائے گا اپنے کفر سے مثلاً فقط نہیں تو زیادہ ہو گا عذاب اس کا ساتھ کفر اس کے یا تخفیف کیا جائے گا اس سے جیسا کہ ابوطالب کے قصے میں ہے کہا ابو اسحاق زجاج نے کہ اجماع ہے اہل سنت کا اوپر ایمان لانے کے ساتھ میزان کے اور یہ کہ عمل بندوں کے قیامت کے دن تولے جائیں گے اور یہ کہ ترازو کی ایک زبان ہے اور دو پلے اور دو جھکتے ہے عملوں سے اور انکار کیا ہے معتزلہ نے میزان سے سوا انہوں نے کہا کہ مراد اس سے عدل ہے سوا انہوں نے مخالفت کی کتاب اور سنت کی اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی کہ وہ رکھے گا ترازو کو واسطے تولنے عملوں کے تاکہ دکھلائے بندوں کو عمل ان کے صورت میں تاکہ اپنے نفس پر گواہ ہوں اور کہا معتزلہ نے کہ اعمال اعراض ہیں محال ہے تولنا ان کا اس واسطے کہ نہیں قائم ہوتے ساتھ ذات اپنی کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ ان کو جسم دے کر تولے گا اور بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ میزان ساتھ معنی عدل اور قضا کے ہے اور راجح مذہب جمہور کا ہے اور روایت کی ابو القاسم لاکائی نے سلمان سے کہ رکھی جائے گی ترازو اور اس کے واسطے دو پلے ہیں اگر دونوں میں سے ایک پلے میں آسمانوں اور زمین کو رکھا جائے تو البتہ اس کو سا لے کہا قرطبی نے کہا بعض نے کہ کاغذ تولے جائیں گے اور اعمال تو اعراض نہیں وصف کیے جاتے ساتھ ہلکے اور بھاری ہونے کے اور حق اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ قیامت کے عمل مجسم کیے جائیں گے اور جسموں میں ڈالے جائیں گے سو فرماں برداروں کے عمل خوبصورت ہو جائیں گے اور بدکاروں کے عمل بد صورت ہو جائیں گے پھر تولے جائیں گے اور ترجیح دی ہے قرطبی نے اس کو کہ جو تولے جائیں گے وہ کاغذ ہیں جن میں اعمال لکھے جاتے ہیں یعنی نامہ اعمال اور یہی منقول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور جب یہ ثابت ہو کہ کاغذ اجسام ہیں پس دور ہوگا اشکال اور صحیح یہ ہے کہ اعمال ہی تولے جائیں گے اور البتہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ

قیامت کے دن میزان میں نیک خلق سے کوئی چیز بھاری نہیں نہ ہوگی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ترازو رکھی جائے گی اور نیکیاں اور بدیاں تولی جائیں گی سو جس کی نیکیاں بقدر ایک دانے کے اس کی بدیوں سے بھاری ہوں گی وہ بہشت میں جائے گا اور جس کی بدیاں اس کی نیکیوں سے ایک دانے کے برابر بھاری ہوں گی وہ دوزخ میں جائے گا اور جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی وہ اعراف میں ہوں گے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقُسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّومِيَّةِ وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمَقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَأَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ.

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ قسطاس کے معنی ہیں عدل رومی زبان میں اور کہا جاتا ہے کہ قسط مصدر ہے اور مقسط کے معنی ہیں عادل اور قاسط کے معنی ہیں ظالم مراد یہ آیت ہے ﴿وَوَزَنُوا بِالْقُسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ﴾ اور قاسط سے مراد یہ آیت ہے ﴿وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾۔

۷۰۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو باتیں ہیں اللہ کے نزدیک پیاری زبان پر ہلکی تول میں بھاری ایک تو سبحان اللہ و بحمدہ اور دوسری سبحان اللہ العظیم۔

۷۰۰۸۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ.

فائدہ: اور خاص کیا ہے لفظ رحمن کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ مقصود حدیث سے بیان کرنا اللہ کی رحمت کی وسعت اور کشادہ ہونے کا ہے اپنے بندوں پر کہ بدلہ دیتا ہے تھوڑے عمل پر ساتھ بہت ثواب کے اور وصف کیا ان کو ساتھ ہلکے اور بھاری ہونے کے واسطے بیان کم ہونے عمل کے اور بہت ہونے ثواب کے اور یہ جو کہا کہ دونوں باتیں ہلکی ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف قلت کلام اور حروف ان کے کی اور شاققت ان کے کی اور کہا طیبی نے کہ خفیفہ مستعمل ہے سہل ہونے سے اور تشبیہ دی سہولت جاری ہونے دونوں کی کو زبان پر ساتھ اس طرح کہ اللہ کی رحمت کی وسعت پر بعض اسباب سے سونہیں ہے اس میں کوئی مشقت مثل بھاری چیز کی اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سب تکالیف سخت اور دشوار ہیں نفس پر بھاری ہیں اور یہ اس پر آسان ہے باوجود اس کے کہ وہ تول میں بھاری ہے مانند بھاری ہونے دشوار تکلیف کے اور بعض سلف سے کسی نے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ نیکی بھاری ہوتی ہے اور بدی ہلکی ہوتی ہے تو اس نے کہا اس واسطے کہ نیکی کا کڑوا ہونا موجود ہے اور س کی شیرینی غائب ہے اسی واسطے بھاری ہے سو

نہ باعث ہو تجھ کو اس کا بھاری ہونا اس کے ترک کرنے پر اور بدی کی شیرینی موجود ہے اور اس کی تلخی غائب ہے اسی واسطے ہلکی ہے سو نہ باعث ہو تجھ کو ہلکا ہونا اس کا اس کے کرنے پر اور واؤ وجمہہ میں حال کے واسطے ہے اور تقدیر یہ ہے اسبح اللہ ہے اسبح اللہ متلبسا بحمدہ لہ من اجل توفیقہ اور بعض نے کہا کہ واؤ عاطفہ ہے اور تقدیر یہ ہے اسبح اللہ والنسب بحمدہ اور احتمال ہے کہ ہو حمد مضاف طرف فاعل کے اور مراد حمد سے لازم اس کا ہے یا جو واجب کرے حمد کو توفیق سے اور مانند اس کی سے اور احتمال ہے کہ ہو با متعلق ساتھ محذوف متقدم کے اور تقدیر یہ ہے اشی علیہ بجمہہ سو ہوگا سبحان اللہ جملہ مستقل اور بجمہہ جملہ دوسرا اور کہا خطابی نے بیچ حدیث سبحانک اللھم ربنا وجمہک اے بقوتک یعنی تیری قوت سے نہ اپنی قوت سے کہا ابن بطلال نے کہ یہ فضائل جو وارد ہیں بیچ فضل ذکر کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اہل شرف اور کمال فی الدین کے واسطے ہیں مانند پاک ہونے کے حرام سے اور بڑے گناہوں سے سو تو نہ گمان کر جو ہمیشہ ذکر کرے اور گناہوں پر اصرار کرے اور دین اللہ کا ادب نہ کرے وہ بھی پاک لوگوں کے ساتھ ملحق ہوگا اور ان کے درجے کو پہنچے گا اس ذکر سے اور حالانکہ نہ اس کے ساتھ تقویٰ ہے نہ عمل صالح اور کہا کرمانی نے کہ اللہ کی صفات وجودی ہیں مانند علم اور قدرت کے اور وہ صفات اکرام کے ہیں اور عدی مانند اشریک اور لامثل کی اور یہ صفات جلال کے ہیں پس تسبیح اشارہ ہے طرف صفات اکرام کی اور ترک تعقید مشعر کی ہے ساتھ تعیم کے اور معنی یہ ہیں کہ میں اس کو پاک کرتا ہوں تمام نقصوں سے اور حمد کرتا ہوں اس کی ساتھ تمام کمالات کے اور نظم طبعی تقاضا کرتی ہے کہ تخلیلہ مقدم ہو تخلیہ پر سو مقدم کیا سبحان اللہ کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تخلیہ کے اور مؤخر کیا تمہید کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تخلیہ کے اور اللہ کے لفظ کو مقدم کیا اس واسطے کہ وہ اسم ہے ذات کا جو جامع ہے تمام صفات کو اور اسمائے حسنیٰ کو اور وصف کیا ہے اس کو ساتھ عظیم کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے واسطے سلب اس چیز کے کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے اور ثابت کرنے اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ عظمت مستلزم ہے واسطے عدم نظیر اور مثل کے اور مانند اس کی کے اور اسی طرح علم ساتھ جمع معلومات کے اور قدرت اوپر جمع مقدرات کے اور ذکر کیا تسبیح کو متلبس ساتھ حمد کے تاکہ معلوم ثبوت کمال کا اس کے واسطے بطور نفی اور اثبات کے اور مکرر کیا اس کو واسطے تاکید کے اور اس واسطے کہ شان تنزیہ کا اکثر ہے کثرت مخالفت کی جہت سے اسی واسطے قرآن میں تسبیح کا ذکر مختلف عبارتوں سے آیا ہے اور اس واسطے کہ تزیہات عقل سے پائی جاتی ہیں برخلاف کمالات کے کہ عقل ان کے ادراک سے عاجز ہے کہا بعض محققوں نے کہ حقائق الہی نہیں پہچانے جاتے ہیں مگر سلب کے طریق سے جیسا علم میں ہے کہ نہیں پایا جاتا ہے اس سے مگر یہ کہ وہ جاہل نہیں اور بہر حال معرفت حقیقت علم اس سے سو نہیں ہے کوئی راہ اس کی طرف کہا شیخ الاسلام بلقینی نے کہ جب کہ اصل عظمت اول اور آخرت میں اللہ کی توحید تھی تو ختم کیا کتاب کو ساتھ کتاب توحید کے اور آخری امر جس کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے مفلح خاسر سے تول کا ہلکا اور بھاری ہونا تھا تو اس کو کتاب کا اخیر باب ٹھہرایا

پس شروع کیا کتاب کو ساتھ الاموال بالنیات کے اور یہ..... ہے اور ختم کیا کتاب کو ساتھ اس کے کہ عمل قیامت کے دن تولے جائیں گے اور اشارہ کیا اس کی طرف کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان میں سے بھاری وہی عمل ہوگا جس میں اللہ کے واسطے نیت خالص کی ہو اور اس حدیث میں ترغیب اور تخفیف ہے اور رغبت دلانا ہے اوپر ذکر مذکور کے اس واسطے کہ اللہ اس کو دوست رکھتا ہے اور اس کا ہلکا ہونا بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ متعلق ہے ساتھ عمل کے اور اس کا بھاری ہونا بہ نسبت اظہار ثواب کے ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے قصد کیا ہے اپنی کتاب کے ختم کرنے کا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر وزن اعمال کے اس واسطے کہ وہ اخیر اثر تکلیف کا ہے اس واسطے کہ نہیں بعد تولنے اعمال کے مگر قرار پکڑنا بہشت میں یا دوزخ میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ موحدین کو دوزخ میں عذاب کر کے شفاعت کے ساتھ نکالے اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں رغبت دلانا اوپر مداومت اس ذکر کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو کہے سبحان اللہ و بجمہ ایک دن میں سو بار تو اس کے گناہ دور کیے جاتے ہیں اگر چہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں اور جب کہ یہ ثواب فقط سبحان اللہ و بجمہ میں ثابت ہوا تو جب اس کے ساتھ او رکلمہ جوڑا جائے تو ظاہر یہ ہے کہ اس میں اور زیادہ ثواب ہوگا جو اس کے مناسب ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف بجالانے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ اور البتہ خبر دی ہے اللہ نے فرشتوں سے چند آیتوں میں کہ وہ اللہ کی تسبیح کہتے ہیں اور صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری ماں آپ پر قربان ہو کہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا کلام کون سا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان ربی وبحمدہ سبحان ربی وبحمدہ اور اسی کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے نزدیک پیارا کلام یہ ہے سبحان اللہ وبحمدہ۔

الحمد للہ کہ فیض الباری کی کمپوزنگ آج مکمل ہو گئی ہے۔

16-11-07

بروز جمعہ المبارک

کمپوزنگ: حافظ عبدالوہاب بن محمد اصغر

0321-4162260

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست

- آ نحضرت ﷺ کا اتفاق اہل علم پر ترغیب دینا اور اہل حرمین کا اجماع اور مشاہدہ آنحضرت ﷺ اور مہاجرین اور انصار کے جو مدینہ منورہ میں ہیں..... 566
- اللہ تعالیٰ کا فرمانا آنحضرت ﷺ سے کہ تیرا کچھ اختیار نہیں..... 578
- اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان کہ آدمی بڑا جھگڑالو ہے..... 579
- آیت ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا﴾ الآیۃ کا بیان..... 583
- جب حاکم یا عامل کا اجتہاد غلطی سے رسول اللہ ﷺ کے برخلاف بغیر عمل واقع ہو تو اس کا حکم مردود ہے..... 585
- جب حاکم اجتہاد کر کے ثواب کو پہنچے یا غلطی کرے تو اس کو ثواب ملنے کا بیان..... 586
- اس شخص پر حجت قائم کرنا جس نے کہانی ﷺ کے احکام ظاہر تھے..... 589
- جس شخص کی یہ رائے ہے کہ حضرت ﷺ کا انکار نہ کرنا حجت ہے آپ کے غیر کا انکار نہ کرنا حجت نہیں..... 592
- جو احکام دلائل سے پہچانے جاتے ہیں اور دلالت کا معنی اور اس کی تفسیر کیا ہے؟..... 596
- حضرت ﷺ کا فرمانا کہ اہل کتاب سے کچھ نہ پوچھو..... 602
- حضرت ﷺ کا منع کرنا تحریم کی دلیل سے مگر جس کی اباحت دوسری شرعی دلیل سے سمجھی جائے..... 606
- اختلاف کا مکروہ ہونا..... 605
- اللہ تعالیٰ کا فرمانا ان کا کام آپس میں مشورے سے ہوتا ہے..... 609

کتاب التوحید والرد علی الجہمیۃ

- آنحضرت ﷺ کا اپنی امت کو توحید کی طرف بلانا..... 617
- بیان اس آیت کا کہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو جس کو پکارو گا بہتر ہوگا..... 627
- اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں بہت روزی دینے والا ہوں صاحب قوت کا..... 630

- 632..... آیت ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَيَّ غَيْبِ أَحَدًا﴾ کا بیان ❀
- 638..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ﴾ کا بیان ❀
- 639..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ کا بیان ❀
- 641..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ کا بیان ❀
- 644..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ﴾ کا بیان ❀
- 645..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ کا بیان ❀
- 648..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿هُوَ الْقَادِرُ﴾ کا بیان ❀
- 649..... www.KitaboSunnat.com..... مقلوب القلوب کا بیان ❀
- 650..... اللہ تعالیٰ کے ننانویں نام ہیں ایک کم سو..... ❀
- 651..... اللہ تعالیٰ کے ناموں کے واسطے سے سوال کرنا اور پناہ مانگنا..... ❀
- 655..... اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و اسماء کے متعلق جو کچھ احادیث میں آیا ہے..... ❀
- 658..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَيُحَذِرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾ کا بیان ❀
- 662..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ کا بیان ❀
- 663..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَلَتَصْنَعَنَّ عَلَيَّ عَيْنِي﴾ کا بیان ❀
- 665..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ کا بیان ❀
- 666..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿لَمَّا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ کا بیان ❀
- 674..... حضرت ﷺ کا فرمانا لا شخص اغیر من اللہ..... ❀
- 676..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿قُلْ أَيْ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ﴾ کا بیان ❀
- 677..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ کا بیان ❀
- 688..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ﴾ کا بیان ❀
- 693..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاطِرَةٌ﴾ کا بیان ❀
- 713..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ کا بیان ❀
- 715..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا﴾ کا بیان ❀
- 716..... آسمان و زمین وغیرہ مخلوق کے پیدا کرنے کا بیان..... ❀
- 717..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ﴾ کا بیان ❀

- 721..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿إِنَّمَا أَمْرُنَا لَيْشِيءٌ﴾ کا بیان
- 724..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لَكَلِمَاتِ رَبِّي﴾ کا بیان
- 725..... مشیت اور ارادہ کا بیان
- 736..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ﴾ کا بیان
- 742..... اللہ تعالیٰ کا جبریل علیہ السلام سے کلام کرنا اور اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو ندا کرنا
- 744..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةَ يَشْهَدُونَ﴾ کا بیان
- 746..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ﴾ کا بیان
- 756..... قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا انبیاء وغیرہم سے کلام کرنا
- 763..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا﴾ کا بیان
- 771..... www.KitaboSunnat.com رب تعالیٰ کا اہل جنت سے کلام کرنا
- 773..... ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ امر کے اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا اور تضرع کے
- 776..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا﴾ کا بیان
- 780..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ﴾ کا بیان
- 781..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ کا بیان
- 783..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿لَا تَحْرِيكَ بِهِ لِسَانَكَ﴾ کا بیان
- 785..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَأَسِرُوا قَوْلَكُمْ أَوْ اجْهَرُوا بِهِ﴾ کا بیان
- 787..... حضرت ﷺ کے قول رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به الخ کا بیان
- 788..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ کا بیان
- 793..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿قُلْ فَاتُوا بِالْتَّوْرَةِ فَاتَلَوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ کا بیان
- 795..... حضرت ﷺ نے نماز کا نام عمل رکھا
- 797..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خَلِيقٌ هَلُوعًا﴾ کا بیان
- 798..... حضرت ﷺ کا اپنے رب سے ذکر اور رخصت کرنا
- 801..... توراہ وغیرہ آسمانی کتابوں کی عربی وغیرہ میں تفسیر کرنی جائز ہے
- 804..... حضرت ﷺ نے فرمایا قرآن کا ماہر کرنا کاتبین کے ساتھ ہے
- 807..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿فَاقْرَأُوا مَا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ کا بیان

- 809..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ﴾ کا بیان ❀
- 810..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ﴾ کا بیان ❀
- 813..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ کا بیان ❀
- 820..... فاجر اور منافق کا قرآن پڑھنا اس کے گلے سے آگے نہیں بڑھتا..... ❀
- 824..... اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ کا بیان ❀



